شیخ الطائفہ طوسی کی معروف
"کتاب الغیبۃ" کا اردو ترجمہ

غیبتِ طوسی

تالیف

ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن حسن
بالمعروف شیخ الطائفہ طوسی
۳۸۵ھ - ۴۶۰ھ

ترجمہ و تحقیق

آصف علی رضا

نظر ثانی

علامہ ندیم عباس حیدری علوی
فاضل دمشق

تراب پبلیکیشنز لاہور
042-37112972, 0345-8512972

Scanned with CamScanner

شیخ الطائفہ طوسی کی معروف ''کتاب الغیبۃ'' کا اُردو ترجمہ

غَیبتِ طوسیؒ

تالیف

ابو جعفر محمد بن حسن الطوسیؒ

[۳۸۵ھ-۴۶۰ھ]

ترجمہ و تحقیق

آصف علی رضا

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

تصحیح و نظر ثانی

علامہ ندیم عباس حیدری علوی فاضل دمشق

تُراب پبلیکیشنز لاہور

دکان نمبر 9، گراؤنڈ فلور الوہاب مارکیٹ 38- غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

فون: 042-37112972
0345-8512972
0306-9755612

Scanned with CamScanner

نوٹ: التماس سورۂ فاتحہ برائے بانی ادارہ تراب پبلی کیشنز شہید ولایت علامہ ناصر عباس ملتان

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ

نام کتاب	:	غیبتِ طوسیؒ
تالیف	:	ابوجعفر محمد بن حسن الطوسیؒ
ترجمہ و تحقیق	:	آصف علی رضا ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور
تصحیح و نظر ثانی	:	علامہ ندیم عباس حیدری علوی فاضل دمشق
پیش کش	:	حسنین اقبال خان نوانی
پروف ریڈنگ	:	شیر محمد عابد مولائی
اشاعت	:	اگست 2020ء
ہدیہ (عام کاغذ)	:	-/700 روپے
(اعلیٰ کاغذ)	:	-/1000 روپے

ملنے کا پتہ

تُرابُ پبلیکیشنز لاہور

دکان نمبر 9، گراؤنڈ فلور الوہاب مارکیٹ 38-غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

فون: 0306-9755612, 0345-8512972 , 37112972 -042

email: molai512@gmail.com , facebook.com/turabpublishers

Scanned with CamScanner

انتساب

اس مقدس ہستی کے نام جس کے صدقے کائنات کا نظام چلتا ہے،

ـــ جس کے صدقے رزق ملتا ہے،

ـــ جس کے صدقے سورج حرکت کرتا ہے،

ـــ جس کے صدقے چاند کی روشنی ہے،

ـــ جس کے صدقے بادل برستا ہے،

ـــ جس کے صدقے زمین قائم ہے،

ـــ جس کے صدقے آسمان باقی ہے،

ـــ جس کے صدقے ہوائیں چلتی ہیں،

ـــ جس کے صدقے پانی بہتا ہے،

ـــ جس کے صدقے حیات باقی ہے،

ـــ جس کے صدقے کائنات باقی ہے،

ـــ جس کے صدقے اسلام باقی ہے،

ـــ جس کے صدقے نظام باقی ہے،

ـــ جس کے صدقے قیام باقی ہے!

اللہ تعالیٰ ان کے ظہور میں تعجیل فرمائے، آمین!

Scanned with CamScanner

ترتیب

☆ انتساب	3
☆ عرضِ ناشر	11
☆ مقدمہ مترجم	13
☆ کتب کے تراجم کی ضرورت و اہمیت	14
☆ موجودہ ترجمے کے محرکات	15
☆ موجودہ ترجمے کی خصوصیات	16
☆ اظہارِ تشکر	17
☆ حرفِ آخر	18
☆ کچھ مؤلف کے بارے میں	19
☆ نام	19
☆ کنیت	19
☆ لقب	19
☆ ولادت	19
☆ حالاتِ زندگی	19
☆ آپ کا خاندان	20
☆ اساتذہ	20
☆ شاگرد	21
☆ علمی آثار	22
☆ اعتقادی آثار	23
☆ تفسیری آثار	23
☆ فقہی آثار	23
☆ اصول فقہ میں آثار	24

Scanned with CamScanner

☆ حدیث میں آثار 24
☆ رجال میں آثار 24
☆ متفرق آثار 25
☆ وفات حسرت آیات 25
☆ مقدمہ مؤلف 26

فصل نمبرا

☆ غیبت پر گفتگو 28
☆ پہلا طریقہ 28
☆ دوسرا طریقہ 28
☆ ا-سردار کے وجوب پر دلیل 30
☆ مخالفینِ امامت کا اعتراض 30
پہلا اعتراض: 30
دوسرا اعتراض: 31
تیسرا اعتراض 31
☆ دوسرا اصول: عصمتِ امام 44
☆ تیسرا اصول: حق اس اُمت سے کبھی باہر نہیں جائے گا 45
☆ کیسانیہ کا بطلان 45
☆ حجرِ اسود کی گواہی 46
☆ مذہب ناووسیہ کا بطلان 50
☆ مذہبِ واقفہ کا بطلان 50
☆ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے اثبات اور واقفہ کا اظہار 79
☆ واقفی مذہب کی ظاہری شکل کے عوامل 116
☆ واقفہ کی مذمت میں روایات 122
☆ امامِ زمانہؑ کی ولادت کے سلسلے میں مخالفین کے اعتراضات 137
☆ اعتراض 137

Scanned with CamScanner

☆ غَیبت کا فلسفہ اور حکمت 147
☆ امام زمانہؑ کی غَیبت میں حدودِ الٰہی کا نفاذ 155
☆ اسلامی تعزیرات کے اطلاق کے بارے میں 156
☆ امامؑ کی غَیبت کے دوران سچائی کو سمجھنا 157
☆ سیّد مرتضیٰ کا بیان 159
☆ امامؑ کی اپنے ماننے والوں کے لیے غَیبت کی وجہ 159
☆ سیّد مرتضیٰؒ کا نظریہ 165
☆ امامِ زمانہؑ کی ولادت کو چھپانا کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے 166
☆ غَیبت کی کچھ مثالیں 170
☆ حضرت موسیٰؑ کی غَیبت 170
☆ حضرت یوسفؑ کی غَیبت 171
☆ حضرت یونسؑ کی غَیبت 171
☆ اصحابِ کہف کی غَیبت 171
☆ صاحب الحمار کی غَیبت 172
☆ طویل عمر پانے والے افراد کا بیان 173
☆ جناب سلمان محمدیؓ 173
☆ دجال 174
☆ لقمان بن عاد 174
☆ ربیع بن ضبع 175
☆ مستوغر بن ربیعہ 176
☆ اکثم بن صیفی الاسدی 177
☆ صیفی بن ریاح 177
☆ ضبیرہ بن سعید 178
☆ درید بن صمہ جشمی 179
☆ محصن بن غسان 179
☆ عمرو بن حممہ الدوسی 179

☆ حارث بن مضاض الجرہمی 180
☆ عبدالمسیح بن بقیلہ الغسانی 180
☆ نابغہ الجعدی 181
☆ ابوالطمحان القینی 182
☆ ذوالاصبع العدوانی 183
☆ زہیر بن جناب الحمیری 183
☆ دوید بن نہد 184
☆ حارث بن کعب 185
☆ فارس کے معمر ترین لوگ 186
☆ ضحاک 187
☆ افریدون عادل 187
☆ عرب کے معمر ترین اشخاص 187
☆ یعرب بن قحطان 187
☆ عمرو بن عامر 187
☆ جلہمہ بن ادد 188
☆ عمرو بن لحی 188
☆ عمرو بن لحی 189
☆ امام زمانہؑ کی امامت پر ایک اور دلیل 191
☆ ائمہ کی تعداد بارہ ہونے پر اہلِ سنت کی روایات 192
☆ ائمہؑ کی تعداد بارہ ہونے پر شیعہ روایات 199
☆ امامِ زمانہؑ کی غَیبت پر ائمہ معصومینؑ کی روایات 226
☆ امامِ زمانہؑ کے ظہور کے اثبات پر روایات 247
☆ امامِ زمانہؑ کا حضرت علیؑ و بتولؑ کی اولاد میں سے ہونے کے...... 256
☆ امامِ زمانہؑ کا امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہونا 259
☆ ان لوگوں کا انکار جو یہ کہتے ہیں کہ امام مہدیؑ...... 263
☆ ان لوگوں کی تردید جو یہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کا...... 264

Scanned with CamScanner

☆ کیسانیہ فرقہ کے عقائد کا رد 267
☆ ناووسیہ فرقہ کے عقائد کا رد 269
☆ واقفہ فرقہ کے عقائد کا رد 271
☆ محمدیہ فرقہ کے عقائد کا رد 271
☆ امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر دلائل 272
☆ سید محمد کی اپنے والد (امام ہادیؑ) کی حیات میں موت کا بیان 273
☆ امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات 277
☆ عسکریہ فرقہ کے عقائد کا رد 301
☆ امام حسن عسکری علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے اور مہدی موعود...... 303
☆ ان لوگوں کا رد جن کا عقیدہ ہے کہ امام حسن عسکریؑ کی شہادت 305
☆ جعفر بن علی (جعفر کذاب) کو امام ماننے والوں کا رد 305
☆ ان لوگوں کا رد جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام حسن عسکریؑ لاولد تھے 306
☆ ان لوگوں کا رد جن کا عقیدہ ہے کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ 308
☆ ان لوگوں کا رد جن کا عقیدہ ہے کہ امامت امام حسن عسکری علیہ السلام پر...... 309
☆ فطحیہ کے عقیدے کا رد 310
☆ امامت کا حسنین کریمینؑ کے بعد دو بھائیوں میں جمع نہ ہونے پر روایات 310
☆ علی بن جعفر کی عدم عصمت پر گفتگو 312
☆ ان لوگوں کی رد جن کا عقیدہ ہے کہ امام تیرہ ہیں 314

فصل ۲
☆ امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کی گواہیاں 315

فصل ۳
☆ امام زمانہؑ کی زیارت سے جو لوگ مشرف ہوئے 355
☆ درود جو امامِ زمانہؑ کی توقیع میں برآمد ہوا 399

فصل ۴
☆ غیبت کے دوران امامِ زمانہؑ کے معجزات 403

☆ امامِ زمانہؑ سے برآمد ہونے والی توقیعات 407

فصل ۵
☆ امام زمانہؑ کے ظہور میں تاخیر کی وجوہات 479
☆ امامؑ کی غیبت کے دوران شیعوں کا امتحان 487

فصل ۶
☆ متشابہ اخبار 496
☆ منظور شدہ سفراء کا تذکرہ 498
☆ حمران بن اعین 498
☆ مفضل بن عمر 498
☆ معلّی بن خنیس 500
☆ نصر بن قابوس لخمی 500
☆ عبداللہ بن جندب بجلی 501
☆ محمد بن سنان 502
☆ عبدالعزیز بن مھتدی قمی الاشعری 502
☆ علی بن مہزیار اھوازی 503
☆ ایوب بن نوح بن دراج 504
☆ علی بن جعفر ہمانی 505
☆ ابوعلی بن راشد 505
☆ مذموم گروہ کا تذکرہ 507
☆ فارس بن حاتم بن ماہویہ قزوینی 508
☆ احمد بن ہلال عبرتائی 509
☆ زمانہ غیبت کے ممدوح سفراء کا تذکرہ 509
☆ ابوعمرو عثمان بن سعید عمری 509
☆ ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری کا تذکرہ 519

Scanned with CamScanner

☆ ابوالقاسم حسین بن روحؒ کا تذکرہ 530
☆ مسائل محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری 545
☆ ابوالحسن علی بن محمد سمری کا تذکرہ 570
☆ سفارت اور ربوابیت کے چند جھوٹے دعویداروں کا تذکرہ 576
☆ (ابومحمد) المعروف شریعی 576
☆ محمد بن نصیر نمیری 577
☆ احمد بن ہلال کرخی 580
☆ ابوطاہر محمد بن علی بن ہلال 581
☆ حسین بن منصور حلاج 583
☆ ابن ابی عزاقر 587
☆ شلمغانی پر لعنت کے لیے امام زمانہؑ کی توقیع 598
☆ توقیع کا متن 601
☆ ابوبکر بغدادی اور ابودلف مجنون 602
☆ امامؑ کے خصوصی معاونین کا تذکرہ 607
☆ ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی 607
☆ احمد بن اسحاق اور توقیع کے ممدوح افراد 610
فصل ۷
☆ امام زمانہ علیہ السلام کی طویل عمر کا بیان 611
☆ امام زمانہؑ کی وفات یا شہادت کے بعد زندہ ہونے کی روایات 614
☆ امام زمانہؑ کے ظہور کا وقت 617
☆ ان اخبار سے متعارض روایات 621
☆ امام زمانہؑ کے ظہور سے قبل ہونے والی چند علامات کا تذکرہ 628
فصل ۸
☆ امام زمانہؑ کی صفات، منازل اور سیرت کا تذکرہ 665

Scanned with CamScanner

عرضِ ناشر

پروردگارِ عالم نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کے صدقے میں ہم گنہگاروں پر ایک مرتبہ پھر احسانِ عظیم کیا ہے جس کے لیے ہم اس کا جتنا بھی شکر ادا کریں، کم ہے۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ ہم قطعاً اس قابل نہ تھے کہ وہ کچھ کر سکیں مگر پروردگارِ عالم نے ہم سے وہ کام لے لیا یعنی مذہبِ حقہ کی عظیم، معتبر اور مشہور کتاب "الغیبۃ شیخ طوسیؒ" کا اُردو ترجمہ شائع کروادیا۔ شیخ طوسیؒ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ آپ ہماری کتبِ اربعہ میں سے دو کتابوں (تہذیب الاحکام اور الاستبصار) کے مصنّف ہیں۔ آپ نے یہ کتاب غَیبتِ امامِ آخرالزمانؑ کے موضوع پر لکھی اور یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد، عدیم النظیر، اپنے ابواب میں ممتاز، کامل، مستند، شیریں اور پُرکشش ہے۔ اس کتاب میں امامِ زمانہؑ کی شخصیت، وجود اور غَیبت کے بارے میں قرآن، حدیث، اقوالِ معصومینؑ اور تاریخ کے حوالے سے ثبوت فراہم کیے گئے ہیں۔ نیز اس میں مخالفین، منکرین اور منافقین کے شکوک وشبہات کو روشن اور واضح دلائل سے غلط اور باطل ثابت کیا گیا ہے۔ یقیناً اس کتاب کے مطالعہ سے امامِ زمانہؑ کے بارے میں عوام الناس کی معرفت اور معلومات میں اضافہ ہوگا اور غَیبت کے بارے میں جو شکوک وشبہات پھیلائے جاتے ہیں، ان کا بھی بآسانی ازالہ ہو سکے گا۔

اس عظیم کتاب کا ترجمہ برادرِ محترم آصف علی رضا ایڈووکیٹ نے انتہائی آسان اور تحقیق کے ساتھ کیا ہے اور اس پر تصحیح ونظرثانی محترم علامہ ندیم عباس حیدری علوی (فاضل دمشق) نے کی ہے۔ میں ان دونوں حضرات کا خصوصاً مشکور ہوں اور دیگر تمام حضرات کا بھی مشکور ہوں کہ جنھوں نے اس کتاب کی تیاری کے مراحل میں ہمارا ساتھ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ معصومین علیہم السلام کے صدقے میں ادارے کے ساتھ منسلک

Scanned with CamScanner

ہر فرد کی توفیقاتِ خیر میں اضافہ فرمائے۔

مَیں اُمید کرتا ہوں کہ زمانے کا وارث امامؑ ہماری اس معمولی سی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ایسے اسباب پیدا فرمائے گا کہ یہ ادارہ ہمیشہ اس خاندانِ تطہیر کے متعلق ایسی معتبر و مستند کتاب کے تراجم اور تصانیف شائع کرتا رہے گا۔

الحقیر پُر تقصیر!

علی ابوتراب خان نوانی

سربراہ ادارہ تراب پبلی کیشنز، لاہور

Scanned with CamScanner

مقدمہ مترجم

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اکیلا اور یکتا ہے، اُلوہیت میں تنہا ہے، زبانیں اس کی تعریف بیان نہیں کرسکتیں، آنکھیں اسے دیکھ نہیں سکتیں، وہ مخلوق کی صفات سے بالاتر ہے، حدود و معانی سے بلند ہے، اس کی کوئی مثال نہیں ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں اس کے اکیلے ہونے کا اقرار کرتا ہوں، اس کی کرامت کا خواہشمند ہوں اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسولؐ ہیں، اس نے ان کو اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا، ان کو کتاب دے کر بھیجا تاکہ بندوں پر حجت قائم ہوسکے اور دین کے معاملات ان کے سپرد کیے۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر، اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلافصل خلیفہ و جانشین ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیّدہ فاطمہ صدیقۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا ہیں اور کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السلام امامینِ ہدایت اور نشانِ تقویٰ ہیں، جوانانِ جنّت کے سردار اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے نو امام معصومؑ، ہادی، برحق اور مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ انھی میں سے قائم آلِ محمدؑ اس زمانے کے امامؑ اور وارث ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔ (اللہ ان کے ظہور میں تعجیل فرمائے، آمین!)

Scanned with CamScanner

امابعد! خدائے غنی کی رحمت کا محتاج آصف علی رضا ابن غلام قاسم عرض کرتا ہے کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ تمام انسانی صفات سے اشرف وافضل اور اعظم واکمل صفت علم ہے کیونکہ یہ علم ہی ہے جو جہالت اور نادانی کی تاریکیوں میں رہبری وراہنمائی کرتا ہے اور ضلالت وگمراہی کی لہروں سے بندہ کو آزاد کراتا ہے۔ یہ علم ہی ہے کہ جس کے طلبگار کے پاؤں کے نیچے ملائکہ اَبرار کے مقدس پَر بچھائے جاتے ہیں اور جس کے لیے پرندے ہواؤں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں استغفار کرتی ہیں۔

یہ علم ہی ہے کہ جس کے حامل کی عبادت دیگر عبادت گزاروں کی عبادت سے اور جس کے قلم کی سیاہی شہداء کے خون سے بروزِ محشر افضل و برتر ہوگی۔ پھر یہ حقیقت بھی لاریب ہے کہ علم کی ملکیت کا دعویٰ عوام الناس میں سے کوئی نہیں کرسکتا ہے، چاہے ظاہراً لوگ اسے بہت بڑا عالم ہی کیوں نہ سمجھتے ہوں، اور چاہے اُن کے اس بڑے بڑے سکول و مدارس کی کئی عدد ڈگریاں واسناد ہوں کیونکہ یہ بات عام مشاہدے سے ثابت ہے کہ بہت سے ڈگریوں کے حامل اور ایک عرصہ اسکولوں اور مدرسوں میں پڑھنے والے علم سے محروم ہیں جبکہ بہت سے ایسے لوگ جن کے پاس کوئی ڈگری نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ کسی سکول اور مدرسے سے پڑھے ہوتے ہیں وہ علم کی دولت سے مالامال ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علم کا مالک اختیارِ کُل رکھتا ہے کہ جسے چاہے عطا کرے اور جسے چاہے محروم رکھے، لہٰذا اگر کوئی شخص کچھ عرصہ کسی سکول یا مدرسے میں پڑھ کر کچھ ڈگریاں حاصل کر چکا ہے اور اس زعم میں ہے کہ بس وہ ''عالم'' ہے تو اسے حقیقت کی دنیا میں واپس آنا چاہیے اور لوگوں کے سامنے ڈگریوں کا عالم مشہور ہونے کے بجائے علم کے مالک سے علم کی بھیک مانگنی چاہیے تاکہ تکبر کے راستے کو چھوڑ کر عاجزی کے راستے پر گامزن ہو سکے اور بے شک اللہ متکبرین کو پسند نہیں کرتا ہے۔

کتب کے تراجم کی ضرورت واہمیت

یہ بات کس قدر قابلِ افسوس ہے کہ ہمارے ہاں مترجم کتب کی بہت کمی ہے اور اس طرف بالکل توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہوں گی لیکن ایک وجہ یہ بھی ہے کہ علماء کا

ایک گروہ خود اس بات کا مخالف ہے کہ کتب کے تراجم کیے جائیں اور اس گروہ کا خیال ہے کہ کتب کے تراجم ہونے سے عوام الناس کو فائدے کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ البتہ اس نظریئے کے مخالفین تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ میرے نزدیک مذکورہ نظریہ درست نہیں ہے بلکہ عوام الناس کو ان کی اپنی زبان میں کتب مہیا نہ کرنا ان کے لیے علم کے حصول کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تمام متمدن قومیں اپنے بزرگوں کی علمی کتابوں کے دھڑا دھڑ ترجمے شائع کر کے ابناء وطن کو ان سے استفادہ کرنے کے مواقع فراہم کر رہی ہیں۔ خود ہمارے برادران اسلامی اپنی صحاح ستہ، اپنی تفسیروں، تاریخوں اور سیرت وغیرہ کی علمی کتابوں کے تراجم کر کے ملک وقوم کے سامنے پیش کر چکے ہیں مگر کس قدر بدقسمتی ہے کہ ہماری قوم کی اکثریت صرف زبانی کلامی ہاؤ وہو اور نعرہ بازی میں لگی ہوئی ہے اور کوئی خاص قابلِ ذکر علمی کام نہیں ہو رہا ہے اور جو کام کیا بھی جا رہا ہے تو وہ بھی دنیا و دولت کو سامنے رکھ کر کیا جا رہا ہے اور جن کتب کے تراجم کیے جا رہے ہیں ان میں کتر وبیونت اور تحریف کی جا رہی ہے اور یہ ایک ایسا بیہودہ اقدام ہے کہ اس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ چنانچہ ضرورت اور سخت ضرورت اس بات کی ہے کہ مرحوم اور زندہ علمائے حقہ کے ان علمی کارناموں کو جو دوسری زبانوں میں ہیں ان کے تراجم اپنی قومی زبان (اُردو) میں کر کے قوم کے سامنے رکھے جائیں اور ان کو براہِ راست ان صاف وشفاف چشموں سے سیراب ہونے کا زریں موقع فراہم کیا جائے ''تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل کے ساتھ۔ اور بے شک اللہ سننے والا جاننے والا ہے''۔ (الانفال:۴۲)

موجودہ ترجمے کے محرکات

چونکہ مجھے ابتداء ہی سے کتابوں سے محبت ہے اور کتاب پڑھنا میرا مشغلہ ہے اور اس سلسلے میں کافی کتب میری لائبریری میں بحمد للہ موجود ہیں جن میں اُردو کتب کے ساتھ ساتھ عربی، فارسی اور انگریزی کتب بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ چونکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ کتب کے اُردو میں تراجم ہونا انتہائی ضروری ہیں لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ عربی اور انگریزی کی معتبر اور اہم کتب

Scanned with CamScanner

کو اُردو زبان میں ترجمہ کیا جائے اور سلسلے میں تین انتہائی معتبر، مفید اور مشہور کتب کو منتخب کیا جن میں سے ایک ''کتاب الغیبۃ'' شیخ طوسیؒ ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کے لیے صرف اتنا کافی ہے کہ اس کے مصنف ہماری کتب اَربعہ میں سے دو کتب (تہذیب الاحکام اور الاستبصار) کے مصنف بھی ہیں جو ہمارے مسلک کی بنیادی کتب میں شامل ہیں۔

شیخ الطائفہ طوسیؒ کی یہ کتاب ''الغیبۃ'' کا موضوع امامِ زمانہؑ کی ذاتِ اَقدس ہے اور انھوں نے امام زمانہ علیہ السلام کے کسی بھی طرح کے منکر پر خوب گرفت کی ہے اور اس سلسلے میں جو شکوک و شبہات لوگوں نے پیدا کیے ہیں ان کا اچھی طرح اُزالہ کیا ہے۔

میں نے ترجمہ کرتے ہوئے ''کتاب الغیبۃ'' کے دو زبانوں میں نسخے سامنے رکھے ہیں ایک عربی اور دوسرا انگریزی۔ چنانچہ عربی نسخہ وہ ہے جو الشیخ عباد اللہ الطہرانی اور الشیخ علی احمد ناصح کی تحقیق سے شعبان ۱۴۱۱ھ میں موسسۃ المعارف الاسلامیہ (قم المقدسہ) میں چھاپ ہوا ہے اور انگریزی نسخہ وہ ہے جسے سیّد اطہر حسین ایس این رضوی نے انگریزی میں ترجمہ کیا ہے اور اسے انصاریان پبلی کیشنز نے یکم جنوری ۲۰۱۲ء کو چھاپ کر کے شائع کیا۔

موجودہ ترجمے کی خصوصیات

ویسے تو ہر مترجم کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے ترجمے کو خوب سے خوب تر بنا کر پیش کرے لیکن میں نے اسے خوب سے خوب ترین بنانے کی کوشش کی ہے اور اس ترجمے کی چند خصوصیات درج ذیل ہیں:

۱- میں نے الفاظ کا استعمال انتہائی آسان اور سادہ کیا ہے۔

۲- اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ اس میں کوئی تحریف یا کسی قسم کی کوئی کمی بیشی نہ ہو۔

۳- احادیث پر تحقیق لگائی ہے اور ہر حدیث کے بعد ان کتب کے حوالہ جات دیئے ہیں جن میں وہ حدیث نقل ہوئی ہے۔

۴- احادیث کا عربی متن اعراب کے ساتھ شامل کیا ہے۔

۵- جہاں کہیں ضرورت محسوس کی ہے وہاں اُردو دان طبقہ کے مطابق مفید حاشیہ جات شامل کیے ہیں۔

۶- ابتدائی حصّے میں کچھ احادیث کے راویوں کے حالات کو درج کیا ہے اور ان کا رجالی معیار واضح کیا ہے۔

۷- احادیث کی اسناد میں سے ترجمے میں صرف آخری راوی کا نام لکھا ہے اور باقی راویوں کے نام ترک کر دیئے ہیں تاکہ قاری کو پڑھنے میں آسانی رہے۔ البتہ محقق حضرات کے لیے احادیث کی مکمل اسناد عربی متن میں موجود ہیں۔

۸- ترجمے کو بامحاورہ اور انتہائی آسان کیا ہے تاکہ سمجھنے اور پڑھنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

اظہارِ تشکر

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد میں خاندانِ تطہیرؑ کا انتہائی مشکور ہوں جو اس بات پر قادر ہے کہ دین و شریعت اور اپنے ذکر پاک کی تشہیر و تحریر کے لیے جس کو چاہے منتخب کرے اور اس خاندان کی نظر انتخاب اس سلسلے میں مجھ حقیر پُرتقصیر پر پڑی اور مجھے اس قابل سمجھا کہ میرا نام گمنام اپنے خداموں میں شامل فرمایا اور مجھے سعادت بخشی کہ میں اپنے دیگر قلمی آثار کے ساتھ ساتھ ''کتاب الغیبۃ'' کا ترجمہ بھی انجام دوں اور مجھے حتمی یقین ہے کہ یہ کریم خاندان میری اس حقیرانہ کوشش کو ضرور شرفِ قبولیت بخشے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی محمد و آلِ محمد و عجل فرجھم۔

علاوہ ازیں میں اپنے ان تمام احباب اور گھر والوں کا شکرگزار ہوں جنھوں نے میری ہر مقام پر اور ہر وقت تائید و امداد جاری رکھی ہوئی ہے۔ میں بالخصوص استادِ محترم سیّد وقار حسین نقوی ایڈووکیٹ و ممبر پنجاب بار کونسل، سیّد عکرمہ شاہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، سیّد حسن رضا جعفری ایڈووکیٹ ہائی کورٹ، میاں غضنفر عباس جنجیانہ سیال، میاں قمر عباس جنجیانہ سیال، سیّد فیاض حسین شاہ بخاری، سیّد نقی حسن عابدی (آسٹریلیا)، میاں حسن رضا جنجیانہ سیال، سیّد منظور حسین شاہ (کوٹ سیال)، میاں ثقلین عباس جنجیانہ سیال اور برادر علی ابوتراب خان (سربراہ ادارہ تراب پبلی کیشنز) لاہور کا بے حد مشہور ہوں کہ جن کا ساتھ میرے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سمیت ان تمام حضرات کی توفیقاتِ خیر میں اضافہ فرمائے۔

حرفِ آخر

مجھے اُمید ہے کہ آپ حضرات کو میری یہ حقیرانہ سی کاوش بہت پسند آئے گی جس کو انجام دینے میں مَیں نے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کی ہیں لیکن پھر بھی تقاضائے بشریت کے تحت کچھ کمی وبیشی اور غلطی کا ہوجانا امکان لازم ہے، لہٰذا اگر ایسی کوئی کمی بیشی اور غلطی معلوم ہو تو اسے درگزر فرما کر اس سے مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ تصحیح کی جاسکے۔

آخر میں جملہ مرحومین بالخصوص میرے والد مرحوم کے لیے سورۂ فاتحہ کی التماس ہے کہ تلاوت فرما کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ مریضوں کو بالخصوص میری والدہ ماجدہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ان کا سایہ میرے سر پر قائم و دائم رکھے، آمین!

(مترجم)

کچھ مؤلف کے بارے میں

نام

آپؒ کا نام محمد بن حسن بن علی بن حسن ہے۔

کنیت

آپؒ کی کنیت ابوجعفر ہے۔

لقب

آپؒ کا لقب شیخ طوسیؒ یا شیخ الطائفہ ہے۔

ولادت

شیخ طوسیؒ ماہِ رمضان ۳۸۵ھ کو شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے چار سال بعد ایران کے شہر خراسان میں متولد ہوئے۔[1] آپؒ کی کنیت ابوجعفر ہے لیکن کبھی کبھی آپؒ کو ابوجعفر ثالث بھی کہا جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ کلینیؒ اور شیخ صدوقؒ دونوں کی کنیت بھی ابوجعفر ہے۔

حالاتِ زندگی

شیخ طوسیؒ ۴۰۸ھ کو تیئس برس کی عمر میں عراق تشریف لے گئے اور پانچ سال تک شیخ مفیدؒ کی شاگردی میں رہے۔آپؒ شیخ مفیدؒ کے علاوہ تین سال تک حسین بن عبداللہ غضائری، ابن حاشر بزاز، ابن ابی جید اور ابن صلت کے شاگرد بھی رہے۔آپؒ نے سیّد مرتضیٰ کو بھی درک کیا ہے۔[2] عباسی خلیفہ القائم بامراللہ نے بغداد میں علمِ کلام کی تدریس آپؒ کے سپرد کی اور آپؒ کی شاگردی میں تقریباً تین سو علماء شامل تھے۔آپؒ اسی منصب پر فائز رہے یہاں تک

[1] طبقات اعلام الشیعہ بزرگ طہرانی، ص۱۶۱
[2] ایضاً

Scanned with CamScanner

کہ سلجوقی ترکیوں نے بغداد کو فتح کیا اور ۴۴۷ھ میں طغرل بغداد میں آئے اور انھوں نے شاپور لائبریری کو جلا ڈالا۔ ۴۴۸ھ کو اہلِ تشیع اور اہلِ سنت کے درمیان تصادم ہوا۔ ابن جوزی کہتے ہیں: انھی حوادث کے دوران شیخ طوسیؒ بغداد سے چلے گئے اور ۴۴۹ھ میں آپؒ کا گھر مسمار کیا گیا۔ اس کے بعد آپؒ نجف اشرف چلے گئے اور حوزہ علمیہ نجف کی بنیاد رکھی۔ اگر چہ کہا جاتا ہے کہ یہ حوزہ ان سے قبل بھی موجود تھا۔ [1] شیخ طوسیؒ نے اپنی عمر کے آخری بارہ سال نجف اشرف میں ہی گزارے۔ [2]

آپ کا خاندان

شیخ طوسیؒ کا حسن کے نام سے ایک بیٹا تھا جنھوں نے اپنے والد گرامی کی رحلت کے بعد نجف اشرف میں ہی زندگی بسر کی یہاں تک کہ شیعہ مرجعیت تک پہنچے۔ شیخ طوسی کا اپنے بیٹے حسن سے ایک پوتا بنام محمد تھا جس کی کنیت ابوالحسن تھی اور وہ اپنے زمانے کے شیعہ مراجع میں سے تھے اور ۵۴۰ھ کو نجفِ اشرف میں اس دنیا سے رحلت کر گئے۔ [3]

اساتذہ

شیخ طوسیؒ کے اساتذہ میں کافی نام ذکر ہوئے ہیں۔ میرزا حسین نوری نے سینتیس افراد کو آپ کے اساتذہ میں شمار کیا ہے۔ [4] لیکن شیخ طوسیؒ اکثر جن اساتذہ سے روایت کرتے ہیں اُن کی تعداد پانچ ہے [5] اور ان کے نام درج ذیل ہیں:

1. شیخ ابوعبداللہ احمد بن عبدالواحد بن احمد بزاز معروف بہ ابن حاشر و ابن عبدون (المتوفی ۴۳۲ھ)
2. شیخ احمد بن محمد بن موسیٰ المعروف ابن الصلت اہوازی (متوفی ۴۰۸ھ)

[1] طبقات اعلام الشیعہ: بزرگ طہرانی، ص ۱۶۱
[2] سیری در زندگی، شیخ طوسی، در بزارہ شیخ طوسی دوانی: ص ۲۰
[3] اعیان الشیعہ: جلد نہم، ص ۱۶۰
[4] طبقات اعلام الشیعہ: ص ۱۶۲
[5] ایضاً

3. شیخ حسن بن عبیداللہ بن غضائری (متوفی ۴۱۱ھ)
4. شیخ ابوالحسین علی بن احمد بن محمد بن ابی جید (متوفی ۴۰۸ھ)
5. ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان المشہور شیخ مفیدؒ (متوفی ۴۱۳ھ)

شاگرد

اہلِ تشیع اور اہلِ سنت کے تقریباً تین سو سے زیادہ مجتہدین نے شیخ طوسی کی شاگردی اختیار کی ہے جن میں سے بعض کے نام یوں ہیں: [1]

1. آدم بن یونس بن ابی مہاجر نسیفی
2. ابوبکر احمد بن حسین بن احمد خزاعی نیشاپوری
3. ابوطالب اسحاق بن محمد بن حسن بن حسین بن محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی
4. ابوابراہیم اسماعیل برادر اسحاق مذکور
5. ابوالخیر برکۃ بن محمد بن برکۃ اسدی
6. ابوالصلاح تقی بن نجم الدین حلبی
7. ابوابراہیم جعفر بن علی بن جعفر حسینی
8. شمس الاسلام حسن بن حسین بن بابویہ قمی المعروف حسکا
9. ابومحمد حسن بن عبدالعزیز بن حسن جبہانی
10. ابوعلی حسن بن شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی
11. موفق الدین حسین بن فتح واعظ جرجانی
12. محی الدین ابوعبداللہ حسین بن مظفر بن علی بن حسین حمدانی
13. ابوالصمصام و ابوالوضاح ذوالفقار بن محمد بن معبد حسینی مروزی
14. زین بن علی داعی حسینی
15. زین بن علی بن حسین حسینی
16. سعد الدین بن براج

[1] نہایۃ شیخ طوسی: مقدمہ بزرگ طہرانی، ص ۳۶

Scanned with CamScanner

۱۷ ابوالحسن سلیمان بن حسن بن سلمان مہرشتی
۱۸ شہرآشوب سروی مازندرانی جد شیخ محمد بن علی مؤلف معالم العلماء والمناقب
۱۹ صاعد بن ربیعہ بن ابی غانم
۲۰ عبدالجبار بن عبداللہ بن علی المقری رازی المعروف مفید
۲۱ ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن احمد حسینی خزاعی نیشاپوری المعروف مفید
۲۲ موفق الدین ابوالقاسم عبیداللہ بن حسن بن حسین بن بابویہ
۲۳ علی بن عبدالصمد تمیمی سبزواری
۲۴ غازی بن احمد بن ابی منصور سامانی
۲۵ کردی بن عکبر بن کردی فارسی
۲۶ جمال الدین محمد بن ابی القاسم طبری آملی
۲۷ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن شہریار خازن غروی
۲۸ محمد بن حسن فتال نیشاپوری صاحب روضۃ الواعظین
۲۹ ابوالصلت محمد بن عبدالقادر بن محمد
۳۰ ابوالفتح محمد بن علی کراجکی
۳۱ ابوجعفر محمد بن علی بن حسن حلبی
۳۲ ابوعبداللہ محمد بن ہبۃ اللہ الطرابلسی
۳۳ سیّد مرتضیٰ ابوالحسن مطہر بن ابی القاسم علی بن ابی الفضل محمد حسینی دیباجی
۳۴ منتہی بن ابی زید بن کیا بکی حسینی جرجانی
۳۵ منصور بن حسین آبی
۳۶ ابوابراہیم ناصر بن رضا بن محمد بن عبداللہ علوی حسینی

علمی آثار

شیخ طوسی مختلف علوم جیسے فقہ، کلام، تفسیر، حدیث، رجال وغیرہ میں بے شمار علمی آثار کے مالک ہیں۔ آپ کے بعض آثار ضائع ہو چکے ہیں۔ آقا بزرگ طہرانی نے آپ کے آثار کی

فہرست تیار کی ہے جو ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

اعتقادی آثار

۱ مقدمہ فی المدخل الی علم الکلام
۲ اصول العقائد
۳ الاقتصاد الھادی الی طریق الرشاد
۴ تلخیص الشافی
۵ تمھید الاصول شرح کتاب جمل العلم والعمل
۶ ریاضۃ العقول شرح کتاب بمقدمہ فی المداخل الی علم الکلام
۷ الغیبۃ (یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے)
۸ مالا یسع المکلف الاخلال بہ
۹ ما یعلل ومالا یعلل
۱۰ المفصح
۱۱ الفرق بین النبی والامام

تفسیری آثار

۱۲ التبیان فی تفسیر القرآن
۱۳ المسائل الدمشقیہ
۱۴ المسائل الرجبیہ

فقہی آثار

۱۵ النھایہ فی مجرد الفقہ والفتاویٰ
۱۶ الخلاف فی الاحکام (اسے مسائل الخلاف بھی کہا جاتا ہے)
۱۷ المبسوط فی فقہ الامامیہ
۱۸ مسالۃ فی تحریم الفقاع

Scanned with CamScanner

۱۹ مسالة فی وجوب الجزیة علی الیهود والمنتمین الی الجبابرة

۲۰ مسائل ابن البراج

۲۱ المسائل القمیة

۲۲ الایجاز

۲۳ المسائل الجنبلائیه

۲۴ المسائل الحائریه

۲۵ المسائل الحلبیه

اصول فقہ میں آثار

۲۶ شرح الشرح

۲۷ العدة فی اصول

۲۸ مسالة فی العمل بخبر الواحد وبیان حجیة

حدیث میں آثار

۲۹ الاستبصار فیما اختلف من الاخبار

۳۰ تہذیب الاحکام

رجال میں آثار

۳۱ رجال طوسی

۳۲ اختیار معرفة الرجال (یہ اصل کتاب رجال الکشی ہے جس کی آپ نے تصحیح کی ہے)

۳۳ الجمل والعقود

۳۴ مختصر المصباح

۳۵ مختصر فی عمل یوم ولیلة

~~۳۶ هدایة المسترشد وبصیرة المتعبد~~

۳۷ مصباح المتہجد

Scanned with CamScanner

متفرق آثار

۳۸ الامالی

۳۹ انس الوحید

۴۰ الفہرست

۴۱ مختصر اخبار المختار بن ابی عبید الثقفی

۴۲ مسالة فی الاحوال

۴۳ المسائل فی الیاسیة

۴۴ المسائل الرازیة

۴۵ مقتل الحسینؑ

۴۶ مناسک الحج فی مجرد العمل

۴۷ النقض علی ابن شاذان فی مسالة الغار [1]

وفات حسرت آیات

شیخ طوسیؒ نے اپنی عمر کے آخری بارہ سال نجفِ اشرف میں گزارے اور سوموار کی رات ۲۲ محرم الحرام ۴۶۰ھ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے شاگرد حسن بن مہدی سلیقی، حسن بن عبدالواحد، عین زربیا اور ابوالحسن لولوی نے انھیں غسل دیا اور ان کے گھر میں انھیں سپردِ خاک کیا گیا۔ [2]

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا گھر ابھی بھی دینی علوم کے لیے درس گاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اب یہ مسجد میں تبدیل ہو گیا ہے۔ مسجد شیخ طوسی (جسے جامع شیخ طوسی بھی کہا جاتا ہے) آج کل نجف اشرف کی مشہور ترین مساجد میں شمار ہوتی ہے اور اب تک کئی بار اس کی توسیع و تعمیر کی گئی ہے۔ [3]

...... ✱ ......

[1] النہایہ شیخ طوسی، مقدمہ آقا بزرگ، ص ۱۷

[2] طبقات اعلام الشیعہ، آقا بزرگ، ص ۱۶۲

[3] طبقات اعلام الشیعہ: آقا بزرگ، ص ۱۶۲

مقدمہ مؤلف

تمام تعریفیں اُس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنی تعریف کی طرف ہماری رہنمائی فرمائی، اور ہمیں تعریف کرنے والوں میں قرار دیا اور ہمیں اپنے دین سے تمسک کرنے اور اپنے راستے پر جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائی اور اُس نے ہمیں نعمت کا انکار کرنے والوں میں اور اس نے اپنی طوالت اور اپنے فضل کے منکرین میں سے قرار دیا اور نہ ان لوگوں سے جو ایسے ہوں کہ:

اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۝۱۹ (سورۂ مجادلہ: آیت ۱۹)

”شیطان نے ان پر قابو پالیا ہے اور انھیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ یہ گروہ شیطان ہیں۔ آگاہ رہو! شیطان کا گروہ ہی یقیناً خسارے میں ہے“۔

اور درود ہو اُس کے انبیاءؑ کے سردار اور اس کے اصفیاء کے خاتم حضرت محمد ﷺ پر اور آپؐ کی طیب آل پر جو چمکتے ہوئے ستارے اور چمکتے ہوئے اعلام ہیں، جن کی ولایت سے ہم متمسک ہوئے ہیں اور ان کی رہنمائی کی رسّی سے تعلق جوڑا ہے اور ان سے تمسک ہونے کی وجہ سے کامیابی کی اُمید رکھتے ہیں اور ان پر سلام تسلیم ہو۔

امابعد! مجھے میرے شیخ جلیل، اللہ ان کی عمر دراز کرے، نے ایک کتاب لکھنے کا حکم فرمایا کہ جس میں امام صاحب الزمانؑ کی غیبت پر، ان کی غیبت کے اسباب پر، ان کی غیبت کے طویل ہونے کے اسباب پر اور لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہونے، جبکہ ان کی شدید ضرورت ہے، پر کلام کیا جائے۔ اور س کتاب میں لڑائی جھگڑوں، ہرج مرج کے واقعہ ہونے، زمین میں کثیر فساد ہونے اور اس کی خشکی اور تری پر پھیل جانے پر گفتگو کی جائے۔ نیز امامؑ کے ظہور نہ کرنے اور اس میں کیا مانع ہے اور ان کی طرف احتیاج پر بھی گفتگو کی جائے اور اس حوالے

Scanned with CamScanner

سے اس کتاب میں مخالفین کے شکوک وشبہات اور دشمنان کے طعن کا جواب دیا جائے۔

اور جو حکم انھوں نے مجھے دیا میں نے اس پر تنگی وقت، ذہنی فکر، ناموافق حالات اور مشکلات کے باوجود عمل کیا اور ان کی تجاویز کے آگے سر تسلیم خم کیا۔ میں نے یہاں اس طرح گفتگو کی ہے جس سے شکوک وشبہات محو ہوں گے کیونکہ اس معنی کو تفصیل سے میری دوسری کتاب جو امامت کے موضوع پر اور میرے اساتذہ کی کتب میں بیان کیا جا چکا ہے اور میں اس باب میں ان مسائل پر کلام کروں گا جو مختلف لوگ سوال پوچھتے ہیں اور جو کچھ میں بیان کروں گا اس پر اخبارِ صحیحہ دلالت کرتے ہیں اور جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس پر تاکید اور اخبار سے متمسک رہنے والے کے لیے نتیجہ گیر ہوں گے اور طالب علموں کے لیے حالات کا اظہار ہوں گے کیونکہ اکثر لوگوں پر ایسا کلام لطیف جس کا تعلق اس باب سے ہے، مخفی رہتا ہے اور انھیں اس کا پتا نہیں چلتا ہے۔ چنانچہ میں نے جو طریقہ اپنایا ہے اس سے فریقین کو فائدہ ہوگا۔ میں اللہ سے مدد اور توفیق کی التجا کرتا ہوں اور وہی میرے لیے کافی اور بہترین وکیل ہے۔

...... ✸ ......

فصل نمبر 1

غَیبت پر گفتگو

جاننا چاہیے کہ امام صاحب الزمان علیہ السلام کی غَیبت پر گفتگو کے دو طریقے ہیں:

پہلا طریقہ

اوّل یہ کہا جائے کہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ امامت ہر حال میں واجب ہے اور مخلوق جو کہ غیر معصوم ہے، اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ اسے کسی وقت بھی بغیر سردار (امام) کے چھوڑ دیا جائے اور سردار کے لیے عصمت قطعی (حتمی) شرط ہے۔ پس! یہ اس حال سے خالی نہیں ہے کہ یا تو وہ سردار ظاہر معلوم ہوگا یا غائب مستور ہوگا اور جب کہ ہمارے علم میں ہے کہ ہر وہ شخص جو ظاہری امامت کا مدعی ہے، اس کی عصمت غیر مقطوع ہے بلکہ اس کے ظاہری افعال اور اعمال بھی عصمت کے منافی ہیں تو ہمیں معلوم ہوا کہ جس کی عصمت قطعی ہے وہ غائب چھپا ہوا ہے اور جب ہم نے جان لیا کہ کیسانیہ، ناووسیہ اور واقفیہ وغیرہم کا ہر شخص جو اپنی عصمت کے حتمی ہونے اور غائب ہونے کا مدعی ہے، اس کا قول باطل ہے تو اس سے ہمیں جان جانا چاہیے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کی امامت، غَیبت اور ولایت صحیح ہے اور ہمیں ضرورت ہی نہیں رہتی کہ ان کی ولادت اور سببِ غَیبت پر ہم کوئی مزید بحث کریں۔ اس ثبوت کے ساتھ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے کیونکہ حق کا اس اُمت سے خارج ہونا جائز نہیں ہے۔

دوسرا طریقہ

ہم کہیں گے کہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کی غَیبت پر گفتگو تو اثباتِ امامت پر فرع ہے اور ہمارا مخالف اگر ان کی امامت کو تسلیم کرتا ہے اور ان کی غَیبت پر سوال پوچھتا ہے

Scanned with CamScanner

تو ہم جواب دیں گے اور اگر وہ ان کی امامت ہی کو تسلیم نہیں کرتا تو پھر ان کی غیبت کے بارے سوال پوچھنے کا کیا معنی ہوا؟ جو کہ ان کی امامت کا اثبات ہی نہیں ہے اور پھر ہم کب تک ان کی امامت ثابت کرتے رہیں گے جبکہ ہم نے دلائل قاہرہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ جو لوگ غیر معصوم ہیں ان کی بقائے تکلیف کے لیے ہر حال اور ہر زمانے میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ اس امام کی عصمت قطعی ہونی چاہیے۔ پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ اُمت سے حق خارج ہو جائے۔

پس! جب یہ ثابت ہو چکا تو ہم نے اس سلسلے میں اُمت کے مختلف اقوال دیکھے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتا ہے کہ کوئی امام نہیں ہے مگر اس کا یہ قول ان دلائل سے باطل ہو جاتا ہے جن سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر حال میں ایک امام کا ہونا واجب ہے اور ایک گروہ ایسے لوگوں کی امامت کا قائل ہے جن کی عصمت قطعی نہیں ہے۔ پس! اس گروہ کا قول ہمارے ان دلائل سے باطل ہو جاتا ہے جو ہم نے امام کی عصمت قطعی کے وجوب پر دیئے ہیں اور ایک گروہ وہ ہے جو بعض لوگوں کی عصمت کا مدعی بن کر ان کی امامت کی طرف جاتا ہے لیکن مشاہدہ اس کے خلاف گواہی دیتا ہے کیونکہ ان کے افعال اور اَحوال عصمت کے منافی ہوتے ہیں۔ پس! کوئی وجہ نہیں ہے کہ جس کے خلاف ضرورت کو ہم جانتے ہیں اس پر گفتگو کی تکلیف کریں۔

اور وہ جس کی عصمت کا دعویٰ کیا جاتا ہے اور ایک قوم اس کی امامت مانتی ہے جیسے کیسانیہ جناب محمد بن حنفیہؒ کی امامت کے قائل ہیں اور ناووسیہ امام جعفر صادقؑ بن محمدؑ کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ مرے نہیں ہیں اور واقفہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ امام موسیٰ بن جعفر صادقؑ مرے نہیں ہیں اور ان کے اقوال باطل ہونے پر وجوہات ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ پس! دونوں طریقوں میں اس امر کی ضرورت ہے کہ ان کو اقوال کے فاسد ثابت کیا جائے تاکہ ہمارا قصد تمام ہو اور ان میں تین اصولوں کا ثابت کرنا بھی ضروری ہے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یعنی ریاست کا وجوب، عصمت قطعی کا وجوب اور حق کا اس اُمت سے خارج نہ ہونا اور ہم ہر ایک کو ثابت کرنے کے لیے مختصراً دلائل پیش کریں گے کیونکہ تفصیل میری دوسری کتب میں موجود ہے جو امامت سے متعلق ہیں اور اس میں مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب

غیبت سے متعلق ہے اور اللہ اس پر ہمیں توفیق عطا فرمائے۔

۱۔سردار کے وجوب پر دلیل

امام کی اعلیٰ قیادت کے لیے ثبوت کی ضرورت یہ ہے کہ یہ الٰہی احسان ہے اور یہ ایک ضروری عقلی اصول ہے اور یہ وجہ اس کی ضرورت کا حکم لگاتی ہے۔ مثال کے طور پر یہ جانتے ہوئے کہ خدا موجود ہے۔ ایک اصول کے طور پر کہ جس کے بغیر کوئی مکلف نہیں ہو سکتا کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ یہ واضح ہے کہ جب غیر معصوم لوگوں کا ایک گروہ متاثر کن اور قابلِ احترام سردار کے بغیر ہوتا ہے جو دشمنوں کو روکتا ہے، مجرم کو سزا اور کمزور کو طاقتور کی دست درازی سے بچائے تو فتنہ پیدا ہو جاتا ہے، دھوکہ دہی پھیل جاتی ہے، اچھائی کم اور بُرائی زیادہ ہو جاتی ہے اور جب ان صفات کا حامل سرداران کے پاس ہوتا ہے تو صورتِ حال اس کے برعکس ہو جاتی ہے۔ یعنی اچھائی زیادہ اور بُرائی کم ہو جاتی ہے اور فتنہ وفساد غیر عام ہو جاتا ہے؟

یہ بات بالکل واضح ہے اور اہلِ عقل سے مخفی نہیں ہے اور جو اس سے انکار کرے اس کی گفتگو احسن نہیں ہے اور اس پر جس قدر اعتراضات ہیں ہم نے ان کا جواب اپنی کتاب ''تلخیص الشافی اور شرح الجمل'' میں دے دیا ہے اور یہاں ان کا تذکرہ کر کے ہم طوالت نہیں کرنا چاہتے۔

میں نے بعض متاخرین کو سیّد مرتضیٰ کے غیبت پر کلام میں گفتگو کرتے ہوئے پایا ہے اور خواہش سے گمان کر لیا کہ اس نے استدلال کی ایک لکیر ڈھونڈ لی ہے اور اپنی غلطی کو آراستہ کیا ہے۔ کسی ایسے شخص کے صحیح ہونے پر جس میں عقل ولیاقت کی کمی ہو اور مَیں اس پر بات کروں۔

مخالفینِ امامت کا اعتراض

اس نے کہا: غیبت پر گفتگو اور اس پر اعتراض کی تین وجوہات ہیں:

○ پہلا اعتراض:

ہم امامیہ کو ثبوت دیتے ہیں کہ غیبت ایک بُرے پہلو کو شامل کرتی ہے یا غیبت کے دوران ذمہ داری کو لازم کرنا ایک بُرا پہلو رکھتا ہے۔ ان کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ غیبت کوئی بُرا پہلو نہیں

Scanned with CamScanner

رکھتی کیونکہ اگر بُرائی شامل ہوگئی تو غیبت بھی بُرائی بن جائے گی اگرچہ یہ ایک اچھا پہلو بھی رکھتی ہے جیسا کہ ہم نے کہا کہ کسی شخص پر ذمہ داری کو لازم کرنا اس کی استطاعت سے دُور ہے اور ایک بُرے پہلو کو شامل کرنا ہے اگرچہ اس میں اچھا پہلو شامل ہو سکتا ہے جو اس کے غیر کے لیے لطف ہے۔

○ دوسرا اعتراض:

غیبت ہر زمانے میں امام کے لازم ہونے کے استدلال کی خلاف ورزی کرتی ہے کیونکہ اگر حقیقت یہ ہے کہ اُمور کی انجام دہی کے لیے قابلِ احترام اور متاثر کن سردار موجود ہو جو لوگوں کو بُرائی سے دُور کرتے، ہر زمانے میں اس کی موجودگی کو ضروری بناتا ہے اور اس کے بغیر ذمہ داری کا عائد کرنا غلط ہے۔ اس اصول کی خلاف ورزی غیبت میں نہیں کی جاسکتی جب تک ہم اس کے دوران بُرائیوں سے دُور رہیں گے۔ اگر ہم سردار کے ساتھ ہوں جو ان صفات کا حامل ہے تو یہ اس طرح کی خدائی حکیم قیادت کی ضرورت کا ثبوت ہے۔ تاہم اس طرح کے رہبر کا وجود تعین کے دوران ثابت نہیں کیا جاتا اور نہ ہی یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ جب وہ موجود نہیں ہے تو مذہبی ذمہ داریوں کا ہونا ناجائز ہے۔ اس طرح یہ ثبوت کو باطل کر دیتا ہے۔

○ تیسرا اعتراض

یہ کہتا ہے کہ آپ کے مطابق امامت کا فائدہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو بُرائیوں سے دُور کرتا ہے تاہم اس کے چھپے رہنے کی وجہ سے اس کو حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے اور اسی وجہ سے اس کے وجود اور عدم وجود میں کوئی فرق نہیں ہے۔ چونکہ اس کا چھپا ہوا مدِ مقابل اس کے ضروری وجود سے مطابقت نہیں رکھتا ہے جس کی وجہ سے آپ نے بحث کی ہے کہ آپ کی دلیل اس کے وجود کے تقاضے کا سبب نہیں ہے لہٰذا اگرچہ آپ کی دلیل آپ کے نکتہ کی نشان دہی کرتی ہے جب وہ معاشرے کو چلانے کی حالت میں موجود ہے لیکن اس سے کوئی ایسا امام ثابت نہیں ہوتا ہے جو معاشرے کے اُمور کو نہیں چلا رہا ہے اور اس کے نتیجے میں معاشرے پر امام کا کنٹرول بھی ثابت نہیں ہوتا ہے۔

جواب: اس کی بحث کا پہلا حصّہ ''ہم امامیہ کو ثابت کرتے ہیں کہ غیبت بُرے پہلو کو

شامل کرتا ہے" کی وضاحت دینا پڑے گی جسے وہ امامیہ سے ثابت کرنا چاہتا ہے تب ہمارے لیے ممکن ہو سکے گا کہ ہم اسے تسلیم کریں اور اس کا جواب دیں۔ چونکہ اس نے ایسا نہیں کیا ہے اس لیے اس کی دلیل قطعی نہیں ہے۔ اگر وہ یہ پوچھتا ہے کہ "کیا آپ اس کو رد کرتے ہیں کہ غَیبت بُرے پہلو کو شامل کرتی ہے؟" تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ جبر، باطل، جھوٹ، دھوکہ دہی اور جہالت کے تناظر میں غلط پہلو قابلِ فہم ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اس میں شامل نہیں ہے۔ یہ ہمیں کسی بھی غلط پہلو کی مثال کو مسترد کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ایمان کی بُرائی کو غَیبتِ امام میں یہ بیان کر کے ثابت کیا جاسکتا ہے کہ یہ مکلف سے مشکلات اور رکاوٹوں کو دُور کرتا ہے کیونکہ امام کی رہنمائی سے دُور ہو کر، جو کہ درحقیقت ایک خدائی احسان ہے، اور اسی طرح امام کی سرزنش سے لوگوں کے خوف (کے بغیر) اگر معاشرہ نافرمانی کرے تو اسے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا یہ مکلف پر خدائی فضل کی خلاف ورزی نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ غَیبت پر ایمان ایک بُرائی ہے— کیوں ہے؟

اس کا جواب وہی ہوگا جس کی وضاحت ہم نے امامت کی ضرورت کے تناظر میں کی ہے کہ اُمور کی انتظامیہ اور سرزنش کے خوف کو وہ خود اپنے موقف سے حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ انھوں نے طاقت کے ذریعے دھمکی دے کر اسے چھپنے پر مجبور کیا اور اس معاشرہ کو چلانے کی اجازت نہیں دی۔ لہٰذا یہ وہ بُرائی ہے جس کی وجہ بھی یہ خود ہیں۔ یہ اسی طرح کے معاملے کی طرح ہے کہ جب کوئی کہتا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ مذہبی فرائض جو اللہ کے وجود کو نہیں جانتا، جو برکت والا ہے، غلط ہے کیونکہ اس نے اس علم کا فائدہ نہیں اُٹھایا جو اس کے لیے فضل ہے لہٰذا اس کو مذہبی ذمہ داریوں سے مرتب کرنا غلط ہے۔ اسی طرح سے ہمارا مخالف ایسے سوال کا یہ جواب دے گا کہ کافر نے خود ہی یہ کام کیا کیونکہ اللہ نے اپنی معرفت کے راستے کو معین کیا اور اسے اعتقاد حاصل کرنے کی توفیق عطا کی اور اگر اس نے اس کا احترام نہیں کیا اور ایمان حاصل نہیں کیا تو اس نے یہ کام خود ہی کیا اور یہ اس کی مذہبی فرائض کی تابع داری کو غلط پیش نہیں کرتا۔

ہم جواب دیتے ہیں کہ امام کا اُمور چلانا نعمت نہیں ہے کہ مکلف اس سے غَیبت کے دوران لطف اندوز ہو بلکہ یہ وہ چیز ہے جس کے وہ خود سبب بنے ہیں اور اگر وہ اُمور کو چلانے کی

طاقت کے ساتھ امام کو مہیا کردیں تو وہ ظاہر ہو جائے گا اور معاشرے کو چلائے گا اور اس کی عزّت مادی ہو جائے گی۔ لہٰذا غَیبت کے دوران مذہبی ذمہ داریاں غلط نہیں ہیں اور کوتاہی مکلف پر ہی رہے گی نہ کہ امام پر۔

ہم اسی طرح کے معاملات بیان کر چکے ہیں اور ان کتابوں میں ان کا حوالہ دیا ہے اور آیندہ بھی ضرورت پیش آنے پر ہم ان کا ذکر کریں گے جہاں تک اس کی بحث کے دوسرے حصّے کا تعلق ہے تو وہ اس کے اپنے الفاظ پر مبنی ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ جو اس نے کہا ہے، اسے وہ نہیں سمجھا چاہے وہ اس سے بہتر ہو، تاہم اس نے غلط راہ دکھانے کی کوشش کی اور لالچ میں پاگل ہو کر بھیس بدل لیا۔ یہ کہہ کر کہ غَیبت سے رہبر کی ضرورت پر بحث کی خلاف ورزی ہوتی ہے جب تک یہ حقیقت ہے کہ متاثر کن امام جو لوگوں کے اُمور کو چلاتا ہے، لوگوں کو بُرائیوں سے دُور رکھتا ہے، کی ہر زمانے میں موجودگی ایک ضروری فضل ہے اور مذہبی فرائض اس کے بغیر جائز نہیں ہیں۔ یہ اس کی غَیبت میں خلاف ورزی ہوگی اور اس کی عدم موجودگی میں فرائض کا اعتراف غلط نہیں ہوگا لہٰذا بحث اس نتیجے پر پہنچتی ہے جو موجود ہی نہیں اور یہ ایک تضاد ہے۔

ہم کہتے ہیں: یہ فصاحت کے اندر فصاحت کو ڈھال رہا ہے کیونکہ وہ یہ قیاس کرتا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ امام کی موجودگی کا ثبوت غَیبت کے دوران گھڑا ہے جب کہ کوئی امام نہیں ہے۔ تو یہ تضاد ہے، تاہم، ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ ہمارا جو ثبوت امام کی موجودگی میں ہے وہی ثبوت امام کی غَیبت میں بھی ہے جو کہ امام کی دونوں حالتوں میں شاندار ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ غَیبت کے دوران رہبر موجود ہی نہیں ہے بلکہ ہم یہ قرار دیتے ہیں کہ رہبر موجود ہے تاہم مکلف کے رویے کی وجہ سے وہ معاشرے کے اُمور نہیں چلاتا اور نہ صرف یہ کہ اُن کا معاشرے کے اُمور نہ چلانا ایک فضل ہے بلکہ یہ ہمیشہ کے لیے ایک فضل ہے اور یہ ان وجوہات کی وجہ سے مادی نہیں ہے جن کی اللہ نے توفیق نہیں دی۔

یہ مندرجہ بالا استدلال کی طرح ہے کہ "خدا کی موجودگی کا علم فضل کیسے ہوسکتا ہے جبکہ کافر خدا کی موجودگی کو جانتا ہی نہیں؟" چونکہ کافر کو فرائض دیئے گئے ہیں اور وہ ایمان سے نہیں نوازا گیا تو یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا کی موجودگی کا علم ہمیشہ فضل نہیں ہوتا کیونکہ اگر ایسا ہی ہوتا تو

Scanned with CamScanner

یہ خود متضاد بات ہے۔
امامت کے سوال پر ہمارا جواب وہی ہے جو ان کا ایمان کے سوال پر ہے کہ خدا پر
ایمان کافر کے سلسلے میں ہمیشہ فضل ہے لیکن وہ اسے حاصل کرنے میں ناکام ہوا ہے اور یہ اس
کی سوچ کی ناکامی کی وجہ سے ہے جو اسے ایمان تک لے جاسکتی تھی اور یہی وجہ ہے کہ اس پر
مذہبی فرائض کو نافذ کرنا غلط نہیں ہے۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ غیبت کے دوران امامت مکلف
کے لیے ایک فضل ہے اور اللہ نے امامت کو مرتب کرنے کے لیے وہ سب مہیا کیا جو کرنا چاہیے تھا۔
تاہم اُن کی معاشرے کے لیے انتظامیہ مرتب نہیں ہے اور اس کی وجہ مکلف خود ہیں۔ لہٰذا دونوں
سوالوں کا جواب ایک ہی ہے لیکن اس مثال میں ہم نے کافی تفصیل سے وضاحت کر دی ہے۔
تیسرے اعتراض کا جواب کہ آپ کے مطابق امامت لوگوں کو بُرائیوں سے دُور رکھتی
ہے تاہم اسے پوشیدہ امام کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا اور اسی وجہ سے اُن کی موجودگی اور عدم
موجودگی میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے اور اُن کا پوشیدہ وجود ضروری موجودگی سے مماثلت نہیں
رکھتا جس کی آپ نے بحث کی ہے۔ آپ کی دلیل کہ وہ معاشرے کا انتظام چلا رہا ہے اور غیبت
کے دوران معاشرے کا نظام چلانا ضروری نہیں، تضاد رکھتی ہے اور امام کی موجودگی ثابت نہیں
کرتی جو معاشرے کے اُمور نہیں چلا رہا ہے اور نہ ہی غیبت کے دوران معاشرے پر امام کا
اختیار ثابت ہے۔
ہم جواب دیتے ہیں کہ فریق مخالف نے محض اپنی دلیل کو پیچیدہ کیا ہے جیسا کہ منطقی
لوگ اردگرد احاطہ کرتے ہوئے ایک دوسرے کو ان کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ
اس نے بھی منطق کے نیچے لالچ اور غلطی کے نیچے پاگلوں کا بھیس بدلنے کا ارادہ کیا ہے ورنہ
موضوع مبہم ہونے کی بجائے واضح ہے۔
امامیہ نے یہ کب کہا ہے کہ غیبت کے دوران امام کا اُمور کا انتظام کرنا ضروری نہیں ہے
لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ کا ثبوت امام کی موجودگی کو لازم ثابت نہیں کرتا جو معاشرے کے
انتظام کو چلا رہا ہو کیونکہ یہ وقت غیبت کا ہے؟
اس کے برعکس ہم نے بار بار یہ کہا ہے کہ ہر حال میں امام کے لیے معاشرے کا نظام

چلانا ضروری ہے چاہے وہ غیبت میں ہوں یا وہ ظاہر ہوں۔ تاہم جب وہ ظاہر ہوں گے تو معاشرے
کا نظام چلانے کے قابل ہوں گے اور وہ ایسا کریں گے اور غیبت کے دوران اُن کے لیے ضروری
نہیں ہوتا اور وہ اسے انجام نہیں دیتے کیونکہ اُن کے لیے اس حال میں واجب بھی نہیں۔
ہم نے وضاحت کی ہے کہ اس کا الزام مکلف کو دیا جائے گا کیونکہ انھوں نے اسے منع
کیا ہے۔ انھوں نے اس کو قوت نہیں دی ہے اور معاملات کو خود طے کرنے لگ گئے ہیں۔ ہم
نے اس کا موازنہ خدا پر یقین کے ساتھ بار بار کیا ہے۔
پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ جب ایک بار مذہبی ذمہ داری لگا دی جاتی ہے تو امامت
ضروری ہے کیونکہ اسے تفویض کرنا ایک فضل کرنا ہے اور وہ فرائض ادا کرتا ہے جو کوئی بھی نہیں
کرسکتا۔ ایک شخص کو ایک بات ذہن میں رکھنی ہوگی کہ صحیح شخص کو بااختیار بنانا اور تفویض کرنا ان
لوگوں کی صلاحیت میں نہیں ہے جو یہ کہتے ہیں: اھل الحل والعقد۔ خاص طور پر انصاف
کے پیروکاروں کے مطابق مخالفین کی یہ قسم ان سے تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ
رہبر کو مقرر کرنے کی ضرورت اب کم ہوگئی ہے کیونکہ اس کو بااختیار بنانا ناممکن ہے۔ ہمارا جواب
غیبتِ امامؑ کے سلسلہ میں وہی ہے جو ان کا جواب امامت کے لیے صحیح اُمیدوار چُننے کے سلسلے میں
ان لوگوں کی عدم صلاحیت کے متعلق ہے جو یہ کہنا رکھتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہم استدلال
کے ذریعے جانتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس کا علم شرعی ہے جو کہ فرق ہے کہ وہ ہمیں مسئلے پر
تقسیم نہیں کرتا۔
اگر یہ کہا جائے: جب "اھل الحل والعقد" کسی ایک کو چُننے کی طاقت نہیں رکھتے
کہ امامت کے لیے موزوں ترین کون ہے تو اللہ دوسروں کو نواز دیتا ہے جو امام کی جگہ لے لیتے
ہیں، جو بااختیار ہوتے ہیں چنانچہ مذہبی اختیارات برقرار رہ جاتے ہیں اور وہ ترک نہیں ہوتے۔
کچھ بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ دنیاوی سعادت کے لیے شریعت میں امام کی تقرری ضروری
ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اللہ اس کے لیے فضل کرتا ہے۔
ہم کہیں گے: جس نے یہ کہا ہے کہ دنیاوی مصلحت کے لیے امام کا تقرر ہے تو اُس کا یہ
قول باطل ہے کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر اس کی امامت واجب نہ ہوگی اور ان کے درمیان اس میں

Scanned with CamScanner

کوئی اختلاف نہیں ہے کہ امام کا تقرر واجب ہے جب ممکن ہو۔ نیز یہ کہ جہاد، گورنروں کی نگرانی، قضاء (عدلیہ)، فَے کی تقسیم اور حدود اور سزاؤں کا نفاذ امام کے ذریعے ہوتا ہے۔ یہ سب دینی اُمور ہیں جن کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اور یہ دنیاوی مصلحت ہوتو پھر یہ واجب نہیں ہوگا۔ پس اس سے بھی اُس کا قول ساقط ہوتا ہے۔

اور جو یہ کہتا ہے کہ اللہ امام کی جگہ سب کچھ قائم کرے گا تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ اگر ایسا ہے تو اس پر مطلق ہر حال میں امام کا تقرر واجب نہ ہوگا اور اگر ایسا ہوگا تو پھر یہ تخییر کا دروازہ ہے (یعنی واجب تخییری ہوجائے گا)۔ جیسا کہ ہم کفائی فرائض میں کہتے ہیں اور ہمارے علم میں ہے کہ یہ تعین اور ہر حال میں امام کا وجوب اُس کے قول کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔

اس کے علاوہ دو وجوہ کی بنا پر یہ لازم ہوتا ہے:

اگر کہا جائے: جب کافر اللہ کی معرفت حاصل نہیں کرتا تو اللہ ایسا کرتا ہے کہ وہ اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ پس اس پر ہر حال میں اللہ کی معرفت واجب نہیں رہتی۔

اور اگر وہ کہتا ہے: جب دنیاوی امر کی معرفت کے ذریعے فعل ظلم سے رُکنا حاصل نہیں ہوتا تو اس کے لیے معرفت ضروری نہ رہی۔ پس! اس سے وجوب معرفت کا ساقط ہونا واجب ہوا اور کب کہا گیا ہے کہ یہ معرفت کے لیے بدل نہیں ہے۔ ہم نے کہا ہے کہ یہ امام کے وفات پانے پر اس کا بدل نہیں ہے اور اس کا ذکر ہم نے تلخیص الشافی میں کیا ہے اور اسی طرح اگر وہ وضاحت کریں کہ معرفت کے ذریعے بُرائیوں سے بچنا دینی امر ہے تو ہم کہتے ہیں کہ مثل اس کے، امام کے وجود سے زیادہ مفید ہے۔

پس اگر یہ کہا جائے: رہبر کا وجود کہ جس کی پیروی کی جائے اور جو معاشرے کے اُمور چلائے، ضروری ہے تو کیا یہ سب اللہ پر واجب ہے یا یہ سب ہمارے اُوپر واجب ہے یا یہ اللہ پر واجب ہے کہ وہ اسے ایجاد کرے اور ہمارے اُوپر واجب ہے کہ ہم اس کے ہاتھ مضبوط کریں۔ اگر تم کہتے ہو کہ یہ سب اللہ پر واجب ہے تو یہ غیبت کے حال سے تناقض ہے کیونکہ اس نے امام بنایا ہی نہیں جو معاشرے کے معاملات چلائے اور اگر یہ سب ہمارے اُوپر واجب ہے تو اس تکلیف کی ہم طاقت نہیں رکھتے کیونکہ ہم اس کو بنانے پر قادر نہیں ہیں اور اگر اس پر

واجب ہے کہ وہ اسے بنائے اور ہم اس کے ہاتھ مضبوط کریں اور اس کو تمکین دیں تو اس پر تمھاری دلیل کیا ہے؟ ساتھ اس کے کہ ہمارے اُوپر واجب ہو کہ ہم کچھ کریں جو کسی غیر کے لیے فضل ہو اور یہ زید پر کیسے واجب ہوگا کہ وہ امام کے ہاتھ مضبوط کرے تاکہ عمرو کو اس سے فضل حاصل ہو اور کیا یہ اصول کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

ہم کہیں گے: چونکہ اس مقصد کے لیے ہمارے قائم کردہ دلائل کی وجہ سے معاشرے کو چلانے کا اختیار رکھنے والے کسی امام کا وجود ایک فضل ثابت ہوا ہے اور اس کی تخلیق ہمارے اختیار میں بھی نہیں ہے۔ یہ ٹھیک بھی نہیں ہے کہ ہمیں اسے تخلیق کرنے کی ضرورت ہو کیونکہ یہ ایک ایسی تکلیف ہے جو ہماری صلاحیت سے باہر ہے اور انتظامی اُمور سے اسے بااختیار بنانا اور اس کی حکمرانی کو تقویت بخشنا تو یہ ہماری قدرت میں بھی ہے اور اللہ کی قدرت میں بھی ہے۔

پس! جب وہ ایسا نہیں کرتا ہے تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اس پر ضروری نہیں ہے اور یہ ہمارے لیے ضروری ہے کیونکہ ضروری ہے کہ وہ اُمور کا انچارج ہو، لہٰذا الٰہی تقویت کا مقصد پورا ہوا اور ہم نے وضاحت کی ہے کہ اگر اس کو معاشرے کے اُمور چلانے پر تقویت دینا اللہ کا فعل ہو تو وہ اس پر خلق کو مجبور کرے گا اور اس کے اس (امام) کے اور اس کے دشمنوں کے درمیان آجانے اور اس کے امر کو فرشتوں سے تقویت پہنچانے سے تکلیف کے فرض ہونے کا مقصد ساقط ہوجائے گا اور مجبوری کا باعث بنے گا۔ پس! ہر حال میں اس کو بااختیار بنانا ہمارے اُوپر فرض ہے اور اگر ہم یہ نہیں کریں گے تو وہ بات ہے جو ہم نے خود اپنے لیے کی۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ فضل کو حاصل کرنا کسی غیر کے لیے ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس پر امام کی مدد کرنا اور اُس کی سلطنت کو تقویت دینا فرض ہے، اپنے لیے مخصوص فائدے سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ دوسروں کے لیے بھی آسانی پیدا کرے جیسا کہ ہم انبیاءؑ کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کی رسالت کا بوجھ اور عوام تک پیغام پہنچانا دوسروں کے لیے آسانی کا باعث ہے اور اہل الحل والعقد کے سلسلے میں مخالف پر لازم ہے کہ وہ جواب دے جس میں وہ کہتے ہیں: یہ کیسے ہے کہ ان پر مصلحت کے لیے امام کو چُننا ضروری ہو جو تمام اُمت کا احاطہ کرے اور کسی کے لیے کچھ کرنا ضروری نہ ہو جو کسی

Scanned with CamScanner

کے لیے فائدہ مند ہو؟ پس اس سلسلے میں جو جواب آپ کا ہوگا یہاں وہی جواب ہمارا ہے۔

کیوں آپ کا گمان ہے کہ غیبت کے دوران وہ موجود ہے اور اس کا موجود نہ ہونا ممکن کیوں نہیں ہے؟

جواب: ہم کہیں گے کہ ہم اس کے وجود کو درج ذیل کے لیے ضروری سمجھتے ہیں: اس کی اُمور کی انتظامیہ اور معاشرے کی قیادت جو ہمارے لیے احترام کے ساتھ فضل ہے، اس کے وجود کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اس کی تخلیق ہماری قدرت میں نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں: یہ اللہ پر واجب ہے یا اس کا مطلب یہ بھی ہوگا کہ ہم فضل کی مادیت کے سبب کا نہ پایا جانے والا حصہ نہیں ہیں جس کا مطلب ہے کہ فضل کا نہ پایا جانا اس کا فعل ہے اور ہمارا فعل نہیں ہے۔ تاہم اگر وہ اسے تخلیق کرتا ہے لیکن ہم اسے معاشرے کا نظام چلانے کی طاقت مہیا نہیں کرتے تو یہ ہمارا فعل ہے اور اسی وجہ سے فرائض کی تکلیف درست ہے جبکہ پچھلی قیاس میں یہ غلط ہوگا۔

اعتراض: آپ کو یہ کہتے ہوئے کیا مطلب ہے کہ ہمیں اس کو بااختیار بنانا چاہیے؟ کیا آپ کا مطلب ہے کہ ہم اسے ڈھونڈیں اور اس سے بات کریں اور یہ اس کے وجود کے بغیر ممکن نہیں ہے؟

جواب: آپ کو بتایا جائے گا کہ اس میں سے کوئی بھی اس کے ظاہر اور ہمارے جاننے کے بغیر یا ہم میں سے کسی کو اپنا مقام جاننے کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اگر آپ کہتے ہیں: ''اس کو تقویت دینے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس کی اطاعت پر جمع ہونا چاہیے۔ اس کی امارت میں لڑائی کریں، ظالموں کی مدد کرنے سے باز آجائیں اور اس کی مدد پر کھڑے ہوجائیں جب وہ ہمیں اپنی امامت کے لیے بلاتا ہے اور اسے معجزات کے ذریعے ثابت کرتا ہے۔

ہم آپ سے کہیں گے کہ یہ غیبت کے دوران بھی ممکن ہے چاہے یہ وقت امام کے بغیر ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ ہمارے لیے جو حکم دیا گیا ہے وہ کسی امام کے بغیر انجام نہیں دے سکتا؟ ہم کہیں گے کہ اس باب میں ہمارا جواب وہی ہے جو سیّد مرتضیٰ نے ''الذخیرہ'' میں اور ہم

نے ''تلخیص الشافی''① میں ذکر کیا ہے۔

وہ فضل جو ہمیں امام کے اُمور چلانے اور معاشرے کا انتظام کرنے سے پہنچتا ہے تین عناصر کے بغیر ممکن نہیں ہوسکتا:

اوّل: اللہ کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ وہ اسے تخلیق کرتا ہے۔

دوم: امام کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ وہ امامت کا بوجھ اُٹھاتا ہے اور اس کے ساتھ قیام کرتا ہے۔

سوم: ہمارے متعلق ہے اور وہ یہ کہ ہم امام کی مدد کریں، اس کی نصرت کریں اور اس کے آگے سرِ تسلیم خم کریں۔

امامت کے فرائض انجام دینے کی ذمہ داری اس کے وجود کے لیے ثانوی ہے کیونکہ کوئی کام کسی عدم وجود کے ذریعے نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اللہ کا اس کو خلق کرنا اس کے (اپنی) قیادت کی ذمہ داری کو قبول سے پہلے ہے اور ہماری اُس کی حمایت کی ذمہ داری ان دو عناصر کے بعد ہے کیونکہ یہ ہمارے اُوپر فرض ہے کہ ہم امام کی اِتباع کریں جب وہ موجود ہو اور امامت کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہو اور اس کے ساتھ قیام کرے۔ پس! اس طرح اس کی اطاعت ہمارے اُوپر واجب ہوگی اور اس تحقیق کو ذہن میں رکھتے ہوئے وہ ہم سے کیسے توقع کرسکتے ہیں کہ ہم اس کی عدم موجودگی کے قائل ہوں اور کہتے ہیں کہ اس کی اہمیت موجود نہیں ہے؟

اعتراض: اس کے وجود اور پوشیدہ ہونے اور غیر موجود رہنے میں کیا فرق ہے جب تک کہ اللہ اس کو بااختیار بنانے کے ہمارے عزم کو نہیں جانتا اور یہ کہ جب وہ اسے پیدا کرتا ہے؟

جواب: ہمارا جواب یہ ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں ہے کہ ہمیں کسی ایسے شخص کو بااختیار بنانے کا پابند کرے جو عدم موجود ہے کیونکہ یہ ایسی تکلیف ہے جس کی طاقت ممکن نہیں ہے لہٰذا اس کا وجود ہونا ضروری ہے۔

اعتراض: جب اللہ جان لے کہ ہم اس کی اطاعت کے لیے تیار ہیں تو وہ اسے پیدا کردے گا جیسے آپ کے اعتقاد کے مطابق وہ ظہور کے وقت اس کو ظاہر کردے گا؟

---

① تلخیص الشافی: جلد اوّل، ص ۷۹، ۸۰

Scanned with CamScanner

جواب: اس کی حمایت میں عاجزی اور اس کی اطاعت کا عزم ہمارے ہر حال میں ضروری ہے جس کے لیے ضرورت ہے کہ اُن کی حمایت اور اطاعت کی جائے اور ہر حال میں اُن کے راستے کی پیروی کی جائے بصورتِ دیگر اس ذمہ داری کو مسلط کرنا پریشان کن ہوگا۔ یہ تجویز متعلقہ ہوسکتی ہے اگر ہم ہر حال میں اس کی اطاعت اور اس کے حکم کے تابع نہ ہوں بلکہ اُن کے ظہور کے وقت یہ ہمارے لیے ضروری ہو، تاہم حقیقت اس کے برعکس ہے۔

ہم اپنے مخالف کو مخاطب کرتے ہیں جو اپنے خلوص کی بنا پر ہمیں امامؑ کے عدم وجود پر قائل کرنا چاہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ کیوں یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ علامات کو پیدا کیے بغیر اس پر ایمان لانے کی ذمہ داریوں پر فرض کے طور پر عمل کرے اور اس پر ایمان کی توثیق کی وجوہات ہوتی ہیں جب کہ وہ جانتا ہے کہ وہ ان علامات اور وجوہات پر نظر نہیں کرے گا حتیٰ کہ جب وہ ہماری حالت جانتا ہے کہ ہم ان کی طرف نظر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان پر سوچنے کا عزم رکھتے ہیں تو وہ اس پر ایمان رکھنے کی علامات اور ثبوت پیدا کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ موجود دلیلوں اور ثبوت میں کیا فرق ہے کہ جن میں نظر ہی نہیں کی جاتی اور ان دلیلوں اور ثبوتوں میں جو موجود نہیں ہیں حتیٰ کہ جب وہ ان میں نظر کرنے کا عزم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو پیدا کرتا ہے۔

جب انھوں نے کہا: ثبوت اور اثبات پیدا کرنا ایک طرح کی صلاحیت کا مظاہرہ کرنے کی صلاحیت عطا کرنے جیسا ہے جس طرح اطاعت کے کام کے لیے ضروری جسمانی طاقت اور آلہ فراہم کرنا ہے جس کے بغیر اللہ کا فرض عائد کرنا غلط ہوگا۔

ہم کہیں گے: امامؑ کا وجود ربّ کی اطاعت کے لیے مطلوب صلاحیت کا ایک لازمی جزو ہے اور اگر امامؑ موجود نہیں ہے تو ہم اس کی اطاعت کرنے سے قاصر ہوں گے۔ گویا وجوہات عدم موجود ہیں تو ہمارے لیے ان سے مذہبی عقائد کی صداقت کا اندازہ لگانا ناممکن رہا ہے۔ پس! دونوں معاملات متوازی ہیں اور یہ استدلال اب تک کے اُٹھائے گئے تمام اعتراضات کی تردید کرتا ہے اور امامؑ کے خلوت اور وجود کے مخالفین کو مطمئن کرتا ہے۔ البتہ ان موضوعات کی پوری طرح میری دوسری کتابوں میں بھی وضاحت کی گئی ہے خاص طور پر تخلیص الشافی میں۔ لہٰذا

ہم اس کے ذکر کو طول نہیں دیں گے۔

سوال: مثال کے طور پر اگر اللہ ہم پر کسی خاص کنواں کے پانی سے وضو کرنا فرض کر دیتا جس میں پانی کھینچنے کی رسی نہ ہو اور وہ ہمارے لیے کہتا کہ اگر تم کنویں کے پاس آؤ گے تو میں تمہارے لیے رسی پیدا کروں گا جس سے تم پانی حاصل کرنے کے قابل ہو جاؤ گے۔ پس! اس سے ہمارے پاس کوئی بھی بہانہ دور ہو جائے گا اور اگر ہم کنویں کے قریب نہ پہنچیں تو یہ بدگمانی ہمارا اپنا کام ہوگی، اللہ کا نہیں۔ اسی طرح ایک مالک اپنے نوکر سے جو اس سے دور ہے، کہتا ہے کہ میرے لیے بازار سے کچھ گوشت خرید لاؤ اور نوکر جواب دیتا ہے کہ میں ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ میرے پاس اس کے پیسے نہیں ہیں۔ آقا کہتا ہے کہ اگر تم میرے پاس آؤ گے تو میں تمہیں پیسے دوں گا۔

پس! اس سے غلام کا عذر ختم ہو جائے گا اور اگر وہ پیسے لینے نہیں آتا تو یہ اس کی اپنی کوتاہی ہوگی، اس کے مالک کی نہیں اور یہی معاملہ امامؑ کے ظہور میں ان کو قوت و نصرت پہنچانے کے لیے ہمارے فرض میں ہے۔ چنانچہ یہ ہماری قوت و نصرت پہنچانے میں کوتاہی کی وجہ ہے کہ وہ اس حال میں ظہور نہیں کرتا نہ کہ اُن کی موجودگی میں کوتاہی ہے۔ لہٰذا اگر ہم اسے مدد اور طاقت مہیا کرتے تو وہ پایا جاتا اور ظاہر ہوتا ہے۔

جواب: اس کلام میں گمان کیا گیا ہے کہ جب وہ ظاہر ہو تو ہم پر اُن کی تمکین واجب ہے اور یہ ہر حال میں واجب نہیں ہے اور اگر ہم اس کی مثال کے ساتھ راضی ہو جاتے ہیں تو اس کی دلیل درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اگر ہمیں ابھی پانی نکالنے کا حکم دیا ہے تو ضروری ہے کہ رسی بھی موجود ہو کیونکہ یہی اَمر عذر ختم کرتا ہے لیکن جب وہ کہتا ہے کہ جب تم کنویں کے قریب آؤ گے تو میں رسی بناؤں گا۔ چنانچہ مکلف کے لیے قریب آنا ہے نہ کہ پانی نکالنا۔ پس! قریب آنے کی قدرت اس حال میں کافی ہے کیونکہ مکلف کے لیے پانی لینا ضروری ہی نہیں ہے۔ پس! جب یہ کنویں کے قریب جائے گا تو اس پر پانی لینا واجب ہوتا ہے جب کہ اُس پر واجب ہے کہ وہ رسی پیدا کرے۔ اس کی مثال یہ ہوگی کہ اگر ہمارے اُوپر ہر حال میں امامؑ کی اطاعت اور اس کی تمکین واجب نہیں ہے۔ ان حالات میں تو اس کی موجودگی ضروری

Scanned with CamScanner

نہیں ہوگی۔ تاہم اس کے بعد سے اطاعت فی الوقت واجب ہے اور ہمیں اس کی اطاعت کی شرط یا کسی خاص وقت کے ساتھ طے کرنے میں نہیں ملتی تو اس کے بعد اس کا وجود باقی رہنا چاہیے۔ لہٰذا خدائی مقرر کردہ فرائض کا جائز عُذر ختم کردیا جاتا ہے اور اس طرح کے فرائض منصفانہ ہوجاتے ہیں۔ آقا اور اس کے غلام کی مثال کے بارے میں جواب ایک ہی ہے کیونکہ اس نے اپنے نوکر کو حکم دیا کہ وہ اس وقت اس کے پاس جائے نہ کہ خریداری کرے اور جب وہ اس کے پاس پہنچے اور خریدنے کا مطالبہ کرے تو اس کو پیسے دینا چاہیے۔

اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے ذمہ داریاں مقرر کردی ہیں جو قیامت تک آنے والے ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ وہ موجود ہوں اور بغیر کسی جائز عُذر کے اس نے ابھی ان پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں کی۔ جب وہ ان کو تخلیق کرتا ہے اور ان کو اختیارات اور آلات فراہم کرکے اور ثبوت پیش کرتے ہوئے فرائض کے سلسلے میں ان کے عُذر کو دُور کرتا ہے تب ان پر فرائض عائد کردیے جائیں گے۔ اس طرح امام کے وجود سے متعلق ہمارے مخالف کی غلط فہمی کو غلط قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر امام نظم وضبط کی خدائی ذمہ داری نبھائے اور امامت کا بوجھ اُٹھائے تو اُن کے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ عدم موجود رہے؟ کیا کوئی سمجھ دار فرد کسی کو عمل اور فرائض سے عدم موجودگی کا کمیشن بنانا مناسب سمجھے گا؟ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اس کے یہ فرائض اس کو ہمیں بااختیار بنانے کے لیے قطعاً متعین نہیں ہیں بلکہ اس کو بااختیار بنانے اور تقویت دینے کی ہماری ذمہ داری ان فرائض کی انجام دہی کرنے سے ثانوی ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے جو کہ بہت واضح ہے۔

پھر ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سال تک شعب ابی طالبؑ میں پوشیدہ نہیں تھے جہاں کوئی ان کے پاس نہیں پہنچا تھا؟ کیا وہ تین دن غار میں چھپے نہیں تھے؟ آپؐ وہاں یہ مشابہت کیوں نہیں لگاتے کہ اللہ اس عرصے میں ان کی موجودگی کو ترک کردے جبکہ عوام پر فرائض باقی رکھے جن کے لیے اس نے ان کو فضل کے طور پر بھیجا۔

سوال: جب وہ کہیں گے کہ وہ اپنی طرف دعوت دینے اور نبوت کو ظاہر کرنے کے بعد جب انھوں نے خوفزدہ کیا تب چھپے تھے؟

جواب: ہم کہیں گے کہ امام روپوش نہیں ہوا لیکن اس کے بعد جب اُن کے آباؤاجدادؑ نے اپنا مقام اور خوبیاں ظاہر کیں اور لوگوں کی ان کی طرف رہنمائی کی اور جب ان کے والد امام حسن بن علیؑ کو اپنی جان کا خوف تھا تو انھوں نے اسے چھپا لیا۔ لہٰذا دونوں صورتیں اس معاملے میں ایک جیسی ہیں۔

ہم مزید واضح کرنے کے لیے ان سے کہتے ہیں کہ اللہ ایک انسان کی حالت سے سمجھتا ہے کہ اس کے فائدے میں ہے کہ وہ اس کی طرف مخصوص پیغمبر بھیجے جو اسے اس سے آگاہ کرے جو اس کے لیے اچھا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اگر وہ اس کی طرف پیغمبر بھیجے گا تو وہ اسے قتل کر ڈالے گا۔ اگر وہ طاقت کے ذریعے اس کو اس پیغمبر کے قتل کرنے سے منع کرتا ہے تو کیا یہ اس کے لیے اور دوسروں کے لیے نقصان دہ نہیں ہوگا؟

کیا یہ ٹھیک ہے کہ اس فرد کو خدائی مقرر کردہ فرائض کا پابند ہونا چاہیے جبکہ اُس کے پاس کوئی رسول نہیں بھیجا گیا ہے یا اسے فرائض کا پابند نہیں ہونا چاہیے؟ اگر وہ کہتے ہیں کہ اسے پابند نہیں ہونا چاہیے تو ہم ان سے پوچھتے ہیں: کیوں اس سے کیا امر مانع ہے کہ وہ جان لے کہ نبی کو مدد دینے میں اس کے لیے کیا بہتر ہے تاکہ وہ پیغام پہنچائے؟

اور اگر وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے مکلف ہے اور اس کی طرف پیغمبر نہیں بھیجا گیا تو ہم پوچھتے ہیں: یہ فرائض اس پر کیسے عائد کیے گئے؟ جب کہ ضروری فضل اس پر نہیں کیا گیا (یعنی پیغمبرؑ اس کی طرف نہیں بھیجا گیا)۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ یہ اس کی اپنی مرضی سے ہے تو ہم کہیں گے: اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ صرف اللہ نے جانا کہ وہ رسول کو اجازت نہیں دے گا اور جانتے ہوئے اسے ان فرائض کا پابند بنانا جن کو وہ نہیں جانتا، منصفانہ نہیں ہے۔ اگر یہ منصفانہ ہونا چاہیے تو پھر ٹھیک ہے کہ کسی کو بھی فرائض کا پابند ہونا چاہیے۔ جب وہ نہیں جانتا کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ ان پر غور نہیں کرے گا یہ ایک مضحکہ خیز قیاس ہے۔ لہٰذا یہ کہنا ضروری ہے کہ اللہ رسول کو اس کے پاس بھیجے گا اور کسی جائز عُذر کو ختم کرنے کے لیے اس کے سپرد کرنے کا تقاضا کرے گا۔ پھر وہ رسول کی ذرائع کے ذریعے حفاظت کرے گا جو آزادانہ مرضی کی خلاف ورزی نہیں کرتا یا اسے قتل کرنے سے قاصر ہے۔ ایسی صورت میں وہ اپنے اعمال کے ذریعے اس تک نہیں

Scanned with CamScanner

پہنچ پائے گا۔ غیبت کے دوران ہماری یہی حالت امام کے ساتھ ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اسے رسول کے علاوہ کسی اور کے ذریعے آگاہ کرنا بعید نہیں ہے جو اس کے مفاد میں ہے کہ رسول اس کے پاس بھیجا گیا ہے لہٰذا اسے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ اس کا اپنا ہی غلط کام ہے۔

ہم کہیں گے: متوازی بنیادوں پر اللہ نے ہمیں اپنے رسول اور اس (امام) کے آبائے کرامؑ سے آئمہؑ کے ذریعے امام کی حیثیت سے آگاہ کیا ہے اور ہمیں اُن کی اطاعت کا پابند کیا ہے اور اگر ہم نہیں جانتے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے تو یہ ہمارا اپنا جرم ہے۔ لہٰذا دونوں حالتوں میں مماثلت ہے۔

دوسرا اصول: عصمتِ امام

دوسرے اصول کا ثبوت امام کی صفت ہونے کی وجہ سے یہ ہے کہ وہ قطعی معصوم ہو۔ ہمیں امام کی ضرورت ہمارے گناہ گار ہونے کی وجہ سے ہے تو اگر لوگ معصوم ہوتے تو انھیں کبھی امام کی ضرورت نہ ہوتی۔ انھیں امام کی ضرورت اسی لیے ہے کہ وہ غیر معصوم ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ امام کی ضرورت لوگوں کی غیر معصومیت کی وجہ سے ہے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ ہر فعل کا ایک فاعل ہوتا ہے جس میں وہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہر واقعہ وقوع پذیر کرنے والے کا محتاج ہوتا ہے اور ہر واقعہ جو وقوع پذیر نہیں ہوتا کسی فاعل کا محتاج نہیں ہوتا۔ پس! نتیجہ نکلا کہ ہر حادثے کی ایک وجہ ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر غیر معصوم کے لیے امام کی ضرورت کو مانا جانا ضروری ہے یا اس کی وجہ سے قانون کی خلاف ورزی کی جائے۔ پس! اگر امام غیر معصوم ہے تو وہ خود کسی دوسرے معصوم امامؑ کا محتاج ہوگا۔ یہی دلیل اس کے امام پر بھی لاگو ہوتی ہے جس سے لامتناہی اماموں کو قبول کرنا ہوگا یا ایک معصوم امام پر رُکنا ہوگا، اور یہی ہماری مراد ہے۔

ہم نے اپنی کتب میں اس گفتگو کو ثابت کیا ہے اس لیے ہم مزید سوال اُٹھا کر اور جواب دے کر اس گفتگو کو طول نہیں دیں گے کیونکہ اس کتاب کا مقصد مختلف ہے اور یہی کافی ہے۔

تیسرا اصول: حق اس اُمت سے کبھی باہر نہیں جائے گا

یہ بات ہمارے اور ہمارے مخالفین کے درمیان متفق علیہ ہے اور اگر اختلاف ہے تو وہ اس کے سبب میں ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ زمانہ کبھی امام معصومؑ سے خالی نہیں رہتا۔ اس سے غلطی ممکن نہیں جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔ پس! اس طرح حق اس اُمت سے باہر نہیں جاتا کیونکہ اس میں معصوم موجود ہے اور مخالفین کے نزدیک جیسا کہ انھوں نے اپنے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ اجماع حجت ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس بحث میں پھنس جائیں۔ پس! جب یہ تینوں اصول ثابت ہوگئے تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی امامت بھی ثابت ہوگئی۔ اس لیے جو شخص امامؑ کے لیے عصمت کو یقینی سمجھتا ہے تو وہ امام کو امام بھی یقینی سمجھتا ہے۔ کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو امام کے لیے عصمت کو قطعی سمجھے اور اس کی امامت کا مخالف ہو۔ البتہ! چند گروہ ایسے ہیں مگر ان کے بطلان پر دلیلیں موجود ہیں جیسے کہ کیسانیہ، ناووسیہ اور واقفہ۔ پس! جب ان کے اقوال باطل وفا قرار پا جائیں گے تو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی امامت ثابت ہوجائے گی۔

کیسانیہ کا بطلان

کیسانیہ جو جناب محمد بن حنفیہؒ کی امامت کے قائل ہیں، ان کے قول کے فاسد ہونے کی کئی وجوہات ہیں:

اوّل: اگر کوئی امام قطعی معصوم ہے تو واجب ہے کہ وہ نصِ صریح سے منصوص ہو کیونکہ عصمت بغیر نصِ صریح معلوم نہیں ہوسکتی اور یہ ان پر نصِ صریح کے مدعی نہیں ہیں بلکہ ان کا تعلق ایسے ضعیف اُمور سے ہے جس سے ان کو شک پیدا ہوگیا جو نص پر دلالت نہیں ہوسکتے جیسا کہ بصرہ کے دن امیر المومنین علی علیہ السلام کا ان کو علَم عطا کرنا اور ان کے لیے یہ فرمانا:

انت ابنی حقًا ''حق یہ ہے کہ تُو میرا بیٹا ہے'' جبکہ امام حسن و حسین علیہما السلام بھی ان کے بیٹے ہیں اور اس میں کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ ان کی امامت پر نص ہو۔ البتہ! یہ ان کی فضیلت اور عظمت کی دلیل ہے۔ بنابر اس پر ایک اور روایت بھی شیعہ کے ہاں موجود ہے کہ ایک مرتبہ

Scanned with CamScanner

امامت کے استحقاق پر ان کے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے درمیان بحث ہوئی تو دونوں نے حجرِ اسود کو اپنا حَکم بنایا تو حجرِ اسود نے امام زین العابدین علیہ السلام کی امامت کی گواہی دی جو ان پر معجز ہوا اور انھوں نے انؑ کی امامت کو تسلیم کرلیا اور ان کو امامؑ مان لیا۔

حجرِ اسود کی گواہی

(1) وَالْخَبَرُ بِذٰلِكَ مَشْهُورٌ عِنْدَ الْإِمَامِيَّةِ لِأَنَّهُمْ رَوَوْا: أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ نَازَعَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي الْإِمَامَةِ وَ ادَّعَىٰ أَنَّ الْأَمْرَ أُفْضِيَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَخِيهِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَاظَرَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَاحْتَجَّ عَلَيْهِ بِآيٍ مِنَ الْقُرْآنِ كَقَوْلِهِ: وَ أُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ وَ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ جَرَتْ فِي عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ وُلْدِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ أُحَاجُّكَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ تُحَاجُّنِي إِلَىٰ حَجَرٍ لَا يَسْمَعُ وَلَا يُجِيبُ فَأَعْلَمَهُ أَنَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمَا فَمَضَيَا حَتَّى انْتَهَيَا إِلَى الْحَجَرِ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لِمُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ تَقَدَّمْ فَكَلِّمْهُ فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِ وَ وَقَفَ حِيَالَهُ وَ تَكَلَّمَ ثُمَّ أَمْسَكَ ثُمَّ تَقَدَّمَ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَكْتُوبِ فِي سُرَادِقِ الْعَظَمَةِ ثُمَّ دَعَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَقَالَ لَمَّا أَنْطَقْتَ هٰذَا الْحَجَرَ ثُمَّ قَالَ أَسْأَلُكَ بِالَّذِي جَعَلَ فِيكَ مَوَاثِيقَ الْعِبَادِ وَ الشَّهَادَةَ لِمَنْ وَافَاكَ لَمَّا أَخْبَرْتَ لِمَنِ الْإِمَامَةُ وَ الْوَصِيَّةُ فَتَزَعْزَعَ الْحَجَرُ حَتَّىٰ كَادَ أَنْ يَزُولَ ثُمَّ أَنْطَقَهُ اللهُ تَعَالَىٰ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ سَلِّمِ الْإِمَامَةَ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَرَجَعَ مُحَمَّدٌ عَنْ مُنَازَعَتِهِ وَ سَلَّمَهَا إِلَىٰ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

یہ روایت امامیہ کے ہاں بہت مشہور ہے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ جناب محمد بن حنفیہؒ نے امام علی زین العابدین بن حسین علیہما السلام سے امامت میں نزع کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ امر ان کے

بھائی امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد ان کی طرف لوٹے گا۔ پس! امام علی زین العابدین علیہ السلام نے ان کی دیکھا اور ان سے احتجاج کیا اس طرح جیسا کہ قرآن میں اللہ کا قول ہے:

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ (سورۂ احزاب: آیت ۶)

”رحموں والے (رشتہ دار) ایک دوسرے کے اولیٰ ہیں“۔

بے شک یہ آیت امام علی زین العابدین بن حسین علیہما السلام اور آپؑ کی اولاد کے لیے جاری ہے۔

پھر ان سے فرمایا: میں حجرِ اسود کے ذریعے آپؑ پر حجت کرتا ہوں۔

انھوں نے کہا: آپؑ مجھ سے حجرِ اسود کے ذریعے کیسے بات کر سکتے ہیں جو نہ بولتا ہے اور نہ جواب دے سکتا ہے؟

امام علیہ السلام نے ان کو آگاہ کیا کہ حجرِ اسود ہمارے درمیان فیصلہ کرسکتا ہے حتیٰ کہ دونوں حجرِ اسود کے پاس آئے۔

امام علی زین العابدین بن حسین علیہما السلام نے جناب محمد بن حنفیہؒ سے فرمایا: آگے بڑھیے اور حجرِ اسود سے بات کیجیے۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور حجرِ اسود کے سامنے کھڑے ہو گئے اور اس سے بات کی، پھر خاموش ہو گئے۔

پھر امام علی زین العابدین بن حسین علیہما السلام آگے بڑھے اور حجرِ اسود پر اپنے ہاتھ رکھے، پھر فرمایا:

اللهم انی اسألك باسمك المكتوب فی سرادق العظمة

”اے اللہ! تیرے اُس نام سے سوال کرتا ہوں جو کینوس عظمت میں لکھا ہوا ہے“۔

پھر اس کے بعد آپؑ نے دُعا کی اور فرمایا: اے اللہ! اس پتھر کو گویائی عطا فرما۔

پھر حجرِ اسود سے فرمایا:

اسألك بالذی جعل فیك مواثیق العباد والشهادة لمن وافاك لما اخبرت لمن الامامة والوصية

Scanned with CamScanner

''میں لوگوں کی توشیقات اور گواہیوں پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تجھ میں رکھی گئی ہیں اور مجھے امامت و وصایت کے بارے میں خبر دو''۔

پس حجرِ اسود کانپنے لگا جیسا کہ نیچے گر جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے نطق عطا فرمایا تو اس نے عرض کیا: اے محمدؒ! علیؑ بن حسینؑ کی امامت کو تسلیم کرو۔

پس! جناب محمد بن حنفیہؒ نے نزاع سے رجوع کرلیا اور امام علی زین العابدین بن حسین علیہ السلام کی امامت کو تسلیم کرلیا۔ [1]

دوم: اس بارے میں آپؑ کی نص پر شیعہ امامیہ نے تواتر سے آپؑ کے والد بزرگوارؑ اور جد بزرگوارؑ سے روایات نقل کی ہیں ہے اور یہ کتب اخبار میں موجود ہیں جن کا ذکر کر کے ہم اس کتاب کو طول نہیں دینا چاہتے۔

سوم: اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد شدہ وہ اخبار ہیں جو عامہ و خاصہ نے روایت کی ہیں جن کا ہم عنقریب ذکر کریں گے جو بارہ اماموں کی امامت پر نص ہیں اور ہر وہ شخص جو بارہ آئمہؑ کی امامت کا قائل ہے تو وہ جناب محمد بن حنفیہؒ کی وفات کا بھی قائل ہے اور یہ سلسلہ حضرت صاحب الزمان علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔

چہارم: اور ان میں یہ بھی ہے کہ یہ فرقہ اب ختم ہو چکا ہے اور یہ ہمارے وقت میں دنیا میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ اس سے قبل کوئی اس کا قائل رہا ہوگا۔ اور اگر یہ حق ہوتا تو اس کا خاتمہ ناممکن تھا اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ کیسے علم ہوا کہ یہ فرقہ ختم ہو چکا ہے، کیا یہ ممکن نہیں کہ کسی

---

[1] بصائر الدرجات: ص ۸۹۳، ج ۱۰، باب ۱۷، حدیث ۳؛ الکافی: جلد اوّل، ص ۳۴۸، حدیث ۵؛ الوافی: جلد دوم، ص ۱۴۷؛ اثبات الھداۃ، جلد سوم، ص ۲۹۲، حدیث ۸ اور جلد پنجم، ص ۱۲۳، حدیث ۸؛ الامامۃ والتبصرۃ ابن بابویہ: ص ۶۰، حدیث ۴۹؛ مختصر بصائر الدرجات: ص ۷۸، حدیث ۵۰؛ الخرائج والجرائح: جلد اوّل، ص ۲۵۷، حدیث ۳؛ عوالم العلوم: جلد ۱۸، ص ۷۷، حدیث ۱؛ عیون المعجزات: ص ۷۱؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۱۴۷؛ الاحتجاج طبرسی: جلد ۲، ص ۴۶؛ الثاقب فی المناقب: ص ۳۴۹، حدیث ۱؛ مدینۃ المعاجز: جلد ۴، ص ۲۷۷، حدیث ۵۹؛ اعلام الوریٰ طبرسی: جلد ۱، ص ۴۸۵؛ بحار الانوار: جلد ۴۶، ص ۱۱۱، حدیث ۳ و ۴؛ احقاق الحق: جلد ۱۲، ص ۱۰۱؛ الھدایۃ الکبریٰ: ص ۲۲۰؛ دلائل الامامۃ (مترجم): ص ۱۸۰، حدیث ۱۲۳، مطبوعہ تراب پبلی کیشنز، لاہور

دُور دراز ملک میں یا کسی چھوٹے جزیرے میں یا زمین کے کسی حصے میں کچھ تو میں ان کی امامت کی قائل ہوں جیسا کہ حسن (بصری) کے مطابق زمین کے بعض کناروں میں کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو کبیرہ گناہ کرنے والے کو منافق سمجھتے ہیں۔ اس لیے ایسا دعویٰ ممکن نہیں ہے کہ یہ فرقہ ختم ہو چکا۔ البتہ! یہ ممکن ہے کہ وہ لوگ اس وقت محدودے چند ہوں اور ان کے علماء بھی محدودے چند ہوں مگر اب جبکہ اسلام اس قدر پھیل چکا اور علماء بھی کثیر ہو گئے ہیں تو کیسے علم ہوسکتا ہے (کہ کس کا کیا عقیدہ ہے؟)

ہم کہیں گے: اگر یہی بات ہے تو پھر اجماع اُمت کا علم کسی قول پر ممکن نہیں ہوگا کیونکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ زمین کی کسی طرف شاید کوئی اس کے مخالف رائے رکھتا ہو اور ممکن ہے زمین کے کسی کونے میں کوئی اب بھی ایسا موجود ہو جو یہ کہتا ہو کہ اولہ (برف) کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا روزہ دار کے لیے یہ درست ہے کہ طلوعِ آفتاب تک کھاتا پیتا رہے کیونکہ پہلا مذہب ابوطلحہ انصاری کا ہے اور دوسرا حذیفہ اور اعمش کا ہے۔ اسی طرح فقہ کے کثیر مسائل ہیں جن میں صحابہ اور تابعین کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے اور بعد میں وہ ختم ہو گئے ہیں اور تمام لوگوں نے ایک بات پر اجماع کرلیا تو کیا یہ جائز ہے کہ اس اجماع میں شک کیا جائے اور اس پر بھروسہ نہ کیا جائے جس پر پہلے اختلاف واقع ہو چکا ہے؟۔ یہ طعن ان لوگوں کا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اجماع کی معرفت اور اس کی طرف توسل ممکن نہیں ہے اور اس سلسلے میں گفتگو اس مسئلے سے مخصوص نہیں ہے لہٰذا اور کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم یہاں پر اس کی تفصیل بیان کریں۔

پھر ہمیں علم ہے کہ انصار نے حکومت طلب کی مگر مہاجرین نے ان کے اس مطالبے کو رَد کر دیا۔ پھر انصار نے رجوع کرلیا اور اپنے مخالف مہاجرین کی بات مان لی۔ پس! کوئی قائل یہ کہے کہ ہوسکتا ہے کہ انصار نے اپنوں سے اپنا حاکم بنالیا ہو کیونکہ وہ اس سے پہلے مہاجرین کے مخالف تھے اور یہ بھی ممکن ہے کہ زمین کے کسی گوشے میں اس خیال کا کوئی موجود ہو تو جو جواب آپ کا ہوگا وہی ہمارا سمجھ لیجیے گا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ تم لوگوں میں اجماع معصومؑ کی موجودگی کی وجہ سے حجت ہے تو تم کو یہ کیسے علم ہوگا کہ اُمت کے جملہ اقوال میں معصومؑ کا قول شامل ہے؟

Scanned with CamScanner

ہم کہیں گے: جب معصوم جملہ علمائے اُمت میں ہوگا تو بعید نہیں ہے کہ اُمت کے جمیع اقوال کے ساتھ اس کا قول بھی موجود ہوگا اور اگر ہمیں اس میں شک ہوا تو امام موجود ہوگا (جو شک دُور کردے گا)۔

اور جب ہم نے اقوال اُمت کا اعتبار کیا اور اس میں بعض علماء کو مخالف پایا تو اگر ہم نے ان کی ولادت اور علاقہ جان لیا تو ہم نے ان کا اعتبار نہیں کیا کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ امام ان میں نہیں ہے اور اگر ہم نے اس کے نسب میں شک کیا تو یہ مسئلہ اجماع کا نہیں ہے۔ پس! اس معیار پر ہم نے جب اُمت کے علماء کے اقوال کو دیکھا تو اس سے کوئی عالم ایسا نہیں ملا جو مذہب کیسانیہ اور واقفہ رکھتا ہو اور اگر ہمیں فرضاً کوئی ایک یا دو ملتے ہیں تو ہم اس کی پیدائش اور علاقہ جان لیتے ہیں اور ان کے قول پر اعتماد نہیں کرتے اور باقی لوگوں کے خیالات کو تسلیم کر لیتے ہیں جن کے درمیان ہمیں یقین ہے کہ معصوم موجود ہے۔ لہٰذا اس وضاحت سے یہ مسئلہ حل ہوا اور اس بات کی کمزوریاں ظاہر ہوئیں۔

مذہب نادوسیہ کا بطلان

نادوسیہ کے لوگ امام جعفرؑ بن محمدؑ کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں مرے نہیں اور وہی امام مہدیؑ ہیں۔ ان پر کلام واضح ہے۔ ہم جعفرؑ بن محمدؑ کی موت کو اسی طرح جانتے ہیں جس طرح ان کے والدؑ اور جدؑ کی موت کو جانتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے قتل کو جانتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کو جانتے ہیں۔ پس! اگر ان کی موت میں اختلاف جائز ہے تو پھر سب کی موت میں اختلاف جائز ہے اور یہ غلات اور مفوضہ کے قول کی تائید کرتا ہے جو حضرت علی علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل سے انکار کرتے ہیں اور یہ محض دھوکہ ہے۔

ہم واقفہ اور نادوسیہ پر کلام میں اطمینان سے گفتگو کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ!

مذہبِ واقفہ کا بطلان

رہا مذہب واقفہ جو حضرت امام ابی الحسن موسیٰؑ کی امامت پر وقف کر گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی امام مہدیؑ ہیں۔ ان کا قول ان کی موت کے ظاہر ہونے سے باطل ہو گیا جو مشہور اور

واضح ہے جیسا کہ ان کے والدؑ اور جدؑ کی موت اور ان سے پہلے ان کے آبائے کرام علیہم السلام کی موت مشہور ہے۔ اگر ہم نے ان کی موت میں شک کیا تو نادوسیہ، کیسانیہ، غالی اور مفوضہ کے قول میں اور ان کے قول میں کیا فرق رہ گیا جو ان کے آبائے کرامؑ کی موت کا انکار کرتے ہیں۔ اس پر ان (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی موت کو اس قدر مشہور کیا گیا ہے کہ ان کے آبائے کرامؑ میں سے کسی کی موت کو اس قدر مشہور نہیں کیا گیا۔ یہ بالکل واضح اور روشن ہے کہ تمام قاضیوں اور گواہوں کے سامنے آپؑ کی میت رکھی گئی اور بغداد کے پُل پر ان کی میت رکھ کر اعلان کرا دیا گیا کہ یہ وہی ہیں جن کے متعلق رافضی (شیعہ) خیال کرتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں، وہ مریں گے نہیں، ان کو کسی نے قتل نہیں کیا اور اپنی موت سے مرے ہیں اور اسی طرح کے دیگر واقعات جن سے انکار ممکن نہیں۔

(2) فَرَوَى يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ: حَضَرَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّوَّاسِيُّ جِنَازَةَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَلَمَّا وُضِعَ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ إِذَا رَسُولٌ مِنْ سِنْدِيِّ بْنِ شَاهَكَ قَدْ أَتَى أَبَا الْمَضَا خَلِيفَتَهُ وَكَانَ مَعَ الْجِنَازَةِ أَنِ اكْشِفْ وَجْهَهُ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ تَدْفِنَهُ حَتَّى يَرَوْهُ صَحِيحًا لَمْ يَحْدُثْ بِهِ حَدَثٌ. قَالَ وَكَشَفَ عَنْ وَجْهِ مَوْلَايَ حَتَّى رَأَيْتُهُ وَعَرَفْتُهُ ثُمَّ غَطَّى وَجْهَهُ وَأُدْخِلَ قَبْرَهُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ.

یونس بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: حسین بن علی رواسی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے جنازہ میں موجود تھا۔ پس جب آپؑ کی میت قبر کے کنارے رکھی گئی تو سندی بن شاہک کا ایک قاصد آ گیا اور ابی المضاء خلیفہ جو جنازہ کے ہمراہ تھا، نے کہا کہ ان کو دفن کرنے سے پہلے ان کا چہرہ لوگوں پر ظاہر کر دو حتیٰ کہ وہ دیکھ لیں کہ وہ بالکل صحیح ہے اور ان کے ساتھ کوئی حادثہ رُونما نہیں ہوا۔

راوی کہتا ہے: آپؑ کے چہرے سے کفن ہٹایا گیا حتیٰ کہ میں نے اپنے مولاؑ کو دیکھ اور ان کو پہچان لیا۔ پھر آپؑ کا چہرہ چھپا دیا گیا اور ان کو قبر میں داخل کر دیا گیا۔ آپؑ پر اللہ کی صلوات ہو۔ [1]

---

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۲۹، حدیث ۳۵؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۶۱، حدیث ۴

Scanned with CamScanner

(3) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ الْعُبَيْدِيُّ قَالَ أَخْبَرَتْنِي
رحيمة رُحَيْمَةُ أُمُّ وَلَدِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ وَ كَانَتِ امْرَأَةً
حُرَّةً فَاضِلَةً قَدْ حَجَّتْ نَيِّفاً وَ عِشْرِينَ حِجَّةً عَنْ سَعِيدٍ مَوْلَى أَبِي الْحَسَنِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ : وَ كَانَ يَخْدُمُهُ فِي الْحَبْسِ وَ يَخْتَلِفُ فِي حَوَائِجِهِ أَنَّهُ
حَضَرَهُ حِينَ مَاتَ كَمَا يَمُوتُ النَّاسُ مِنْ قُوَّةٍ إِلَى ضَعْفٍ إِلَى أَنْ قَضَى
عَلَيْهِ السَّلَامُ.

محمد بن عیسیٰ بن عبید العبیدی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رحیم یا رحیمہ اُم ولد حسین بن علی بن یقطین نے خبر دی ہے جو ایک حرہ فاضل خاتون تھیں، جنھوں نے ستائیس مرتبہ حج کیا۔ انھوں نے سعید مولیٰ ابوالحسنؑ سے روایت کی جو قیدخانہ میں آپؑ کی خدمت کرتا تھا اور حوائج میں آپؑ کے پاس جاتا تھا اور وہ شہادت کے وقت آپؑ کے پاس موجود تھا۔ (وہ کہتا ہے کہ) جیسے لوگ قوت سے کمزوری کی طرف جاتے ہیں اور فوت ہوجاتے ہیں، اسی طرح آپؑ کی وفات ہوگئی۔ [1]

(4) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْبَرْقِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ الْمُهَلَّبِيِّ قَالَ:
لَمَّا حَبَسَ هَارُونُ الرَّشِيدُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَظْهَرَ
الدَّلَائِلَ وَ الْمُعْجِزَاتِ وَ هُوَ فِي الْحَبْسِ تَحَيَّرَ الرَّشِيدُ فَدَعَا يَحْيَى بْنَ
خَالِدٍ الْبَرْمَكِيَّ فَقَالَ لَهُ يَا أَبَا عَلِيٍّ أَمَا تَرَى مَا نَحْنُ فِيهِ مِنْ هَذِهِ
الْعَجَائِبِ أَلَا تُدَبِّرُ فِي أَمْرِ هَذَا الرَّجُلِ تَدْبِيراً يُرِيحُنَا مِنْ غَمِّهِ فَقَالَ
لَهُ يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ الْبَرْمَكِيُّ الَّذِي أَرَاهُ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ تَمْتَنَّ
عَلَيْهِ وَ تَصِلَ رَحِمَهُ فَقَدْ وَ اللَّهِ أَفْسَدَ عَلَيْنَا قُلُوبَ شِيعَتِنَا وَ كَانَ
يَحْيَى يَتَوَلَّاهُ وَ هَارُونُ لَا يَعْلَمُ ذَلِكَ. فَقَالَ هَارُونُ انْطَلِقْ إِلَيْهِ وَ
أَطْلِقْ عَنْهُ الْحَدِيدَ وَ أَبْلِغْهُ عَنِّي السَّلَامَ وَ قُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ ابْنُ عَمِّكَ
إِنَّهُ قَدْ سَبَقَ مِنِّي فِيكَ يَمِينٌ أَنِّي لَا أُخَلِّيكَ حَتَّى تُقِرَّ لِي بِالْإِسَاءَةِ

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۳۰، حدیث ۳۶؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۵۹، حدیث ۲

Scanned with CamScanner

وَ تَسْأَلَنِي الْعَفْوَ عَمَّا سَلَفَ مِنْكَ وَ لَيْسَ عَلَيْكَ فِي إِقْرَارِكَ عَارٌ وَ لَا
فِي مَسْأَلَتِكَ إِيَّايَ مَنْقَصَةٌ وَ هَذَا يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ هُوَ ثِقَتِي وَ وَزِيرِي
وَ صَاحِبُ أَمْرِي فَسَلْهُ بِقَدْرِ مَا أَخْرُجُ مِنْ يَمِينِي وَ انْصَرِفْ رَاشِداً.

محمد بن عباد مہلبی سے روایت بیان کی ہے کہ ان کا بیان ہے کہ جب ہارون الرشید نے امام ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو قید کیا اور قیدخانہ میں آپؑ سے دلائل و معجزات ظاہر ہوئے تو ہارون الرشید پریشان ہوا اور یحییٰ بن خالد برمکی کو بلا کر کہا: اے ابوعلی! کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ ہم ان کے معجزات سے کس قدر پریشانی میں ہیں؟ کیا کوئی ایسی تدبیر ہے کہ اس شخص سے چھٹکارا حاصل ہو اور پریشانی سے نجات ہو؟

یحییٰ بن خالد برمکی نے کہا: اے امیرالمومنین! میری رائے تو یہ ہے کہ ان پر جود و بخشش کیجیے، ان کے ساتھ صلۂ رحم سے کام لیجیے کیونکہ اللہ کی قسم! ہمارے شیعوں (ماننے والوں) کے دل بھی پھر گئے ہیں۔

یحییٰ برمکی امام علیہ السلام کا دوست تھا جس کا ہارون کو علم نہ تھا۔

ہارون نے کہا: ان کے پاس جاؤ اور ان کے زنجیر اُتار دو اور میرا اسلام پہنچاؤ اور یہ کہہ دو کہ تمھارے ابن عم نے کہا ہے کہ جب تک تم اپنی پچھلی غلطیوں کا اقرار کر کے مجھ سے معافی نہ مانگو گے وہ تمھیں ہرگز نہ چھوڑیں گے اور میرے سامنے اپنی غلطیوں کا اقرار کر لینے اور مجھ سے معافی مانگ لینے میں تمھاری کوئی ذلت و منقصت بھی نہیں ہے اور یحییٰ بن خالد میرا ثقہ اور میرا وزیر ہے اور میرے امر کا صاحب ہے۔ اس سے میری قسم اُتارنے کا معاوضہ جو چاہے لے لو اور پھر صحیح و سلامت اپنے گھر واپس لوٹ جاؤ۔ [1]

(5) قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ فَأَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ أَنَّ أَبَا
إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيَحْيَى يَا أَبَا عَلِيٍّ أَنَا مَيِّتٌ وَ إِنَّمَا بَقِيَ مِنْ
أَجَلِي أُسْبُوعٌ اكْتُمْ مَوْتِي وَ ائْتِنِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ عِنْدَ الزَّوَالِ وَ صَلِّ

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۳۰، حدیث ۳۷؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۲۹۰؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۴۶، حدیث ۳؛ مدینۃ المعاجز: ص ۴۶۲، حدیث ۰۵:

عَلَيَّ أَنْتَ وَ أَوْلِيَائِي فُرَادَى وَ انْظُرْ إِذَا سَارَ هٰذَا الطَّاغِيَةُ إِلَى الرَّقَّةِ وَ عَادَ إِلَى الْعِرَاقِ لَا يَرَاكَ وَ لَا تَرَاهُ لِنَفْسِكَ فَإِنِّي رَأَيْتُ فِي نَجْمِكَ وَ نَجْمِ وُلْدِكَ وَ نَجْمِهِ أَنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ فَاحْذَرُوهُ ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا عَلِيٍّ أَبْلِغْهُ عَنِّي يَقُولُ لَكَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ رَسُولِي يَأْتِيكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيُخْبِرُكَ بِمَا تَرَى وَ سَتَعْلَمُ غَداً إِذَا جَاثَيْتُكَ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ مَنِ الظَّالِمُ وَ الْمُعْتَدِي عَلَى صَاحِبِهِ وَالسَّلَامُ فَخَرَجَ يَحْيَى مِنْ عِنْدِهِ وَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْبُكَاءِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى هَارُونَ فَأَخْبَرَهُ بِقِصَّتِهِ وَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ هَارُونُ إِنْ لَمْ يَدَّعِ النُّبُوَّةَ بَعْدَ أَيَّامٍ فَمَا أَحْسَنَ حَالَنَا - فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تُوُفِّيَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَدْ خَرَجَ هَارُونُ إِلَى الْمَدَائِنِ قَبْلَ ذٰلِكَ فَأُخْرِجَ إِلَى النَّاسِ حَتَّى نَظَرُوا إِلَيْهِ ثُمَّ دُفِنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَجَعَ النَّاسُ فَافْتَرَقُوا فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تَقُولُ مَاتَ وَ فِرْقَةٌ تَقُولُ لَمْ يَمُتْ.

محمد بن عباد کا بیان ہے کہ مجھے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد نے بتایا کہ امام ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے یہ سن کر یحییٰ بن خالد کو جواب دیا: اے ابوعلی! سنو! میں تو اب قضا کرنے والا ہوں۔ میری زندگی کا صرف ایک ہفتہ باقی ہے مگر ابھی یہ بات کسی سے نہ کہنا اور آیندہ جمعہ کے دن وقتِ زوال میرے پاس آنا، تم اور میرے دوست دار بہ نیتِ فرادیٰ میری نمازِ جنازہ پڑھیں اور دیکھنا! جب یہ ظالم وسرکش رُقہ کی طرف جائے اور وہاں سے عراق واپس ہوتو احتیاط کرنا، نہ وہ تم کو دیکھے اور نہ تم اس کو۔ اس لیے کہ میں نے تمھارے، تمھاری اولاد اور اس ظالم کے ستارے کو دیکھا ہے۔ وہ تم لوگوں کے مخالف ہوگا اس لیے اس سے بچنے کی کوشش کرنا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابوعلی! اس ظالم کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دینا کہ موسیٰؑ بن جعفرؑ نے یہ کہا ہے کہ آیندہ جمعہ کے دن میرا پیغام رساں تم تک پہنچے گا اور وہ جو کچھ دیکھے گا تم کو بتائے گا اور کل بروزِ قیامت جب ظالم ومظلوم اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو اس وقت تم کو پتہ چلے گا۔ والسلام!

پس! یحییٰ آپؑ کے پاس سے نکلا اور اس کی آنکھیں روتے روتے سرخ ہوگئی تھیں حتیٰ کہ وہ ہارون کے پاس پہنچا اور سارا قصہ سنایا۔

ہارون نے کہا: یہ اچھا ہوا کہ انھوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔

بالآخر جمعہ کے دن حضرت ابوابراہیم موسیٰؑ بن جعفرؑ نے شہادت پائی اور ہارون آپؑ کی شہادت سے پہلے مدائن چلا گیا۔ شہادت کی خبر سنتے ہی لوگ وہاں پہنچے اور آپؑ کو دفن کیا اور واپس ہوئے۔ اس کے بعد لوگ دوگروہوں میں تقسیم ہوگئے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ امام ابوابراہیم موسیٰؑ بن جعفرؑ کی شہادت ہوئی ہے اور دوسرا گروہ کہتا تھا کہ وہ ہرگز نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں۔ [1]

(6) وَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ سَمَاعاً وَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ الْأَصْبَهَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ النَّوْفَلِيُّ عَنْ أَبِيهِ. قَالَ الْأَصْبَهَانِيُّ وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ الْحَسَنِ الْعَلَوِيُّ وَ حَدَّثَنِي غَيْرُهُمَا بِبَعْضِ قِصَّتِهِ وَ جَمَعْتُ ذٰلِكَ بَعْضَهُ إِلَى بَعْضٍ قَالُوا: كَانَ السَّبَبُ فِي أَخْذِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَنَّ الرَّشِيدَ جَعَلَ ابْنَهُ فِي حَجْرِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْأَشْعَثِ فَحَسَدَهُ يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ الْبَرْمَكِيُّ وَ قَالَ إِنْ أَفْضَتِ الْخِلَافَةُ إِلَيْهِ زَالَتْ دَوْلَتِي وَ دَوْلَةُ وُلْدِي. فَاحْتَالَ عَلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ كَانَ يَقُولُ بِالْإِمَامَةِ حَتَّى دَاخَلَهُ وَ أَنِسَ إِلَيْهِ وَ كَانَ يُكْثِرُ غِشْيَانَهُ فِي مَنْزِلِهِ فَيَقِفُ عَلَى أَمْرِهِ فَيَرْفَعُهُ إِلَى الرَّشِيدِ وَ يَزِيدُ عَلَيْهِ بِمَا يَقْدَحُ فِي قَلْبِهِ ثُمَّ قَالَ يَوْماً لِبَعْضِ ثِقَاتِهِ تُعَرِّفُونَ لِي رَجُلاً مِنْ آلِ أَبِي طَالِبٍ لَيْسَ بِوَاسِعِ الْحَالِ يُعَرِّفُنِي مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ فَدُلَّ عَلَى عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَحَمَلَ إِلَيْهِ يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ مَالاً. وَ كَانَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ

[1] اثبات الهداة، جلد ۳، ص ۱۸۴، حدیث ۳۶؛ بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۳۰، حدیث ۳۷ اور جلد ۸۱، ص ۳۸۲، حدیث ۴۱؛ وسائل الشیعہ: جلد ۲، ص ۸۱۱، حدیث ۱؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۴۶، حدیث ۳؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۲۹۰ (مختصراً)؛ مدینۃ المعاجز: ص ۴۶۲، حدیث ۱۰۵

Scanned with CamScanner

يَأْنَسُ إِلَيْهِ وَ يَصِلُهُ وَ رُبَّمَا أَفْضَى إِلَيْهِ بِأَسْرَارِهِ كُلِّهَا. فَكَتَبَ لِيُشْخِصَ بِهِ فَأَحَسَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِذٰلِكَ فَدَعَاهُ فَقَالَ إِلَى أَيْنَ يَا ابْنَ أَخِي. قَالَ إِلَى بَغْدَادَ قَالَ مَا تَصْنَعُ قَالَ عَلَيَّ دَيْنٌ وَ أَنَا مُمْلِقٌ. قَالَ فَأَنَا أَقْضِي دَيْنَكَ وَ أَفْعَلُ بِكَ وَ أَصْنَعُ فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى ذٰلِكَ. فَقَالَ لَهُ انْظُرْ يَا ابْنَ أَخِي لَا تُؤْتِمْ أَوْلَادِي وَ أَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِ مِائَةِ دِينَارٍ وَ أَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ فَلَمَّا قَامَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَنْ حَضَرَهُ وَ اللّٰهِ لَيَسْعَيَنَّ فِي دَمِي وَ يُؤْتِمَنَّ أَوْلَادِي. فَقَالُوا لَهُ جَعَلَنَا اللّٰهُ فِدَاكَ فَأَنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا مِنْ حَالِهِ وَ تُعْطِيهِ وَ تَصِلُهُ فَقَالَ لَهُمْ نَعَمْ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ آبَائِهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّ الرَّحِمَ إِذَا قُطِعَتْ فَوُصِلَتْ قَطَعَهَا اللّٰهُ. فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَتَّى أَتَى إِلَى يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ فَتَعَرَّفَ مِنْهُ خَبَرَ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ رَفَعَهُ إِلَى الرَّشِيدِ وَ زَادَ عَلَيْهِ وَ قَالَ لَهُ إِنَّ الْأَمْوَالَ تُحْمَلُ إِلَيْهِ مِنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ إِنَّ لَهُ بُيُوتَ أَمْوَالٍ وَ إِنَّهُ اشْتَرَى ضَيْعَةً بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِينَارٍ فَسَمَّاهَا الْيَسِيرَةَ وَ قَالَ لَهُ صَاحِبُهَا وَ قَدْ أَحْضَرَ الْمَالَ لَا آخُذُ هٰذَا النَّقْدَ وَ لَا آخُذُ إِلَّا نَقْدَ كَذَا فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الْمَالِ فَرُدَّ وَ أَعْطَاهُ ثَلَاثِينَ أَلْفَ دِينَارٍ مِنَ النَّقْدِ الَّذِي سَأَلَ بِعَيْنِهِ فَرَفَعَ ذٰلِكَ كُلَّهُ إِلَى الرَّشِيدِ فَأَمَرَ لَهُ بِمِائَتَيْ أَلْفِ دِرْهَمٍ يُسَبَّبُ لَهُ عَلَى بَعْضِ النَّوَاحِي فَاخْتَارَ كُوَرَ الْمَشْرِقِ وَ مَضَتْ رُسُلُهُ لِتَقْبِضَ الْمَالَ وَ دَخَلَ هُوَ فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ إِلَى الْخَلَاءِ فَزَحَرَ زَحْرَةً خَرَجَتْ مِنْهَا حُشْوَتُهُ كُلُّهَا فَسَقَطَ وَ جَهَدُوا فِي رَدِّهَا فَلَمْ يَقْدِرُوا فَوَقَعَ لِمَا بِهِ وَ جَاءَهُ الْمَالُ وَ هُوَ يَنْزِعُ فَقَالَ مَا أَصْنَعُ بِهِ وَ أَنَا فِي الْمَوْتِ. وَ حَجَّ الرَّشِيدُ فِي تِلْكَ السَّنَةِ فَبَدَأَ بِقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِنْ شَيْءٍ أُرِيدُ أَنْ أَفْعَلَهُ أُرِيدُ أَنْ أَحْبِسَ مُوسَى بْنَ

جَعْفَرٍ فَإِنَّهُ يُرِيدُ التَّشْتِيتَ بِأُمَّتِكَ وَ سَفْكَ دِمَائِهَا. ثُمَّ أَمَرَ بِهِ فَأُخِذَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَأُدْخِلَ إِلَيْهِ فَقَيَّدَهُ وَ أُخْرِجَ مِنْ دَارِهِ بَغْلَانِ عَلَيْهِمَا قُبَّتَانِ مُغَطَّاتَانِ هُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي إِحْدَاهُمَا وَ وَجَّهَ مَعَ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا خَيْلاً فَأَخَذَ بِوَاحِدَةٍ عَلَى طَرِيقِ الْبَصْرَةِ وَ الْأُخْرَى عَلَى طَرِيقِ الْكُوفَةِ لِيُعَمِّيَ عَلَى النَّاسِ أَمْرَهُ وَ كَانَ فِي الَّتِي مَضَتْ إِلَى الْبَصْرَةِ. وَ أَمَرَ الرَّسُولَ أَنْ يُسَلِّمَهُ إِلَى عِيسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الْمَنْصُورِ وَ كَانَ عَلَى الْبَصْرَةِ حِينَئِذٍ فَمَضَى بِهِ فَحَبَسَهُ عِنْدَهُ سَنَةً. ثُمَّ كَتَبَ إِلَى الرَّشِيدِ أَنْ خُذْهُ مِنِّي وَ سَلِّمْهُ إِلَى مَنْ شِئْتَ وَ إِلَّا خَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَقَدِ اجْتَهَدْتُ بِأَنْ أَجِدَ عَلَيْهِ حُجَّةً فَمَا أَقْدِرُ عَلَى ذٰلِكَ حَتَّى إِنِّي لَأَتَسَمَّعُ عَلَيْهِ إِذَا دَعَا لَعَلَّهُ يَدْعُو عَلَيَّ أَوْ عَلَيْكَ فَمَا أَسْمَعُهُ يَدْعُو إِلَّا لِنَفْسِهِ يَسْأَلُ الرَّحْمَةَ وَ الْمَغْفِرَةَ فَوَجَّهَ مَنْ تَسَلَّمَهُ مِنْهُ وَ حَبَسَهُ عِنْدَ الْفَضْلِ بْنِ الرَّبِيعِ بِبَغْدَادَ فَبَقِيَ عِنْدَهُ مُدَّةً طَوِيلَةً وَ أَرَادَ الرَّشِيدُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ أَمْرِهِ فَأَبَى. فَكَتَبَ بِتَسْلِيمِهِ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ يَحْيَى فَتَسَلَّمَهُ مِنْهُ وَ أَرَادَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمْ يَفْعَلْ. وَ بَلَغَهُ أَنَّهُ عِنْدَهُ فِي رَفَاهِيَةٍ وَ سَعَةٍ وَ هُوَ حِينَئِذٍ بِالرَّقَّةِ. فَأَنْفَذَ مَسْرُورَ الْخَادِمِ إِلَى بَغْدَادَ عَلَى الْبَرِيدِ وَ أَمَرَهُ أَنْ يَدْخُلَ مِنْ فَوْرِهِ إِلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَيَعْرِفَ خَبَرَهُ فَإِنْ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى مَا بَلَغَهُ أَوْصَلَ كِتَاباً مِنْهُ إِلَى الْعَبَّاسِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَمَرَهُ بِامْتِثَالِهِ وَ أَوْصَلَ كِتَاباً مِنْهُ آخَرَ إِلَى السِّنْدِيِّ بْنِ شَاهَكَ يَأْمُرُهُ بِطَاعَةِ الْعَبَّاسِ. فَقَدِمَ مَسْرُورٌ فَنَزَلَ دَارَ الْفَضْلِ بْنِ يَحْيَى لَا يَدْرِي أَحَدٌ مَا يُرِيدُ ثُمَّ دَخَلَ عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَوَجَدَهُ عَلَى مَا بَلَغَ الرَّشِيدَ فَمَضَى مِنْ فَوْرِهِ إِلَى الْعَبَّاسِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ السِّنْدِيِّ فَأَوْصَلَ الْكِتَابَيْنِ إِلَيْهِمَا فَلَمْ يَلْبَثِ النَّاسُ أَنْ خَرَجَ الرَّسُولُ يَرْكُضُ إِلَى الْفَضْلِ بْنِ يَحْيَى فَرَكِبَ مَعَهُ وَ خَرَجَ مَشْدُوهاً دَهِشاً حَتَّى دَخَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ

Scanned with CamScanner

فَدَعَا بِسِيَاطٍ وَ عُقَابَيْنِ فَوَجَّهَ ذٰلِكَ إِلَى ٱلسِّنْدِيِّ وَ أَمَرَ بِٱلْفَضْلِ فَجُرِّدَ ثُمَّ ضَرَبَهُ مِائَةَ سَوْطٍ وَ خَرَجَ مُتَغَيِّرَ ٱللَّوْنِ خِلَافَ مَا دَخَلَ فَأُذْهِبَتْ نَخْوَتُهُ فَجَعَلَ يُسَلِّمُ عَلَى ٱلنَّاسِ يَمِيناً وَ شِمَالاً. وَ كَتَبَ مَسْرُورٌ بِٱلْخَبَرِ إِلَى ٱلرَّشِيدِ فَأَمَرَ بِتَسْلِيمِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى ٱلسِّنْدِيِّ بْنِ شَاهَكَ وَ جَلَسَ مَجْلِساً حَافِلاً وَ قَالَ أَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّ ٱلْفَضْلَ بْنَ يَحْيَى قَدْ عَصَانِي وَ خَالَفَ طَاعَتِي وَ رَأَيْتُ أَنْ أَلْعَنَهُ فَٱلْعَنُوهُ فَلَعَنَهُ ٱلنَّاسُ مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ حَتَّى ارْتَجَّ ٱلْبَيْتُ وَ ٱلدَّارُ بِلَعْنِهِ. وَ بَلَغَ يَحْيَى بْنَ خَالِدٍ فَرَكِبَ إِلَى ٱلرَّشِيدِ وَ دَخَلَ مِنْ غَيْرِ ٱلْبَابِ ٱلَّذِي يَدْخُلُ ٱلنَّاسُ مِنْهُ حَتَّى جَاءَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَ هُوَ لَا يَشْعُرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ ٱلْتَفِتْ إِلَيَّ يَا أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ فَأَصْغَى إِلَيْهِ فَزِعاً فَقَالَ لَهُ إِنَّ ٱلْفَضْلَ حَدَثٌ وَ أَنَا أَكْفِيكَ مَا تُرِيدُ فَانْطَلَقَ وَجْهُهُ وَ سُرَّ وَ أَقْبَلَ عَلَى ٱلنَّاسِ فَقَالَ إِنَّ ٱلْفَضْلَ كَانَ عَصَانِي فِي شَيْءٍ فَلَعَنْتُهُ وَ قَدْ تَابَ وَ أَنَابَ إِلَى طَاعَتِي فَتَوَلَّوْهُ. فَقَالُوا لَهُ نَحْنُ أَوْلِيَاءُ مَنْ وَالَيْتَ وَ أَعْدَاءُ مَنْ عَادَيْتَ وَ قَدْ تَوَلَّيْنَاهُ. ثُمَّ خَرَجَ يَحْيَى بْنُ خَالِدٍ بِنَفْسِهِ عَلَى ٱلْبَرِيدِ حَتَّى أَتَى بَغْدَادَ فَمَاجَ ٱلنَّاسُ وَ أَرْجَفُوا بِكُلِّ شَيْءٍ فَأَظْهَرَ أَنَّهُ وَرَدَ لِتَعْدِيلِ ٱلسَّوَادِ وَ ٱلنَّظَرِ فِي أَمْرِ ٱلْعُمَّالِ وَ تَشَاغَلَ بِبَعْضِ ذٰلِكَ وَ دَعَا ٱلسِّنْدِيَّ فَأَمَرَهُ فِيهِ بِأَمْرِهِ فَامْتَثَلَهُ. وَ سَأَلَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ٱلسِّنْدِيَّ عِنْدَ وَفَاتِهِ أَنْ يُحْضِرَهُ مَوْلًى لَهُ يَنْزِلُ عِنْدَ دَارِ ٱلْعَبَّاسِ بْنِ مُحَمَّدٍ فِي أَصْحَابِ ٱلْقَصَبِ لِيَغْسِلَهُ فَفَعَلَ ذٰلِكَ. قَالَ سَأَلْتُهُ أَنْ يَأْذَنَ لِي أَنْ أُكَفِّنَهُ فَأَبَى وَ قَالَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ مُهُورُ نِسَائِنَا وَ حَجُّ صَرُورَتِنَا وَ قَالَ إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ مُهُورُ نِسَائِنَا وَ حَجُّ صَرُورَتِنَا وَ أَكْفَانُ مَوْتَانَا مِنْ طُهْرَةِ أَمْوَالِنَا وَ عِنْدِي كَفَنِي. فَلَمَّا مَاتَ أُدْخِلَ عَلَيْهِ ٱلْفُقَهَاءُ وَ وُجُوهُ أَهْلِ بَغْدَادَ وَ فِيهِمُ ٱلْهَيْثَمُ بْنُ عَدِيٍّ وَ غَيْرُهُ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ لَا أَثَرَ بِهِ وَ شَهِدُوا عَلَى ذٰلِكَ وَ أُخْرِجَ

فَوُضِعَ عَلَى ٱلْجِسْرِ بِبَغْدَادَ وَ نُودِيَ هٰذَا مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ قَدْ مَاتَ فَانْظُرُوا إِلَيْهِ فَجَعَلَ ٱلنَّاسُ يَتَفَرَّسُونَ فِي وَجْهِهِ وَ هُوَ مَيِّتٌ. قَالَ وَ حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ بَعْضِ ٱلطَّالِبِيِّينَ أَنَّهُ نُودِيَ عَلَيْهِ هٰذَا مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ ٱلَّذِي تَزْعُمُ ٱلرَّافِضَةُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ فَانْظُرُوا إِلَيْهِ فَنَظَرُوا إِلَيْهِ. قَالُوا وَ حُمِلَ فَدُفِنَ فِي مَقَابِرِ قُرَيْشٍ فَوَقَعَ قَبْرُهُ إِلَى جَانِبِ رَجُلٍ مِنَ ٱلنَّوْفَلِيِّينَ يُقَالُ لَهُ عِيسَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ.

اصبہانی کا بیان ہے کہ مجھ سے احمد بن محمد بن سعید نے اور وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے یحییٰ بن حسن علوی نے بیان کیا اور ان دونوں کے علاوہ دوسرے لوگوں نے بھی بعض دوسرے واقعات بیان کیے جن کو مَیں نے ترتیب دیا تو معلوم ہوا کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام کی قید کا سبب یہ تھا کہ ہارون الرشید نے اپنے بیٹے کو جعفر بن محمد بن اشعث کی اتالیقی میں دیا۔ یہ دیکھ کر یحییٰ بن خالد برمکی کو حسد پیدا ہوا اور اس نے سوچا کہ اگر ہارون کے بعد خلافت اس کے بیٹے کو ملی تو پھر حکومت ہمارے خاندان سے نکل کر جعفر بن محمد کے خاندان میں چلی جائے گی۔ اس لیے اس نے جعفر بن محمد بن اشعث کے خلاف سازش کی۔ جبکہ جعفر بن محمد در پردہ امام موسیٰؑ بن جعفرؑ کی امامت کا قائل تھا۔

چنانچہ یحییٰ بن خالد نے جعفر بن محمد سے دوستی پیدا کی اور اکثر اس کے پاس آنے جانے لگا تا کہ اس کے اس راز سے واقف ہو کر ہارون الرشید کو اس کی اطلاع دے بلکہ اس میں کچھ اور بھی اضافہ کر کے بیان کرے اور جعفر بن محمد کی طرف سے اس کے دل میں بُرائی پیدا کرے۔

اس کے علاوہ اس نے ایک روز ایک قابلِ بھروسہ شخص سے پوچھا: کیا تم آلِ ابوطالبؑ میں سے کسی ایسے شخص کو جانتے ہو جو پریشان حال ہو اور جو کچھ مَیں معلوم کرنا چاہتا ہوں وہ مجھے بتا دے۔ اس نے علی بن اسماعیل بن جعفرؑ بن محمدؑ کی نشاندہی کر دی۔

چنانچہ یحییٰ بن خالد نے اس کے پاس کچھ رقم بھیجی حالانکہ امام موسیٰؑ بن جعفرؑ بھی اس کے ساتھ برابر حُسنِ سلوک کرتے رہتے تھے اور اس سے میل جول رکھتے، حتیٰ کہ بعض اوقات اس کو اپنا رازدار بھی بنا لیتے۔ یحییٰ بن خالد نے حکم جاری کیا کہ علی بن اسماعیل کو میرے پاس

Scanned with CamScanner

روانہ کیا جائے۔ اس وقت امام موسیٰؑ بن جعفرؑ نے محسوس کیا کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ لہٰذا آپؑ نے فوراً علی بن اسماعیل کو بلایا اور دریافت فرمایا:

اے بھتیجے! کہاں جارہے ہو؟

اس نے کہا: بغداد۔

آپؑ نے پوچھا: وہاں کیا کام ہے؟

اس نے کہا: میں قرض دار ہوں اور بالکل تنگ ہو گیا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تمھارا قرض ادا کردوں گا اور جو کچھ ہوسکے گا وہ بھی تمھارے ساتھ کروں گا مگر علی بن اسماعیل نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔

آپؑ نے مزید فرمایا: اے بھتیجے! دیکھو، اس بات پر غور کرو کہ تم کیا ارادہ رکھتے ہو۔ تم میری اولاد کو یتیم نہ کرو۔ یہ تمھارے لیے بھی انتہائی خطرناک امر ثابت ہوگا۔ یہ فرما کر آپؑ نے اس کو تین سو دینار اور چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ جب وہ یہ سب کچھ آپؑ کے سامنے سے لے کر اُٹھا تو حاضرین مجلس سے آپؑ نے فرمایا: بخدا! یہ میرا خون بہانے کی کوشش کرے گا جس میں یہ کامیاب ہوجائے گا اور میرے بچے یتیم ہوجائیں گے۔

لوگوں نے عرض کیا: ہم آپؑ پر فدا ہوں! آپؑ اس کے متعلق یہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی یہ رقم عنایت فرمارہے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں! یہ اس لیے کہ ہمارے آباؤاجداد کرام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: رشتہ داری جب ایک طرف سے کاٹ دی جاتی ہے تو دوسری طرف سے لاکھ بار بھی جوڑنے کی کوشش کی جائے وہ جڑتی ہی نہیں۔

الغرض علی بن اسماعیل وہاں سے نکلا اور سیدھا یحییٰ بن خالد کے پاس پہنچا۔ یحییٰ نے اس سے امام موسیٰؑ بن جعفرؑ کے متعلق معلومات حاصل کیں اور اسے ہارون الرشید تک پہنچایا اور کچھ اپنی طرف سے اس اضافے کے ساتھ ہارون الرشید سے کہا کہ حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کے پاس ملک کے شرق و غرب سے اموال آتے ہیں اور اتنے آتے ہیں کہ ایک بیت المال میں نہیں سماتے۔ اس لیے کئی بیت المال ان کے پاس ہیں اور انھوں نے تیس ہزار دینار میں

ایک جائیداد خریدی ہے جس کا نام یسیرہ رکھا ہے۔ خریداری کے وقت جب قیمت پیش کی گئی تو صاحبِ جائیداد نے کہا: مجھے ان سکوں میں نہیں بلکہ فلاں سکوں میں قیمت چاہیے۔ تو حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ نے حکم دیا کہ ان سکوں کو واپس لے جاؤ اور جو سکے یہ چاہتا ہے وہی سکے بیت المال سے نکال لاؤ۔ چنانچہ اس کے مطلوبہ سکوں میں اس کو قیمت ادا کی گئی۔

یحییٰ بن خالد نے یہ تمام باتیں ہارون الرشید کے کان میں اس اعتماد و وثوق کے ساتھ ڈال دیں کہ ہارون الرشید نے علی بن اسماعیل کو دو لاکھ درہم دیے جانے کا حکم دیا۔ نیز کوئی جاگیر بھی اطراف و جوانب میں دینے کا حکم صادر کیا تو علی بن اسماعیل نے مشرقی ضلع کو پسند کیا۔ پس علی بن اسماعیل کے آدمی اِدھر دو لاکھ درہم کی رقم وصول کرنے گئے اور اُدھر وہ ایک دن بیت الخلاء میں گیا تو اس کے پیٹ میں پیچش کا مروڑ ہوا۔ جب زور لگایا تو اس کے پیٹ کی ساری آنتیں باہر نکل آئیں اور وہ گر پڑا۔ لوگوں نے ہرچند کوشش کی کہ آنتیں اندر واپس چلی جائیں مگر ممکن نہ ہوا اور وہ نزع کے عالم میں تھا کہ اس کے آدمی وہ دو لاکھ درہم لے کر آئے۔

اس نے کہا: اب میں اس رقم کو لے کر کیا کروں گا میں تو مر رہا ہوں۔

ہارون الرشید نے اسی سال حج کیا۔ پہلے روضۂ رسولؐ پر پہنچا اور بولا: یارسولؐ اللہ! میں نے جس کام کا ارادہ کیا ہے اس کے متعلق میں آپؐ سے معذرت خواہ ہوں۔ میرا ارادہ ہے کہ موسیٰؑ بن جعفرؑ کو قید کردوں اس لیے کہ وہ آپؐ کی اُمت میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں اور خون ریزی کرانا چاہتے ہیں۔

پھر اس نے حکم دیا کہ انھیں مسجدِ رسولؐ سے گرفتار کرکے اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس نے آپؑ کو قید کرلیا۔ پھر اس نے اپنے قصر سے سواری کے دو خچر نکالے جن پر عماری تھی اور عماری پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ ایک کے اندر حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کو بٹھایا اور ان دونوں خچروں کے ساتھ ایک ایک دستہ فوج بھی مقرر کردیا۔ ایک خچر کو بصرہ روانہ کردیا اور دوسرے کو کوفہ روانہ کیا تاکہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ انھیں کہاں بھیجا گیا ہے مگر حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ جس پر سوار تھے اسے بصرہ روانہ کیا اور اپنے فرستادہ کو حکم دیا کہ انھیں لے جاکر عیسیٰ بن جعفر بن منصور کے حوالے کردے جو اس وقت بصرہ کا حاکم تھا۔ اس نے اپنی قید میں امام علیہ السلام کو سال بھر تک قید

Scanned with CamScanner

رکھا۔ پھر ہارون الرشید کو خط لکھا کہ ان کو مجھ سے واپس لے کر کسی اور کے حوالے کردیں ورنہ میں ان کو رہا کردوں گا اس لیے کہ میں نے بہت کوشش کی کہ ان کو قید کرنے کا کوئی عُذر اور بہانہ ہاتھ آجائے مگر یہ ممکن نہ ہوا۔ حد یہ ہے کہ جب دُعا کرتے ہیں تو میں کان لگا کر سنتا ہوں کہ شاید یہ میرے لیے یا تمھارے لیے بددُعا کرتے ہوں مگر ایسا نہیں ہے۔ وہ تو صرف اپنی ذات کے لیے اللہ سے رحمت و مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔

ہارون الرشید نے بصرہ سے حضرت موسیٰؑ بن جعفر علیہ السلام کو بلا کر بغداد میں فضل بن ربیع کی قید میں دے دیا اور آپؑ اس کی قید میں عرصۂ دراز تک رہے۔ ہارون الرشید نے چاہا کہ فضل بن ربیع کے ہاتھوں آپؑ کو ختم کرا دے مگر اس نے انکار کر دیا۔ ہارون الرشید اس وقت مقامِ رُقہ میں تھا اور اسے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کو فضل بن ربیع نے بہت آرام کے ساتھ قید میں رکھا ہوا ہے تو اس نے اپنے خادم مسرور کو قاصد بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ تم فوراً حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ وہ کس حال میں رکھے گئے ہیں۔ اگر وہ خبر صحیح ہے جو مجھ تک پہنچی ہے تو میرا یہ خط عباس بن محمد کو دو اور کہو کہ اس حکم کی تعمیل کرے اور یہ دوسرا خط سندی بن شاہک کو دو اور اس سے کہو کہ وہ عباس بن محمد کے حکم کی تعمیل کرے۔

مسرور روانہ ہوا اور فضل بن یحییٰ کے گھر آ کر ٹھہرا مگر کسی کو علم نہ ہوسکا کہ یہ کیوں آیا ہے۔ پھر وہ حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کے پاس گیا اور دیکھا کہ ہارون الرشید کو جو خبر ملی تھی، وہ صحیح ہے تو فوراً عباس بن محمد اور سندی بن شاہک کے پاس گیا اور ان دونوں کو وہ خطوط دیئے اور وہاں سے نکل کر سیدھا فضل بن یحییٰ کے پاس آیا اور اس کو ڈرا دھمکا کر عباس بن محمدؒ کے پاس لایا۔ اس نے حکم دیا کہ کوڑا لاؤ۔ پھر سندی بن شاہک کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ فضل کو کھینچ لاؤ اور اس نے اس کو سو کوڑے لگائے۔

اب فضل وہاں سے نکلا تو آتے وقت جو حال تھا وہ اب نہ تھا بلکہ رنگ بدلا ہوا تھا۔ اب اس کی ساری نخوت ختم ہوچکی تھی اور دائیں بائیں جو تماشائی کھڑے تھے انھیں سلام کرتا ہوا چلا گیا۔ پھر مسرور نے ان تمام واقعات کی تفصیل ہارون الرشید کو لکھ بھیجی۔ اس نے حکم دیا کہ حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کو سندی بن شاہک کے حوالے کردو۔

اس کے بعد ہارون الرشید نے ایک جلسہ کیا اور کہا: اے لوگو! فضل بن یحییٰ نے میری نافرمانی کی ہے اور میرا حکم نہ مانا۔ لہٰذا میں اس پر لعنت کرتا ہوں، تم لوگ بھی اس پر لعنت کرو۔ پس! فضل بن یحییٰ پر ہر طرف سے لعنت برسنے لگی اور سارا گھر لعنت کی آوازوں سے گونج اُٹھا۔

یہ اطلاع جب یحییٰ بن خالد کو ملی تو وہ اپنی سواری پر سوار ہو کر ہارون الرشید کے پاس پہنچا اور عام دروازے سے نہیں بلکہ خاص دروازے سے داخل ہوا اور ہارون کے پیچھے جا کر کھڑا ہوگیا۔ پھر بولا: اے امیرالمومنین! ذرا میری طرف بھی توجہ فرمائیں۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو یحییٰ نے کہا: فضل سے تو غلطی ہوگئی مگر جو کچھ آپ چاہتے ہیں اس کے لیے میں تیار ہوں۔

یہ سن کر ہارون خوش ہوگیا اور مجمع سے مخاطب ہو کر بولا: اے لوگو! فضل نے میرا ایک حکم نہ مانا تھا اس لیے میں نے اس پر لعنت کی تھی مگر اب اس نے معافی مانگ لی اور میری اطاعت کے لیے تیار ہے اس لیے اب اس کو اپنا دوست سمجھو۔

سب حاضرین نے کہا: اے امیرالمومنین! (ہارون الرشید) جس سے آپ کی دوستی ہے اس سے ہماری بھی دوستی رہے گی اور جو آپ کا دشمن ہے اس سے ہماری بھی دشمنی رہے گی۔

پھر یحییٰ بن خالد بذاتِ خود بغداد آیا۔ اسے دیکھ کر لوگوں میں کھلبلی سی مچ گئی اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں لیکن اس نے یہ ظاہر کیا کہ میں انتظامی اُمور کی درستی اور کارپردازانِ حکومت کی کارگزاری کا معائنہ کرنے کے لیے آیا ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنے معائنے کے دوران سندی بن شاہک کو بلایا اور اسے حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کا کام تمام کرنے کا حکم دیا۔ اس نے اس کی تعمیل کی مگر حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ نے اپنی شہادت کے وقت سندی بن شاہک سے کہا: مجھے غسل دینے کے لیے میرے فلاں غلام کو بلا لینا جو عباس بن محمد کے مکان کے قریب قصابوں میں رہتا ہے۔ سندی بن شاہک نے ایسا ہی کیا۔ [1]

[1] یہ حکم ممکن ہے ظاہری طور پر ہو یا یہ بھی امکان ہے کہ اسے مددگار کے طور پر شامل کرنے کا حکم دیا ہو ورنہ شیعوں کا یہ ثابت شدہ عقیدہ ہے کہ معصوم کی تجہیز و تکفین معصوم ہی کرسکتا ہے اور اس موضوع کی بہت حدیثیں ہیں جو کافی، مختصر بصائر الدرجات سمیت بہت ساری کتب میں درج ہیں اور اگر مزید تفصیل درکار ہو تو ہماری کتاب ''عقائد مومنین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ'' کی طرف رجوع فرمایا جائے۔ (از قلم مترجم)

Scanned with CamScanner

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ سے عرض کیا: مجھے اجازت دیں کہ میں آپؑ کو کفن دوں۔ آپؑ نے انکار فرمایا اور کہا: ہم اہلِ بیتؑ اپنی عورتوں کا مہر اور حج اور مرنے والوں کا کفن اپنے پاک و طاہر مال سے کرتے ہیں اور میرے پاس میرا کفن موجود ہے۔

الغرض جب آپؑ نے انتقال فرمایا تو فقہاء اور بغداد شہر کے صاحبانِ وجاہت آپؑ کی میت پر آئے جن میں ہیثم بن عدی وغیرہ بھی تھے۔ انھوں نے آ کر دیکھا تو جسمِ امامؑ پر کسی قسم کی چوٹ یا زخم کا نشان نہ تھا۔ ان لوگوں نے اس پر اپنی گواہیاں ثبت کیں۔ اس کے بعد آپؑ کی میت جسرِ بغداد پر لائی گئی اور اعلان ہوا کہ یہ حضرت موسیٰؑ بن جعفرؑ کی میت ہے جسے دیکھنا ہو آ کر دیکھ لے۔ لوگ آتے رہے اور چہرۂ اقدس کی زیارت کرتے رہے۔

طالبیین میں سے ایک شخص نے روایت کی ہے کہ جسر بغداد پر یہ اعلان کیا گیا کہ یہ وہ موسیٰؑ بن جعفرؑ ہیں جن کے متعلق رافضیوں کا خیال ہے کہ وہ نہیں مریں گے، آ کر دیکھ لو یہ ان کی میت ہے تو لوگ آ کر دیکھتے رہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ پھر آپؑ کی میت وہاں سے اُٹھا کر مقابر قریش میں لائی گئی اور آپؑ عیسیٰ بن عبداللہ نوفلی کی قبر کے پہلو میں دفن ہوئے۔ [1]

(7) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَيْخٌ مِنْ أَهْلِ قَطِيعَةِ الرَّبِيعِ مِنَ الْعَامَّةِ مِمَّنْ كَانَ يُقْبَلُ قَوْلُهُ قَالَ: جَمَعَنَا السِّنْدِيُّ بْنُ شَاهَكَ ثَمَانِينَ رَجُلاً مِنَ الْوُجُوهِ الْمَنْسُوبِينَ اِلَى الْخَيْرِ فَأَدْخَلَنَا عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ قَالَ لَنَا السِّنْدِيُّ يَا هٰؤُلَاءِ اُنْظُرُوا اِلَى هٰذَا الرَّجُلِ هَلْ حَدَثَ بِهِ حَدَثٌ فَاِنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَمْ يُرِدْ بِهِ سُوءاً وَ اِنَّمَا نَنْتَظِرُ بِهِ أَنْ يَقْدَمَ لِيُنَاظِرَهُ وَ هُوَ صَحِيحٌ مُوَسَّعٌ عَلَيْهِ فِي جَمِيعِ أُمُورِهِ فَسَلُوهُ وَ لَيْسَ لَنَا هَمٌّ اِلَّا النَّظَرُ

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۳۱، حدیث ۳۸-۳۹؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۲۹، حدیث ۱؛ الارشاد مفید: ص ۲۹۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۸۵، حدیث ۳۷ (مختصراً)؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۳۰؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۲۵۶؛ روضۃ الواعظین، ص ۲۱۸؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۳۰۸ (مختصراً)؛ احقاق الحق: جلد ۱۲، ص ۳۳۵؛ مدینۃ المعاجز: ص ۴۵۲، حدیث ۸۳

اِلَى الرَّجُلِ فِي فَضْلِهِ وَ سَمْتِهِ. فَقَالَ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَمَّا مَا ذَكَرَهُ مِنَ التَّوْسِعَةِ وَ مَا أَشْبَهَهَا فَهُوَ عَلَى مَا ذَكَرَ غَيْرَ أَنِّي أُخْبِرُكُمْ أَيُّهَا النَّفَرُ أَنِّي قَدْ سُقِيتُ السَّمَّ فِي سَبْعِ تَمَرَاتٍ وَ أَنَا غَداً أَخْضَرُّ وَ بَعْدَ غَدٍ أَمُوتُ فَنَظَرْتُ اِلَى السِّنْدِيِّ بْنِ شَاهَكَ يَضْطَرِبُ وَ يَرْتَعِدُ مِثْلَ السَّعَفَةِ.

حسن بن محمد بن بشار کا بیان ہے کہ اہلِ قطیعہ الربیع سے ایک بزرگ جو عامہ میں سے تھے اور مقبول القول تھے، نے مجھ سے بیان کیا کہ سندی بن شاہک نے اسّی لیے ایسے افراد کو جمع کیا جو نیک سیرت تھے۔ ہم وہاں گئے جہاں امام موسیٰؑ بن جعفرؑ قید تھے تو سندی نے ہم سے کہا: حضرات! آپ اس قیدی کو خوب اچھی طرح سے دیکھیں کہ کیا ان پر کوئی تشدد ہوا ہے؟ امیر المومنین اس سے کسی قسم کی بُرائی کا ارادہ نہیں رکھتے بلکہ وہ تو ان کا انتظار کرتے ہیں کہ ان سے گفت و شنید کریں۔ آپ لوگ خود دیکھ لیں کہ یہ بالکل صحیح و تندرست ہیں۔ انھیں ہر طرح کی سہولیات دستیاب ہیں۔ آپ یہ ان سے خود پوچھ سکتے ہیں۔

ہم لوگوں کو کسی شے سے کوئی غرض نہ تھی سوائے اس کے کہ ہم اس شخص کے فضل اور شرف کو دیکھیں۔ پس امام موسیٰؑ بن جعفرؑ نے فرمایا: جہاں تک زندان کے وسیع ہونے کی بات ہے تو یہ درست ہے مگر اے لوگو! میں تمھیں بتا دوں کہ مجھے سات کھجوروں میں زہر دیا گیا ہے۔ اب کل تک میرا جسم سبز پڑ جائے گا اور اس کے بعد میری موت واقع ہو جائے گی۔

پس! ہم نے سندی بن شاہک کی طرف دیکھا تو اس کے اعصاب کانپ رہے تھے اور کھجور کی شاخ کی طرح کانپ رہا تھا۔ [1]

قولِ مؤلف: پس آپؑ کی موت اس قدر مشہور ہے کہ اس پر روایات کو ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں اور جو اس کا مخالف ہے بدیہات کا مخالف ہے اور اگر آپؑ کی موت میں شک

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۱۲، حدیث ۱۰؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلد ۱، ص ۹۶، حدیث ۲؛ امالی صدوق: ص ۱۲۸، حدیث ۲۰؛ قرب الاسناد، ص ۱۴۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۷۱، حدیث ۲؛ روضۃ الواعظین، ص ۲۱۷؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۳۲۷؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۳۶، حدیث ۲

Scanned with CamScanner

کیا جاسکتا ہے تو پھر آپؑ کے آبائے کرامؑ اور دوسرے لوگوں کی موت میں بھی شک کیا جاسکتا ہے اور ان میں سے کسی کی موت ثابت نہیں ہوسکتی۔

یہ بھی مشہور ہے کہ آپؑ نے اپنے فرزند علیؑ بن موسیٰؑ کو اپنا وصی بنایا اور اپنی موت کے بعد امر ان کے سپرد کیا اور اس کے متعلق کثیر روایات ہیں جن کا شمار ممکن نہیں۔ ہم نے کچھ کا ذکر کیا ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو ان باتوں کی کیا ضرورت تھی۔ [1]

(8) فَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمَرْزُبَانِ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَقْدَمَ الْعِرَاقَ بِسَنَةٍ وَ عَلِيٌّ ابْنُهُ جَالِسٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ حَرَكَةٌ فَلَا تَجْزَعْ لِذٰلِكَ قَالَ قُلْتُ وَمَا يَكُونُ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ فَقَدْ أَقْلَقْتَنِي قَالَ أَصِيرُ إِلَى هٰذِهِ الطَّاغِيَةِ أَمَا إِنَّهُ لَا يَبْدَأُنِي مِنْهُ سُوءٌ وَمِنَ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَهُ قَالَ قُلْتُ وَمَا يَكُونُ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ: يُضِلُّ اللّٰهُ الظَّالِمِينَ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ قَالَ قُلْتُ وَمَا ذٰلِكَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ مَنْ ظَلَمَ ابْنِي هٰذَا حَقَّهُ وَ جَحَدَهُ إِمَامَتَهُ مِنْ بَعْدِي كَانَ كَمَنْ ظَلَمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِمَامَتَهُ وَ جَحَدَهُ حَقَّهُ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ لَئِنْ مَدَّ اللّٰهُ لِي فِي الْعُمُرِ لَأُسَلِّمَنَّ لَهُ حَقَّهُ وَ لَأُقِرَّنَّ بِإِمَامَتِهِ قَالَ صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ يَمُدُّ اللّٰهُ فِي عُمُرِكَ وَ تُسَلِّمُ لَهُ حَقَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ تُقِرُّ لَهُ بِإِمَامَتِهِ وَ إِمَامَةِ مَنْ يَكُونُ بَعْدَهُ قَالَ قُلْتُ وَ مَنْ ذَاكَ قَالَ ابْنُهُ مُحَمَّدٌ قَالَ قُلْتُ لَهُ الرِّضَا وَ التَّسْلِيمُ.

محمد بن سنان کا بیان ہے کہ میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے پاس ان کو گرفتار کر کے عراق

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۰؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۵۰۹

Scanned with CamScanner

لے جانے سے ایک سال پہلے حاضر ہوا۔ اس وقت آپؑ کے فرزند آپؑ کے سامنے بیٹھے تھے۔ پس آپؑ نے مجھے دیکھا اور فرمایا: اے محمد! اس سال ایک واقعہ پیش آئے گا تو اس کی وجہ سے خوفزدہ مت ہونا۔

میں نے عرض کیا: اللہ مجھے آپؑ پر قربان کرے! یہ کیا واقعہ ہوگا؟ اس نے مجھے پریشان کردیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے اس ظالم کی طرف لے جایا جائے گا لیکن وہ مجھے گزند نہیں پہنچا سکے گا اور نہ ہی اس سے جو میرے بعد ہوگا۔

میں نے عرض کیا: اللہ مجھے آپؑ پر فدا کرے! یہ کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا:

وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۛ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ (ابراہیم: ۲۷)

"اور اللہ ظالموں کو گمراہی میں رہنے دیتا ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے"۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ کیا فرمار ہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جس نے میرے اس فرزند کے حق میں ظلم کیا اور اس کی امامت کا انکار کیا تو اس شخص نے گویا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر ظلم کیا اور ان کے حق کا انکار کیا۔

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم! اگر اللہ مجھے زندگی دے تو میں ان کے حق کو تسلیم کروں اور ان کی امامت کا اقرار کروں؟

آپؑ نے فرمایا: میں نے سچ کہا ہے اے محمد! اللہ تمھیں لمبی زندگی دے گا اور تم اس کے حق کو تسلیم کرو گے اور اس کی امامت کا اقرار کرو گے اور اس کی امامت کا بھی جو اس کے بعد ہوگا۔

میں نے عرض کیا: وہ کون ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا بیٹا محمدؑ (امام محمد تقی علیہ السلام)

میں نے عرض کیا: میں راضی ہوں اور تسلیم کرتا ہوں۔ ①

(9) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبَّادٍ الْقَصْرِيِّ جَمِيعاً عَنْ دَاوُدَ الرَّقِّيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنِّي قَدْ كَبِرَ سِنِّي فَخُذْ بِيَدِي وَ أَنْقِذْنِي مِنَ النَّارِ مَنْ صَاحِبُنَا بَعْدَكَ فَأَشَارَ إِلَى ابْنِهِ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ هَذَا صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي.

داؤد رقی کا بیان ہے کہ میں نے امام ابوابراہیمؑ (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں کبیر السن ہو چکا ہوں پس میرا ہاتھ تھام لیجیے اور مجھے آگ سے بچا لیجیے اور بتائیے کہ آپؑ کے بعد امام کون ہوگا؟

پس آپؑ نے اپنے فرزند ابوالحسن (امام علی رضا علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ میرے بعد تمھارا صاحب (امامؑ) ہے۔ ②

(10) عَنْهُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَا تَدُلُّنِي عَلَى مَنْ آخُذُ مِنْهُ دِينِي فَقَالَ هَذَا ابْنِي عَلِيٌّ إِنَّ أَبِي أَخَذَ بِيَدِي فَأَدْخَلَنِي إِلَى قَبْرِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّ اللهَ قَالَ: إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً وَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا قَالَ قَوْلاً وَفَى بِهِ.

① الکافی کلینی: جلد ا، ص ۳۱۹، حدیث ۱۶؛ رجال الکشی: ص ۵۰۸، حدیث ۹۸۲؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلد ا، ص ۳۲، حدیث ۲۹؛ الارشاد: ص ۳۰۶؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۸؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۱، حدیث ۲۷، اور جلد ۵۰، ص ۱۹، حدیث ۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۷۳، حدیث ۷؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۷۲؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۹

② الکافی: جلد اوّل، ص ۳۱۲، حدیث ۳؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۲؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۳، حدیث ۳۴؛ الارشاد: ص ۳۰۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۲۹، حدیث ۳؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۵

محمد بن اسحاق بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن اول (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے عرض کیا: مجھے بتائیے کہ ہم آپؑ کے بعد اپنا دین کس سے حاصل کریں؟ آپؑ نے فرمایا: یہ ہیں میرے فرزند علی (الرضاؑ)۔ ایک مرتبہ میرے پدر بزرگوارؑ نے میرا ہاتھ تھاما اور روضۂ رسولؐ پر لے گئے اور فرمایا: اے فرزند! اللہ نے ارشاد فرمایا ہے:

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرہ۲:۳۰)

''میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں''۔

اور جب اللہ کچھ فرماتا ہے تو پھر اسے پورا کرتا ہے''۔ ①

(11) عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ نُعَيْمٍ الصَّحَّافِ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ هِشَامُ بْنُ الْحَكَمِ وَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ بِبَغْدَادَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ كُنْتُ عِنْدَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَالِساً فَدَخَلَ عَلَيْهِ ابْنُهُ عَلِيٌّ فَقَالَ لِي يَا عَلِيَّ بْنَ يَقْطِينٍ هَذَا عَلِيٌّ سَيِّدُ وُلْدِي أَمَا إِنِّي قَدْ نَحَلْتُهُ كُنْيَتِي فَضَرَبَ هِشَامٌ بِرَاحَتِهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ قَالَ وَيْحَكَ كَيْفَ قُلْتَ فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ سَمِعْتُهُ وَ اللهِ مِنْهُ كَمَا قُلْتُ فَقَالَ هِشَامٌ إِنَّ الْأَمْرَ وَ اللهِ فِيهِ مِنْ بَعْدِهِ.

حسین بن نعیم صحاف سے روایت ہے کہ میں اور ہشام بن حکم اور علی بن یقطین بغداد میں تھے اور علی بن یقطین نے وہیں پر یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں امام عبد صالح (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ کے فرزند علی (الرضاؑ) تشریف لائے تو آپؑ نے فرمایا: اے علی بن یقطین! یہ علیؑ میری اولاد میں سردار ہیں۔ میں نے اپنی کنیت ان کو دے دی ہے۔

① الکافی: جلد اوّل، ص ۳۱۲، حدیث ۴؛ حلیۃ الابرار: جلد دوم، ص ۳۷۳؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۴، حدیث ۳۵؛ الارشاد: ص ۳۰۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۳۲، حدیث ۱۶؛ الصراط المستقیم: جلد دوم، ص ۱۶۴؛ کشف الغمہ: جلد دوم، ص ۲۷۰

Scanned with CamScanner

پس ہشام نے اپنی ہتھیلی اپنی پیشانی پر ماری اور کہا: افسوس ہے تجھ پر! تمھارے منہ سے یہ کیسے نکلا؟

علی بن یقطین نے کہا: خدا کی قسم! جو کچھ میں نے سنا تھا وہی تمھیں کہا ہے۔

ہشام نے کہا: اس کا مطلب ہے کہ اب امرِ امامت اس کو منتقل ہوگا جو اُن کے بعد ہوگا۔ [1]

(12) عَنْهُ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ نُعَيْمٍ اَلْقَابُوسِيِّ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ اِبْنِي عَلِيٌّ أَكْبَرُ وُلْدِي وَ آثَرُهُمْ عِنْدِي وَ أَحَبُّهُمْ إِلَيَّ وَ هُوَ يَنْظُرُ مَعِي فِي اَلْجَفْرِ وَلَمْ يَنْظُرْ فِيهِ إِلاَّ نَبِيٌّ أَوْ وَصِيُّ نَبِيٍّ.

نعیم قابوسی سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میرا فرزند علیؑ میری اولاد میں سے سب سے بڑا ہے۔ وہ میری بات سب سے زیادہ سنتا ہے اور میرے کہنے پر سب سے زیادہ عمل کرتا ہے۔ وہ میرے ساتھ جفر اور جامعہ کا مطالعہ کرتا ہے اور ان کا مطالعہ وہی کرسکتا ہے جو نبی ہو یا نبی کا وصی ہو۔ [2]

(13) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ جَمِيعاً عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْمُخْتَارِ قَالَ: خَرَجَتْ إِلَيْنَا أَلْوَاحٌ مِنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ هُوَ فِي اَلْحَبْسِ عَهْدِي إِلَى أَكْبَرِ وُلْدِي أَنْ يَفْعَلَ كَذَا وَ أَنْ يَفْعَلَ كَذَا وَ فُلاَنٌ لاَ تُنِلْهُ شَيْئاً حَتَّى

---

[1] الکافی: جلد اوّل، ص ۳۱۱، حدیث ۱؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۱۳، حدیث ۴؛ عیون اخبارالرضاؑ: جلد اوّل، ص ۲۱، حدیث ۳؛ الارشاد: ص ۳۰۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۳؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۲؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۷۰؛ کفایۃ الاثر: ص ۲۶۷

[2] الکافی: جلد اوّل، ص ۳۳۱، حدیث ۲؛ حلیۃ الابرار، جلد ۲، ص ۳۷۲؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۴، حدیث ۳۶؛ الارشاد: ص ۳۰۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۳۱، حدیث ۱۴؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۷۱؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۴؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲، ص ۸۹۷؛ عیون اخبارالرضاؑ: جلد ۱، ص ۳۱، حدیث ۲۷؛ بصائر الدرجات: ص ۲۹۱، جز سوم، باب ۱۸، حدیث ۲۴؛ عوالم العلوم: جلد ۲۲، ص ۴۸، حدیث ۳۰

أَلْقَاكَ أَوْ يَقْضِيَ اللَّهُ عَلَيَّ اَلْمَوْتَ.

حسین بن مختار سے روایت ہے کہ جب امام ابوالحسنؑ (موسیٰ کاظم علیہ السلام) قید میں تھے تو ان کی طرف سے ہمارے پاس ایک لوح آئی جس پر تحریر تھا: ''میرا عہد میری سب سے بڑی اولاد کے پاس ہے۔ انھیں چاہیے کہ وہ یہ کام انجام دیں اور فلاں شخص سے کچھ نہ لیں حتیٰ کہ میں تم سے آ کر ملوں یا اللہ مجھے موت دے دے''۔ [1]

(14) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ زِيَادِ بْنِ مَرْوَانَ اَلْقَنْدِيِّ وَ كَانَ مِنَ اَلْوَاقِفَةِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ عِنْدَهُ أَبُو اَلْحَسَنِ اِبْنُهُ فَقَالَ لِي يَا زِيَادُ هَذَا اِبْنِي عَلِيٌّ إِنَّ كِتَابَهُ كِتَابِي وَ كَلاَمَهُ كَلاَمِي وَ رَسُولَهُ رَسُولِي وَ مَا قَالَ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ.

زیاد بن مروان القندی (یہ واقفی ہوگیا تھا) [2] سے روایت ہے کہ میں ایک دن امام ابوابراہیمؑ (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) کے پاس حاضر ہوا تو آپؑ کے پاس آپؑ کے فرزند ابوالحسن (امام رضا علیہ السلام) موجود تھے۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے زیاد! یہ میرے فرزند علیؑ ہیں۔ ان کی تحریر میری تحریر ہے، ان کا کلام میرا کلام ہے اور یہ جو کچھ کہیں تو سمجھ لو کہ یہ میرا قول ہے۔ [3]

(15) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفَضْلِ عَنِ اَلْمَخْزُومِيِّ وَ كَانَتْ أُمُّهُ مِنْ وُلْدِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: بَعَثَ

---

[1] الکافی: جلد اوّل، ص ۳۱۲، حدیث ۸؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۴؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۴، حدیث ۳۷؛ الارشاد: ص ۳۰۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۲۹، حدیث ۶؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۵؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۵؛ کشف الغمہ، جلد ۲، ص ۲۷۱

[2] اس نے روایت تو نقل کرلی ہے لیکن بعد میں واقفی ہوگیا تھا۔

[3] الکافی: جلد اوّل، ص ۳۱۲، حدیث ۶؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۱۹، حدیث ۲۳؛ عیون اخبارالرضاؑ: جلد اوّل، ص ۳۱، حدیث ۲۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۲۹، حدیث ۴؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۳؛ الارشاد: ص ۳۰۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۴؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۴؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۷۱

Scanned with CamScanner

اِلَيْنَا أَبُو ٱلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجَمَعَنَا ثُمَّ قَالَ لَنَا أَتَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ فَقُلْنَا لَا قَالَ اِشْهَدُوا أَنَّ اِبْنِي هَذَا وَصِيِّي وَ ٱلْقَيِّمُ بِأَمْرِي وَ خَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدِي دَيْنٌ فَلْيَأْخُذْهُ مِنِ اِبْنِي هَذَا وَمَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدِي عِدَةٌ فَلْيَتَنَجَّزْهَا مِنْهُ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنْ لِقَائِي فَلَا يَلْقَنِي إِلَّا بِكِتَابِهِ.

مخزومی سے روایت ہے کہ جن کی والدہ جعفر بن ابوطالبؑ کی اولاد سے تھیں۔ انھوں نے کہا: امام ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ایک مرتبہ ہماری طرف اپنا آدمی بھیجا اور ہمیں جمع کیا۔ پھر فرمایا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ میں نے تمھیں کیوں جمع کیا ہے؟

ہم نے جواب دیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تاکہ تم سب گواہ رہو کہ میرا یہ فرزند علیؑ، میرا وصی، میرے اُمور کو انجام دینے والا اور میرے بعد میرا جانشین ہے۔ اب اگر مجھ پر کسی کا قرض ہے تو وہ میرے اس فرزند سے لے سکتا ہے۔ اگر میں نے کسی سے کوئی وعدہ کیا ہے تو وہ اس سے پورا کرائے اور اگر کسی کو مجھے ملے بغیر چارہ نہ ہو تو وہ بغیر اس کی تحریر کے مجھ سے نہیں مل سکتا۔ ①

(16) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ ٱلْخَزَّازِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّي أَخَافُ أَنْ يَحْدُثَ حَدَثٌ وَ لَا أَلْقَاكَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ ٱلْإِمَامِ بَعْدَكَ فَقَالَ اِبْنِي فُلَانٌ يَعْنِي أَبَا ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

داؤد بن سلیمان سے روایت ہے کہ میں نے امام ابی ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا: مجھے خوف ہے کہ کہیں کوئی ایسا حادثہ رُونما نہ ہوجائے کہ مَیں آپؑ کے پاس حاضر نہ ہوسکوں، اس لیے مجھے خبر دیں کہ آپؑ کے بعد امام کون ہوگا؟

---

① الکافی: جلداوّل، ص ۳۱۲، حدیث ۷؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلداوّل، ص ۲۷، حدیث ۱۴؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۱۶، حدیث ۱۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۲۹، حدیث ۵؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۳؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۵؛ الارشاد: ص ۳۰۶؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۴؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۷۱

آپؑ نے فرمایا: میرا فلاں فرزند یعنی ابوالحسنؑ۔ ①

(17) وَ بِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي ٱلْجَهْمِ عَنْ نَصْرِ بْنِ قَابُوسَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّي سَأَلْتُ أَبَاكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنِ ٱلَّذِي يَكُونُ بَعْدَكَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّكَ أَنْتَ هُوَ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَهَبَ ٱلنَّاسُ يَمِيناً وَ شِمَالاً وَ قُلْتُ بِكَ أَنَا وَ أَصْحَابِي فَأَخْبِرْنِي مَنِ ٱلَّذِي يَكُونُ مِنْ بَعْدِكَ مِنْ وُلْدِكَ قَالَ اِبْنِي فُلَانٌ.

نصر بن قابوس سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے آپؑ کے پدرِ بزرگوارؑ سے سوال کیا تھا کہ ان کے بعد امام کون ہوگا تو انھوں نے مجھے خبر دی کہ وہ آپؑ ہیں۔ پھر جب امام ابوعبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) نے شہادت پائی تو لوگ دائیں اور بائیں چلے گئے لیکن میں نے اور میرے ساتھیوں نے آپؑ کو امام تسلیم کیا۔ پس آپؑ بھی مجھے خبر دیجیے کہ آپؑ کے بعد آپؑ کی اولاد میں سے کون امام ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: میرا فلاں بیٹا ہوگا۔ ②

(18) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ ٱلضَّحَّاكِ بْنِ ٱلْأَشْعَثِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ زُرْبِيٍّ قَالَ: جِئْتُ إِلَى أَبِي اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَالٍ قَالَ فَأَخَذَ بَعْضَهُ وَ تَرَكَ بَعْضَهُ فَقُلْتُ أَصْلَحَكَ اللهُ لِأَيِّ شَيْءٍ تَرَكْتَهُ عِنْدِي فَقَالَ اِنَّ صَاحِبَ هَذَا ٱلْأَمْرِ يَطْلُبُهُ مِنْكَ فَلَمَّا جَاءَ نَعْيُهُ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَنِي ذَلِكَ ٱلْمَالَ فَدَفَعْتُهُ إِلَيْهِ.

---

① الکافی: جلداوّل، ص ۳۱۳، حدیث ۱۱؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۵؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۴، حدیث ۳۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۳۰، حدیث ۸؛ الارشاد: ص ۳۰۶؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۵؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۷۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۵

② عیون اخبار الرضاؑ: جلداوّل، ص ۳۱، حدیث ۲۶، بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۵، حدیث ۳۹؛ رجال الکشی: ص ۴۵۱، رقم ۸۴۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۳۰، حدیث ۹؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۵؛ الارشاد: ص ۳۰۶؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۵؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۵

Scanned with CamScanner

داؤد بن زربی سے روایت ہے کہ میں کچھ مال لے کر امام ابوابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے اس میں سے کچھ لے لیا اور کچھ چھوڑ دیا۔

میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کو سلامت رکھے! یہ آپؑ نے میرے پاس کیوں چھوڑ دیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو اس امر کا صاحب تم سے خود طلب کرے گا۔

پس! جب آپؑ کی وفات کی خبر میرے پاس آئی تو امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے میرے پاس آدمی بھیجا اور وہ مال مجھ سے طلب فرمایا جو میں نے انھیں دے دیا۔ [1]

(19) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ سَلِيطٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: فِي السَّنَةِ الَّتِي قُبِضَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيهَا إِنِّي أُوخَذُ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ وَ الْأَمْرُ هُوَ إِلَى ابْنِي عَلِيٍّ سَمِيِّ عَلِيٍّ وَ عَلِيٍّ فَأَمَّا عَلِيٌّ الْأَوَّلُ فَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَ أَمَّا عَلِيٌّ الْآخَرُ فَعَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُعْطِيَ فَهْمَ الْأَوَّلِ وَ حِلْمَهُ وَ نَصْرَهُ وَ وُدَّهُ وَ ذِمَّتَهُ وَ مِحْنَتَهُ وَ مِحْنَةَ الْآخِرِ وَ صَبْرَهُ عَلَى مَا يَكْرَهُ تَمَامَ الْخَبَرِ.

یزید بن سلیط سے روایت ہے کہ امام ابوابراہیم علیہ السلام (امام موسیٰ کاظمؑ) نے ایک طویل حدیث کے درمیان فرمایا اور یہ وہ سال تھا جس میں آپؑ کی شہادت ہوئی۔ میں اس سال قید کرلیا جاؤں گا اور یہ امر میرے بیٹے علی (الرضاؑ) کے پاس جائے گا اور اس کا نام علی پہلے علیؑ جو علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں اور دوسرے علیؑ جو علیؑ بن حسینؑ ہیں کے ناموں پر رکھا گیا ہے اور اس کو پہلے کا فہم، حلم، نصرت، پیار اور صبر عطا ہوا ہے اور دوسرے کا مصیبت کے وقت صبر عطا ہوا ہے۔ [2]

---

[1] الکافی: جلد اوّل، ص ۳۱۳، حدیث ۱۳؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۵؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۵، حدیث ۴۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۳۰، حدیث ۱۰؛ الارشاد: ص ۳۰۶؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۵؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۶؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۷۱

[2] الکافی: جلد اوّل، ص ۳۱۵، حدیث ۱۴؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۷۷؛ بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۱۳، حدیث ۱؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۵۳، حدیث ۱؛ الامامۃ والتبصرۃ: ص ۸۰، حدیث ۶۸؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۷؛ الارشاد: ص ۳۰۶؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۶۵؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۲۷۲

(20) وَ رَوَى أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْخَشَّابُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ فِي حَدِيثٍ لَهُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ أَسْأَلُكَ فَقَالَ سَلْ إِمَامَكَ فَقُلْتُ مَنْ تَعْنِي فَإِنِّي لَا أَعْرِفُ إِمَاماً غَيْرَكَ قَالَ هُوَ عَلِيٌّ ابْنِي قَدْ نَحَلْتُهُ كُنْيَتِي قُلْتُ سَيِّدِي أَنْقِذْنِي مِنَ النَّارِ فَإِنَّ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّكَ أَنْتَ الْقَائِمُ بِهٰذَا الْأَمْرِ قَالَ أَ وَلَمْ أَكُنْ قَائِماً ثُمَّ قَالَ يَا حَسَنُ مَا مِنْ إِمَامٍ يَكُونُ قَائِماً فِي أُمَّةٍ إِلَّا وَ هُوَ قَائِمُهُمْ فَإِذَا مَضَى عَنْهُمْ فَالَّذِي يَلِيهِ هُوَ الْقَائِمُ وَ الْحُجَّةُ حَتَّى يَغِيبَ عَنْهُمْ فَكُلُّنَا قَائِمٌ فَاصْرِفْ جَمِيعَ مَا كُنْتَ تُعَامِلُنِي بِهِ إِلَى ابْنِي عَلِيٍّ وَ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ مَا أَنَا فَعَلْتُ ذَاكَ بِهِ بَلِ اللّٰهُ فَعَلَ بِهِ ذَاكَ حُبّاً.

حسن بن حسن نے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کی ہے کہ میں نے امام ابوالحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ سے سوال کرنا چاہتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: اپنے امامؑ سے سوال کرو۔

میں نے عرض کیا: کیا مطلب؟ میں تو آپؑ کے علاوہ کسی امام کو نہیں جانتا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ میرا فرزند علیؑ ہے جنھیں میں نے اپنی کنیت دے دی ہے۔

میں نے عرض کیا: مولا! مجھے جہنم سے بچایئے۔ آپؑ کے پدرِ بزرگوار امام ابوعبداللہؑ نے تو فرمایا تھا کہ اس امر کے آپؑ قائم ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تو کیا میں قائم نہیں رہا؟

پھر فرمایا: اے حسن! ہر امامؑ جب تک اپنی اُمت میں رہتا ہے تو وہ ان کا قائم ہوتا ہے اور جب اس دنیا سے رخصت ہوتا ہے تو اس کے بعد آنے والا امامؑ قائم اور حجت بن جاتا ہے یہاں تک کہ ان سے پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ پس! ہم میں سے ہر ایک امامؑ قائم ہے لہٰذا آج تک

Scanned with CamScanner

وہ تمام معاملات جوتم ہم سے کرتے تھے وہ اب میرے فرزند علیؑ سے کرنا۔ خدا کی قسم! اس نے یہ کام خود سے نہیں کیا ہے بلکہ اللہ نے محبت کی بنا پر کیا ہے۔ [1]

(21) وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ النَّيْشَابُورِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ وَ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى وَ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِي إِنَّ جَعْفَراً عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُولُ سَعِدَ امْرُؤٌ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَرَى خَلَفَهُ مِنْ نَفْسِهِ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى ابْنِهِ عَلِيٍّ فَقَالَ هَذَا وَ قَدْ أَرَانِيَ اللَّهُ خَلَفِي مِنْ نَفْسِي.

موسیٰ بن بکر سے روایت ہے کہ میں امام ابوابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپؑ نے فرمایا: امام جعفر صادق علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ وہ شخص خوش قسمت ہے جو اُس وقت تک نہ مرے جب تک اپنی اولاد میں سے اپنا جانشین نہ دیکھ لے۔

پھر آپؑ نے اپنے فرزند علی (الرضاؑ) کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: مجھے اللہ نے میرے ہی نفس سے میرا جانشین دکھایا۔ [2]

(22) عَنْهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ وَ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ نَافِعٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ قَالَ قَالَ لِي هَارُونُ بْنُ سَعْدٍ الْعِجْلِيُّ: قَدْ مَاتَ إِسْمَاعِيلُ الَّذِي كُنْتُمْ تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْنَاقَكُمْ - وَ جَعْفَرٌ شَيْخٌ كَبِيرٌ يَمُوتُ غَداً أَوْ بَعْدَ غَدٍ فَتَبْقَوْنَ بِلَا إِمَامٍ فَلَمْ أَدْرِ مَا أَقُولُ فَأَخْبَرْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَقَالَتِهِ فَقَالَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ أَبَى اللَّهُ وَ اللَّهِ أَنْ يَنْقَطِعَ هَذَا الْأَمْرُ حَتَّى يَنْقَطِعَ اللَّيْلُ وَ النَّهَارُ فَإِذَا رَأَيْتَهُ فَقُلْ لَهُ هَذَا مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ يَكْبَرُ وَ نُزَوِّجُهُ وَ يُولَدُ لَهُ فَيَكُونُ خَلَفاً إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

[1] بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۵، حدیث ۴۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۴۰، حدیث ۵

[2] بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۶، حدیث ۴۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۴۰، حدیث ۵۱؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۸۶؛ کفایۃ الاثر: ص ۲۶۹

ہارون بن خارجہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ہارون بن سعد عجلی نے کہا کہ وہ اسماعیل تو مر گئے جن کی طرف تم لوگ اپنی گردنیں موڑ موڑ کر دیکھا کرتے تھے اور امام جعفر صادق علیہ السلام بھی بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، کل فوت ہو جائیں یا پرسوں تو پھر تم لوگ بلا امام کے رہ جاؤ گے۔

پس مجھے سمجھ نہیں آیا کہ میں اُسے کیا کہوں؟ پھر میں نے اس کی خبر امام ابوعبداللہؑ کو دی تو آپؑ نے فرمایا: افسوس، افسوس! اللہ کی قسم! اللہ کو یہ منظور نہیں ہے کہ اس امر امامت کے سلسلہ کو منقطع کرے جب تک کہ دن و رات کا سلسلہ منقطع نہ ہو، لہٰذا اب جب تم اس سے ملو تو اسے کہہ دینا کہ یہ موسیٰ بن جعفرؑ موجود ہیں جو بڑے ہو رہے ہیں جو شادی کریں گے اور ان کا بیٹا ہوگا جو اس کا خلیفہ ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ! [1]

(23) وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ: يَظْهَرُ صَاحِبُنَا وَ هُوَ مِنْ صُلْبِ هَذَا وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَيَمْلَأُهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَ ظُلْماً وَ تَصْفُو لَهُ الدُّنْيَا.

دوسری روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: ہمارا صاحب (امر) ظہور کرے گا جو ان ہی کی نسل سے ہوگا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ امام موسیٰ بن جعفرؑ کی طرف کیا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی اور ان کے لیے دنیا کی حکومت واضح ہوگی۔ [2]

(24) وَ رَوَى أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ جَعْفَرٍ يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ أَخِي مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَانَ وَ اللَّهِ حُجَّةَ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ بَعْدَ أَبِي صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِذْ طَلَعَ ابْنُهُ عَلِيٌّ فَقَالَ لِي يَا عَلِيُّ هَذَا صَاحِبُكَ وَ هُوَ مِنِّي بِمَنْزِلَتِي مِنْ أَبِي فَثَبَّتَكَ اللَّهُ عَلَى دِينِهِ فَبَكَيْتُ وَ قُلْتُ فِي نَفْسِي نَعَى وَ اللَّهِ إِلَيَّ نَفْسَهُ

[1] کمال الدین وتمام النعمۃ: جلد دوم، ص ۶۵۷، باب ۵۸، حدیث ۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۴۰، حدیث ۵۲؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۶، حدیث ۴۳

[2] بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۶، حدیث ۴۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۴۱، حدیث ۵۳

Scanned with CamScanner

فَقَالَ يَا عَلِيُّ لَا بُدَّ مِنْ أَنْ تَمْضِيَ مَقَادِيرُ اللّٰهِ فِيَّ وَلِي بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أُسْوَةٌ وَبِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَكَانَ هَذَا قَبْلَ أَنْ يَحْمِلَهُ هَارُونُ الرَّشِيدُ فِي الْمَرَّةِ الثَّانِيَةِ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ تَمَامَ الْخَبَرِ.

حسن بن علی بن فضال سے روایت ہے کہ میں نے علی بن جعفرؒ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں اپنے بھائی موسیٰؑ بن جعفرؑ کے پاس تھا جو خدا کی قسم! زمین پر اللہ کی حجت تھے اور میرے والد گرامی تھے ان پر اللہ کی صلوٰۃ ہو۔ اسی دوران ان کے فرزند علی (رضاؑ) نظر آئے تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے علیؒ! یہ تمھارے صاحب (امامؑ) ہیں اور ان کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو مجھ کو میرے باپ سے تھی۔ اللہ تمھیں ان کے دین پر قائم رکھے۔

پس! میں رونے لگا اور دل میں کہا: یہ مجھے اپنی موت کی خبر دے رہے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے علیؒ! میرے لیے اللہ نے جو مقدر کیا ہے وہ ضرور ہوگا اور میرے ساتھ رسولؐ اللہ، امیر المومنینؑ، سیدہ فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی مثالیں موجود ہیں۔ یہ واقعہ ہارون الرشید کا امامؑ کو دوسری مرتبہ قید میں ڈالنے سے تین دن پہلے کا ہے۔ [1]

قولِ مولف: اس مطلب کی حدیثیں بے شمار ہیں جو کہ امامیہ کی مشہور و معروف کتب میں درج ہیں اور جو جاننا چاہتا ہے تو وہ ان کی طرف رجوع کر سکتا ہے لیکن جو کچھ یہاں ہم نے بیان کیا ہے وہ کافی ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

...... ✸ ......

[1] بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۶، حدیث ۴۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۴۱، حدیث ۵۴

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت کے اثبات اور واقفہ کا اظہار

اعتراض: اگر کہا جائے کہ تم لوگ ان روایات پر بھروسہ کر کے کیسے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی موت کا یقین کر سکتے ہو کیونکہ واقفہ بھی کثیر روایات ذکر کرتے ہیں کہ آپؑ مرے نہیں ہیں اور وہ قائم ہیں اور یہ روایات واقفہ کی کتابوں میں بھی درج ہیں اور تمھاری کتابوں میں بھی۔ پس تم ان دونوں کو جمع کیسے کر سکتے ہو؟ اور ان کے ساتھ کیسے دعویٰ کر سکتے ہو کہ ان کی موت واقع نہیں ہوئی؟

جواب: ہم کہیں گے: ہم نے ان روایات کا ذکر تبرکاً اور تبرعاً کیا ہے نہ کہ اس لیے کہ ان سے کسی موت کو ثابت کرنا ہے اس لیے کہ آپؑ کی موت میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے جیسے آپؑ کے آبائے کرامؑ کی موت میں کوئی شک نہیں اور آپؑ کی موت میں شک کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے وہ ان کے آبائے کرامؑ کی موت میں شک کرنے والا ہے اور ہر اس شخص کی موت میں شک کرنے والا ہے جس کی موت کا علم ہے۔

ان روایات کا ذکر صرف اس لیے کیا گیا ہے تا کہ آپؑ کی موت کا علم مزید مؤکد ہو جائے جس طرح ہم ان چیزوں کے متعلق جو عقل و شرع و ظاہر آیاتِ قرآنی اور اجماع سے ثابت ہیں مگر مزید تاکید کے لیے روایات و احادیث بھی پیش کر دیا کرتے ہیں۔

اب رہ گئیں وہ روایات جو واقفہ پیش کرتے ہیں تو وہ تمام روایات احاد ہیں جو دلیل اور حجت نہیں بن سکتیں اور اس امر کا دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ وہ صحیح ہیں۔ ان روایات کے راوی مطعون ہیں اور ان کے اقوال و روایات موثق نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی یہ روایات لائق تاویل بھی ہیں۔

ہم ان روایات کا جملاً ذکر کرتے ہیں اور ان کی وضاحت کرتے ہیں اور ہم ابو محمد علی بن احمد علوی موسوی کی کتاب "فی نصرۃ الواقفة" سے روایات کو ذکر کر رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(25) قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَلْحَسَنُ بْنُ سَمَاعَةَ عَنْ أَبَانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ اَلْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: لَا يَنْسِجُنِي وَ اَلْقَائِمَ أَبٌ.

فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: مَیں اور اس کا نامور قائم ایک باپ سے نہیں ہوں گے۔ [1]

وضاحت: اوّلاً تو یہ خبر واحد ہے اور جب کہ یہ مسئلہ دوسرے طریقوں سے ثابت کیا جاچکا ہے اس کو رَد کرنا ناممکن نہیں ہے۔

دوم: یہ بھی ممکن ہے کہ امام کی مراد یہ ہو کہ میرے اور قائم کے درمیان باپ اور بیٹے کا کوئی رشتہ نہیں ہے کیونکہ ہم ایک باپ سے نہیں ہیں اور نہ ہمارا ایک باپ ہے۔ چنانچہ یہ پہلا مضمر ہے کہ امامؑ کی بات واضح نہیں ہے کہ امام موسیٰؑ بن جعفرؑ ہی قائم ہیں یا درحقیقت یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ امامؑ کی مراد حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے علاوہ ہو جیسا کہ فطحیہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ افطح امام ہیں اور جب یہ احتمال ہے تو اس پر احتجاج ساقط ہے جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے کہ ہر امام کے بعد جو امام ہوتا ہے وہ قائم کہلاتا ہے۔ اسی لیے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا نام بھی قائم ہے نہ کہ جیسا وہ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ناممکن ہے کہ امام علیہ السلام کا ارادہ اسماعیلیوں کو رد کرنا ہو جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد محمد بن اسماعیل کی امامت کے قائل ہوئے ہیں اگرچہ وہ آپؑ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

پس! آپؑ کا ارادہ یہ ہے کہ میرے اور میرے جانشین کے مابین میرے باپ دادا کا کوئی خلا نہیں ہے۔ جیسا وہ دعویٰ کرتے ہیں اور اگر امام علیہ السلام کا مقصد یہ ہوتا کہ مَیں اور قائم ایک ہی باپ سے نہیں ہیں تو اس صورت میں امام علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی امامت کی نفی کی تھی۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ کسی نے ایسی بات نہیں کی۔

(26) قَالَ اَلْمُوسَوِيُّ وَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ خَلَفٍ اَلْأَنْمَاطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَضَّاحٍ عَنْ يَزِيدَ اَلصَّائِغِ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ

[1] ہمیں اس کی تخریج نہیں ملی۔

عَلَيْهِ السَّلَامُ أَبُو اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَمِلْتُ لَهُ أَوْضَاحاً وَ أَهْدَيْتُهَا إِلَيْهِ فَلَمَّا أَتَيْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهَا قَالَ لِي يَا يَزِيدُ أَهْدَيْتَهَا وَ اللهِ لِقَائِمِ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِم.

موسوی کہتا ہے کہ مجھے خبر ملی علی بن خلف الانماطی سے، اس کو عبداللہ بن وضاح [1] سے، اس کو یزید الصائغ [2] سے، اِنھوں نے کہا: جب امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہاں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو میں نے سونے کا ایک زیور تیار کروایا اور آپؑ کو ہدیہ کر دیا۔ پس! جب میں نے اسے امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے یزید! خدا کی قسم! تم نے یہ قائم آلِ محمدؑ کو ہدیہ دیا ہے۔ [3]

قولِ مؤلف: پس! یہ خبر واحد ہے نیز اس کے رجال غیر معروف ہیں اور اگر اس کو تسلیم کر ہی لیا جائے تو اس کی وجہ وہی ہوگی جو ہم نے پہلے بیان کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد امام موسیٰ کاظم علیہ السلام قائم ہیں اور بلافصل ہیں، اس قول پر جو ہم نے بیان کیا۔

(27) قَالَ اَلْمُوسَوِيُّ وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ اَلْحَسَنِ اَلْمِيثَمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْمَدَائِنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ اَللهَ اِسْتَنْقَذَ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ فِرْعَوْنِهَا بِمُوسَى بْنِ عِمْرَانَ وَ إِنَّ اَللهَ مُسْتَنْقِذٌ هَذِهِ اَلْأُمَّةَ مِنْ فِرْعَوْنِهَا بِسَمِيِّهِ.

موسوی کہتا ہے کہ مجھ سے بیان کیا احمد بن حسن میثمی نے [4] اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابوسعید مدائنی [5] سے، اِنھوں نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے سنا، آپؑ

[1] یہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور ثقہ ہیں (المفید من معجم: ص ۳۵۱؛ رجال نجاشی: ص ۳۵۶، رقم ۵۶۰)

[2] یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور فضل بن شاذان نے مشہور کذابوں میں شمار کیا ہے۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۶۷۱)

[3] اثبات الھداۃ: ۳/ ۱۶۳، ح ۳۰۷

[4] احمد بن حسن بن اسماعیل بن شعیب بن میثم تمار بنی اسد کے حلیف تھے۔ کشی کہتے ہیں کہ: یہ واقفی تھے لیکن ثقہ، صحیح الحدیث اور قابلِ اعتماد ہیں (رجال النجاشی: ص ۱۹۹، رقم ۱۷۹)

[5] امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۷۰۲)

Scanned with CamScanner

نے فرمایا: اللہ نے موسیٰ بن عمرانؑ کے ذریعے بنی اسرائیل کو ان کے فرعون کے فساد سے بچایا اور اللہ اس اُمت کو بھی اسی نام کے شخص سے اس کے فرعون کے فساد سے بچائے گا۔ ①

قولِ مؤلف: اس میں ایک وجہ وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے اور دوسری یہ کہ یہ خبرِ واحد ہے۔ اللہ کا اُمت کو فساد سے بچانے سے مراد امامت ہے اور ان کے حق کی اعانت ہے جیسا کہ واقفہ نے اس کے خلاف کیا ہے۔

(28) قَالَ وَ حَدَّثَنِي حَنَانُ بْنُ سَدِيرٍ قَالَ: كَانَ أَبِي جَالِساً وَعِنْدَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ الصَّيْرَفِيُّ وَ أَبُو المراهف (الْمُرْهِفِ) وَ سَالِمٌ الْأَشَلُّ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ لِأَبِي يَا أَبَا الْفَضْلِ أَعَلِمْتَ أَنَّهُ وُلِدَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ غُلَامٌ فَسَمَّاهُ فُلَاناً يُسَمِّيهِ بِاسْمِهِ. فَقَالَ سَالِمٌ إِنَّ هَذَا لَحَقٌّ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ نَعَمْ فَقَالَ سَالِمٌ وَ اللهِ لَأَنْ يَكُونَ حَقّاً أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَنْقَلِبَ إِلَى أَهْلِي بِخَمْسِمِائَةِ دِينَارٍ وَإِنِّي مُحْتَاجٌ إِلَى خَمْسَةِ دَرَاهِمَ أَعُودُ بِهَا عَلَى نَفْسِي وَ عِيَالِي. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ وَلِمَ ذَاكَ قَالَ بَلَغَنِي فِي الْحَدِيثِ أَنَّ اللهَ عَرَضَ سِيرَةَ قَائِمِ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَقَالَ لَهُ لَيْسَ إِلَى ذٰلِكَ سَبِيلٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنْ أَنْصَارِهِ فَقِيلَ لَهُ لَيْسَ إِلَى ذٰلِكَ سَبِيلٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ سَمِيِّي فَقِيلَ لَهُ أُعْطِيتَ ذٰلِكَ.

مجھ سے بیان کیا حنان بن سدیر نے ② انھوں نے کہا کہ میرے والد بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس عبداللہ بن سلیمان صیرفی ③ ابوالمراہف ④ اور سالم الاشل ⑤ بھی بیٹھے

---

① اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۵۳، حدیث ۳۱

② حنان بن سدیر بن حکیم بن صہیب ابوالفضل صیرفی امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے، اور یہ واقفی مذہب تھے لیکن ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم: ص ۲۰۱)

③ مجہول ہیں (المعجم من رجال الحدیث: ص ۳۳۵)

④ ان کے حالات کتب رجال سے نہیں مل سکے۔

⑤ یہ امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲۴۱)

ہوئے تھے تو عبداللہ بن سلیمان نے میرے والد سے کہا: اے ابی الفضل! کیا تمھیں معلوم ہے کہ امام ابوعبداللہؑ کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا ہے اور اس کا نام فلاں (یعنی موسیٰؑ) رکھا گیا ہے (کیا یہ صحیح ہے؟)

سالم نے کہا: کیا یہ سچ ہے؟

عبداللہ نے کہا: جی ہاں۔

سالم نے کہا: بخدا! اگر یہ صحیح ہے تو یہ میرے لیے اپنے خاندان کے لیے پانچ سو دینار حاصل کرنے سے بہتر ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مجھے اور میرے خاندان کو پانچ سو دینار کی ضرورت ہے۔

عبداللہ بن سلیمان نے ان سے کہا: تمھارے لیے یہ اہم کیوں ہے؟

اس نے کہا: مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ نے موسیٰؑ بن عمران کو قائم آلِ محمدؑ کے بارے میں بیان کیا تو جنابِ موسیٰؑ نے التجا کی: اے اللہ! انھیں بنی اسرائیل میں سے قرار دے؟

اللہ نے فرمایا: یہ ممکن نہیں ہے۔

جنابِ موسیٰؑ نے التجا کی: اے اللہ! مجھے اُن کے ناصروں میں سے قرار دے؟

جنابِ موسیٰؑ سے کہا گیا: یہ بھی ممکن نہیں ہے۔

جنابِ موسیٰؑ نے التجا کی: اے اللہ! اسے میرا نام دے دے؟

جنابِ موسیٰؑ سے کہا گیا: یہ میں نے اُنھیں عطا کر دیا ہے۔ ①

قولِ مؤلف: میں نہیں جانتا کہ اس خبر میں کیا اعتراض ہے جبکہ اس کی سند امام تک ہے ہی نہیں۔ راوی نے صرف اتنا کہا ہے کہ اسے خبر دی گئی ہے تو جو سب اُس تک پہنچا ہے وہ سارا صحیح تو نہیں ہو سکتا اور ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ جو پہلے والے امام کے بعد امام ہوتا ہے اُسے قائم کہا جاتا ہے اور لازم ہے کہ اُن کی سیرت پہلے والے کی طرح ہو۔ اسی وجہ سے یہ قول ساقط ہے۔

(29) قَالَ وَ رَوَى زَيْدٌ الشَّحَّامُ وَ غَيْرُهُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِماً يَقُولُ

---

① اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

Scanned with CamScanner

سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى عَرَضَ سِيرَةَ قَائِمِ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ وَ ذَكَرَ الْحَدِيثَ.

کہا: مجھ سے زید الشحام [1] وغیرہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سالم [2] سے سنا، انھوں نے کہا کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قائم آلِ محمدؑ کی سیرت موسیٰؑ بن عمران پر بیان کی اور بقیہ حدیث کا ذکر کیا (جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے)

قولِ مؤلف: اور ہم نے اس کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر کلام کردیا ہے۔ [3]

(30) قَالَ وَ حَدَّثَنِي بَحْرُ بْنُ زِيَادٍ الطَّحَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّهُمْ يَرْوُونَ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ بِالْكُوفَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ اللّٰهُ رَجُلاً مِنِّي يَمْلَأُهَا قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَمْ قَالَ فَأَنْتَ هُوَ فَقَالَ لَا ذَاكَ سَمِيُّ فَالِقِ الْبَحْرِ.

کہا: مجھ سے بیان کیا بحر بن زیاد الطحان [4] نے، انھوں نے محمد بن مروان سے، انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے، کہا کہ آپؑ سے ایک شخص نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! لوگ امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے کوفہ کے منبر پر بیٹھ کر فرمایا:

”اگر دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ اُس ایک دن کو اتنا طویل کردے گا کہ اللہ اس دن میں ہم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر

---

[1] یہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے اور ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲۳۹)

[2] امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۲۴۰)

[3] اس کی تخریج نہیں مل سکی۔

[4] بحر بن زیاد المصری مجہول ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۸۰) واللہ اعلم!

چکی ہوگی“۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں! (یہ صحیح ہے)۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ آپؑ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں! یہ اُس شخص کا نام ہوگا جس نے سمندر کو تقسیم کیا۔ [1]

قولِ مؤلف: اس حقیقت کے علاوہ یہ ایک خبر واحد ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا اور امام علیہ السلام کا اُسے سمندر کو تقسیم کرنے والے کا نام دینا، اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ امر سے قیام کرتا ہے تو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیتا ہے تو اس سے یہ ممکن ہے اور امام علیہ السلام نے اپنے نفس سے اس کی نفی کردی ہے۔ جبکہ سلطانِ وقت سے تقیہ ان کے استحقاق امامت کی نفی نہیں کرتا۔

(31) قَالَ وَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيُّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ ضُرَيْسٍ الْكُنَاسِيِّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْكَابُلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ هُوَ يَقُولُ: إِنَّ قَارُونَ كَانَ يَلْبَسُ الثِّيَابَ الْحُمْرَ وَ إِنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ يَلْبَسُ السُّودَ وَ يُرْخِي الشُّعُورَ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ إِنَّ بَنِي فُلَانٍ لَبِسُوا السَّوَادَ وَ أَرْخَوُا الشُّعُورَ وَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى مُهْلِكُهُمْ بِسَمِيِّهِ.

کہا: مجھ سے بیان کیا ابو محمد صیرفی [2] نے، ان سے حسین بن سلیمان [3] نے، اِن سے ضریس الکناسی [4] نے، اِن سے ابوخالد کابلی [5] نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام علی زین

---

[1] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

[2] ظاہراً یہ حسن بن علی بن زیاد الوشاء البجلی کوفی ہیں۔ یہ امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا اور امام ہادی علیہم السلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ یہ واقفی تھے۔ بعد میں رجوع کرلیا۔ ان کی جلالت اور وثاقت میں کوئی شک نہیں۔ (المعجم من رجال الحدیث: ص ۱۴۷)

[3] حسین بن سلیمان الکنانی الکوفی امام صادقؑ کے اصحاب میں سے تھے اور یہ مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۱۶۹)

[4] ضریس بن عبدالملک بن اعین الشیبانی امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے اور ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۲۹۰)

[5] یہ امام سجاد علیہ السلام کے اصحاب میں سے ثقہ تھے۔ (ایضاً، ص ۶۹۷)

Scanned with CamScanner

العابدین بن حسین علیہ السلام کو فرماتے سنا، آپؑ نے فرمایا: قارون سرخ لباس پہنتا تھا اور فرعون سیاہ لباس پہنتا تھا اور بالوں کو ڈھیلا رکھتا تھا تو اللہ نے ان پر موسیٰؑ کو بھیجا اور بنوفلاں بھی سیاہ لباس پہنتے ہیں اور بالوں کو ڈھیلا چھوڑتے ہیں اور اللہ ان کو ہلاک کرے گا اُس کے ذریعے جس کا وہی نام (موسیٰؑ) ہوگا۔[1]

(32) قَالَ وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: تَذَاكَرْنَا عِنْدَهُ الْقَائِمَ فَقَالَ اِسْمُهُ اِسْمُ حَدِيدَةِ الْحَلَّاقِ.

انھی اسناد کے ساتھ روایت ہے: وہ کہتے ہیں کہ ہم نے امام علیہ السلام کے سامنے قائم کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا: اُن کا نام حدیدۃ الحلاق (کھوپڑی) کے نام پر ہے۔[2]

قولِ مؤلف: اس میں بھی وہی وجہ ہے کہ یہ خبر واحد ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اپنے والدِ بزرگوارؑ کے بعد قیامِ امر کے مستحق تھے اور اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ امامؑ کا ارادہ یہ ہو کہ جو خبر میں بیان ہوا ہے کہ جو اسے مکمل کرتا ہے اور عدل کرتا ہے اور قیام امر کرتا ہے وہ اُن کا جانشین ہوگا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ہوگا۔ یہ کسی ایک کا انکار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امامؑ نے قائمؑ کی صفات امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لیے بیان کیں جیسا کہ بیان ہوا ہے کہ امامت قریش میں رہے گی اور اس سے مراد اولادِ قریش اور ان کی اولاد کی اولاد ہو اور وہ ہو جو قریش کے نسب سے ہو۔

(33) قَالَ وَ رَوَى جَعْفَرُ بْنُ سَمَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ الْحَسَنِ بْنِ هَارُونَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اِبْنِي هٰذَا يَعْنِي أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الْقَائِمُ وَ هُوَ مِنَ الْمَحْتُومِ وَ هُوَ الَّذِي يَمْلَأُهَا قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً.

کہا: مجھ سے بیان کیا جعفر بن سماعہ[3] نے، اِن سے محمد بن حسن[4] نے، اس سے

---

[1] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔
[2] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔
[3] جعفر بن سماعہ یا جعفر بن محمد بن سماعہ امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے اور ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۱۰۷، ۱۱۲)
[4] معلوم نہیں ہوسکا ہے کہ یہ کون سے محمد بن حسن ہیں، لہٰذا حالات نہیں لکھے۔

اس کے باپ حسن بن ہارون[1] نے، اس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرا یہ بیٹا۔ یعنی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہے اور یہ ایک ناگزیر معاملہ ہے۔ یہی وجہ ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جَور سے بھری ہوگی۔[2]

قولِ مؤلف: اس کی وجہ تردیدی وہی ہے جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

(34) قَالَ وَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مِنَ الْمَحْتُومِ أَنَّ اِبْنِي هٰذَا قَائِمُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَ صَاحِبُ السَّيْفِ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

کہا: مجھ سے بیان کیا عبداللہ بن سلام[3] نے، اِن سے عبداللہ بن سنان[4] نے، انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: حتمی معاملات میں سے ہے کہ میرا یہ بیٹا اس اُمت کا قائم ہے اور صاحبِ تلوار بھی ہے اور اشارہ کیا امام ابوالحسنؑ کی طرف۔[5]

قولِ مؤلف: اس میں بھی وجہ وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کی ہے، البتہ اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ یہ ان کا استحقاق تھا یا جو بھی ان کے جانشینوں میں سے ہوگا وہی یہ کام کرتا۔

(35) قَالَ وَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ رِزْقِ اللهِ عَنْ أَبِي الْوَلِيدِ الطَّرَائِفِيِّ قَالَ: كُنْتُ لَيْلَةً عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ نَادَى غُلَامَهُ فَقَالَ اِنْطَلِقْ فَادْعُ لِي سَيِّدَ وُلْدِي فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ مَنْ هُوَ فَقَالَ فُلَانٌ

---

[1] ظاہراً حسن بن ہارون الکندی ہیں اور یہ امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۱۰۸)
[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۶۳، حدیث ۳۲
[3] ظاہراً یہ عبداللہ بن سلام الکوفی ابوخدیجہ ہیں جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور اگر یہ عبداللہ بن سلام بن المستنیر ہیں تو بھی ہر دو صورت میں مجہول ہیں۔ (المفید من معجم الرجال الحدیث: ص ۳۳۵ اور ۳۵۴)
[4] ظاہراً یہ عبداللہ بن سنان بن طریف ہیں جو ثقہ جلیل ہیں اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۳۶)
[5] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۶۳، حدیث ۳۳

Scanned with CamScanner

يَعْنِي أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ فَلَمْ أَلْبَثْ حَتَّى جَاءَ بِقَمِيصٍ بِغَيْرِ رِدَاءٍ إِلَى أَنْ قَالَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى عَضُدِي وَقَالَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ كَأَنِّي بِالرَّايَةِ السَّوْدَاءِ صَاحِبَةِ الرُّقْعَةِ الْخَضْرَاءِ تَخْفِقُ فَوْقَ رَأْسِ هَذَا الْجَالِسِ وَ مَعَهُ أَصْحَابُهُ يَهُدُّونَ جِبَالَ الْحَدِيدِ هَدّاً لَا يَأْتُونَ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا هَدُّوهُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا قَالَ نَعَمْ هَذَا يَا أَبَا الْوَلِيدِ يَمْلَأُهَا قِسْطاً وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ عُدْوَاناً يَسِيرُ فِي أَهْلِ الْقِبْلَةِ بِسِيرَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقْتُلُ أَعْدَاءَ اللهِ حَتَّى يَرْضَى اللهُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَذَا قَالَ هَذَا ثُمَّ قَالَ فَاتَّبِعْهُ وَ أَطِعْهُ وَ صَدِّقْهُ وَ أَعْطِهِ الرِّضَا مِنْ نَفْسِكَ فَإِنَّكَ سَتُدْرِكُهُ إِنْ شَاءَ اللهُ.

کہا: مجھ سے بیان کیا علی بن رزق اللہ نے، اِن سے ابوالولید الطرائفی نے، اِس نے کہا کہ میں ایک رات امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس موجود تھا کہ امام علیہ السلام نے اپنے غلام کو بلایا اور فرمایا: جاؤ اور میری اولاد کے سردار کو بلا کر لاؤ۔

غلام نے آپؑ سے عرض کیا: وہ کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: فلاں، یعنی ابوالحسن (کاظمؑ)۔

تھوڑی دیر نہیں گزری تھی کہ وہ بغیر قمیص اور بغیر ردا کے باہر آئے۔

ابوالولید کہتے ہیں کہ امام نے میرے بازو پر اپنا ہاتھ مارا اور فرمایا: اے ابوالولید! میں رقعۃ الخضراء کے سامنے سیاہ جھنڈوں کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اس بیٹے کے سر پر لہرا رہے ہیں اور اِن کے ساتھ اِن کے ساتھی بھی ہیں جو لوہے کے پہاڑوں کو تلاش کر رہے ہیں اور راستے پر آنے والی ہر رکاوٹ کو دُور کر رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ بچہ!؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں یہی اے ابوالولید! یہ بچہ زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی اور وہ اہلِ قبلہ کو علیؑ بن ابی طالبؑ کی سیرت پر چلائے گا اور دشمنانِ خدا کو قتل کرے گا حتیٰ کہ اللہ راضی ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ بچہ!؟

آپؑ نے فرمایا: یہی بچہ۔

پھر فرمایا: اِن کی اتباع کرو، اِن کی اطاعت کرو اور اِن کی تصدیق کرو اور اپنے نفس پر اِن کو رضا عطا کرو۔ پس! تم عنقریب ان سے ملو گے، ان شاء اللہ![1]

قولِ مؤلف: اس میں وجہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام کے قول: ''میں اِن کے سر پر پرچم دیکھ رہا ہوں'' سے مراد آپؑ کے بچوں میں سے کوئی بھی بیٹا ہو سکتا ہے۔ اس کے خلاف جو اسماعیلیہ اور دوسرے لوگ کہتے ہیں اور ان کا گمان ہے کہ مہدی ان میں سے ہے۔ تو اس لیے مجازاً امامؑ نے اضافہ کر دیا جیسا کہ اس سے پہلے اس کی نظیر بیان ہوئی ہے۔ اور آپؑ کا حکم دینا کہ اِن کی اطاعت اور تصدیق کرو تو یہ اس لیے ہے کہ ابوالولید کی زندگی میں انھی کی امامت ہونی تھی۔

(36) قَالَ وَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ جَمِيلٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْقَمَّاطِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ غَالِبٍ قَالَ: أَنْشَدْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذِهِ الْقَصِيدَةَ فَإِنْ تَكُ أَنْتَ الْمُرْتَجَى لِلَّذِي نَرَى فَتِلْكَ الَّتِي مِنْ ذِي الْعُلَى فِيكَ نَطْلُبُ فَقَالَ لَيْسَ أَنَا صَاحِبَ هَذِهِ الصِّفَةِ وَلَكِنْ هَذَا صَاحِبُهَا وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

کہا: مجھ سے بیان کیا عبداللہ بن جمیل[2] نے، اِن سے صالح بن ابی سعید القماط[3] نے، اِن سے عبداللہ بن غالب[4] نے، اِنھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ

---

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۶۳، حدیث ۳۴ (مختصراً)

[2] عبداللہ بن جمیل کے حالات کتبِ رجال میں نہیں مل سکے لہٰذا ممکن ہے کہ یہ عبداللہ بن جبلہ ہو جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور ثقہ ہیں (المفید من المعجم: ص ۳۲۸) یا عبداللہ بن حماد یا عبداللہ بن مغیرہ ہوں۔

[3] صالح بن سعید ابوسعید القماط امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲۸۲)

[4] عبداللہ بن غالب اسدی شاعر تھے جو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے اور ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۴۳)

Scanned with CamScanner

قصیدہ سنایا:

فان تك أنت المرتجى للذى نرى
فتلك التى من ذى العلى فيك نطلب

”اگر تو آپؑ کو ہمارا وسیلہ امید ہوتا جیسا کہ میں دیکھ سکتا ہوں تو یہ صرف اس کے متعلق ہے کہ ہم آپؑ کے لیے اللہ سے درخواست کرتے ہیں“۔

آپؑ نے فرمایا: میں ان صفات کا مالک نہیں ہوں لیکن یہ ان صفات کا مالک ہے اور اپنے ہاتھ سے امام ابوالحسنؑ کی طرف اشارہ کیا۔[1]

قولِ مؤلف: اس کی وجہ وہی ہے جو ہم نے پہلی خبر میں بیان کی ہے کہ امام علیہ السلام کا مقصد کہ یہ ان صفات کا مالک ہے۔ وہ بھی ہوسکتا ہے جو اس کے علاوہ ہو جس کا یہ لوگ دعویٰ کر رہے ہیں۔

(37) قَالَ وَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ لذاذ [الرَّازُ] عَنْ صَارِمِ بْنِ عُلْوَانَ الْجَوْخِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَ الْمُفَضَّلُ وَ يُونُسُ بْنُ ظَبْيَانَ وَ الْفَيْضُ بْنُ الْمُخْتَارِ وَ الْقَاسِمُ شَرِيكُ الْمُفَضَّلِ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ عِنْدَهُ إِسْمَاعِيلُ ابْنُهُ فَقَالَ الْفَيْضُ جُعِلْتُ فِدَاكَ نَتَقَبَّلُ مِنْ هٰؤُلَاءِ الضِّيَاعَ فَنُقَبِّلُهَا بِأَكْثَرَ مِمَّا نَتَقَبَّلُهَا فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ فَقَالَ لَهُ إِسْمَاعِيلُ ابْنُهُ لَمْ تَفْهَمْ يَا أَبَهْ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَا لَمْ أَفْهَمْ أَقُولُ لَكَ الْزَمْنِي فَلَا تَفْعَلُ فَقَامَ إِسْمَاعِيلُ مُغْضَباً فَقَالَ الْفَيْضُ إِنَّا نَرَى أَنَّهُ صَاحِبُ هٰذَا الْأَمْرِ مِنْ بَعْدِكَ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا وَ اللّٰهِ مَا هُوَ كَذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ هٰذَا الْزَمْ لِي مِنْ ذٰلِكَ وَ أَشَارَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ نَائِمٌ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ فَنَامَ عَلَى صَدْرِهِ فَلَمَّا انْتَبَهَ أَخَذَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسَاعِدِهِ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَ اللّٰهِ ابْنِي حَقّاً هُوَ وَ اللّٰهِ يَمْلَأُهَا

[1] اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۱۶۳، حدیث ۳۵

قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً فَقَالَ لَهُ قَاسِمُ الثَّانِيَةَ هٰذَا جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ إِي وَ اللّٰهِ ابْنِي هٰذَا لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلَأَ اللّٰهُ الْأَرْضَ بِهِ قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً ثَلَاثَ أَيْمَانٍ يَحْلِفُ بِهَا.

کہا: مجھ سے بیان کیا ابوعبداللہ لذاذ[1] نے، اِن سے صارم بن علوان الجوخی[2] نے، اِس نے کہا: میں، مفضل، یونس بن ظبیان، فیض بن مختار اور قاسم[3] (شریک مفضل) امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس داخل ہوئے تو آپؑ کے پاس آپؑ کے بیٹے اسماعیل بیٹھے ہوئے تھے۔

فیض نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! کیا ہم وہ رقوم قبول کر سکتے ہیں جو لوگوں کے پاس ہے جسے وہ کسی قانونی مقصد میں استعمال یا خرچ نہیں کرتے اور واپسی کی ضمانت دیتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

آپؑ کے بیٹے اسماعیل نے آپؑ سے عرض کیا: اے بابا جانؑ! آپؑ نے ان کی بات پر توجہ نہیں دی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ان کو میں نے نہیں سمجھا ہے۔ میں نے تمھیں کہا ہے کہ میرے ساتھ رہا کرو لیکن تم نے ایسا نہیں کیا۔ پس اسماعیل غصے میں کھڑے ہو گئے۔

فیض نے عرض کیا: ہم نے سوچا کہ یہ آپؑ کے بعد امام ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں! بخدا ایسا نہیں ہے۔

پھر فرمایا: یہ میرا معاون اور نائب ہے اور اشارہ کیا امام ابوالحسنؑ کی طرف جو سو رہے تھے۔ آپؑ نے ان کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا اور سینے پر سلایا۔ جب وہ جاگے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کو پکڑا اور فرمایا: خدا کی قسم! یہ میرا بیٹا حق ہے۔ بخدا یہ زمین کو عدل و انصاف سے ایسے

[1] یہ نام نہیں مل سکا۔ ممکن ہے یہ ابوعبداللہ خزاز ہو یا ابوعبداللہ البزاز ہو تو اگر ایسا ہے تو دونوں مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۷۱۰ اور ۷۱۱)

[2] یہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲۸۰)

[3] یہ قاسم بن عبدالرحمٰن الصیرفی ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ محمد بن یعقوب کلینی نے ان سے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ رجل صدق ہیں۔ (الروضہ کافی: ص ۵۶۲؛ المفید من معجم: ص ۴۶۳)

Scanned with CamScanner

بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔

قاسم نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ بچہ!؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، بخدا! یہی ہے وہ میرا بیٹا، یہ دنیا سے نہیں جائے گا حتیٰ کہ اسے عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جَور سے بھر چکی ہوگی۔ امام علیہ السلام نے تین بار قسم کھائی۔ [1]

قولِ مؤلف: جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا وہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے وارثوں میں سے ہوگا نہ کہ اسماعیل کہ جیسا گمان کیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنی بات کو قسم کھا کر بیان کیا ہے۔ آپؑ کو معلوم تھا کہ کچھ لوگ یہ عقیدہ بنا لیں گے کہ مہدیؑ اسماعیل کے وارثوں میں سے ہوگا لہٰذا آپؑ نے یہ باطل نظریہ کو رَد کر دیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں ہر طرح کا شک و شبہ ختم کر دیا گیا ہے۔

(38) قَالَ وَحَدَّثَنِي حَنَانُ بْنُ سَدِيرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ الْبَزَّازِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ صَاحِبَ هَذَا الْأَمْرِ يَلِي الْوَصِيَّةَ وَهُوَ ابْنُ عِشْرِينَ سَنَةً فَقَالَ إِسْمَاعِيلُ فَوَ اللهِ مَا وَلِيَهَا أَحَدٌ قَطُّ كَانَ أَحْدَثَ مِنْهُ وَإِنَّهُ لَفِي السِّنِّ الَّذِي قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

کہا: بیان کیا مجھ سے حنان بن سدیر نے، اِن سے اسماعیل بن بزاز [2] نے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس امر کا صاحب وہ ہوگا جو ان کی وصیت کو نافذ کرے گا جبکہ وہ بیس سال کا ہوگا۔

اسماعیل نے کہا: بخدا! آپؑ کا کوئی وصی (وارث) نہ تھا جو اس بیان پر پورا اُترتا لیکن وہ (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) اسی سال کے تھے جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا۔ [3]

---

[1] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

[2] یہ اسماعیل بن ابی زیاد السکونی الشعیری ہیں یا پھر اسماعیل بن زیادہ السلمی کوفی ہیں۔ دونوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور دونوں ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۶۳)

[3] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

قولِ مؤلف: اس خبر میں تصریح نہیں ہے کہ اس امر کا قائم کون ہے اور صرف یہ کہا ہے کہ وہ بیس سال کا ہوگا اور اس پر راوی نے اس کو اس پر حمل کیا جو اس کا ارادہ تھا جبکہ راوی کا قول حجت نہیں ہے۔ اگر کوئی اور شخص اس کو ان کے علاوہ پر حمل کرے تو وہ اسی راوی کی طرح ہوجائے گا جس نے یہ دعویٰ کیا ہے لہٰذا اس خبر کی یہ تاویل باطل ہے۔

(39) قَالَ وَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْقَاسِمِ الْحَذَّاءِ وَ غَيْرِهِ عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ زُرْبِيٍّ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ الْعَبْدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ فِي الْحَبْسِ فَقَالَ ائْتِ هَذَا الرَّجُلَ يَعْنِي يَحْيَى بْنَ خَالِدٍ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ أَبُو فُلَانٍ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ أَخْرَجْتَنِي مِنْ بِلَادِي وَ فَرَّقْتَ بَيْنِي وَ بَيْنَ عِيَالِي فَأَتَيْتُهُ وَ أَخْبَرْتُهُ فَقَالَ زُبَيْدَةُ طَالِقٌ وَ عَلَيْهِ أَغْلَظُ الْأَيْمَانِ لَوَدِدْتُ أَنَّهُ غَرِمَ السَّاعَةَ أَلْفَيْ أَلْفٍ وَ أَنْتَ خَرَجْتَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَأَبْلَغْتُهُ فَقَالَ ارْجِعْ إِلَيْهِ فَقُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ وَ اللهِ لَتُخْرِجَنِّي أَوْ لَأَخْرُجَنَّ..

کہا: بیان کیا مجھ سے ابراہیم بن محمد حمران [1] نے، انھوں نے یحییٰ بن قاسم الحذاء [2] وغیرہ سے، انھوں نے جمیل بن صالح [3] سے، انھوں نے داؤد بن زوبی [4] سے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب امام عبد صالح (موسیٰ کاظمؑ) قید میں تھے تو انھوں نے مجھے بلایا اور فرمایا: اس آدمی یعنی یحییٰ بن خالد کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ تمھارے لیے ابوفلاں کہتا ہے کہ تم نے ایسا فعل کیوں کیا؟ کیا تم نے مجھے بے گھر کر دیا اور مجھے میرے اہل و عیال سے جدا کر دیا؟

پس! میں یحییٰ کے پاس گیا اور اس کو اس کی خبر دی۔

---

[1] یہ مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۱۳)

[2] یہ امام محمد باقر اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے اور مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۶۶۶)

[3] یہ امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں، ان کی اصل بھی ہے اور ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۱۱۷)

[4] داؤد بن زربی ابوسلیمان الخندقی البندار۔ یہ امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۲۱۵)

Scanned with CamScanner

اس نے کہا: زبیدہ [1] کو طلاق ہوچکی ہے اور اس نے قسم کھائی ہے کہ اس کی خواہش ہے کہ ایک درہم دے کر تمھیں آزاد کروادے۔

مَیں واپس گیا اور امام علیہ السلام کو واقعہ بتایا تو آپؑ نے فرمایا: جاؤ اور اسے بتا دو کہ وہ تمھیں کہتا ہے کہ تم مجھے ضرور رہا کرو گے یا میں خود یہ رہائی لے لوں گا۔ [2]

قولِ مؤلف: مجھے نہیں معلوم کہ اس خبر کا اس مسئلے سے کیا تعلق ہے اور یہ کیسے دلالت کرتی ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام امر کے قائم کرنے والے ہیں؟ اس خبر میں صرف یہ واضح ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم مجھے رہا نہیں کرو گے تو مَیں خود رہائی پالوں گا اور یہ معاملہ حلف کے تحت ہوا کہ اگر یحییٰ ایسا نہیں کر سکے گا تو امامؑ خود یہ کرلیں گے لیکن آپؑ نے ایسا نہیں کیا۔ پس! جب یحییٰ نے آپؑ کو رہا نہیں کیا تو جائز تھا کہ آپؑ رہا ہوجاتے لیکن ایسا نہیں ہوا اور یہ حلف کی خلاف ورزی ہے (اسی وجہ سے یہ روایت قابلِ اعتماد نہیں ہے)۔

(40) قَالَ وَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مَنْصُورٍ الزُّبَالِيِّ قَالَ سَمِعْتُ شَيْخاً بِأَذْرِعَاتٍ قَدْ أَتَتْ عَلَيْهِ عِشْرُونَ وَ مِائَةُ سَنَةٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ عَلَى مِنْبَرِ الْكُوفَةِ: كَأَنِّي بِابْنِ حَمِيدَةَ قَدْ مَلَأَهَا عَدْلاً وَ قِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَ هُوَ مِنْكَ أَوْ مِنْ غَيْرِكَ فَقَالَ لَا بَلْ هُوَ رَجُلٌ مِنِّي..

کہا: مجھ سے بیان کیا ابراہیم بن محمد بن حمران [3] نے، اِن سے اسماعیل بن منصور الزبالی [4] نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے باذرعات [5] کے ایک بزرگ سے سنا جس کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی، اُنھوں نے کہا کہ میں نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ کوفہ کے منبر

[1] زبیدہ ہارون کی بیوی تھی جسے طلاق ہوئی تھی۔

[2] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۳۷، حدیث ۴۴؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۳۸، حدیث ۱

[3] رجوع کریں حدیث نمبر ۳۹ کے حاشیہ نمبر ۱ کی طرف۔

[4] یہ مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۷۰)

[5] یہ شام کا ایک صوبہ ہے۔

پر فرما رہے تھے: میں حمیدہ کے بیٹے کو دیکھ رہا ہوں کہ اُس نے زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دیا ہے جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی تھی۔

پس! ایک شخص آپؑ کی طرف کھڑا ہوا اور عرض کیا: کیا وہ آپؑ میں سے ہوگا یا آپؑ کے علاوہ کسی اور میں سے ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں! بلکہ وہ شخص مجھ میں سے ہوگا۔ [1]

قولِ مؤلف: اس میں وجہ یہ ہے کہ بے شک اس امر کے صاحب (امام مہدی علیہ السلام) جنابِ حمیدہ خاتونؑ کی اولاد میں سے ہوں گے جو کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی والدہ ہیں اور اس میں ایسا نہیں کہا گیا کہ وہ ان کی صُلب سے ہوں گے بلکہ کہا گیا ہے کہ ان کی نسل سے ہوں گے جیسا کہ یہ کہا گیا ہے کہ صاحبِ امرؑ سیّدہ فاطمہؑ کے نسب سے ہوں گے اور یہاں یہ لازم نہیں ہے کہ وہ جنابِ حمیدہؑ کی صلبی اولاد ہوں گے اور امام علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ مجھ سے ہوں گے تو یہ حقیقت ہے کہ وہ ان کی نسل سے ہوں گے۔

(41) قَالَ وَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ الْعَلَوِيُّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ صَاحِبِ هَذَا الْأَمْرِ مِنْ بَعْدِهِ قَالَ صَاحِبُ الْبَهْمَةِ وَ أَبُو الْحَسَنِ فِي نَاحِيَةِ الدَّارِ وَ مَعَهُ عَنَاقٌ مَكِّيَّةٌ وَ يَقُولُ لَهَا اسْجُدِي لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَكِ ثُمَّ قَالَ أَمَا إِنَّهُ الَّذِي يَمْلَأُهَا قِسْطاً وَ عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً.

کہا: مجھ سے بیان کیا احمد بن حسن [2] نے، اِن سے یحییٰ بن اسحاق علوی [3] نے، اِن سے اس کے باپ نے، وہ کہتے ہیں: میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ سے ان کے بعد صاحبِ امرؑ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ ہے جس کے

[1] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

[2] احمد بن حسن نام کے لوگ بہت زیادہ ہیں اور یہ واضح نہیں ہوسکا ہے کہ یہ کون سے احمد بن حسن ہیں اس لیے ان کے حالات لکھنا ممکن نہیں ہے۔

[3] اثبات الھداۃ میں احمد بن اسحاق علوی درج ہے اور ہمیں ہر دو صورت میں ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

Scanned with CamScanner

پاس جانور ہے اور اس وقت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام گھر کے ایک کونے میں موجود تھے اور آپؑ کے پاس مکہ کا ایک عناق تھا اور وہ اس سے کہہ رہے تھے: اُس اللہ کے لیے سجدہ کرو جس نے تمھیں خلق کیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: یہی وہ شخص ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ [1]

قولِ مؤلف: اس میں پہلی وجہ یہ ہے کہ راوی نے امام علیہ السلام سے اس امر کے مستحق کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ یہ ہے جس کے پاس جانور موجود ہے تو یہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پر نص ہے اور امام علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ یہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ تو اس سے یہ مراد لینا منع تو نہیں ہے کہ وہ ان کی اولاد میں سے ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا اور جب یہ احتمال ہو گیا تو معارضہ ہی ساقط ہو گیا۔

(42) قَالَ وَحَدَّثَنِي اَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ ذَكَرَ اَلْبِدَاءَ لِلّٰهِ فَقَالَ فَمَا أَخْرَجَ اللهُ إِلَى اَلْمَلاَئِكَةِ وَ أَخْرَجَهُ اَلْمَلاَئِكَةُ إِلَى اَلرُّسُلِ فَأَخْرَجَهُ اَلرُّسُلُ إِلَى اَلْآدَمِيِّينَ فَلَيْسَ فِيهِ بِدَاءٌ - وَ إِنَّ مِنَ اَلْمَحْتُومِ أَنَّ اِبْنِي هَذَا هُوَ اَلْقَائِمُ.

کہا: مجھ سے بیان کیا حسین بن علی بن معمر [2] نے، انھوں نے اپنے باپ [3] سے، انھوں نے عبداللہ بن سنان [4] سے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے اللہ کے لیے بداء کا ذکر کیا اور فرمایا: اسے اللہ نے ملائکہ کو دیا اور ملائکہ نے رسولوں کی طرف نکالا اور رسولوںؑ نے آدمیوں کی طرف نکالا۔ پس! یہ بداء میں سے نہیں ہے اور یہ حتمی ہے

---

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۶۴، حدیث ۳۶

[2] ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے ہیں۔

[3] علی بن معمر سے تفسیر قمی میں روایات لی گئی ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ کافی اور تہذیب میں بھی تین روایات ہیں اور ان کی ایک کتاب بھی ہے۔ (المفید من معجم: ص ۴۱۴)

[4] ان کے حالات پہلے بیان ہو چکے ہیں۔

کہ میرا یہ بیٹا قائم (آلِ محمدؐ) ہے۔ [1]

قولِ مؤلف: جیسا کہ ہم نے وضاحت کی ہے کہ بداء اشارہ کرتا ہے کسی معاملے کے ظاہر کی طرف جو پہلے موجود نہ ہو اور یہی امام علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ حتمی معاملات میں سے ہے کہ یہ میرا بیٹا قائم ہے اور آپؑ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا بیٹا ان کے بعد قائمؑ ہے اور وہی امامت کا مستحق ہے اور یہ قیام تلوار کے ساتھ نہیں ہے اور آپؑ کے فرمان کا یہی مطلب ہے۔

(43) قَالَ وَ رَوَى يَقْبَاقَةُ أَخُو بَنِينَ اَلصَّيْرَفِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي اَلْإِصْطَخْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: كَأَنِّي بِابْنِ حَمِيدَةَ عَلَى أَعْوَادِهَا قَدْ دَانَتْ لَهُ شَرْقُ اَلْأَرْضِ وَ غَرْبُهَا.

کہا: مجھ سے بیان کیا بنین صیرفی کے بھائی یقباقہ [2] نے، ان سے اصطخری [3] نے، انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: میں حمیدہؑ کے بیٹے کو دیکھ رہا ہوں کہ اُنھوں نے اس (امامت) کا پرچم بلند کر دیا ہے اور اُن کے سامنے زمین کے مشارق اور مغارب تابعداری کر رہے ہیں۔ [4]

قولِ مؤلف: اس روایت میں وجہ وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی ہے کہ وہ ان (جنابِ حمیدہؑ) کی نسل سے ہوں گے اور یہی اس فرمان میں کہا گیا ہے۔

(44) قَالَ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ غَامَةَ عَنْ خَلاَّدٍ اَللُّؤْلُؤِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدٌ اَلْمَكِّيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَتْ لَهُ مَنْزِلَةٌ مِنْهُ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يَاسَعِيدُ اَلْأَئِمَّةُ اِثْنَا عَشَرَ إِذَا مَضَى سِتَّةٌ فَتَحَ اللهُ عَلَى اَلسَّابِعِ وَيَمْلِكُ مِنَّا أَهْلَ اَلْبَيْتِ خَمْسَةٌ وَ تَطْلُعُ اَلشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا عَلَى يَدِ اَلسَّادِسِ.

---

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۶۴، حدیث ۳۷

[2] ان کے حالات معلوم نہیں ہو سکے ہیں۔

[3] یہ غالباً ابوسعید حسن بن احمد بن یزید الاصطخری الشافعی ہیں جو عراق کے فقیہ تھے اور ۳۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔ (وفیات الاعیان: جلد ۲، ص ۷۴)۔ اگر یہ ہی ہیں تو شیعہ رجال میں ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

[4] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

Scanned with CamScanner

کہا: مجھ سے بیان کیا محمد بن عطا ضرغامہ [1] نے، اِن سے خلاد لولوی [2] نے، ان سے سعید مکی [3] نے، جس کی امام علیہ السلام کے ہاں ایک منزلت تھی، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے سعید! امام بارہ ہیں، جب چھ گزر جائیں گے تو اللہ ساتویں کو آسانی دے گا اور ہم اہلِ بیتؑ میں سے پانچ بادشاہ بنیں گے اور چھٹے کے ہاتھ پر سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ [4]

(45) قَالَ وَحَدَّثَنِي حَنَانُ بْنُ سَدِيرٍ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ ٱلْأَبْرَصِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : عَلَى رَأْسِ ٱلسَّابِعِ مِنَّا ٱلْفَرَجُ.

کہا: مجھ سے بیان کیا حنان بن سدیر [5] نے، ان سے ابی اسماعیل ابرص [6] نے، ان سے ابوبصیر [7] نے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: فرج ہم میں سے ساتویں کے سر پر ہے۔ [8]

قولِ مؤلف: یہ ان میں سے ساتویں پر حمل ہونا ظاہر ہے کیونکہ امام علیہ السلام کے فرمان میں مِنَّا ان کی اپنی ذات کی طرف اشارہ ہے۔ تو اس طرح ان میں سے ساتواں وہی ہوگا اور اس امر کا قائم کہلائے گا۔

---

[1] ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔
[2] ان کے بھی حالات نہیں مل سکے ہیں۔
[3] اس نام کا اطلاق چار اشخاص پر ہوتا ہے اور وہ چاروں امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔
[4] اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۵۴۵، حدیث ۳۶۱ (مختصراً)
[5] حنان بن سدیر بن حکیم بن صہیب ابوالفضل الصیرفی امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ یہ واقفی مذہب تھے لیکن ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال، ص ۲۰۱)
[6] ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔
[7] ابوبصیر بہت سارے لوگوں کی کنیت ہے جیسے یحییٰ بن ابوالقاسم، لیث بن البختری، عبداللہ بن محمد الاسدی، یوسف بن الحارث، حماد بن عبداللہ وغیرہم۔ اس کنیت سے کُل بائیس سو پچھتر روایات منقول ہیں۔ یہ سب ثقہ ہیں۔ (المفید، ص ۱۸۶)
[8] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۹۹، حدیث ۲۷۴

(46) قَالَ وَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ جَبَلَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ جَنَاحٍ عَنْ حَازِمِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ أَبَوَيَّ هَلَكَا وَ قَدْ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيَّ وَ رَزَقَ أَ فَأَتَصَدَّقُ عَنْهُمَا وَ أَحُجُّ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ قَالَ بِيَمِينِهِ يَا أَبَا حَازِمٍ مَنْ جَاءَكَ يُخْبِرُكَ عَنْ صَاحِبِ هَذَا ٱلْأَمْرِ أَنَّهُ غَسَّلَهُ وَ كَفَّنَهُ وَ نَفَضَ ٱلتُّرَابَ مِنْ قَبْرِهِ فَلَا تُصَدِّقْهُ..

کہا: مجھ سے بیان کیا عبداللہ بن جبلہ [1] نے، اِن سے سلمہ بن جناح [2] نے، اِن سے حازم بن حبیب [3] نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میرے والدین فوت ہو چکے ہیں اور اللہ نے میرے اُوپر انعام کیا ہے اور مجھے رزق دیا ہے؛ کیا میں ان دونوں سے تصدق کر سکتا ہوں اور حج کر سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر اپنی دائیں طرف فرمایا: اے ابوحازم! جو تمھارے صاحبِ امر کی خبر لے کر آئے کہ ان کو غسل دیا گیا، ان کو کفن دیا گیا اور ان کی قبر کی مٹی میں ہاتھ ڈالے گئے ہیں تو ان کی تصدیق نہ کرنا۔ [4]

قولِ مؤلف: اس روایت میں ہے کہ صاحبِ امر کو موت نہیں آئے گی حتیٰ کہ امر کے ساتھ قیام کرے اور اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ وہ کون ہے اور اس میں فائدہ ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اسے موت آئے گی اور اللہ اسے مبعوث کرے گا اور زندہ کرے گا اسے ہم عنقریب واضح کریں گے۔ پس! یہ اس پر رد ہوگا اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

(47) قَالَ وَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ ٱلصَّيْرَفِيُّ عَنْ عَبْدِ ٱلْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: كَأَنِّي

---

[1] عبداللہ بن جبلہ بن حنان بن حر الکنانی ابومحمد عربی صلیب ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم: ص ۳۲۸)
[2] امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے اور مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۲۶۰)
[3] ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔
[4] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۹۹، حدیث ۲۷۵؛ مستدرک الوسائل: جلد ۸، ص ۷۱، حدیث ۵ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

بِأَنَّ ابْنِي هَذَا يَعْنِي أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ أَخَذَهُ بَنُو فُلَانٍ فَمَكَثَ فِي أَيْدِيهِمْ حِيناً وَ دَهْراً ثُمَّ خَرَجَ مِنْ أَيْدِيهِمْ فَيَأْخُذُ بِيَدِ رَجُلٍ مِنْ وُلْدِهِ حَتَّى يَنْتَهِيَ بِهِ إِلَى جَبَلِ رَضْوَى.

کہا: بیان کیا مجھ سے ابومحمد صیرفی [۱] نے، انھوں نے عبدالکریم بن عمرو [۲] سے، ان سے ابوبصیر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ میرا بیٹا یعنی ابوالحسنؑ بنوفلاں کے ہاتھوں میں کبھی کبھی اور ہمیشہ رہے گا۔ پھر ان کے ہاتھوں سے نکلے گا اور اس کی اولاد میں سے ایک شخص کے ہاتھ میں رہے گا یہاں تک کہ رضوی پہاڑ کی طرف وہ ختم ہوجائے گا۔ [۳]

قولِ مؤلف: پس اس خبر کو اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ وہ اپنے اوّل زمانے میں قید رہے اور رہا ہوئے تو بھی اس ضمن میں انھوں نے کچھ نہیں کیا اور دوسری بات یہ ہے کہ وہ رہا ہی نہیں ہوئے۔ پھر اس میں یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد میں سے کس شخص کے ہاتھ میں رہیں گے یہاں تک کہ رضوی پہاڑ پر اس کا خاتمہ ہوگا اور یہ کہ وہ قائم ہے اور وہی صاحب تلوار ہے جو زمین پر ظہور کرے گا۔ پس اس کا اس جیسی بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(48) قَالَ وَ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ دَاوُدَ الصَّرْمِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ جَاءَكَ فَقَالَ لَكَ إِنَّهُ مَرِضَ ابْنِي هَذَا وَ أَغْمَضَهُ وَ غَسَّلَهُ وَ وَضَعَهُ فِي لَحْدِهِ وَ نَفَضَ يَدَهُ مِنْ تُرَابِ قَبْرِهِ فَلَا تُصَدِّقْهُ.

کہا: بیان کیا مجھ سے جعفر بن سلیمان [۴] نے، اِن سے داؤد صرمی [۵] نے، ان سے

---

[۱] اس کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

[۲] عبدالکریم بن عمرو بن صالح الخثعمی امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے۔ ان کا لقب "کرام" ہے اور یہ ثقہ عین ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۲۲)

[۳] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۹۵، ص ۵٦

[۴] یہ امام موسیٰ کاظم اور امام ہادی علیہما السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم: ص ۱۰۷)

[۵] داؤد بن مافنہ صرمی مجہول ہے۔ (ایضاً، ص ۲۱۷)

علی بن ابی حمزہ [۱] نے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو تمھارے پاس آئے اور تمھیں کہے کہ میرا یہ بیٹا مرض میں ہے اور آنکھیں بند کرچکا ہے اور اسے غسل دیا گیا ہے اور اسے اس کی قبر میں ڈال دیا گیا ہے اور اس کی قبر کی مٹی میں ہاتھ ڈالے گئے ہیں تو اس (بات) کی تصدیق نہ کرنا۔ [۲]

قولِ مؤلف: اس خبر کو ابن ابی حمزہ نے روایت کیا ہے جس پر لعنت کی گئی ہے اور وہ واقفی تھا اور ہم اس کے واقفی ہونے پر عنقریب ذکر کریں گے۔ نیز اس سے یہ منع نہیں ہے کہ اس شخص کا اس سے رد کیا جائے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے موالی نے آپؑ کے مرض میں ملاقات کی اور آپؑ کو غسل دیا اور اگر ایسا ہوگا تو یہ جھوٹ ہے کیونکہ وہ تو قید میں مریض تھے اور آپؑ سے ملاقات بھی ممکن نہ تھی۔ جیسا ہم نے بیان کیا کہ آپؑ کے بعض موالیوں نے آپؑ کو غسل دیا اور ہمارے اصحاب میں سے ایک گروہ کا خیال ہے کہ آپؑ کو آپؑ کے بیٹے (امام علی رضا علیہ السلام) نے غسل و کفن دیا۔ لہٰذا اس خبر کو بیان کرنے کا مقصد ایسی بات کے قائل لوگوں کا بطلان کرنا ہے۔

(49) قَالَ وَ رُوِيَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ لِي يَا عَلِيُّ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّهُ مَرَّضَنِي وَ غَمَّضَنِي وَ غَسَّلَنِي وَ وَضَعَنِي فِي لَحْدِي وَ نَفَضَ يَدَهُ مِنْ تُرَابِ قَبْرِي فَلَا تُصَدِّقْهُ.

کہا: بیان کیا مجھ سے سلیمان بن داؤد [۳] نے، ان سے علی بن ابی حمزہ [۴] نے، ان سے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے، وہ کہتا ہے کہ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے علی! جو تمھیں یہ خبر دے کہ میں مریض ہوگیا ہوں اور آنکھیں بند کرچکا ہوں اور مجھے غسل دیا گیا ہے اور مجھے لحد میں لٹایا

---

[۱] اس کا نام ابوحمزہ سالم ہے اور یہ امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھا لیکن واقفی ہوگیا اور امام علی رضا علیہ السلام کا اقرار نہیں کیا۔ اس پر آئمہؑ نے لعنت کی ہے۔ (المفید من معجم: ص ۳۸۱)

[۲] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

[۳] سلیمان بن داؤد المنقری ابوایوب الشاذکونی، ثقہ ہے۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲٦۴)

[۴] پچھلی حدیث میں اس کا ذکر کیا جاچکا ہے۔

Scanned with CamScanner

گیا ہے اور میری قبر کی مٹی میں ہاتھ ڈالے گئے ہیں تو اس کی تصدیق نہ کرنا۔ [۱]

قولِ مؤلف: اس خبر میں وہی وجہ ہے جو اس سے پہلے ہم نے ذکر کی ہے۔

(50) قَالَ وَ أَخْبَرَنِي أَعْيَنُ بْنُ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: بَعَثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ بُكَيْرٍ إِلَى عَبْدِ اللهِ ٱلْكَاهِلِيِّ سَنَةَ أُخِذَ ٱلْعَبْدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ زَمَنَ ٱلْمَهْدِيِّ فَقَالَ أَقْرِئْهُ ٱلسَّلَامَ وَ سَلْهُ أَتَاهُ خَبَرٌ إِلَى أَنْ قَالَ أَقْرِئْهُ ٱلسَّلَامَ وَ قُلْ لَهُ حَدَّثَنِي أَبُو ٱلْعَيْزَارِ فِي مَسْجِدِكُمْ مُنْذُ ثَلَاثِينَ سَنَةً وَ هُوَ يَقُولُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُقْدَمُ لصاحب [بِصَاحِبِ] هَذَا ٱلْأَمْرِ ٱلْعِرَاقَ مَرَّتَيْنِ فَأَمَّا ٱلْأُولَى فَيُعَجَّلُ سَرَاحُهُ وَ يُحْسَنُ جَائِزَتُهُ وَ أَمَّا ٱلثَّانِيَةُ فَيُحْبَسُ فَيَطُولُ حَبْسُهُ ثُمَّ يُخْرَجُ مِنْ أَيْدِيهِمْ عَنْوَةً.

کہا: بیان کیا مجھ سے اعین بن عبدالرحمٰن بن اعین [۲] نے، انھوں نے کہا: مجھے عبداللہ بن بکیر [۳] نے عبداللہ الکاہلی [۴] کی طرف اُس سال بھیجا جس میں امام عبدصالح (موسیٰ کاظمؑ) کو قید کرلیا گیا اور یہ مہدی (عباسی) کا زمانہ تھا اور اُس نے مجھ سے کہا: اسے میرا اسلام دینا اور اس سے اس (امام موسیٰ کاظمؑ کے قید ہونے کی) خبر کے بارے میں پوچھنا؟ یہاں تک کہ اس نے مجھ سے کہا کہ اسے میرا اسلام دینا اور اس سے کہنا کہ مجھے تیس سال پہلے تمھاری مسجد میں ابوالعیوار [۵] نے بیان کیا تھا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: صاحبِ امر کو دو مرتبہ عراق لایا جائے گا۔ پہلی مرتبہ ان کو جلدی رہا کردیا جائے گا اور ان کو معاوضہ بھی دیا جائے گا اور دوسری

---

[۱] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

[۲] یہ نام ہمیں کتبِ رجال میں نہیں مل سکا لیکن شاید یہ عبدالرحمٰن بن اعین ہو۔ یہ زرارہ کا بھائی اور امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہے۔

[۳] یہ واضح نہیں ہوسکا کہ یہ کون سے عبداللہ بن بکیر ہیں۔

[۴] عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی ابومحمد امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھے اور آپؑ دونوں سے اس نے چالیس احادیث روایت کی ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۵۳)

[۵] یحییٰ بن عتبہ بن ابی العیز از ابوالقاسم کوفی امام جعفر صادقؑ کے اصحاب میں سے مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۶۶۵)

Scanned with CamScanner

مرتبہ ان کی قید طویل ہوگی اور وہ ان کے ہاتھوں سے اچانک (یا زبردستی) نکلے گا۔ [۱]

قولِ مؤلف: یہ خبر باقی باتوں کے ساتھ ساتھ خبرِ واحد بھی ہے اور اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ وہ اچانک (یا زبردستی) ان کے ہاتھ سے نکلے یا کہ اللہ نے ان کو اپنی کرامت کے گھر منتقل کیا، جہاں کوئی ان کو نہ نقصان پہنچا سکتا، نہ تکلیف اور پھر یہ کہ اس میں یہ بھی واضح نہیں ہے کہ اس سے کون شخص مراد ہے اور صاحب امر (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) اور ان کے غیر کے درمیان مشترک ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم صاحبِ امر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو کہیں اور ان کے علاوہ کسی کو نہ کہیں۔

(51) قَالَ وَ أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حُمْرَانَ وَ حُمْرَانُ وَ ٱلْهَيْثَمُ بْنُ وَاقِدٍ ٱلْجَزَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ٱلْأَرَّجَانِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ ٱلْعَبْدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا أَحْمَدُ اِفْعَلْ كَذَا فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِسْمُهُ فُلَانٌ فَقَالَ بَلِ إِسْمُهُ أَحْمَدُ وَ مُحَمَّدٌ ثُمَّ قَالَ لِي يَا عَبْدَ اللهِ إِنَّ صَاحِبَ هَذَا ٱلْأَمْرِ يُؤْخَذُ فَيُحْبَسُ فَيَطُولُ حَبْسُهُ فَإِذَا هَمُّوا بِهِ دَعَا بِإِسْمِ اللهِ ٱلْأَعْظَمِ فَأَفْلَتَهُ مِنْ أَيْدِيهِمْ

کہا: مجھ سے بیان کیا ابراہیم بن محمد بن حمران [۲] اور حمران [۳] اور ہیثم بن واقد جزری [۴] نے، ان سے عبداللہ رجانی [۵] نے، وہ کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ جب امام عبدصالح (کاظمؑ) داخل ہوئے تو آپؑ نے فرمایا: اے احمد! ایسا کردو۔

---

[۱] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۹۵، حدیث ۵۷

[۲] یہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۱۳)

[۳] یہ غالباً حمران النہدی ہیں جن کا نام محمد بن احمد بن خہ تان ابوجعفر قلانسی ہے، یہ ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۱۹۸) اور اگر یہ حمران بن اعین شیبانی ہیں تو یہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام کے صحابی اور ثقہ جلیل ہیں۔ (ایضاً، ص ۱۹۷)

[۴] امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۶۵۷)

[۵] یہ غالباً عبداللہ الارجانی ہیں جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ ان کا نام عبداللہ بن بکر الارجانی ہے اور یہ مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۳۲۲)

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! اس کا نام تو فلاں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: بلکہ اس کا نام احمد اور محمد ہے۔

پھر مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ! صاحبِ امر کو گرفتار کرلیا جائے گا اور اُن کی قید طویل ہوگی اور جب وہ لوگ اُنھیں ختم کرنا چاہیں گے تو وہ اللہ سے اُس کے اسمِ اعظم کے ذریعے دُعا کرے گا تو ان کے ہاتھوں سے خلاصی پالے گا۔ [1]

قولِ مؤلف: یہ خبر بھی پہلی خبر ہی کی طرح ہے اور اس میں احتمال ہے کہ وہ ان سے کیسے بچ جائیں گے موت کے ذریعے یا زندگی میں ہی؟

(52) قَالَ وَ رَوَى بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلْبَزَّازِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مِنْهَالٍ ٱلْقَمَّاطُ عَنْ حَدِيدٍ ٱلسَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ لِأَبِي ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْبَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا تَقِلُّ وَ ٱلْأُخْرَى تَطُولُ حَتَّى يَجِيئَكُمْ مَنْ يَزْعُمُ أَنَّهُ مَاتَ وَ صَلَّى عَلَيْهِ وَ دَفَنَهُ وَ نَفَضَ تُرَابَ ٱلْقَبْرِ مِنْ يَدِهِ فَهُوَ فِي ذٰلِكَ كَاذِبٌ لَيْسَ يَمُوتُ وَصِيٌّ حَتَّى يُقِيمَ وَصِيّاً وَ لَا يَلِي ٱلْوَصِيَّ إِلَّا ٱلْوَصِيُّ فَإِنْ وَلِيَهُ غَيْرُ وَصِيٍّ عَمِيَ.

کہا: ہمارے بعض اصحاب نے ہم سے بیان کیا، ان سے محمد بزار [2] نے، ان سے عمرو بن منہال القماط [3] نے، ان سے حدید ساباطی [4] نے، وہ کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ابوالحسنؑ کے لیے دو غیبتیں ہیں ان میں سے پہلی مختصر اور دوسری طویل ہے حتیٰ کہ تمھاری طرف ایک شخص آئے گا جس کو زعم ہوگا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں اور اس نے ان پر نماز پڑھی ہے اور ان کو دفن کیا ہے اور ان کی قبر پر مٹی اپنے ہاتھوں سے ڈالی ہے۔ پس! اس معاملے

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۹۵، ص ۵۸

[2] یہ نام نہیں مل سکا ہے لیکن شاید یہ ابومحمد بندار ہوں جو امام محمد باقر علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۷۲۲)

[3] اگر یہ عمرو بن منہال بن مقلاص العیسی ہیں تو یہ ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۴۳۷)

[4] ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

میں وہ جھوٹا ہوگا۔ میرا وصی فوت نہیں ہوگا حتیٰ کہ وہ وصیت کے ساتھ قیام کرے گا اور اس کو وصی ہی پورا کرسکتا ہے اور اگر اس کو وصی کے علاوہ کوئی پورا کرے تو وہ اندھا ہوجائے گا۔ [1]

قولِ مؤلف: اس روایت میں تکذیب ہے اُس شخص کی جو مدعی ہے اس بات کا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام وصیت کو پورا کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگئے۔ اور یہ باطل ہے جب کہ انھوں نے خود وصی بنادیا اور اپنے علاوہ کسی کو مقرر کردیا لیکن اس روایت میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

(53) قَالَ وَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ مُفَضَّلٍ قَالَ: كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ جَاءَهُ أَبُو ٱلْحَسَنِ وَ مُحَمَّدٌ وَ مَعَهُمَا عَنَاقٌ يَتَجَاذَبَانِهَا فَغَلَبَهُ مُحَمَّدٌ عَلَيْهَا فَاسْتَحْيَا أَبُو ٱلْحَسَنِ فَجَاءَ فَجَلَسَ إِلَى جَانِبِي فَضَمَمْتُهُ إِلَيَّ وَ قَبَّلْتُهُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَا إِنَّهُ صَاحِبُكُمْ مَعَ أَنَّ بَنِي ٱلْعَبَّاسِ يَأْخُذُونَهُ فَيَلْقَى مِنْهُمْ عَنَتاً ثُمَّ يُفْلِتُهُ اللهُ مِنْ أَيْدِيهِمْ بِضَرْبٍ مِنَ ٱلضُّرُوبِ ثُمَّ يَعْمَى عَلَى ٱلنَّاسِ أَمْرُهُ حَتَّى تُفِيضَ عَلَيْهِ ٱلْعُيُونُ وَ تَضْطَرِبَ فِيهِ ٱلْقُلُوبُ كَمَا تَضْطَرِبُ ٱلسَّفِينَةُ فِي لُجَّةِ ٱلْبَحْرِ وَ عَوَاصِفِ ٱلرِّيحِ ثُمَّ يَأْتِي اللهُ عَلَى يَدَيْهِ بِفَرَجٍ لِهَذِهِ ٱلْأُمَّةِ لِلدِّينِ وَ ٱلدُّنْيَا.

کہا: ہم سے بیان کیا عبداللہ بن سلام ابوہریرہ [2] نے، ان سے زرعہ [3] نے، ان سے مفضل [4] نے، وہ کہتے ہیں: میں امام ابی عبداللہ (امام جعفر صادق علیہ السلام) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں امام ابوالحسنؑ اور محمد (ان کے بھائی) بھی آگئے اور ان کے ساتھ ایک دُنبہ تھا جسے

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۹۵، حدیث ۵۹

[2] مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۳۵)

[3] یہ زرعہ بن محمد ابومحمد الحضرمی ہیں۔ یہ امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور واقفی المذہب ہیں لیکن ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۲۲۸)

[4] یہ غالباً مفضل بن عمر ابوعبداللہ ہیں جو امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور ثقہ تھا۔ (ایضاً، ص ۶۱۷)

Scanned with CamScanner

دونوں اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ پس! محمد نے اس پر غلبہ پالیا۔ امام ابوالحسنؑ کو شرم آگئی اور آپؑ آکر مجھ سے آگے بیٹھ گئے تو میں نے آپؑ کو گلے لگایا اور آپؑ کو بوسہ دیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہ تمھارا صاحب ہے جسے بنی عباس گرفتار کریں گے اور یہ اُن سے مشکلات برداشت کرے گا۔ پھر اللہ اس کو اپنے ہاتھوں سے آزادی دے گا اس طرح سے کہ جیسے وہ چاہے گا۔ پھر اس کا امر لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوجائے گا حتیٰ کہ وہ اس پر ماتم وسوگ کریں گے اور اس کے لیے وہ ایسے دل مضطرب کریں گے جیسے کشتی سمندر کی لہروں میں مضطرب ہوتی ہے کہ جب وہ طوفان میں ہوتی ہے۔ پھر اللہ اِن کے ہاتھوں پر اس اُمت کے لیے دین ودنیا کی فرج (خوش حالی) عطا کرے گا۔[1]

قولِ مؤلف: اس خبر میں جو بیان ہوا کہ امام علیہ السلام کو بنی عباس گرفتار کریں گے تو یہ صحیح ہے۔ معاملہ ایسا ہی ہوا اور اللہ نے ہی امام علیہ السلام کو موت کے ذریعے ان کے ہاتھوں سے آزادی عطا فرمائی اور آپؑ کا یہ قول کہ "اس کا امر لوگوں سے پوشیدہ ہوجائے گا" تو بالکل ویسا ہی ہوا کہ لوگوں کو ان کے بعد شدید اختلاف ہوگیا اور وہ آپؑ کی موت پر رونے لگے اور آپؑ کا یہ قول کہ "پھر اللہ ان کے ہاتھ فرج پر لائے گا" یعنی اُس کے ہاتھ پر جو آپؑ کی اولاد میں سے ہوگا تو اس کے ہاتھ پر اُمت کو فرج ملے گی۔ اس سے مراد حجت القائمؑ ہیں اور اس بات کو ہم نے کئی دفعہ واضح کیا ہے۔

(54) قَالَ وَ حَدَّثَنِي حَنَانٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلْمَسْعُودِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا ٱلْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ٱلنُّعْمَانِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: صَاحِبُ ٱلْأَمْرِ يُسْجَنُ حِيناً وَ يَمُوتُ حِيناً وَ يَهْرُبُ حِيناً.

کہا: مجھ سے بیان کیا حنان[2] نے، اِن سے ابی عبدالرحمٰن مسعودی[3] نے، اِن سے

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۹۵، حدیث ۶۰ اور صفحہ ۱۶۴، حدیث ۳۸

[2] اگر یہ حنان بن سدیر ہیں تو یہ واقفی ہیں لیکن ثقہ ہیں اور اگر یہ حنان السراج ہیں تو یہ واقفی ہیں اور مجہول بھی ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲۰۱، ۲۰۲)

[3] یہ مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۷۰۹)

منہال بن عمرو[1] نے، اِن سے ابی عبداللہ نعمان[2] نے، اِن سے امام محمد باقر علیہ السلام نے، آپؑ نے فرمایا: صاحبِ امر ایک ہی وقت میں قید ہوگا، ایک ہی وقت میں فوت ہوگا اور ایک ہی وقت میں آزاد ہوجائے گا۔[3]

قولِ مؤلف: اس روایت میں پہلی بات یہ ہے کہ امام علیہ السلام ایک وقت میں ہی فوت ہوجائیں گے تو یہ خود مذہبِ واقفہ کے خلاف ہے۔ رہی دوسری بات آزاد ہونے والی، یہ صحیح ہے کیونکہ ہم خود اسی کے قائل ہیں، نہ وہ بات کہ جس کا وہ دعوٰی کرتے ہیں کیونکہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ وہ قید سے نہیں بچ سکے اور وہ لوگ جو دعوٰی کرتے ہیں اس کے موافق ان کے پاس ایک بھی دلیل نہیں ہے لیکن ہم ان الفاظ میں مداخلت کرتے ہیں کہ "وہ ایک ہی وقت میں فوت ہوجائے گا"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ان کی یاد ختم ہوجائے گی۔

(55) قَالَ وَ رَوَى بَحْرُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ ٱلْكَاهِلِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنْ جَاءَكُمْ مَنْ يُخْبِرُكُمْ بِأَنَّهُ مَرِضَ ابْنِي هَذَا وَ هُوَ شَهِدَهُ وَ هُوَ أَغْمَضَهُ وَ غَسَّلَهُ وَ أَدْرَجَهُ فِي أَكْفَانِهِ وَ صَلَّى عَلَيْهِ وَ وَضَعَهُ فِي قَبْرِهِ وَ هُوَ حَثَا عَلَيْهِ ٱلتُّرَابَ فَلَا تُصَدِّقُوهُ وَ لَا بُدَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ ذَا فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ ٱلتَّمِيمِيُّ وَ كَانَ حَاضِرَ ٱلْكَلَامِ بِمَكَّةَ يَا أَبَا يَحْيَى هَذِهِ وَ اللهِ فِتْنَةٌ عَظِيمَةٌ فَقَالَ لَهُ ٱلْكَاهِلِيُّ فَسَهْمُ اللهِ فِيهِ أَعْظَمُ يَغِيبُ عَنْهُمْ شَيْخٌ وَ يَأْتِيهِمْ شَابٌّ فِيهِ سُنَّةٌ مِنْ يُونُسَ.

کہا: مجھ سے بیان کیا بحر بن زیاد[4] نے، اِن سے عبداللہ کاہلی[5] نے، انھوں نے

[1] منہال بن عمرو اسدی امام حسینؑ، امام سجادؑ، امام باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہم السلام سب کے اصحاب میں سے ہیں لیکن مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۶۲۲)

[2] ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

[3] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

[4] بحر بن زیاد المصری امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۸۰)

[5] حدیث ۵۰ میں ان کے حالات بیان ہو چکے ہیں۔

Scanned with CamScanner

امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی تمھارے پاس آئے اور یہ خبر دے کہ میرا یہ بیٹا مریض ہوگیا ہے اور وہ ان کی موت کا گواہ ہے اور انھیں غسل دیا گیا ہے اور اُن کو کفن پہنایا گیا ہے اور ان پر نماز پڑھی گئی ہے اور ان کو ان کی قبر میں لٹایا گیا ہے اور اُس نے ان کی قبر کی مٹی میں ہاتھ ڈالے ہیں تو اُس کی تصدیق نہ کرنا کیونکہ یہ امر ان کو ہی مل کر رہے گا۔

تو اس سے محمد بن زیاد تمیمی [1] نے کہا جو کہ مکہ میں حاضر کلام تھا کہ اے ابویحییٰ! بخدا یہ عظیم فتنہ ہے۔

تو اس سے کابلی نے کہا: اللہ کا سہم (حصہ) اس میں عظیم ہے جو لوگوں سے غائب ہوجائے گا جو کہ ایک بزرگ ہے اور اس پر حضرت یونسؑ کی طرح شباب لوٹے گا۔ [2]

قولِ مؤلف: اس روایت میں کچھ بھی ایسی بات نہیں ہے بلکہ یہ تو اُس شخص کی تکذیب کرتی ہے جس کا دعویٰ ہے کہ اُس نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی آخری رسومات ادا کیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام جانتے تھے کہ کتنے لوگ اس جھوٹ کا دعویٰ کریں گے کیونکہ کچھ لوگوں کے مطابق ان کی آخری رسومات سوائے ان کے بیٹے کے کسی نے ادا نہیں کی ہیں اور مشہور یہ بھی ہے کہ وہ آپؑ کا غلام تھا۔ سو جس نے بھی ایسا کہا وہ جھوٹا ہے لیکن رہی بات صاحبِ امر کے ظہور کے وقتِ عمر کی تو وہ جوان نظر آئیں گے لیکن کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ بزرگ ہوں گے کیونکہ ان کو کافی سال گزر چکے ہوں گے۔

(56) قَالَ وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ الْحَارِثِ رَفَعَهُ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ قَدْ يَقُومُ الْقَائِمُ لَقَالَ النَّاسُ أَنَّى يَكُونُ هَذَا وَ بَلِيَتْ عِظَامُهُ.

کہا: بیان کیا مجھ سے احمد بن حارث [3] نے اور اُنھوں نے مرفوع کیا امام جعفر صادق علیہ السلام

[1] محمد بن زیاد تمیمی عربی کوفی امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص۵۲۸)

[2] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

[3] یہ غالباً احمد بن حارث الانماطی واقفی ہیں۔ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور مجہول ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص۲۳)

سے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر ابھی قائمؑ کا قیام ہو جائے تو لوگ کہیں گے کہ یہ کیسے قائم ہو سکتا ہے جبکہ اُن کی ہڈیاں تو گل سڑ چکی ہیں۔ [1]

قولِ مؤلف: اس روایت میں ہے کہ ایک گروہ کہتا ہے کہ اُن کی ہڈیاں گل سڑ چکی ہیں کیونکہ وہ اِس بات کے منکر ہیں کہ وہ اتنی طویل مدت میں باقی ہیں اور کچھ دعویٰ کرتے ہیں کہ صاحب الزمانؑ فوت ہو چکے ہیں اور اللہ نے اُن کو ان سے چھپا لیا۔ پس! یہ خبر ان سب کو رد کرتی ہے۔

(57) قَالَ وَ رَوَى سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: فِي صَاحِبِ هَذَا الْأَمْرِ أَرْبَعُ سُنَنٍ مِنْ أَرْبَعَةِ أَنْبِيَاءَ سُنَّةٌ مِنْ مُوسَى وَ سُنَّةٌ مِنْ عِيسَى وَ سُنَّةٌ مِنْ يُوسُفَ وَ سُنَّةٌ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَمَّا مِنْ مُوسَى فَخَائِفٌ يَتَرَقَّبُ وَ أَمَّا مِنْ يُوسُفَ فَالسِّجْنُ وَ أَمَّا مِنْ عِيسَى فَيُقَالُ مَاتَ وَ لَمْ يَمُتْ وَ أَمَّا مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَالسَّيْفُ.

کہا: مجھ سے بیان کیا سلیمان بن داؤد [2] نے، اِن سے علی بن ابی حمزہ [3] نے، اِن سے ابوبصیر [4] نے، انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: صاحبِ امر میں چار سنتیں چار نبیوں کی ہیں: موسیٰؑ کی سنت، عیسیٰؑ کی سنت، یوسفؑ کی سنت، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی سنت میں سے خوف اور توقع ہے، حضرت یوسفؑ کی سنت میں سے قید ہے، حضرت عیسیٰؑ کی سنت یہ ہے کہ ان کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں لیکن وہ فوت نہیں ہوئے ہوں گے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں سے تلوار (سے قیام) ہے۔ [5]

[1] غیبۃ نعمانی: ص ۱۵۴، حدیث ۱۳؛ بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۱۴۸، حدیث ۱۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص۴۹۹، حدیث ۲۷۶

[2] حدیث ۴۹ کی طرف رجوع کریں۔

[3] حدیث ۴۸ کی طرف رجوع کریں۔

[4] حدیث ۴۵ کی طرف رجوع کریں۔

[5] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۹۹، حدیث ۲۷۷؛ مزید حوالہ جات حدیث ۴۰۸ میں دیکھیے۔

Scanned with CamScanner

قولِ مؤلف: اس خبر میں جو صفات بیان ہوئی ہیں وہ ہمارے امام قائمؑ کو حاصل ہیں اور اگر کہا جائے کہ تمھارے صاحب کے لیے قید نہیں ہے تو ہم کہیں گے کہ اس سے مراد کرسے مں قید ہونا نہیں بلکہ مراد احساس کی قید ہے کہ کوئی بھی ان تک رسائی نہیں رکھتا اور خاص طور پر ان کی شخصیت کی معرفت کسی کو نہیں ہے۔ پس! یہ تعین ہے کہ وہ قید میں ہیں۔

(58) قَالَ وَ رَوَى عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ زُرْعَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُفَضَّلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ بَنِي الْعَبَّاسِ سَيَعْبَثُونَ بِابْنِي هَذَا وَلَنْ يَصِلُوا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ وَمَا صَائِحَةٌ تَصِيحُ وَ مَا سَاقَةٌ تسق تُسَاقُ وَمَا مِيرَاثٌ يُقْسَمُ وَمَا أَمَةٌ تُبَاعُ.

کہا: مجھ سے بیان کیا علی بن عبداللہ [1] نے، ان سے زرعہ بن محمد [2] نے، ان سے مفضل [3] نے، انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: عنقریب بنی عباس میرے بیٹے کے خلاف سازش کریں گے لیکن وہ ان تک پہنچ نہیں سکیں گے۔

پھر فرمایا: نہ کوئی عورت ان کے لیے ماتم کرے گی اور نہ ہی کوئی عہدے دار انھیں لے جائے گا اور نہ ہی وراثت اس سے باقی رہے گی اور تقسیم کی جائے گی اور اسی طرح کوئی لونڈی نہیں ہوگی جسے وہ چھوڑ دے گا۔ [4]

(59) قَالَ وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ بَنِي فُلَانٍ يَأْخُذُونَنِي وَ يَحْبِسُونَنِي وَ قَالَ وَ ذَاكَ وَإِنْ طَالَ فَإِلَى سَلَامَةٍ.

کہا: مجھ سے بیان کیا احمد بن علی [5] نے، ان سے محمد بن حسین بن اسماعیل [6] نے،

[1] علی بن عبداللہ نام کے بہت رجال ہیں اور یہ واضح نہیں ہوسکا کہ یہ کون سے ہیں۔
[2] حدیث ۵۳ کی طرف رجوع کریں۔
[3] ایضاً
[4] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۹۵، حدیث ۶۱
[5] یہ معلوم نہیں ہوسکا ہے کہ یہ کون سے احمد بن علی ہیں۔
[6] ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

ان سے عبدالرحمٰن بن حجاج [1] نے، انھوں نے کہا کہ میں نے امام ابوابراہیم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: بنی فلاں مجھے گرفتار کر کے قید کرلیں گے۔

پھر فرمایا: یہ معاملہ کافی طویل ہوگا لیکن اچھے انداز میں ختم ہوگا۔ [2]

قولِ مؤلف: پہلی خبر میں ہے کہ بنی عباس آپ کو چھو نہیں سکیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امام علیہ السلام کے دین کو نقصان پہنچانے اور آپؑ کی امامت کو مجروح نہیں کرسکیں گے اور یہ نہیں کہ وہ جسمانی طور پر امام علیہ السلام کو ہاتھ نہیں لگائیں گے اور آپ کو جیل میں ڈالیں گے کیونکہ حقائق اس کے مخالف تھے۔ دوسری خبر میں کہا گیا ہے کہ اگر مجھے قید کرلیا گیا تو یہ طویل عرصے تک جاری رہے گا لیکن یہ اچھے انداز میں ختم ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ امام کے دین کی بھلائی میں ختم ہوگا۔

(60) قَالَ وَ رَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُسْتَنِيرِ عَنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ لِصَاحِبِ هَذَا الْأَمْرِ غَيْبَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا أَطْوَلُ مِنَ الْأُخْرَى حَتَّى يُقَالَ مَاتَ وَبَعْضٌ يَقُولُ قُتِلَ فَلَا يَبْقَى عَلَى أَمْرِهِ إِلَّا نَفَرٌ يَسِيرٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَ لَا يَطَّلِعُ أَحَدٌ عَلَى مَوْضِعِهِ وَأَمْرِهِ وَلَا غَيْرِهِ إِلَّا الْمَوْلَى الَّذِي يَلِي أَمْرَهُ.

کہا: مجھ سے بیان کیا ابراہیم بن مستنیر [3] نے، ان سے مفضل [4] نے، انھوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: صاحبِ امر کے لیے دو غیبتیں ہیں جن میں سے ایک دوسری سے طویل ہوگی حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں اور بعض

[1] عبدالرحمٰن بن حجاج البجلی امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور کیسانیہ مذہب کی طرف گئے لیکن پھر حق کی طرف رجوع کرلیا اور امام رضا علیہ السلام سے ملاقات کی۔ انھوں نے معصومینؑ سے پانچ سو دس روایات نقل کی ہیں۔ نجاشی نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ثقہ ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۰۹)
[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۸۵، حدیث ۳۸
[3] یہ ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۵:)
[4] حدیث ۵۳ کی طرف رجوع کریں۔

Scanned with CamScanner

کہیں گے کہ قتل ہوگئے ہیں۔ پس کوئی بھی ان کے امر پر باقی نہیں رہے گا سوائے ان کے چند اصحاب کے اور کوئی بھی ان کے مقام اور ان کے امر پر مطلع نہیں ہوگا اور ان کے کام کوئی انجام نہیں دے گا سوائے ایک موالی کے۔ [1]

قولِ مؤلف: اس خبر میں صریحاً وہی بات ہے جس کی طرف ہم گئے ہیں کہ ہمارے صاحب امرؑ کے لیے دو غیبتیں ہیں:

اول میں ان کے اخبار اور خطوط پہچانے جائیں گے۔

دوم میں طوالت ہوگی جو اس کو منقطع کردے گی اور ان سے کوئی مطلع نہیں ہوگا سوائے مخصوص شخص کے اور ایسا کچھ بھی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے لیے واقع نہیں ہوا۔

(61) قال: وروى علي بن معاذ قال: قلت لصفوان بن يحيى: بأي شيء قطعت على علي؛ قال: صليت ودعوت الله واستخرت (عليه) وقطعت عليه.

کہا: مجھ سے بیان کیا علی بن معاذ [2] نے، انھوں نے کہا کہ میں نے صفوان بن یحییٰ [3] سے کہا: کس چیز کی وجہ سے تم نے امام علیؑ (رضاؑ) کی امامت کو قبول کیا ہے؟

اس نے کہا: میں نے نماز پڑھی، اللہ سے دُعا کی اور اس پر استغفار کی اور اس پر قائم ہوگیا۔ [4]

قولِ مؤلف: اس روایت میں کچھ بھی نہیں ہے سوائے اس کے کہ تقلید کرنے والے شخص کی تشنیع کی گئی ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو یہ ان کے علاوہ کسی پر حجت نہیں سوائے اس کے کہ کسی سے روایت کی گئی ہے جس نے اپنی فضیلت اور تقویٰ کے لیے اتنا بلند مرتبہ حاصل کیا جیسا کہ اُوپر بتایا گیا ہے لہٰذا وہ مخالفین سے کیسے کہہ سکتا ہے کہ اس نے استخارے کی بنیاد پر امامت پر

---

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۹۹، حدیث ۲۷۸

[2] ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

[3] صفوان بن یحییٰ ابو محمد بجلی امام کاظمؑ، امام رضاؑ اور امام جوادؑ کے اصحاب میں سے ہیں۔ اور ان سے ایک سو کیا سی روایات نقل ہیں، یہ ثقہ عین ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲۸۷)

[4] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

ایمان لایا لیکن اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ صفوان یہ سمجھتا ہے کہ سائل اس طرح کی لاعلمی سے ہے کہ وہ مذہبی ذمہ داریوں کی پیلا سے باہر ہے جیسے پاگل پن تو یہ اعتراض باطل ہے۔

(62) ثم قال: وقال علي بقباقة: سألت صفوان بن يحيى وابن جندب وجماعة من مشيختهم - وكان الذي بينه وبينهم عظيم - بأي شيء قطعتم على هذا الرجل الشيء بأن لكم فاقبل قولكم؛ قالوا كلهم: لا والله إلا أنه قال: فصدقناه وأحالوا جميعا على البزنطي، فقلت: سوءة لكم وأنتم مشيخة الشيعة، أترسلوني إلى ذلك الصبي الكذاب فأقبل منه وأدعكم أنتم؟.

پھر کہا: بیان کیا علی بقباقہ [1] نے کہ میں نے صفوان بن یحییٰ [2] اور ابن جندب [3] اور ان کے مشیخہ کی ایک جماعت سے پوچھا جبکہ اہم گفتگو اِن کے اور ان کے مشیخہ کے درمیان جاری تھی کہ آپ کس دلیل کے ذریعے اس شخص (امام علی رضاؑ) کے حق پر یقین رکھتے ہیں اور کیا دلیل ہے کہ میں بھی آپ کا قول قبول کرلوں؟

ان سب نے کہا: نہیں! بخدا ہماری کوئی دلیل نہیں ہے ہم نے صرف اس شخص کے کہنے پر ان کی تصدیق کی ہے اور سب نے بزنطی [4] کا حوالہ دیا۔

میں نے کہا: تمھارے لیے بُری بات ہے اور تم بزرگ شیعہ ہو۔ کیا تم نے مجھے اس جھوٹے بچے کی طرف بھیجا ہے کہ اسے قبول کروں اور تم کو چھوڑ دوں؟ [5]

قولِ مؤلف: اس خبر میں وہی گفتگو ہے جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں اس سے پہلی خبر میں۔

(63) قال: وسئل بعض أصحابنا عن علي بن رباط هل سمع أحدا روى عن أبي الحسن عليه السلام أنه قال: على ابني وصيي أو

---

[1] ان کے حالات معلوم نہیں ہوسکے ہیں۔

[2] حدیث ۶۱ کی طرف رجوع کریں۔

[3] ان کے حالات معلوم نہیں ہوسکے۔

[4] احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۹)

[5] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

Scanned with CamScanner

إمام بعدي أو بمنزلتي من أبي أو خليفتي أو معنى هذا؟ قال: لا.

کہا: ہمارے بعض اصحاب نے علی بن رباط [1] سے سوال کیا کہ کیا تم نے کسی ایک شخص سے سنا ہے جس نے امام ابوالحسنؑ سے روایت کی ہو کہ آپؑ نے فرمایا: علیؑ (رضاؑ) میرا بیٹا میرا وصی یا میرے بعد امامؑ یا مجھ سے وہی منزلت رکھتا ہے جو مجھے میرے باپ سے تھی، یا میرا خلیفہ ہے یا اسی معنی جیسا ہو؟

اس نے کہا: نہیں۔ [2]

قولِ مؤلف: اس روایت میں اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے کہ ابن رباط نے کہا کہ کسی سے ایسا نہیں سنا اور جب اس نے کسی سے ایسا نہیں سنا تو یہ دلیل نہیں ہوسکتی کہ کسی اور نے بھی یہ نہ سنا ہو جبکہ ہم نے اس سے پہلے اخبار سے ثابت کیا ہے کہ ایسا سنا گیا ہے۔ پس! اس سے اعتراض ساقط ہوا۔

(64) قال: وسأل أبو بكر الأرمني عبد الله بن المغيرة بأي شئ قطعت على علي، قال أخبرتني سلمى أنه لم يكن عند أبيه أحد بمنزلته

کہا: ابوبکر ارمنی [3] نے عبداللہ بن مغیرہ [4] سے پوچھا: تم نے کس دلیل سے امام علیؑ (رضاؑ) پر یقین کیا؟

اس نے کہا: مجھے سلمہ [5] نے بتایا کہ وہ اپنے باپ کے لیے جس منزلت پر فائز تھے اور

---

[1] علی بن حسن بن رباط امام رضاعلیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ اِن کی روایات کی تعداد انیس ہے اور یہ ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۹۵)

[2] اس کی تخریج نہیں ملی ہے۔

[3] ان سے ایک روایت تہذیب الاحکام، جلد ۸، ص ۱۰۸۳ سے نقل کی گئی ہے جو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے اور یہ مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۶۸۶)

[4] عبداللہ مغیرہ ابومحمد بجلی امام موسیٰ کاظم اور امام علی رضا علیہما السلام کے اصحاب میں سے ہیں۔ ان سے پانچ سو اکیس روایات نقل ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۳۵۰)

[5] یہ سرمہ یا سلمیٰ امام جعفر صادق علیہ السلام کا غلام ہے۔

کوئی نہ تھا۔ [1]

قولِ مؤلف: ایک وجہ تو اس روایت میں وہی ہے جو ہم پہلے (دو روایتوں میں) بیان کر چکے ہیں۔ سب سے عجیب بات یہ ہے کہ واقفہ نے نامعلوم افراد کے ذریعے پیش آنے والے واقعات بیان کرتے ہوئے عقیدے کے بہت سے بزرگوں، علمائے دین اور متقی شخصیات کو طنزوں اور الزامات کا نشانہ بنایا ہے۔ انھوں نے اسی پر قناعت نہیں کی حتیٰ کہ اس کو فساد مذہب پر دلیل بنا لیا۔ یہ عصبیت ظاہرہ اور تحامل عظیم ہے۔ اور اگر کوئی مخالف، جس کو علم سے نسبت اور شہرت حاصل ہے، نے اس خبر کو بیان کیا ہے اور اس سے نتیجہ اخذ کیا ہے تو اس سبب میں بھی کمزوری موجود ہے حتیٰ کہ ان کا تذکرہ بھی غلط ہے کیونکہ وہ ان لوگوں سے روایت کرتے ہیں جو ناقابلِ اعتبار ہیں۔ ان کے باطل ہونے کا پہلا ثبوت یہ ہے کہ ان پر کسی نے بھی انحصار نہیں کیا جیسا کہ جلد ہی واضح کیا جائے گا۔ اور اگر مشکلات کلام، اس پر جو میں نے بحث کی، غَیبت کے متعلق ان اخبار کے ذریعے، نہ ہوتیں اور حالات تنگ نہ ہوتے اور وہ اعتراض پر مجبور نہ کیا جاتا، تو وہ یقیناً ان خرافات پر اعتبار نہ کرتا جن کے باطل ہونے پر وہ خود یقین رکھتا ہے۔

...... ✹ ......

---

[1] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

Scanned with CamScanner

واقفی مذہب کی ظاہری شکل کے عوامل

(65) فروى الثقات أن أول من أظهر هذا الاعتقاد علی بن أبي حمزة البطائني وزياد بن مروان القندی وعثمان بن عيسى الرواسی طمعوا في الدنيا، ومالوا إلى حطامها واستمالوا قوما فبذلوا لهم شيئا مما اختانوه من الأموال، نحو حمزة بن بزيع وابن المكاری وكرام الخثعمی وأمثالهم.

ثقہ راویوں نے یہ روایت کی ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں نے اس اعتقاد کو ظاہر کیا وہ علی بن ابوحمزہ بطائنی [۱] زیاد بن مروان قندی [۲] اور عثمان بن عیسی رواسی [۳] ہیں۔ ان پر دنیا کی لالچ سوار ہوگئی اور مالِ دنیا نے انھیں اپنی طرف مائل کرلیا اور کچھ لوگوں کو اس اعتقاد کی طرف مائل کرنے کے لیے انھوں نے اپنے خیانت کردہ اموال صرف کیے جیسے حمزہ بن بزیع [۴] اور ابن مکاری [۵] اور ان جیسے اور لوگ۔ [۶]

(66) فَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ٱلْعَطَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُمْهُورٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ ٱلْفَضْلِ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ قَالَ: مَاتَ أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَيْسَ مِنْ قُوَّامِهِ

---

۱ حدیث ۴۸ کی طرف رجوع کریں۔

۲ زیاد بن مروان قندی ابوالفضل امام جعفر صادق اور امام موسیٰ کاظم علیہما السلام کے اصحاب میں سے ہے اور یہ واقفی مذہب ہے لیکن ثقہ ہے۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲۳۵)

۳ عثمان بن عیسیٰ ابوعمرو عامر کلابی واقفی تھا لیکن ثقہ ہے۔ (ایضاً، ص ۳۷۰)

۴ اس کی توثیق نہیں ہوئی کہ یہ واقفی تھا اس کی گیارہ روایات ہیں۔ (ایضاً، ص ۱۹۸)

۵ حسین بن ابی سعید ہاشم بن حیان (حنان) الکاری واقفی لیکن ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۱۶۱)

۶ بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۱؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۸۳، حدیث ۲

أَحَدٌ إِلَّا وَعِنْدَهُ ٱلْمَالُ ٱلْكَثِيرُ وَكَانَ ذٰلِكَ سَبَبَ وَقْفِهِمْ وَجَحْدِهِمْ مَوْتَهُ طَمَعاً فِي ٱلْأَمْوَالِ كَانَ عِنْدَ زِيَادِ بْنِ مَرْوَانَ ٱلْقَنْدِيِّ سَبْعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ وَعِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ ثَلَاثُونَ أَلْفَ دِينَارٍ. فَلَمَّا رَأَيْتُ ذٰلِكَ وَتَبَيَّنْتُ ٱلْحَقَّ وَعَرَفْتُ مِنْ أَمْرِ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا عَلِمْتُ تَكَلَّمْتُ وَدَعَوْتُ ٱلنَّاسَ إِلَيْهِ فَبَعَثَا إِلَيَّ وَقَالَا مَا يَدْعُوكَ إِلَى هٰذَا إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ ٱلْمَالَ فَنَحْنُ نُغْنِيكَ وَضَمِنَا لِي عَشَرَةَ آلَافِ دِينَارٍ وَقَالَا لِي كُفَّ. فَأَبَيْتُ وَقُلْتُ لَهُمَا إِنَّا رُوِّينَا عَنِ ٱلصَّادِقِينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنَّهُمْ قَالُوا إِذَا ظَهَرَتِ ٱلْبِدَعُ فَعَلَى ٱلْعَالِمِ أَنْ يُظْهِرَ عِلْمَهُ فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ سُلِبَ نُورَ ٱلْإِيمَانِ وَمَا كُنْتُ لِأَدَعَ ٱلْجِهَادَ وَأَمْرَ ٱللهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ فَنَاصَبَانِي وَأَضْمَرَا إِلَيَّ ٱلْعَدَاوَةَ.

احمد بن فضیل نے یونس بن عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے، کہ ان کا بیان ہے کہ امام ابوابراہیمؑ (امام موسیٰ کاظمؑ) کی وفات کے بعد آپؑ کے کارندوں میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس کے ذمے آپؑ کا مال کثیر نہ رہا ہو اور یہی وجہ تھی کہ ان لوگوں نے آپؑ کی موت سے انکار کیا اور آپؑ کی امامت پر ٹھہر گئے اس لالچ میں کہ آپؑ کے وصی کو مال واپس نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ! زیاد بن مروان کے پاس ستر ہزار دینار اور علی بن حمزہ کے پاس تیس ہزار دینار تھے۔

(راوی کہتا ہے:) جب میں نے دیکھا اور مجھ پر حق واضح ہوگیا نیز امام ابوالحسن رضاعلیہ السلام کی امامت کا علم ہوگیا تو میں نے ان کے متعلق گفتگو شروع کی اور لوگوں کو ان کی طرف دعوت دی تو ان دونوں نے میرے پاس ایک آدمی بھیجا اور کہلایا کہ تم ان کی امامت کی دعوت کیوں دیتے ہو؟ اگر تمھیں مال و دولت درکار ہے تو ہم سے لے لو۔

چنانچہ انھوں نے مجھے دس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور کہلایا کہ تم خاموش ہوجاؤ۔ میں نے انکار کیا اور جواب میں ان دونوں کو کہلوا بھیجا کہ ہم نے صادقینؑ سے روایت سنی ہے، ان حضرات نے فرمایا: جب بدعت ظاہر ہو تو عالم کا فریضہ ہے کہ وہ خاموش نہ رہے بلکہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس سے ایمان کی روشنی سلب کرلی جائے گی۔ اس لیے

Scanned with CamScanner

میں اس جہاد فی سبیل اللہ کو کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ پس! وہ دونوں ہمارے دشمن بن گئے اور دل میں عداوت رکھنے لگے۔ ①

(67) وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنِ الصَّفَّارِ وَسَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيِّ جَمِيعاً عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ الْأَنْبَارِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ: مَضَى أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعِنْدَ زِيَادٍ الْقَنْدِيِّ سَبْعُونَ أَلْفَ دِينَارٍ وَعِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى الرَّوَّاسِيِّ ثَلَاثُونَ أَلْفَ دِينَارٍ وَخَمْسُ جَوَارٍ وَمَسْكَنُهُ بِمِصْرَ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنِ احْمِلُوا مَا قِبَلَكُمْ مِنَ الْمَالِ وَمَا كَانَ اجْتَمَعَ لِأَبِي عِنْدَكُمْ مِنْ أَثَاثٍ وَجَوَارٍ فَإِنِّي وَارِثُهُ وَقَائِمٌ مَقَامَهُ وَقَدِ اقْتَسَمْنَا مِيرَاثَهُ وَلَا عُذْرَ لَكُمْ فِي حَبْسِ مَا قَدِ اجْتَمَعَ لِي وَلِوَارِثِهِ قِبَلَكُمْ وَكَلَامٌ يُشْبِهُ هَذَا. أَمَّا ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ فَإِنَّهُ أَنْكَرَهُ وَلَمْ يَعْتَرِفْ بِمَا عِنْدَهُ وَكَذَلِكَ زِيَادٌ الْقَنْدِيُّ وَأَمَّا عُثْمَانُ بْنُ عِيسَى فَإِنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ أَبَاكَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ لَمْ يَمُتْ وَهُوَ حَيٌّ قَائِمٌ وَمَنْ ذَكَرَ أَنَّهُ مَاتَ فَهُوَ مُبْطِلٌ وَاعْمَلْ عَلَى أَنَّهُ قَدْ مَضَى كَمَا تَقُولُ فَلَمْ يَأْمُرْنِي بِدَفْعِ شَيْءٍ إِلَيْكَ وَأَمَّا الْجَوَارِي فَقَدْ أَعْتَقْتُهُنَّ وَتَزَوَّجْتُ بِهِنَّ.

یعقوب بن یزید انباری نے اپنے بعض اصحاب سے روایت کی ہے کہ اُن کا بیان ہے:

جب امام ابوابراہیمؑ نے وفات پائی تو زیاد قندی کے پاس ستر ہزار دینار اور عثمان بن عیسٰی رواسی کے پاس تیس ہزار دینار اور پانچ کنیزیں، آپؑ کی امانت تھیں۔ یہ مصر کا باشندہ تھا۔ حضرت امام ابوالحسن رضا علیہ السلام نے ان دونوں کے پاس آدمی بھیجا کہ میرے پدرِ بزرگوارؑ کا تمھارے پاس جو مال، اثاثہ اور کنیزیں وغیرہ جمع ہیں وہ سب میرے پاس روانہ کر دو اس لیے کہ میں ان کا وارث ہوں اور ان کا قائم مقام ہوں۔ ہم نے ان کی میراث آپس میں تقسیم کر دی ہے اور جو رقم یا چیزیں

① علل الشرائع: ص ۲۳۵، حدیث ۱؛ عیون اخبار الرضا: جلد ۱، ص ۱۱۲، حدیث ۲؛ رجال الکشی: ص ۴۰۴، رقم ۷۵۹؛ الامامۃ والتبصرۃ: ص ۷۵، حدیث ۶۶؛ بحار الانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۲؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۸۳، حدیث ۲

تمھارے پاس ہماری جمع ہیں ان کے روکنے کا تمھارے پاس کوئی سبب یا جائز عذر نہیں ہے۔

ابن ابی حمزہ تو سرے سے ہی منکر ہوگیا، اقرار ہی نہ کیا اور کہہ دیا کہ میرے پاس ان حضرات کی کوئی شے امانت وغیرہ نہیں ہے اور زیاد قندی نے بھی ایسا ہی کیا۔ عثمان بن عیسٰی نے آپؑ کو خط لکھا کہ آپؑ کے پدرِ بزرگوارؑ مرے ہی نہیں ہیں بلکہ وہ زندہ و قائم ہیں اور جو یہ کہتا ہے کہ وہ وفات پا گئے ہیں وہ غلط بیانی کرتا ہے اور اگر فرض کیجیے کہ آپؑ کے کہنے کے مطابق وہ وفات پا گئے ہیں تو انھوں نے مجھے یہ ہدایت تو نہیں کی تھی کہ میں ان میں سے کوئی شے آپؑ کے حوالے کر دوں۔ اب رہ گئیں کنیزیں تو میں نے انھیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا ہے۔ ①

(68) وَرَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ عُقْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ نَصْرٍ التَّيْمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ حَرْبَ بْنَ الْحَسَنِ الطَّحَّانَ يُحَدِّثُ يَحْيَى بْنَ الْحَسَنِ الْعَلَوِيَّ أَنَّ يَحْيَى بْنَ الْمُسَاوِرِ قَالَ: حَضَرْتُ جَمَاعَةٌ مِنَ الشِّيعَةِ وَكَانَ فِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ دَخَلَ عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْيَاءَ فَأَجَابَهُ ثُمَّ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ صَاحِبُكَ يَقْتُلُنِي فَبَكَى عَلِيُّ بْنُ يَقْطِينٍ وَقَالَ يَا سَيِّدِي وَأَنَا مَعَهُ قَالَ لَا يَا عَلِيُّ لَا تَكُونُ مَعَهُ وَلَا تَشْهَدُ قَتْلِي قَالَ عَلِيٌّ فَمَنْ لَنَا بَعْدَكَ يَا سَيِّدِي فَقَالَ عَلِيٌّ ابْنِي هَذَا هُوَ خَيْرُ مَنْ أُخَلِّفُ بَعْدِي هُوَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ أَبِي هُوَ لِشِيعَتِي عِنْدَهُ عِلْمُ مَا يَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ سَيِّدٌ فِي الدُّنْيَا وَسَيِّدٌ فِي الْآخِرَةِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ. فَقَالَ يَحْيَى بْنُ الْحَسَنِ لِحَرْبٍ فَمَا حَمَلَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي حَمْزَةَ عَلَى أَنْ بَرِئَ مِنْهُ وَحَسَدَهُ قَالَ سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ الْمُسَاوِرِ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ حَمَلَهُ مَا كَانَ عِنْدَهُ مِنْ مَالِهِ الَّذِي اقْتَطَعَهُ لِيُشْقِيَهُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ثُمَّ دَخَلَ بَعْضُ بَنِي هَاشِمٍ وَانْقَطَعَ الْحَدِيثُ.

① بحار الانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۲، حدیث ۴؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۸۳، حدیث ۳

Scanned with CamScanner

اور بیان کیا احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ [1] نے، اِن سے محمد بن احمد بن نصر التیمی [2] نے، انھوں نے کہا کہ میں نے حرب بن حسن الطحان [3] سے سنا کہ مجھ اس سے حدیث بیان کی یحییٰ بن حسن علوی [4] نے کہ یحییٰ بن المساور [5] نے کہا: میں شیعوں کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا جن میں علی بن ابوحمزہ [6] بھی تھا تو میں نے اس سے سنا، وہ کہتا ہے کہ: علی بن یقطین امام ابوالحسن کاظم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور ان سے کچھ چیزوں کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے اس کو جواب دیا۔

پھر امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: اے علی! تمھارا صاحب مجھے قتل کردے گا۔

یہ سن کر علی بن یقطین رونے لگا اور عرض کیا: اے میرے سردار! کیا میں اُس کے ساتھ ہوں گا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اے علی! تم اُس کے ساتھ نہیں ہو گے اور نہ ہی میرے قتل کے گواہ ہو گے۔

علی نے عرض کیا: آپؑ کے بعد ہمارا امام کون ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: یہ میرا بیٹا علی (رضاؑ) جو میرے خلفوں میں سب سے بہتر ہے، اِن کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو مجھ کو میرے والد سے تھی، اِن کے پاس سارا علم ہے جس کی میرے شیعوں کو ضرورت ہے۔ یہ دنیا اور آخرت میں سردار ہے اور یہی مقربین میں سے ہے۔

یحییٰ بن حسن نے حرب سے کہا: کیا وجہ بنی کہ علی بن ابوحمزہ نے ان سے برأت کی اور

---

[1] یہ آقا کلینی کے شیوخ میں سے ہیں۔ ان کی کثیر تصانیف ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۴۲)

[2] ان کا نام رجال میں نہیں مل سکا ہے۔

[3] یہ کوفی ہیں ان کی ایک کتاب بھی ہے جس سے عامہ سے روایت ہوئی ہے اور یہ مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ۱۳۰)

[4] ان کی بھی ایک کتاب ہے لیکن یہ مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ٦٦٢)

[5] یحییٰ بن المساور ابوزکریا تمیمی امام جعفر صادق علیہ السلام کو درک کیا ہے اور یہ مجہول ہیں۔ (ایضاً، ص ٦٦٧)

[6] حدیث ۴۸ کی طرف رجوع کریں نیز ان کے کچھ حالات حدیث ٦٧ میں ذکر ہوئے ہیں۔ یہ امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کا منکر تھا اور معصومینؑ نے اس پر لعنت کی ہے۔

ان سے حسد کیا؟

اس نے کہا: میں نے یہی سوال یحییٰ بن المساور سے کیا تھا تو اس نے کہا کہ اس کی وجہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کا وہ مال بنا جو اس کے پاس تھا، جو اس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو دینے سے انکار کر دیا تو اللہ نے اسے دنیا و آخرت کا شقی بنا دیا۔ پھر وہاں بعض بنی ہاشم آ گئے تو گفتگو منقطع ہو گئی۔ [1]

(69) وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ حُبْشِيِّ بْنِ قُونِيٍّ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ قَالَ: كُنْتُ أَرَى عِنْدَ عَمِّي عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ شَيْخاً مِنْ أَهْلِ بَغْدَادَ وَ كَانَ يُهَازِلُ عَمِّي. فَقَالَ لَهُ يَوْماً لَيْسَ فِي ٱلدُّنْيَا شَرٌّ مِنْكُمْ يَا مَعْشَرَ ٱلشِّيعَةِ أَوْ قَالَ ٱلرَّافِضَةِ فَقَالَ لَهُ عَمِّي وَلِمَ لَعَنَكَ اللهُ. قَالَ أَنَا زَوْجُ بِنْتِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي بِشْرٍ ٱلسَّرَّاجِ قَالَ لِي لَمَّا حَضَرَتْهُ ٱلْوَفَاةُ - إِنَّهُ كَانَ عِنْدِي عَشَرَةُ آلَافِ دِينَارٍ وَدِيعَةً لِمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَدَفَعْتُ ابْنَهُ عَنْهَا بَعْدَ مَوْتِهِ وَ شَهِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يَمُتْ فَاللهَ اللهَ خَلِّصُونِي مِنَ ٱلنَّارِ وَ سَلِّمُوهَا إِلَى ٱلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَوَ اللهِ مَا أَخْرَجْنَا حَبَّةً وَ لَقَدْ تَرَكْنَاهُ يَصْلَى بِهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ.

بیان کیا علی بن حبشی بن قونی [2] نے، اِن سے حسین بن احمد بن حسن بن علی بن فضال [3] نے، انھوں نے کہا: میں نے اپنے چچا علی بن حسن بن فضال [4] کے پاس اہلِ بغداد میں سے ایک بزرگ کو دیکھا جو ان سے مزاح کرتا تھا۔ اس نے ایک دن میرے چچا سے کہا: تم پر خدا

---

[1] اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۱۸۵، حدیث ۳۹ و ارص ۲۴۱، حدیث ۵۵

[2] علی بن حبشی بن قونی الکاتب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں سے ہیں۔ ان کی وثاقت ثابت نہیں ہے۔ (المفید، من معجم رجال الحدیث: ص ۳۸۷)

[3] ان کے حالات نہیں مل سکے ہیں۔

[4] علی بن حسن بن علی بن فضال بھی یہی ہیں۔ یہ فطحی المذہب ہیں ان کی کثیر کتب ہیں۔ یہ امام ہادی علیہ السلام اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں اور ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۳۸۹)

Scanned with CamScanner

کی لعنت آخر کیوں ہے؟

اس نے کہا: میں احمد بن ابی بشر سراج کا داماد ہوں۔ جب اُن کا وقت وفات قریب آیا تو اُنھوں نے مجھ سے کہا کہ میرے پاس دس ہزار دینار امام موسیٰ بن جعفرؑ کے بطورِ امانت ہیں مگر ان کی وفات کے بعد میں نے وہ رقم ان کے فرزند امام علی رضاعلیہ السلام کو نہیں دی ہے بلکہ یہ دعویٰ کیا کہ امام موسیٰ بن جعفرؑ کو موت ہی نہیں آئی اور وہ زندہ ہیں۔ اب خدا کے واسطے تم لوگ مجھے جہنم سے نجات دلانا اور وہ رقم حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کو ضرور دے دینا مگر ہم نے بھی حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کو ہبہ نہ دیا اور احمد بن ابی بشر سراج کو جہنم کی آگ میں جلنے دیا۔ [1]

قولِ مؤلف: جب اس مذہب کے بنیادی ممبران ایسے ایسے لوگ ہوں تو ان کی روایات پر کیونکر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز واقفیوں کے راویوں پر طعن کی روایات اتنی زیادہ ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا، ہم ان میں سے چند روایات کا ذکر کر رہے ہیں۔

واقفہ کی مذمت میں روایات

(70) رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى الْأَشْعَرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْخَشَّابِ عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَ عُيَيْنَةُ بَيَّاعُ الْقَصَبِ عِنْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ الْبَطَائِنِيِّ وَ كَانَ رَئِيسَ الْوَاقِفَةِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ قَالَ لِي أَبُو إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا أَنْتَ وَ أَصْحَابُكَ يَا عَلِيُّ أَشْبَاهُ الْحَمِيرِ. فَقَالَ لِي عُيَيْنَةُ أَ سَمِعْتَ قُلْتُ إِي وَ اللهِ لَقَدْ سَمِعْتُ. فَقَالَ لَا وَ اللهِ لَا أَنْقُلُ إِلَيْهِ قَدَمِي مَا حَيِيتُ.

ابوداؤد سے روایت ہے کہ میں اور عیینہ دونوں علی بن ابوحمزہ بطائنی کے پاس سونے چاندی کے تاروں کی خرید وفروخت کر رہے تھے۔ وہ واقفیوں کا سردار تھا۔ میں نے اس کو کہتے ہوئے سنا کہ امام ابوابراہیمؑ (کاظمؑ) نے ایک مرتبہ فرمایا: اے علی بن ابوحمزہ! تم اور تمھارے اصحاب سب کے سب گدھے ہیں۔

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۵، حدیث ۹؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۹۷، حدیث ۳۰؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۳۳۶ (مختصرا)

عیینہ نے مجھ سے کہا: کیا تم نے کچھ سنا۔

میں نے کہا: ہاں! بخدا میں نے سنا۔

عیینہ نے کہا: خدا کی قسم! جب تک میں زندہ ہوں اس کے پاس قدم بھی نہ رکھوں گا۔ [1]

(71) وَ رَوَى ابْنُ عُقْدَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ وَ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ جَمِيعاً قَالَا قَالَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ عِيسَى الرَّوَّاسِيُّ حَدَّثَنِي زِيَادٌ الْقَنْدِيُّ وَ ابْنُ مُسْكَانَ قَالَا: كُنَّا عِنْدَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ قَالَ يَدْخُلُ عَلَيْكُمُ السَّاعَةَ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ فَدَخَلَ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ صَبِيٌّ فَقُلْنَا خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ ثُمَّ دَنَا فَضَمَّهُ إِلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَ قَالَ يَا بُنَيَّ تَدْرِي مَا قَالَ ذَانِ قَالَ نَعَمْ يَا سَيِّدِي هَذَانِ يَشُكَّانِ فِيَّ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَسْبَاطٍ فَحَدَّثْتُ بِهَذَا الْحَدِيثِ الْحَسَنَ بْنَ مَحْبُوبٍ فَقَالَ بَتَرَ الْحَدِيثَ لَا وَ لَكِنْ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ رِئَابٍ أَنَّ أَبَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَهُمَا إِنْ جَحَدْتُمَاهُ حَقَّهُ أَوْ خُنْتُمَاهُ فَعَلَيْكُمَا لَعْنَةُ اللهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ يَا زِيَادُ لَا تَنْجُبُ أَنْتَ وَ أَصْحَابُكَ أَبَداً قَالَ عَلِيُّ بْنُ رِئَابٍ فَلَقِيتُ زِيَادَ الْقَنْدِيَّ فَقُلْتُ لَهُ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَكَ كَذَا وَ كَذَا فَقَالَ أَحْسَبُكَ قَدْ خُولِطْتَ فَمَرَّ وَ تَرَكَنِي فَلَمْ أُكَلِّمْهُ وَ لَا مَرَرْتُ بِهِ. قَالَ الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوبٍ فَلَمْ نَزَلْ نَتَوَقَّعُ لِزِيَادٍ دَعْوَةَ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى ظَهَرَ مِنْهُ أَيَّامَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا ظَهَرَ وَ مَاتَ زِنْدِيقاً.

زیاد قندی اور علی بن اسباط دونوں سے روایت ہے کہ ہم امام ابوابراہیمؑ (امام موسیٰ کاظمؑ) کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؑ نے فرمایا: ابھی ابھی تمھارے پاس وہ آئے گا جو اہلِ زمین میں سب سے افضل ہے۔ آپؑ نے یہ فرمایا ہی تھا کہ امام ابوالحسن رضاعلیہ السلام جو ابھی کمسن تھے تشریف لائے۔

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۵، حدیث ۹؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۸۸، حدیث ۵

Scanned with CamScanner

ہم نے عرض کیا: کیا یہ تمام اہلِ زمین سے افضل ہیں؟

پھر امام ابوالحسن رضاعلیہ السلام امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قریب ہو گئے اور آپؑ نے ان کو سینے سے لگایا اور فرمایا: اے فرزند! کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہ دونوں کیا کہتے ہیں؟

انھوں نے فرمایا: جی اے میرے سردار! مجھے علم ہے کہ یہ دونوں میری امامت میں شک کرتے ہیں۔

علی بن اسباط نے کہا: میں نے یہ حدیث حسن بن محبوب کے سامنے بیان کی تو اس نے کہا کہ یہ نامکمل ہے، مکمل مجھ سے سنو:

اگر تم دونوں نے ان کے حق سے انکار کیا یا ان کے ساتھ خیانت کی اور بددیانتی کی تو تم دونوں پر اللہ، اُس کے ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ اے زیاد! تم اور تمھارے اصحاب میں تاابد شرافت نہیں آسکتی۔

علی بن رئاب کہتے ہیں: ایک مرتبہ زیاد قندی سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے اُس سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کیا واقعی امام ابوابراہیمؑ نے تمھارے متعلق یہ یہ فرمایا تھا؟

اس نے کہا: میرا خیال ہے کہ تمھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ کہہ کر وہ مجھے چھوڑ کر آگے چلا گیا اور کوئی بات نہ کی۔

حسن بن محبوب کہتے ہیں: اس کے بعد ہم امام ابوابراہیمؑ کی بددُعا کے اثرات کا انتظار کرتے رہے مگر اس کا اثر حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کے عہدِ امامت میں ظاہر ہوا کہ وہ زندیق (بے دین) ہو کر مرا۔ [1]

(72) وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْبِلاَدِ قَالَ قَالَ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ : مَا فَعَلَ الشَّقِيُّ حَمْزَةُ بْنُ بَزِيعٍ قُلْتُ هُوَ ذَا هُوَ قَدْ قَدِمَ فَقَالَ يَزْعُمُ أَنَّ أَبِي حَيٌّ هُمُ الْيَوْمَ شُكَّاكٌ وَلاَ يَمُوتُونَ غَداً إِلاَّ عَلَى الزَّنْدَقَةِ. قَالَ صَفْوَانُ فَقُلْتُ فِيمَا

[1] بحارالانوار: جلد۴۸، ص۲۵۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۸۵، حدیث ۴۰ و ۴۱؛ ص ۲۴۱، حدیث ۵۶ اور ۵۷؛ عوالم العلوم: جلد۲۱، ص۳۸۸، حدیث ۶

بَيْنِي وَ بَيْنَ نَفْسِي شُكَّاكٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَكَيْفَ يَمُوتُونَ عَلَى الزَّنْدَقَةِ فَمَا لَبِثْنَا إِلاَّ قَلِيلاً حَتَّى بَلَغَنَا عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ عِنْدَ مَوْتِهِ هُوَ كَافِرٌ بِرَبٍّ أَمَاتَهُ قَالَ صَفْوَانُ فَقُلْتُ هَذَا تَصْدِيقُ الْحَدِيثِ..

ابراہیم بن یحییٰ بن ابی بلاد سے روایت ہے کہ حضرت امام علی رضاعلیہ السلام نے فرمایا: حمزہ بن بزیع شقی کیا کر رہا ہے؟

میں نے عرض کیا: وہ آیا ہوا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اُس کا گمان ہے کہ میرے والد بزرگوارؑ زندہ ہیں۔ آج تو یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں مگر کل یہ لوگ زندیق ہو کر مریں گے۔

صفوان کہتے ہیں: میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا شک تو مجھے معلوم ہے مگر یہ زندیق ہو کر کیسے مریں گے؟

پھر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ مجھے ایک شخص نے اطلاع دی کہ اس کو مرتے وقت ربّ سے انکار تھا اور وہ اسی حالت میں مر گیا۔ یہ سن کر میں نے کہا کہ اب حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کی حدیث کی تصدیق ہو گئی۔ [1]

(73) وَ رَوَى أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ قَالَ: قُلْتُ لِلْقَاسِمِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْقُرَشِيِّ وَ كَانَ مَمْطُوراً أَيَّ شَيْءٍ سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ مَا سَمِعْتُ مِنْهُ إِلاَّ حَدِيثاً وَاحِداً قَالَ ابْنُ رَبَاحٍ ثُمَّ أَخْرَجَ بَعْدَ ذَلِكَ حَدِيثاً كَثِيراً فَرَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ ابْنُ رَبَاحٍ وَ سَأَلْتُ الْقَاسِمَ هَذَا كَمْ سَمِعْتَ مِنْ حَنَانٍ فَقَالَ أَرْبَعَةَ أَحَادِيثَ أَوْ خَمْسَةً قَالَ ثُمَّ أَخْرَجَ بَعْدَ ذَلِكَ حَدِيثاً كَثِيراً فَرَوَاهُ عَنْهُ.

علی بن رباح سے روایت ہے کہ میں نے قاسم بن اسمائیل قریشی سے پوچھا: تم نے محمد بن ابی حمزہ سے کیا سنا ہے؟

[1] بحارالانوار: جلد۴۸، ص۲۵۶، حدیث ۱۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۹۳، حدیث ۱۱۷؛ مدینۃ المعاجز: ص ۴۹۱، حدیث ۹۸؛ عوالم العلوم: جلد۲۱، ص ۴۹۰، حدیث ۹؛ المناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۳۳۶ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

اس نے کہا: میں نے اُس سے صرف ایک حدیث سُنی ہے۔

ابن رباح نے کہا: مگر اس کے بعد وہ محمد بن ابی حمزہ سے منسوب کر کے بہت سی روایات بیان کرنے لگا۔

ابن رباح نے کہا: میں نے قاسم سے پوچھا کہ تم نے حنان سے کتنی روایات سُنی ہیں؟

اُس نے کہا: چار یا پانچ روایات مگر اس کے بعد وہ حنان کی طرف منسوب کر کے بہت سی روایات بیان کرنے لگا۔ [1]

(74) وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ: قَالَ سَمِعْتُ اَلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ فِي اِبْنِ أَبِي حَمْزَةَ أَ لَيْسَ هُوَ اَلَّذِي يَرْوِي أَنَّ رَأْسَ اَلْمَهْدِيِّ يُهْدَى إِلَى عِيسَى بْنِ مُوسَى وَ هُوَ صَاحِبُ اَلسُّفْيَانِيِّ وَ قَالَ إِنَّ أَبَا إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَعُودُ إِلَى ثَمَانِيَةِ أَشْهُرٍ فَمَا اِسْتَبَانَ لَهُمْ كَذِبُهُ.

احمد بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام علی رضاعلیہ السلام کو ابن ابی حمزہ کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: یہ وہی نہیں ہے جو روایات کرتا ہے کہ امام مہدیؑ کا سر عیسٰی بن موسٰی کے سامنے بطور ہدیہ پیش کیا جائے گا جو سفیانی کے اصحاب میں سے ہوگا۔ نیز یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت ابوابراہیمؑ آٹھ مہینے کے بعد واپس آجائیں گے مگر اس کے باوجود بھی کیا لوگوں پر اس کا کذب ظاہر نہیں ہوا؟ [2]

(75) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: ذُكِرَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عِنْدَ اَلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَلَعَنَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي حَمْزَةَ أَرَادَ أَنْ لاَ يُعْبَدَ اللهُ فِي سَمَائِهِ وَ أَرْضِهِ فَأَبَى اللهُ إِلاَّ أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ ... وَلَوْ كَرِهَ اَلْمُشْرِكُونَ وَلَوْ كَرِهَ اَللَّعِينُ اَلْمُشْرِكُ قُلْتُ اَلْمُشْرِكُ قَالَ نَعَمْ وَ

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۷، حدیث ۱۱؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۵۰۲، حدیث ۴

[2] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۷، حدیث ۱۱؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۹۰، حدیث ۱۰ اور ص ۵۰۲، حدیث ۵

اللهِ وَ إِنْ رَغِمَ أَنْفُهُ كَذٰلِكَ وَ هُوَ فِي كِتَابِ اللهِ: يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِؤُا نُورَ اَللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ قَدْ جَرَتْ فِيهِ وَ فِي أَمْثَالِهِ أَنَّهُ أَرَادَ أَنْ يُطْفِئَ نُورَ اللهِ.

محمد بن سنان سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام علی رضاعلیہ السلام کے سامنے علی بن ابی حمزہ کا ذکر ہوا تو آپؑ نے اس پر لعنت کی، پھر فرمایا: علی بن ابی حمزہ چاہتا تھا کہ اللہ کی زمین اور اللہ کے آسمانوں میں اللہ کی عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو مگر اللہ نے بھی طے کرلیا کہ وہ اپنے نُور کو مکمل کر کے رہے گا، خواہ مشرکین اس سے کتنی ہی کراہت کیوں نہ کریں اور لعین ومشرکین کو ناپسند ہی کیوں نہ ہو۔

میں نے عرض کیا: مشرک؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم! اس جیسے کے لیے ایسا ہی ہے اور یہ چیز تو کتابِ خدا میں بھی موجود ہے:

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نُور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں"۔ (التوبہ:۳۲) [1]

قولِ مؤلف: اس گروہ واقفیہ میں لاتعداد بُرائیاں ہیں، ہم اس کی تفصیل سے اپنی کتاب کو طول نہیں دینا چاہتے۔ پھر اس قوم کا جب یہ حال ہے اور ان کے متعلق سلف صالحین کا یہ خیال ہے تو پھر ان کی روایات پر کیسے وثوق کیا جاسکتا ہے۔ یقین کیجیے جن روایات کو ان لوگوں نے بیان کیا ہے اگر ان سے ان کی دشمنی اور عناد ثابت کرنا مقصود نہ ہوتا تو پھر وہ اس قابل بھی نہ تھیں کہ انھیں سنایا جائے چہ جائیکہ اسے تحریر کیا جائے۔ اس لیے ہم نے امام علی رضاعلیہ السلام کی امامت پر اتنے نصوص پیش کر دیے ہیں جو واقفیہ کے مذہب کو باطل کرنے کے لیے کافی ہیں اور پھر وہ معجزات جو امام علی رضاعلیہ السلام سے ظاہر ہوئے اور جن سے آپؑ کی امامت کی صحت وحقانیت ثابت ہے، وہ بھی ان لوگوں کے مذہب کو باطل کردیتے ہیں جن کا تذکرہ کتابوں میں موجود ہے اور ان ہی چیزوں کو دیکھ کر بہت سے لوگوں نے واقفیہ مذہب کو ترک کر دیا۔ مثلاً

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۷، حدیث ۱۱؛ عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۴۹۰، حدیث ۱۱، اور ص ۵۰۳، حدیث ۶؛ تفسیر نورالثقلین: جلد ۲، ص ۲۱۰، حدیث ۱۱۸

Scanned with CamScanner

عبدالرحمٰن بن حجاج، رفاعہ بن موسیٰ، یونس بن یعقوب، جمیل بن دراج اور حماد بن عیسیٰ وغیرہ۔

یہ لوگ حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کے والدِ بزرگوارؑ کے اصحاب میں سے تھے۔ پہلے انھوں نے آپؑ کی امامت میں شک کیا پھر رجوع کرلیا اور اسی طرح وہ لوگ جو آپؑ کے عہد میں تھے جیسے احمد بن محمد بن ابی نصر اور حسن بن علی وشاء وغیرہ۔ پہلے تو یہ لوگ واقفی ہوئے پھر دلائل کو دیکھ کر آپؑ کی اور آپؑ کے بعد آپؑ کی اولاد میں سے ہونے والے آئمہ کی امامت کے قائل ہوئے۔[1]

(76) فَرَوَى جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ وَ هُوَ مِنْ آلِ مِهْرَانَ وَ كَانُوا يَقُولُونَ بِالْوَقْفِ وَ كَانَ عَلَى رَأْيِهِمْ: فَكَاتَبَ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ تَعَنَّتَ فِي الْمَسَائِلِ فَقَالَ كَتَبْتُ إِلَيْهِ كِتَاباً وَ أَضْمَرْتُ فِي نَفْسِي أَنِّي مَتَى دَخَلْتُ عَلَيْهِ أَسْأَلُهُ عَنْ ثَلَاثِ مَسَائِلَ مِنَ الْقُرْآنِ وَ هِيَ قَوْلُهُ تَعَالَى: أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ قَوْلِهِ: فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَ قَوْلِهِ: إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَ لَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ قَالَ أَحْمَدُ فَأَجَابَنِي عَنْ كِتَابِي وَ كَتَبَ فِي آخِرِهِ الْآيَاتِ الَّتِي أَضْمَرْتُهَا فِي نَفْسِي أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْهَا وَ لَمْ أَذْكُرْهَا فِي كِتَابِي إِلَيْهِ فَلَمَّا وَصَلَ الْجَوَابُ أُنْسِيتُ مَا كُنْتُ أَضْمَرْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ شَيْءٍ هَذَا مِنْ جَوَابِي ثُمَّ ذَكَرْتُ أَنَّهُ مَا أَضْمَرْتُهُ.

احمد بن محمد بن ابی نصر، جو کہ آلِ مہران میں سے تھا اور ان کو واقفی کہا جاتا تھا اور وہ واقفی تھا، سے روایت ہے کہ اس نے امام ابوالحسن علی رضاعلیہ السلام کو خط لکھا اور اس کی خواہش تھی کہ آپؑ کو مشکل مسائل میں الجھاؤں۔

وہ کہتا ہے: میں نے آپؑ کی طرف ایک خط لکھا اور دل میں سوچا کہ جب میں آپؑ کے پاس جاؤں گا تو قرآن سے تین مسائل پوچھوں گا:

[1] بحارالانوار: جلد ۴۸، ص ۲۵۷، عوالم العلوم: جلد ۲۱، ص ۵۰۳، درضمن حدیث ۶

خدا کا قول ہے:

أَفَأَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ (الزخرف:۴۰)

”کیا تم بہرے کو سنا سکتے ہو یا اندھے کو راستہ دکھا سکتے ہو“۔

اور خدا کا قول ہے:

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ (الانعام:۱۲۵)

”تو جس شخص کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت بخشے تو اُس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے“۔

اور خدا کا قول ہے:

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (القصص:۵۶)

”تم جس کو دوست رکھتے ہو اُسے ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے“۔

احمد کہتا ہے: آپؑ نے میرے خط کا جواب دیا اور آخر میں ان آیات کو لکھا جن کے بارے میں مَیں نے دل میں سوچا تھا کہ آپؑ سے سوال کروں گا لیکن میں نے ان کا ذکر اپنے خط میں نہیں کیا تھا۔ جب مجھے جواب ملا تو میں بھول چکا تھا کہ میں نے اپنے دل میں کیا سوچا تھا؟ میں نے عرض کیا: آپؑ نے مجھے کس بات کا جواب دیا ہے؟ پھر مجھے یاد آ گیا جو کچھ میں نے دل میں سوچا تھا۔[1]

(77) وَ كَذَلِكَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَشَّاءُ: وَ كَانَ يَقُولُ بِالْوَقْفِ فَرَجَعَ وَ كَانَ سَبَبُهُ أَنَّهُ قَالَ خَرَجْتُ إِلَى خُرَاسَانَ فِي تِجَارَةٍ لِي فَلَمَّا وَرَدْتُهُ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ يَطْلُبُ مِنِّي حِبَرَةً وَ كَانَتْ بَيْنَ ثِيَابِي قَدْ خَفِيَ عَلَيَّ أَمْرُهَا فَقُلْتُ مَا مَعِي مِنْهَا شَيْءٌ فَرَدَّ الرَّسُولَ وَ ذَكَرَ عَلَامَتَهَا وَ أَنَّهَا فِي سَفَطِ كَذَا فَطَلَبْتُهَا فَكَانَ كَمَا قَالَ فَبَعَثْتُ بِهَا إِلَيْهِ ثُمَّ كَتَبْتُ مَسَائِلَ أَسْأَلُهُ عَنْهَا فَلَمَّا وَرَدْتُ بَابَهُ خَرَجَ إِلَيَّ

[1] اثبات الہداۃ: جلد ۳، ص ۲۹۳، حدیث ۱۱۸؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۴۷، حدیث ۳۶؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۳۳۶ (مختصراً)

جَوَابُ تِلْكَ ٱلْمَسَائِلِ ٱلَّتِي أَرَدْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنْهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ أُظْهِرْتُهَا فَرَجَعَ عَنِ ٱلْقَوْلِ بِٱلْوَقْفِ إِلَى ٱلْقَطْعِ عَلَى إِمَامَتِهِ.

اور اسی طرح حسن بن علی وشاء نے بیان کیا ہے اور وہ واقفی تھا لیکن اُس نے رجوع کرلیا اور اس کا سبب بھی (معجزہ) تھا۔ وہ کہتا ہے: میں تجارت کے لیے خراسان گیا جب مَیں وہاں پہنچا تو امام ابوالحسن رضا علیہ السلام نے میری طرف ایک آدمی کو بھیجا اور مجھ سے حیرہ (یمنی چادر) طلب کی جو میرے کپڑوں میں موجود تھی لیکن میں اسے نہیں جانتا تھا۔

میں نے کہا: میرے پاس ایسا کچھ موجود نہیں ہے۔

پس! امام علیہ السلام کا قاصد چلا گیا لیکن پھر واپس آیا اور اس کی نشانیاں ذکر کیں اور مجھے بتایا کہ وہ کہاں رکھی ہوئی ہے؟ جب میں نے تلاش کیا تو ویسے ہی نکلی۔ پس میں نے اسے آپؑ کی طرف بھیج دیا۔

پھر میں نے آپؑ سے کچھ مسائل پوچھنے کے لیے آپؑ کو خط لکھا۔ پس! جب مَیں ان کے دروازے پر پہنچا تو مجھے ان سوالوں کے جواب مل گئے جن کو پوچھنے کا میں نے ارادہ کیا تھا اور اپنے علاوہ کسی کو نہیں بتایا تھا۔

پس! اس کے بعد اس نے واقفی مذہب سے رجوع قطع کرلیا اور امام علی رضا علیہ السلام کی امامت کو تسلیم کرلیا۔[1]

(78) وَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ : قَالَ اِبْنُ ٱلنَّجَاشِيِّ مَنِ ٱلْإِمَامُ بَعْدَ صَاحِبِكُمْ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ ٱلْإِمَامُ بَعْدِي اِبْنِي ثُمَّ قَالَ هَلْ يَجْرَأُ أَحَدٌ أَنْ يَقُولَ اِبْنِي وَلَيْسَ لَهُ وَلَدٌ.

احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت ہے کہ ابن نجاشی نے مجھ سے کہا: تمھارے صاحب کے بعد تمھارا امام کون ہوگا؟

[1] مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۳۳۶ (مختصراً)؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۶۹، حدیث ۹۳؛ عیون المعجزات: ص ۱۰۸؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۰۹

پس میں امام ابی الحسن رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ کو اس بارے میں خبر دی تو آپؑ نے فرمایا:

میرے بعد میرا بیٹا ہوگا۔ پھر فرمایا: کیا کسی میں جرأت ہے کہ وہ یہ بیان دے جبکہ اس کا کوئی بیٹا ہی نہ ہو؟[1]

(79) وَ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ ٱلْحِمْيَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى ٱلْيَقْطِينِيِّ قَالَ: لَمَّا اِخْتَلَفَ ٱلنَّاسُ فِي أَمْرِ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ جَمَعْتُ مِنْ مَسَائِلِهِ مِمَّا سُئِلَ عَنْهُ وَ أَجَابَ عَنْهُ خَمْسَ عَشْرَةَ أَلْفَ مَسْأَلَةٍ.

محمد بن عیسیٰ یقطینی سے روایت ہے کہ جب امام علی رضا علیہ السلام کی امامت میں اختلاف ہوا تو میں نے پندرہ ہزار ایسے مسائل جمع کیے جو آپؑ سے دریافت کیے گئے۔ آپؑ نے ان سب کے جوابات دیے۔[2]

(80) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ ٱلْأَفْطَسِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى ٱلْمَأْمُونِ فَقَرَّبَنِي وَ حَيَّانِي ثُمَّ قَالَ رَحِمَ اللهُ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا كَانَ أَعْلَمَهُ لَقَدْ أَخْبَرَنِي بِعَجَبٍ سَأَلْتُهُ لَيْلَةً وَ قَدْ بَايَعَ لَهُ ٱلنَّاسُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَرَى لَكَ أَنْ تَمْضِيَ إِلَى ٱلْعِرَاقِ وَ أَكُونَ خَلِيفَتَكَ بِخُرَاسَانَ فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ لَا لَعَمْرِي وَ لَكِنْ مِنْ دُونِ خُرَاسَانَ بِدَرَجَاتٍ إِنَّ لَنَا هُنَا مَكْثاً وَلَسْتُ بِبَارِحٍ حَتَّى يَأْتِيَنِي ٱلْمَوْتُ وَمِنْهَا: ٱلْمَحْشَرُ لَا مَحَالَةَ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَمَا عِلْمُكَ بِذٰلِكَ فَقَالَ عِلْمِي بِمَكَانِي كَعِلْمِي بِمَكَانِكَ قُلْتُ وَ أَيْنَ مَكَانِي أَصْلَحَكَ اللهُ فَقَالَ لَقَدْ بَعُدَتِ ٱلشُّقَّةُ بَيْنِي وَ بَيْنَكَ أَمُوتُ

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۹۴، حدیث ۱۲۰، اور ص ۳۲۴، حدیث ۱۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۰، حدیث ۵؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۳۳۶؛ الکافی: جلد اوّل، ص ۳۲۰، حدیث ۵؛ حلیۃ الاولیاء: جلد ۲، ص ۴۲۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۳۵۲؛ الارشاد مفید: ص ۳۱۸؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۳۱

[2] بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۹۷، حدیث ۱۰

Scanned with CamScanner

بِالْمَشْرِقِ وَ تَمُوتُ بِالْمَغْرِبِ فَقُلْتُ صَدَقْتَ. وَ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَعْلَمُ وَ آلُ مُحَمَّدٍ فَجَهَدْتُ الْجَهْدَ كُلَّهُ وَ أَطْمَعْتُهُ فِي الْخِلاَفَةِ وَ مَا سِوَاهَا فَمَا أَطْمَعَنِي فِي نَفْسِهِ.

محمد بن عبداللہ بن الافطس [1] سے روایت ہے کہ میں ایک دن مامون کے پاس گیا تو اُس نے مجھے اپنے قریب جگہ دی اور خوش آمدید کہا۔ پھر بولا: اللہ امام علی رضاعلیہ السلام کا بھلا کرے کہ آپؑ نے مجھے ایک عجیب بات بتائی۔ چنانچہ جب سب لوگ آپؑ کی ولی عہدی کی بیعت کر چکے تو ایک رات میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میری رائے یہ ہے کہ آپؑ عراق چلے جائیں اور میں آپؑ کے خلیفہ کی حیثیت سے خراسان میں رہوں۔

یہ سن کر آپؑ مسکرائے اور فرمایا: میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسی خراسان میں میری تجہیز و تکفین ہوگی اور یہیں میری آخری قیام گاہ ہے۔ چنانچہ موت آنے تک مجھے یہیں ٹھہرنا ہے اور یہیں سے مجھے عرصۂ محشر میں لامحالہ جانا ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! آپؑ کو یہ کیسے معلوم ہوا؟

آپؑ نے فرمایا: مجھے اپنی قبر کا علم ایسے ہے جیسے تمھاری قبر کا علم ہے۔

میں نے عرض کیا: اللہ آپؑ کا بھلا کرے! بتایئے میری قبر کہاں ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: ہماری اور تمھاری قبور کے درمیان بہت فاصلہ ہوگا۔ مجھے مشرق میں موت آئے گی اور تمھیں مغرب میں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ نے جو فرمایا: وہ سچ فرمایا ہے کیونکہ اللہ، اُس کے رسولؐ اور آلِ رسولؐ ہی کو اس کا زیادہ علم ہے۔ پھر میں نے بہت کوشش کی اور خلافت وغیرہ کی طرف رغبت بھی دلائی مگر آپؑ نے مزید کچھ نہ فرمایا اور خلافت وغیرہ کی طرف قطعاً راغب نہ ہوئے۔ [2]

(81) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ الْأَفْطَسُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الْمَأْمُونِ يَوْماً وَ نَحْنُ عَلَى شَرَابٍ حَتَّى إِذَا أَخَذَ مِنْهُ الشَّرَابُ مَأْخَذَهُ

---

[1] یہ محمد بن عبداللہ بن حسن الافطس ہے جو مجہول ہے۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۵۴۳)

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۲۹۴، حدیث ۱۲۱؛ بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۱۴۵، حدیث ۱۲۲، اور ص ۵۷، حدیث ۷۵؛ مناقب ابن شہر آشوب: جلد ۴، ص ۳۳۷۔ (بفرق الفاظ)

صَرَفَ نُدَمَاءَهُ وَ احْتَبَسَنِي ثُمَّ أَخْرَجَ جَوَارِيَهُ وَ ضَرَبْنَ وَ تَغَنَّيْنَ فَقَالَ لِبَعْضِهِنَّ بِاللّٰهِ لَمَّا رَثَيْتِ مَنْ بِطُوسَ قَطَناً فَأَنْشَأَتْ تَقُولُ سُقْياً لِطُوسٍ وَ مَنْ أَضْحَى بِهَا قَطَناً مِنْ عِتْرَةِ الْمُصْطَفَى أَبْقَى لَنَا حَزَناً أَعْنِي أَبَا حَسَنٍ الْمَأْمُونَ إِنَّ لَهُ حَقّاً عَلَى كُلِّ مَنْ أَضْحَى بِهَا شَجَناً قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَعَلَ يَبْكِي حَتَّى أَبْكَانِي ثُمَّ قَالَ لِي وَيْلَكَ يَا مُحَمَّدُ أَ يُلْزِمُنِي أَهْلُ بَيْتِي وَ أَهْلُ بَيْتِكَ أَنْ أَنْصِبَ أَبَا الْحَسَنِ عَلَماً وَ اللّٰهِ أَنْ لَوْ أُخْرِجْتُ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ لَأَجْلَسْتُهُ مَجْلِسِي غَيْرَ أَنَّهُ عُوجِلَ فَلَعَنَ اللّٰهُ عَبْدَ اللّٰهِ وَ حَمْزَةَ ابْنَيِ الْحَسَنِ فَإِنَّهُمَا قَتَلَاهُ ثُمَّ قَالَ لِي يَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَ اللّٰهِ لَأُحَدِّثَنَّكَ بِحَدِيثٍ عَجِيبٍ فَاكْتُمْهُ قُلْتُ مَا ذَاكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ لَمَّا حَمَلَتْ زَاهِرِيَّةُ بِبَدْرٍ أَتَيْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كَانُوا يَزْجُرُونَ الطَّيْرَ وَ لَا يُخْطِئُونَ وَ أَنْتَ وَصِيُّ الْقَوْمِ وَ عِنْدَكَ عِلْمُ مَا كَانَ عِنْدَهُمْ وَ زَاهِرِيَّةُ حَظِيَّتِي وَ مَنْ لَا أُقَدِّمُ عَلَيْهَا أَحَداً مِنْ جَوَارِيَّ وَ قَدْ حَمَلَتْ غَيْرَ مَرَّةٍ كُلَّ ذَلِكَ يَسْقُطُ فَهَلْ عِنْدَكَ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ نَنْتَفِعُ بِهِ فَقَالَ لَا تَخْشَ مِنْ سِقْطِهَا فَسَتَسْلَمُ وَ تَلِدُ غُلَاماً صَحِيحاً مُسْلِماً أَشْبَهَ النَّاسِ بِأُمِّهِ قَدْ زَادَهُ اللّٰهُ فِي خَلْقِهِ مَرْتَبَتَيْنِ فِي يَدِهِ الْيُمْنَى خِنْصِرٌ وَ فِي رِجْلِهِ الْيُمْنَى خِنْصِرٌ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي هَذِهِ وَ اللّٰهِ فُرْصَةٌ إِنْ لَمْ يَكُنِ الْأَمْرُ عَلَى مَا ذَكَرَ خَلَعْتُهُ فَلَمْ أَزَلْ أَتَوَقَّعُ أَمْرَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا الْمَخَاضُ فَقُلْتُ لِلْقَيِّمَةِ إِذَا وَضَعَتْ فَجِيئِينِي بِوَلَدِهَا ذَكَراً كَانَ أَوْ أُنْثَى فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِالْقَيِّمَةِ وَ قَدْ أَتَتْنِي بِالْغُلَامِ كَمَا وَصَفَهُ زَائِدَ الْيَدِ وَ الرِّجْلِ كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ فَأَرَدْتُ أَنْ أَخْرُجَ مِنَ الْأَمْرِ يَوْمَئِذٍ وَ أُسَلِّمَ مَا فِي يَدَيَّ إِلَيْهِ فَلَمْ تُطَاوِعْنِي نَفْسِي لَكِنِّي دَفَعْتُ إِلَيْهِ الْخَاتَمَ فَقُلْتُ دَبِّرِ الْأَمْرَ فَلَيْسَ

Scanned with CamScanner

عَلَيْكَ مِنِّي خِلَافٌ وَ أَنْتَ الْمُقَدَّمُ وَ بِاللهِ أَنْ لَوْ فَعَلَ لَفَعَلْتُ.

محمد بن عبداللہ بن حسن الافطس سے روایت ہے کہ میں ایک دن مامون کے پاس تھا وہاں مجلس شراب جمی ہوئی تھی اور وہ مجھے چھوڑ کر اپنے تمام مصاحبین کو شراب انڈیل انڈیل کر دے رہا تھا۔ پھر اس کی کنیزوں نے نکل کر گانا بجانا شروع کیا تو اس نے کسی کنیز سے فرمائش کی کہ ساکن طوس والا مرثیہ سناؤ۔ پس کنیز نے مرثیہ شروع کیا اور کہا:

سقیالطوس ومن اضحی بها قطناً
من عترة المصطفیٰ ابقی لنا حزناً
اعنی اباحسن المامون اِنَّ له
حقًّا علی کل من اضحی شجناً

''اللہ طوس کو اور عترتِ مصطفیٰ میں سے اس فرد کو اپنی رحمتوں سے سیراب کرے جو یہاں آکر ہمیشہ کے لیے ساکن ہوگیا اور ہم لوگوں کو رنج وغم میں مبتلا کرگیا یعنی امید گاہ خلق حضرت ابوالحسنؑ جن کی موت پر غم منانا ہر شخص کا فرض ہے''۔

محمد بن عبداللہ کا بیان ہے کہ اسے سن کر مامون رونے لگا اور ہم بھی رونے لگے۔ پھر مجھ سے کہا: افسوس اے محمد! تمھارے اہلِ خانہ اور تمھارے اہلِ خاندان ہمیں صرف اس بات پر بُرا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالحسن رضا علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنایا۔ خدا کی قسم! اگر یہ باقی رہ جاتے تو یقین کرو کہ میں حکومت وخلافت سے دستبردار ہوکر انھیں اپنی جگہ پر بٹھا دیتا مگر کیا بتاؤں کہ موت نے جلدی کردی۔ اللہ عبیداللہ بن حسن اور حمزہ بن حسن پر لعنت کرے! ان دونوں نے ان کو قتل کردیا۔

پھر مجھ سے کہا: اے محمد بن عبداللہ! بخدا میں تم سے ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہوں مگر اسے راز میں رکھنا۔

میں نے کہا: اے امیرالمومنین! (مامون) وہ کیا واقعہ ہے بیان کریں۔

مامون نے کہا: جب میری کنیز زاہریہ حاملہ ہوئی تو میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی

خدمت میں پہنچا اور کہا: میں آپؑ پر فدا ہوں! میں نے سنا ہے کہ حضرت ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ وجعفرؑ بن محمدؑ ومحمدؑ بن علیؑ وعلیؑ بن حسینؑ وحسینؑ بن علیؑ بلا وآسیب کے رد کے لیے تعویذ دیتے تھے جو تیر بہدف ہوتا تھا۔ آپؑ ان کے وصی ہیں اور وہی علم آپؑ کے پاس بھی ہے جو ان لوگوں کے پاس تھا۔ زاہریہ میری ایسی پسندیدہ کنیز ہے کہ میں اس پر اپنی کسی کنیز کو ترجیح نہیں دیتا۔ وہ کئی بار حاملہ ہوئی مگر حمل سقط ہوگیا۔ کیا آپؑ کے پاس بھی کوئی ایسی شے ہے جس سے فائدہ اُٹھایا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: اسقاط سے نہ ڈرو، حمل سلامت رہے گا اور اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو اپنی ماں سے شکل وصورت میں بہت مشابہ ہوگا۔ اللہ نے اس کی خلقت میں اضافہ کردیا ہے، یعنی اس کے داہنے ہاتھ میں ایک زائد چھنگیا اور داہنے پاؤں میں بھی ایک زائد چھنگیا ہوگی۔

میں نے اپنے دل میں کہا: اچھا موقع ہے اگر ان کی بات سچ نہ ہوئی تو اسی بہانے میں ان کو ولی عہدی سے ہٹا دوں گا۔ پھر میں مسلسل اس وقت کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ زاہریہ کو دردِ زہ عارض ہوا۔ میں نے دایہ سے کہا: جب بچہ پیدا ہوجائے تو میرے پاس لانا، خواہ لڑکا ہو یا لڑکی۔ پس! تھوڑی دیر بعد وہ لڑکا لے کر آگئی اور آپؑ کے کہنے کے مطابق واقعاً اس کے ہاتھ اور پاؤں میں ایک ایک زائد انگلی تھی اور شکل وصورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کوکب دری ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے اسی دن ارادہ کیا کہ میں خلافت وحکومت سے دستبردار ہوجاؤں اور اپنے قبضہ میں جو کچھ ہے وہ سب ان کے حوالے کردوں۔ مگر پھر میرا نفس اس پر راضی نہ ہوا، لہٰذا میں نے اپنی مُہر ان کے حوالے کردی اور کہہ دیا کہ آپؑ جس طرح چاہیں حکومت چلائیں مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ آپؑ کا حکم سب پر بالا ہوگا اور خدا کی قسم! اگر وہ ایسا کرتے تو مجھے کوئی عذر نہ ہوتا۔[1]

(82) وَ قِصَّتُهُ مَعَ حَبَابَةَ الْوَالِبِيَّةِ صَاحِبَةِ الْحَصَاةِ الَّتِي طَبَعَ فِيهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ لَهَا مَنْ طَبَعَ فِيهَا فَهُوَ إِمَامٌ وَ بَقِيَتْ إِلَى أَيَّامِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَطَبَعَ فِيهَا وَ قَدْ شَهِدَتْ مَنْ تَقَدَّمَ مِنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ طَبَعُوا فِيهِ وَ هُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

[1] بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۳۰۶، حدیث ۱۶؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۳۳۳ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

آخِرُ مَنْ لَقِيَتْهُمْ وَ مَاتَتْ بَعْدَ لِقَائِهَا إِيَّاهُ وَ كَفَّنَهَا فِي قَمِيصِهِ.

اس کے ساتھ حبابہ والبیہ کا قصہ بھی ہے جس کے پاس ایک کنکری تھی جس پر امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے مُہر (نشان) لگائی تھی اور اس سے فرمایا تھا: جو بھی اس پر مُہر لگائے گا وہ امام ہوگا۔ وہ امام علی رضا علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہی اور آپؑ نے اس پر مُہر لگائی اور حبابہ نے آپؑ کے آباؤاجداد کو مشاہدہ کیا تھا کہ انھوں نے بھی اس پر مُہریں لگائی تھیں اور آپؑ آخری امام تھے جن سے وہ ملی اور آپؑ کی ملاقات کے بعد وہ فوت ہوگئی اور آپؑ نے اپنی قمیص اس کے کفن کے لیے دی۔ [1]

(83) وَ كَذٰلِكَ قِصَّتُهُ مَعَ أُمِّ غَانِمٍ الْأَعْرَابِيَّةِ صَاحِبَةِ الْحَصَاةِ أَيْضاً الَّتِي طَبَعَ فِيهَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ طَبَعَ بَعْدَهُ سَائِرُ الْأَئِمَّةِ إِلَى زَمَانِ أَبِي مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ اُمِ غانم اعرابیہ کا قصہ بھی ہے۔ اس کے پاس بھی اسی طرح کنکری تھی جس پر امیرالمومنین علی علیہ السلام نے مُہر لگائی تھی اور آپؑ کے بعد امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کے زمانے تک تمام ائمہ علیہم السلام نے مُہریں لگائی تھیں۔ یہ مشہور و معروف بات ہے۔ [2]

قولِ مؤلف: اگر ہمارے سردار ابوالحسن رضاؑ اور آپؑ کی اولاد سے ائمہؑ کے لیے ان دونوں دلالتوں کے علاوہ اور کوئی دلیل نہ بھی ہوتی جن میں امیرالمومنین علی علیہ السلام نے ان کی امامت پر نص کی ہے تو یہ منصف مزاج آدمی کے لیے کافی ہوتیں۔

...... ✸ ......

[1] اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۲۹۵، حدیث ۱۲۲؛ الکافی: جلد اوّل، ص ۳۴۶، حدیث ۳؛ کمال الدین وتمام النعمۃ، ص ۵۳۶، حدیث ۱

[2] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۳۰۲، حدیث ۷۸؛ الکافی: جلد اوّل، ص ۳۴۷، حدیث ۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۵۳؛ الخرائج والجرائح: جلد اوّل، ص ۴۲۸، حدیث ۷؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۳۹۹، حدیث ۱؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۳۱؛ مدینۃ المعاجز: ص ۵۴۶، حدیث ۳۱؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۱۱؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۴۴۱

امامِ زمانہؑ کی ولادت کے سلسلے میں مخالفین کے اعتراضات

اعتراض

اگر کہا جائے تمھاری گفتگو میں یہ کہا گیا ہے کہ ہم موسیٰؑ بن جعفرؑ کی موت کو اسی طرح جانتے ہیں جس طرح ہم ان کے والد اور دادا کی موت کو جانتے ہیں۔ تو تم پر واجب ہے اس کو جواب دینا جو یہ کہتا ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ حسنؑ بن علیؑ کا کوئی بیٹا نہیں تھا اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ان کے دس بیٹے نہیں تھے اور اسی طرح ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلب سے کوئی بیٹا نہ تھا جو آپؐ کی وفات کے بعد زندہ رہتا۔

اگر تم اس اعتراض کا جواب دیتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ ہم دونوں میں سے سابقہ کو اسی طرح جانتے تھے جیسے ہم دوسرے کو جانتے ہیں تو اس سے سابقہ پر اختلاف کرنا ممکن ہوگا جس طرح دوسرے پر اختلاف کرنا ناممکن ہے۔

تمھارا مخالف یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اگر ہم محمد بن حنفیہ، جعفرؑ بن محمدؑ اور موسیٰؑ بن جعفرؑ کی موت کے بارے میں جانتے تھے تو ویسے ہی ہم محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ کی موت کو بھی جانتے ہیں اور جب ان دونوں میں سے کسی پر اختلاف نہیں ہوگا جیسا کہ دوسرے پر اختلاف ممکن نہیں ہے۔

جواب: اولاد کی پیدائش کی نفی کو ثابت کرنا کسی بھی حالت میں ناممکن ہے۔ یہ دعویٰ کرنا ممکن نہیں ہے کہ کسی کی، جو کوئی کسی اولاد کو نہیں جانتا (اور کہتا ہے کہ اس کی) کوئی اولاد نہیں ہے ایسے دعوے، امکانات اور قیاسات حالات کے ذریعے کیے جاتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر اس کی اولاد ہوتی تو اس کا پتہ چل جاتا اور اس کی خبر پھیل جاتی۔ تاہم متعدد بار عقل یہ حکم دیتی ہے کہ دانشمند افراد اپنی اولاد کو مختلف وجوہات کی بنا پر چھپاتے ہیں۔ بہت سے بادشاہ اپنی اولاد کو خوف اور ہمدردی کے لیے چھپاتے ہیں۔ یہ اکثر فارسی بادشاہوں اور نوادرات کے بادشاہوں کے عمل میں دیکھا جاتا ہے اور ان کی کہانیاں مشہور ہیں۔ لوگ بیٹوں کو اپنی لونڈیوں

Scanned with CamScanner

اور بیویوں سے چھپاتے ہیں جن سے انھوں نے خفیہ طور پر شادی کی ہوئی ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ اپنی اولاد کو نظرانداز کرتے ہیں کیونکہ انھیں دوسری بیویوں اور بچوں سے دشمنی کا خوف ہوتا ہے۔ لوگوں میں یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

کچھ لوگ اُوپری عیسائیوں سے ہونے کی وجہ سے معاشرتی کمتر طبقے کی عورت سے شادی کرتے ہیں۔ پھر جب وہ اس سے بیٹا پیدا کرتے ہیں تو وہ اسے اپنے آپ سے ممتاز کرنے کے لیے چیلنج سمجھتے ہیں، لہٰذا وہ وابستہ رشتے کی مسلسل تردید کرتے ہیں اور کچھ ان میں سے رحم کرتے ہیں اور اپنی کچھ دولت اس بچے کو پیش کردیتے ہیں۔ بعض اوقات ایک نچلے درجے کا آدمی کسی عمدہ خاندان کی عورت سے اس کی عدم دلچسپی اور اس کے کنبے کے علم کے بغیر اس سے شادی کرتا ہے، یا اگر اس کا سرپرست موجود نہ ہو جیسا کہ بہت سارے فقہاء کی اجازت ہے یا حکمران نے اس کا معاملہ سنبھال لیا ہے اور اسے اس کے ساتھ بیاہ دیا ہے تو جب بیٹا اس سے پیدا ہوتا ہے حالانکہ لڑکا صحت مند ہوتا ہے، وہ اس کے فخر کی وجہ سے یا اپنے سرپرستوں یا بزرگوں کے خوف کی وجہ سے اس سے انکار کردیتا ہے۔

بہت سی دوسری وجوہات قابلِ فہم ہیں جن کا ہم تذکرہ طوالت سے بچنے کے لیے نہیں کررہے ہیں لہٰذا باطنیت کی مکمل طور پر نفی کرنا ممکن نہیں ہے۔

ہم یہ جان سکتے ہیں صرف اس صورت میں کہ جب تمام پہلو بے نقاب ہوں اور یہ جانا جاتا ہے کہ باپ دادا کا اعلان کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ تب ہی والدین کی نفی کا پتہ چل سکتا ہے۔ ہمارا علم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بیٹا نہیں تھا جس کی وجہ سے آپؐ کی نسل کشی ہوئی اور اس کی وجہ سے آپؐ کی عصمت کے متعلق ہمارا علم اور آپؐ کی نبوت ہے اور یہ کہ اگر آپؐ کا بیٹا ہوتا تو آپؐ اس کے بارے میں بتادیتے کیونکہ اسے عام کرنے میں کوئی خوف نہیں تھا۔ مزید یہ کہ ہم اتفاقِ اُمت کے ذریعے جانتے ہیں کہ آپؐ کا بیٹا نہیں ہوا جو آپؐ کے بعد رہا ہو۔

اولادِ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بارے میں بھی اس طرح کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ امام حسن مجبور تھے اور ایک طرح سے قیدی تھے اور اولاد کے لیے بے حد پریشانی، تشویش اور خوف تھا کیونکہ یہ مشہور و معروف بات تھی اور شیعہ مذہب کا یہ مشہور و معروف مضمون تھا کہ بارھواں امامؑ امر کو قائم کرنے والا ہے اور حکومتوں کا خاتمہ کرنے والا ہے۔ لہٰذا ان کی ولادت کو خفیہ رکھنا ضروری تھا۔ چنانچہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان کو اپنے گھر والوں کے خوف سے چھپالیا جیسے آپؑ کے بھائی جعفر تھے جن کو میراث اور اموال کا لالچ تھا۔ پس! اس طرح سے آپؑ کی ولادت کے سلسلے میں شکوک وشبہات پیدا ہوگئے۔

اسی طرح کسی فرد کی موت کو جاننے کے عنوان سے بیٹا پیدا کرنے کی نفی کی تشخیص کرنے کی تصدیق نہیں کی جاسکتی ہے کیونکہ جب کوئی مرجاتا ہے تو میت کو دیکھا جاتا ہے اور جانا جاتا ہے اور اس کی موت کو حالات اور دیگر شواہد کے ذریعے جانا جاتا ہے جو کسی کو مجبور کرتا ہے جو انھیں قائل کرنے میں دیکھتا ہے اور جب وہ کسی ایسے شخص کو مطلع کرتا ہے جس نے متوفی کو ذاتی طور پر نہیں دیکھا ہے تو بھی سزا پر مجبور ہوگا۔ دونوں حالات کی متوازی مشابہت فقہاء کے اس اصول کی طرح ہے کہ گواہ صرف حقوق کی توثیق کرنے کی گواہی دے سکتے ہیں۔ ان کی نفی نہیں کرسکتے کیونکہ نفی اس مشاہدے سے مشروط نہیں ہے جب تک کہ یہ ایک توثیق پر مبنی نہ ہو، لہٰذا دونوں حالات کا فرق واضح ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ دونوں مقامات کے درمیان یہ عادت یکساں ہے کیونکہ موت کی صورت میں کئی بار یہ مشاہدہ ہوتا ہے کہ آدمی مررہا ہے بالکل اسی طرح جیسے دائیاں بچے کی پیدائش کی گواہ ہیں۔ تاہم ہر ایک دوسرے شخص کی موت کا مشاہدہ نہیں کرتا بالکل اسی طرح جیسے ہر ایک دوسرے کی پیدائش کا مشاہدہ نہیں کرتا۔ کسی دوسرے شخص کی موت کے بارے میں جو آدمی بہتر جان سکتا ہے جسے اس نے مرتے نہیں دیکھا اس کا ہمسایہ ہونا، اس کی بیماری کے بارے میں جاننا، اس کی بیماری کے دوران اس سے ملنا، پھر اس کی بگڑتی ہوئی حالت کے بارے میں جاننا اور پھر اس کے گھر سے رونے کی آواز سننا جبکہ وہاں کوئی دوسرا بیمار شخص نہ رہا ہو۔ پھر وہ بیمار پڑوسی کے اہلِ خانہ کو سوگ میں بیٹھے ہوئے دیکھتا ہے اور ان کے چہروں پر غم اور نقصان کے نشانات دیکھتا ہے پھر اس کی وراثت تقسیم کردی جاتی ہے اور ایک طویل عرصہ گزر جاتا ہے جبکہ اس کی کوئی وجہ نہیں سوچی جاسکتی ہے کہ اس کے اہل خانہ زندہ ہوتے ہوئے اس کی

Scanned with CamScanner

موت کا اعلان کردیں گے۔

پیدائش کے سلسلے میں بھی ایسا ہی ہے کیونکہ خواتین حمل کی گواہی دیتی ہیں اور اس کے بارے میں بات کرتی ہیں۔ خاص طور پر اگر وہ کسی رئیس کا اعزاز ہے تو لوگ ایسے شخص کی حالت پر گفتگو کریں گے۔ اگر وہ کسی کنیز سے ملاقات کرلیتا ہے تو اس کی یہ ملاقات چھپی نہیں رہے گی اور جب بچہ پیدا ہوگا تو گھر کے لوگ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے نکلیں گے اور خوشی منائیں گے۔ اگر کنبہ ممتاز ہے تو لوگ مبارکباد دیں گے اور خبریں پھیلیں گی اور کنبہ کی اہمیت کے مطابق لوگوں کو معلوم ہوگا کہ اس طرح کے بچے نے جنم لیا ہے۔ خاص طور پر جب یہ معلوم ہوجائے کہ اس بات کا اظہار کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے کہ اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے یا نہیں، لہٰذا جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو دونوں صورتوں میں عام سلوک ایک جیسا ہوتا ہے اور اگر اللہ اس کو آگے بڑھانا چاہے تو وہ دونوں میں سے کسی ایک میں یہ کرسکتا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ وہ کچھ مخصوص نقائص کے ذریعے روک سکتا ہے کہ حاملہ خاتون کو دیکھا جائے اور اس کے پیدا کرنے (Delivery) میں شرکت نہ کی جائے لیکن ان چند لوگوں کے ذریعے جو اس کے راز کو خود ان کی طرح راز رکھنے میں قابلِ اعتماد ہوں۔

یہ بھی اتنا ہی ممکن ہے کہ آدمی بیمار ہو اور زائرین اس کی عیادت کریں اور جب اس کی خرابی بڑھ جاتی ہے تو اس کی موت کی توقع کی جاتی ہے اور اس کی زندگی میں اُمید ختم ہوجاتی ہے۔ اللہ اسے ایک پہاڑی کی چوٹی پر منتقل کرتا ہے اور اس کی جگہ ایک مُردہ شخص ہوتا ہے جو اس کے مشابہ ہوتا ہے۔ پھر وہ اسے نقائص (رکاوٹوں) کے ذریعے دیکھنے کی اجازت نہیں دیتا سوائے قابلِ اعتبار افراد کے۔ پھر لاش کو دفن کیا جاتا ہے اور اس کے جنازے میں وہ تمام افراد شریک ہوں گے جنھوں نے اس کی موت کی توقع کی تھی اور اس کی زندگی سے اُمید ختم ہوگئی تھی۔ یہ سب سوچتے ہیں کہ جس کو دفن کیا گیا ہے وہی بیمار تھا۔

کئی دفعہ یہ ممکن (ہوا) ہے کہ ایک آدمی کی نبض اور سانس بند ہوجاتی ہے اور پھر اللہ معمول کے معمولات کو توڑ دیتا ہے اور اسے زندہ کرتے ہوئے لوگوں سے دُور کردیتا ہے کیونکہ ایک زندہ شخص کو نبض چلنے اور سانس لینے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ دل کے اردگرد جلتی گیسوں

کو ٹھنڈی صاف ہوا اندر لے جاکر نکالے تاکہ دل صاف ہوجائے۔ یہ ممکن ہے کہ اللہ دل کے گرد کی ہوا میں ٹھنڈک پیدا کردے تاکہ وہ ٹھنڈی ہوا کے بجائے کام کرسکے جو سانس کے ذریعے داخل ہوتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بندوبست کرے کہ اس میں سے کوئی بھی جل نہ سکے کیونکہ اس میں پیدا ہونے والی گرمی سے ہلاکت ہوجائے گی اور اب وہاں ٹھنڈک ہے۔

ہم جواب دیں گے: پہلے ہم کہتے ہیں کہ جو غیبت پر یقین رکھتا ہے اسے اس طرح کی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب تک کہ وہ ثبوتوں سے محروم نہ ہو اور کسی سخت شک کی تردید نہ کرسکے۔ ہم اس اعتراض پر ان نکات کے ذریعے گفتگو کریں گے کہ یہ بیان کیا گیا ہے اور ہم کہیں گے کہ کسی کی موت کو جاننے کے لیے جس طرح سے ذکر کیا گیا ہے وہ ہمیشہ درست نہیں ہوتا کیونکہ بعض اوقات یہ سارے عناصر مل جاتے ہیں اور جھوٹ کا انکشاف کیا جاتا ہے کیونکہ جس شخص نے یہ سب ظاہر کیا اس پر سخت اعتراض تھا۔ اس نے بیمار ہونے کا بہانہ کیا اور اپنے اہلِ خانہ کے پاس جاکر سب کچھ دکھایا جو ان لوگوں کی آزمائش کرتے ہیں، جو اس سے اطاعت اور وفاداری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بادشاہوں اور فلاسفروں کی زندگی میں اس سے ملتے جلتے معاملات کئی بار ہوئے ہیں۔ بعض اوقات لوگ دل کا دورہ پڑنے کو موت سمجھتے ہیں۔ پھر غلطی سامنے آجاتی ہے۔ یہ عوامی سلوک میں بھی عیاں ہے۔ موت کو صرف سنسنی کے خاتمے کے مشاہدے اور نبض کی معطلی کے ذریعے جانا جاتا ہے جو بہت طویل عرصے تک جاری رہتی ہے۔ بہت ساری علامتیں جو تجربے کے ذریعے معلوم ہیں شامل کی جاسکتی ہیں جو بیمار کے ساتھ تجربہ رکھتا ہے اور ان کا علاج کرچکا ہے وہ جانتا ہے۔

یہی معاملہ امام موسیٰؑ بن جعفرؑ کا تھا کیونکہ وہ بہت سارے لوگوں کے سامنے پیش ہوا جو آپؑ کی حالت کا پتہ لگانے میں ناکام رہ سکتے ہیں یا اس صورتِ حال سے اُلجھن میں نہیں آسکتے اور ان کا یہ قول کہ اللہ کسی شخص کو لے جائے اور کسی اور کو لے آئے جو اس کی جگہ اس کے مشابہ ہو، یہ قطعاً درست نہیں ہے کیونکہ اس سے استدلال کا راستہ بند ہوجاتا ہے اور مشاہدات میں شکوک وشبہات پیدا ہوجاتے ہیں اور یہ کہ جو کچھ ہم آج دیکھتے ہیں وہ ویسا نہیں ہوتا جیسا ہم نے کل دیکھا تھا اور جمیع اموات کی موت میں شک لازم آتا ہے۔ اور مذہب غلاۃ اور مفوضہ کو

Scanned with CamScanner

آگے بڑھاتا ہے جو امیرالمومنین علی علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کی شہادتوں کی نفی کرتے ہیں اور استدلال کی ایک سطر جو اس طرح کی بے ہودگی کا باعث بنتی ہے اسے باطل ہونا چاہیے۔

رہا ان کا یہ قول کہ اللہ دل کے اردگرد جسم میں ٹھنڈک پیدا کرتا ہے جو ہوا کے بجائے کام آتی ہے، صرف دوا جاننے کا بہانہ کرنے کی خواہشمندانہ کوشش ہے۔ یہ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ تمام مرنے والوں کی موت میں شکوک کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ طبی اصولوں کے مطابق نبض اور رگوں کی حرکت دل سے نکلتی ہے اور صرف قدرتی گرمی کی دھندلاہٹ کے ساتھ مٹ جاتی ہے۔ جب نبض ختم ہوجاتی ہے تو قدرتی گرمی کے مٹنے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور اس طرح اس موضوع کی موت ہوجاتی ہے۔ یہ سانس لینے پر منحصر نہیں ہے۔ لہٰذا معالج نبض کی جانچ کرتے ہیں جب سانس رُک جاتا ہے یا یہ کمزور ہوجاتا ہے۔ لہٰذا اس کی دلیل اور ایک بچے کی پیدائش سے مماثلت کو قابلِ تردید قرار دیا گیا ہے۔

اس کا یہ دعویٰ کہ بچوں کی پیدائش معروف ہوجاتی ہے صرف اس قیاس کے ہی اندر جو وہ ذکر کرتا ہے کہ پیدائش کسی رئیس کے گھر ہو جس نے بچے کی پیدائش کی توقع کا اعلان کیا ہو اور اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ اسے چھپائے۔ تاہم اگر ہم فرض کریں کہ کچھ وجوہات کی بناپر، جن کا ہم نے ذکر کیا ہے، رئیس معاملہ چھپاتا ہے اور اسے ایک راز رکھتا ہے تو یہ ضروری نہیں ہے کہ اس پیدائش کا پتہ بھی چل جائے۔ اس کے علاوہ شریعت دائی کی گواہی کے ذریعے پیدائش ثابت ہونے دیتی ہے اور اس کی گواہی کی بنیاد پر فیصلہ جاری کیا جاتا ہے چاہے وہ مُردہ ہو یا زندہ ہو۔ جب اس کی اجازت ہے تو پھر کیسے کثیر لوگوں کے قول کو قبول نہ کیا جائے جنھوں نے صاحب امرؑ کی ولادت کو بیان کیا ہے اور قابلِ اعتماد لوگوں سے ملاقات کی ہے جنھوں نے آپؑ کا مشاہدہ کیا ہے اور ہم ان لوگوں سے روایات لائیں گے جو آپؑ سے ملے ہیں۔

مخالف نے بالواسطہ طور پر اظہار کیا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ کوئی وجہ پیدا ہوسکے جس کی ضرورت اس بات کی ضرورت ہو کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ اسے پہاڑی کی چوٹی یا کسی اور جگہ منتقل کرتا ہے جہاں وہ نامعلوم رہ سکتا ہے اور جہاں کسی اور کو اس کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ملتی ہے۔ اگرچہ وہ موت سے بھی اس مشابہت کا اطلاق کرتا ہے لیکن ہم دونوں مواقع کے

مابین فرق واضح کرچکے ہیں۔

اور دوسرے گروہ جو کسی دوسرے کی امامت سے اختلاف کرتے ہیں اور ان پر دعویٰ کرتے ہیں جیسے محمدیہ، جو محمد بن علی بن محمد بن علی رضاؑ کی امامت پر یقین رکھتے ہیں اور فطحیہ جو عبداللہ بن جعفر بن محمد الصادقؑ کی امامت کے قائل ہیں اور اس وقت بھی جعفر بن علیؑ کی امامت کے قائل ہیں۔ اسی فرقے کی طرح جو قائل ہیں کہ صاحب الزمانؑ کا حمل تو ہوا لیکن بعد میں وہ پیدا نہیں ہوئے اور ان لوگوں کی طرح جو یہ مانتے ہیں کہ وہ فوت ہوچکا ہے اور پھر زندہ ہوگا اور ان لوگوں کی طرح جو امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر یقین رکھتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی امامت یقینی ہے اور ان کے بیٹے کی ولادت ثابت نہیں ہوئی ہے اور ہم ایسے وقت میں رہتے ہیں جس میں کوئی امام نہیں ہے (یعنی یہ زمانہ فترت ہے)۔

ان کی باتیں متعدد وجوہات کی بناپر واضح طور پر غلط ہیں۔

ان میں سے ایک وجہ ان کا ناپید ہونا ہے کہ آج بھی ان میں سے کوئی باقی نہیں ہے جو ان عقائد پر یقین رکھتا ہو اور اگر وہ صحیح ہوتے تو ہلاک نہ ہوتے۔

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ محمد بن علی عسکریؒ کا اپنے والد کی زندگی میں ہی انتقال ہوگیا اور ان کی موت ظاہر ہوگئی اور اِن کے متعلق روایات واضح اور مشہور ہیں۔ جو بھی ان روایات کو مسترد کرتا ہے وہ اُس شخص کی طرح ہے جو اپنے باپ دادا میں سے کسی کی موت کو مسترد کرتا ہے۔

(84) فَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هَاشِمٍ دَاوُدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقْتَ وَفَاةِ ابْنِهِ أَبِي جَعْفَرٍ وَقَدْ كَانَ أَشَارَ إِلَيْهِ وَدَلَّ عَلَيْهِ وَإِنِّي لَأُفَكِّرُ فِي نَفْسِي وَأَقُولُ هَذِهِ قِصَّةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقِصَّةُ إِسْمَاعِيلَ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ نَعَمْ يَا أَبَا هَاشِمٍ بَدَا لِلَّهِ فِي أَبِي جَعْفَرٍ وَصَيَّرَ مَكَانَهُ أَبَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَدَا لَهُ فِي إِسْمَاعِيلَ بَعْدَ مَا دَلَّ عَلَيْهِ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَصَبَهُ وَهُوَ كَمَا حَدَّثَتْكَ نَفْسُكَ وَإِنْ كَرِهَ الْمُبْطِلُونَ أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي

Scanned with CamScanner

اَلْخَلَفُ مِنْ بَعْدِی عِنْدَهُ مَا تَحْتَاجُونَهُ اِلَیْهِ وَ مَعَهُ آلَةُ الْاِمَامَةِ وَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ.

پس! سعد بن عبداللہ اشعری [1] نے ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری [2] سے روایت بیان کی ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں امام ابوالحسن عسکری (امام علی نقی علیہ السلام) کے فرزند ابوجعفر کی وفات کے وقت وہاں موجود تھا اور اس وقت تک ابوجعفر کی امامت کے اشارے اور دلائل سامنے تھے۔ میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یہ تو بالکل ابوابراہیمؑ اور اسماعیلؒ کا قصہ ہے۔ اتنے میں آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہاں، اے ابو ہاشم! اللہ نے ابوجعفر کے متعلق نیا حکم جاری فرما دیا ہے اور اب اِن کے بدلے ابومحمدؑ (امام حسن عسکریؑ) کو عہدۂ امامت سپرد کرنے کا حکم دے دیا ہے بالکل اسی طرح جیسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کے لیے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق نیا حکم جاری کر دیا تھا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا تمھارا دل کہہ رہا ہے، خواہ اہلِ باطل اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔ مگر اب میرے بعد میرا جانشین میرا فرزند ابومحمدؑ (حسن عسکریؑ) ہے۔ ان کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی اُمت مسلمہ کو ضرورت ہے اور الحمدللہ کہ اِن کے پاس امامت کا جوہر ہے۔ [3] [4]

---

[1] سعد بن عبداللہ بن ابی خلف الاشعری القمی ابوالقاسم کی ایک کتاب بھی ہے۔ ان سے گیارہ سو بیالیس روایات نقل ہیں اور یہ ثقہ ہیں۔ (المفید من معجم رجال الحدیث: ص ۲۴۷)

[2] یہ امام علی رضا، امام جواد، امام ہادی، امام حسن عسکری اور امام زمان علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں اور آپؑ حضرات کے اصحاب میں سے ہیں اور ائمہؑ کے نزدیک جلیل عظیم اور ثقہ ہیں۔ (ایضاً، ص ۲۱۶)

[3] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۴۱، حدیث ۶؛ الارشاد: ص ۳۳۷؛ الکافی: جلد اوّل، ص ۳۲۷، حدیث ۱۰؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۰۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۳۹۴، حدیث ۱۸؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۰۶

[4] یہ خبر امام ابوجعفر محمد بن امام علی عسکری علیہ السلام کی وفات پر صراحتاً دلالت کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ شیخؒ نے اس کو نقل کیا۔ اگرچہ اس کے ذیل میں ایک بات آئی ہے جو امامیہ کے قواعد کے خلاف ہے اور متواتر اخبار کے بھی خلاف ہے۔ اس لیے کہ یہ دلالت کرتی ہے اس بداء پر جس کو مذکورہ اخبار ناجائز بیان کرتی ہیں کیونکہ وہ اخبار اس بداء کو جائز کہتی ہیں جس کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کا اظہور جو اس کے غیر کے لیے ظاہر نہیں تھا۔ اگرچہ اس سے پہلے بھی وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا اور لوحِ محفوظ میں موجود تھا، مثلاً جو بعد میں ظاہر ہوا اور اس کی طرف متن میں اشارہ ہوا ہے۔

قولِ مؤلف: اس سلسلے میں امام حسن عسکری علیہ السلام کے والد بزرگوارؒ کے حوالے سے بہت ساری واضح اور غیر متنازعہ روایات اور اطلاعات موجود ہیں جن کا حوالہ دینے سے ہم پرہیز کرتے ہیں تاکہ کتاب طویل نہ ہو جائے اور اگر ہم چاہیں گے تو ان میں سے کچھ کا ذکر عنقریب کریں گے۔ ان شاء اللہ!

اور رہی اس خبر میں امامؑ کی یہ بات کہ "اِن کی امامت میں اللہ کو بداء ہوا"۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بداء اللہ کی طرف سے ہے اور اسی طرح ان تمام واقعات میں جہاں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ اسماعیل کے بارے میں اللہ کو بداء ہوا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بداء اللہ کی طرف سے ہوا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اسماعیل بن جعفرؒ اپنے والد کے بعد امام ہوگا لیکن جب ان کی وفات ہوگئی تو یہ عقیدہ ثابت نہ ہوا اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی امامت پوری ہوگئی۔ اسی طرح لوگوں کا خیال تھا کہ امام ہادی علیہ السلام کے بعد ان کا بیٹا "محمدؒ" امام ہے لیکن جب وہ اپنے والد کی زندگی کے دوران چل بسا تو اس کی وفات نے ان کے ہر قول اور تفہیم کو غلط ثابت کر دیا۔

جہاں تک یہ قول ہے کہ ابومحمدؑ کی کوئی اولاد نہیں ہے اور یہ ایک پوشیدہ حامل بچہ ہے جو پیدا ہوگا تو یہ باطل ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دور رہنمائی کرنے والے امام سے خالی ہے جبکہ ہم نے اس کے فاسد ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ مزید برآں ہم یہ ظاہر کریں گے کہ ان کے ہاں فرزند تولد ہوا اور یہ معروف اولاد ہے اور ہم ان روایات کا ذکر بھی کریں گے جو ان کے قول کو باطل کریں گی۔

اور جہاں تک یہ قول ہے کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے یہاں کوئی فرزند پیدا ہوا یا نہیں؟ تو یہ پہلے سے متمسک ہے یہاں تک کہ آپؑ کے بیٹے کی ولادت کی تحقیق ہو جائے اور ان کا قول ہمارے اس کہنے سے بھی باطل ہے کہ زمانہ کبھی امامؑ سے خالی نہیں رہ سکتا کیونکہ ہم امام حسن عسکری علیہ السلام کی موت کو اسی طرح جانتے ہیں جیسے ہم ان کے علاوہ بہت لوگوں کی موت کو جانتے ہیں اور ہم ان کے بیٹے کی ولادت بھی ثابت کریں گے۔ پس! اس طرح ان کا قول باطل ہے۔

وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد کوئی امام نہیں ہے تو یہ ہمارے عقلی

Scanned with CamScanner

اور شرعی ثبوتوں کی وجہ سے باطل ہے کہ کوئی زمانہ اللہ کی حجت سے خالی نہیں ہوسکتا۔ وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام انتقال کر جانے کے بعد زندہ ہوں گے تو ان کا قول بھی باطل ہے جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں (کہ زمانہ کبھی امام سے خالی نہیں ہوسکتا؟) اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امامؑ کی وفات کے وقت سے لے کر اس وقت تک جب تک اللہ اسے زندہ نہیں کرے گا خلقت امامِ وقت سے خالی رہے گی۔

وہ اس روایت پر احتجاج کرتے ہیں جسے روایت کیا گیا ہے کہ "صاحب الزمانؑ فوت ہوجانے کے بعد زندہ ہوں گے اور یہ کہ ان کو قائم کا نام دیا گیا ہے کیونکہ وہ موت کے بعد قیام کرے گا"۔ ①

تو یہ احتجاج باطل ہے کیونکہ اس میں احتمال ہے اور اگر یہ صحیح ہے تو اس کی تاویل کی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ مرنے کے بعد اُٹھے گا اس کے علاوہ کوئی اس کا تذکرہ نہیں کرے گا سوائے ان لوگوں کے جو ان کی امامت پر یقین رکھتے ہوں گے اور پھر اللہ انھیں سب کے سامنے ظاہر کردے گا۔ اس کے علاوہ ہم نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ہر امام جو پہلے امام کی جگہ پر کھڑا ہوتا ہے اُسے قائم کہا جاتا ہے۔

وہ لوگ جو فطحیہ میں سے عبداللہ بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں اور جو جعفر بن علیؑ کی امامت کے قائل ہیں تو ان کا قول بھی باطل ہے اس لیے کہ ہم اس سے پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ امام کے لیے عصمت واجب ہے اور یہ دونوں معصوم نہیں ہیں۔ ان کے افعالِ ظاہرہ عصمت کے منافی ہیں جن کو علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جن کو بیان کر کے ہم اپنی کتاب کو طول نہیں دینا چاہتے۔

اور مشہور بین الطائفہ کے مطابق امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بعد امامت دو بھائیوں کے لیے کبھی نہیں ہوگی۔ ② لہٰذا جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد ان کے بھائی جعفر کو امام سمجھتے ہیں ان کا قول بھی باطل ہوا۔

---

① رجوع کریں حدیث نمبر ۴۰۳ اور حدیث نمبر ۴۷۹ کی طرف۔

② بحار الانوار، جلد ۲۵، باب ۸، ص ۲۴۹

جب یہ تمام اقوال باطل ہو گئے اور اب صرف ایک قول رہ گیا اور وہ ہے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند (امامِ زمانہؑ) کی امامت، ورنہ اُمت سے حق کا نکلنا لازم آتا ہے جو باطل ہے۔

غیبت کا فلسفہ اور حکمت

جب اس طرح امامِ زمانہ علیہ السلام کی امامت ثابت ہوچکی تو پھر ہم نے دیکھا کہ وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہیں تو ہم سمجھ گئے کہ آپؑ باوجود عصمت اور فرائض امامت کے، جو غائب ہیں تو ضرور کوئی نہ کوئی سبب ہے اگرچہ وہ سبب ہمیں تفصیل سے معلوم نہیں یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے بہت سے پیڑ پودے، جانور، درندے اور متشابہاتِ قرآن وغیرہ کہ جب ان کے متعلق ہم سے سوال کیا جائے گا تو ہم صرف یہی جواب دے سکتے ہیں کہ جب ہمیں معلوم ہے کہ اللہ حکیم مطلق ہے اور اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی ہونا محال ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ان اشیاء کی خلقت میں اللہ کی کوئی نہ کوئی حکمت ضرور مضمر ہے اگرچہ اس حکمت کا ہمیں علم نہیں۔ پس! اسی طرح ہم امامِ زمانہؑ کے متعلق بھی کہیں گے کہ آپؑ نے جو غیبت اختیار فرمائی ہے تو اس میں ضرور کوئی نہ کوئی مصلحت ہے اگرچہ اس مصلحت کی تفصیل کا علم ہمیں نہیں ہے۔

سوال: اگر کوئی یہ کہے کہ ہمیں ان کی غیبت ہی کی وجہ سے تو ان کی امامت پر اعتراض ہے۔ اگر تم غیبت کی وجہ اور مصلحت بیان نہیں کر سکتے تو ہمیں ان کی امامت بھی تسلیم نہیں ہے اس لیے کہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو تم اس کی مصلحت بھی بیان کرتے۔ وہ صحیح نہیں ہے تو مصلحت کیا بیان کرو گے؟

جواب: ہم کہیں گے کہ اگر یہ الزام ہم پر ہے تو پھر سارے اہلِ عدل پر ملاحدہ کا یہ الزام بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کہتے ہیں: "ہم ان تمام افعال کو دیکھ کر جن کی بظاہر کوئی حکمت نظر نہیں آتی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا فاعل کوئی صاحبِ حکمت نہیں اس لیے کہ اگر ان کا فاعل حکیم ہوتا تو تم ضرور اس کے افعال کی کوئی نہ کوئی حکمت بیان کرتے"۔ لہٰذا ان دونوں اعتراضات میں کیا فرق ہے؟

Scanned with CamScanner

اگر تم اس کا یہ جواب دو گے کہ پہلے ہم اللہ کو صاحبِ حکمت ثابت کریں گے۔ پس! جب وہ دلیل منفصل کے ذریعے سے حکیم و صاحبِ حکمت ثابت ہوجائے گا۔ اور پھر اس کے جن افعال کی حکمت سمجھ نہ آئے گی اور مشتبہ ہوگی اس کو بھی ہم حکمت پر ہی محمول کریں گے اور کہیں گے کہ اس میں کوئی حکمت ضرور ہوگی جو ہمیں معلوم نہیں اور اگر ملحدین نے اس کی حکمت کو قبول نہیں کیا تو یہ بحث الٰہی حکمت کو ثابت کرنے میں منتقل ہوجائے گی جو آزاد دلائل کے ذریعے پہلے ہی ثابت ہوچکی ہے۔

ہم کہیں گے کہ آپؑ کی غَیبت آپؑ کی امامت کے لیے ثانوی ہے کہ ہم دلیل کے ذریعے اس کو جانتے ہیں اور دوسری دلیل سے آپؑ کی عصمت کا علم ہے اور آپؑ کی غَیبت کو بھی جانتے ہیں تو ہم آپؑ کی غَیبت کو اس وجہ پر حمل کریں گے جو آپؑ کی عصمت کے مطابق ہے اور ان دونوں شعبوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اس کے علاوہ مخالف سے یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہ بتاؤ کہ غَیبت کا کوئی صحیح سبب اور اس میں کوئی معقول حکمت کا نکلنا ممکن ہے یا نہیں؟

اگر وہ کہتا ہے کہ یہ ممکن ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ پھر غَیبت کی وجہ سے تم وجودِ امام سے انکار کیوں کرتے ہو جبکہ اس کو تسلیم بھی کرتے ہو کہ یہ ممکن ہے اور اس کی کوئی وجہ ہوسکتی ہے کہ یہ امامؑ کی موجودگی سے مطابقت نہیں رکھتی؟ کیا یہ اُس شخص کی دلیل کی طرح نہیں ہے جو بچوں کی تکلیف اور بیماریوں کی بنا پر خالق کی حکمت کی نفی کرتا ہے اگرچہ اس کے اعتراف کے باوجود کہ تکالیف اور بیماریاں صحیح وضاحت رکھتی ہیں جو کی جاسکتی ہے جو خدائی حکمت کی خلاف ورزی نہیں کرتی؟ یا کسی ایسے شخص کی دلیل جو سطحی مبہم آیات کی بنا پر استدلال کرتا ہے کہ اللہ جسمانی جسم سے ملتا جلتا ہے اور لوگوں کے افعال پیدا کرتا ہے اس کے پیشے کے باوجود کہ ان آیات کی صحیح تشریحات ہوسکتی ہیں جو حکمت کے اصولوں کی خلاف ورزی نہیں کرتی ہیں اور نہ ہی عدلِ الٰہی، نظریۂ توحید اور جسمانیت کی نفی کے اصولوں کے خلاف کرتی ہیں۔

اور اگر وہ کہتا ہے کہ یہ ممکن نہیں ہے تو اُس سے کہا جائے گا: یہ ایک مضمون میں سراسر رکاوٹ ہے جس کا تمھارا علم احاطہ نہیں کرتا اور تم کو اس طرح کے سوال میں یقین نہیں ہوسکتا۔ تم کیسے کہتے ہو کہ یہ ممکن نہیں ہے؟ یہ بیان کسی شخص کے گمان سے کس طرح مختلف ہے جو کہتا

ہے کہ مبہم آیات کی درست تشریحات کی جاسکتی ہیں جو سبب کو یقینی بناتی ہیں اور ان کی لفظی تشریح ضروری ہے؟

اگر کہا جائے کہ ہم آیاتِ متشابہات کی وجوہات کا ذکر کرنے پر مہارت رکھتے ہیں اور تم غیبت کے صحیح سبب کا ذکر کرنے پر مہارت نہیں رکھتے۔

تو ہم کہیں گے کہ ہم مبہم آیات کو تفصیل سے بیان کرنے کے اہل ہیں بلکہ اس کے کسی حصّے کا علم رکھتے ہیں تو یہ کافی ہے اور اگر اس سے زیادہ پیش کش کی گئی ہے تو یہ محض اعزازی ہے۔ اگر آپ خود بھی اس طرح کے دعوے سے راضی ہوسکتے ہیں تو ہم اس قابل ہیں کہ غَیبت کے صحیح ہونے کی وجوہات مہیا کریں اور غرض حکیمی یہاں اس کی عصمت کے منافی نہیں ہے۔ اس کا ذکر ہم بعد میں کریں گے اور ہم نے تفصیل سے "کتاب الامامۃ" میں اس پر گفتگو کردی ہے۔

پھر کہا جائے گا: ابن حسنؑ کی امامت کیسے ثابت کی جاسکتی ہے ان عقلی اصولوں پر، جنھیں ہم نے بیان کیا ہے تو ابھی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ غَیبت کی کوئی صحیح وجہ نہیں ہوسکتی ہے؟ تو کیا یہ صرف تضاد نہیں ہے؟ کیا یہ توحید پرستی اور الوہی انصاف کا اعتراف کرنے کے مترادف نہیں ہے اور اُسی وقت یہ متضاد ہے کہ جب مبہم آیات کی ان اصولوں کے مطابق تعبیر نہ ہوسکتی ہو؟

اگر وہ کہتے ہیں: ہم ابن حسنؑ کی امامت کو تسلیم نہیں کرتے تو ان کے ساتھ ہمارا اختلاف، امامت کو ثابت کرنے کے سلسلے میں ہے نہ کہ غَیبت کی وجوہات میں گفتگو کے سلسلے میں۔ جبکہ امامت کے ثبوت کو مکمل بیان کیا گیا ہے اور ان کو دُہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ سبب غَیبت میں گفتگو امامت کے لیے ثانوی ہے تاہم جب امامؑ کی امامت ثابت ہے تو پھر سببِ غَیبت پر بحث کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ جیسا کہ مبہم آیات کی تشریح کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور اسی طرح بچوں کے درد اور ایک خدا پر ایمان اور اس کے عدل پر ایمان لانے سے پہلے مذہبی فرائض کی پیروی کرنے کی ضرورت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ کیا سائل کے پاس ابنِ حسنؑ کی امامت کے بارے میں استفسار کرنے کا انتخاب نہیں ہے تاکہ اس کی صداقت کو معلوم کرسکے یا سببِ غَیبت کے بارے میں تفتیش کی جاسکے؟

Scanned with CamScanner

تو ہم جواب دیں گے کہ ایسا کوئی انتخاب نہیں ہے کیونکہ کوئی شخص ابن حسنؑ کی امامت پر شک کرے تو ضروری ہے کہ پہلے اس کے متعلق گفتگو کی جائے اور اسے نص اور دلائل سے ثابت کرلیا جائے۔ یہ غلط ہے کہ اس شک کے ساتھ سبب غیبت کے متعلق کوئی بات کی جائے اس لیے کہ امامت اصل ہے اور غیبت فرع لہٰذا اصل پر بحث کرنے سے قبل فرع پر گفتگو کرنا درست نہیں جیسا کہ قدیم تعالیٰ کی حکمت کے ثبوت سے پہلے اَیلام الاطفال کے سبب پر گفتگو کرنا درست نہیں ہے کیونکہ وہ فعل قبیح نہیں کرتے ہم نے امامت پر غیبت کی بحث کو اس لیے ترجیح دی ہے کیونکہ امامت دلائل عقلیہ کے ذریعے سے ثابت ہے جس میں احتمال وشک کی گنجائش ہی نہیں ہے جب کہ سبب غیبت میں شک اور احتمال پیدا کیا جاسکتا ہے۔

لہٰذا صاف اور واضح شے پر گفتگو کرنا مشکوک چیز پر بحث کرنے سے بہتر ہے اسی لیے ہم مخالفین ملت سے گفتگو کرتے ہیں تو پہلے اپنے نبیؐ کی نبوت پر بحث کرتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں جبکہ آپؐ کے شرعی احکامات پر گفتگو نہیں کرتے کیونکہ پہلے اصل کو ثابت کیا جاسکتا ہے اور بعد میں فرع قابلِ بحث ہوسکتی ہے اور یہ معاملہ بھی بالکل اسی طرح سے ہے۔

اگر انھیں یہ استدلال کرنا چاہیے کہ غیبت میں ایک خاص قبیح پہلو ملوث ہے تو اس کا جواب پہلے ہی دیا گیا ہے کہ قبیح پہلو قابلِ فہم ہیں جیسے یہ کہ یہ ظلم یا جھوٹ یا عبث یا جہالت کا عمل ہے یا اس سے فساد برپا ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی بھی امام کے طیبہ میں شامل نہیں ہے لہٰذا یہ دعویٰ نہیں کیا جانا چاہیے کہ اس میں کوئی قبیح پہلو شامل ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ لوگوں کو امام کے پاس جانے سے کیوں منع نہیں کرتا اور ان کے اور امام کے درمیان حائل کیوں نہیں ہوتا، تاکہ امر کو قائم کرے اور اسے حاصل کیوں نہیں کرتا جو فضل ہمارے لیے ہے؟ جیسا کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بھیجا تو اس نے آپؐ کی حفاظت کی یہاں تک کہ اس نے شریعت کی فراہمی کردی۔ پس ضروری ہوگا کہ امامؑ کا معاملہ بھی ایسا ہی ہو۔

ہم کہتے ہیں: تحفظ دو طرح کا ہے:

ایک مذہبی فرائض کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا ہے کیونکہ اس سے اس موضوع کو غلط

Scanned with CamScanner

ترک کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا۔

اور دوسری طرح کا تحفظ اس طرح کی مجبوری کا باعث بنتا ہے۔

اللہ نے پہلا تحفظ فراہم کیا ہے جیسا کہ اس نے منع کرکے اور اس کی اطاعت کی حوصلہ افزائی کرکے اور اس کے احکامات اور ممانعتوں کی تعمیل کرکے امام کو ظلم سے بچایا ہے اور شاید اس کے کسی بھی حکم کی نافرمانی نہ کی جائے اور اس کی مدد کی جائے ان اُمور میں جو اس کی حکمرانی اور طاقت کو مستحکم کرتے ہیں۔ اس طرح کے تمام اقدامات واجبات کی فراہمی کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں۔ اگر کوئی اس سلسلے میں نافرمانی کرتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ضروری اقدامات نہیں کرتا ہے تو اس نے یہ کام خود ہی کیا ہے اور یہ اس کے خالق کا عمل نہیں ہے۔

دوسری طرح کا تحفظ یہ ہے کہ وہ زبردستی اور مجبوری کے ذریعے اور اسے ظلم وستم اور اس کی نافرمانی کرنے کے قابل نہ بنا کر اسے لفظی طور پر اپنے دشمنوں سے بچاتا ہے لہٰذا یہ مذہبی فرائض کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا ہے جس کے معنی رکھنے کے لیے آزادانہ انتخابات کی ضرورت ہوتی ہے اور اس طرح مذہبی ذمہ داریوں کو منسوخ کرنا ضروری ہے۔

جہاں تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق ہے تو ہم کہتے ہیں کہ خدا کو آپؐ کی حفاظت کرنا چاہیے تاکہ وہ مذہبی قوانین کی فراہمی کرسکیں کیونکہ آپؐ کے ذریعے کے علاوہ مذہبی قوانین کو جاننا ممکن نہیں ہے۔ پس! یہ تحفظ واجب ہے تاہم امام اس طرح نہیں ہے اور جہاں تک مذہبی قوانین کو پہنچانے کا تعلق ہے تو عوام کے پاس کوئی بہانہ نہیں ہے اور ان تمام اصولوں کی جن کی انھیں ضرورت ہے۔ ان کے ثبوتوں سے ان کی نشان دہی ہوتی ہے اور ان کے لیے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ امام کی ضرورت کے بغیر ان کو سیکھیں۔ اگر ہم یہ فرض کریں کہ مذہبی فرائض امام کے الفاظ کے ذریعے کے بغیر نہیں سیکھے جاسکتے تو پھر خدا کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ ان کی حفاظت کرے اور ان کو اس طرح سے ظاہر کردے کہ انھیں کوئی نقصان نہ پہنچے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں ہوا۔

اسی طرح کا معاملہ امام کا ہے کہ جب پیغمبرؐ خدا نے پیغام پہنچایا اور پھر اس کی سیکورٹی کو دھمکی ملی تو خدا کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کی حفاظت کرے کیونکہ عوام کا عُذر اس کی ترسیل

کے ذریعے ہٹا دیا گیا ہے اور جو فضل ان پر مسلط کیا گیا ہے اس کو سمجھنے کا راستہ ان کے پاس موجود ہے۔ تاہم یہ ممکن ہے کہ کوئی دوسرا پیغام بھی ہو جو مستقبل میں ضرور پہنچایا جائے جس سے خدا کی ضرورت ہو کہ وہ اس کی حفاظت کرے جیسا کہ اس نے ابتداء میں اس کی حفاظت کی تھی۔ اس طرح ہم نے معاملہ نبی اور امام کے درمیان مساوی کر دیا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اسے ہر حال میں واضح کرو۔ اگرچہ تم اس کے پابند نہیں ہو۔ سبب غَیبت کے اس طرح سے کہ یہ استدلال میں واضح ہو اور مظاہرے میں زیادہ قائل ہو۔

ہم جواب دیں گے کہ جو بات غَیبتِ امامؑ کے سبب کی یقینی وجہ ہو سکتی ہے وہ مخالفین کی دھمکیاں ہیں کہ وہ قتل کر دیں گے جس سے زندگی کے لیے خوف ہے اور ان کو معاملات نہ چلانے کی اجازت نہ دینا ہے جن کو وہ چلانے کا ذمہ دار ہے اور جب وہ اپنی زندگی سے ڈرتا ہے تو اس پر غَیبت واجب ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ گھاٹی میں چھپ گئے تھے اور دوسری مرتبہ غار میں چھپ گئے تھے اور اس کی کوئی وجہ نہیں تھی مگر ان لوگوں کا آپؐ تک پہنچ جانے کا خوف تھا کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ نبی اکرم ﷺ اپنی قوم سے تب چھپے تھے جب پیغام پہنچا چکے تھے جو انھیں پہنچانا تھا اور انھیں مزید آپؐ کی ضرورت نہ تھی اور امامؑ کے بارے میں تمھارا قول اس کے برعکس ہے۔ نیز یہ کہ نبی اکرم ﷺ کا چھپ جانا طویل نہ تھا لیکن امامؑ کی غَیبت کو زمانے گزر گئے۔

یہ بات ویسی نہیں ہے جیسی کہی گئی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ ہجرت سے پہلے شعب ابی طالبؑ اور غارِ حرا میں چھپ گئے تھے اور اس وقت آپؐ نے جملہ شرعی احکام نہیں پہنچائے تھے۔ یہ جملہ شرعی احکام اور معظم قرآن جو مدینہ میں نازل ہوا تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ فراہمی کے بعد ہوا؟ اور اگر بات اسی طرح ہے جیسے کہی گئی ہے کہ نبی ﷺ کی غَیبت سے پہلے تبلیغ مکمل ہو چکی تھی تو محض تبلیغ کی تکمیل انتظام چلانے کی ضرورت کو پورا نہیں کرتی۔ قیادت اور اس کے اوامر و نواہی کے بارے میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تبلیغ کی تکمیل کے بعد کسی کو نبیؐ کی قیادت (سرداری) کی ضرورت نہیں ہے۔ مخالفین ایسے نظریات پر یقین نہیں رکھتے۔

یہ اس شخص کا جواب ہے جو کہتا ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے وہ سب کچھ پہنچا دیا تھا جس پر ہماری

فلاح و بہبود کا انحصار تھا اور جو کچھ وہ مستقبل میں پہنچانے جا رہے تھے وہ فی الحال پیش کرنا آسان نہیں تھا لہٰذا ان کی غَیبت مناسب تھی جبکہ آپ کے مطابق امام کا معاملہ اس کے مثل نہیں ہے کہ اس کا فعلِ قیادت ہر صورت میں مخلوق کے لیے ایک فضل ہے لہٰذا کوئی حالت بھی نہیں کہ اس کی غَیبت کی ضمانت ہو اور اس کی مدد اور حفاظت ضروری ہو۔ چنانچہ وہ ظاہر ہو سکتا ہے اور مکلف کے لیے مذہبی فرائض کی پیروی نہ کرنے کی جائز وجہ کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

کیونکہ ہم نے واضح کیا ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے وہ سب کچھ پہنچا دیا تھا جس پر انسانیت کی فلاح کا انحصار تھا۔ پھر بھی اس وقت آپؐ کی قیادت اور اوامر و نہی کی ضرورت تھی جو علماء کے درمیان بغیر کسی تنازع کے ہے۔ تاہم پھر بھی آپؐ کے لیے غَیبت میں جانے کی اجازت تھی۔ بالکل اسی طرح کا معاملہ امامؑ کا ہے اس کے علاوہ اللہ کا پیغمبرؐ کو حکم کہ ایک وقت میں پہاڑوں میں چھپیں اور دوسرے وقت میں غار میں تو یہ ایک طرح کی حفاظت ہے کیونکہ یہ مکمل حفاظت نہیں ہے جس میں وہ لفظی طور پر ان کا ان کے دشمنوں سے دفاع کرے گا چاہے ان کے دشمنوں کو کمزور کر دے گا یا ان کو فرشتوں سے مضبوط کر دے گا کیونکہ اس طرح کے اقدامات کے ذریعے اس کو تقویت پہنچانے والے مذہب کو نقصان پہنچانا ممکن ہے، لہٰذا خدا کے لیے ایسا کرنا ٹھیک نہیں ہے اور اگر یہ غلط فہمی کے کسی بھی پہلو سے عاری ہو اور اللہ جانتا ہے کہ کامیابی کے لیے اس کی ضرورت ہے تو وہ اس کو فرشتوں کے ذریعے مضبوط کرے گا اور اس کے دشمنوں سے اس کا دفاع کرے گا یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ حکمت والا ہے اور یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ مذہبی قوانین کی پاسداری نہ کرنے کی مکلفین کی طرف سے کسی بھی طرح کے عذر سے انکار کرے تو ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے اقدامات کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ یہ ناتجربہ کاری ہوگی۔

ہم کہتے ہیں کہ عموماً اللہ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے بغاوت اور معاشرے کی انتظامیہ کو آسان بنانے اور فرشتوں اور مردوں کے ذریعے انجام دینے کے لیے امامؑ کا ہاتھ مضبوط کرے۔ تاہم جب وہ فرشتوں کے ذریعے ایسا نہیں کرتا ہے تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ اس میں کمی نہیں ہے لہٰذا اس کو مردوں کے ذریعے پیش کیا جانا چاہیے اور اگر وہ یہ کام انجام نہیں

Scanned with CamScanner

دیتے تو یہ ان کی اپنی گمراہی ہے، خدا کی نہیں۔

اس طرح اس بیان سے اس موقع پر ہونے والی تمام تر تنقیدوں کو باطل کر دیا جاتا ہے۔ اگر پیغمبرؐ خدا کے لیے چھپے رہنے کی اجازت ہے جس کی وجہ نقصان پہنچنے کا خوف ہے اور اس کا الزام ان افراد پر ہے جنھوں نے ان کو دھمکی دی اور مجبور کیا کہ وہ چھپ جائیں تو امامؑ کی غَیبت بالکل اسی طرح ہے۔ اس ضمن میں غَیبت کی طوالت اور قلّت کے لحاظ سے فرق کرنا درست نہیں ہے کیونکہ طویل اور قلیل غَیبت میں کوئی فرق نہیں ہے جبکہ الزام اس شخص پر نہ آتا ہو جو غَیبت میں ہے بلکہ ان پر ہو جنھوں نے اسے ایسا کرنے سے مجبور کیا تو جس وجہ سے لمبی مدت ہوسکتی ہے اسی طرح چھوٹی مدت بھی ہوسکتی ہے۔

اور اگر کوئی یہ کہے کہ جب خوف ہی سب سے بڑا سببِ غَیبت ہے تو تم لوگوں کے بقول دیگر ائمہ کرامؑ بھی تقیہ کی وجہ سے یا دشمنوں سے خوف تھا تو پھر انھوں نے غَیبت کیوں اختیار نہیں کی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے دیگر آئمہ کرامؑ کو تقیہ کی اجازت کی وجہ سے اتنا خوف نہ تھا مگر امام زمانہؑ کو پورا پورا خوف ہے اس لیے کہ آپؑ تلوار کے ساتھ ظہور فرمائیں گے، لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیں گے اور جو ان کی مخالفت کرے گا اس سے جہاد کریں گے۔ لہٰذا آپؑ کے دشمنوں کے خوف میں اور آپؑ کے آبائے کرامؑ کے خوف میں بڑا فرق ہے۔

علاوہ ازیں آپؑ کے آبائے کرامؑ میں سے جو بھی فوت ہوا یا قتل ہوا تو ان کی اولاد میں سے ایک ایسا فرزند ضرور موجود ہوتا تھا جو امام اور قائم مقام ہو مگر امام زمانہؑ کا امر اس کے بالکل برعکس ہے۔ معلوم ہے کہ آپؑ کا کوئی قائم مقام نہیں ہوگا لہٰذا ان دو معاملات میں بڑا فرق ہے۔

ہم نے پہلے بھی اس فرق کو واضح کیا ہے کہ وہ موجود ہے لیکن غَیبت میں ہے جہاں کوئی ایک یا ان میں سے اکثر نہیں پہنچ سکتے اور یہ کہ وہ موجود نہیں ہے تو اس میں فرق ہے جب تک کہ اس کے امر کی تمکین معلوم ہو اور پھر خدا اسے پیدا کرتا ہے۔

اس طرح ان کا یہ اعتراض بھی ہے کہ اس کے وجود میں کیا فرق ہے اس طرح کہ کوئی اس تک پہنچ ہی نہیں سکتا اور اس کا وجود آسمانوں میں ہے؟

ہم کہیں گے کہ اگر وہ آسمانوں میں موجود ہے تو ایسی حالت میں اہلِ زمین کے اخبار

اس سے مخفی نہیں ہیں تو یہ اس کے عدم وجود کے برابر ہے۔ پھر دلائل ان کے خلاف ہو جاتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا جاتا ہے کہ جس عرصے تک آنحضرت ﷺ پوشیدہ رہے آپؐ کے وجود اور عدم وجود میں کیا فرق رہا اور آپؐ کے آسمانوں میں ہونے سے کیا فرق رہا؟ اس کا جو جواب آپ دیں گے وہی ہمارا جواب ہوگا۔

کسی کو حق نہیں ہے جو یہ کہے کہ نبی اکرم ﷺ تو ہر ایک سے پوشیدہ نہیں رہتے تھے لیکن امام زمانہؑ سب سے پوشیدہ ہیں کیونکہ اوّلاً ہم کہیں گے کہ امامِ زمانہؑ بھی اپنے تمام اولیاء سے پوشیدہ نہیں ہیں اور اس باب میں یہ تجویز کافی ہے۔

دوسری بات یہ کہ آنحضرت ﷺ غارِ حرا میں تھے تو آپؐ بھی اپنے دوستوں اور دشمنوں سے پوشیدہ ہو گئے تھے اور آپؐ کے ساتھ سوائے ابوبکر کے کوئی اور نہ تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر مصلحت کا تقاضا پوشیدگی میں مضمر ہے تو دوست و دشمن سب سے ہی پوشیدہ رہنا ضروری ہے۔

امام زمانہؑ کی غَیبت میں حدودِ الٰہی کا نفاذ

اگر کہا جائے کہ زمانۂ غَیبت میں حدود کے متعلق کیا حکم ہے اور اگر وہ مجرم سے ساقط ہو گئیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ شریعت منسوخ ہو گئی اور اگر وہ باقی ہیں تو ان کو قائم کون کرے گا؟

ہمارا جواب یہ ہوگا کہ حدود اپنے مستحقین کے ساتھ باقی رہیں گی۔ اگر حدود کے مستحقین امامؑ کے ظہور تک زندہ رہے تو امام خود ان پر حد جاری کریں گے اور اگر ان حدود کے مستحق افراد مر گئے اور ان پر حدود جاری نہ ہو سکیں تو اس کا مظلمہ و عذاب ان لوگوں پر ہوگا جن کے خوف سے امامؑ پردۂ غَیبت میں ہیں اور اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ شرعی حدود منسوخ ہو گئیں۔ وہ اپنی جگہ پر برقرار ہیں۔ اگر حد جاری کرنے کا اختیار ہو اور تمام ممانعت برطرف ہو جائے تو اس کا جاری کرنا واجب ہے۔ اس کا نفاذ ممانعت کی صورت میں ساقط ہو جاتا ہے۔ نسخ تب شامل ہوتا ہے جب امکان اور عدم ممانعت کے باوجود حدود کا قیام ساقط کیا جائے۔

اور ایسے لوگوں سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ اس سلطنت کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس

Scanned with CamScanner

میں اہل الحرم والعقد امام کو منتخب کرنے کے قابل نہیں ہیں تو اس میں سزاؤں کا معاملہ کیا ہے؟

اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ ساقط ہیں تو یہ اسی بنا پر ہے جس کا الزام آپ نے ہم پر لگایا ہے اور اگر آپ کہتے ہیں کہ سزا ان کے مستحق افراد کے سلسلے میں قابلِ عمل ہے تو یہی ہمارا جواب ہے۔

اسلامی تعزیرات کے اطلاق کے بارے میں دوسنی علمائے کرام کے اعتراضات

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ ابوعلی [1] نے استدلال کیا ہے کہ جن حالات میں اہل الحل والعقد امام کا انتخاب نہیں کر سکتے ہیں تو اللہ یہ کام کرتا ہے جو حدود کے نفاذ کی جگہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور مکلف کے بہانے کو دُور کرتے ہیں۔

ابوہاشم [2] نے کہا کہ حدود کے نفاذ کا تعلق دنیا سے ہے۔ اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم وہی بات کہتے ہیں جو ابوعلی نے کہی ہے تو اس سے ہمارے موقف کو کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ تعزیراتی ضابطوں کا نفاذ وہ وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے ہم امامؑ کے وجود کو ضروری سمجھتے ہیں لہٰذا جب وہ نافذ نہ ہوں تو اس سے امامت کے ثبوتوں میں عدم استحکام پیدا ہوسکتا ہے۔ تعزیراتی ضابطوں کا نفاذ ایک مذہبی، قانونی معاملہ ہے اور ہم نے کہا کہ یہ ممکن ہے کہ جب امامؑ کے پاس طاقت نہ ہو تو ان کے نفاذ کی ذمہ داری اپنی اہمیت کھو دے یا مجرموں کے کھاتے میں زیرالتواء رہے یا یہ کہ یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ ایسے کام انجام دے جو تعزیرات کے نفاذ کی جگہ لے لے۔ پس اگر ہم اس دلیل کو قبول کر لیں تو یہ ہمارے استدلال کو کوئی نقصان نہیں دیتی ہے۔

[1] ان کا نام محمد بن عبدالوہاب بن سلام بن حمران بن ابان الجبائی ہے جو ائمہ معتزلہ سے ہیں اور اپنے وقت میں علمائے کلام کے رئیس ہیں۔ یہ ۲۳۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۳ھ میں فوت ہوئے۔ (دیکھیے: وفیات الاعیان، البدایہ والنہایہ وغیرھا)

[2] ان کا نام عبدالسلام بن محمد بن عبدالوہاب الجبائی ہے۔ یہ مذکورہ ابوعلی کے بیٹے ہیں۔ یہ بھی معتزلہ کے بزرگ ہیں اور اپنے مذہب کے مصنف ہیں۔ یہ ۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۱ھ میں فوت ہوئے۔ (دیکھیے:

رہا معاملہ ابوہاشم کا کہ تعزیرات دنیاوی فوائد کے لیے ہیں تو یہ ناقابلِ قبول ہے کیونکہ تعزیراتی عبادت کے فرض کام ہیں اور اگر وہ سراسر دنیاوی فائدے کے لیے ہوں تو وہ واجب نہیں ہوں گے۔

اس کے علاوہ ان کا ماننا ہے کہ تعزیرات کا نفاذ تقاضوں کے زمرے میں آتا ہے اور قانونی سزائیں الٰہی سزاؤں کا حصّہ ہیں جن میں سے کچھ کو کچھ خاص کاموں کے سبب اس زندگی میں لایا گیا ہے۔ وہ اَب بھی کیسے کہہ سکتا ہے کہ وہ محض دنیاوی کاموں کے لیے ہیں؟ لہٰذا یہ دلیل باطل ہے۔

امامؑ کی غَیبت کے دوران سچائی کو سمجھنا

اگر یہ کہا جائے کہ امامؑ کی غَیبت کے دوران حق کو تلاش کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

اگر آپ کہتے ہیں کہ کوئی راستہ نہیں ہے تو آپ نے لوگوں کو ان کے تمام معاملات میں اُلجھن، گمراہی اور شک کی طرف راغب کیا ہے۔

اگر آپ کہتے ہیں کہ سچائی اپنے ثبوتوں کے ذریعے پائی جاتی ہے تو آپ کو بتایا جائے گا کہ یہ ان ثبوتوں کے ذریعے امام کی ضرورت نہ ہونے کا واضح اعتراف ہے۔

ہم کہیں گے کہ سچائی دو قسم کی ہے: عقلی اور سمعی۔ دانشورانہ احاطے پر مبنی تجاویز ان کے ثبوتوں کے ذریعے قائم کی گئیں اور اِن کے ثبوتوں کے ذریعے سمجھی گئیں اور سمعی حق تک احادیث پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوال ائمہ طاہرین علیہم السلام کے ذریعے سے پہنچا جا سکتا ہے۔ انھوں نے حق کو صاف اور واضح کر دیا ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس پر دلیل قائم نہ کر دی ہو مگر اس کے باوجود جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں کہ امام کی ضرورت پھر بھی باقی رہ جاتی ہے کیونکہ اس ضرورت کی وجہ سے جو ہر وقت اور ہر زمانے میں مستقل رہتی ہے، کیا وہ ہمارے لیے ایک فضل ہے جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا گیا ہے اور کوئی بھی اس کی جگہ نہیں لے سکتا۔ حدیث کی ضرورت بھی واضح ہے کیونکہ اگرچہ روایات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امامؑ کے آباؤاجدادؑ سے ہیں جن کی شریعت کو ضرورت ہے تو یہ ممکن ہے کہ راوی دانستہ یا غلطی سے کچھ ہیر پھیر کر دے اور روایت منقطع ہی رہے یا کسی کے ذریعے ہو جو قابلِ اعتبار نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

ہم نے کتاب ''تلخیص الشافی'' میں اسے تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہاں اس کے ذکر سے کتاب کو طویل نہیں کرنا چاہتے۔ ①

اگر کہا جائے کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ کچھ راویوں نے شریعت کو چھپا لیا اور امامؑ کے کلام کی ضرورت ہے اور حقیقت کو نہیں جانا جاسکتا ہے لیکن ان کے ذریعے سے اور دوسری طرف اس کے دشمنوں سے زندگی کا خوف برقرار ہے تو حل کیا ہے؟

اگر آپ یہ کہتے ہو کہ وہ اپنی زندگی کے لیے خوف کے باوجود ظہور کرے گا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کی زندگی کے لیے خوف اوّلاً اس کی غیبت کی ضمانت نہیں دیتا اور اس طرح اس کو لازمی ظاہر ہونا چاہیے۔

اگر آپ کہتے ہو کہ وہ ظہور نہیں کرے گا اور فرائض جو اُمت تک نہیں پہنچے وہ لازم نہیں ہیں تو یہ اجماع کے خلاف دعویٰ ہے کیونکہ جو کچھ رسولؐ اللہ نے اپنی شریعت میں متعارف کرایا ہے اور اس کی وضاحت کی ہے تو وہ قیامت تک اُمت پر لازم ہے۔

اگر تم کہتے ہو کہ تکلیف ساقط نہیں ہے تو تم ایک تکلیف تجویز کر رہے ہو، جو طاقت سے باہر ہے اور کسی کام کو انجام دینے کی ایسی ذمہ داری ہے جسے ہم نہیں جانتے ہیں۔

ہم کہیں گے کہ ہم نے اس کا جواب ''تلخیص الشافی'' میں تفصیل سے دیا ہے۔ ②

مختصراً یہ ہے کہ اللہ جانتا ہے کہ کچھ روایات جو پابند مذہبی قوانین سے مناسبت رکھتی ہیں وہ امامؑ کے تقیہ کی حالت میں اور لوگوں سے خوف کی حالت میں لوگوں تک نہیں پہنچیں تو وہ لوگوں سے ان کی عاجزی کو ختم کر دے گا جو ان تک رسائی نہیں رکھتے۔ تاہم اگر اجماع سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ قیامت تک اُمت کے تمام لوگوں پر دینی فرائض مستقل طور پر لازم ہیں تو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر روایت کی نقل میں کوئی رکاوٹ پیدا ہوجائے تو یہ صرف اسی صورت میں ہوگا جب امام ظہور کے قابل ہو اور اعلامیہ جاری کرے اور وارننگ جاری کرے۔

① تلخیص الشافی: جلد ۲، ص ۲۰۹ تا ۲۲۷
② تلخیص الشافی: جلد ۱، ص ۸۰ تا ۸۲

سیّد مرتضیٰ کا بیان

سیّد مرتضیٰ نے آخر میں کہا ہے کہ یہ ممکن ہے کہ بہت سی چیزیں ہوسکتی ہیں جو ہم تک نہیں پہنچی ہیں اور امامؑ کے سپرد ہیں اور راویوں نے ان کو چھپالیا ہے۔ تاہم اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لوگ ان مذہبی فرائض کے پابند نہیں ہیں کیونکہ اگر غیبت کی وجہ اس کی زندگی کے لیے خوف ہے جنھوں نے اس کو دھمکی دی ہے (اور) جس نے اس کو غیب ہونے پر مجبور کیا ہے بالآخر وہی لوگ امام کی تعلیمات کے رہ جانے اور اس کی قیادت کے رہ جانے کے ذمہ دار ہیں کیونکہ انھوں نے ہی اسے غیبت پر جانے کے لیے مجبور کیا ہے اور اگر یہ لوگ اس کو دھمکیاں دینا چھوڑ دیں تو وہ حاضر ہوجائے گا اور اس کی قیادت کا فضل عمل میں آجائے گا اور جو تعلیمات اس نے پیش کرنی ہیں وہ ظاہر ہوں گی۔ لہٰذا اس نے اس غیبت کو مذہبی تعلیمات کے لیے وجہ نہیں بنایا ہے تاہم اگر دشمن خوف ختم نہیں کرتے ہیں اور یہ جاری رہتا ہے تو وہ دونوں صورتوں میں ذمہ دار ہیں۔ یہ دلیل مضبوط اور اصولوں کے ذریعے مؤید ہے۔

امامؑ کی اپنے ماننے والوں کے لیے غیبت کی وجہ

ہمارے علماء میں یہ نظریہ عام ہے کہ ان کے اپنے عقیدت مندوں سے چھپنے کی وجہ ان کا یہ خوف ہے کہ یہ ان کے بارے معلومات پھیلائیں گے اور خوشی کے عالم میں ان کے ساتھ اپنے اجتماعات پر گفتگو کریں گے جس سے دشمنوں سے خطرہ پیدا ہوگا۔

اس پر تنقید کی جاسکتی ہے کیونکہ سمجھ دار شیعہ ان کو پہنچنے والے نقصان کو سمجھنے میں اور اَز خود ان کے امام کے ساتھ اپنے اجتماعات کے اظہار سے پہنچنے والے نقصان سے بھی ناکام نہیں ہوسکتے تو وہ کیسے مطلع کرسکتے ہیں۔ اس کے بارے میں جس عام نقصان کی حد کو وہ دو افراد کے معاملے میں ممکن ہے تو اسے پوری شیعہ قوم کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا جنھوں نے ان کے لیے اس کا اظہار نہیں کیا ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا شیعہ ایک ایسی وجہ سے اس سے فائدہ اُٹھانے کا موقع کھو چکا ہے جس کی وہ استطاعت ہی نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کا ازالہ کرسکتا ہے کیونکہ اگر اس کی غیبت کی پیشین گوئی کی بنیاد پر ہوتی تو وہ اسے مستقبل میں کرتے۔ پس یہ ان

Scanned with CamScanner

کی استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ کچھ ایسا کریں جو امامؑ کے ظہور میں مدد کرے۔ اس سے ان مذہبی فرائض کو ساقط کرنے کا امکان پیدا ہوتا ہے جس میں امامؑ ان کے لیے فضل وکرم ہے۔

ایک اور قول بھی ہمارے اصحاب میں موجود ہے کہ اس کے اپنے عقیدت مندوں سے چھپنے کی وجہ سے اس کے دشمن ہیں کیونکہ دونوں عقیدت مند اور دشمن ہی امام سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جب اس کا دورِ حکومت چلتا ہے، وہ معاملات چلاتا ہے، ظاہر کرتا ہے اور بغیر کسی رکاوٹ اور چیلنج کے قیادت کا مظاہرہ کرتا ہے جب کہ دشمنوں نے اسے یقیناً روکا ہے اور اسے اس سے منع کیا ہے۔

انھوں نے کہا ہے کہ اس کا اپنے بعض عقیدت مندوں کے لیے ظہور کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اُمت کی رہنمائی کا متوقع فائدہ پورا نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کی ظاہری اور قائدانہ مشقت کے ذریعے کیا جاسکتا ہے کیونکہ امام کے چھپنے کی اس وجہ میں یہ ایک فضل ہے اور سب کے لیے ایک مصلحت ہے۔

انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس دعویٰ پر سوال کرنا ممکن ہے کہ اگرچہ دشمنوں نے اسے قیادت کے اظہار اور اُمور کے انتظام سے روک دیا ہے تاہم انھوں نے اس کو اپنے مخصوص عقیدت مندوں سے ملنے سے منع نہیں کیا جن سے وہ ملنا چاہتا ہے۔ جو اس کی اطاعت کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے پر یقین رکھتے ہیں۔ اگر اس قسم کی ملاقات کا کوئی فائدہ نہیں جو محدود اور مخصوص ہے، کیونکہ اس کا امر سب کے لیے نافذ ہے، یہ تجویز کرتا ہے کہ شیعہ امامیہ نے امیرالمومنین علی علیہ السلام کی شہادت سے لے کر امام قائم علیہ السلام کے والد امام حسن بن علی (عسکریؑ) تک کسی امامؑ سے ملاقات کا کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا ہے۔

یہ بھی تجویز کرتا ہے کہ امیرالمومنینؑ کے عقیدت مندوں اور آپؑ کے شیعوں نے آپؑ کے انتظامی اور حکمرانی کے مفروضے سے پہلے آپؑ سے ملاقات کا فائدہ نہیں اُٹھایا۔ ان الفاظ کا دعویدار وہاں پہنچ گیا ہے جہاں کوئی سمجھ دار نہیں پہنچ سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ قبول کرلیا جائے کہ امامؑ صرف اس صورت میں فائدہ لے سکتا ہے جبکہ وہ جملہ موضوعات میں ظاہر ہو اور ان پر اس کے احکامات نافذ ہوں تو ان کا نظریہ اس کی حیثیت کو کسی اور پہلو سے کھو دیتا ہے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذہبی احکامات جن کی بنا پر امام ایک فضل ہے، اپنی اہمیت کھو دے گا کیونکہ اگر امام ان کے لیے ظاہر نہیں ہوتا ہے تو شاید یہ ان کی وجہ سے نہیں ہے اور نہ ہی ان کی استطاعت میں ہے کہ وہ اس کی غَیبت کی وجہ کو ختم کرسکیں۔ چنانچہ مذہبی احکامات ان پر فرض نہیں ہوں گے کیونکہ اگر ایک قوم مکلّفین کی دوسری قوم کے فضل کو منع کرسکتی ہے اور فرائض کو بھی روک سکتی ہے جس کے لیے وہ فضل ایک فضل ہے تو وہ ان کے لیے فرض رہیں گے۔ بالکل اسی طرح ممکن ہے کہ ایک مکلّف دوسرے کو قید یا اسی طرح کی رکاوٹ کے ذریعے روک دے جسے وہ ختم نہیں کرسکتا اور اس کی وجہ سے وہ چل نہیں سکتا لیکن چلنے کی تکلیف برابر اس پر لازم رہے گی۔

وہ اس طرح کی قید اور فضل میں فرق نہیں کرسکتے کیونکہ سابقہ تکلیف کو ناممکن بناتا ہے اور اس کا وقوع پذیر تصور بھی نہیں کیا جاسکتا جب کہ فضل کی عدم موجودگی اس طرح نہیں ہے کیونکہ انصاف کے متعدد پیروکار یہ یقین رکھتے ہیں کہ فضل کی عدم موجودگی طاقت اور ذرائع کی عدم موجودگی کی طرح ہے اور یہ فرض ہے کسی ایک کے لیے جو فضل کی ضرورت سے مبرا ہے اور یہ اس فرض کی طرح ہے جو طاقت، کامیابی کے ذرائع اور مقابلوں کی موجودگی کے بغیر ہو اور یہ کہ جو شخص فضل کا مستحق ہے اور اسے حاصل نہیں کرسکتا اس کے پاس خدائی احکامات کی تعمیل نہ کرنے کا جائز عذر ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کسی کو قید کر دیا گیا ہو یا روک دیا گیا ہو کہ وہ کوئی ایسا کام انجام دے جو قید کے دوران انجام نہیں دیا جاسکتا۔

اس سوال کا مناسب جواب جو مخالف کی طرف سے کیا گیا ہے کہ ہم پہلے تو اس کی تمام عقیدت مندوں سے غیبت پر یقین نہیں رکھتے بلکہ یہ ممکن ہے کہ ان میں سے اکثر پر ظاہر ہو۔ ہر شخص اپنی حالت خود جان سکتا ہے۔ اگر امام اس کے سامنے ظاہر ہوجائے تو اس کے دینی فرائض کی پاسداری نہ کرنے کا عذر ختم ہوجائے گا اور اگر وہ اس کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا تو وہ سمجھتا ہے کہ اس کی غیبت اس کی اپنی وجہ سے ہے اگرچہ اسے خاص طور پر معلوم نہیں ہے کہ کیوں؟ دوسری صورت میں اسے مذہبی فرائض کے ساتھ پابند کرنا غلط ہوگا۔

جب وہ جانتا ہے کہ وہ مذہبی فرائض سے نوازا گیا ہے اور یہ کہ اس کا امام اس سے غیبت

Scanned with CamScanner

میں ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ اس کی اپنی وجہ سے ہے۔ یہ ہمارے علماء کے نظریئے کی طرح ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ذریعے پر غور وفکر نہیں کرتا اور اس طرح اس کے بارے میں اس حد تک نہیں پہنچا ہے۔ اسے یقین ہوگا کہ یہ اس کے اپنے آپ کو چھوڑ دینے کی وجہ سے ہے یا مذہبی ذمہ داریوں کی اس سے ضرورت نہیں ہے۔

اس بنا پر اس کی سب سے مضبوط وجہ یہ دی جاسکتی ہے کہ اگر امام ظہور پذیر ہو اور اس کے فرد کی پہچان اور شناخت نہ ہو تو ضروری ہے کہ وہ اپنی سچائی کی نشاندہی کرنے کے لیے معجزہ کرے اور اس میں یہ جاننے کے لیے عکاسی کی ضرورت ہوتی ہے کہ آیا کوئی معجزہ ہے جو شکوک وشبہات کا نشانہ بن سکتا ہے، لہٰذا یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ کسی آدمی کی حالت سے ظاہر ہوجائے جس کے سامنے امام ظاہر نہ ہو کہ اگر وہ اس پر ظاہر ہوجائے اور اسے معجزہ دکھائے تو وہ اس کی اچھی طرح عکاسی نہ کرسکے اور اسے شکوک وشبہات ہوجائیں اور اسے یقین ہوجائے کہ یہ وہ جھوٹا ہے اور وہ اس کی معلومات پھیلائے اور اس نقصان کی وجہ بنے جس کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ اس عقیدت مند کا کیا قصور ہے جس کے سامنے امام ظاہر نہیں ہوا؟ کیونکہ اس کے بارے میں اس طرح کی پیشین گوئی کی جاسکتی ہے اور وہ اس معجزے پر کیسے غور وفکر کرسکتا ہے جو امامؑ کے ساتھ ظاہر ہوگا اور وہ غیبت کے اسباب کی تلافی کے لیے کیا کرسکتا ہے؟

ہم کہیں گے کہ عقیدت مند سے چھپنے کی وجہ کچھ بھی نہیں، لیکن یہ کہ اس کی کمی اور اس کے بدلے اس کی قابلیت کی حقیقت کو معلوم کرنا ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ یہ عقیدت مند کی حالت سے معلوم ہوجائے کہ جب امام اس کے سامنے ظاہر ہو تو وہ اس معجزے پر غور نہیں کرے گا جو امام کے ساتھ ہوگا تو یہ اس کی اپنی غلطی ہوگی جس سے معجزات اور عام واقعات کے درمیان امتیازی سلوک کا فقدان اور ایک ثبوت اور شبہہ ہوگا۔ اگر عقیدت مند بہتر حالت میں ہوتا تو وہ امام کے معجزے کو ناکام نہیں کرتا لہٰذا اس کو اس قلت کا مقابلہ کرنا چاہیے۔

کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ اس کی صلاحیت سے باہر اور مستقبل میں کسی نامعلوم واقعہ پر انحصار سے زیادہ فرض ہے کیونکہ اس عقیدت مند کو غور وفکر اور استدلال میں اپنی مخصوص کمی کا پتہ نہیں ہے لہٰذا وہ اس کے لیے تیار ہوسکتا ہے اور خود کو اس کے لیے تیار کرسکتا ہے۔ ہمیں یقین ہے

کہ آپ اسے کسی ایسی چیز کا پابند کررہے ہیں جو اسے قانونی طور پر پابند نہیں کرتا ہے۔ ایسا کسی مذہبی فریضے کے سلسلے میں ہوسکتا ہے جو کبھی صاف اور کبھی کسی دوسرے فرض میں اُلجھا ہوتا ہے۔

اگر دونوں فرائض کے سلسلے میں صلاحیت موجود ہو تو جب عقیدت مند خود سے تعلق کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ امام اس کے سامنے ظاہر نہیں ہوتا ہے اور وہ غیبت کی مذکورہ بالا غلط وجوہات کو درست نہیں سمجھتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ غیبت کی وجہ خود اس کی اپنی ذات سے متعلق ہے۔

جب اسے احساس ہوتا ہے کہ اس کا سب سے مضبوط ثبوت وہی ہے جس کا ذکر ہم نے کیا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ معجزاتی علامات اور ان کے حالات کے ضمن میں قلت اس کی اپنی ہے، لہٰذا اسے لازماً اس پر غور کرنا چاہیے اور شکوک وشبہات اور اُلجھن پیدا کرنے والی کسی بھی چیز سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے۔ جو بھی اس سلسلے میں محنت کرتا ہے اور اچھی طرح سے عکاسی کرتا ہے۔ اسے صحیح اور غلط کے درمیان فرق ضرور دریافت ہوگا۔ انسان اس طرح کے مواقع پر اپنے آپ کو جانتا ہے۔ اس سے آگے کچھ کرنا، تفتیش اور تحقیق میں انتہا کی طرف جانا اور حقیقت کو ڈھونڈنا اور پیش کرنا ممکن نہیں ہے۔ ہم نے ذکر کیا کہ یہ معاملہ اسی طرح ہے جیسے ہم اپنے مخاطبین کو کہتے ہیں جب وہ ہمارے ثبوت دیکھتے ہیں اور اطمینان حاصل نہیں کرتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ معاملہ اگر اسی طرح ہے جیسا تم کہہ رہے ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ وہ اس حالت میں کسی معجزے کو نہ جانتا ہو اور اس سے نبوت اور حقیقت کا علم نہ ہو جو اسے نہ صرف ایمان بلکہ اسلام کی حدود سے بھی مزید باہر لے جاتا ہے۔

ہم کہیں گے کہ ایسا لازم نہیں ہے کیونکہ بعض معجزات میں شکوک وشبہات کا سامنا کرنا ممکن نہیں ہے۔ نہ کہ ہر ایک (تمام) کے لیے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اگر کچھ معجزات کے حوالے سے شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہوں تو وہ ان سب کے ساتھ احترام کے ساتھ کریں لہٰذا یہ ممکن ہے کہ نبی ﷺ کی نبوت کی نشاندہی کرنے والے معجزے کو شک کا نشانہ بنایا جائے اور اس طرح اسے اس بات کا اعتراف ہوجائے اور وہ معجزہ جو امام کے ہاتھوں پر ظاہر ہو اس کا معاملہ دوسرا ہو جس میں وہ اسے شک کا نشانہ بنائے اور اس طرح وہ اس کی امامت میں مشکوک ہوجائے اگرچہ وہ نبوت کا ماننے والا ہو۔

Scanned with CamScanner

جیسا کہ ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی حضرت موسیٰؑ کی نبوت کو ان کے معجزات کی وجہ سے مانتا ہے جو اس کے خدائی مشن کو ثابت کرتے ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰؑ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دکھائے گئے معجزات کو صحیح طور پر نہیں دیکھتا تو اس پر یہ یقین کرنا ضروری نہیں ہے کہ اس نے ان معجزات کو نہیں دیکھا کیونکہ یہ ممکن ہے کہ وہ ان سے واقف ہو اور ان کی وجہ دلالت جانتا ہو حالانکہ اسے معلوم نہیں ہوگا کہ یہ معجزات ہیں اور اس کے مقصد کا اشارہ اس کے لیے واضح نہیں ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ اس کے مطابق ہر فرد جس کے سامنے امام ظاہر نہیں ہوا ہے اس کو یقین ہونا چاہیے کہ وہ ایک بہت بڑا گناہ کر رہا ہے جو کفر کی توسیع ہے کیونکہ وہ قصوروار ہے۔ اس کے مطابق جس کا تم نے قیاس کیا ہے امام کی غَیبت کے سلسلے میں اور اس کے نقصان کے سلسلے میں جو اس کے لیے فائدہ مند ہے۔ یہ امام کے عقیدت مند کو اس کا دشمن بنا دیتا ہے۔

ہم کہیں گے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ قلت کفر ہو یا بہت بڑا گناہ ہو۔ اس کا یہ یقین نہیں تھا کہ امام اس کا امام نہیں ہے اور نہ ہی اس نے اس کی زندگی کو دھمکی دی۔ وہ محض کچھ چیزوں کو سمجھنے میں ناکام رہا۔ اس کی وجہ کی طرح کہ امامت میں یہ شک وہ مستقبل میں پائے گا اور ابھی نہیں ہوا ہے لہٰذا ضروری نہیں ہے کہ وہ کافر ہو یا اس آدمی کی طرح ہو جو امام کو جھوٹا سمجھتا ہے یا اس کی سچائی میں شک کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا گناہ اور غلطی ہے جو اعتقاد اور ثواب کے معیار کو مسترد نہیں کرتی ہے۔ امامؑ کا عقیدت مند اس معاملے میں اپنے دشمن کی طرح کے زمرے میں نہیں جاتا ہے کیونکہ دشمن امامؑ کے بارے میں ایک رائے رکھتا ہے جو کفر اور ایک بہت بڑا گناہ ہے اور عقیدت مند اس کے مخالف ہے۔

ہم نے کہا کہ کفر کے لیے جو کچھ ''ایک وجہ کی طرح'' ہے لازمی طور پر اس مرحلے میں کفر نہیں ہے کیونکہ اگر ہم سے کوئی ایک یقین رکھتا ہے کہ وہ دوسری چیزوں کے سلسلے میں ایک آزاد مقصد ہے تو یہ ایک جہالت اور غلطی ہے لیکن کفر نہیں ہے۔

ناممکن ہے کہ کسی ایسے شخص کے بارے میں پیشین گوئی کی جائے کہ اگر کوئی نبیؑ اس کے پاس آئے اور کوئی معجزہ دکھائے اور اللہ کسی شے کو اس کے ہاتھ میں ڈال دے تو وہ اس کو قبول نہیں کرے گا۔ یقینی طور پر اگر وہ جانتا تھا کہ یہ ایک معجزہ ہے تو وہ اسے قبول کر لیتا اور اس شخص

کی طاقت کے بارے میں اس کا اعتقاد اس کی ایک وجہ کی طرح ہوتا اور یہ کفر نہیں ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جواب بھی آپ کے اصولوں کے مطابق نہیں ہے کیونکہ آپ کا فرقہ یہ مانتا ہے کہ جو شخص خدا، اس کی صفات، پیغمبرؐ اور امامت پر ایمان رکھتا ہے وہ کفر کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔ اگر معاملہ اسی طرح ہے تو تم شیعوں سے امامؑ کی غیبت کی وجہ کیسے واضح کرو گے اگر امامؑ ظاہر ہوتا اور معجزات دکھاتا ہے تو عقیدت مند معجزے میں شک کرے گا اور اس کو تسلیم نہیں کرے گا اور یہ کفر ہے۔ یہ آپ کے مذہب کے اصولوں کے مطابق نہیں ہے۔

ہم کہیں گے کہ آپ نے جس بنیاد کا ذکر کیا ہے وہ غلط ہے کیونکہ اس کے معجزے پر شبہ کرنا جو امامؑ کے ہاتھوں پر ظاہر ہوگا عام طور پر امامؑ کے شخص پر اعتقاد کے ساتھ متضاد نہیں ہے۔ یہ اس حقیقت کے متضاد ہے جو کہ عام طور پر جانا جاتا ہے اور اس پر یقین کیا جاتا ہے کہ وہ مخصوص شخص ہے یا نہیں۔ اور اس طرح کا شک کفر نہیں ہے۔ اگر اس طرح کا شک کفر ہوتا تو یہ کفر ہوتا۔ اگرچہ وہ کوئی معجزہ ظاہر نہ کرتا کیونکہ معجزہ دکھائے جانے سے پہلے اس شخص نے شک کرلیا تھا کہ آیا یہ شخص امام ہے یا کوئی اور شخص ہے۔ یہ عام طور پر امام کی امامت پر اس کے ایمان کے مطابق ہوگا۔ اگر وہ عام طور پر اس کی امامت میں شک کرتا ہے اور یہ ناممکن ہے۔

سیّد مرتضیٰؒ کا نظریہ

سیّد مرتضیٰؒ کہتے ہیں: ہم سے مخالف کا یہ سوال کہ امام اپنے عقیدت مندوں کے سامنے کیوں ظاہر نہیں ہوتا؟ غیر مناسب ہے کیونکہ اگر اس کا مطلب ہے کہ عقیدت مند کا فضل موجود نہیں ہے اور اسی وجہ سے اس کے مذہبی فرائض اس پر لازم نہیں ہیں تو یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس کا فضل موجود ہے جبکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اس کا امام ہے جو کہ غیبت میں ہے اور وہ کسی بھی لمحے اس کے ظہور کی اُمید رکھتا ہے اور دنیا پر حکومت کرنے کی توقع رکھتا ہے لہٰذا اسے لازمی ڈرنا چاہیے کہ امام ظاہر ہو کر اسے سزا دے اور اس طرح غلط کاموں سے باز رہے اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے چنانچہ اس کے لیے غیبت اس طرح ہے جیسے امام قریب کی سرزمین میں ہے۔ کئی موقعوں پر اس سلسلے میں غیبت بہت زیادہ موثر ہوتی ہے کیونکہ ایسی حالت میں امام اپنی سرزمین اور اس

Scanned with CamScanner

کے پڑوس میں اس کے ساتھ ہوسکتا ہے اور اس کو اس کے علم کے بغیر دیکھتا رہتا ہے۔

امامِ زمانہؑ کی ولادت کو چھپانا کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہے

ہم اس سے پہلے تحریر کرچکے ہیں کہ امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کو مخفی رکھنا کوئی ایسا غیر معمولی واقعہ نہیں ہے کیونکہ اس کی مثال گذشتہ بادشاہوں کی کہانیوں میں بھی ملتی ہے۔ چنانچہ اہلِ فارس کے مؤرخین نے اس طرح کے قصے لکھے ہیں جیسا کہ کیخسرو کی کہانی جانی پہچانی ہے کہ اس کی ماں نے حمل کو پوشیدہ رکھا اور اس کی ولادت کو چھپایا۔ اس کی ماں شہنشاہ ترک افراسیاب کی پوتی تھی اس کے دادا کیقاوس نے بچے کے قتل کا ارادہ کیا تو اس کی ماں نے حمل کو چھپالیا، حتیٰ کہ وہ پیدا ہوگیا۔ یہ پورا قصہ کتب تواریخ میں مشہور ہے جس کو طبری نے بھی لکھا ہے۔ [۱]

نیز قرآنِ مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا ہے کہ آپؑ کی والدہ نے آپؑ کی ولادت کو پوشیدہ رکھا اور غار میں چھپائے رکھا حتیٰ کہ آپؑ جوان ہوئے اور پھر وہ امر ہوا جو ہوا۔ [۲]

اور اسی طرح حضرت موسیٰؑ کا قصہ بھی قرآن میں بیان ہوا ہے کہ آپؑ کی والدہ نے آپؑ کو سمندر میں صندوق میں ڈال کر بہا دیا اور فرعون کے خوف سے ولادت کو خفیہ رکھا اور یہ قرآن کے بیان سے مشہور ہے۔ [۳]

پس اسی کے مثل امام صاحب الزمانؑ کا قصہ ہے تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ یہ کوئی خارق عادت واقعہ ہے۔ اور لوگوں میں اور بھی اس طرح کے قصے ہیں کہ انھوں نے ان کے اہل کے خوف سے ولادت کو مخفی رکھا تاکہ میراث کے لالچ میں وہ اسے قتل نہ کردیں۔ پس امام صاحب الزمان علیہ السلام کا واقعہ کوئی عجیب بات نہیں ہے۔ ہم نے اس طرح کے کئی واقعات دیکھے ہیں اور ان کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے لہٰذا ہم مزید مثالوں سے طوالت نہیں کرنا چاہتے کیونکہ یہ

---

[۱] تاریخ الامم الملوک (تاریخ طبری) جلد ۱، ص ۵۰۹-۵۱۶

[۲] ایضاً: جلد ۱، ص ۲۳۳؛ مجمع البیان: جلد ۲، ص ۲۲۵؛ بحار الانوار: جلد ۱۲، ص ۱۹

[۳] القصص: ۷؛ تفسیر الکبیر رازی: ۲۴/۲۲۷؛ تفسیر الطبری: ۲۰/۲۰؛ تاریخ طبری: جلد ۱/ ۳۸۷؛ مجمع البیان: ۴/۲۴۰

معاشرے کی روایات سے واضح ہے۔

بہت سارے لوگ ہیں جن کو ہم نے پایا ہے کہ جن کے سلسلے میں ان کے باپوں کی وفات کے بعد ایک طویل عرصے سے وضاحت کی گئی تھی۔ کوئی بھی ان لوگوں کے نسب کو نہیں جانتا تھا۔ جب تک کہ دو مسلمان یہ گواہی نہ دیں کہ اس کے باپ نے اس کی بیوی اور خاندان کے خوف سے اس کو خفیہ رکھا تھا تو وہ بعد میں گواہی دیتے ہیں کہ وہ کسی خاص مرد یا عورت سے متعلق ہے۔ پس اس کی ضرورت شرعی قانون کے مطابق ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹے کی ولادت کی خبر کئی جہات سے وارد ہوئی جو کہ شرع میں انساب کو ثابت کرتی ہے اور ہم اس کے ایک پہلو کا ذکر بعد میں کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ! [۱]

جعفرؑ بن علیؑ (نقیؑ) یعنی امامِ زمانہؑ کے چچا نے اپنے بھائی امام حسنؑ بن علیؑ (عسکریؑ) کی اولاد سے ان کی زندگی میں بھی انکار کیا اور ان کی وفات کے بعد بھی انکار کیا تاکہ وہ ان کا ترکہ حاصل کریں اور میراث چھین لیں اور حکومتِ وقت پر دباؤ ڈالا کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی کنیزوں کو قید میں رکھے اور جو حاملہ ہیں ان کا حمل ساقط کرایا جائے تاکہ آپؑ کی کوئی اولاد نہ رہے۔ ان کے شیعوں کو قتل کرایا جائے جن کا دعویٰ ہے کہ ان کے بعد ان کا فرزند اور جانشین ہے۔ اس میں کسی سمجھ دار شخص کو شبہ نہیں ہے کیونکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ جعفر انبیاءؑ کی طرح معصوم نہ تھے۔ وہ حق کا انکار اور باطل دعویٰ کرسکتے ہیں اور ان سے خطا ممکن ہے اور ان سے غلطی ہونا منع نہیں ہے۔ [۲]

اس قصے کو بھی قرآن نے مثال کے طور پر بیان کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے بھائی یوسفؑ کو پہلے کنویں میں ڈالا، پھر ان کو چند سکّوں میں فروخت کرڈالا جبکہ وہ انبیاءؑ کی اولاد تھے بلکہ بعض لوگوں کے خیال میں وہ سب نبی تھے۔ [۳]

---

[۱] رجوع کیجیے فصل دوم کی طرف۔

[۲] تفصیل کے لیے دیکھیے: الارشاد: ص ۳۴۵؛ بحار الانوار: جلد ۵۰، ص ۳۳۴، ح ۵

[۳] تاریخ الامم الملوک (تاریخ طبری): جلد ۱، ص ۳۳۰

Scanned with CamScanner

تو جب اتنی بڑی خطا ان لوگوں سے ہونا ممکن ہے تو پھر جعفر بن علیؑ سے اپنے بھائی سے اس طرح کی خطا کیوں ممکن نہیں ہے کہ وہ دنیا کے لالچ میں ان کی اولاد کا انکار کردیں۔ کون اس کو ناممکن سمجھ سکتا ہے سوائے مکابر مخالف کے۔

اگر یہ کہا جائے کہ کیسے امام حسن عسکری علیہ السلام کا بیٹا آخری بیماری میں ہوا جب انھوں نے اپنی آخری وصیت کی جو اپنی والدہ کو جن کی کنیت اُم الحسن تھی کو بیان کی، جس میں اپنے موقوفات وصدقات کا ذکر کیا۔ اگر ان کا کوئی فرزند ہوتا تو یقیناً اس وصیت میں اس کا ذکر ہوتا۔

کہا جائے گا کہ آپؑ نے اپنی وصیت میں اپنے فرزند کا ذکر اس لیے نہیں کیا کیونکہ آپؑ اس کی ولادت کو خفیہ رکھنا چاہتے تھے۔ اگر آپؑ اپنی وصیت میں اس فرزند کا ذکر کرتے تو حاکمِ وقت سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی اور یہ ان کی زندگی کے لیے خطرہ تھا اور آپؑ کا مقصد اور غرض ناقص ہوجاتی۔ آپؑ کو حکومتی وزراء اور قاضیوں کے شہود کی ضرورت تھی تاکہ وہ آپؑ پر اعتماد کرکے آپؑ کا مال اور امانتیں آپؑ کو لوٹاتے اور حفاظت کرتے اور اس طرح آپؑ کے بیٹے کی ولادت چھپی رہتی اور آپؑ کی زندگی کو خطرہ بھی نہ ہوتا۔ جو کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ یہ امامیہ کے دعویٰ کو باطل کرنے کا ثبوت ہے تو وہ دنیا کی روایات سے واقف نہیں ہے۔

اور اس کی مثال امام جعفر بن محمد الصادقؑ کا فعل ہے کہ جب آپؑ نے پانچ لوگوں کو وصیت کی جن میں سے پہلا حاکمِ وقت منصور تھا۔ آپؑ نے خاص طور پر اپنے بیٹے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خطاب نہیں کیا تاکہ ان کی حفاظت رہے اور آپؑ نے اس کے ساتھ ربیع اور قاضی وقت اور اپنی کنیز جو آپؑ کی اولاد حمیدہ بربریہ کی والدہ تھیں کو گواہ بنایا اور آپؑ نے اپنے بیٹے موسیٰؑ بن جعفرؑ کے ذکر پر مُہر لگائی، تاکہ وہ اپنے منصب کو چھپائیں اور اپنے نفس کی حفاظت کریں۔ آپؑ نے اپنے بیٹے موسیٰؑ کے ساتھ اپنی اولاد میں سے باقی کسی بیٹے کا ذکر نہیں کیا۔ شاید یہ امکان ختم کرنا تھا کہ کوئی حتمی وصیت کے مخاطبین میں شامل ہونے کی بنا پر اس کے بعد امامت کے منصب کا دعویٰ نہ کرے اور آپؑ کی وصیت میں اُن کا داخل ہونا ایک تعلق سے ہے اور اگر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام آپؑ کی اولاد میں ظاہر، مشہور اور اپنے مکان میں معروف نہ ہوتے اور ان کا نسب صحیح نہ ہوتا اور ان کا علم وفضل مشہور نہ ہوتا۔ تو ان کا ذکر وصیت میں چھپا رہتا اور

دوسروں پر بھی واضح نہ ہوتا جیسا کہ امام زمانہؑ کے والد امام حسن بن علی (عسکریؑ) نے کیا۔

اگر کہا جائے کہ امامِ زمانہ علیہ السلام کی ولادت سے لے کر ہمارے وقت تک ایک طویل مدت گزر گئی مگر کسی ایک کو بھی معلوم نہیں کہ آپؑ کی رہائش کہاں ہے اور آپؑ کا قیام کس جگہ ہے اور نہ ہی کوئی باوثوق خبر ان کے متعلق کوئی لے کر آیا ہے تو یہ بات خارق عادت ہے اس لیے کہ تاریخ میں اب تک جن لوگوں نے اپنے وجود کو کسی ظالم کے خوف سے یا کسی اور وجہ سے پوشیدہ رکھا تو وہ بیس سال سے زیادہ پوشیدہ نہیں رہے اور اس مدت میں بھی وہ سب سے پوشیدہ نہیں رہے بلکہ اپنے بعض دوستوں اور اہلِ خاندان سے ملتے رہے۔ بعض لوگوں کو ان کے قیام کی جگہ معلوم تھی اور تم لوگوں کا قول امامِ زمانہ علیہ السلام کے متعلق اس کے بالکل خلاف ہے؟

ہم کہیں گے کہ تم لوگوں کا یہ خیال غلط ہے کیونکہ امامیہ یہ کہتے ہیں کہ امام ابومحمد حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے بعض نے آپؑ کی حیات میں آپؑ کے فرزند کو دیکھا ہے اور آپؑ کی شہادت کے بعد وہ آپؑ کے اصحاب اور خواص رہے اور یہ لوگ آپؑ کے اور آپؑ کے شیعوں کے درمیان واسطہ رہے۔ یہ مشہور لوگ ہیں جن کا ذکر ہم بعد میں کریں گے۔ وہ لوگ آپؑ کی طرف سے شیعوں تک علومِ دین اور ان کے مسائل کے جوابات پہنچاتے اور امامؑ کے حقوق شیعوں سے جمع کرکے امامؑ کی خدمت میں پہنچاتے رہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنی حیات میں ان کو عادل قرار دے کر اپنا امانت دار بنایا، مثلاً عمرو عثمان بن سعید سمان اور ان کے بیٹے ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید وغیرہم کہ ان کا ذکر آئندہ آئے گا۔ یہ لوگ ایسے صاحبانِ عقل وامانت دار وثقہ اور ذی فہم تھے کہ حاکمِ وقت بھی ان کو عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھتے کیونکہ ان کی شرافت اور عظمت قابلِ احترام تھی اور ان کی اعتمادی اور شہرت کے حامل کرداروں کے لیے ان کا اعزاز حاصل کیا گیا۔ وہ اتنا قابلِ اعتماد تھے کہ اپنے دشمنوں کی امانت کو بھی واپس کردیں۔ پس یہ سب ان کے قول کو باطل کردیتا ہے کہ کسی نے بھی تمھارے صاحب (امامِ زمانہؑ) کو نہیں دیکھا۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب کی رحلت کے بعد امام زمانہ علیہ السلام کے پاس اپنے سفراء تھے جن کے ذریعے سے آپؑ نے اپنے شیعوں سے رابطہ رکھا۔ ان کے قول کو ثقہ

Scanned with CamScanner

سمجھا گیا اور ان کے تقویٰ اور ثقاوت نے ان کو قابلِ اعتماد بنایا۔

ہم آیندہ ان کی کچھ روایات کو بیان کرسکتے ہیں اور آپؑ کے آبائے کرامؑ سے مروی ہے جیسا کہ پہلے ذکر کرچکا ہوں کہ امام قائمؑ کے لیے دو غَیبتیں ہیں: ان میں سے دوسری پہلی سے طویل ہوگی۔ پہلی میں تو آپؑ کی خبریں ملتی رہیں گے لیکن دوسری میں آپؑ کی کوئی خبر معلوم نہ ہوگی۔ چنانچہ ان اخبار کے موافق ہی ہوا اور یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے اس پر دلیل ہے اور اس کی وجہ کو بعد میں ان شاء اللہ تعالیٰ واضح کریں گے۔ یہ کوئی خارق عادت بات نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں اور اگر ایسا بھی ہو تو یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مصلحت کی بنا پر کسی شخص کو اتنے طویل عرصے تک غَیبت میں رکھے اور اسے چھپائے اور یہ حُسنِ تدبیر کے تحت ہو۔

غَیبت کی کچھ مثالیں

حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھو کہ وہ اکثر اُمت کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے آج تک موجود ہیں اور اس پر اہلِ سیر کا اتفاق ہے مگر کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں رہتے ہیں اور ان کے اصحاب کون ہیں اور کہاں رہتے ہیں سوائے اس کے کہ قرآنِ مجید میں حضرت موسیٰؑ کے ساتھ ان کا تذکرہ ہے۔[1] یا بعض لوگ ان کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ وہ اچانک کہیں بھی ظاہر ہوجاتے ہیں اور دیکھنے والا گمان کرتا ہے کہ کوئی مردِ متقی ہے مگر جب وہ نظروں سے اوجھل ہوجاتے ہیں تو خیال ہوتا ہے کہ شاید یہی خضرؑ تھے اور ملاقات کے بعد اس کو بھی گمان نہیں ہوتا کہ یہ حضرت خضرؑ ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی غَیبت

حضرت موسیٰؑ بن عمرانؑ کی غَیبت کو دیکھو کہ وہ اپنے وطن سے غائب ہوئے اور فرعون اور قومِ فرعون کے خوف سے مصر سے ہجرت کرکے مدین چلے گئے جس کا کسی کو بھی علم نہ تھا جیسا کہ قرآن میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ پھر ایک مدت کے بعد اللہ نے ان کو نبوت پر

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: سورۃ الکہف: ۶۰:۸۲؛ تفسیر القمی: جلد ۲، ص ۳۷؛ تفسیر العیاشی: جلد ۲، ص ۳۲۹؛ انوار التنزیل: جلد ۲، ص ۱۸؛ بحارالانوار: جلد ۳، ص ۲۷۸-۳۲۲، باب ۱۰

مبعوث فرمایا اور انھوں نے اللہ کی طرف سے لوگوں کو دعوتِ حق دی تو ہر دوست و دشمن نے انھیں پہچان لیا۔

حضرت یوسفؑ کی غَیبت

حضرت یوسفؑ کو دیکھو کہ جن کے قصے میں قرآن کا پورا ایک سورہ ہے۔ ان کی خبر ان کے والد (حضرت یعقوبؑ) سے بھی پوشیدہ تھی حالانکہ وہ اللہ کے نبیؑ تھے اور ان کے پاس صبح و شام وحی نازل ہوتی تھی مگر انھیں ان کے فرزند کی کوئی خبر نہیں دی گئی یہاں تک کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان کے پاس گئے اور ان سے غلے کا لین دین کرتے رہے مگر ان کو نہ پہچان سکے۔ اور اس طرح کئی سال گزر گئے۔ چنانچہ اللہ نے خود ہی ان کو ان کے والد اور بھائیوں پر ظاہر کردیا۔ یہ واقعہ خارق عادت ہے اور ہم نے اس کے مثل نہیں سنا ہے۔

حضرت یونسؑ کی غَیبت

حضرت یونسؑ بن متی کے قصے کو دیکھیے کہ جب انھوں نے اپنی قوم کو حد سے زیادہ مخالفت پر آمادہ دیکھا اور وہ ان کو کمزور جان رہی تھی تو انھوں نے اپنی قوم سے بیزاری اختیار کی اور غائب ہوگئے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شکم ماہی میں پوشیدہ کردیا۔ اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں مقیم ہیں مگر جب مدتِ غیبت اللہ کی حکمت سے مکمل ہوئی تو اس نے ان کو شکم ماہی سے نکالا اور وہ اپنی قوم میں پہنچ گئے اور یہ بھی خارقِ عادت بات ہے اور ہمارے تعارف سے بعید ہے مگر قرآن نے اس کو بیان کیا ہے اور مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔[1]

اصحابِ کہف کی غَیبت

اسی کے مثل اصحابِ کہف کا قصہ ہے جن کے حالات اور قوم سے ان کی غَیبت کو قرآنِ مجید نے بیان کیا ہے۔[2] اور اگر قرآنِ مجید نے اسے ذکر نہ کیا ہوتا تو ہمارے مخالفین امامِ

---

[1] دیکھیے: الصافات: ۱۳۹-۱۴۸؛ تاریخ طبری: جلد ۳، ص ۱۱؛ بحارالانوار: جلد ۱۴، ص ۳۷۹-۴۰۶، باب ۲۶

[2] الکہف: ۹-۲۶؛ تاریخ الامم والملوک: ۲/ ۵-۱۱؛ قصص الانبیاء راوندی: ۲۵۵، ح ۳۰۰؛ بحارالانوار ۴۱۱/۱۴

Scanned with CamScanner

زمانہ علیہ السلام کی غیبت کا انکار کرنے کے لیے ان لوگوں کی غیبت کا بھی انکار کردیے لیکن اللہ نے خود ہی بتادیا کہ وہ تین سو سال سے زیادہ تک خوف کی وجہ سے پوشیدہ رہے۔ پھر اللہ نے انھیں بیدار کیا اور ان میں سے ایک اپنی قوم میں گیا اور ان کا قصہ بھی مشہور ہے۔

صاحب الحمار کی غیبت

صاحب الحمار ① کے قصے کو دیکھیے جو قرآن مجید میں نازل ہوا ہے۔ اہلِ کتاب کا خیال ہے کہ وہ اللہ کے ایک نبی تھے، اللہ نے ان پر برسوں موت کو طاری رکھا۔ پھر انھیں زندہ کیا تو ان کا کھانا اور پانی ذرا بھی خراب نہیں ہوا۔ بالکل اسی طرح رہا جیسا وہ گھر سے لے کر چلے تھے۔ ② یہ بھی خارقِ عادت قصہ ہے۔

جب یہ ہوسکتا ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے تو پھر امام صاحب الزمان علیہ السلام کی غیبت کیوں ناممکن ہے؟

بس اس سے وہی انکار کرسکتا ہے جو بے دین اور دہریہ ہو اور وہ ان تمام واقعات سے انکار کردے تو ہم اس سے غیبت پر بحث ہی نہیں کریں گے بلکہ ہم پہلے اصل توحید پر بات کریں گے۔ یہ گفتگو تو ہماری اہلِ توحید سے ہے جو سمجھتے ہیں کہ اللہ کی حکمت و قدرت کے تحت یہ تمام باتیں ہوئی ہیں۔ ہماری گفتگو اس سے ہے جو اسلام کا اقرار کرتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ اللہ کی تقدیر میں شامل ہے اور ہم اسے اس طرح کی مثالیں دکھا رہے ہیں۔

اس طرح کی اور بھی بہت ساری مثالیں ہیں جو ہم بیان کریں گے جن کو اصحاب سیر و تفریح کے فارس کے بادشاہوں کی اپنے اصحاب سے غیبت اور پھر ایک عرصے کے بعد پلٹنے اور ظاہر ہونے کی تحریک کی ہیں۔ اگرچہ ان کا تذکرہ قرآن میں نہیں ہے مگر تواریخ میں مذکور ہے۔ اسی طرح روم اور ہند کے حکماء کی ایک جماعت کی غیبت ہے ③ جو بالکل خارق عادات

---

① یعنی حضرت عزیرؑ: تفصیل کے لیے دیکھیے: تفسیر القمی: جلد ۱، ص ۹۰؛ العیاشی: جلد ۱، ص ۱۴۰، ح ۴۶۶؛ بحارالانوار: جلد ۱۴، ص ۳۵۹، ح ۱ و ص ۳۷۳، ح ۱۴؛ تاریخ طبری: جلد ۱، ص ۵۵۳

② الایقاظ من الهجعة: ۱۸۴، ح ۳۹؛ نیز رجوع کریں کتاب ہذا کی حدیث ۴۰۴ اور ۴۰۵ کی طرف۔

③ کمال الدین وتمام النعمة: ص ۶۴۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۵۳

بات ہے۔ ہم اس کا ذکر نہیں کر رہے ہیں کیونکہ ہمارا مخالف اسے رد کرسکتا ہے جو اس کی عادت ہے کہ وہ ان اخبار کو رد کردیتا ہے جو تواریخ میں مذکور ہیں۔

طویل عمر پانے والے افراد کا بیان

اگر کوئی یہ کہے کہ تم لوگوں کا دعویٰ ہے کہ تمھارے صاحب الزمان علیہ السلام کی خلافِ معمول اتنی طویل عمر ہے مگر اس کے باوجود کامل العقل، تمام القوت اور جوان ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ اس لیے کہ تم لوگوں کے قول کے مطابق وہ ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور اس وقت ۴۴۷ھ میں ان کا سنِ مبارک ایک سو اکیانویں سال ہے۔ صدیوں سے اب تک زندہ ہیں۔ اتنی طویل مدت کا تو کوئی انسان نہیں جو زندہ ہو اور خارقِ عادت تو صرف انبیاءؑ کے ہاتھوں ممکن ہے۔

ہم اس کا جواب دو طرح سے دیں گے:

پہلی بات یہ ہے کہ ہم اسے مانتے ہی نہیں ہیں کہ یہ بالکل خارقِ عادت اور ناممکن ہے اس لیے کہ ہم اس سے قبل ایسے لوگوں کی مثالیں پیش کرچکے ہیں جو ان سے زیادہ عرصے سے زندہ ہیں جیسے ہم نے حضرت خضرؑ اور اصحابِ کہف وغیرہ کا قصہ ذکر کیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق خود اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ پچاس کم ہزار سال اپنی قوم میں رہے۔ ① اور اصحابِ سیر کہتے ہیں کہ انھوں نے اس سے بھی زیادہ عمر پائی۔ ② اور اپنی قوم کو اللہ کی طرف دعوتِ حق دیتے رہے اور یہ مدت مذکور تو تبلیغِ دین کی ہے۔ اس کے بعد ساٹھ سال مزید زندہ رہے۔

جناب سلمان محمدیؓ

(85) وروى أصحاب الاخبار أن سلمان الفارسي رضي الله عنه لقي عيسى بن مريم عليه السلام وبقي إلى زمان نبينا صلى الله عليه وآله وسلم وخبره مشهور.

---

① سورۂ عنکبوت: آیت ۱۴

② امالی صدوق: ص ۴۱۳، ح ۷؛ کمال الدین: ص ۵۲۳، ح ۱؛ قصص الانبیاء راوندی: ص ۸۷، ح ۸۰؛ بحارالانوار: جلد ۱۱، ص ۲۸۵، ح ۲؛ الکافی: جلد ۸، ص ۲۸۴، ح ۴۲۹

Scanned with CamScanner

اصحاب اخبار نے روایت بیان کی ہے کہ جناب سلمان فارسی (محمدیؓ) حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ سے ملاقات کر چکے تھے اور ہمارے نبی (رسولِ خدا ﷺ) کے زمانے تک باقی رہے اور ان کی خبر مشہور ہے۔ ①

دجال

(86) وروی أصحاب الحدیث أن الدجال موجود وأنه کان فی عصر النبی صلی الله علیه وآله وسلم وأنه باق إلی الوقت الذی یخرج فیه وهو عدو الله.

اصحابِ حدیث نے روایت کیا ہے کہ دجال رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود تھا اور اس وقت تک باقی ہے جب کہ وہ خروج کرے گا اور وہ اللہ کا دشمن ہے۔ ②

پس جب یہ مصلحت ایک دشمن خدا کے لیے جائز ہے تو یہ اللہ کے دوست کے لیے کیے جائز نہیں ہے۔ تو یہ اعتراض محض دشمنی کی بنا پر ہے۔

لقمان بن عاد

(87) وروی من ذکر أخبار العرب أن لقمان بن عاد کان أطول الناس عمرا وأنه عاش ثلاثة آلاف سنة وخمسمائة سنة، ویقال: إنه عاش عمر سبعة أنسر، وکان یأخذ فرخ النسر الذکر فیجعله فی الجبل فیعیش النسر ما عاش، فإذا مات أخذ آخر فرباه حتی کان آخرها لبد، وکان أطولها عمرا، فقیل: طال العمر علی لبد وفیه یقول الأعشی.

لنفسك إذ تختار سبعة أنسر * إذا ما مضی نسر خلدت إلی نسر

① سیرت النبیؐ ابن ہشام: جلد ۱، ص ۲۳۶؛ کمال الدین: ص ۱۶۱، ح ۲۱؛ نفس الرحمٰن: ص ۱۶۴

② ظاہراً یہ ابن صیاد یا ابن صائد ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: مصنف عبدالرزاق: ص ۳۸۹/۱۱، ح ۲۸۱؛ المسند احمد حنبل: ۱۴۸/۲؛ صحیح البخاری: ۴۹/۸؛ صحیح مسلم: ۹۵/۴ح ، ۲۲۴۴؛ مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۵/ ۱۵۴؛ سنن ابن ماجہ: ۱۳۵/۲، ح ۴۰۷۴؛ تاریخ الطبری: ۱/ ۱۸

فعمر حتی خال أن نسوره * خلود وهل یبقی النفوس علی الدهر

وقال لأدناهن إذ حل ریشه * هلکت وأهلکت ابن عاد وما تدری

اخبارِ عرب کے ذکر میں روایت کیا گیا ہے کہ لقمان بن عاد لوگوں میں سب سے طویل عمر والے تھے اور وہ تین ہزار پانچ سو سال تک زندہ رہا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ سات عقابوں کی عمر تک زندہ رہا اور وہ عقاب کا بچہ پکڑتا اور اسے پہاڑ پر اپنی دیکھ بھال کے نیچے پالا کرتا تھا یہاں تک کہ وہ بوڑھا ہوتا اور مر جاتا تو پھر ایک اور پکڑ لیتا اور اس طرح اس نے سات کو تربیت کیا اور آخری بچے کا نام لبد تھا جو سب سے زیادہ طویل العمر تھا اور کہا گیا ہے کہ لبد کی طرح طویل عمر تھا اور اسی میں (عرب شاعر) اعشی نے شعر کہے ہیں:

لنفسك اذ تكتار سبعة انسر   اذا ما مطى نسر خلات الى نسر

فعهر حتى خال ان نسوره   خلود وهل يبقى النفوس على الدهر

وقال لادناهن اذ حل ريشه   هلكت واهلكت ابن عاد وما تدرى

"جب تم نے اپنے لیے سات عقاب اختیار کیے تھے اور جب عقاب مرتا تھا تو تم عقاب میں ہی زندہ رہتے تھے۔ یہ اتنی لمبی عمر رہا یہاں تک کہ لوگ خیال کرنے لگے کہ عقاب ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور کیا نفوس زمانے پر باقی رہتے تھے؟ اور آخری عقاب کے ساتھ جب اس کے پنکھ بڑھاپے کی وجہ سے گر پڑے تو اس نے کہا کہ تم نے فوت ہو کر ابن عاد کو بھی مروا دیا اور میں نہیں جانتا کہ تم نے کیا کیا؟" ①

ربیع بن ضبع

ان میں سے ایک ربیع بن ضبع بن وھب بن بغیض بن مالک بن سعد بن عبس بن فزارہ ہے جو تین سو چالیس تک زندہ رہا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۸۸؛ کمال الدین وتمام النعمۃ: ص ۵۵۹ (مثلہٗ)؛ کنز الفوائد کراجکی: ۲/ ۱۲۲ (بفرق الفاظ)۔ تقریب المعارف ابوالصلاح حلبی: ۲۰۸ (مختصراً)

روایت کیا گیا ہے وہ عبدالملک بن مروان کے زمانے تک زندہ رہا اور اس کی خبر مشہور و معروف ہے کہ مروان نے اس سے کہا: مجھے اپنی زندگی کے بارے میں بیان کرو۔

اس نے کہا: میں دوسو سال تک حضرت عیسیٰؑ کے مذہب پر (عیسائی) ہوکر زندہ رہا اور ایک سو بیس سال زمانۂ جاہلیت میں زندہ رہا اور ساٹھ سال اسلام کے زمانہ میں زندہ رہا۔

مروان نے اس سے کہا: تمھاری اچھی قسمت تمھارے ساتھ تھی۔ اس کے متعلق اخبار معروف ہیں کہ یہ وہ شخص جس نے تین سو سال کی عمر پر طعن کرتے ہوئے کہا:

اصبح منی الشباب قد حسراً   ان ینأعنی فقد ثوی عصرا

''مجھ پر جوانی کی سحر ہو اس کی حسرت ہے۔ بے شک میں روک دیا گیا ہوں اور زمانہ مجھ پر حاوی ہو چکا ہے''۔

اور اس کے ابیات معروف ہیں۔ اس نے کہا:

اذا کان الشتاء فادفؤنی   فانّ الشیخ یھدمه الشتاء

فاماحین یذھب کل قرّ   فسر بال خفیف او ردآء

اذا عاش الفتی مأتین عاماً   فقد اودی المسرة والفتاء

''جب موسم سرد ہوتا ہے تو تمھیں مجھ کو گرم کرنا چاہیے کیونکہ سرد موسم ہمیشہ بوڑھوں کے لیے مہلک ثابت ہوتا ہے اور جب یہ موسم چلا جاتا ہے تو صرف ایک پتلون اور چادر ہی کافی ہوتی ہے۔ جب ایک جوان دوسو سال زندہ رہتا ہے تو اس کی خواہشات اور جوانی غائب ہوجاتی ہے''۔ ①

مستوغر بن ربیعہ

ان میں سے مستوغر بن ربیعہ بن کعب بن زید بن مناہ بھی ہے جو تین سو تیس سال تک زندہ رہا حتیٰ کہ اس نے کہا:

ولقد سئمت من الحیاة وطولھا   وعمرت من السنین سنینا

① بحارالانوار: جلد۵۱،ص۲۸۹؛ امالی المرتضیٰ: جلد۱،ص ۲۵۳؛ کمال الدین: ص۵۴۹، ح۱۷ (مختصراً)

مائة اتت من بعدھا مائتان لی   وعمرت من عدد الشھود سنین

ھل ما بقی الله کما قدفاتنا   یوم یکرّ ولیلة تحدونا

''میں زندگی سے تنگ آچکا ہوں اور اس کے طویل ہونے سے کہ میں سالوں کے بعد سالوں زندہ رہا۔ میں نے سال اس طرح گنے جیسے کوئی مہینے گنتا ہے۔ کیا کچھ باقی ہے مگر یہ کہ ہم جیسے گزار چکے ہیں۔ دن تکرار کے ساتھ گزر رہے ہیں اور راتیں ہماری عمر کو محدود کر رہی ہیں''۔ ①

اکثم بن صیفی الاسدی

ان میں سے اکثم بن صیفی الاسدی بھی ہے جو تین سو تیس سال تک زندہ رہا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے کو پایا اور آپؐ پر ایمان لے آیا لیکن آپؐ سے ملنے سے پہلے فوت ہوگیا اور اس کے متعلق کثیر اخبار، حکایات اور مثالیں موجود ہیں۔ اس نے کہا:

وان امرأً قد عاش تسعین حجة   الی مائة لم یسأم العیش جاھل

خلت مائتان غیر ستّ واربع   وذٰلك من عدّ اللیالی قلاتل

''یقیناً ایک آدمی کو نوے سال کی زندگی گزارنی چاہیے۔ اس میں مزید ایک سو سال بڑھ جائے تو جاہل زندگی سے محتاط نہیں ہوتا۔ اور اگر دوسو برسوں میں سے چھے یا چار نکالے جائیں تو ایک سو نوے باقی رہتے ہیں اور یہ تب ہے جب راتیں بھی گنی جائیں''۔ ②

صیفی بن ریاح

اکثم کا والد صیفی بن ریاح بن اکثم بھی معمر ترین لوگوں میں سے ہے جو دوسو ستر سال زندہ رہا لیکن اس کی عقل میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ وہ اپنی رواداری اور دانشمندی کے لیے معروف

① بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۲۶۴؛ امالی المرتضیٰ: جلد۱،ص ۲۳۴؛ کنزالفوائد: جلد۲،ص ۱۲۳؛ تقریب المعارف حلبی: ص۲۰۹ (بفرق الفاظ)

② بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۲۴۷؛ کمال الدین: ص ۵۷۰؛ تقریب المعارف: ۲۱۲

Scanned with CamScanner

تھا۔ جیسا کہ ایک شاعر متلمس یشکری [1] نے اس کے بارے میں کہا:

لذی الحلم قبل الیوم ما تقرع العصا　　وما علّم الانسان إلّا لیعلما

"وہ حلم والا ہے اور اس کی مہربانی اور شفقت اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ وہ انسان کچھ نہیں جانتا تھا جو اس نے دوسروں کو نہیں سکھایا تھا"۔ [2]

ضبیرہ بن سعید

ان میں سے ضبیرہ بن سعید بن سعد بن سہم بن عمرو ہے۔ وہ دوسو بیس سال تک زندہ رہا اور اس پر لاشعوری کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ وہ زمانہ اسلام تک زندہ رہا لیکن اس نے اسلام قبول نہیں کیا۔

ابوحاتم ریاشی [3] نے عتبی [4] سے روایت کیا ہے، اس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ ضبیرہ سہمی دوسو بیس سال کی عمر میں فوت ہوا لیکن نہ تو اس کے بال سفید ہوئے اور نہ ہی اس کے دانتوں کو کچھ ہوا اور بالکل صحیح تھے۔ اس کے چچازاد بھائی قیس بن عدی نے اس کے متعلق کہا ہے:

من یأمن الحدثان بعد　　صبیرة السهمی ماتا
سبقت منیته المشیب　　وکان میتته اختلافا
فتزوّدوا لا تهلکوا　　من دُون اهلکم خفاتا

"ضبیرہ سہمی کے بعد کون ہے جس کو حادثات سے امن میں رہنا چاہیے جو دوسو سال تک زندہ رہا؟ اس نے بڑھاپے میں فوقیت حاصل کی، جوانی کی

---

[1] اس کا نام جریر بن عبدالمسیح بن عبداللہ بن دوض ہے۔ (دیکھیے: الآغانی: ۲۴/۲۶۰، طبقات الشعراء)

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۸۹؛ تقریب المعارف: ص ۲۱۳؛ کمال الدین: ص ۵۷۰

[3] اس کا نام ابوالفضل عباس بن الفرج الریاشی النحوی اللغوی ہے۔ یہ علوی صاحب الزنج کے زمانے میں بصرہ کی جامع مسجد میں ۲۵۷ھ میں قتل ہوا۔ (دیکھیے: الانساب)

[4] اس کا نام محمد بن عبیداللہ بن معاویہ ابوعبدالرحمٰن ہے۔ یہ بصرہ کا اخباری شخص تھا۔ اس سے ابوحاتم سجستانی اور ابوالفضل الریاشی نے روایت کی ہے۔ یہ ۲۲۸ھ میں فوت ہوا۔

زندگی بسر کی اور ایک حادثاتی موت کا شکار ہوگیا۔ چنانچہ اے لوگو! اپنا رزق جمع کرو جیسا کہ تمھیں مرجانا ہے اور تمھیں تمھارے خاندان کے بغیر جانا پڑے گا"۔ [1]

درید بن صمہ جشمی

ان میں سے درید بن الصمہ الجشمی بھی ہے۔ یہ دوسو سال تک زندہ رہا۔ اس نے زمانہ اسلام پایا لیکن اسلام قبول نہیں کیا۔ یہ حنین کے دن مشرکین کا سرغنہ تھا اور سب سے آگے آگے تھا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑنے کے لیے آیا اور اسی دن قتل ہوگیا۔ [2]

محصن بن غسان

ان میں سے محصن بن غسان بن ظالم الزبیدی بھی ہے۔ یہ دوسو چھپن سال زندہ رہا۔ [3]

عمرو بن حممہ الدوسی

ان میں عمرو بن حممہ الدوسی بھی ہے جو چارسو سال تک زندہ رہا۔ یہ وہ ہے جس نے کہا:

کبرت وطال عمر حتی کانني　　سلیم افساع لیلة غیر مودع
فما الموت افنانی ولکن تتابعت　　علی سنون من مصیف و مربع
ثلاث مئات قد مررن کواملا　　وها انا هذا ارنجی منه اربع

"میں بوڑھا ہوگیا ہوں اور میری عمر اتنی لمبی ہے کہ جیسے مجھے سانپ نے ڈنگ مارا ہے جو ابھی تک مرا نہیں۔ اس طرح موت نے مجھے تباہ نہیں کیا اور مَیں تباہ نہیں ہوا؟ لیکن بہار اور گرمی کے موسم کے سال مجھ پر گزرے۔ میں نے یقیناً تین سو سال پیچھے چھوڑ دیے ہیں اور مجھے اُمید

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۸۹؛ کنز الفوائد کراجکی: جلد ۲، ص ۱۲۵؛ المعمرین والوصایا ابوحاتم: ۲۵؛ تقریب المعارف: ص ۲۱۳

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۸۹؛ کنز الفوائد: جلد ۲، ص ۱۲۶؛ الفصول العشرہ فی الغیبۃ شیخ مفید: ص ۲۶

[3] ایضاً

Scanned with CamScanner

ہے کہ چارسو سال زندہ رہوں گا"۔ [1]

حارث بن مضاض الجرھمی

ان میں سے حارث بن مضاض الجرھمی بھی ہے جو چارسو سال تک زندہ رہا۔ اس نے کہا:

کان لم یکن بین الحجون الی الصفا انیس ولم یسمر بمکه سامر
بلی نحن کنا اھلھا فأبادنا صروف اللیالی والجد والعواثر

"حجون کے درمیان اور صفا تک کوئی بھی ایسا نہیں تھا جو عبادت کرنے والا ہوتا جس نے راتیں عبادت میں گزاریں۔ ہاں، ہم مکہ کے عبادت گزاروں میں سے ہیں۔ ہم دن اور رات کو عبادت میں صرف کرتے ہیں"۔ [2]

عبدالمسیح بن بقیلہ الغسانی

ان میں سے عبدالمسیح بن بقیلہ الغسانی بھی ہے۔ کلبی اور ابوعبیدہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یہ تین سو پچاس سال زندہ رہا۔ اس نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن اسلام قبول نہیں کیا اور نصرانی تھا اور اس کی خبر خالد بن ولید کے ساتھ مشہور ہے۔ جب وہ حیرہ میں اُترا تو اس نے اس سے کہا: تمھاری عمر کیا ہے؟

اس نے کہا: تین سو پچاس سال۔

اس نے پوچھا: تُو نے اسے کیسے پایا؟

اس نے کہا: اس جگہ (یعنی صحرا حیرہ میں جہاں ایک وقت سمندر تھا) میں نے داخل کے قریب کشتیوں کو لنگر انداز کرتے دیکھا ہے اور حیرہ کی ایک عورت کے سر پر ایک بوری اُٹھائی ہوئی تھی اور اس کے پاس روٹی کا صرف ایک ٹکڑا تھا اور وہ شام جارہی تھی اور اب یہ علاقہ بنجر ہو چکا ہے اور لوگوں اور شہروں کے سلسلے میں اللہ کا یہی عمل ہے۔ اس نے یہ شعر بھی کہے:

---

[1] بحارالانوار: جلد۵۱، ص۲۸۹؛ تقریب المعارف: ص۲۰۸؛ کنزالفوائد کراجکی: جلد ۲، ص۱۲۶

[2] بحارالانوار: جلد۵۱، ص۲۸۹؛ تقریب المعارف: ص۲۱۳؛ کنزالفوائد: جلد ۲، ص۱۲۸؛ المعمرین والوصایا: ص۷

والناس ابناء علّات فمن علموا ان قد اقلّ فمجفو ومحقور
وھم بنون لام ان راو انشبأ فذاك بالغیب محفوظ ومحصور

"لوگ مختلف رحموں کے بچے ہیں اور جب وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی مشکل اور غربت والی زندگی گزار رہا ہے وہ اسے قتل اور محقور کرتے ہیں۔ اور جب وہ کسی کی دولت اور خوش حالی دیکھتے ہیں تو وہ اس کے خونی بھائی بن جاتے ہیں اور اس طرح کی منافقانہ باتیں غیب کے دائرے میں تحریر اور محفوظ رہتی ہیں"۔ [1]

نابغہ الجعدی

ان میں سے نابغہ الجعدی بھی ہے جو بنی عامر بن صعصعہ میں سے ہے اور اس کی کنیت ابولیلیٰ ہے۔

ابوحاتم سجستانی [2] نے کہا ہے: نابغہ الجعدی نے نابغہ الذبیانی سے زیادہ عمر پائی اور روایت کیا گیا ہے کہ وہ اس پر فخر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا اور آپؐ کے لیے یہ اشعار کہے:

بلغنا السّمآء مجدنا وجدودنا وانّا لنرجو فوق ذٰلك مظھرًا

"ہماری عظمت اور شرافت آسمانوں تک پہنچی ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہ اس سے آگے بڑھ جائے گی"۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے ابالیلیٰ! کہاں تک بڑھ جائے گی؟

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جنت تک۔

آپؐ نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو بلند ہوگی۔

پھر میں نے یہ اشعار کہے:

---

[1] بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۲۸۹؛ امالی المرتضیٰ: جلد۱، ص ۲۶۰؛ تقریب المعارف: ص ۲۱۱؛ المعمرین والوصایا: ص ۴۷

[2] اس کا نام سھل بن محمد بن عثمان بن یزید الجشمی تھا۔ یہ علمائے لغت کے بزرگ اور اہل بصرہ کے شعراء میں سے تھا۔

Scanned with CamScanner

ولا خیر فی حلم اذا لم یکن له   بوادر تحمی صفوه ان یکدّر
ولا خیر فی جهل اذا لم یکن له   حلیم اذاما اورد الامر اصدرا

"حلم میں کوئی اچھائی نہیں ہے جبکہ وہ بُرائی اور غصے کے ساتھ نہ ہو یہاں تک کہ پاکیزگی برداشت اور غصے کی موت کو داغدار نہیں کرتی ہے۔ اور جاہلیت میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ جب یہ تحمل اور رواداری کے ساتھ نہیں ہوتی تو یہ اس کے لیے رحم دلی اور رواداری کے ساتھ کوئی ترمیم نہیں کرتی"۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: اللہ تمھیں نوازے۔

کہا گیا ہے کہ یہ ایک سو بیس سال تک زندہ رہا اور اس کا ایک بھی دانت نہیں گرا۔

ان میں سے ایک کا کہنا ہے کہ میں نے اسے اسی سال کی عمر میں دیکھا تو اس کے دانت بالکل ٹھیک تھے اور اگر ایک دانت گر جاتا تو وہاں دوسرا نکل آتا اور وہ دانتوں کے حوالے سے سب سے بہتر تھا۔ ①

ابوالطمحان القینی

ان میں سے ابوالطمحان القینی ہے جو بنی کنانہ بن قین میں سے تھا۔

ابوحاتم نے کہا کہ ابوالطمحان القینی جو کہ بنی کنانہ میں سے تھا، دو سال تک زندہ رہا اور اس نے کہا:

جنتنی جانیات الدهر حتی کانی   خاتل ادنو لصید
قصیر الخطو یحسب من رانی   ولست مقیداً انی بقید

"نہ خوش حالی اور نہ ہی عمر کی مشکلات نے مجھے کمزور کیا ہے۔ اس طرح سے جیسے کہ میں جانور مارنے اور شکار کرنے کو تیار ہوں۔ بڑھاپے کی شدت

① بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۲۸۲؛ امالی المرتضیٰ: جلد۱، ص ۲۶۳؛ تقریب المعارف: ص ۲۱۲؛ المعمرین والوصایا: ص۸۱؛ اخبار اصفہان: جلد۱، ص ۴۷

کی وجہ سے مَیں اس طرح کے چھوٹے قدم اُٹھاتا ہوں کہ اگر وہ مجھے دیکھیں گے تو وہ یہ سوچیں گے کہ میری ٹانگیں زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں"۔

اس کی خبریں اور اس کے اشعار مشہور ہیں۔ ①

ذوالاصبع العدوانی

ان میں سے ذوالاصبع العدوانی ہے۔

ابوحاتم نے کہا کہ وہ تین سو سال تک زندہ رہا اور وہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے حکام میں سے تھا۔ اس کے متعلق خبریں، اس کے اشعار اور اس کی حکایات مشہور ہیں۔ ②

زہیر بن جناب الحمیر ی

ان میں سے زہیر بن جناب الحمیر ی ہیں۔ ہم طوالت کی وجہ سے اس کا نسب ذکر نہیں کریں گے۔

ابوحاتم نے کہا: زہیر بن جناب دو سو بیس سال زندہ رہا اور دو سو بیس لڑائیوں میں حصّہ لیا اور وہ اپنی قوم میں سردار بن کر زندہ رہا۔

کہا گیا ہے کہ اس کی دس خصوصیات ایسی تھیں جو اس کے زمانے میں کسی اور میں نہ تھیں۔ وہ اپنی قوم کا سردار تھا، وہ ان سب میں شریف تھا، وہ ان سب میں خطیب تھا، وہ ان سب کا شاعر تھا، وہ بادشاہوں کی طرف وفد لے کر جاتا تھا (یعنی سفیر تھا)۔ اور وہ ان میں طبیب تھا اور طب اس زمانے میں ایک شرف تھا۔ وہ اپنی قوم میں راحت پسند تھا اور وہ کاہن تھا۔ وہ اپنی قوم کا زبردست جنگجو تھا۔

ان میں اس کے لیے ایک گھر تھا اور اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے کہا:

اے میرے بیٹے! واقعی میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ مجھے بہت لمبی زندگی دی گئی ہے، مجھے اچھا تجربہ ملا ہے اور میں ایک ماہر بن گیا ہوں۔ اس طرح یاد رکھیں کہ میں کیا کہتا ہوں ایسا نہ ہو

① بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۲۷۸؛ امالی المرتضیٰ: جلد۱، ص ۲۵۷

② بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۲۷۰؛ امالی المرتضیٰ: جلد۱، ص ۲۴۴؛ تقریب المعارف: ص ۲۱۰

Scanned with CamScanner

کہ مشکلات کے وقت تمھیں بدنام کیا جائے۔ جب مشکل وقت ہوتا ہے تو ایسا نہ ہو کہ تم ایک دوسرے کو معاف کردیتے ہو اور دوسروں کی خواہشات کو پورا نہیں کرتے کیونکہ تمھارے لیے یہ معاملہ بڑی پریشانی اور رنج کا باعث بنتا ہے اور دشمنوں کو مذمت کا موقع دیتا ہے اور تم کو رب سے مشکوک بنا دیتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے مغرور ہو جاؤ اور یہ خیال کرو کہ تم سلامتی میں ہو۔ ہر وہ قوم جس نے سانحوں کو ہلکا پھلکا لیا۔ وہ انھی میں شامل ہو جاتی ہے لہٰذا سانحوں کو سنجیدگی سے لو جیسا کہ دنیا میں ہے۔ انسان اس طرح نشانے پر ہے کہ تیراندازوں نے سانحات کو نشانہ لگایا ہوتا ہے اور وہ اس کی جانب تیراندازی کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ دائیں اور بائیں سے تیر چلاتے ہیں اور آخرکار سانحات کے تیر اسے زخمی کردیتے ہیں اور اس کے اقوال اور اسی طرح اس کے اشعار معروف ہیں۔ (1)

دوید بن نہد

ان میں سے دوید بن نہد بن زید بن اسود بن اسلم۔ ابوحاتم نے کہا ہے کہ دوید بن زید چارسو سال زندہ رہا اور اس کی وصیت معروف اور اس کے اخبار مشہور ہیں اور اس کے اشعار میں سے یہ بھی ہے:

القی علی الدھر رجلًا ویدًا والدھر ما اصلح یوماً افسدا
یفسد ما اصلحه الیوم غداً

"وقت کے ساتھ ساتھ میرے اعضاء کو بے کار کردیا گیا ہے اور جو کچھ
اس دور میں بہتر ہوا ہے ایک اور دن اس کو خراب کردے گا کیونکہ اس میں
آج جو بہتری آئی ہے کل اسے تباہ کردے گی"۔ (2)

---

(1) بحارالانوار: جلد ۱۵، ص ۲۶۷؛ امالی المرتضیٰ: جلد ۱، ص ۲۳۸؛ المعمرین والوصایا: ص ۳۱؛ تقریب المعارف: ص ۲۱۰؛ کنزالفوائد: جلد ۲، ص ۱۲۷؛ طبقات الشعراء ابن قتیبہ: ص ۲۳۰

(2) بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۶۵؛ امالی المرتضیٰ: جلد ۱، ص ۲۳۶؛ تقریب المعارف: ص ۲۰۹؛ کنزالفوائد: جلد ۲، ص ۱۲۵

حارث بن کعب

ان میں سے حارث بن کعب بن عمرو بن وعلہ المذحجی ہے اور مذحج مالک بن ادد کی والدہ تھی اور اس کے نام رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک پہاڑی پر پیدا ہوئی تھی جسے مذحج کہا جاتا تھا۔ ابوحاتم نے کہا ہے کہ جب حارث بن کعب مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور کہا: میرے بچو! میں ایک سو ساٹھ کی عمر کو پہنچ چکا ہوں لیکن اب تک میں نے کسی غدار کے ساتھ صلح نہیں کی ہے اور نہ ہی کسی فاسق یا کافر سے دوستی کی ہے اور نہ ہی چچا کی بیٹیوں (کزنز) اور بہنوں (یا بیٹوں کی بیویوں) سے کبھی چھیڑ چھاڑ کی ہے۔ میں نے اپنے گھر میں ڈھیلے کردار کی عورت کو کبھی نہیں رکھا۔ میں نے اپنے دوستوں کے راز کو کبھی فاش نہیں کیا۔ میں جنابِ شعیبؑ کے مذہب کی پیروی کرتا ہوں اور میرے، اسد بن خزیمہ اور تمیم بن مر کے علاوہ کوئی بھی اس مذہب پر نہیں ہے۔ پس میری وصیت کو یاد رکھو اور اپنی شریعت پر مرو، اپنے ربّ سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ ہر طرح سے تمھارے لیے کافی ہے۔ کبھی بھی اس کی نافرمانی نہ کرو ورنہ تم تباہ ہو جاؤ گے اور تمھارا شہر اور ٹھکانہ تمھاری تباہی سے گھبرائے گا۔

میرے بچو! متحد رہو اور تم کو کبھی بھی تکرار میں نہیں پڑنا چاہیے، بغیر کسی شک کے ذلت اور عاجزی کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے۔ جو مقدر ہوتا ہے وہ آجاتا ہے۔ ہر چیز دو طرح کی ہے۔ اسی طرح وقت بھی دو طرح کا ہے۔ خوشحالی کا وقت اور پریشانیوں کا وقت۔ لوگ بھی دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک طرح سے تم کو فائدہ ہوگا اور دوسرا تم کو نقصان پہنچائے گا۔ یہ بھی یاد رکھو کہ تمھیں شادی ایسی عورت سے کرنی چاہیے جو تمھاری کفو ہو اور پاک و پاکیزہ ہو۔ بیکار لڑکیوں سے پرہیز کرو کیونکہ ان کے معاملات بیکار ہوں گے۔ رشتوں کو منقطع کرنے والوں کو کبھی سکون نہیں ملے گا۔

اور جب قوم اختلاف کرے تو ان کی دشمنی ممکن ہے یہی وجہ ہے کہ اگر تم ان کی مخالفت کرتے رہے تو وہ تمھارے دشمن بن جائیں گے۔ اس سے قطع نظر کہ تم کتنے بھی ہو، اگر تمھارا اتحاد نہیں ہے تو تم کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے، برائی سے بدلہ لینا برائی میں شریک ہونا ہے۔ گناہوں نے اچھے کاموں کو ختم کردیا ہے۔ تعلقات کو توڑنا غم

Scanned with CamScanner

پیدا کرتا ہے۔ بے عزتی نعمتوں کو تباہ کرتی ہے۔ والدین کا انکار کرنا تباہی کا باعث ہوتا ہے اس سے آبادی کم ہوتی ہے اور مکانات تباہ ہوجاتے ہیں۔ خراب سلوک سے فوائد کم ہوجاتے ہیں، باہمی دشمنی علیحدگی کا سبب بنتی ہے۔

پھر اس نے یہ اشعار کہے:

اکلت شبابی فافنیته وافنیت بعد دهور دهورًا
ثلاثة اهلین صاحبتهم فبادوا فاصبحت شیخا کبیراً
قلیل الطام عسیر القیام قد ترك الدهر خطوی قصیراً
ابیت اراعی نجوم السّماء اقلب امری بطونًا ظهوراً

"میں نے اپنی جوانی کا وقت گزارا اور میں نے اسے ضائع کیا اور میں نے ایک دن دوسرے کے ساتھ تباہ کیا۔ میں تین بیویوں کے ساتھ رہتا تھا اور ان سب کا انتقال ہوچکا ہے اور مَیں بوڑھا ہوچکا ہوں۔ میرا کھانا کم ہے اور میرے اُٹھنے میں دشواری کا سامنا ہے اور طویل عمر نے میرے مراحل کو مختصر کردیا ہے۔ میں راتوں کو بیدار رہتا ہوں اور ستاروں کا مشاہدہ کرتا ہوں اور اپنی زندگی کے پوشیدہ اور ظاہر پہلوؤں پر غور کرتا ہوں"۔ [1]

یہ عربوں کی کچھ ایسی مثالیں تھیں جن کو طویل عرصے تک زندگی گزارنے کی خوش نصیبی تھی اور ان کی خبریں تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

فارس کے معمر ترین لوگ

رہے اہلِ فارس تو ان کا گمان ہے کہ ماضی میں ان کے کچھ حکمران تھے جنھوں نے طویل عمریں پائیں۔

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۶۲؛ امالی المرتضیٰ: جلد ۱، ص ۲۳۲؛ تقریب المعارف: ص ۲۰۹؛ کنزالفوائد: جلد ۲، ص ۱۲۸

ضحاک

پس وہ روایت کرتے ہیں کہ ضحاک دو سانپوں والا بارہ سو سال تک زندہ رہا۔

افریدون عادل

افریدون عادل ایک ہزار سال سے زیادہ زندہ رہا۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ جس نے مہرجان کا میلہ لگایا وہ پچیس سو سال تک زندہ رہا۔ اس کے بعد وہ اپنے لوگوں سے چھ سو سال تک غائب رہا۔ [1]

اس کے علاوہ بھی ان کی کتابوں میں ایسے لوگوں کا ذکر موجود ہے لیکن ہم ان کے ذکر سے کتاب کو طول نہیں دے رہے پس جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس کے بعد یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ امام زمانہؑ کی طویل عمر خارقِ عادت بات ہے؟

عرب کے معمر ترین اشخاص

یعرب بن قحطان

اس کا نام ربیعہ تھا۔ وہ عربی بولنے والا پہلا شخص تھا۔

ابوالحسن نسابہ اصفہانی نے اپنی کتاب "الفرع والشجر" میں ذکر کیا ہے کہ یہ دو سو سال تک بادشاہ رہا اور وہ یمنی نژاد تھا۔ وہ اسی طرح تھا جیسے عدنان تھوڑے فرق کے ساتھ حجاز میں تھا۔ [2]

عمرو بن عامر

ان میں سے عمرو بن عامر مزیقیا ہے۔

اصفہانی نے عبدالمجید بن ابی عیس الانصاری اور شرقی بن قطامی سے روایت کی ہے کہ وہ آٹھ سو سال تک زندہ رہا۔ چار سو سال اپنے والد کی زندگی میں اور چار سو سال بعد میں جب وہ بادشاہ تھا۔ اس کا معمول تھا کہ وہ ہر روز دو طرح کے لباس پہنتا تھا اور ہر رات وہ اپنے

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۰؛ تاریخ طبری: جلد ۱، ص ۱۹۴؛ تاریخ الیعقوبی: جلد ۱، ص ۱۵۸
[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۰؛ التنبیہ والاشراف: ص ۷۰، اخبار الطوال

کپڑے پھاڑ دیتا تھا تا کہ کوئی دوسرا ان کو نہ پہن سکے اس لیے وہ مزیقیا (آنسو بہانے والا) کے نام سے جانا جاتا تھا۔

کہا گیا ہے کہ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا کیونکہ اس کے عہدِ حکومت میں ازد کے لوگ دنیا کے مختلف حصوں میں ہجرت کر گئے تھے۔ عمرو زمین سبا کا حکمران تھا۔ کاہنوں نے اسے بتایا کہ ارم کے سیلاب سے اس کا ملک تباہ ہوجائے گا چنانچہ اس نے اپنی زمین بیچی اپنی رعایا کے ساتھ کسی اور جگہ ہجرت کر لی۔ لہٰذا ازد اور انصار کے تمام قبائل اس کی اولاد ہیں۔ [1]

جلہمہ بن ادد

ان میں سے جلہمہ بن ادد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان بن یعرب ہے اور یہ جلہمہ طے بھی کہلاتا ہے اور طی (قبیلہ) سب اسی کی طرف منسوب ہیں اور اس کی خبر طویل شرح رکھتی ہے۔ اس کا ایک بھتیجا تھا جسے یحاجر بن مالک بن ادد کہا جاتا ہے اور ان میں سے ہر ایک پانچ سو سال تک زندہ رہا اور چراگاہ کی اراضی کے سلسلے میں ان کے مابین لڑائی چلتی رہی۔ جلہمہ نے سوچا کہ اس طرح اس کا سارا قبیلہ تباہ ہوجائے گا لہٰذا وہ وہاں سے چلا گیا اور ایک بہت بڑا فاصلہ طے کیا اس لیے اسے طی کہا جانے لگا۔ وہ طی میں دو پہاڑوں کا مالک تھا جن کو اجا اور سلمی کہا جاتا تھا۔ اس کی خبر بھی طویل اور معروف ہے۔ [2]

عمرو بن لُحی

ان میں سے عمرو بن لُحی ہے اس کا نام ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیا ہے۔ علمائے خزاعہ کے قول کے مطابق خزاعہ اور جرہم کی لڑائی میں وہ خزاعہ کا سردار تھا۔ اس نے سائبہ، وصیلہ اور الحام کے رسم و رواج کا آغاز کیا تھا۔ اس نے ہبل اور منات دونوں بتوں کو شام سے مکہ منتقل کیا اور ان کو عبادت کے لیے وضع کیا۔ اس نے ہبل کو خزیمہ بن مدرکہ کے سپرد کردیا۔ اسی وجہ سے اس کو ہبل خزیمہ کہا جانے لگا۔ اس نے منات کو ابوقبیس (پہاڑ) پر نصب کر دیا۔ یہ پہلا شخص تھا

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۰؛ کمال الدین: ص ۵۶۰ (مختصراً)؛ سیرت النبویہ: جلد ۱، ص ۱۳

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۱؛ معمرین والوصایا: ص ۴۵

جو نرد کا کھیل لے کر آیا جس کو لوگ کعبہ کے اندر اور اردگرد صبح و شام کھیلتے رہتے تھے۔ [1]

عمرو بن لحی

(88) فَرُوِیَ عَنِ اَلنَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَ آلِهِ أَنَّهُ قَالَ: رُفِعْتُ إِلَی اَلنَّارِ فَرَأَیْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ رَجُلاً قَصِیراً أَحْمَرَ أَزْرَقَ یَجُرُّ قَصَبَهُ فِی اَلنَّارِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قِیلَ عَمْرُو بْنُ لُحَیٍّ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: معراج پر مجھے جہنم کی طرف لے جایا گیا تو میں نے عمرو بن لحی ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پستہ قد زرد رنگ جہنم میں اپنا ڈنڈا چلا رہا ہے۔

میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟

کہا گیا: یہ عمرو بن لحی ہے اور اس نے کعبہ کے ساتھ وہی سلوک کیا تھا جو جرہم کیا کرتا تھا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہوگیا اور یہ تین سو پینتالیس سال تک زندہ رہا اور اس کی اولاد ایک ہزار جنگجوؤں تک جا پہنچی تھی اور اس کا ذکر مقاتل (تاریخ ذرائع) میں موجود ہے۔ [2]

پس اگر ہمارا مخالف اسے علمِ نجوم اور ماہرین طبیعات سے اس کو ناممکن سمجھتا ہے تو پھر کلام اس سوال کی بنیاد کے بارے میں ہے۔ دنیا ایک تخلیق ہے اور اس کا ایک تخلیق کار ہے جس نے مختصر اور لمبی زندگی کے اصول طے کیے ہیں اور اس پر قادر ہے کہ اسے طویل کرے یا اس کو لے لے۔ پس جب یہ واضح ہوجائے تو کلام آسان ہوجاتا ہے۔

اگر ہمارا مخالف اسے قبول کرتا ہے لیکن کہتا ہے کہ یہ عام معمولات سے باہر ہے تو ہم پہلے ہی جواب دے چکے ہیں کہ تمام عام واقعات سے باہر نہیں ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے عام واقعات کی حدود سے باہر ہے۔

ہم پوچھیں گے تو اس میں کیا حرج ہے؟

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ اس طرح کے واقعات سوائے انبیاءؑ کے زمانے کے ممکن نہیں ہیں۔

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۱

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۱؛ السیرۃ النبویہ: جلد ۱، ص ۷۸

Scanned with CamScanner

ہم کہیں گے کہ ہم اس پر نزاع کریں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ غیر معمولی واقعات انبیاءؑ، ائمہؑ اور صالحین کے ہاتھوں پر ہوسکتے ہیں۔ اکثر اصحاب حدیث اسے جائز سمجھتے ہیں اور اکثر معتزلہ اور حشویہ بھی تسلیم کرتے ہیں اور اگر وہ اسے کرامات کہتے ہیں تو یہ صرف الفاظ میں فرق ہے۔ ہم نے اپنی کتابوں میں ان واقعات کا امکان ثابت کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ معجزات جس کے ہاتھ پر ظاہر ہوتے ہیں اس کی صداقت ثابت کرتے ہیں اور ہم نے جان لیا ہے کہ وہ یا تو نبی ہوگا یا امام یا صالحین میں سے ہوگا۔ اور ہم نے ان تمام شکوک وشبہات کا جواب اپنی کتابوں میں دے دیا ہے جو وہ اس سلسلے میں پیدا کرتے ہیں اور ان کو یہاں ذکر کرکے گفتگو کو طویل نہیں کرنا چاہتے۔ [1]

(89) ووجدت بخط الشريف الاجل الرضى أبى الحسن محمد بن الحسين الموسوى رضى الله عنه تعليقا فى تقاويم جمعها مؤرخا بيوم الاحد الخامس عشر من المحرم سنة إحدى وثمانين وثلاثمائة أنه ذكر له حال شيخ فى باب الشام قد جاوز المائة وأربعين سنة. فركبت إليه حتى تأملته وحملته إلى القرب من دارى بالكرخ. وكان أعجوبة. شاهد الحسن بن على بن محمد بن على الرضا عليهم السلام أبا القائم عليه السلام ووصف صفته إلى غير ذلك من العجائب التى شاهدها. هذه حكاية خطه بعينها.

میں نے شریف الاجل الرضی ابی الحسن محمد بن حسین الموسوی کی مؤرخہ ۱۵ محرم ۳۳۱ھ بروز اتوار کی ایک تحریر دیکھی جس میں انھوں نے شام کے ایک دیرینہ شخص کا بیان کیا جس نے ایک سو چالیس سال کی عمر کو عبور کیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے جانور کو باندھا اور اس کی طرف گیا اور بہت کوشش کے بعد اسے پایا۔ میں نے کرخ میں واقع اپنے گھر کے قریب اس سے ملاقات کی۔ وہ ایک حیران کن شخص تھا اور وہ امام قائمؑ کے والدِ بزرگوار امام حسن بن علی بن محمد بن علی الرضاؑ کو دیکھ چکا تھا لہٰذا اس نے امامؑ کی عمدہ خصوصیات بیان

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۰۶

کیں۔ یہ واقعہ دیکھنا ایک عجیب بات تھی جس کو انھوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا تھا۔ [1]

رہی بات جسم کی کمزوری اور وہ کمزوری جو وقت اور بڑھاپے کے ساتھ آتی ہے وہ ناگزیر نہیں ہے۔ اللہ نے یہ عام طریقہ مقرر کیا ہے کہ جس سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ آتی جاتی ہے۔ یہ بہرحال ضروری نہیں ہے اور خدا اس قابل ہے کہ اس نے جو نمونہ مقرر کیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے۔

اگر یہ قبول کرلیا جاتا ہے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ طویل زندگی کا رجحان ممکن ہے۔ ہم نے ان لوگوں کے بیانیے درج کیے ہیں جو وقت گزرنے اور بڑھاپے کے ساتھ تبدیل نہیں ہوئے تھے۔ جو یہ مانتا ہے کہ اللہ مومنین کو ہمیشہ کے لیے جنّت میں آباد کرے گا اور وہ کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے تو وہ اس بات کو کیسے رد کرسکتا ہے؟

وہ لوگ جو اس ضمن میں ہمارے مخالف ہیں اور ان چیزوں سے انکار کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ستاروں کے اثرات ہوتے ہیں اور اس سلسلے میں ہمارے مخالف ہیں وہ سب صاحبانِ شریعت میں سے ہیں تو کئی شواہد کی بنا پر ان کا دعویٰ باطل ہے لہٰذا ان حالات کے مطابق شبہات کی تمام وجوہات بے بنیاد اور ناقابلِ یقین ہیں۔

امام زمانہؑ کی امامت پر ایک اور دلیل

ایک اور دلیل جو امام صاحب الزمان بن حسن بن علی بن محمد بن رضا علیہم السلام کی امامت کی صحت کو ثابت کرتی ہے۔ جس پر دو مختلف گروہوں اور فرقوں کی روایات ہیں۔ ایک عامہ (اہلِ سنت) اور ایک خاصہ (شیعہ) اور وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ائمہؑ کی تعداد بارہ ہے نہ کم ہوسکتے ہیں اور نہ زیادہ۔ جب یہ ثابت ہوجائے گا تو جو بھی اس بات کا یقین کرے گا وہ ان بارہ ائمہ کی امامت کا قائل ہوجائے گا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹے کے وجود اور صحت غیبت کو مان لے گا کیونکہ جو بھی اس معاملے میں ہمارا مخالف ہے تو وہ ائمہ کو اس عدد پر پورا نہیں کرسکتا بلکہ زیادہ ہوجاتے ہیں۔ جب ہم ان بیان کردہ روایات کے ذریعے یہ مخصوص تعداد ثابت

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۱

Scanned with CamScanner

کردیں گے تو ہمارا مقصد ثابت ہو جائے گا۔ ①

اسی بنا پر ہم نے ان میں سے کچھ اخبار کا ذکر کیا ہے اور باقی کے بارے ہم کتب معتبرہ کا حوالہ دیتے ہیں تا کہ یہ کتاب طویل نہ ہو۔ ان شاء اللہ!

ائمہ کی تعداد بارہ ہونے پر اہلِ سنت کی روایات

(90) مَا أَخْبَرَنِي بِهِ أَبُو عَبْدِ اللهِ أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الْحَاشِرِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الشُّجَاعِيُّ الْكَاتِبُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي زَيْنَبَ النُّعْمَانِيُّ الْكَاتِبِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَلَّانَ الذَّهَبِيُّ الْبَغْدَادِيُّ بِدِمَشْقَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ خَيْثَمَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ سَعِيدٍ الْهَمْدَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: يَكُونُ بَعْدِي اِثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ قَالَ فَلَمَّا رَجَعَ إِلَى مَنْزِلِهِ أَتَتْهُ قُرَيْشٌ فَقَالُوا ثُمَّ يَكُونُ مَاذَا فَقَالَ ثُمَّ يَكُونُ الْهَرْجُ.

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے جو سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

راوی کہتا ہے: پھر جب آپؐ اپنے گھر لوٹ آئے تو قریش وہاں آئے اور کہنے لگے: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: پھر ہرج ہوگا۔ ②

---

① بحارالانوار، جلد ۵۱، ص ۲۰۶، ۲۰۷

② الخصال: ص ۴۷۲، ح ۲۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۵۴۵، ح ۳۶۲؛ بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۳۸، ح ۳۴؛ العوالم العلوم: ۱۵/۳/۱۱۱، ح ۲۶؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۱، ص ۲۹۰؛ الاستنصار: ص ۲۵؛ قصص الانبیاء راوندی: ص ۳۶۹؛ تقریب المعارف: ص ۱۷۴

(91) وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ وَ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ وَ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كُلِّهِمْ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: يَكُونُ بَعْدِي اِثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً ثُمَّ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ لَمْ أَفْهَمْهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ سَأَلْتُ الْقَوْمَ فَقَالُوا قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

اسی راوی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ پھر آپؐ نے کچھ فرمایا جسے میں نہ سمجھ سکا۔ پس ان میں سے بعض نے کہا: ایک گروہ نے آپؐ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔ ①

(92) وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ عود [عَوْنٍ] عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ لَا يَزَالُ أَهْلُ هَذَا الدِّينِ يُنْصَرُونَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ إِلَى اِثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً فَجَعَلَ النَّاسُ يَقُومُونَ وَ يَقْعُدُونَ وَ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا فَقُلْتُ لِأَبِي أَوْ لِأَخِي أَيَّ شَيْءٍ قَالَ فَقَالَ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ اس دین والے مدد کرتے رہیں گے اس پر جو بارہ خلیفوں تک ان کی دشمنی کرتا رہے گا۔ پس! لوگ اُٹھنے اور بیٹھنے لگ گئے اور آپؐ نے ایک بات فرمائی جو مَیں نہ سمجھ سکا تو میں نے اپنے باپ یا بھائی سے کہا کہ آپؐ نے کیا فرمایا؟

اس نے کہا: آپؐ نے فرمایا: وہ سب قریش سے ہوں گے۔ ②

---

① بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۳۷، ح ۸۹ وص ۲۶۸، ح ۸۹؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۱۳۲، ح ۶۲؛ مناقب ابن شہرآشوب: ۱/۲۹۱

② بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۳۷، ح ۲۹؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۰۳، ح ۳۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۵۴۶، ح ۳۶۵، غایۃ المرام: ص ۲۰۱، ح ۲۰؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۱۰۸، ح ۲۱

Scanned with CamScanner

(93) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَحْمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ٱلشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ ذَكَرَ أَنَّ ٱلنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: لَا يَزَالُ أَهْلُ هٰذَا ٱلدِّينِ يُنْصَرُونَ عَلَى مَنْ نَاوَاهُمْ إِلَى اِثْنَيْ عَشَرَ خَلِيفَةً فَجَعَلَ ٱلنَّاسُ يَقُومُونَ وَ يَقْعُدُونَ وَ تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ لَمْ أَفْهَمْهَا فَقُلْتُ لِأَبِي أَوْ لِأَخِي أَيَّ شَيْءٍ قَالَ فَقَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ بے شک رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس دین کے ماننے ولوں کی اس شخص پر جوان پر حملہ کرے گا اسی طرح فتح ہوتی رہے گی یہاں تک کہ بارہ خلیفہ ہوں گے۔ اس پر کچھ لوگ اُٹھنے اور کچھ بیٹھنے لگے تو آپؐ نے ایک جملہ اور فرمایا: جس کو مَیں نہ سمجھ سکا، میں نے اپنے والد یا بھائی سے معلوم کیا کہ کیا فرمایا؟ انھوں نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا: وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ [1]

(94) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ٱللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ سَيْفٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ شُفَيٍّ ٱلْأَصْبَحِيِّ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: يَكُونُ خَلْفِي اِثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً.

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ [2]

---

[1] بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۳۷؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۰۳، ح ۳۳؛ اثبات الهداة: جلد ۱، ص ۵۴۶، ح ۳۶۵؛ غایۃ المرام: ص ۲۰۱، ح ۲۰؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۱۰۸، ح ۲۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۰۴، ح ۳۴ و ص ۱۲۶

[2] غیبۃ نعمانی: ص ۱۰۴، ح ۳۴ و ص ۱۲۶، ح ۲۳؛ بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۳۷، ح ۳۰؛ اثبات الهداة: جلد ۱، ص ۵۴۶، ح ۳۶۶؛ عوالم المعلوم: ۱۵/۳/۱۰۸، ح ۲۲؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۶۴؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۱، ص ۲۹۱؛ منتقب الاثر: ص ۵۰؛ غایۃ المرام: ص ۲۰۱، ح ۱۳، الاستنصار: ص ۲۵

(95) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ وَ يَحْيَى بْنُ إِسْحَاقَ ٱلسَّيْلَحِينِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي ٱلطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: يَا أَبَا ٱلطُّفَيْلِ عُدَّ اِثْنَيْ عَشَرَ مِنْ بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ ثُمَّ يَكُونُ ٱلنَّقْفُ وَ ٱلنِّقَافُ.

ابوطفیل سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے کہا: اے ابوطفیل! کعب بن لؤی کی اولاد سے بارہ (نقیب) تھے۔ (اس اُمت میں بھی ایسا ہی ہوگا)۔ پھر نقف و نقاف (قتل وقتال) ہوگا۔ [1]

(96) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ٱلْمُقَدَّمِيُّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مِقْدَامٍ أَبُو يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ فِطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِي خَالِدٍ ٱلْوَالِبِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: لَا يَزَالُ هٰذَا ٱلدِّينُ ظَاهِراً لَا يَضُرُّهُ مَنْ نَاوَاهُ حَتَّى يَقُومَ اِثْنَا عَشَرَ خَلِيفَةً كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ.

جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ فرماتے تھے: اس دین کا امر غالب رہے گا، نہ اسے دشمن نقصان پہنچائے گا، حتیٰ کہ بارہ خلیفہ کھڑے ہوں گے جو سب قریش سے ہوں گے۔ [2]

(97) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ ٱلرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ

---

[1] غیبۃ نعمانی: ص ۱۰۵، ح ۳۵؛ بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۳۷، ح ۳۱؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۱۰۹، ح ۲۳؛ اثبات الهداة: جلد ۱، ص ۵۴۶، ح ۳۶۷؛ الفائق زمخشری: جلد ۴، ص ۲۱؛ تاریخ بغداد: ۶/۲۶۳

[2] بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۳۸، ح ۳۲؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۱۱۰، ح ۲۴؛ اثبات الهداة: جلد ۱، ص ۵۴۶، ح ۳۶۸؛ غایۃ المرام: ص ۲۰۴، ح ۴۰؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۰۶، ح ۳۶؛ معجم الکبیر طبرانی: جلد ۲، ص ۲۲۹، ح ۱۸۵۲

Scanned with CamScanner

اَلشَّعْبِیِّ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ اِبْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ حَدَّثَكُمْ نَبِيُّكُمْ كَمْ يَكُونُ بَعْدَهُ مِنَ اَلْخُلَفَاءِ فَقَالَ نَعَمْ وَ مَا سَأَلَنِي عَنْهَا أَحَدٌ قَبْلَكَ وَ اِنَّكَ لَأَحْدَثُ اَلْقَوْمِ سِنّاً سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَكُونُ بَعْدِي عِدَّةُ نُقَبَاءِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اِثْنَيْ عَشَرَ نَقِيباً.

مسروق سے روایت ہے، انھوں نے کہا کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس تھے کہ ان سے ایک شخص نے کہا: کیا آپ کے نبی ﷺ نے آپ کو بتایا کہ ان کے بعد کتنے خلیفہ ہوں گے؟ اس نے کہا: ہاں، اور اس سے قبل کسی نے مجھ سے تمھارے علاوہ سوال نہیں کیا حالانکہ تم سب لوگوں میں جوان ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: آپؐ فرماتے تھے:

میرے بعد جنابِ موسیٰؑ کے نقباء کی تعداد کے موافق نقیب ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ط (المائدہ: آیت ۱۲)

"اور ہم نے ان میں بارہ نقیب بھیجے"۔ ①

(98) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى اَلتَّلَّعُكْبَرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْمَعْرُوفُ بِابْنِ اَلْخَضِيبِ اَلرَّازِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ زَكَرِيَّا اَلتَّمِيمِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى اَلطُّوسِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ عَنِ اَلْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَزَلَ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِصَحِيفَةٍ مِنْ عِنْدِ اللهِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِيهَا اِثْنَا عَشَرَ خَاتَماً مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ اِنَّ اللهَ تَعَالَى يَقْرَأُ

---

① اثبات الھداۃ: جلد۱، ص ۵۴۶، ح ۳۶۹؛ بحارالانوار: جلد۳۶، ص ۲۳۳، ح ۱۷ و ۱۸؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۱۰۱، ح۹؛ الخصال: ص ۴۶۸، ح ۱۰؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۰۶، ح ۱۳۷؛ مقتضب الاثر: ص ۳؛ الاستنصار: ص ۲۴؛ قصص الانبیاء، راوندی: ص ۳۷۰؛ تقریب المعارف: ص ۱۷۳؛ عوالی اللئالی: جلد ۴، ص ۹۰، ح ۱۲۳؛ مسند احمد حنبل: جلد۱، ص ۳۹۸

عَلَيْكَ اَلسَّلاَمَ وَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَدْفَعَ هَذِهِ اَلصَّحِيفَةَ اِلَى اَلنَّجِيبِ مِنْ أَهْلِكَ بَعْدَكَ يَفُكُّ مِنْهَا أَوَّلَ خَاتَمٍ وَ يَعْمَلُ بِمَا فِيهَا فَإِذَا مَضَى دَفَعَهَا اِلَى وَصِيِّهِ بَعْدَهُ وَ كَذَلِكَ اَلْأَوَّلُ يَدْفَعُهَا اِلَى اَلْآخِرِ وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ فَفَعَلَ اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مَا أُمِرَ بِهِ فَفَكَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَوَّلَهَا وَ عَمِلَ بِمَا فِيهَا ثُمَّ دَفَعَهَا اِلَى اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَفَكَّ خَاتَمَهُ وَ عَمِلَ بِمَا فِيهَا وَ دَفَعَهَا بَعْدَهُ اِلَى اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ثُمَّ دَفَعَهَا اَلْحُسَيْنُ اِلَى عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ ثُمَّ وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ حَتَّى يَنْتَهِيَ اِلَى آخِرِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ.

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اللہ کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر ایک صحیفہ لے کر نازل ہوئے جس میں سونے کی بارہ مُہریں تھیں۔ اس نے آپؐ سے عرض کیا: اللہ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور یہ حکم دیتا ہے کہ یہ صحیفہ خاندان میں سے اپنے بعد نجیب (عمدہ ترین) کو دے دو جو اس کی پہلی مُہر کو توڑے اور جو اس کے اندر ہو اس پر عمل کرے، جب جائے تو اچے بعد اپنے وصی کو دے دے۔ اس طرح پہلا دوسرے کو ایک کے بعد ایک دیتا جائے۔

پس جو حکم دیا گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ویسا ہی کیا تو حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ نے پہلی مُہر کو توڑا اور جو اس کے اندر تھا اس پر عمل کیا۔ پھر امام حسن علیہ السلام کو دیا تو آپؑ نے بھی مہر توڑی اور جو اس میں تھا اس پر عمل کیا۔ پھر آپؑ کے بعد امام حسین علیہ السلام کو دیا۔ پھر امام علی زین العابدین بن حسین علیہ السلام کو دیا۔ پھر ایک کے بعد ایک کو ملا یہاں تک کہ انؑ کے آخر تک پہنچا۔ ①

(99) وَ بِهَذَا اَلْإِسْنَادِ عَنِ اَلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْقُوهِسْتَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي عِيسَى بْنَ مُوسَى فَقُلْتُ لَهُ مَنْ أَدْرَكْتَ مِنَ اَلتَّابِعِينَ فَقَالَ مَا أَدْرِي مَا تَقُولُ وَلَكِنِّي كُنْتُ بِالْكُوفَةِ فَسَمِعْتُ شَيْخاً فِي

---

① بحارالانوار: جلد۳۶، ص ۲۰۹، ح ۹ اور جلد ۶۶، ص ۵۳۵، ح ۳؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۵۳، ح ۱؛ اثبات الھداۃ: جلد۱، ص ۵۴۷، ح ۳۷۰

Scanned with CamScanner

جَامِعِهَا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا عَلِيُّ الْأَئِمَّةُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ الْمَغْصُوبُونَ حُقُوقَهُمْ مِنْ وُلْدِكَ أَحَدَ عَشَرَ إِمَاماً وَأَنْتَ.

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! ہدایت والے اور ہدایت یافتہ آئمہ جن سے ان کے حقوق چھینے جائیں گے وہ تمھاری اولاد میں سے گیارہ ہوں گے اور تم بھی (امام ہو)۔ آگے حدیث مختصر کر دی گئی [1]

(100) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْهَاشِمِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى عِيسَى بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى بْنِ الْمَنْصُورِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ قَالَ لِي عَلِيٌّ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَ جَلَّ آمِناً مُطَهَّراً لَا يَحْزُنُهُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ فَلْيَتَوَلَّكَ وَ لْيَتَوَلَّ بَنِيكَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ وَ عَلِيَّ بْنَ مُوسَى وَ مُحَمَّداً وَ عَلِيّاً وَ الْحَسَنَ ثُمَّ الْمَهْدِيَّ وَ هُوَ خَاتَمُهُمْ - وَ لَيَكُونَنَّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَتَوَلَّوْنَكَ يَا عَلِيُّ يَشْنَأُهُمُ النَّاسُ وَلَوْ أَحَبَّهُمْ كَانَ خَيْراً لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ يُؤْثِرُونَكَ وَ وُلْدَكَ عَلَى الْآبَاءِ وَ الْأُمَّهَاتِ وَ الْإِخْوَةِ وَ الْأَخَوَاتِ وَ عَلَى عَشَائِرِهِمْ وَ الْقَرَابَاتِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَفْضَلُ الصَّلَوَاتِ أُولَئِكَ يُحْشَرُونَ

[1] بحارالانوار: جلد۳۶،ص ۲۵۹، ح ۷۸؛ اثبات الھداۃ: جلد۱،ص ۵۴۷، ح ۳۷۱؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۲۰۵، ح۱۸۵؛ غیبۃ نعمانی: ص ۹۲، ح ۲۳

تَحْتَ لِوَاءِ الْحَمْدِ يُتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ يُرْفَعُ دَرَجَاتُهُمْ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ.

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کو یہ پسند ہو کہ وہ اللہ سے امن والا اور پاک و پاکیزہ ملے اور اسے بڑی گھبراہٹ سے بھی ڈر نہ آئے تو وہ (اے علیؑ) تجھ سے محبت کرے اور تمھارے دونوں بیٹوں حسنؑ وحسینؑ اور علیؑ بن حسینؑ اور محمدؑ بن علیؑ اور جعفرؑ بن محمدؑ اور موسیٰؑ بن جعفرؑ اور علیؑ بن موسیٰؑ اور محمدؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور پھر مہدی (القائمؑ) سے محبت کرے اور یہی ان کا آخری ہوگا اور آخری زمانے میں ایک قوم ہوگی جو اے علیؑ! تم سے محبت کرے گی جبکہ لوگ ان کو دشنام دیں گے اور اگر لوگ اس سے محبت کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہو کاش کہ وہ جان لیں۔ وہ لوگ تجھے اور تیرے بچوں کو اپنے ماں باپ اور بھائیوں اور بہنوں اور تمام قبیلوں اور قرابتوں پر ترجیح دیں گے۔ ان پر افضل ترین رحمت خداوندی ہو۔ یہی لوگ لواء حمد کے تحت جمع کیے جائیں گے، ان کی غلطیوں سے درگزر کیا جائے گا اور ان کے درجات کو بلند کیا جائے گا اور یہ بدلہ ہوگا ان اعمال کا جو انھوں نے کیے۔ [1]

ائمہؑ کی تعداد بارہ ہونے پر شیعہ روایات

اس موضوع پر شیعہ روایات اتنی ہیں کہ ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ان میں سے کچھ کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

(101) رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ فِيمَا أَخْبَرَنَا بِهِ جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي الْمُفَضَّلِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ وَ أَخْبَرَنَا أَيْضاً جَمَاعَةٌ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَعْفَرٍ الطَّيَّارِ يَقُولُ: كُنَّا

[1] اثبات الھداۃ: جلد۱،ص ۵۴۷، ح ۳۷۲؛ بحارالانوار: جلد۳۶ /۲۵۸، ح ۷۷؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد۱،ص ۲۹۳

Scanned with CamScanner

عِنْدَ مُعَاوِيَةَ أَنَا وَ ٱلْحَسَنُ وَ ٱلْحُسَيْنُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَ عُمَرُ بْنُ أُمِّ سَلَمَةَ وَ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَرَى بَيْنِي وَ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ كَلَامٌ فَقُلْتُ لِمُعَاوِيَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ أَنَا أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ثُمَّ أَخِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَإِذَا ٱسْتُشْهِدَ عَلِيٌّ فَٱلْحَسَنُ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَإِذَا مَضَى ٱلْحَسَنُ فَٱلْحُسَيْنُ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَإِذَا ٱسْتُشْهِدَ فَٱبْنُهُ عَلِيُّ بْنُ ٱلْحُسَيْنِ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ سَتُدْرِكُهُ يَا عَلِيُّ ثُمَّ ٱبْنُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَوْلَىٰ بِٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَا عَلِيُّ ثُمَّ يُكْمِلُهُ ٱثْنَا عَشَرَ إِمَاماً تِسْعَةٌ مِنْ وُلْدِ ٱلْحُسَيْنِ. قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ ٱسْتَشْهَدْتُ ٱلْحَسَنَ وَ ٱلْحُسَيْنَ وَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَ عُمَرَ ٱبْنَ أُمِّ سَلَمَةَ وَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَشَهِدُوا لِي عِنْدَ مُعَاوِيَةَ. قَالَ سُلَيْمُ بْنُ قَيْسٍ وَ قَدْ سَمِعْتُ ذٰلِكَ مِنْ سَلْمَانَ وَ أَبِي ذَرٍّ وَ ٱلْمِقْدَادِ. وَ ذَكَرُوا أَنَّهُمْ سَمِعُوا ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ.

سلیم بن قیس سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر طیار سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ ہم معاویہ کے پاس تھے۔ مَیں، امام حسنؑ، امام حسینؑ، عبداللہ بن عباس، عمر بن اُم سلمہ اور اسامہ بن زید موجود تھے۔ مجھ میں اور معاویہ میں گفتگو جاری تھی تو میں نے معاویہ سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں پھر میرا بھائی علیؑ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہے۔ پس جب وہ شہید ہوجائے گا تو حسنؑ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔ پھر جب وہ شہید ہوجائے گا تو حسینؑ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوگا اور جب وہ شہید ہوجائے گا تو اس کا بیٹا علیؑ بن حسینؑ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوگا اور اے علی! اسے تم پاؤ گے۔ پھر اس کا بیٹا محمدؑ بن علیؑ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوگا۔ اے علی! اور اس کو بارہ امامؑ مکمل کریں گے جو نو حسینؑ کی اولاد میں سے ہوں گے۔

عبداللہ بن جعفر نے کہا: میں نے امام حسنؑ، امام حسینؑ، عبداللہ بن عباس، عمر بن اُم سلمہ اور اسامہ بن زید سے گواہی مانگی تو انھوں نے معاویہ کے پاس میرے لیے گواہی دی۔ سلیم بن قیس نے کہا: میں نے اسے سلمانؓ، ابوذرؓ اور مقدادؓ سے سنا، انھوں نے ذکر کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسے سنا ہے۔ [1]

(102) وَبِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْعُصْفُرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي ٱلْجَارُودِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: إِنِّي وَ أَحَدَ عَشَرَ مِنْ وُلْدِي وَ أَنْتَ يَا عَلِيُّ زِرُّ ٱلْأَرْضِ أَعْنِي أَوْتَادَهَا وَ جِبَالَهَا بِنَا أَوْتَدَ اللّٰهُ ٱلْأَرْضَ أَنْ تَسِيخَ بِأَهْلِهَا فَإِذَا ذَهَبَ ٱلِاثْنَا عَشَرَ مِنْ وُلْدِي سَاخَتِ ٱلْأَرْضُ بِأَهْلِهَا وَلَمْ يُنْظَرُوا.

ابی الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک مَیں، میری اولاد میں سے گیارہ اور اے علیؑ! تم اس زمین کا محور ہیں یعنی اس کی میخ اور اس کے پہاڑ ہیں کہ اس سے اللہ نے زمین کو باندھ رکھا ہے تاکہ وہ اپنے اہل کو مسخ نہ کرے (یا اپنے اہل سے نہ جھکے)۔ اور جب میری اولاد کے بارہ چلے جائیں گے تو زمین اپنے اہل سمیت تباہ ہوجائے گی اور ان کو مہلت نہیں ملے گی۔ [2]

(103) عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ: جلد ۱، ص ۴۷، ح ۸؛ غیبۃ نعمانی: ص ۹۵، ح ۲۷؛ الکافی: جلد ۱، ص ۵۲۹، ح ۴؛ بحارالانوار: ۳۶/ ۲۳۱، ح ۱۳؛ عوالم العلوم: جلد ۱۵، جز ۳، ص ۱۰۰، ح ۸؛ کمال الدین وتمام النعمۃ: ص ۲۷۰، ح ۱۵؛ الخصال: ص ۴۷۷، ح ۴۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۴۵۶، ح ۷۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۷۴؛ المعتبر: جلد ۱، ص ۲۴؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۵۰۸؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۵؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۲۰

[2] الکافی: جلد ۱، ص ۵۳۴، ح ۱۷؛ بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۵۹، ح ۷۹؛ اثبات الھداۃ: ۱/ ۴۶۰، ح ۸۵؛ عوالم العلوم: ۳/ ۱۵/ ۲۳۲، ح ۲۲۰؛ الاستنصار: ص ۸؛ تقریب المعارف: ص ۱۷۵

Scanned with CamScanner

نَعْمَةَ ٱلسَّلُولِيِّ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي ٱلسَّفَاتِجِ عَنْ جَابِرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ٱلْأَنْصَارِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلَامُ وَ بَيْنَ يَدَيْهَا لَوْحٌ فِيهِ أَسْمَاءُ ٱلْأَوْصِيَاءِ مِنْ وُلْدِهَا فَعَدَدْتُ اِثْنَيْ عَشَرَ اِسْماً آخِرُهُمُ ٱلْقَائِمُ ثَلَاثَةٌ مِنْهُمْ مُحَمَّدٌ وَ ثَلَاثَةٌ مِنْهُمْ عَلِيٌّ.

جابر بن یزید نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے فرمایا: مَیں جنابِ سیّدہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ کے سامنے ایک تختی تھی جس میں آپؑ کی اولاد میں سے اوصیاءؑ کے نام تھے۔ پس میں نے ان کو شمار کیا تو وہ بارہ تھے جن کا آخری قائمؑ تھا۔ ان میں سے تین محمدؑ اور ان میں سے تین علیؑ تھے۔ [1]

(104) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَيْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ: يَكُونُ تِسْعَةُ أَئِمَّةٍ بَعْدَ ٱلْحُسَيْنِ تَاسِعُهُمْ قَائِمُهُمْ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر نے فرمایا: حضرت امام حسین کے بعد نو امام ہوں گے، ان میں سے نواں ان کا قائم ہوگا۔ [2]

---

[1] کمال الدین: ص ۲۶۹، ح ۱۳ اور ص ۳۱۱، ح ۳، اور ص ۳۱۳، ح ۴؛ الخصال: ص ۴۷۷، ح ۴۲؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلد ۱، ص ۴۶، ح ۶، اور ص ۴۷، ح ۷؛ الکافی: جلد ۱، ص ۵۳۲، ح ۹؛ وسائل الشیعہ: جلد ۱۱، ص ۴۹۰، ح ۲۰؛ من لا یحضرہ الفقیہ: جلد ۴، ص ۱۸۰، ح ۵۴۰۸؛ جامع الاخبار: ص ۱۷؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۱؛ بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۲۰۱، ح ۵؛ الارشاد: ص ۳۴۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۴۵۹، ح ۷۹؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۶۶

[2] الخصال: ص ۴۹۱، ح ۱۲؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۴۰؛ غیبۃ نعمانی: ص ۹۴، ح ۲۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۴۶۰، ح ۸۳؛ عوالم العلوم: ۳ / ۱۵ / ۲۶۴، ح ۳؛ بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۳۹۲، ح ۳ اور ۳۹۵، ح ۱۰؛ مناقب ابن شہر آشوب: ۱ / ۲۹۶؛ کمال الدین وتمام النعمۃ: ص ۳۵۰، ح ۴۵؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۷؛ غایۃ المرام: ص ۲۰۱، ح ۲۴؛ الارشاد: ص ۳۴۷؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۴۸؛ الاستنصار: ص ۱۷؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۳؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۱۳۴

(105) مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْفَضْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ: إِنَّ ٱللهَ تَعَالَى أَرْسَلَ مُحَمَّداً صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى ٱلْجِنِّ وَ ٱلْإِنْسِ عَامَّةً وَ كَانَ مِنْ بَعْدِهِ اِثْنَا عَشَرَ وَصِيّاً مِنْهُمْ مَنْ سَبَقَنَا وَ مِنْهُمْ مَنْ بَقِيَ وَ كُلُّ وَصِيٍّ جَرَتْ بِهِ ٱلسُّنَّةُ وَ ٱلْأَوْصِيَاءُ ٱلَّذِينَ مِنْ بَعْدِ مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَلَى سُنَّةِ أَوْصِيَاءِ عِيسَى إِلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ كَانُوا اِثْنَيْ عَشَرَ وَ كَانَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ عَلَى سُنَّةِ ٱلْمَسِيحِ.

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر نے فرمایا: اللہ نے حضرت محمد کو جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور آپؐ کے بعد بارہ وصی بنائے۔ ان میں سے کچھ گزر چکے ہیں اور کچھ باقی ہیں اور ہر وصی کے ساتھ سنت جاری ہوتی ہے اور حضرت محمد کے بعد جو اوصیاء ہوں گے وہ حضرت عیسیٰؑ کے اوصیاء کے طریقہ پر ہوں گے اور وہ بارہ تھے اور امیر المومنینؑ مسیحؑ کے طریقہ پر تھے۔ [1]

(106) عَنْهُ عَنْ أَبِي ٱلْحُسَيْنِ وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَبِي ٱلْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْأَسَدِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ ٱلْآدَمِيِّ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْعَبَّاسِ بْنِ ٱلْحَرِيشِ ٱلرَّازِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلثَّانِي عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ: أَنَّ أَمِيرَ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ إِنَّ لَيْلَةَ ٱلْقَدْرِ فِي كُلِّ سَنَةٍ وَ إِنَّهُ يَنْزِلُ فِي تِلْكَ ٱللَّيْلَةِ أَمْرُ ٱلسَّنَةِ وَ لِذَلِكَ ٱلْأَمْرِ وُلَاةٌ بَعْدَ رَسُولِ ٱللهِ صَلَّى ٱللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ هُمْ فَقَالَ أَنَا وَ أَحَدَ عَشَرَ مِنْ صُلْبِي أَئِمَّةٌ مُحَدَّثُونَ.

---

[1] الکافی: جلد ۱، ص ۵۳۲، ح ۱۰؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلد ۱، ص ۵۵، ح ۲۱؛ الخصال: ص ۴۷۸، ح ۴۳؛ کمال الدین: ص ۳۲۶، ح ۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۶۶؛ الارشاد: ص ۳۴۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۴۵۹، ح ۸۰؛ عوالم العلوم: ۱۵ / ۳ / ۲۶۴، ح ۴؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۴۷؛ غایۃ المرام: ص ۱۸۸، ح ۹۷؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۱؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۸؛ الاستنصار: ص ۱۷؛ تقریب المعارف: ص ۱۷۶؛ بحارالانوار: جلد ۳۶، ص ۳۹۲، ح ۴

امام ابوجعفر ثانی (امام محمد تقی علیہ السلام) سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے ابن عباس سے فرمایا: لیلۃ القدر ہر سال میں ہوتی ہے اور بے شک اس رات میں پورے سال کا امر نازل ہوتا ہے اور اس امر کے لیے رسول اللہ ﷺ کے بعد ولی موجود تھا۔

ابن عباس نے کہا: وہ کون (ولی) ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: میں اور گیارہ میری صلب سے امام ہیں جو محدث ہیں۔ ①

(107) مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ الْعَبَرْتَائِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي حَدِيثٍ لَهُ: إِنَّ اللهَ اخْتَارَ مِنَ النَّاسِ الْأَنْبِيَاءَ وَ اخْتَارَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ الرُّسُلَ وَ اخْتَارَنِي مِنَ الرُّسُلِ وَ اخْتَارَ مِنِّي عَلِيّاً وَ اخْتَارَ مِنْ عَلِيٍّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ اخْتَارَ مِنَ الْحُسَيْنِ الْأَوْصِيَاءَ تَاسِعُهُمْ قَائِمُهُمْ وَ هُوَ ظَاهِرُهُمْ وَ بَاطِنُهُمْ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اللہ نے لوگوں میں سے انبیاءؑ کو چنا اور انبیاء میں سے رسولوںؑ کو چنا اور رسولوںؑ میں سے مجھے چنا اور مجھ سے علیؑ کو چنا اور علیؑ سے حسنؑ اور حسینؑ کو چنا اور حسینؑ سے اوصیاء کو چنا جن کا نواں ان کا قائم ہے وہ ان کا ظاہر بھی ہے اور ان کا باطن بھی ہے۔ ②

---

① الکافی: جلد۱، ص ۵۳۲، ح۱۱؛ الخصال: ص ۴۷۹، ح ۴۷؛ کمال الدین: ص ۳۰۴، ح۱۹؛ اثبات الھداۃ: جلد۱، ص ۴۵۹، ح ۸۱؛ بحارالانوار: جلد۳۶، ص ۳۷۳، ح ۳، اور جلد۹۷، ص ۱۵، ح۲۵؛ کفایۃ الاثر: ص ۲۲۰؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۶۰، ح ۳؛ اثبات الھداۃ: جلد۱، ص ۴۵۹، ح۸۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۶۹؛ الارشاد: ص ۳۴۸؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۴۸؛ المستجاد: ص ۵۲۶؛ الاستنصار: ص ۱۳؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۲

② کمال الدین: ص ۲۸۱، ح ۳۲؛ بحارالانوار: جلد۳۶، ص ۲۶۰، ح ۸۰؛ اثبات الھداۃ: جلد۱، ص ۵۴۸، ح ۳۷۴؛ غیبۃ نعمانی: ص ۶۷، ح ۷؛ وسائل الشیعہ: جلد ۵، ص ۶۷، ح ۱۹؛ مقتضب الاثر: ص ۹؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۳۰؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۷؛ تقریب المعارف: ص ۱۷۶؛ الاستنصار: ص ۸؛ المحتضر: ص ۱۵۹؛ عوالم العلوم: ۱۵ / ۳ / ۲۳۲، ح ۲۳۸؛ غایۃ المرام: ص ۱۸۸، ح ۱۰۱

(108) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيِّ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ صَالِحِ بْنِ أَبِي حَمَّادٍ الرَّازِيِّ وَ الْحَسَنِ بْنِ ظَرِيفٍ جَمِيعاً عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ أَبِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً فَمَتَى يَخِفُّ عَلَيْكَ أَنْ أَخْلُوَ بِكَ فَأَسْأَلَكَ عَنْهَا قَالَ لَهُ جَابِرٌ فِي أَيِّ الْأَوْقَاتِ أَحْبَبْتَ فَخَلَا بِهِ أَبِي فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ فَقَالَ لَهُ يَا جَابِرُ أَخْبِرْنِي عَنِ اللَّوْحِ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي يَدِ أُمِّي فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَ مَا أَخْبَرَتْكَ بِهِ أُمِّي أَنَّهُ فِي ذٰلِكَ اللَّوْحِ مَكْتُوبٌ فَقَالَ جَابِرٌ أَشْهَدُ بِاللهِ أَنِّي دَخَلْتُ عَلَى أُمِّكَ فَاطِمَةَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهَا فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَهَنَّأْتُهَا بِوِلَادَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ رَأَيْتُ فِي يَدِهَا لَوْحاً أَخْضَرَ ظَنَنْتُ أَنَّهُ زُمُرُّدٌ وَ رَأَيْتُ فِيهِ كِتَاباً أَبْيَضَ شِبْهَ نُورِ الشَّمْسِ فَقُلْتُ لَهَا بِأَبِي وَ أُمِّي يَا ابْنَةَ رَسُولِ اللهِ مَا هٰذَا اللَّوْحُ فَقَالَتْ هٰذَا اللَّوْحُ أَهْدَاهُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِيهِ اسْمُ أَبِي وَ اسْمُ بَعْلِي وَ اسْمُ ابْنَيَّ وَ أَسْمَاءُ الْأَوْصِيَاءِ مِنْ وُلْدِي فَأَعْطَانِيهِ أَبِي لِيَسُرَّنِي بِذٰلِكَ قَالَ جَابِرٌ فَأَعْطَتْنِيهِ أُمُّكَ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَقَرَأْتُهُ فَاسْتَنْسَخْتُهُ قَالَ لَهُ أَبِي فَهَلْ لَكَ يَا جَابِرُ أَنْ تَعْرِضَهُ عَلَيَّ قَالَ نَعَمْ فَمَشَى مَعَهُ أَبِي حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَنْزِلِ جَابِرٍ فَأَخْرَجَ أَبِي صَحِيفَةً مِنْ رَقٍّ وَ قَالَ يَا جَابِرُ انْظُرْ فِي كِتَابِكَ لِأَقْرَأَ أَنَا عَلَيْكَ فَنَظَرَ جَابِرٌ فِي نُسْخَتِهِ وَ قَرَأَهُ أَبِي فَمَا خَالَفَ حَرْفٌ حَرْفاً قَالَ جَابِرٌ فَأَشْهَدُ بِاللهِ أَنِّي هٰكَذَا رَأَيْتُ فِي اللَّوْحِ مَكْتُوباً بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنَ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ لِمُحَمَّدٍ نَبِيِّهِ وَ نُورِهِ وَ سَفِيرِهِ وَ حِجَابِهِ وَ دَلِيلِهِ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ مِنْ عِنْدِ

Scanned with CamScanner

رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ عَظِّمْ يَا مُحَمَّدُ أَسْمَائِي وَ اُشْكُرْ نَعْمَائِي وَلَا تَجْحَدْ آلَائِي
إِنِّي أَنَا اللهُ لَا إِلَهَ أَنَا قَاصِمُ ٱلْجَبَّارِينَ وَ مُدِيلُ ٱلْمَظْلُومِينَ وَ دَيَّانُ
ٱلدِّينِ إِنِّي أَنَا ٱللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا مَنْ رَجَا غَيْرَ فَضْلِي أَوْ خَافَ غَيْرَ عَدْلِي
عَذَّبْتُهُ عَذَاباً لَا أُعَذِّبُهُ أَحَداً مِنَ ٱلْعَالَمِينَ فَإِيَّايَ فَاعْبُدْ وَ عَلَيَّ
فَتَوَكَّلْ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ نَبِيّاً فَكَمَلَتْ أَيَّامُهُ وَ اِنْقَضَتْ مُدَّتُهُ إِلَّا
جَعَلْتُ لَهُ وَصِيّاً وَ إِنِّي فَضَّلْتُكَ عَلَى ٱلْأَنْبِيَاءِ وَ فَضَّلْتُ وَصِيَّكَ عَلِيّاً
عَلَى ٱلْأَوْصِيَاءِ وَ أَكْرَمْتُكَ بِشِبْلَيْكَ بَعْدَهُ وَ سِبْطَيْكَ ٱلْحَسَنِ وَ
ٱلْحُسَيْنِ فَجَعَلْتُ حَسَناً مَعْدِنَ عِلْمِي بَعْدَ انْقِضَاءِ مُدَّةِ أَبِيهِ وَ جَعَلْتُ
حُسَيْناً خَازِنَ عِلْمِي وَ أَكْرَمْتُهُ بِالشَّهَادَةِ وَ خَتَمْتُ لَهُ بِالسَّعَادَةِ وَ
هُوَ أَفْضَلُ مَنِ اُسْتُشْهِدَ وَ أَرْفَعُ ٱلشُّهَدَاءِ دَرَجَةً جَعَلْتُ كَلِمَتِيَ
ٱلتَّامَّةَ مَعَهُ وَ حُجَّتِيَ ٱلْبَالِغَةَ عِنْدَهُ بِعِتْرَتِهِ أُثِيبُ وَ أُعَاقِبُ أَوَّلُهُمْ
عَلِيٌّ سَيِّدُ ٱلْعَابِدِينَ وَ زَيْنُ أَوْلِيَاءِ ٱلْمَاضِينَ وَ اِبْنُهُ شَبِيهُ جَدِّهِ
ٱلْمَحْمُودِ مُحَمَّدٌ ٱلْبَاقِرُ بَاقِرُ عِلْمِي وَ ٱلْمَعْدِنُ لِحِكْمَتِي سَيَهْلِكُ
ٱلْمُرْتَابُونَ فِي جَعْفَرٍ ٱلرَّادُّ عَلَيْهِ كَالرَّادِّ عَلَيَّ حَقَّ ٱلْقَوْلُ مِنِّي لَأُكْرِمَنَّ
مَثْوَى جَعْفَرٍ وَ لَأَسُرَّنَّهُ فِي أَشْيَاعِهِ وَ أَنْصَارِهِ وَ أَوْلِيَائِهِ أُنْتِجَ بَعْدَهُ
فِتْنَةٌ عَمْيَاءُ حِنْدِسٌ لِأَنَّ خَيْطَ فَرْضِي لَا يَنْقَطِعُ وَ حُجَّتِي لَا تَخْفَى وَ إِنَّ
أَوْلِيَائِي لَا يَشْقَوْنَ أَلَا وَ مَنْ جَحَدَ وَاحِداً مِنْهُمْ فَقَدْ جَحَدَ نِعْمَتِي وَ مَنْ
غَيَّرَ آيَةً مِنْ كِتَابِي فَقَدِ افْتَرَى عَلَيَّ وَ وَيْلٌ لِلْمُفْتَرِينَ ٱلْجَاحِدِينَ عِنْدَ
اِنْقِضَاءِ مُدَّةِ عَبْدِي مُوسَى وَ حَبِيبِي وَ خِيَرَتِي إِنَّ ٱلْمُكَذِّبَ بِالثَّامِنِ
مُكَذِّبٌ بِكُلِّ أَوْلِيَائِي وَ عَلِيٌّ وَلِيِّي وَ نَاصِرِي وَ مَنْ أَضَعُ عَلَيْهِ أَعْبَاءَ
ٱلنُّبُوَّةِ وَ أَمْتَحِنُهُ بِالاِضْطِلَاعِ بِهَا يَقْتُلُهُ عِفْرِيتٌ مُسْتَكْبِرٌ يُدْفَنُ فِي
ٱلْمَدِينَةِ ٱلَّتِي بَنَاهَا ٱلْعَبْدُ ٱلصَّالِحُ إِلَى جَنْبِ شَرِّ خَلْقِي حَقَّ ٱلْقَوْلُ
مِنِّي لَأُقِرَّنَّ عَيْنَيْهِ بِمُحَمَّدٍ اِبْنِهِ وَ خَلِيفَتِهِ وَ وَارِثِ عِلْمِهِ فَهُوَ مَعْدِنُ
عِلْمِي وَ مَوْضِعُ سِرِّي وَ حُجَّتِي عَلَى خَلْقِي جَعَلْتُ ٱلْجَنَّةَ مَثْوَاهُ وَ شَفَّعْتُهُ

فِي سَبْعِينَ أَلْفاً أَلْفاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ كُلُّهُمْ قَدِ اِسْتَوْجَبُوا ٱلنَّارَ وَ
أَخْتِمُ بِالسَّعَادَةِ لِابْنِهِ عَلِيٍّ وَلِيِّي وَ نَاصِرِي وَ ٱلشَّاهِدِ فِي خَلْقِي وَ
أَمِينِي عَلَى وَحْيِي أُخْرِجُ مِنْهُ ٱلدَّاعِيَ إِلَى سَبِيلِي وَ ٱلْخَازِنَ لِعِلْمِيَ
ٱلْحَسَنَ ثُمَّ أُكْمِلُ ذَلِكَ بِابْنِهِ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ عَلَيْهِ كَمَالُ مُوسَى وَ
بَهَاءُ عِيسَى وَ صَبْرُ أَيُّوبَ سَيَذِلُّ أَوْلِيَائِي فِي زَمَانِهِ وَ يُتَهَادَى
رُءُوسُهُمْ كَمَا يُتَهَادَى رُءُوسُ ٱلتُّرْكِ وَ ٱلدَّيْلَمِ فَيُقْتَلُونَ وَ
يُحْرَقُونَ وَ يَكُونُونَ خَائِفِينَ مَرْعُوبِينَ وَجِلِينَ تُصْبَغُ ٱلْأَرْضُ
بِدِمَائِهِمْ وَ يَفْشُو ٱلْوَيْلُ وَ ٱلرَّنَّةُ فِي نِسَائِهِمْ أُولَئِكَ أَوْلِيَائِي حَقّاً
بِهِمْ أَدْفَعُ كُلَّ فِتْنَةٍ عَمْيَاءَ حِنْدِسٍ وَ بِهِمْ أَكْشِفُ ٱلزَّلَازِلَ وَ أَرْفَعُ
ٱلْآصَارَ وَ ٱلْأَغْلَالَ أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ
أُولَئِكَ هُمُ ٱلْمُهْتَدُونَ. قَالَ عَبْدُ ٱلرَّحْمَنِ بْنُ سَالِمٍ قَالَ لِي أَبُو بَصِيرٍ
لَوْ لَمْ تَسْمَعْ فِي دَهْرِكَ إِلَّا هَذَا ٱلْحَدِيثَ لَكَفَاكَ فَصُنْهُ إِلَّا عَنْ أَهْلِهِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد ماجد محمد بن علیؑ نے جابر بن عبداللہ انصاری سے فرمایا: اے جابر! مجھے تم سے ایک کام ہے جب تم فرصت سے ہوتو مجھ سے ملنا۔

جابر نے کہا: مولاؑ! جس وقت آپؑ فرمائیں میں حاضر ہوجاؤں گا۔ پس ایک دفعہ میرے والد ماجدؑ نے اس کو تنہائی میں طلب کیا اور فرمایا: اے جابر! مجھے اس لوح کے بارے میں بتلاؤ جوتم نے میری جدہ سیّدہ فاطمہؑ بنت رسولؐ کے ہاتھوں میں دیکھی تھی اور اس لوح میں جو کچھ تھا اس کے بارے میں تمھیں بتایا تھا؟

جابر نے کہا: میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آپؑ کی جدہ سیّدہ فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تا کہ امام حسین علیہ السلام کے ظہور کی مبارک دے سکوں تو میں نے بی بیؑ کے ہاتھوں میں سبز لوح دیکھی۔ مجھے گمان ہوا کہ یہ زمرد کی ہے اور اس کی کتابت ایسی نُورانی تھی کہ جیسے سورج کا نُور ساطع ہو۔

Scanned with CamScanner

میں نے عرض کیا: اے بنت رسولؐ اللہ! آپؑ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، یہ کیسی لوح ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ لوح اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کی ہے اس میں میرے والدؑ کا نام، علیؑ کا نام، میرے دونوں بیٹوں کے نام اور میری اولاد سے اوصیاءؑ کے نام ہیں۔ پس یہ میرے والدِ محترمؐ نے مجھے عطا کی ہے تاکہ میں خوش ہو جاؤں۔

جابر کہتے ہیں: میں نے آپؑ کی جدہ سیّدہؑ سے لے کر اسے پڑھا اور اسے نقل کر لیا۔

میرے والدؑ نے جابر سے کہا: کیا وہ تم مجھے دکھاؤ گے؟

جابرؓ نے کہا: ضرور پس میرے والدؑ جابرؓ کے گھر گئے اور جابرؓ پتلی کھال کا لکھا ہوا ایک صحیفہ نکال کر لائے۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے جابرؓ! تم اپنی کتاب پر نظر رکھو اور میں تمھیں بیان کرتا ہوں جو اس میں لکھا ہے۔ پس جابر نسخہ دیکھتے اور آپؑ بیان کرتے جاتے۔ خدا کی قسم! امام محمد باقر علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا: اس میں ایک حرف بھی مختلف نہ تھا۔

جابرؓ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ جو آپؑ نے فرمایا: ویسا ہی اس لوح میں تحریر ہے۔

اس لوح کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! یہ کتاب اللہ عزیز و حکیم کی طرف سے محمد مصطفیٰؐ کے لیے نُور و سفیر و حجاب و دلیل ہے جس کو روح الامین عالمین کے ربّ کی طرف سے لے کر نازل ہوئے۔

اے محمدؐ! میرے نام کی عظمت بیان کرو۔ میری نعمتوں کا شکر ادا کرو اور ان کا انکار نہ کرو۔ میں اللہ ہوں، میں جابروں کا جبر توڑنے والا، ظالموں کو ذلیل کرنے والا ہوں اور قیامت کے دن حساب کرنے والا ہوں۔ میں اللہ ہوں جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں، پس جو میرے علاوہ کسی غیر سے اُمید لگائے اور کسی غیر سے خوف کرے تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا جیسا عذاب کائنات میں کسی کو نہیں دیا۔ پس میری عبادت کرو اور مجھ پر

توکل کرو۔ میں نے کوئی بھی نبی مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ جب اس کے دن پورے ہوئے اور اس کی عمر تمام ہوئی تو میں نے اس کا وصی مقرر کیا اور میں نے تم کو تمام انبیاء پر فضیلت دی اور تمھارے وصی کو تمام اوصیاء پر فضیلت دی۔ اس کے بعد تم کو سبطین حسنؑ و حسینؑ سے مکرم کیا۔ میں نے حسنؑ کو اس کے بعد اپنے علم کا معدن قرار دیا اور حسینؑ کو اپنی وحی کا خزینہ دار قرار دیا اور اس کو شہادت کے ساتھ مکرم کیا۔ اس پر سعادت کو ختم کیا، وہ شہداء میں سب سے افضل اور سب سے بلند درجے والا ہے۔ اس کے ساتھ میرا کلمہ تامہ حجت بالغہ ہے۔

اس کے بعد اس کی عترت کو فضائل سے مکرم کیا۔ ان میں اوّل سیّد العابدینؑ اور گذشتہ اولیاء کی زینت ہیں۔ ان کا فرزند جو اپنے جدؐ کی شبیہ ہے جس کی تعریف کی گئی ہے، وہ محمد باقرؑ ہے جو میرے علم کو ظاہر کرنے والا اور میری حکمت کا معدن ہے۔ عنقریب وہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے جو جعفر (صادقؑ) کی امامت میں شک کریں گے۔ میں اس کو رد کرنے والا ہوں جو کہ حق بات کو میری طرف سے رد کرنے والا ہو۔ میں نے جعفرؑ کا ٹھکانہ عزت والا بنایا ہے۔ اس کے خاندان کے لیے خاص شرف ہے اور مددگاروں میں اور اولیاء میں خاص عزّت دی ہے۔ اور اس کے بعد موسیٰؑ کو چُنا جس کے بعد فتنہ ہوگا کیونکہ فرضی خطہ منقطع نہیں ہوتا اور میری حجت مخفی نہیں ہوتی اور نہ میرے اولیاء بدبخت ہوتے ہیں جس نے ان میں سے ایک کا انکار کیا اس نے میری تمام نعمت کا انکار کیا، جس نے میری ایک آیت بدلی اس نے مجھ پر اختراع کیا اور مفترین اور انکار کرنے والوں کے لیے قضاء کے لیے وقت ویل ہے جنھوں نے میرے بندے موسیٰؑ، میرے حبیب اور میرے سب سے بہترین شخص کو جھٹلایا، اور آٹھویں کو جھٹلانے والا ایسا ہے گویا اس نے تمام اولیاء کو جھٹلایا۔ علی (رضاؑ) میرا ولی اور ناصر ہے جس کے کندھے

Scanned with CamScanner

پر مَیں نبوت کا بوجھ ڈال دوں گا اور سختیوں سے اس کی آزمایش کروں گا، اس کو ظلم سے قتل کیا جائے گا اور وہ اس شہر میں دفن ہوگا جس کی بنیاد عبدِ صالح (ذوالقرنین) نے رکھی تھی اور وہ میری بدترین مخلوق کے پہلو میں دفن ہوگا۔

میرا یہ قول سچ ہے کہ مَیں اس کی آنکھوں میں اس کے بیٹے محمد (تقیؑ) سے ٹھنڈک دوں گا جو اس کے بعد خلیفہ ہوگا اور اس کے علم کا وارث ہوگا۔ وہ میرے علم کا معدن، میرے راز کی جگہ اور میری خلق پر حجت ہوگا۔ جنّت اس کی جائے بازگشت ہوگی اور وہ اہلِ خاندان میں سے ان ستّر کی شفاعت کرے گا جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔

انتہائی سعادت ہے اس کے بیٹے علی (نقیؑ) کے لیے جو میرا ولی اور مددگار ہے، وہ میری خلق پر گواہ، میری وحی پر امین!

اس کا ایک فرزند ہوگا جو میرے راستے پر بلانے والا اور میرے علم کا معدن حسن (عسکریؑ) ہوگا۔ پھر میں اس کو اس کے بیٹے کے ذریعے مکمل کروں گا جو عالمین کے لیے رحمت ہوگا، اس کے لیے موسیٰؑ کا کمال، عیسیٰؑ کا ہدیہ اور ایوبؑ کا صبر ہے۔ میرے یہ اوصیاءؑ اپنے زمانے میں مصائب و آلام اُٹھائیں گے۔ ان کے دور کے بادشاہ ان پر ظلم ڈھائیں گے جس طرح ترک و دیلم کے بادشاہ کرتے تھے۔ پس وہ ان کو قتل کریں گے، ان کے اسباب جلائیں گے۔ وہ خوف، دہشت اور غداری کے عالم میں زندگی بسر کریں گے۔ زمین ان کے خون سے سرخ ہوگی اور ان کی عورتوں میں نوحہ کناں رہنا اور سسکتے رہنا عام سی بات ہوگی۔ یہی میرے اولیائے حق ہیں جن کے ذریعے مَیں جہل کا فتنہ دُور کروں گا۔ ان کے ذریعے مصیبتوں کو دُور کروں گا۔ ان پر پڑی ہوئی زنجیروں کو توڑوں گا۔

أُولَٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ قف وَأُولَٰٓئِكَ هُمُ

الْمُهْتَدُوْنَ۝ (البقرہ:۱۵۷)

”یہی وہ ہیں جن پر ان کے ربّ کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں“۔

عبدالرحمٰن بن سالم کہتے ہیں کہ ابوبصیر فرماتے تھے: اگر تم نے اپنی زندگی میں صرف یہی ایک حدیث سنی ہے تو تمھارے لیے یہی کافی ہے اور اس حدیث کو اس کے اہل کے علاوہ کسی سے بیان کرنے سے پرہیز کریں۔ [1]

(109) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنِ التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّازِيِّ الْإِيَادِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سِنَانٍ الْمَوْصِلِيِّ الْعَدْلِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخَلِيلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ زِيَادِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ سَلَّامٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلْمَى رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ قَالَ الْعَزِيزُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ قُلْتُ وَ الْمُؤْمِنُونَ قَالَ صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ مَنْ خَلَّفْتَ لِأُمَّتِكَ قُلْتُ خَيْرَهَا قَالَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَبِّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي اطَّلَعْتُ عَلَى الْأَرْضِ اطِّلَاعَةً فَاخْتَرْتُكَ مِنْهَا فَشَقَقْتُ لَكَ اسْماً مِنْ أَسْمَائِي فَلَا أُذْكَرُ فِي

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ: جلد۱، ص۴۱، ح۲؛ الاختصاص: ص۲۱۰؛ الکافی: جلد۱، ص۵۲۷، ح۳؛ کمال الدین: ص۳۰۸، ح۱؛ غیبۃ نعمانی: ص۶۲، ح۵؛ بحار الانوار: جلد۳۶، ص۱۹۵، ح۳؛ اثبات الھداۃ: جلد۱، ص۴۵۳، ح۷۳؛ اعلام الوریٰ: ص۳۷۱؛ جامع الاخبار: ص۱۸؛ ارشاد القلوب: ص۲۹۰؛ الصراط المستقیم: جلد۲، ص۱۳۷؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد۱، ص۲۹۶؛ مشارق انوار الیقین: ص۱۰۳ (مختصراً)؛ اثبات الوصیۃ: ص۱۴۳؛ تقریب المعارف: ص۱۷۸؛ الارشاد: ص۲۶۲؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۶۸، ح۲؛ الاحتجاج: ص۶۷؛ جواہر السنیہ: ص۱۵۹؛ احقاق الحق: جلد۵، ص۱۱۵؛ ھدایۃ الکبریٰ: ص۷۱؛ الاستنصار کراجکی: ص۱۸؛ فضائل ابن شاذان: ص۱۱۳؛ فرائد السمطین: جلد۲، ص۱۳۶، ح۴۳۲؛ عقیدہ امامت دربیان کتب اہلِ سنت از آصف علی رضا ایڈووکیٹ

Scanned with CamScanner

مَوْضِعٍ إِلَّا وَ ذُكِرْتَ مَعِي فَأَنَا الْمَحْمُودُ وَ أَنْتَ مُحَمَّدٌ ثُمَّ اِطَّلَعْتُ الثَّانِيَةَ فَاخْتَرْتُ مِنْهَا عَلِيّاً وَ شَقَقْتُ لَهُ اِسْماً مِنْ أَسْمَائِي فَأَنَا الْأَعْلَى وَهُوَ عَلِيٌّ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي خَلَقْتُكَ وَ خَلَقْتُ عَلِيّاً وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ مِنْ شَبَحِ نُورٍ مِنْ نُورِي وَ عَرَضْتُ وَلَايَتَكُمْ عَلَى أَهْلِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرَضِينَ فَمَنْ قَبِلَهَا كَانَ عِنْدِي مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ مَنْ جَحَدَهَا كَانَ عِنْدِي مِنَ الْكَافِرِينَ يَا مُحَمَّدُ لَوْ أَنَّ عَبْداً مِنْ عِبَادِي عَبَدَنِي حَتَّى يَنْقَطِعَ وَ يَصِيرَ مِثْلَ الشَّنِّ الْبَالِي ثُمَّ أَتَانِي جَاحِداً بِوَلَايَتِكُمْ مَا غَفَرْتُ لَهُ حَتَّى يُقِرَّ بِوَلَايَتِكُمْ يَا مُحَمَّدُ أَ تُحِبُّ أَنْ تَرَاهُمْ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَقَالَ اِلْتَفِتْ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا بِعَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ وَ عَلِيٍّ وَ مُحَمَّدٍ وَ جَعْفَرٍ وَ مُوسَى وَ عَلِيٍّ وَ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ وَ الْحَسَنِ وَ الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نُورٍ قِيَامٌ يُصَلُّونَ وَ الْمَهْدِيُّ فِي وَسْطِهِمْ كَأَنَّهُ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَؤُلَاءِ الْحُجَجُ وَ هَذَا الثَّائِرُ مِنْ عِتْرَتِكَ يَا مُحَمَّدُ وَ عِزَّتِي وَ جَلَالِي إِنَّهُ الْحُجَّةُ الْوَاجِبَةُ لِأَوْلِيَائِي وَ الْمُنْتَقِمُ مِنْ أَعْدَائِي.

ابوسلمٰی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور سنا کہ آپؐ فرما رہے تھے: معراج کی رات جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے سنا کہ اللہ ارشاد فرمارہا ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ (البقرہ: آیت ۲۸۵)

"رسولؐ ان تمام باتوں پر ایمان رکھتا ہے جو اس کی طرف نازل کی گئی ہیں"۔

میں نے کہا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ (البقرہ: آیت ۲۸۵)

"اور مومنین بھی"۔

فرمایا: اے محمدؐ! تُو نے سچ کہا۔

اے محمدؐ! تمھاری اُمت کے لیے پیچھے کون ہے؟

میں نے کہا: ان میں سے بہترین ہے۔

فرمایا: علیؑ بن ابی طالبؑ؟

میں نے کہا: ہاں، اے رب!

فرمایا: اے محمدؐ! میں نے زمین کی طرف نظر کی تو اس میں سے تجھے چن لیا۔ پس تمھارا نام اپنے نام سے نکالا۔ پس میرا ذکر نہیں ہوگا مگر یہ کہ تمھارا ذکر میرے ساتھ ہوگا میں محمود ہوں اور تم محمدؐ ہو۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ زمین کی طرف نظر کی تو علیؑ کو چن لیا اور اس کے لیے ایک نام اپنے ناموں میں سے نکالا۔ پس میں اعلیٰ ہوں اور وہ علیؑ ہے۔

اے محمدؐ! میں نے تمھیں خلق کیا اور علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو اپنے نور کی ایک قسم سے خلق کیا اور تم لوگوں کی ولایت کو آسمانوں کے رہنے والوں اور زمینوں کے رہنے والوں پر پیش کیا۔ پس جس نے اسے قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین میں سے ہے اور جس نے اس کا انکار کیا وہ میرے نزدیک کافرین میں سے ہے۔

اے محمدؐ! اگر کوئی بندہ میرے بندوں میں سے میری عبادت کرے حتیٰ کہ ختم ہوجائے اور پرانی مشک کی طرح ہوجائے پھر وہ میرے پاس تم لوگوں کی ولایت کا منکر بن کر آئے تو میں اسے نہیں بخشوں گا حتیٰ کہ وہ تم لوگوں کی ولایت کا اقرار کرے۔

اے محمدؐ! کیا تم پسند کرتے ہو کہ ان کو دیکھو؟

میں نے کہا: جی ہاں، اے پروردگار!

فرمایا: عرش کی دائیں جانب التفات کرو۔

پس جب میں ملتفت ہوا تو وہاں علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، علیؑ، محمدؑ، جعفرؑ، موسیٰؑ، علیؑ، محمدؑ، علیؑ، حسنؑ اور مہدیؑ نُور کے سائے میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور مہدیؑ ان کے درمیان ایسے تھے جیسے چمکتا ہوا ستارہ ہو۔

فرمایا: اے محمدؐ! یہ حجتیں ہیں اور یہ (مہدیؑ) تمھاری عترت کے خون کا بدلہ لینے والا ہے۔ اے محمدؐ! مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! یہ میرے اولیاء کے لیے حجتِ واجبہ ہے اور

Scanned with CamScanner

میرے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے۔ ①

(110) وَرَوَى جَابِرٌ الْجُعْفِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فِي كِتَابِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ قَالَ فَتَنَفَّسَ سَيِّدِي الصُّعَدَاءَ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ أَمَّا السَّنَةُ فَهِيَ جَدِّي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَشُهُورُهَا اثْنَا عَشَرَ شَهْراً فَهُوَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ إِلَيَّ وَإِلَى ابْنِي جَعْفَرٍ وَابْنِهِ مُوسَى وَابْنِهِ عَلِيٍّ وَابْنِهِ مُحَمَّدٍ وَابْنِهِ عَلِيٍّ وَإِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ وَإِلَى ابْنِهِ مُحَمَّدٍ الْهَادِي الْمَهْدِيِّ اثْنَا عَشَرَ إِمَاماً حُجَجُ اللهِ فِي خَلْقِهِ وَأُمَنَاؤُهُ عَلَى وَحْيِهِ وَعِلْمِهِ وَالْأَرْبَعَةُ الْحُرُمُ الَّذِينَ هُمُ الدِّينُ الْقَيِّمُ أَرْبَعَةٌ مِنْهُمْ يَخْرُجُونَ بِاسْمٍ وَاحِدٍ عَلِيٌّ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَأَبِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَعَلِيُّ بْنُ مُوسَى وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَالْإِقْرَارُ بِهٰؤُلَاءِ هُوَ الدِّينُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ أَيْ قُولُوا بِهِمْ جَمِيعاً تَهْتَدُوا.

جابر جعفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول:

إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتٰبِ اللهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ۚ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ (التوبہ:۳۶)

① تاویل الآیات: جلد۱، ص ۲۹۸، ح ۹۰؛ البرہان: جلد۱، ص ۳۶۶، ح ۴؛ بحارالانوار: جلد۳۶، ص ۲۱۹، ح۱۸؛ مقتضب الاثر: ص۱۰؛ حلیۃ الابرار: جلد۲، ص ۴۲۰؛ غایۃ المرام: ص ۶۹۵، ح ۲۷؛ جامع السعید: ص۲۴۱؛ الصراط المستقیم: جلد۲، ص۱۱۷؛ عوالم العلوم: جلد۱۵/ ۳/ ۳۵، ح۱؛ تفسیر الفرات: ص۷، مدینۃ المعاجز: ص ۱۴۳، ح ۴۰۵؛ اربعین خاتون آبادی: ص ۱۷؛ نورالثقلین: جلد۱، ص ۳۰۴، ح ۱۲۱۷؛ الطرائف: ص ۱۷۲، ح ۲۷۰؛ اثبات الھداۃ ص۱/ ۵۴۸، ح ۳۷۴؛ مقتل الحسین خوارزمی: جلد۱، ص ۹۵؛ المائۃ منقبۃ: ص ۴۳۷، ح۱۷؛ فرائد السمطین: جلد۲، ص۳۱۹، ح۵۷۱؛ ینابیع المودۃ: ص ۴۸۶

"بے شک مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک کتاب خدا میں بارہ ہے۔ جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے ان میں سے چار مہینے محترم ہیں اور یہی سیدھا (مستحکم) دین ہے۔ پس ان میں اپنے اُوپر ظلم نہ کرنا" کی تاویل پوچھی تو آپؑ نے جو میرے سردار ہیں، ایک لمبی سانس لی اور فرمایا: اے جابرؓ! سال سے مراد میرے جد رسول اللہ ﷺ ہیں اور اس کے مہینے بارہ ہیں۔ پس وہ امیرالمومنینؑ سے لے کر مجھ تک، پھر میرا بیٹا جعفرؑ، اس کا بیٹا موسیٰؑ، اس کا بیٹا علیؑ، اس کا بیٹا محمدؑ، اس کا بیٹا علیؑ، اس کا بیٹا حسنؑ اور اس کا بیٹا محمد ہادی مہدیؑ ہیں۔ یہ بارہ امامؑ اللہ کی مخلوق پر اس کی حجتیں ہیں اور اس کی وحی اور اس کے علم کے امین ہیں۔ اور چار محترم ہیں جو دین قیم ہیں۔ چار ان میں سے ایک اسم سے نکلے ہیں۔ علی امیرالمومنینؑ، میرے والد بزرگوار علیؑ بن حسینؑ، علیؑ بن موسیٰؑ اور علیؑ بن محمدؑ۔ پس ان کا اقرار کرنا ہی مستحکم دین (دین قیم) ہے۔ "پس ان میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو"۔ یعنی ان سب پر یقین رکھو تم ہدایت پا جاؤ گے"۔ ①

(111) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُفْيَانَ الْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سِنَانٍ الْمَوْصِلِيِّ الْعَدْلِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْخَلِيلِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ الْمِصْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ الْبَاقِرِ عَنْ أَبِيهِ ذِي الثَّفِنَاتِ سَيِّدِ الْعَابِدِينَ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ الزَّكِيِّ الشَّهِيدِ عَنْ أَبِيهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهُ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا أَبَا الْحَسَنِ أَحْضِرْ صَحِيفَةً وَدَوَاةً فَأَمْلَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصِيَّتَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى هٰذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ يَا عَلِيُّ

① اثبات الھداۃ: جلد۱، ص ۵۴۹، ح ۳۷۵؛ البرہان: جلد۲، ص ۱۲۳، ح ۵؛ نورالثقلین: جلد۲، ص ۲۱۵ ح ۱۳۰؛ منتخب الاثر: ص ۱۳۷، ح ۱۴۸؛ الحجہ: ص ۹۳

Scanned with CamScanner

إِنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي اِثْنَا عَشَرَ إِمَاماً وَمِنْ بَعْدِهِمْ اِثْنَا عَشَرَ مَهْدِيّاً فَأَنْتَ يَا عَلِيُّ أَوَّلُ الاِثْنَيْ عَشَرَ إِمَاماً سَمَّاكَ اللهُ تَعَالَى فِي سَمَائِهِ عَلِيّاً الْمُرْتَضَى وَأَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَالصِّدِّيقَ الْأَكْبَرَ وَالْفَارُوقَ الْأَعْظَمَ وَالْمَأْمُونَ وَالْمَهْدِيَّ فَلَا تَصِحُّ هَذِهِ الْأَسْمَاءُ لِأَحَدٍ غَيْرِكَ يَا عَلِيُّ أَنْتَ وَصِيِّي عَلَى أَهْلِ بَيْتِي حَيِّهِمْ وَمَيِّتِهِمْ وَعَلَى نِسَائِي فَمَنْ ثَبَّتَّهَا لَقِيَتْنِي غَداً وَمَنْ طَلَّقْتَهَا فَأَنَا بَرِيءٌ مِنْهَا لَمْ تَرَنِي وَلَمْ أَرَهَا فِي عَرْصَةِ الْقِيَامَةِ وَأَنْتَ خَلِيفَتِي عَلَى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي- فَإِذَا حَضَرَتْكَ الْوَفَاةُ فَسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِيَ الْحَسَنِ الْبَرِّ الْوَصُولِ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِيَ الْحُسَيْنِ الشَّهِيدِ الزَّكِيِّ الْمَقْتُولِ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ سَيِّدِ الْعَابِدِينَ ذِي الثَّفِنَاتِ عَلِيٍّ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ مُحَمَّدٍ الْبَاقِرِ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ مُوسَى الْكَاظِمِ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ عَلِيٍّ الرِّضَا فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ مُحَمَّدٍ الثِّقَةِ التَّقِيِّ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ عَلِيٍّ النَّاصِحِ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ الْفَاضِلِ فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ مُحَمَّدٍ الْمُسْتَحْفَظِ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَذَلِكَ اِثْنَا عَشَرَ إِمَاماً ثُمَّ يَكُونُ مِنْ بَعْدِهِ اِثْنَا عَشَرَ مَهْدِيّاً (فَإِذَا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ) فَلْيُسَلِّمْهَا إِلَى ابْنِهِ أَوَّلِ الْمُقَرَّبِينَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَسَامِيَ اِسْمٌ كَاسْمِي وَاسْمِ أَبِي وَهُوَ عَبْدُ اللهِ وَأَحْمَدُ وَالاِسْمُ الثَّالِثُ الْمَهْدِيُّ هُوَ أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ.

امیرالمومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس رات جس میں آپؐ کی وفات ہوئی (مجھ) علیؑ سے فرمایا: اے ابوالحسنؑ! کاغذ اور دوات حاضر کرو۔ پس آپؐ

نے اپنی وصیت لکھوائی حتیٰ کہ اس انتہا تک پہنچے تو فرمایا:

اے علیؑ! میرے بعد بارہ امام ہوں گے اور ان کے بعد بارہ مہدی ہوں گے۔

اے علیؑ! تم ان بارہ اماموں میں سے پہلے تم ہو۔ اللہ نے آسمانوں میں تمھارے نام علی المرتضیٰ، امیرالمومنین، صدیق اکبر، فاروق اعظم، مامون اور مہدی رکھے ہیں اور یہ نام تمھارے علاوہ کسی کو لائق نہیں ہیں۔

اے علیؑ! تم میری اہلِ بیتؑ کی زندگی میں اور ان کی وفات میں میرے وصی ہو اور میری عورتوں پر بھی (میرے وصی ہو)۔ پس جس نے اسے باقی رکھا وہ مجھے کل مل جائے گا اور جس نے اس کو چھوڑ دیا تو میں اس سے بَری ہوں اور قیامت کے میدان میں نہ وہ مجھے دیکھے گا اور نہ میں اسے دیکھوں گا اور تم میری اُمت میں میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔

پس جب تمھیں وفات آن پہنچے تو اس کو میرے فرمانبردار پہنچنے والے بیٹے حسنؑ کے سپرد کر دینا۔ پس جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے میرے بیٹے حسینؑ شہید زکی مقتول کی طرف سپرد کر دے اور جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے سیّدالعابدین ذی الثفنات علیؑ کے سپرد کرے۔ پس جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے محمد باقر علیہ السلام کے سپرد کرے۔

پس جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے جعفر صادقؑ کے سپرد کرے۔ پس جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے موسیٰ کاظمؑ کے سپرد کرے۔ پس اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے موسیٰؑ کاظمؑ کے سپرد کرے۔ پس جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے علی رضاؑ کے سپرد کرے۔ پس جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے محمد ثقہ تقیؑ کے سپرد کرے۔ پس جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے علی ناصحؑ کے سپرد کرے۔

پس اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے حسن فاضلؑ کے سپرد کرے۔ پس جب اس کی وفات ہو تو وہ اسے اپنے بیٹے محمدؑ کے سپرد کرے جو آلِ محمدؑ میں سے حفاظت کیا گیا ہے۔ پس یہ بارہ امامؑ ہیں۔ پھر اس کے بعد بارہ مہدی ہوں گے (پس جب اس کی وفات ہو) تو وہ اسے اپنے بیٹے کے سپرد کرے جو اوّل المقربین ہے۔ اس کے تین نام ہیں میرے نام کی طرح۔ میرے باپ کے نام کی طرح اور وہ (نام) عبداللہ اور احمد ہیں اور تیسرا نام مہدی ہے اور وہ اوّل

المومنین ہے۔ ①

(112) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ ٱلْأَشْعَرِيِّ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ مُوسَى ٱلْخَشَّابِ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ سَمَاعَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ رِبَاطٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: ٱلِاثْنَا عَشَرَ ٱلْإِمَامَ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ كُلُّهُمْ مُحَدَّثٌ [مِنْ] وُلْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ وُلْدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَسُولُ اللهِ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُمَا ٱلْوَالِدَانِ.

زرارہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا: فرما رہے تھے: آلِ محمدؐ میں سے بارہ امام ہوں گے جو سب محدث ہوں گے اور سب رسولؐ خدا کی اولاد اور حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اور رسولؐ خدا اور حضرت علیؑ دونوں ان کے والد ہیں۔ ②

(113) وَ بِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ [بْنِ] ٱلْحُسَيْنِ عَنْ مَسْعَدَةَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي يَحْيَى ٱلْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِي هَارُونَ ٱلْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ حَاضِراً لَمَّا هَلَكَ أَبُو بَكْرٍ وَ اسْتَخْلَفَ عُمَرَ أَقْبَلَ يَهُودِيٌّ مِنْ عُظَمَاءِ يَثْرِبَ يَزْعُمُ يَهُودُ ٱلْمَدِينَةِ أَنَّهُ أَعْلَمُ

---

① مختصر البصائر: ص ۳۹؛ بحار الانوار: جلد ۳۶، ص ۲۶۰، ح ۸۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۵۴۹، ح ۳۷۶؛ الایقاظ من الھجعہ: ص ۳۹۳؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۲۳۶، ح ۲۲۱؛ غایۃ المرام: ص ۵۶، ح ۵۸، اور ص ۱۸۹، ح ۱۰۶

② بصائر الدرجات: ص ۳۲۰، ص ۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۴۵۸، ح ۷۷؛ بحار الانوار: جلد ۳۶، ص ۳۹۳، ح ۸؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۲۶۶، ح ۸؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۶۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۴۸؛ الارشاد: ص ۳۴۸؛ مناقب ابن شہر آشوب: جلد ۱، ص ۲۹۸؛ الاستنصار: ص ۱۶؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۲

أَهْلِ زَمَانِهِ حَتَّى رُفِعَ إِلَى عُمَرَ فَقَالَ لَهُ يَا عُمَرُ إِنِّي جِئْتُكَ أُرِيدُ ٱلْإِسْلَامَ فَإِنْ خَبَّرْتَنِي عَمَّا أَسْأَلُكَ عَنْهُ فَأَنْتَ أَعْلَمُ أَصْحَابِ هَذَا ٱلْكِتَابِ وَ ٱلسُّنَّةِ وَ جَمِيعِ مَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكَ لَكِنِّي أُرْشِدُكَ إِلَى مَنْ هُوَ أَعْلَمُ أُمَّتِنَا بِٱلْكِتَابِ وَ ٱلسُّنَّةِ وَ جَمِيعِ مَا قَدْ تَسْأَلُ عَنْهُ وَ هُوَ ذَاكَ وَ أَوْمَأَ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ ٱلْيَهُودِيُّ يَا عُمَرُ إِنْ كَانَ هَذَا كَمَا تَقُولُ فَمَا لَكَ وَ بَيْعَةَ ٱلنَّاسِ وَ إِنَّمَا ذَاكَ أَعْلَمُكُمْ فَزَبَرَهُ عُمَرُ ثُمَّ إِنَّ ٱلْيَهُودِيَّ قَامَ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ أَنْتَ كَمَا ذَكَرَ عُمَرُ فَقَالَ وَ مَا قَالَ عُمَرُ فَأَخْبَرَهُ قَالَ فَإِنْ كُنْتَ كَمَا قَالَ عُمَرُ سَأَلْتُكَ عَنْ أَشْيَاءَ أُرِيدُ أَنْ أَعْلَمَ هَلْ يَعْلَمُهَا أَحَدٌ مِنْكُمْ فَأَعْلَمَ أَنَّكُمْ فِي دَعْوَاكُمْ خَيْرُ ٱلْأُمَمِ وَ أَعْلَمُهَا صَادِقُونَ وَ مَعَ ذَلِكَ أَدْخُلُ فِي دِينِكُمُ ٱلْإِسْلَامِ فَقَالَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَمْ أَنَا كَمَا ذَكَرَ لَكَ عُمَرُ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ أُخْبِرْكَ عَنْهُ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى قَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ ثَلَاثَةٍ وَ ثَلَاثَةٍ وَ وَاحِدَةٍ قَالَ لَهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا يَهُودِيُّ لِمَ لَمْ تَقُلْ أَخْبِرْنِي عَنْ سَبْعٍ فَقَالَ ٱلْيَهُودِيُّ إِنَّكَ إِنْ أَخْبَرْتَنِي بِٱلثَّلَاثِ سَأَلْتُكَ عَنِ ٱلثَّلَاثِ وَ إِلَّا كَفَفْتُ وَ إِنْ أَجَبْتَنِي فِي هَذِهِ ٱلسَّبْعِ فَأَنْتَ أَعْلَمُ أَهْلِ ٱلْأَرْضِ وَ أَفْضَلُهُمْ وَ أَوْلَى ٱلنَّاسِ بِٱلنَّاسِ فَقَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ يَا يَهُودِيُّ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ حَجَرٍ وُضِعَ عَلَى وَجْهِ ٱلْأَرْضِ وَ أَوَّلِ شَجَرَةٍ غُرِسَتْ عَلَى وَجْهِ ٱلْأَرْضِ وَ أَوَّلِ عَيْنٍ نَبَعَتْ عَلَى وَجْهِ ٱلْأَرْضِ فَأَخْبَرَهُ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ لَهُ ٱلْيَهُودِيُّ فَأَخْبِرْنِي عَنْ هَذِهِ ٱلْأُمَّةِ كَمْ لَهَا مِنْ إِمَامِ هُدًى وَ أَخْبِرْنِي عَنْ نَبِيِّكُمْ مُحَمَّدٍ أَيْنَ مَنْزِلُهُ فِي ٱلْجَنَّةِ وَ أَخْبِرْنِي مَنْ مَعَهُ فِي ٱلْجَنَّةِ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ لِهَذِهِ ٱلْأُمَّةِ اثْنَيْ عَشَرَ إِمَامَ هُدًى مِنْ ذُرِّيَّةِ نَبِيِّهَا وَ هُمْ مِنِّي وَ أَمَّا مَنْزِلُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ

Scanned with CamScanner

عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي ٱلْجَنَّةِ فَهُوَ أَفْضَلُهَا وَ أَشْرَفُهَا جَنَّةُ عَدْنٍ وَ أَمَّا مَنْ مَعَهُ فِي مَنْزِلِهِ مِنْهَا فَهٰؤُلَاءِ ٱلِاثْنَا عَشَرَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِ وَ أُمُّهُمْ وَ جَدَّتُهُمْ أُمُّ أُمِّهِمْ وَ ذَرَارِيُّهُمْ لَا يَشْرَكُهُمْ فِيهَا أَحَدٌ.

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جب ابوبکر کی وفات ہوئی تو مَیں موجود تھا اور عمر خلیفہ بنے تو ایک یہودی یثرب کے وزیروں میں سے آیا۔ یہودِ مدینہ کا خیال ہے کہ وہ اپنے زمانے کا اَعلم تھا، حتیٰ کہ وہ حضرت عمر کی طرف گیا اور کہا: اے عمر! میں اسلام لانا چاہتا ہوں۔ اگر تم مجھے میرے سوال کا جواب دو کیونکہ تم اصحاب میں کتاب وسنت کے اَعلم ہو اور تمام سوالات جو مَیں پوچھنا چاہتا ہوں۔

اس سے حضرت عمر نے کہا: میں اس قابل نہیں ہوں لیکن تمھاری رہنمائی اس شخص کی طرف کرتا ہوں جو ہماری اُمت میں کتاب وسنت کا اَعلم ہے اور جو کچھ تم اس سے پوچھو گے اسے بھی جانتا ہے اور وہ یہ ہے اور حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔

یہودی نے اس سے کہا: اے عمر! اگر یہ شخص ایسا ہی ہے جیسا تم کہہ رہے ہو تو پھر تمھیں کیا حق ہے کہ تم لوگوں سے بیعت لو جبکہ وہ تم سے اَعلم ہو؟ پس حضرت عمر نے اسے جھڑکا۔

پھر یہودی حضرت علی علیہ السلام کی طرف چل کر گیا اور کہا: آپؑ ایسے ہو جس کا ذکر عمر نے کیا ہے؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: عمر نے کیا کہا؟

پس اس نے آپؑ کو بتایا اور کہا: اگر تو آپؑ ایسے ہیں جیسا عمر نے کہا ہے تو میں آپؑ سے چند سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اسے جان لوں کہ کیا تم میں سے کوئی اس کو جانتا ہے تاکہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تم تمام اُمتوں سے اعلیٰ اور اَعلم ہونے میں سچے ہو اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمھارے دین اسلام میں بھی داخل ہو جاؤں گا۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: ہاں میں ویسا ہی ہوں جیسا عمر نے کہا ہے۔ پوچھو جو چاہتے ہو۔ میں تمھیں اس کا جواب دوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس نے کہا: مجھے تین اور تین اور ایک کے بارے میں بتائیے۔

آپؑ نے فرمایا: تو کیوں نہیں کہتا کہ مجھے سات کے بارے میں بتاؤ؟

یہودی نے کہا: مجھے تین کے بارے میں بتائیں گے تو اگلے تین کے بارے میں پوچھوں گا ورنہ رُک جاؤں گا اور اگر آپؑ نے ان سات کا جواب دیا تو آپؑ اہلِ زمین میں اَعلم ہوں گے اور ان سے افضل ہوں گے اور لوگوں میں سے سب سے اولیٰ ہوں گے۔

آپؑ نے فرمایا: جو چاہتے ہو پوچھو۔

اس نے کہا: آپؑ بتائیں کہ وہ کون سا پتھر ہے جو زمین پر پہلے رکھا گیا اور وہ کون سا درخت ہے جو زمین پر پہلے بویا گیا اور وہ کون سا چشمہ ہے جو زمین پر پہلے پھوٹا؟

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اسے اس کے بارے خبر دے دی۔

پھر یہودی نے کہا: مجھے اس اُمت کے بارے میں بتائیں کہ اس میں ہدایت کرنے والے کتنے امام ہوں گے اور مجھے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بتائیں کہ ان کی منزل جنت میں کہاں ہوگی؟

آپؑ نے اس سے فرمایا: اس اُمت کے بارہ ہدایت والے امام ہوں گے جو اس نبیؐ کی اولاد اور مجھ سے ہوں گے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقامِ جنت افضل ترین اور اشرف ترین جنت عدن میں ہوگا اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کے مرتبے میں آپؐ کی ذُریت سے بارہ امام، ان کی مائیں اور ان کی دادیاں، ان کی دادیوں کی مائیں اور ان کی اولادیں ہوں گی اور کوئی اس میں ان کا شریک نہ ہوگا۔ [1]

(114) وَبِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلْبَرْقِيِّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنِ ٱلْقَاسِمِ ٱلْجَعْفَرِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلثَّانِي عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: أَقْبَلَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مَعَهُ ٱلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى يَدِ سَلْمَانَ فَدَخَلَ ٱلْمَسْجِدَ ٱلْحَرَامَ إِذْ أَقْبَلَ رَجُلٌ حَسَنُ ٱلْهَيْئَةِ وَ

---

[1] الکافی: جلد۱،ص ۵۳۱، ح۸؛ بحارالانوار: جلد۳۶،ص ۳۸۰، ح ۸؛ عوالم العلوم: ۱۵ / ۳ / ۲۴۸، ح۳؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۶۷؛ اثبات الھداۃ: جلد۱،ص ۴۵۸، ح ۷۸؛ کشف الغمہ: جلد ۲،ص ۵۰۶

Scanned with CamScanner

الْلِبَاسِ فَسَلَّمَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَجَلَسَ ثُمَّ قَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَسْأَلُكَ عَنْ ثَلَاثِ مَسَائِلَ إِنْ أَخْبَرْتَنِي بِهِنَّ عَلِمْتُ أَنَّ الْقَوْمَ قَدْ رَكِبُوا مِنْ أَمْرِكَ مَا قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَ أَنْ لَيْسُوا بِمَأْمُونِينَ فِي دُنْيَاهُمْ وَ آخِرَتِهِمْ وَ إِنْ تَكُنِ الْأُخْرَى عَلِمْتُ أَنَّكَ وَ هُمْ شَرَعٌ سَوَاءٌ فَقَالَ لَهُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَلْنِي عَمَّا بَدَا لَكَ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنِ الرَّجُلِ إِذَا نَامَ أَيْنَ تَذْهَبُ رُوحُهُ وَ عَنِ الرَّجُلِ كَيْفَ يَذْكُرُ وَ يَنْسَى وَ عَنِ الرَّجُلِ يُشْبِهُ وَلَدُهُ الْأَعْمَامَ وَ الْأَخْوَالَ فَالْتَفَتَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَجِبْهُ فَأَجَابَهُ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ الرَّجُلُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ لَمْ أَزَلْ أَشْهَدُ بِهَا وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ وَ لَمْ أَزَلْ أَشْهَدُ بِذَلِكَ وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ وَصِيُّ رَسُولِ اللهِ وَ الْقَائِمُ بِحُجَّتِهِ وَ أَشَارَ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ لَمْ أَزَلْ أَشْهَدُ بِهَا وَ أَشْهَدُ أَنَّكَ وَصِيُّهُ وَ الْقَائِمُ بِحُجَّتِهِ وَ أَشَارَ إِلَى الْحَسَنِ وَ أَشْهَدُ أَنَّ الْحُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ وَصِيُّ أَبِيهِ وَ الْقَائِمُ بِحُجَّتِهِ بَعْدَكَ وَ أَشْهَدُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ الْقَائِمُ بِأَمْرِ الْحُسَيْنِ بَعْدَهُ وَ أَشْهَدُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ الْقَائِمُ بِأَمْرِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ أَشْهَدُ عَلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ الْقَائِمُ بِأَمْرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ أَشْهَدُ عَلَى مُوسَى أَنَّهُ الْقَائِمُ بِأَمْرِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَشْهَدُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى أَنَّهُ الْقَائِمُ بِأَمْرِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَ أَشْهَدُ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَنَّهُ الْقَائِمُ بِأَمْرِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى وَ أَشْهَدُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بِأَنَّهُ الْقَائِمُ بِأَمْرِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ أَشْهَدُ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بِأَنَّهُ الْقَائِمُ بِأَمْرِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ أَشْهَدُ عَلَى رَجُلٍ مِنْ وُلْدِ الْحَسَنِ لَا يُكَنَّى وَ لَا يُسَمَّى حَتَّى يَظْهَرَ أَمْرُهُ فَيَمْلَأَهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ ثُمَّ قَامَ

فَمَضَى فَقَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ اتَّبِعْهُ انْظُرْ أَيْنَ يَقْصِدُ فَخَرَجَ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ مَا كَانَ إِلَّا أَنْ وَضَعَ رِجْلَهُ خَارِجاً مِنَ الْمَسْجِدِ فَمَا دَرَيْتُ أَيْنَ أَخَذَ مِنْ أَرْضِ اللهِ فَرَجَعْتُ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ فَأَعْلَمْتُهُ فَقَالَ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَ تَعْرِفُهُ فَقُلْتُ اللهُ وَ رَسُولُهُ وَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ أَعْلَمُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری سے روایت ہے کہ حضرت امام ابوجعفر ثانیؑ نے فرمایا:

ایک دن امیرالمومنین علی علیہ السلام تشریف لائے اور آپؑ کے ساتھ حسنؑ بن علیؑ بھی تھے اور آپؑ جناب سلمان محمدیؓ کے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ پس آپؑ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو ایک خوبصورت شکل ولباس والا آدمی آیا اور اس نے امیرالمومنینؑ کو سلام کیا۔ آپؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا اور کہا:

اے امیرالمومنینؑ! میں آپؑ سے تین مسائل پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپؑ مجھے ان کی خبر دے دیں گے تو میں جان لوں گا کہ لوگ آپؑ کے امر سے ارتکاب کریں گے جو میں ان پر فیصلہ کروں گا کیونکہ وہ نہ تو اپنی دنیا میں محفوظ ہیں اور نہ ہی آخرت میں۔ اور اگر دوسری بات ہوئی تو پھر میں جان لوں گا کہ آپؑ اور وہ دونوں برابر کی شرع ہیں۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: جو چاہتے ہو سوال کرو۔

اس نے عرض کیا: آپؑ بتائیں کہ آدمی جب سوتا ہے تو اس کی روح کہاں جاتی ہے اور آدمی کیسے یاد کرتا ہے اور کیسے بھولتا ہے اور آدمی کی اولاد اس کے چچوں اور ماموں سے کیسے مشابہ ہوتی ہے؟

امیرالمومنین علی علیہ السلام حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابومحمدؑ! اسے جواب دو۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے اسے جواب دیا تو اس آدمی نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہمیشہ اس کی گواہی دیتا رہوں گا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ

Scanned with CamScanner

محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں اور مَیں ہمیشہ اس کی گواہی دیتا رہوں گا اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ رسولؐ اللہ کے وصی اور قائم حجت ہیں اور اشارہ کیا امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف۔ اور مَیں ہمیشہ یہ گواہی دیتا رہوں گا اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ ان کے وصی اور حجت قائم ہیں اور اشارہ کیا امام حسن علیہ السلام کی طرف۔

اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ حسینؑ ابن علیؑ اپنے والد کے وصی اور آپؑ کے بعد قائم حجت ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن حسینؑ ان کے بعد ان کے امر سے قائم ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؑ بن علیؑ جناب علیؑ بن حسینؑ کے امر کے قائم ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ جعفرؑ بن محمدؑ جنابِ محمد بن علیؑ کے امر کے قائم ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ موسیٰؑ (کاظم) جناب جعفرؑ بن محمدؑ کے امر کے قائم ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن موسیٰؑ جنابِ موسیٰؑ بن جعفرؑ کے امر کے قائم ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں محمدؑ بن علیؑ جناب علیؑ بن موسیٰؑ کے امر کے قائم ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ بن محمدؑ جنابِ محمدؑ بن علیؑ کے امر کے قائم ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں کہ حسنؑ بن علیؑ جناب محمدؑ بن علیؑ کے امر کے قائم ہیں اور مَیں گواہی دیتا ہوں حسن (عسکریؑ) کی اولاد میں سے ایک شخص کی جس کا نہ نام ہے نہ کنیت، حتیٰ کہ اس کا امر ظاہر ہو، پھر وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے جیسے وہ ظلم و جَور سے بھری ہوگی اور آپؑ پر سلام ہو اے امیر المومنین! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ پھر وہ شخص اُٹھا اور چلا گیا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو محمدؑ! اس کا پیچھا کرو اور دیکھو کہ کہاں کا ارادہ کرتا ہے؟

پس امام حسن علیہ السلام اس کے پیچھے نکلے اور آپؑ نے فرمایا: اتنا بھی نہ ہوا تھا کہ اس شخص نے اپنا پاؤں مسجد سے باہر نکالا تو مجھے نہ معلوم ہو سکا کہ کہاں اسے اللہ کی زمین میں سے پکڑ لیا گیا ہے؟ پس مَیں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف رجوع کیا اور آپؑ کو بتایا۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابو محمدؑ! کیا اسے جانتے ہو؟

میں نے کہا: اللہ، اس کا رسولؐ اور امیر المومنینؑ بہتر جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ حضرت خضرؑ تھے۔ [1]

قولِ مؤلف: اب تک ہم نے صرف کچھ اخبار کا ذکر کیا ہے اور اگر ہم اس موضوع پر شیعہ کی روایت کردہ تمام اخبار ذکر کرتے تو یہ کتاب یقیناً بہت طویل ہوگی۔ ہم نے اس موضوع پر شیعہ اور سُنّی کی قبول کردہ روایات کا ذکر کیا ہے۔ اگر کوئی اس موضوع کی تمام اخبار کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے تو وہ اس موضوع پر لکھی گئی کتب کو دیکھ سکتا ہے۔ پس اسے اس موضوع کے متعلق بہت کچھ مل جائے گا جیسا کہ ہم نے کہا ہے۔

اور اگر کہا جائے کہ پہلے ہمیں ان حدیثوں کی سچائی کا ثبوت دو کیونکہ یہ اخبار احاد ہیں اور کسی موضوع کو یقینی طور پر ثابت نہیں کرتی ہیں جبکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں یقین کی ضرورت ہے۔

دوسرا ہمیں ثابت کرو کہ یہ روایات تمھارے امامت کے معنی پر دلالت کرتی ہیں۔ یقیناً یہ روایات تمھارے مخالفین نے بیان کی ہیں کیونکہ تم نے اکثر امامیہ کے طریقے سے بیان کی ہیں۔ اگر ہم ان کو مان بھی لیں تو بھی یہ تمھارے اماموں کی امامت کو بیان نہیں کرتی ہیں کیونکہ یہ دوسروں کو بھی شامل ہیں۔ تم کیسے کہتے ہو کہ یہ روایات باقیوں کے بغیر صرف تمھارے اماموں کے لیے ہیں؟

ہم کہیں گے: ان روایات کی سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ شیعہ امامیہ نے ان کو تواتر کے ذریعے اپنے سلف سے روایت کیا ہے اور طریقہ روایت بالکل صحیح ہے جو امامیہ کی کتب میں نصوص امیر المومنینؑ پر درج ہیں اور یہ ایک طریقہ ہے۔

اس کے علاوہ دو مختلف عقائد رکھنے والے فرقوں کا ان کو نقل کرنا ان کی صحت پر دلالت کرتا ہے جس کی نقل کرنے پر دونوں متفق ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ رواج ہے کہ جو بھی کسی

---

[1] عیون اخبار الرضاؑ: جلد ۱، ص ۶۵، ح ۳۵؛ علل الشرائع: ص ۹۶، ح ۶؛ غیبۃ نعمانی: ص ۵۸، ح ۲؛ المحاسن: ص ۳۳۲، ح ۹۹؛ الاحتجاج: ص ۲۶۶؛ تفسیر القمی: جلد ۲، ص ۴۴؛ کمال الدین: ص ۳۱۳، ح ۱؛ بحار الانوار: جلد ۳۶، ص ۴۱۴، ح ۱، اور جلد ۶۶، ص ۳۶، ح ۸؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۳۱۰، ح ۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۴۵۲، ح ۷۲؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۸۲؛ اثبات الوصیۃ: ص ۱۳۶؛ حلیۃ الابرار: جلد ۱، ص ۵۱۰؛ الاستبصار: ص ۳۱؛ دلائل الامامۃ: ص ۶۹؛ تقریب المعارف: ص ۱۷۷ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

خیال پر یقین رکھتا ہے جو روایت کے ذریعے ثابت ہوتا ہے، پھر اسے اس روایت کو بیان کرنے کی پوری ترغیب حاصل ہوتی ہے اور اس کے حریف کو اپنی روایتوں کو باطل کرنے یا ان کو ضعیف کرنے اور اس کی روایتوں کو مسترد کرنے کی ہر تحریک ہوگی۔ افراد کی تعریف کرنے یا ان پر تنقید کرنے کا یہ عمل ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں ایک فرقہ دوسرے کا مخالف جو اس کے مثل روایت نقل کرتا ہے جو وہ روایت کرتے ہیں اور وہ اس روایت پر اور اس کے مضمون پر اعتراض نہیں رکھتے تو یہ ظاہر کرتا ہے خدا اس کی نقل کو دوست رکھتا ہے اور ان کو نقل کرنے پر مجبور کرتا ہے اور یہ حکایت کی سچائی کا ثبوت ہے اور اس حقیقت کا ثبوت یہ ہے کہ ان روایات سے ہمارے ائمہؑ مراد ہیں اور ان روایات کے ذریعے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ امامت بارہ ائمہؑ میں محصور ہے اور وہ اس سے نہ کم ہوتے ہیں نہ زیادہ تو ہمارا مسلک ثابت ہے۔ کیونکہ اُمت فرقوں میں تقسیم ہے: ہم جو اس تعداد پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے آئمہؑ کی امامت پر یقین رکھتے ہیں اور دوسرے جو اس نمبر اور ان کی امامت پر یقین نہیں رکھتے ہیں۔ اگر کسی کو تعداد پر یقین کرنا چاہیے اور ان کی امامت پر یقین نہیں رکھتے ہیں تو وہ اجماع کی حدود سے باہر پیدل سفر کر رہا ہے اور اجماع کی حدود سے باہر کوئی بھی عقیدہ باطل ہے۔

امامِ زمانہؑ کی غَیبت پر ائمہ معصومینؑ کی روایات

نیز امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند (امامِ زمانہؑ) کی غَیبت کو وہ روایات بھی ثابت کرتی ہیں جو آپؑ کے آبائے کرامؑ سے آپؑ کی ولادت سے بہت پہلے مشہور چلی آرہی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ صاحب الامرؑ کے لیے غَیبت ہوگی، پھر وہ غَیبت کیسے ہوگی، اس میں کیسے کیسے اختلافات ہوں گے، کیا کیا حادثات پیش آئیں گے۔ یہ سب بتایا گیا تھا اور یہ کہ آپؑ کی دو غَیبتیں ہوں گی۔ دوسری غَیبت پہلی سے طویل ہوگی، پہلی غَیبت میں آپؑ کی خبر معلوم ہوگی جبکہ دوسری میں آپؑ کے اخبار کو کوئی نہیں جانے گا۔ چنانچہ جو کچھ اس ضمن میں اخبار موجود تھے بالکل اسی کے موافق ہوا۔ کیونکہ اس طرح بالکل صحیح و درست پیشین گوئی کرنا ممکن نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے اس کی اطلاع نہ دی اور یہ بھی آپؑ کی غَیبت کو ثابت کرنے کا ایک طریقہ ہے جس پر گذشتہ بزرگوں نے اعتماد کیا ہے۔

ہم صرف کچھ روایات کا تذکرہ کرتے ہیں جو ہمارے اس دعوے کی صداقت کی نشاندہی کرنے کے لیے اس معنی کو بیان کرتی ہیں کیونکہ اس سلسلے میں تمام روایات کو مکمل شامل کرنا طوالت ہوگا اور وہ کتب اخبار میں موجود ہیں جن کو دیکھا جاسکتا ہے۔

(115) فَمِنْ ذٰلِكَ مَا أَخْبَرَنَا بِهِ جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّازِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْراً فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ قَالَ نَزَلَتْ فِي الْإِمَامِ فَقَالَ إِنْ أَصْبَحَ إِمَامُكُمْ غَائِباً عَنْكُمْ فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِإِمَامٍ ظَاهِرٍ يَأْتِيكُمْ بِأَخْبَارِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَبِحَلَالِ اللهِ تَعَالَى وَحَرَامِهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا وَاللهِ مَا جَاءَ تَأْوِيلُ هٰذِهِ الْآيَةِ وَلَا بُدَّ أَنْ يَجِيءَ تَأْوِيلُهَا.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے خدا کے قول: قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَن يَأْتِيكُم بِمَآءٍ مَّعِينٍ ۝ (الملک: آیت ۳۰) "(اے رسولؐ) کہہ دو کہ تمھارا کیا خیال ہے اگر تمھارا سارا پانی زمین کے اندر جذب ہوجائے تو تمھارے لیے چشمہ کا پانی بہا کر کون لائے گا" کے بارے میں فرمایا:

یہ آیت امامؑ (قائمؑ) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ جب تمھارا امامؑ تم سے غائب ہوجائے گا تو پھر کون ہے جو ظاہر امامؑ کو لادے گا جو تمھیں آسمانوں اور زمین کی خبر سنائے گا اور اللہ کے حلال اور اس کے حرام کو بتائے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ابھی اس آیت کی تاویل نہیں آئی ہے مگر بعید نہیں کہ اس کی تاویل ضرور آئے گی۔ [1]

---

[1] کمال الدین: ص ۳۲۵، ح ۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۵۲، ح ۲۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۶۷، ح ۱۳۰؛ نورالثقلین: جلد ۵، ص ۳۸۷، ح ۴۱؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۹

Scanned with CamScanner

(116) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الرَّبِيعِ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ أَسِيدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ: لَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ فَقَالَ إِمَامٌ يَخْنِسُ فِي زَمَانِهِ عِنْدَ انْقِطَاعٍ مِنْ عِلْمِهِ عِنْدَ النَّاسِ سَنَةَ سِتِّينَ وَ مِائَتَيْنِ ثُمَّ يَبْدُو كَالشِّهَابِ الْوَقَّادِ فَإِنْ أَدْرَكْتَ ذٰلِكَ قَرَّتْ عَيْنُكَ.

اُمِ ہانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ملاقات کی اور خدا کے قول: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ (التکویر: ۱۵-۱۶) ''تو میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو پلٹ جانے والے ہیں، چلنے والے اور چھپ جانے والے ہیں'' کے بارے میں دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: امامؑ ۲۶۰ ہجری میں لوگوں سے اپنے دورِ امامت میں غیبت اختیار کریں گے اور پھر شہاب ثاقب کی طرح رات کی تاریکی میں نمودار ہوں گے۔ پس اگر تم نے ان کو پالیا تو تمھاری آنکھیں ٹھنڈی ہوجائیں گی۔ [1]

(117) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُوسَى بْنِ قَاسِمٍ الْبَجَلِيِّ وَ أَبِي قَتَادَةَ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: قُلْتُ لَهُ مَا تَأْوِيلُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ غَوْراً فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ فَقَالَ إِذَا فَقَدْتُمْ إِمَامَكُمْ فَلَمْ تَرَوْهُ فَمَاذَا تَصْنَعُونَ.

علی بن جعفر نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کیا ہے، کہا کہ میں نے

[1] کمال الدین: ص ۳۲۴، ح ۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۵۰، ح ۷؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۴۱، ح ۲۳؛ بحار الانوار: جلد ۲۴، ص ۷۸، ح ۱۸، اور جلد ۵۱، ص ۵۱، ح ۳۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۴۵، ح ۳۲؛ نور الثقلین: جلد ۵، ص ۵۱۷، ح ۱۸، ۱۹، ۲۰؛ البرہان: جلد ۴، ص ۴۳۳، ح ۱؛ تاویل الآیات: جلد ۲، ص ۷۶۹، ح ۱۶؛ المحجہ: ص ۲۴۴؛ الصافی: جلد ۵، ص ۲۹۲؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۴؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۰؛ ہدایۃ الکبریٰ: ص ۸۸

آپؑ سے پوچھا: خدا کے قول: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ (الملک: آیت ۳۰) ''کہہ دو کہ تمھارا کیا خیال ہے اگر تمھارا پانی زمین میں جذب ہوجائے تو تمھارے لیے چشمہ کا پانی بہا کر کون لائے گا'' کے بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: جب تم سے تمھارا امامؑ غائب ہوجائے گا اور تم اسے نہ دیکھ سکو گے تو اس وقت تم کیا کرو گے؟ [1]

(118) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الشَّاذَانِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنْ بَلَغَكُمْ عَنْ صَاحِبِكُمْ غَيْبَةٌ فَلَا تُنْكِرُوهَا.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر تمھیں اپنے صاحب (امامِ زمانہؑ) کی غیبت کی خبر ملے تو اس سے انکار نہ کرنا۔ [2]

(119) مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْمُثَنَّى الْعَطَّارِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: يَفْقِدُ النَّاسُ إِمَامَهُمْ فَيَشْهَدُ الْمَوْسِمَ فَيَرَاهُمْ وَلَا يَرَوْنَهُ.

عبیدہ بن زرارہ سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، فرماتے تھے: لوگ اپنے امامؑ کو گم کیے ہوئے ہوں گے، وہ (امام) حج کے موسم میں لوگوں کو دیکھے گا مگر

[1] کمال الدین: ص ۳۶۰، ح ۳؛ نور الثقلین: جلد ۵، ص ۳۸۵، ح ۴۰؛ بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۱۵۱، ح ۵؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۶؛ البرہان: جلد ۴، ص ۳۶۶، ح ۲؛ المحجہ: ص ۲۳۰

[2] الکافی: جلد ۱، ص ۳۴۰، ح ۱۵؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۷۷، ح ۴۲؛ بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۱۴۶، ح ۱۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۳۹، ح ۱، اور ص ۴۴۴، ۲۲۰

Scanned with CamScanner

اس کو کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ ①

(120) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ٱلْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ جَبَلَةَ عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ ٱلْمُسْتَنِيرِ عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ ٱللهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ لِصَاحِبِ هَذَا ٱلْأَمْرِ غَيْبَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا تَطُولُ حَتَّى يَقُولَ بَعْضُهُمْ مَاتَ وَ يَقُولَ بَعْضُهُمْ قُتِلَ وَ يَقُولَ بَعْضُهُمْ ذَهَبَ حَتَّى لَا يَبْقَى عَلَى أَمْرِهِ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَّا نَفَرٌ يَسِيرٌ لَا يَطَّلِعُ عَلَى مَوْضِعِهِ أَحَدٌ مِنْ وُلْدِهِ وَ لَا غَيْرِهِ إِلَّا ٱلْمَوْلَى ٱلَّذِي يَلِي أَمْرَهُ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، فرماتے تھے: اس صاحب الامرؑ کے لیے دو غیبتیں ہیں: ان میں سے ایک غیبت بہت طویل ہوگی حتیٰ کہ کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ مر گئے اور کچھ کہیں گے کہ وہ قتل ہو گئے ہیں اور کچھ کہیں گے وہ چلے گئے ہیں، حتیٰ کہ ان کے اصحاب میں سے کوئی اس امر پر نہیں بچے گا سوائے چند کے۔ ان کی اولاد میں سے اور نہ ہی کوئی دوسرا جانتا ہے کہ وہ کہاں کس جگہ ہیں سوائے ان کے خادم کے جو ان کی خدمت پر مامور ہے۔ ②

(121) وَ بِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنِ ٱلْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ ٱلنَّيْشَابُورِيِّ عَنْ عَبْدِ ٱلرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ: لَا بُدَّ لِصَاحِبِ هَذَا ٱلْأَمْرِ مِنْ عُزْلَةٍ وَ لَا بُدَّ فِي عُزْلَتِهِ مِنْ قُوَّةٍ وَ مَا بِثَلَاثِينَ مِنْ وَحْشَةٍ وَ نِعْمَ ٱلْمَنْزِلُ طَيْبَةُ.

① اکمال الدین: ص ۳۴۶، ح ۳۳؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۷، ح ۶؛ وسائل الشیعہ: جلد ۸، ص ۹۶، ح ۹؛ مستدرک الوسائل: جلد ۸، ص ۵۰، ح ۴، ۵؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۵۹؛ بحارالانوار: ۵۲، ص ۱۵۱، ح ۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۰، ح ۲۷۹؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۷۵، ح ۱۳؛ تقریب المعارف: ص ۱۹۱، حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۴۶

② غیبۃ نعمانی: ص ۱۷۱، ح ۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۰، ح ۲۸۰؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۵۲، ح ۵؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۸۱؛ منتخب الاثر: ص ۲۵۳، ح ۹؛ البرہان متقی ہندی: ص ۱۷۱، ح ۴

Scanned with CamScanner

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اس صاحب امرؑ کے لیے عزلت و گوشہ نشینی لازمی ہے اور اسی گوشہ نشینی میں قوت لازمی ہے اور صرف تیس آدمی ان کی تنہائی میں مونس ہوں گے اور بہترین جائے قیام طیبہ ہے۔ ①

(122) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ ٱللهِ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ٱلزَّيْتُونِيِّ عَنِ ٱلزُّهْرِيِّ ٱلْكُوفِيِّ عَنْ بُنَانِ بْنِ حَمْدَوَيْهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ مُضِيُّ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَقَالَ: ذَاكَ إِلَيَّ مَا دُمْتُ حَيّاً بَاقِياً وَلَكِنْ كَيْفَ بِهِمْ إِذَا فَقَدُوا مَنْ بَعْدِي.

بنان بن حمدویہ سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن عسکری (امام علی نقی علیہ السلام) کے پاس امام ابوجعفر (امام محمد تقی علیہ السلام) کی وفات کا ذکر کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: جب تک میں زندہ باقی ہوں یہ (امر امامت) میرے پاس رہے گا لیکن جب میرے بعد آنے والے امام کو بھی یہ لوگ کھو بیٹھیں گے تو اس وقت کیا کریں گے۔ ②

(123) وَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي جِيدٍ ٱلْقُمِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحَسَنِ ٱلصَّفَّارِ عَنِ ٱلْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ حَمْدَوَيْهِ بْنِ ٱلْبَرَاءِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ ٱلْأَعْلَى مَوْلَى آلِ سَامٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ أَبِي عَبْدِ ٱللهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَلَمَّا نَزَلْنَا ٱلرَّوْحَاءَ نَظَرَ إِلَى جَبَلِهَا مُطِلّاً عَلَيْهَا فَقَالَ لِي تَرَى هَذَا ٱلْجَبَلَ هَذَا جَبَلٌ يُدْعَى رَضْوَى مِنْ جِبَالِ فَارِسَ أَحَبَّنَا فَنَقَلَهُ ٱللهُ إِلَيْنَا أَمَا إِنَّ فِيهِ كُلَّ شَجَرَةٍ مُطْعِمٍ وَ نِعْمَ أَمَانٌ لِلْخَائِفِ مَرَّتَيْنِ أَمَا إِنَّ لِصَاحِبِ هَذَا ٱلْأَمْرِ فِيهِ غَيْبَتَيْنِ وَاحِدَةٌ قَصِيرَةٌ وَ ٱلْأُخْرَى طَوِيلَةٌ.

عبدالاعلیٰ آلِ سام کے غلام سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ سفر کے لیے گیا جب ہم لوگ مقامِ روحا پہنچے تو آپؑ نے وہاں ایک سنہری پہاڑی کو دیکھ کر

① بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۵۳، ح ۶

② بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۶۱، ح ۱۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۰، ح ۲۸۱

فرمایا: تم اس پہاڑ کو دیکھتے ہو؟ اس پہاڑ کا نام جبل رضوی ہے جو فارس کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ تھا۔ اس نے ہماری محبت کا اظہار کیا تو اللہ نے اس کو وہاں سے یہاں منتقل کر دیا۔ دیکھو اس پر ہر درخت ثمردار ہے اور ایک خائف کے لیے بہترین جائے امان قرار پائے گا اس لیے کہ صاحب امرؑ کی دو غیبتیں ہوں گی: ایک غیبت قصیر (صغریٰ) اور دوسری غیبت طویل (کبریٰ)۔ [1]

(124) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ٱلْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي ٱلْعَلَاءِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَمَّا دَخَلَ سَلْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ٱلْكُوفَةَ وَ نَظَرَ إِلَيْهَا ذَكَرَ مَا يَكُونُ مِنْ بَلَائِهَا حَتَّى ذَكَرَ مُلْكَ بَنِي أُمَيَّةَ وَ ٱلَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ قَالَ فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَالْزَمُوا أَحْلَاسَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى يَظْهَرَ ٱلطَّاهِرُ بْنُ ٱلطَّاهِرِ ٱلْمُطَهَّرُ ذُو ٱلْغَيْبَةِ ٱلشَّرِيدُ ٱلطَّرِيدُ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب جناب سلمان (محمدیؓ) کوفہ میں داخل ہوئے تو آپؓ نے اس پر نظر ڈالی اور اس پر جو کچھ بلائیں وارد ہوئی تھیں۔ ان کا ذکر کیا حتیٰ کہ سلاطین بنی اُمیہ اور ان کے بعد آنے والے اَدوار کا بھی ذکر کیا۔ اس کے بعد کہا جب جب یہ سب کچھ ہو چکے تو تم لوگ اپنے گھروں میں گوشہ نشین ہو جانا حتیٰ کہ طاہر بن طاہر و مطہر صاحب غیبت الشرید الطرید ظہور فرمائے۔ [2]

(125) وَ رَوَى أَبُو بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: فِي ٱلْقَائِمِ شَبَهٌ مِنْ يُوسُفَ قُلْتُ وَمَا هُوَ قَالَ ٱلْحَيْرَةُ وَٱلْغَيْبَةُ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امام قائمؑ میں حضرت یوسفؑ کی مشابہت پائی جائے گی۔

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۵۳، ح ۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۰، ح ۲۸۲

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۲۶، ح ۱۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۰، ح ۲۸۳

میں نے عرض کیا: وہ کیا ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: حیرت و غیبت۔ [1]

(126) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي ٱلْمُفَضَّلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْحِمْيَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي ٱلْخَطَّابِ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ تَفْسِيرِ جَابِرٍ فَقَالَ لَا تُحَدِّثْ بِهِ ٱلسُّفَلَ فَيُذِيعُونَهُ أَمَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللهِ تَعَالَى: فَإِذَا نُقِرَ فِي ٱلنَّاقُورِ إِنَّ مِنَّا إِمَاماً مُسْتَتِراً فَإِذَا أَرَادَ اللهُ إِظْهَارَ أَمْرِهِ نَكَتَ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةً فَظَهَرَ فَقَامَ بِأَمْرِ اللهِ تَعَالَى.

مفضل بن عمر سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے تفسیر جابر کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: سفلوں (پست ذہنیت والوں) سے بیان نہ کرنا ورنہ وہ اس کی تشہیر کریں گے۔ کیا تم نے قرآنِ مجید میں یہ آیت نہیں پڑھی؟

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ (مدثر: آیت ۸)

"پس جب صُور پھونکا جائے گا"۔

بلاشبہ ہم میں سے ایک امام پوشیدہ ہوگا پس جب اللہ کا ارادہ ہوگا کہ وہ اپنے امر کو ظاہر کرے تو وہ اس کے دل میں یہ بات ڈال دے گا تو وہ ظاہر ہو جائے گا اور اللہ کے حکم سے قیام کرے گا"۔ [2]

(127) وَ رَوَى عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ ٱلْكُوفِيُّ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَابُوسَ عَنْ نَصْرِ بْنِ ٱلسِّنْدِيِّ عَنْ أَبِي دَاوُدَ سُلَيْمَانَ بْنِ سُفْيَانَ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۲۴، ح ۱۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۱، ح ۲۸۴؛ منتخب الاثر: ص ۲۶۳، ح ۲۰

[2] رجال الکشی: ص ۱۹۲، ح ۳۳۸؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۴۳، ح ۳۰؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۸۷، ح ۴۰؛ کمال الدین: ص ۳۴۹، ح ۴۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۱؛ ح ۲۸۵؛ تاویل الآیات: جلد ۲، ص ۷۳۲، ح ۱؛ بحارالانوار: جلد ۲، ص ۷۰، ح ۲۹ اور جلد ۵۲، ص ۲۸۴، ح ۱۱؛ تفسیر نورالثقلین: جلد ۵، ص ۴۵۴، ح ۱۳؛ عوالم العلوم: جلد ۳، ص ۳۰۷، ح ۱۴؛ تفسیر البرہان: جلد ۴، ص ۴۰۰، ح ۱، ۲، ۴؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۸

Scanned with CamScanner

اَلْمُسْتَرِقِّ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مَالِكٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ وَ رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مَالِكٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ: أَتَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَجَدْتُهُ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا لِي أَرَاكَ مُفَكِّراً تَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ أَ رَغْبَةً مِنْكَ فِيهَا قَالَ لَا وَ اللهِ مَا رَغِبْتُ فِيهَا وَ لَا فِي الدُّنْيَا قَطُّ وَ لَكِنِّي تَفَكَّرْتُ فِي مَوْلُودٍ يَكُونُ مِنْ ظَهْرِ الْحَادِيَ عَشَرَ مِنْ وُلْدِي هُوَ الْمَهْدِيُّ الَّذِي يَمْلَأُهَا عَدْلاً وَ قِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً يَكُونُ لَهُ حَيْرَةٌ وَ غَيْبَةٌ تَضِلُّ فِيهَا أَقْوَامٌ وَ يَهْتَدِي فِيهَا آخَرُونَ قُلْتُ يَا مَوْلَايَ فَكَمْ تَكُونُ الْحَيْرَةُ وَ الْغَيْبَةُ قَالَ سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سِتَّةَ أَشْهُرٍ أَوْ سِتَّ سِنِينَ فَقُلْتُ وَ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ لَكَائِنٌ- فَقَالَ نَعَمْ كَمَا أَنَّهُ مَخْلُوقٌ وَ أَنَّى لَكَ بِهَذَا الْأَمْرِ يَا أَصْبَغُ أُولَئِكَ خِيَارُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مَعَ أَبْرَارِ هَذِهِ الْعِتْرَةِ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَا يَكُونُ بَعْدَ ذَلِكَ قَالَ ثُمَّ يَفْعَلُ اللهُ مَا يَشَاءُ فَإِنَّ لَهُ بَدَاءَاتٍ وَ إِرَادَاتٍ وَ غَايَاتٍ وَ نِهَايَاتٍ.

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے، کہا میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ کو متفکر پایا کہ زمین کو کرید رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا: اے امیرالمومنینؑ! کیا وجہ ہے کہ میں آپؑ کو فکر میں زمین کریدتا دیکھ رہا ہوں؟ کیا آپؑ کو اس زمین سے رغبت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! مجھے نہ اس زمین سے رغبت ہے اور نہ ہی مجھے کسی دن دنیا کی خواہش رہی ہے بلکہ میں تو اس مولود کی فکر میں ہوں جو میری نسل سے میرا گیارھواں بیٹا ہوگا جو اس زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی، اس کے لیے حیرت اور غیبت ہوگی جس میں کچھ قومیں گمراہ ہوجائیں گی اور کچھ لوگ ہدایت پر رہیں گے۔

میں نے عرض کیا: اے امیرالمومنینؑ! کیا واقعی ایسا ہی ہونے والا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، جیسا کہ وہ مخلوق ہوگی مگر تجھے اس کے علم سے کیا واسطہ اے اصبغ! اس وقت تو اس عترت کے بہترین لوگوں کے ساتھ اس اُمت کے بہترین لوگ ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے گا کرے گا کیونکہ ارادے اسی کے ہیں، مقاصد اسی کے ہیں اور انتہا تک پہنچانا اسی کا کام ہے۔[1]

(128) وَ رَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عِيسَى الْعَلَوِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عِيسَى بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: قَالَ لِي يَا بُنَيَّ إِذَا فُقِدَ الْخَامِسُ مِنْ وُلْدِ السَّابِعِ مِنَ الْأَئِمَّةِ فَاللهَ اللهَ فِي أَدْيَانِكُمْ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ لِصَاحِبِ هَذَا الْأَمْرِ مِنْ غَيْبَةٍ يَغِيبُهَا حَتَّى يَرْجِعَ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ مَنْ كَانَ يَقُولُ بِهِ يَا بُنَيَّ إِنَّمَا هِيَ مِحْنَةٌ مِنَ اللهِ امْتَحَنَ بِهَا خَلْقَهُ لَوْ عَلِمَ آبَاؤُكُمْ وَ أَجْدَادُكُمْ دِيناً أَصَحَّ مِنْ هَذَا الدِّينِ لَاتَّبَعُوهُ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي مَنِ الْخَامِسُ مِنْ وُلْدِ السَّابِعِ قَالَ يَا بُنَيَّ عُقُولُكُمْ تَصْغُرُ عَنْ هَذَا وَ أَحْلَامُكُمْ تَضِيقُ عَنْ حَمْلِهِ وَ لَكِنْ إِنْ تَعِيشُوا تُدْرِكُوهُ.

علی بن جعفرؒ نے اپنے بھائی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کیا ہے، کہا کہ آپؑ نے مجھ سے فرمایا: جب ائمہؑ میں سے ساتویں کا پانچواں فرزند (غَیبت میں) چلا جائے گا تو خدا کے لیے اپنے دین کا بہت خیال رکھنا۔ بے شک اس صاحب امرؑ کے لیے غَیبت یقینی ہے اور یہ غَیبت ایسی ہوگی کہ جو اس کا قائل ہوگا وہ بھی پھر جائے گا۔

---

[1] کمال الدین: ص ۲۸۸، ح ؛ الکافی: جلد۱،ص ۳۳۸، ح۷؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۸۹؛ بشارۃ الاسلام: ص۳۷؛ بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۱۱۷، ح ۱۸؛ غیبۃ نعمانی: ص ۶۰، ح۴؛ الاختصاص: ص ۲۰۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۴۶۲، ح ۱۰۸؛ کفایۃ الاثر: ص ۲۱۹؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۰؛ اثبات الوصیۃ: ص۲۲۹؛ ھدایۃ الکبریٰ: ص۸۸؛ الملاحم والفتن ابن طاؤس: ص ۱۸۵؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۸

Scanned with CamScanner

اے میرے بیٹے![1] درحقیقت یہ غیبت اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہوگی اس سے اللہ تعالیٰ اپنی خلق کا امتحان لے گا اور اگر تمھارے آباؤ اجداد اس دین سے زیادہ درست اور صحیح کوئی دوسرا دین پاتے تو اسی کی پیروی کرتے۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سردار! وہ ساتویں کا پانچواں کون ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: میرے بیٹے! تمھاری عقلیں کمزور ہیں۔ تم اس کا تصور بھی نہ کرسکو گے اور تمھاری سمجھ اتنی کم ہے کہ اس کی متحمل نہ ہوسکے گی لیکن اگر تم اس وقت تک زندہ رہے تو اسے دیکھ لو گے۔[2]

(129) أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي اَلْمُفَضَّلِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ اَلْمُطَّلِبِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اَلْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ بَحْرِ بْنِ سَهْلٍ اَلشَّيْبَانِيُّ اَلرُّهْنِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ اَلْحَارِثِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَلْمَنْصُورِ اَلْجَوَاشِنِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْبُدَيْلِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سَدِيرٍ اَلصَّيْرَفِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَ اَلْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرَ وَ دَاوُدُ بْنُ كَثِيرٍ اَلرَّقِّيُّ وَ أَبُو بَصِيرٍ وَ أَبَانُ بْنُ تَغْلِبَ عَلَى مَوْلاَنَا اَلصَّادِقِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَرَأَيْنَاهُ جَالِساً عَلَى اَلتُّرَابِ وَ عَلَيْهِ مِسْحٌ خَيْبَرِيٌّ مِطْرَفٌ بِلاَ جَيْبٍ مُقَصَّرُ اَلْكُمَّيْنِ وَ هُوَ يَبْكِي بُكَاءَ اَلْوَالِهَةِ اَلثَّكْلَى ذَاتِ اَلْكَبِدِ اَلْحَرَّى قَدْ نَالَ اَلْحُزْنُ مِنْ وَجْنَتَيْهِ وَ شَاعَ اَلتَّغَيُّرُ فِي عَارِضَيْهِ وَ أَبْلَى اَلدَّمْعُ مَحْجِرَيْهِ وَ هُوَ يَقُولُ سَيِّدِي غَيْبَتُكَ نَفَتْ رُقَادِي وَ ضَيَّقَتْ عَلَيَّ مِهَادِي وَ اِبْتَزَّتْ مِنِّي رَاحَةَ فُؤَادِي سَيِّدِي غَيْبَتُكَ أَوْصَلَتْ مَصَائِبِي بِفَجَائِعِ اَلْأَبَدِ وَ فَقْدُ

---

[1] آپؑ نے ازراہِ شفقت بیٹا کہا؛ ورنہ وہ آپؑ کے بھائی تھے۔

[2] علل الشرائع: ص ۲۴۴، ج ۴؛ کمال الدین: ص ۳۵۹، ح۱؛ الکافی: جلد۱، ص ۳۳۶، ح ۲؛ بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۱۵۰، ح۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۵۴، ح۱۱، کفایۃ الاثر: ص ۲۶۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۷۶، ح ۱۶۴؛ بشارۃ الاسلام: ص ۱۵۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۶؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۹۲؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۴؛ ھدایۃ الکبریٰ: ص ۸۸، الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۲۹

اَلْوَاحِدِ بَعْدَ اَلْوَاحِدِ بِفَنَاءِ اَلْجَمْعِ وَ اَلْعَدَدِ فَمَا أُحِسُّ بِدَمْعَةٍ تَرْقَأُ مِنْ عَيْنِي وَ أَنِينٍ يُفْشَا مِنْ صَدْرِي قَالَ سَدِيرٌ فَاسْتَطَارَتْ عُقُولُنَا وَلَهاً وَ تَصَدَّعَتْ قُلُوبُنَا جَزَعاً مِنْ ذَلِكَ اَلْخَطْبِ اَلْهَائِلِ وَ اَلْحَادِثِ اَلْغَائِلِ فَظَنَنَّا أَنَّهُ سَمَتَ لِمَكْرُوهِهِ قَارِعَةً أَوْ حَلَّتْ بِهِ مِنَ اَلدَّهْرِ بَائِقَةٌ فَقُلْنَا لاَ أَبْكَى اللهُ عَيْنَيْكَ يَا اِبْنَ خَيْرِ اَلْوَرَى مِنْ أَيَّةِ حَادِثَةٍ تَسْتَذْرِفُ دَمْعَتَكَ وَ تَسْتَمْطِرُ عَبْرَتَكَ وَ أَيَّةُ حَالَةٍ حَتَمَتْ عَلَيْكَ هَذَا اَلْمَأْتَمَ قَالَ فَزَفَرَ اَلصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ زَفْرَةً اِنْتَفَخَ مِنْهَا جَوْفُهُ وَ اِشْتَدَّ مِنْهَا خَوْفُهُ فَقَالَ وَيْكُمْ إِنِّي نَظَرْتُ صَبِيحَةَ هَذَا اَلْيَوْمِ فِي كِتَابِ اَلْجَفْرِ اَلْمُشْتَمِلِ عَلَى عِلْمِ اَلْبَلاَيَا وَ اَلْمَنَايَا وَ عِلْمِ مَا كَانَ وَ مَا يَكُونُ إِلَى يَوْمِ اَلْقِيَامَةِ اَلَّذِي خَصَّ اللهُ تَقَدَّسَ اِسْمُهُ بِهِ مُحَمَّداً وَ اَلْأَئِمَّةَ مِنْ بَعْدِهِ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ وَ تَأَمَّلْتُ فِيهِ مَوْلِدَ قَائِمِنَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ غَيْبَتَهُ وَ إِبْطَاءَهُ وَ طُولَ عُمُرِهِ وَ بَلْوَى اَلْمُؤْمِنِينَ مِنْ بَعْدِهِ فِي ذَلِكَ اَلزَّمَانِ وَ تَوَلُّدَ اَلشُّكُوكِ فِي قُلُوبِ اَلشِّيعَةِ مِنْ طُولِ غَيْبَتِهِ وَ اِرْتِدَادِ أَكْثَرِهِمْ عَنْ دِينِهِ وَ خَلْعِهِمْ رِبْقَةَ اَلْإِسْلاَمِ مِنْ أَعْنَاقِهِمُ اَلَّتِي قَالَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ كُلَّ إِنسانٍ أَلْزَمْناهُ طائِرَهُ فِي عُنُقِهِ يَعْنِي اَلْوَلاَيَةَ فَأَخَذَتْنِي اَلرِّقَّةُ وَ اِسْتَوْلَتْ عَلَيَّ اَلْأَحْزَانُ فَقُلْنَا يَا اِبْنَ رَسُولِ اللهِ كَرِّمْنَا وَ فَضِّلْنَا بِإِشْرَاكِكَ إِيَّانَا فِي بَعْضِ مَا أَنْتَ تَعْلَمُهُ مِنْ عِلْمِ ذَلِكَ قَالَ إِنَّ اَللهَ تَعَالَى ذِكْرُهُ أَدَارَ فِي اَلْقَائِمِ مِنَّا ثَلاَثَةً أَدَارَهَا لِثَلاَثَةٍ مِنَ اَلرُّسُلِ قَدَّرَ مَوْلِدَهُ تَقْدِيرَ مَوْلِدِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ قَدَّرَ غَيْبَتَهُ تَقْدِيرَ غَيْبَةِ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ قَدَّرَ إِبْطَاءَهُ تَقْدِيرَ إِبْطَاءِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ جَعَلَ لَهُ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عُمُرَ اَلْعَبْدِ اَلصَّالِحِ أَعْنِي اَلْخَضِرَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ دَلِيلاً عَلَى عُمُرِهِ فَقُلْنَا اِكْشِفْ لَنَا يَا اِبْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ عَنْ وُجُوهِ هَذِهِ اَلْمَعَانِي قَالَ أَمَّا مَوْلِدُ مُوسَى

Scanned with CamScanner

عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَمَّا وَقَفَ عَلَى أَنَّ زَوَالَ مُلْكِهِ عَلَى يَدِهِ أَمَرَ بِإِحْضَارِ الْكَهَنَةِ فَدَلُّوا عَلَى نَسَبِهِ وَ أَنَّهُ يَكُونُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ فَلَمْ يَزَلْ يَأْمُرُ أَصْحَابَهُ بِشَقِّ بُطُونِ الْحَوَامِلِ مِنْ نِسَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَتَّى قَتَلَ فِي طَلَبِهِ نَيِّفاً وَ عشرون (عِشْرِينَ) أَلْفَ مَوْلُودٍ وَ تَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْوُصُولُ إِلَى قَتْلِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِحِفْظِ اللهِ تَعَالَى إِيَّاهُ كَذٰلِكَ بَنُو أُمَيَّةَ وَ بَنُو الْعَبَّاسِ لَمَّا أَنْ وَقَفُوا عَلَى أَنَّ بِهِ زَوَالَ مَمْلَكَةِ- الْأُمَرَاءِ وَ الْجَبَابِرَةِ مِنْهُمْ عَلَى يَدَيِ الْقَائِمِ مِنَّا نَاصَبُونَا لِلْعَدَاوَةِ وَ وَضَعُوا سُيُوفَهُمْ فِي قَتْلِ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ إِبَادَةِ نَسْلِهِ طَمَعاً مِنْهُمْ فِي الْوُصُولِ إِلَى قَتْلِ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَبَى اللهُ أَنْ يَكْشِفَ أَمْرَهُ لِوَاحِدٍ مِنَ الظَّلَمَةِ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ ... وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ وَ أَمَّا غَيْبَةُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّ الْيَهُودَ وَ النَّصَارَى اتَّفَقَتْ عَلَى أَنَّهُ قُتِلَ فَكَذَّبَهُمُ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ بِقَوْلِهِ: وَ مَا قَتَلُوهُ وَ مَا صَلَبُوهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ كَذٰلِكَ غَيْبَةُ الْقَائِمِ فَإِنَّ الْأُمَّةَ سَتُنْكِرُهَا لِطُولِهَا فَمِنْ قَائِلٍ يَقُولُ إِنَّهُ لَمْ يُولَدْ وَ قَائِلٍ يَفْتَرِي بِقَوْلِهِ إِنَّهُ وُلِدَ وَ مَاتَ وَ قَائِلٍ يَكْفُرُ بِقَوْلِهِ إِنَّ حَادِيَ عَشَرَنَا كَانَ عَقِيماً وَ قَائِلٍ يَمْرُقُ بِقَوْلِهِ إِنَّهُ يَتَعَدَّى إِلَى ثَالِثَ عَشَرَ فَصَاعِداً وَ قَائِلٍ يَعْصِي اللهَ بِدَعْوَاهُ أَنَّ رُوحَ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْطِقُ فِي هَيْكَلِ غَيْرِهِ وَ أَمَّا إِبْطَاءُ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ لَمَّا اسْتَنْزَلَ الْعُقُوبَةَ مِنَ السَّمَاءِ بَعَثَ اللهُ إِلَيْهِ جَبْرَئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَهُ سَبْعُ نَوَيَاتٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ اللهَ جَلَّ اسْمُهُ يَقُولُ لَكَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ خَلَائِقِي وَ عِبَادِي لَسْتُ أُبِيدُهُمْ بِصَاعِقَةٍ مِنْ صَوَاعِقِي إِلَّا بَعْدَ تَأْكِيدِ الدَّعْوَةِ وَ إِلْزَامِ الْحُجَّةِ فَعَاوِدِ اجْتِهَادَكَ فِي الدَّعْوَةِ لِقَوْمِكَ فَإِنِّي مُثِيبُكَ عَلَيْهِ وَ اغْرِسْ هٰذَا النَّوَى فَإِنَّ لَكَ فِي نَبَاتِهَا وَ بُلُوغِهَا وَ إِدْرَاكِهَا إِذَا أَثْمَرَتِ الْفَرَجَ وَ الْخَلَاصَ وَ بَشِّرْ

بِذٰلِكَ مَنْ تَبِعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَلَمَّا نَبَتَتِ الْأَشْجَارُ وَ تَأَزَّرَتْ وَ تَسَوَّقَتْ وَ أَغْصَنَتْ وَ زَهَا الثَّمَرُ عَلَيْهَا بَعْدَ زَمَانٍ طَوِيلٍ اسْتَنْجَزَ مِنَ اللهِ الْعِدَةَ فَأَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى أَنْ يَغْرِسَ مِنْ نَوَى تِلْكَ الْأَشْجَارِ وَ يُعَاوِدَ الصَّبْرَ وَ الِاجْتِهَادَ وَ يُؤَكِّدَ الْحُجَّةَ عَلَى قَوْمِهِ فَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ الطَّوَائِفَ الَّتِي آمَنَتْ بِهِ فَارْتَدَّ مِنْهُمْ ثَلَاثُمِائَةِ رَجُلٍ وَ قَالُوا لَوْ كَانَ مَا يَدَّعِيهِ نُوحٌ حَقّاً لَمَا وَقَعَ فِي عِدَتِهِ خُلْفٌ ثُمَّ إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يَزَلْ يَأْمُرُهُ عِنْدَ إِدْرَاكِهَا كُلَّ مَرَّةٍ أَنْ يَغْرِسَ تَارَةً بَعْدَ أُخْرَى إِلَى أَنْ غَرَسَهَا سَبْعَ مَرَّاتٍ وَ مَا زَالَتْ تِلْكَ الطَّوَائِفُ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ تَرْتَدُّ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ بَعْدَ طَائِفَةٍ إِلَى أَنْ عَادُوا إِلَى نَيِّفٍ وَ سَبْعِينَ رَجُلاً فَأَوْحَى اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عِنْدَ ذٰلِكَ إِلَيْهِ وَ قَالَ الْآنَ أَسْفَرَ الصُّبْحُ عَنِ اللَّيْلِ لِعَيْنِكَ حِينَ صَرَّحَ الْحَقُّ عَنْ مَحْضِهِ وَ صَفَا الْأَمْرُ لِلْإِيمَانِ مِنَ الْكَدَرِ بِارْتِدَادِ كُلِّ مَنْ كَانَتْ طِينَتُهُ خَبِيثَةً فَلَوْ أَنِّي أَهْلَكْتُ الْكُفَّارَ وَ أَبْقَيْتُ مَنِ ارْتَدَّ مِنَ الطَّوَائِفِ الَّتِي كَانَتْ آمَنَتْ بِكَ لَمَا كُنْتُ صَدَّقْتُ وَعْدِيَ السَّابِقَ لِلْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ أَخْلَصُوا لِيَ التَّوْحِيدَ مِنْ قَوْمِكَ وَ اعْتَصَمُوا بِحَبْلِ نُبُوَّتِكَ بِأَنْ أَسْتَخْلِفَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَ أُمَكِّنَ لَهُمْ دِينَهُمْ وَ أُبَدِّلَ خَوْفَهُمْ بِالْأَمْنِ لِكَيْ تَخْلُصَ الْعِبَادَةُ لِي بِذَهَابِ الشَّكِّ مِنْ قُلُوبِهِمْ وَ كَيْفَ يَكُونُ الِاسْتِخْلَافُ وَ التَّمْكِينُ وَ بَدَلُ الْخَوْفِ بِالْأَمْنِ مِنِّي لَهُمْ مَعَ مَا كُنْتُ أَعْلَمُ مِنْ ضَعْفِ يَقِينِ الَّذِينَ ارْتَدُّوا وَ خُبْثِ طِينَتِهِمْ وَ سُوءِ سَرَائِرِهِمُ الَّتِي كَانَتْ نَتَائِجَ النِّفَاقِ وَ سُنُوخِ الضَّلَالَةِ فَلَوْ أَنَّهُمْ تَنَسَّمُوا مِنَ الْمُلْكِ الَّذِي أُوتِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَقْتَ الِاسْتِخْلَافِ إِذَا هَلَكَتْ أَعْدَاؤُهُمْ لَنَشَقُوا رَوَائِحَ صِفَاتِهِ وَ لَاسْتَحْكَمَ سَرَائِرُ نِفَاقِهِمْ وَ تَأَبَّدَ خَبَالُ ضَلَالَةِ قُلُوبِهِمْ وَ لَكَاشَفُوا إِخْوَانَهُمْ بِالْعَدَاوَةِ وَ حَارَبُوهُمْ عَلَى طَلَبِ الرِّئَاسَةِ وَ التَّفَرُّدِ بِالْأَمْرِ وَ النَّهْيِ

Scanned with CamScanner

عَلَیْهِمْ وَ كَیْفَ یَكُونُ التَّمْكِینُ فِی الدِّینِ وَ اِنْتِشَارُ الْأَمْرِ فِی الْمُؤْمِنِینَ مَعَ اِثَارَةِ الْفِتَنِ وَ اِیقَاعِ الْحُرُوبِ كُلاَّ وَ اِصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا قَالَ الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ كَذٰلِكَ الْقَائِمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ تَمْتَدُّ غَیْبَتُهُ لِیَصْرَحَ الْحَقُّ عَنْ مَحْضِهِ وَ یَصْفُوَ الْاِیمَانُ مِنَ الْكَدَرِ بِارْتِدَادِ كُلِّ مَنْ كَانَتْ طِینَتُهُ خَبِیثَةً مِنَ الشِّیعَةِ الَّذِینَ یُخْشَى عَلَیْهِمُ النِّفَاقُ اِذَا أَحَسُّوا بِالْاِسْتِخْلَافِ وَ التَّمْكِینِ وَ الْأَمْنِ الْمُنْتَشِرِ فِی عَهْدِ الْقَائِمِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ الْمُفَضَّلُ فَقُلْتُ یَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ فَاِنَّ النَّوَاصِبَ تَزْعُمُ أَنَّ هٰذِهِ الْآیَةَ أُنْزِلَتْ فِی أَبِی بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِیٍّ فَقَالَ لَا هَدَى اللهُ قُلُوبَ النَّاصِبَةِ مَتَى كَانَ الدِّینُ الَّذِی ارْتَضَاهُ اللهُ وَ رَسُولُهُ مُتَمَكِّناً بِانْتِشَارِ الْأَمْنِ فِی الْأُمَّةِ وَ ذَهَابِ الْخَوْفِ مِنْ قُلُوبِهَا وَ ارْتِفَاعِ الشَّكِّ مِنْ صُدُورِهَا فِی عَهْدِ وَاحِدٍ مِنْ هٰؤُلَاءِ أَوْ فِی عَهْدِ عَلِیٍّ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَعَ ارْتِدَادِ الْمُسْلِمِینَ وَ الْفِتَنِ الَّتِی كَانَتْ تَثُورُ فِی أَیَّامِهِمْ وَ الْحُرُوبِ وَ الْفِتَنِ الَّتِی كَانَتْ تَشُبُّ بَیْنَ الْكُفَّارِ وَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ تَلَا الصَّادِقُ عَلَیْهِ السَّلَامُ هٰذِهِ الْآیَةَ مَثَلًا لِاِبْطَاءِ الْقَائِمِ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَتّٰی اِذَا اسْتَیْأَسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا الْآیَةَ وَ أَمَّا الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَعْنِی الْخَضِرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی مَا طَوَّلَ عُمُرَهُ لِنُبُوَّةٍ قَرَّرَهَا لَهُ وَ لَا لِكِتَابٍ نَزَّلَ عَلَیْهِ وَ لَا لِشَرِیعَةٍ یَنْسَخُ بِهَا شَرِیعَةَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ مِنَ الْأَنْبِیَاءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَ لَا لِاِمَامَةٍ یُلْزِمُ عِبَادَهُ الْاِقْتِدَاءَ بِهَا وَ لَا لِطَاعَةٍ یَفْرِضُهَا بَلْ اِنَّ اللهَ تَعَالٰی لَمَّا كَانَ فِی سَابِقِ عِلْمِهِ أَنْ یُقَدِّرَ مِنْ عُمُرِ الْقَائِمِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِی أَیَّامِ غَیْبَتِهِ مَا یُقَدِّرُهُ وَ عَلِمَ مَا یَكُونُ مِنْ اِنْكَارِ عِبَادِهِ بِمِقْدَارِ ذٰلِكَ الْعُمُرِ فِی الطُّولِ طَوَّلَ عُمُرَ الْعَبْدِ الصَّالِحِ مِنْ غَیْرِ سَبَبٍ أَوْجَبَ ذٰلِكَ اِلَّا لِعِلَّةِ الْاِسْتِدْلَالِ بِهِ عَلَى عُمُرِ الْقَائِمِ

عَلَیْهِ السَّلَامُ لِیَقْطَعَ بِذٰلِكَ حُجَّةَ الْمُعَانِدِینَ لِئَلَّا یَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللهِ حُجَّةٌ.

سدیر صیرفی سے روایت ہے، کہا کہ ایک مرتبہ میں، مفضل بن عمر، داؤد بن کثیر رقی، ابوبصیر اور ابان بن تغلب، امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گئے تو دیکھا کہ آپؑ زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کاندھے پر ایک اُونی عبا ہے جس کی آستینیں چھوٹی ہیں اور اس طرح گریہ فرمارہے ہیں جیسے کوئی ماں اپنے فرزند کی میت پر گریہ کرتی ہے جس کا دل محزون ہو۔ آپؑ کے چہرۂ اَنور سے غم واندوہ کے آثار نمایاں تھے اور رخساروں کا رنگ متغیر تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور فرمارہے تھے: شہزادے! تیری غَیبت نے میری آنکھوں سے نیند اُڑا دی ہے، بستر پر چین نہیں ملتا، دل کا سکون جاتا رہا ہے، تیری غَیبت میرے لیے ایک اَبدی مصیبت بن گئی ہے۔ ہائے ایک کے بعد ایک ختم ہوتا جارہا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سب ہی ختم ہوجائیں پس کوئی ایسے آنسو نہیں جو میری آنکھوں سے ٹپکیں یا آہ وفریاد میرے سینے سے بلند ہو۔

سدیر کہتے ہیں کہ یہ دیکھ کر ہماری عقلیں ہی جاتی رہیں اور کلیجہ پاش پاش ہوگیا۔ ہم سمجھے کہ کوئی ناگہانی مصیبت وارد ہوئی ہے۔ ہم نے عرض کیا: اے خیر خلق کے فرزند! اللہ آپؑ کو کسی غم میں نہ رُلائے! آپؑ پر کیا مصیبت آپڑی ہے کہ آپؑ اس قدر زاروقطار رورہے ہیں؟ راوی کہتا ہے کہ آپؑ نے ایک سرد آہ بھری اور فرمایا: آج میں نے کتاب جفر دیکھی جو قیامت تک کے علم منایا وبلایا اور علم ما کان وما یکون پر مشتمل ہے اور جو اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے بعد آئمہ طاہرینؑ کے لیے مخصوص فرمادی ہے اس میں مَیں نے ہمارے قائمؑ کی ولادت، ان کی طویل غَیبت، طولِ عمر اور دورِ غَیبت میں مومنین کے مصائب، لوگوں کے دلوں میں شکوک کا پیدا ہونا، اکثر لوگوں کا دین سے منحرف ہوجانا اور اپنے گلے سے اسلام کی حبلِ متین کا اُتار پھینکنا دیکھا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ارشاد فرمایا:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ (بنی اسرائیل: آیت ۱۳)

''ہرانسان کا طائر ہم نے اس کے گلے کا ہار بنایا ہے''۔

یعنی ''ولایت'' کو غور سے دیکھا تو مجھ پر رقّت طاری ہوگئی اور مجھ پر حزن وملال چھا گیا۔

Scanned with CamScanner

ہم نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! برائے کرم جو علم اس کتاب میں آپؑ نے مطالعہ فرمایا ہے اس میں ہمیں بھی شریک کیجیے۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین رسولوں میں جو سنت جاری فرمائی ہے وہی ہمارے قائمؑ میں جاری فرمائے گا۔ ولادت میں ان کو حضرت موسیٰؑ کی تقدیر دی ہے۔ غیبت میں حضرت عیسیٰؑ کی طرح مقدر فرمایا ہے اور تاخیر میں حضرت نوحؑ جیسی تقدیر بنا دی ہے اور اس کے بعد انھیں عبد صالح یعنی حضرت خضرؑ کی عمر عطا فرما دی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! ذرا ان کی وضاحت بھی فرما دیجیے۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ کی ولادت کا قصہ یہ ہے کہ جب فرعون کو یہ معلوم ہوا کہ ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جس کے ہاتھوں میری سلطنت کو زوال آجائے گا تو اس نے کاہنوں کو طلب کیا۔ انھوں نے اس بچے کا سلسلۂ نسب بتایا کہ وہ بچہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا۔ فرعون نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جتنی عورتیں حاملہ ہوا کریں ان کا پیٹ چاک کر کے حمل ضائع کر دیا جائے۔ چنانچہ بیس ہزار سے کچھ زیادہ عورتوں کے پیٹ چاک کر کے حمل ضائع کیے گئے مگر اس کے باوجود چونکہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کا محافظ تھا فرعون کا ہاتھ ان تک نہ پہنچ سکا۔

پس اسی طرح بنی اُمیہ اور بنی عباس کو جب علم ہوا کہ امام قائمؑ کے ہاتھوں ان کے جابر و ظالم حاکموں کا قتل ہوگا، ان کی سلطنت کو زوال آئے گا تو انھوں نے ہم آلِ محمدؐ سے دشمنی ٹھان لی اور اہلِ بیتِ رسولؐ کے قتل کے لیے تلواریں بلند کر لیں۔ ان کی نسل کو تباہ کرنے لگے۔ محض اس لیے کہ کسی طرح امام قائمؑ قتل ہو جائیں مگر اللہ نے یہ طے کر لیا ہے کہ اپنے نُور کو اتمام تک پہنچا کر رہے گا خواہ مشرکین اس کو کتنا ہی ناپسند کریں۔

حضرت عیسیٰؑ کی غیبت کا معاملہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ سب اس پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ قتل کر دیے گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو جھٹلایا اور فرمایا:

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط (النساء: آیت ۱۵۷)

"نہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل کیا اور نہ پھانسی دی بلکہ ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا"۔

اسی طرح امام قائمؑ کی بھی غیبت ہے کہ اُمت ان کی غیبت سے انکار کرے گی، کچھ گمراہی میں پڑ جائیں گے اور کہیں گے کہ وہ پیدا ہی نہیں ہوئے، کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ پیدا تو ضرور ہوئے مگر مر گئے، کچھ لوگ کہیں گے کہ گیارہویں امامؑ لاولد تھے ان کے کوئی اولاد نہ تھی، کچھ کہیں گے کہ امامت کا سلسلہ صرف بارہ پر ختم نہیں ہو سکتا بلکہ تیرہ اور تیرہ سے زیادہ ہوں گے اور کچھ لوگ یہ کہہ کر معصیت میں مبتلا ہوں گے کہ امام قائمؑ کسی دوسرے شخص کے پیکر سے کلام کریں گے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی تاخیر کا قصہ یہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے قوم پر آسمان سے عذاب نازل کرنے کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس روح الامین جبرئیلؑ کو کھجوروں کی سات گٹھلیاں دے کر بھیجا۔ انھوں نے آکر کہا کہ اے اللہ کے نبیؐ! اللہ ارشاد فرماتا ہے: "جن کے لیے تم طالب عذاب ہو وہ سب ہماری مخلوق ہیں جب تک انھیں مزید دعوتِ ایمان نہ دی جائے اور ان پر حجت تمام نہ کر لی جائے میں یہ نہیں کروں گا کہ ان کو آسمان سے بجلی گرا کر اچانک نیست و نابود کر دوں لہٰذا انھیں دعوتِ ایمان دینے میں پھر سے کوشش کرو میں تمھیں اس کا ثواب عطا کروں گا اور یہ گٹھلیاں زمین میں بو دو جب ان سے درخت اُگے گا اور کامل درخت بن کر پھل آجائیں گے تو میں کشادگی اور خلاص عطا کروں گا"۔

پس! حضرت نوح علیہ السلام نے یہ خوشخبری اپنے متبعین مومنین کو سنا دی۔ الغرض حضرت نوحؑ نے وہ گٹھلیاں زمین میں ڈال دیں جب ایک عرصے کے بعد اُگے، بڑھے اور شاخیں، پتے، پھول اور پھل آگئے تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: اب تُو اپنا وعدہ پورا کر۔

حکمِ الٰہی ہوا کہ اے نوحؑ! اب تم ان درختوں کے بیج پھر سے زمین میں ڈالو اور صبر سے کام لو، کوشش کرو اور اپنی قوم پر پھر سے حجت تمام کرو۔

جب حضرت نوحؑ نے اپنے متبعین اور مومنین کو یہ اطلاع دی تو ان میں سے سات سو آدمی مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ نوحؑ نے جو کچھ کہا تھا اگر وہ سچ ہوتا تو اللہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہ کرتا۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کو اسی طرح سات مرتبہ کھجور کے درخت اُگانے کا

Scanned with CamScanner

پے در پے حکم دیتا رہا اور ہر مرتبہ مومنین میں سے جن کے دلوں میں کجی تھی وہ مرتد ہوتے رہے یہاں تک کہ ستر سے کچھ زیادہ لوگ ایمان پر باقی رہ گئے۔ اس وقت اللہ نے حضرت نوحؑ کے پاس وحی بھیجی کہ اے نوحؑ! اب رات گئی اور دن آ گیا، حق باطل سے جدا ہو کر خالص ہو گیا، جن لوگوں کے دلوں میں کجی تھی وہ مرتد ہو کر جدا ہو گئے اور اہلِ ایمان باقی رہ گئے۔ اگر میں کفار کو ہلاک کر دیتا اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتا جو تم پر ایمان لائے تھے مگر بعد میں مرتد ہو گئے تو تمھاری قوم میں جو خالص موحد تھے اور تمھاری نبوت کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے ان سے ہمارا سابق میں کیا ہوا وعدہ پورا نہ ہوتا کہ ہم ان کو دین میں قوت دیں گے اور ان کے خوف کو امن سے بدل دیں گے تاکہ دلوں سے شک دُور ہو جائے اور ہماری خالص عبادت ہوا کرے اور جب تک ایسے لوگ ان کے ساتھ رہتے جن کے متعلق مجھے معلوم تھا کہ یہ ضعیف الایمان ہیں، یہ مرتد ہو جائیں گے، ان کی طینت میں خباثت و کجی ہے، وہ باطن کے بد ہیں، منافق ہیں، گمراہ ہیں، یہ کیسے ممکن تھا کہ ان مومنین کو زمین میں خلافت اور تمکین دین حاصل ہوتی اور ان کا خوف امن سے بدلتا۔ اگر زمین کی خلافت اور حکومت دیتے وقت یہ لوگ ہوتے تو حکومت پر قبضہ کرنے کے لیے مومنین سے برسرِ پیکار ہوتے، اوامر و نواہی اپنی چلاتے تو تمکین دین نصیب نہ ہوتا۔ مومنین کی حکومت میں انتشار پیدا ہو جاتا۔ یہ لوگ فتنے برپا کرتے اور جنگ شروع کر دیتے۔ اس لیے میں نے یہ گوارا نہ کیا البتہ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا (ہود: آیت ۳۷)
"اب تم میری نگرانی میں ایک کشتی بناؤ"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: یہی صورت امام قائمؑ کے لیے ہوگی کہ غیبت کی مدت بڑھتی جائے گی تاکہ باطل چھٹ جائے اور حق نکھر کے خالص ہو جائے، ایمان آلودگی، میل اور گندگی سے پاک و صاف ہو جائے اور شیعوں میں سے وہ لوگ جن سے خدشہ ہو کہ وہ عہدِ امام قائمؑ میں مرتد یا منافق ہو جائیں گے وہ پہلے ہی اپنا راستہ بدل لیں۔

مفضل کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! نواصب تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آیت (استخلاف) ابوبکر و عمر و عثمان اور حضرت علی علیہ السلام کے لیے نازل ہوئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ان ناصبیوں کے دلوں کو اللہ کبھی ہدایت نصیب نہ کرے گا۔ بتاؤ تو سہی

کہ ان چاروں خلفاء کے دورِ اقتدار میں وہ دین جو اللہ اور رسولؐ کو پسند تھا اس کو کب تمکین اور اقتدار نصیب ہوا، اُمت کب امن سے رہی، ان کے دلوں سے خوف کب نکلا اور ان میں سے کسی ایک کے دور میں دلوں کے شبہات کب دُور ہوئے اور حضرت علیؑ کے عہد میں تو کئی مسلمان مرتد ہو گئے، فتنے برپا ہوئے، خونریزیاں ہوئیں اور کفار سے اور آپس میں جنگیں ہوئیں۔

پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

حَتَّىٰ إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا لا
(یوسف: آیت ۱۱۰)

"یہاں تک کہ جب ان کے انکار سے مرسلین مایوس ہونے لگے اور ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹا وعدہ کیا گیا ہے تو ہماری مدد ان (مرسلین) کے پاس آ گئی"۔

اب رہا معاملہ عبدِ صالح یعنی حضرت خضرؑ کا تو اللہ نے ان کو طویل عمر اس لیے نہیں عطا فرمائی کہ وہ نبیؑ ہیں یا ان پر کوئی کتاب نازل ہوئی ہو یا ان کی کوئی شریعت ہے جو سابق انبیاءؑ کی شریعتوں کو منسوخ کرنے والی ہو اور نہ وہ کوئی امام ہیں کہ بندوں پر ان کی اقتداء اور اطاعت فرض ہے بلکہ اللہ کو پہلے ہی سے علم تھا کہ امام قائمؑ کی طویل عمر اور ان کی غیبت کی مدت کے بارے میں میرے بندے اختلاف کریں گے اس لیے امام قائمؑ کے وجود، ان کی طویل عمر اور غیبت کو ثابت کرنے کے لیے اللہ نے اس عبدِ صالح یعنی حضرت خضرؑ کی عمر کو طویل کر دیا اور لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا تاکہ حضرت خضرؑ کی عمر اور غیبت امام قائمؑ کے لیے دلیل بن جائے اور انکار کرنے والوں پر حجت تمام ہو جائے اور پھر لوگوں میں سے اللہ پر کسی کی کوئی حجت باقی نہ رہے۔ [1]

---

[1] کمال الدین: ص ۳۵۲، ح ۵۰؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۱۹، ح ۹؛ تفسیر البرہان: جلد ۳، ص ۱۴۷، ح ۸؛ غایۃ المرام: ص ۳۷۷، ح ۷؛ نور الثقلین: جلد ۲، ص ۲۱۱، ح ۱۱۹؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۲۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۷۵، ح ۱۶۲؛ الایقاظ من الھجعۃ: ص ۱۰۵، ح ۱۳؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۶؛ منتخب الانوار المضیئۃ: ص ۱۷۹؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۸۹

Scanned with CamScanner

قولِ مؤلف: اس معنی میں اخبار کثیر ہیں لیکن ہم نے ان میں سے کچھ کا ذکر کیا ہے تاکہ ہماری کتاب طویل نہ ہوجائے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ یہ ساری روایات یکسوئی سے نقل شدہ روایات ہیں جو کسی موضوع میں حتمی طور پر حتمی نہیں ہوسکتی ہیں کیونکہ اس میں یقین کی ضرورت ہے۔

ہم جواب دیں گے کہ ہماری دلیل ان روایات کے اس حصّے پر مبنی ہے جو کسی واقعے کے ہونے سے پہلے پیش گوئی کرتی ہیں اور پھر یہ واقعہ پیش گوئی کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ ابن حسنؑ کی امامت کا ثبوت ہے کیونکہ کسی واقعہ کے ہونے سے پہلے اس کا علم نہیں ہوسکتا مگر اللہ کے وسیلے سے۔ حتیٰ کہ اگر وہاں صرف ایک روایت تھی اور اس کے مضمون بعد کے واقعات کے مساوی ہیں تو یہ کافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آیندہ کے واقعات کے بارے میں قرآن کی پیشن گوئیاں رسول اللہ ﷺ کی حقانیت کا ثبوت ہیں اور قرآن اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ یہ واحد راوی سے نقل ہے لیکن یہ واحد راوی کی سچائی کا ثبوت بنتا ہے اس حوالے سے جو ہم نے کہی ہے۔ اس کے علاوہ اس سلسلے میں روایات کو ایک ہی الفاظ اور ایک ہی تصورات کی تکرار کرتے ہوئے غیر معمولی تعداد میں (متواتر) بیان کیا جاتا ہے۔

جہاں تک انھی الفاظ پر مشتمل متواترات کے نقل کرنے کا تعلق ہے تو شیعوں نے اس کو کثرت سے متواتر روایت کیا ہے اور یہ تصور متعدد الفاظ کے ذریعے غیر متناسب تعداد میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ بڑی تعداد میں روایات، ان کے مختلف مواقع، ان کی الگ الگ اسناد اور اس سے دُور دراز کے راوی ان کی صداقت کو ثابت کرتے ہیں کیونکہ یہ سب جھوٹے نہیں ہوسکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ متعدد مقامات پر قرآنِ مجید کے علاوہ پیغمبر اکرم ﷺ کے معجزات اور شریعت میں بہت سے دوسرے موضوعات تواتر کے ذریعے ثابت ہوئے ہیں حالانکہ یہ الفاظ ایک ہی انداز میں بیان ہوسکتے ہیں۔ اس سوال میں ہمارے مخالفین کے سامنے یہ قبول اقدام ہے، لہٰذا جب ہم سے امامت پر تبادلۂ خیال کرنے آئیں تو انھیں ان کو ترک نہیں کرنا چاہیے اور ان کو فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ یہ جائز نہیں ہے کہ قریبی ذہنیت خود کو واضح چیزوں کو مسترد کرنے کا باعث بنے۔ رجال کی تعریف یا مذمت کرتے ہوئے یہ اقدام قبول کیا جاتا ہے، لہٰذا انھوں

نے حاتم کی سخاوت اور عمرو کی بہادری اور دیگر چیزوں کو اسی طرح سے استدلال کیا حالانکہ جنگوں میں حاتم کی سخاوت اور وقوف عمرو کی ہر مثال احاد واقعہ ہے اور یہ کافی حد تک واضح ہے۔

امامِ زمانہؑ کے ظہور کے اثبات پر روایات

امام ابن حسن علیہ السلام کی امامت کے ثبوتوں کے علاوہ، اب تک جو ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس اُمت میں کوئی مہدی ضرور قیام کرے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ جب ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہ مہدیؑ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے اور امام زمانہؑ کے علاوہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہونے کے ہر دعوے کو رد کر چکے ہیں تو یہ بھی ثابت ہے کہ اس سے مراد امامِ زمانہؑ ہیں۔ اور اس پر اخبار کثیرہ مروی ہیں جن کا شمار ممکن نہیں ہے، لہٰذا ہم ان میں سے کچھ کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(130) رَوَى إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مَالِكٍ ٱلْفَزَارِيِّ عَنْ حَيْدَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلْفَزَارِيِّ عَنْ عَبَّادِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ نَصْرِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ عَنِ ٱلْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: وَ فِي ٱلسَّمٰاءِ رِزْقُكُمْ وَ مٰا تُوعَدُونَ. قَالَ هُوَ خُرُوجُ ٱلْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ابوصالح سے روایت ہے کہ ابن عباس نے خدا کے قول: وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴿۲۲﴾ (الذاریات: آیت ۲۲) ”اور آسمان میں تمھارا رزق ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے“ کے بارے میں کہا: اس سے مراد امامِ زمانہؑ کا خروج ہے۔[1]

(131) وَ بِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: فِي قَوْلِهِ: اِعْلَمُوا أَنَّ ٱللّٰهَ يُحْيِ ٱلْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا يَعْنِي يُصْلِحُ ٱلْأَرْضَ بِقَائِمِ آلِ مُحَمَّدٍ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا يَعْنِي مِنْ بَعْدِ جَوْرِ أَهْلِ مَمْلَكَتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ ٱلْآيَاتِ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۵۳، ح ۳۱، اور ص ۶۳، ح ۶۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۱، ح ۲۸۶، اور ص ۵۸۱، ح ۷۶۱؛ الحجہ: ص ۲۱۱؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۸

Scanned with CamScanner

بِقَائِمِ آلِ مُحَمَّدٍ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ.

ابن عباس نے اللہ تعالیٰ کے قول: اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الحدید: آیت ۱۷) "جان لو کہ اللہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد پھر سے زندہ کردے گا" کے بارے میں کہا: اس سے مراد ہے کہ اللہ قائم آلِ محمدؑ کے ذریعے سے زمین کی اس کے مرنے کے بعد اصلاح کردے گا یعنی مملکت اہلِ ظلم و جَور کے بعد (عدل و انصاف کی حکومت قائم کرے گا)۔

قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝

"تحقیق ہم نے تمھارے لیے قائم آلِ محمدؑ کی نشانیاں واضح کردی ہیں تاکہ تمھیں عقل آجائے"۔(الحدید: آیت ۱۷ کی طرف اشارہ)[1]

(132) وَأَخْبَرَنَا الشَّرِيفُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْمُحَمَّدِيُّ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ تَمَّامٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقِطَعِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ حَاتِمٍ الْبَزَّازِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ عَنِ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ : فِي قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَ فِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوعَدُونَ فَوَ رَبِّ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ. قَالَ قِيَامُ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمِثْلُهُ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعاً قَالَ أَصْحَابُ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَجْمَعُهُمُ اللهُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ.

ابوصالح سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے خدا کے قول: وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ۝ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ۝ (الذاریات: آیت ۲۲-۲۳) "اور آسمان میں تمھارا رزق ہے اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے آسمان اور زمین کے ربّ کی قسم! وہ حق ہے اور ویسا ہی ہے جیسا کہ تم لوگ آپس میں اس

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۵۳، ح ۳۲؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۰۱، ح ۲۸۷؛ المحجہ: ص ۲۲۱؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۸

سے متعلق باتیں کرتے ہو" کے متعلق: کہا اس سے مراد امام قائمؑ کا قیام ہے اور اسی کے مانند یہ آیت ہے: اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا (البقرہ: آیت ۱۴۸) "تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم سب کو ایک جگہ لے آئے گا"۔

ابن عباس نے کہا: اس آیت سے اصحابِ قائمؑ مراد ہیں کہ ان کو اللہ ایک ہی دن جمع کردے گا"۔[1]

(133) مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُقْرِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَبَّاسِ الْمُقَانِعِيِّ عَنْ بَكَّارِ بْنِ أَحْمَدَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ سُفْيَانَ الْجَرِيرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَاشِمٍ الطَّائِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ: فِي هَذِهِ الْآيَةِ: فَوَ رَبِّ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنْطِقُونَ. قَالَ قِيَامُ قَائِمٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِم. قَالَ وَفِيهِ نَزَلَتْ وَعَدَ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا . قَالَ نَزَلَتْ فِي الْمَهْدِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اسحاق بن عبداللہ بن علی بن حسینؑ سے روایت ہے کہ اس آیت: فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ۝ (الذاریات: آیت ۲۳) "آسمان اور زمین کے ربّ کی قسم! وہ حق ہے اور ویسا ہی ہے جیسا تم آپس میں باتیں کرتے ہو" سے مراد قائم آلِ محمدؑ کا قیام ہے۔

اور اسی کے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي

[1] بحارالانوار: جلد ۱۵، ص ۵۳، ح ۳۳؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۰۱، ح ۲۸۸؛ المحجہ: ص ۲۱۰؛ منتخب الاثر: ص ۲۷۱، ح ۹۱۲

Scanned with CamScanner

الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ (النور: آیت ۵۵)

"اور اللہ نے تم میں سے صاحبانِ ایمان وعمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے زمین میں اس طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لیے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لیے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کردے گا کہ وہ سب صرف میری ہی عبادت کریں گے اور کسی طرح کا مجھ سے شرک نہ کریں گے"۔

کہا: یہ آیت امام مہدی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ (۱)

(134) وَ أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْشَابُورِيِّ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ النَّيْشَابُورِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْمُثَنَّى الْحَنَّاطِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ زِيَادٍ الصَّيْقَلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ إِنَّ الْقَائِمَ لَا يَقُومُ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ تَسْمَعُ الْفَتَاةُ فِي خِدْرِهَا وَ يَسْمَعُ أَهْلُ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ فِيهِ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ.

حسن بن زیاد صیقل سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے: بے شک امام قائم کا قیام اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک کہ ایک منادی آسمان سے ندا نہ دے گا جسے پردہ میں پردہ نشین عورتیں اور اہلِ مشرق ومغرب سنیں گے اور اسی سلسلے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

(۱) تاویل الآیات: جلد ۲، ص ۶۱۵، ح ۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۱، ح ۲۸۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۵۳، ح ۳۴؛ تفسیر البرہان: جلد ۴، ص ۲۳۲، ح ۲؛ الحجہ: ص ۱۴۹؛ منتخب الاثر: ص ۱۶۱، ح ۵۹؛ ینابیع المودۃ: ص ۴۲۶

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۝ (الشعراء: آیت ۴)

"اگر ہم چاہتے تو آسمان سے ایسی آیت نازل کردیتے کہ ان کی گردنیں خضوع کے ساتھ جھک جاتیں"۔ (۱)

(135) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ الرَّازِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي دَارِمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَبَّاسِ السِّنْدِيِّ الْمُقَانِعِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَاشِمٍ الْقَيْسِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ تَمَّامٍ الْبَصْرِيِّ عَنْ عِمْرَانَ الْقَطَّانِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: الْمَهْدِيُّ يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ.

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "مہدیؑ آخری زمانے میں خروج کرے گا"۔ (۲)

(136) مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُقْرِي عَنِ الْمُقَانِعِيِّ عَنْ بَكَّارِ بْنِ أَحْمَدَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ بَشِيرٍ الْمُرَادِيِّ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِي عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أُبَشِّرُكُمْ بِالْمَهْدِيِّ يُبْعَثُ فِي أُمَّتِي عَلَى اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ وَ زِلْزَالٍ يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلاً وَ قِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَ ظُلْماً يَرْضَى عَنْهُ سَاكِنُ السَّمَاءِ وَ سَاكِنُ الْأَرْضِ.

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمھیں مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں۔ یہ اس وقت مبعوث ہوں گے جب لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگا، شدید زلزلے آئیں گے تو وہ آکر زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم وجور سے بھری

(۱) بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۸۵، ح ۱۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۲، ح ۲۹۰؛ نور الثقلین: جلد ۴، ص ۴۶، ح ۱۱؛ منتخب الاثر: ص ۴۵۰، ح ۱۵؛ منتخب الانوار المضیۃ: ص ۱۸

(۲) بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۳، ح ۲۲؛ منتخب الاثر: ص ۱۶۸، ح ۸۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۲، ح ۲۹۱

Scanned with CamScanner

ہوگی۔ ان سے آسمان کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے سب خوش ہوں گے۔ (۱)

(137) عَنْهُ عَنِ ٱلْمُقَانِعِيِّ عَنْ بَكَّارِ بْنِ أَحْمَدَ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَنْ تَلِيدٍ عَنْ أَبِي ٱلْجَحَّافِ عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ ٱلْمَلِكِ عَنْ مَطَرٍ ٱلْوَرَّاقِ عَنِ ٱلنَّاجِي يَعْنِي أَبَا ٱلصِّدِّيقِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: أَبْشِرُوا بِٱلْمَهْدِيِّ قَالَ ثَلاَثاً يَخْرُجُ عَلَى حِينِ إِخْتِلاَفٍ مِنَ ٱلنَّاسِ وَ زِلْزَالٍ شَدِيدٍ يَمْلَأُ ٱلْأَرْضَ قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً يَمْلَأُ قُلُوبَ عِبَادِهِ عِبَادَةً وَ يَسَعُهُمْ عَدْلُهُ.

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تم لوگوں کو مہدیؑ کی بشارت دیتا ہوں۔ آپؐ نے یہ تین بار فرمایا۔ ان کا خروج اس وقت ہوگا جب لوگوں میں شدید اختلاف ہوگا اور شدید زلزلے ہوں گے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ نیز لوگوں کے دلوں کو شوق عبادت سے بھر دیں گے اور عدل پر قائم کردیں گے۔ (۲)

(138) مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ٱلْمُقْرِي عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْعَبَّاسِ ٱلْمُقَانِعِيِّ عَنْ بَكَّارِ بْنِ أَحْمَدَ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَنْ سُفْيَانَ ٱلْجَرِيرِيِّ عَنْ عَبْدِ ٱلْمُؤْمِنِ عَنِ ٱلْحَارِثِ بْنِ حَصِيرَةَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ جُوَيْنٍ ٱلْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ عَلَى ٱلْمِنْبَرِ: إِنَّ ٱلْمَهْدِيَّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَخْرُجُ فِي

(۱) بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۷۴، ح ۲۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۲، ح ۲۹۲؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۷۱؛ غایۃ المرام: ص ۷۰۰، ح ۸۹؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۷۱۳؛ البیان شافعی: باب ۱۰؛ فرائد السمطین: جلد ۲، ص ۳۱۰، ح ۵۶۱؛ البرہان متقی ہندی: ص ۷۹، ح ۲۹؛ مسند احمد حنبل: جلد ۳، ص ۳۷؛ عقد الدرر: ص ۱۵۶؛ تفسیر درمنثور: جلد ۶، ص ۵۷؛ کنزالعمال: جلد ۱۴، ص ۲۶۱، ح ۳۸۶۵۳؛ نورالابصار: ص ۸۸؛ ینابیع المودۃ: ص ۴۶۹؛ نزولِ عیسٰی سیوطی: ص ۵۵؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۵۲

(۲) بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۴، ح ۲۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۲، ح ۲۹۳؛ منتخب الاثر: ص ۱۶۹، ح ۸۰؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۵۸؛ الملاحم والفتن لابن منادی: ص ۴۲

آخِرِ ٱلزَّمَانِ يَنْزِلُ لَهُ مِنَ ٱلسَّمَاءِ قَطْرُهَا وَ تُخْرِجُ لَهُ ٱلْأَرْضُ بَذْرَهَا فَيَمْلَأُ ٱلْأَرْضَ عَدْلاً وَ قِسْطاً كَمَا مَلَأَهَا ٱلْقَوْمُ ظُلْماً وَ جَوْراً.

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا، آپؐ فرما رہے تھے: مہدیؑ میری اہلِ بیتؑ سے میری عترت میں سے ہوں گے جو آخری زمانے میں خروج کریں گے اس کے لیے آسمان اپنے سارے قطرے برسا دے گا اور زمین اپنے تمام دانے اُگا دے گی۔ وہ زمین کو ایسے عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے اس قوم نے اس کو ظلم و جور سے بھر دیا ہوگا۔ (۱)

(139) عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْعَبَّاسِ ٱلْمُقَانِعِيِّ عَنْ بَكَّارِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ مُصَبِّحٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ ٱلدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ ٱللَّهُ ذَٰلِكَ ٱلْيَوْمَ حَتَّى يُخْرِجَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يَمْلَأُ ٱلْأَرْضَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً.

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ اسے اتنا طویل کر دے گا کہ اس میں میرے اہلِ بیتؑ کا ایک مرد خروج کرے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی (۲)

(140) عَنْهُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ بَكَّارٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ قَادِمٍ عَنْ فِطْرٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ عَنْ عَبْدِ ٱللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ ٱللَّهِ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ ٱلدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ لَطَوَّلَ ٱللَّهُ تَعَالَى ذَٰلِكَ ٱلْيَوْمَ حَتَّى يَبْعَثَ رَجُلاً مِنِّي يُوَاطِئُ إِسْمُهُ إِسْمِي وَ إِسْمُ أَبِيهِ إِسْمَ أَبِي يَمْلَأُ ٱلْأَرْضَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً.

(۱) بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۴، ح ۲۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۲، ح ۲۹۴؛ منتخب الاثر: ص ۱۶۹، ح ۸۱

(۲) بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۴، ح ۲۶؛ اور جلد ۳۶، ص ۳۴۰، ح ۲۰۱؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۲۲۰، ح ۱۹۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۲، ح ۲۹۴؛ منتخب الاثر: ص ۱۶۹، ح ۸۱؛ کفایۃ الاثر: ص ۱۶۵؛ کمال الدین: ص ۳۱۷، ح ۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۱؛ کنز الفوائد کراجکی: جلد ۱، ص ۲۴۶

Scanned with CamScanner

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا میں صرف ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ اسے اتنا طویل کردے گا کہ اس میں ایک مرد کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرا نام اور جس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا۔ [1] وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ [2]

(141) وَعَنْهُ عَنِ الْمُقَانِعِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ

[1] یہ خبر خاصہ و عامہ کی کتب میں موجود ہے لیکن اگر اس کا وہی معنی مراد لیا جائے جو اہلِ سنت لیتے ہیں تو یہ خبر باقی تمام متواتر احادیث کے خلاف ہونے کی وجہ سے رد ہوجائے گی۔ اس لیے اس کی ایسی تاویل مراد لی جائے گی جو باقی متواترات کے موافق ہوگی۔ چنانچہ اہلِ سنت کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامیؑ کا نام جناب عبداللہؑ تھا اس لیے امامِ زمانہؑ کے والد کا نام بھی عبداللہ ہے اور وہ بعد میں پیدا ہوں گے۔ یہ نظریہ باطل ہے اور تمام متواتر اخبار کے خلاف ہے کیونکہ خاصہ اور عامہ کی کتب میں موجود صحیح اخبار سے یہ ثابت ہے کہ امامِ زمانہؑ کے والد گرامیؑ کا نام امام حسن عسکریؑ ہے۔ یقیناً اہلِ سنت نے اس سلسلے میں غلطی کی ہے اور صرف مشہور کو دیکھا ہے ورنہ غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ جنابِ عبداللہ کی کنیت ابومحمدؑ ہے اور امام حسن عسکریؑ کی بھی یہی کنیت ہے اور کنیت نام کو شامل ہے اور اسم کے لفظ کا اطلاق کنیت پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ صحیح بخاری (۵/ ۲۳) اور صحیح مسلم (۴/ ۱۸۷۴، ح ۳۸) پر موجود حدیث میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کو ابوتراب نام دیا اور حضرت علیؑ کو یہ نام سب سے زیادہ پسند تھا حالانکہ یہ آپؑ کی کنیت ہے۔ پس نام کا اطلاق کنیت پر ہو اس لیے ہمارا بیان کردہ معنی درست ہے اور حدیث کا متن باقی احادیث کے مطابق صحیح ہے۔

اس خبر میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ ''اسم ابی'' دراصل ''اسم ابنی'' ہو جو راوی کی غلطی ہو اور ابنی (میرا بیٹا) سے امام حسنؑ مراد ہو اور امام زمانہؑ کے والد گرامی کا نام بھی (امام) حسنؑ ہے اور راوی کی غلطی ممکن ہے۔ اگر ایسا مانا جائے تو یہ حدیث بھی باقی حدیثوں کے موافق ٹھہرے گی جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور اگر کوئی تاویل بھی تسلیم نہ کی گئی تو پھر ہمارے علماء کا اس خبر کو رد کرنا درست ہے۔ چنانچہ ہمارے علماء نے اس کو صحیح نہ ہونے کی بنا پر رد کیا ہے اور کہا ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ ثابت نہیں ہے۔ (دیکھیے: کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۷۷) واللہ اعلم!

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۴۷، ح ۲۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۳، ح ۲۹۶؛ غایۃ المرام: ص ۷۰۱، ح ۱۱۷؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۷۰۷، ح ۱۸؛ نورالثقلین: جلد ۳، ص ۴۶۵؛ ح ۱۹۴؛ مجمع البیان: جلد ۴، ص ۶۷؛ الارشاد: ص ۳۷۳؛ المستجاد: ص ۵۲۳؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۷۶؛ سنن ابوداؤد: جلد ۴، ص ۱۰۶؛ مطالب السؤول: جلد ۲، ص ۸۰؛ درمنثور: جلد ۶، ص ۵۸؛ البیان گنجی شافعی: باب ۱

بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ الرَّبِيعِ وَغَيْرِهِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَلِيَ أُمَّتِي رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُقَالُ لَهُ الْمَهْدِيُّ.

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ میری اُمت میں میرے اہلِ بیتؑ میں سے ایک ایسا مرد نہ آجائے جسے مہدیؑ کہا جاتا ہے۔ [1]

(142) مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَحْمَدَ السَّمَّاكِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْفَضْلِ الْبُوصَرَائِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زِيَادٍ الْيَمَامِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلّى الله عليه وآله وسلّم: نَحْنُ بَنُو عَبْدِ الْمُطَّلِبِ سَادَةُ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَنَا وَعَلِيٌّ وَحَمْزَةُ وَجَعْفَرٌ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمَهْدِيُّ.

انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم بنوعبدالمطلب جنت کے سردار ہیں یعنی مَیںؐ، علیؑ، حمزہؑ، جعفرؑ، حسنؑ، حسینؑ اور مہدیؑ۔ [2]

(143) عَنْهُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقِطَعِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنْ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۵، ح ۲۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۳، ح ۲۹۷؛ منتخب الاثر: ص ۱۶۹، ح ۸۲؛ غایۃ المرام: ص ۶۹۴، ح ۲۰؛ فرائد السمطین: جلد ۲، ص ۳۲۸؛ ح ۵۷۸؛ البدء والتاریخ: جلد ۲، ص ۱۸۰

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۳، ح ۲۹۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۶۵، ح ۱؛ امالی صدوق: ص ۳۸۴، ح ۱۵؛ غایۃ المرام: ص ۷۰۰، ح ۱۰۱؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۷۰۵؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۷۳؛ مطالب السؤول: جلد ۲، ص ۸۱؛ العمدۃ لابن البطریق: ص ۴۳۰، ح ۹۰۰؛ الطرائف: ص ۱۷۶، ح ۲۷۵؛ تفسیر الثعلبی: جلد ۸، ص ۳۱۲؛ (سورۂ شوریٰ: ۲۳ کی تفسیر میں)؛ سنن ابن ماجہ: جلد ۲، ص ۱۳۶۸؛ ح ۴۰۸۷؛ تاریخ بغداد: جلد ۹، ص ۴۳۴؛ ح ۵۰۵۰؛ مقتل الحسین خوارزمی: جلد ۱، ص ۱۰۸؛ مستدرک حاکم: جلد ۲، ص ۲۱۱؛ ذخائر العقبیٰ: ص ۱۵؛ عوالم العلوم: ۱۵/ ۳/ ۳۰۴، ح ۴؛ فرائد السمطین: ۲/ ۳۲، ح ۳۷۰؛ کتاب سلیم بن قیس: ص ۲۴۵؛ بشارۃ المصطفیٰ: ص ۲۱۲

Scanned with CamScanner

مُحَمَّدِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ يَحْيَى الثَّوْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ قَالَ هُمْ آلُ مُحَمَّدٍ يَبْعَثُ اللهُ مَهْدِيَّهُمْ بَعْدَ جَهْدِهِمْ فَيُعِزُّهُمْ وَ يُذِلُّ عَدُوَّهُمْ.

محمد بن حسین نے اپنے باپ اور اپنے دادا سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے خدا کے قول: وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ (القصص: آیت ۵) ''اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انھیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دے دیں'' کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد آلِ محمدؑ ہیں، اللہ ان کی تکلیف کے بعد ان کے مہدیؑ کو بھیجے گا۔ پس وہ عزت دیئے جائیں گے اور ان کے دشمن ذلیل ہوں گے۔ [1]

قولِ مؤلف: اس مفہوم کے اخبار کثیر ہیں جن کو شمار کر کے ہم اس کتاب کو طول نہیں دینا چاہتے۔

امامِ زمانہؑ کا حضرت علیؑ و بتولؑ کی اولاد میں سے ہونے کے اثبات پر روایات

(144) مَا أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ النَّيْشَابُورِيِّ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ نَصْرِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي قُبَيْلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ: فَعِنْدَ ذٰلِكَ خُرُوجُ الْمَهْدِيِّ وَ هُوَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ هٰذَا وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِهِ يَمْحَقُ اللهُ الْكَذِبَ وَ يُذْهِبُ الزَّمَانَ الْكَلِبَ وَ بِهِ يُخْرِجُ ذُلَّ الرِّقِّ مِنْ أَعْنَاقِكُمْ ثُمَّ قَالَ أَنَا أَوَّلُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَ الْمَهْدِيُّ أَوْسَطُهَا وَ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۵۴، ح ۳۵؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۰۳، ح ۲۹۹؛ نورالثقلین: جلد ۴، ص ۱۱۰، ح ۱۱؛ منتخب الاثر: ص ۱۷۱، ح ۹۲؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۷

عِيسَى آخِرُهَا وَ بَيْنَ ذٰلِكَ شَيْخٌ أَعْوَجُ.

عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: پھر اس وقت مہدیؑ کا خروج ہوگا اور وہ شخص اس کی اولاد میں سے ہوگا اور وہ شخص اس کی اولاد میں سے ہوگا اور اشارہ کیا حضرت علی علیہ السلام کی طرف اور اللہ اس کے ذریعے جھوٹ کو مٹا دے گا، زمانے کی سختی کو دُور کر دے گا اور تمھاری گردنوں سے غلامی کا طلوق اُتار دے گا۔ پھر فرمایا: میں اس اُمت کا اوّل ہوں اور مہدیؑ درمیانی اور عیسیٰؑ آخری ہوں گے اور ان سب کے درمیان کجی ہی کجی رہے گی۔ [1]

(145) مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَحْمَدَ السَّمَّاكِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَانِئٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ الْمَرْوَزِيِّ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يَعْقُوبَ الرُّخَامِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ.

جناب اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے، کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپؐ فرما رہے تھے: مہدیؑ اولادِ فاطمہؑ میں سے میری عترت سے ہوگا۔ [2]

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۵، ح ۲۹؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۰۳، ح ۳۰۰

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ۷۵، ح ۳۰؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۰۳، ح ۳۰۱؛ نورالثقلین: جلد ۳، ص ۴۶۵، ح ۱۹۵؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۳۸؛ غایۃ المرام: ص ۷۰۱، ح ۱۱۹؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۷۰۹؛ جامع الاصول: جلد ۱۱، ص ۴۹، ح ۷۸۱۲؛ مطالب السئول: جلد ۲، ص ۸۰؛ جامع الصغیر، سیوطی: جلد ۲، ص ۶۷۲، ح ۹۲۴۱؛ عقدالدرر: ص ۱۵؛ البرہان متقی ہندی: ص ۸۹، کنزالعمال: جلد ۱۴، ص ۲۶۴، ح ۳۸۶۶۲؛ درمنثور: جلد ۶، ص ۵۸؛ ینابیع المودۃ: ص ۱۸۸؛ البدایہ والنہایہ: جلد ۱، ص ۴۰؛ سنن ابوداؤد: جلد ۴، ص ۱۰۷؛ ح ۴۲۸۴؛ سنن ابن ماہ: جلد ۲، ص ۱۳۶۸، ح ۴۰۸۶؛ العمدہ ابن بطریق: ص ۴۳۶، ح ۹۲۰؛ مصابیح السنۃ: جلد ۳، ص ۴۹۲، ح ۴۲۱۱؛ تاریخ الکبیر بخاری: ۳/۳۴۶، ح ۱۱۷۱؛ سنن الدوانی: ص ۹۹، السیرۃ الحلبیہ: جلد ۱، ص ۱۹۳

(146) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ مُصَبِّحٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَمَّنْ سَمِعَ وَهْبَ بْنَ مُنَبِّهٍ يَقُولُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا وَهْبُ ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ قُلْتُ مِنْ وُلْدِكَ. قَالَ لَا وَ اللّٰهِ مَا هُوَ مِنْ وُلْدِي وَ لٰكِنْ مِنْ وُلْدِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ طُوبَىٰ لِمَنْ أَدْرَكَ زَمَانَهُ وَ بِهِ يُفَرِّجُ اللّٰهُ عَنِ الْأُمَّةِ حَتَّىٰ يَمْلَأَهَا قِسْطاً وَ عَدْلاً إِلَىٰ آخِرِ الْخَبَرِ.

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ ابن عباسؓ نے ایک طویل حدیث میں کہا: اے وہب! پھر مہدیؑ خروج کرے گا۔

میں نے کہا: کیا آپ کی اولاد میں سے ہوگا؟

انھوں نے کہا: نہیں، بخدا میری اولاد سے نہیں بلکہ حضرت علی علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا۔ پس خوشخبری ہے اس کے لیے جو اس کے زمانے کو پائے اور اس کے ذریعے سے اللہ اُمت سے سختی کو دُور کرے گا حتیٰ کہ اسے عدل و انصاف سے بھر دے گا ــــ آخر خبر تک۔ [1]

(147) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنِ الْمُنَخَّلِ بْنِ جَمِيلٍ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: الْمَهْدِيُّ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ وَ هُوَ رَجُلٌ آدَمُ.

جابر جعفی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: مہدیؑ اولادِ فاطمہؑ میں سے ایک شخص ہے اور وہ بنی آدم کا ایک شخص ہے۔ [2]

(148) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنِ التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّازِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَحْمَدَ السَّمَّاكِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْعَلَاءِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ زِيَادِ بْنِ بَيَانٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ نُفَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۶، ح ۳۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۴، ح ۳۰۲؛ منتخب الاثر: ص ۱۸۹، ح ۳

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۴۳، ح ۳۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۴، ح ۳۰۳؛ منتخب الاثر: ص ۱۹۲، ح ۴

عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: الْمَهْدِيُّ مِنْ عِتْرَتِي مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ.

جنابِ اُمِ سلمہؓ سے روایت ہے اور وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ''مہدیؑ جنابِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اولاد، میری عترت سے ہوگا''۔ [1]

(149) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ رِزْقٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْعَلَاءِ الرَّازِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: يُنْتِجُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ رَجُلاً مِنِّي وَ أَنَا مِنْهُ يَسُوقُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ بِهِ بَرَكَاتِ السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ فَيُنْزِلُ السَّمَاءُ قَطْرَهَا وَ يُخْرِجُ الْأَرْضُ بَذْرَهَا وَ تَأْمَنُ وُحُوشُهَا وَ سِبَاعُهَا وَ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً وَ يَقْتُلُ حَتَّىٰ يَقُولَ الْجَاهِلُ لَوْ كَانَ هٰذَا مِنْ ذُرِّيَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَرَحِمَ.

یحییٰ بن علاء رازی سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے: اللہ اس اُمت میں ایک مرد کو پیدا کرے گا جو مجھ سے ہوگا اور مَیں اس سے ہوں اور اللہ اس کے ذریعے سے آسمانوں اور زمین کی برکتیں سمیٹ دے گا۔ پس آسمان اپنا قطرہ قطرہ برسادیں گے اور زمین اپنا دانہ دانہ لگادے گی، چوپائے اور درندے آپس میں امن سے رہیں گے اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی اور وہ اس قدر قتل کرے گا کہ جاہل لوگ کہیں گے کہ اگر یہ ذُریتِ محمدؐ میں سے ہوتا تو رحم کرتا۔ [2]

امامِ زمانہؑ کا امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہونا

ان اخبار کے مطابق جن میں ہے کہ امام زمانہؑ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں تو

[1] بحارالانوار: جلد ۵، حدیث ۳۰، ص ۷۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص حدیث ۳۰۴، ص ۵۰۴؛ نیز حدیث نمبر ۱۴۵ کی طرف رجوع کریں۔

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۴۶، ح ۱۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۴، ح ۳۰۵؛ منتخب الاثر: ص ۱۷۱، ح ۹۳

Scanned with CamScanner

یہ منقول اخبار ان روایات کی بنیاد پر ہیں جن میں ہے کہ امام بارہ ہیں اور ان کی تفصیل میں یہ معنی شامل ہے جیسا کہ عدد ہم نے ذکر کیا ہے تو یہ معتبر ہے اور حقیقت میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ امام مہدیؑ امام حسینؑ کی اولاد میں سے ہیں اور اس سے ہم نے معنی واضح کرنے کا اشارہ کیا ہے اور اس سے زیادہ جس کا ذکر پہلے کیا ہے۔

(150) مَا أَخْبَرَنِي بِهِ جَمَاعَةٌ عَنِ ٱلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ٱلْمُقْرِءِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْعَبَّاسِ ٱلْمُقَانِعِيِّ عَنْ بَكَّارِ بْنِ أَحْمَدَ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَنْ سُفْيَانَ ٱلْجَرِيرِيِّ عَنِ ٱلْفُضَيْلِ بْنِ ٱلزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: هَذَا ٱلْمُنْتَظَرُ مِنْ وُلْدِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ فِي ذُرِّيَّةِ ٱلْحُسَيْنِ وَفِي عَقِبِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ ٱلْمَظْلُومُ ٱلَّذِي قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَمَنْ قُتِلَ.

فضیل بن زبیر سے روایت ہے، کہا کہ میں نے زید بن علیؑ سے سنا، فرما رہے تھے: یہ منتظر (یعنی امامِ زمانہؑ) امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے، امام حسین علیہ السلام کی ذُرّیت میں سے ہوں گے، امام حسین علیہ السلام کے اعقاب (بعد والوں) میں سے ہوں گے اور وہ (حسینؑ) وہ مظلوم ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ (بنی اسرائیل: آیت ۳۳)

''جو کوئی مظلوم قتل ہوتا ہے تو ہم اس کے ولی کو بدلے کا اختیار دے دیتے ہیں''۔

پھر فرمایا: ان کی قوت و طاقت ان کی حجت میں ہوگی اور اتنی قوی ہوگی کہ ان کی حجت تمام لوگوں پر غالب آئے گی اور ان پر کسی کی حجت قائم نہ ہوگی۔ [1]

(151) وَبِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ سُفْيَانَ ٱلْجَرِيرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ: وَاللهِ لَا يَكُونُ ٱلْمَهْدِيُّ أَبَداً إِلَّا مِنْ وُلْدِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

---

[1] بحارالانوار: جلد۱۵، ص ۳۵، ح ۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۴، ح ۳۰۶؛ منتخب الاثر: ص ۱۹۸، ح۱

سفیان جریری سے روایت ہے، کہا کہ میں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو سنا، فرما رہے تھے: مہدیؑ کبھی ہو ہی نہیں سکتے مگر یہ کہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں۔ [1]

(152) وَبِهَذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ ٱلْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ ٱلْحَكَمِ بْنِ ظُهَيْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ ٱلْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: نَظَرَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى ٱبْنِهِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنَّ ٱبْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ رَسُولُ اللهِ سَيِّداً وَ سَيُخْرِجُ اللهُ تَعَالَى مِنْ صُلْبِهِ رَجُلاً بِٱسْمِ نَبِيِّكُمْ يُشْبِهُهُ فِي ٱلْخَلْقِ وَٱلْخُلُقِ يَخْرُجُ عَلَى حِينِ غَفْلَةٍ مِنَ ٱلنَّاسِ وَإِمَاتَةٍ مِنَ ٱلْحَقِّ وَإِظْهَارٍ مِنَ ٱلْجَوْرِ وَاللهِ لَوْ لَمْ يَخْرُجْ لَضُرِبَتْ عُنُقُهُ يَفْرَحُ بِخُرُوجِهِ أَهْلُ ٱلسَّمَاءِ وَسُكَّانُهَا يَمْلَأُ ٱلْأَرْضَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ جَوْراً وَظُلْماً تَمَامَ ٱلْخَبَرِ.

ابی وائل سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے (امام) حسین علیہ السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا: میرا یہ فرزند سیّد (سردار) ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام سیّد رکھا ہے اور اس کے صُلب سے ایک ایسا مرد پیدا ہوگا جس کا نام تمہارے نبیؐ کا ہوگا، وہ خَلق اور خُلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ ہوگا، اس کا ظہور اس وقت ہوگا جب لوگ بالکل غفلت میں ہوں گے، حق مُردہ کر دیا جائے گا، کھلم کھلا ظلم و جور ہوگا اور خدا کی قسم! اگر وہ خروج نہ کرے گا تو اس کی گردن ماردی جائے گی، (اس کے ظہور سے) اہلِ آسمان اور اس کے رہنے والے خوش ہوجائیں گے، وہ زمین کو عدل سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی ــــ تمام خبر تک۔ [2]

---

[1] بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۳۴، ح ۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۵، ح ۳۰۷

[2] بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۱۲۰، ح ۲۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۵، ح ۳۰۸؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۱۴، ح ۲؛ الطرائف: ص ۱۷۷، ح ۲۷۹؛ العمدۃ ابن بطریق: ص ۴۳۳، ح ۹۱۲؛ سنن ابوداؤد: جلد ۴، ص ۱۰۸، ح ۴۲۹۰

Scanned with CamScanner

(153) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ ٱلْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُذَافِرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ يُونُسَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَرِيكٍ فِي حَدِيثٍ لَهُ ٱخْتَصَرْنَاهُ قَالَ: مَرَّ ٱلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ عَلَى حَلْقَةٍ مِنْ بَنِي أُمَيَّةَ وَ هُمْ جُلُوسٌ فِي مَسْجِدِ ٱلرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ أَمَا وَ اللّٰهِ لَا تَذْهَبُ ٱلدُّنْيَا حَتَّى يَبْعَثَ اللّٰهُ مِنِّي رَجُلاً يَقْتُلُ مِنْكُمْ أَلْفاً وَ مَعَ ٱلْأَلْفِ أَلْفاً وَ مَعَ ٱلْأَلْفِ أَلْفاً فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ أَوْلَادُ كَذَا وَ كَذَا لَا يَبْلُغُونَ هٰذَا فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ فِي ذٰلِكَ ٱلزَّمَانِ يَكُونُ لِلرَّجُلِ مِنْ صُلْبِهِ كَذَا وَ كَذَا رَجُلاً وَ إِنَّ مَوْلَى ٱلْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ.

عبداللہ بن شریک سے روایت ہے اور ہم ان کی حدیث میں سے مختصر بیان کر رہے۔

ان کا بیان ہے کہ بنی اُمیہ کے حلقہ کے پاس سے امام حسین علیہ السلام گزرے اور وہ مسجد رسولؐ میں بیٹھے ہوئے تھے تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ اللہ مجھ میں سے ایک ایسے مرد کو نہ بھیج دے جو تم میں سے ہزار، ہزار در ہزار اور ہزار در ہزار کو قتل نہ کر دے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! ان لوگوں کی اولادیں اتنی تعداد تک تو پیدا بھی نہ ہو سکیں گی؟

آپؑ نے فرمایا: تجھ پر وائے ہو، اس وقت تک ایک آدمی کے صلب سے اتنی اتنی تعداد میں آدمی پیدا ہو چکے ہوں گے اور یہ کہ ان لوگوں کے غلام بھی تو انھی میں شامل ہوں گے۔ [1]

(154) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ ٱلْأَهْوَازِيِّ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عُلْوَانَ عَنْ أَبِي هَارُونَ ٱلْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ٱلْخُدْرِيِّ فِي حَدِيثٍ لَهُ طَوِيلٍ ٱخْتَصَرْنَاهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلَامُ يَا بُنَيَّةِ إِنَّا أُعْطِينَا أَهْلَ ٱلْبَيْتِ سَبْعاً لَمْ يُعْطَهَا أَحَدٌ قَبْلَنَا نَبِيُّنَا

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۳۴، ح ۷؛ اثبات الہداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۵، ح ۳۰۹

خَيْرُ ٱلْأَنْبِيَاءِ وَ هُوَ أَبُوكِ وَ وَصِيُّنَا خَيْرُ ٱلْأَوْصِيَاءِ وَ هُوَ بَعْلُكِ وَ شَهِيدُنَا خَيْرُ ٱلشُّهَدَاءِ وَ هُوَ عَمُّ أَبِيكِ حَمْزَةُ وَ مِنَّا مَنْ لَهُ جَنَاحَانِ خَضِيبَانِ يَطِيرُ بِهِمَا فِي ٱلْجَنَّةِ وَ هُوَ ٱبْنُ عَمِّكِ جَعْفَرٌ وَ مِنَّا سِبْطَا هٰذِهِ ٱلْأُمَّةِ وَ هُمَا ٱبْنَاكِ ٱلْحَسَنُ وَ ٱلْحُسَيْنُ وَ مِنَّا وَ اللّٰهِ ٱلَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَهْدِيُّ هٰذِهِ ٱلْأُمَّةِ ٱلَّذِي يُصَلِّي خَلْفَهُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ عَلَى مَنْكِبِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَقَالَ مِنْ هٰذَا ثَلَاثاً.

ابوسعید خدری نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جسے ہم مختصر بیان کر رہے ہیں۔

انھوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

اے میری بیٹی! ہم اہل بیتؑ کو سات چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو اس سے قبل کسی کو بھی عطا نہیں کی گئی ہیں: ہمارا نبیؐ خیرالانبیاءؑ اور وہ تمھارا باپ ہے، ہمارا وصی خیرالاوصیاءؑ اور وہ تمھارا شوہر ہے، ہمارا شہید خیرالشہداءؑ ہے اور وہ تمھارے باپ کا چچا حمزہؑ ہے، ہم میں سے وہ بھی ہے جن کو دو سبز پر عطا ہوئے ہیں جن سے وہ جنت میں پرواز کرتے ہیں اور وہ تمھارے ابن عم جعفرؑ ہیں، اس اُمت کے دو سبط ہم سے ہی ہیں اور وہ تمھارے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اور اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم ہی میں سے اس اُمت کا مہدیؑ ہے جس کے پیچھے جناب عیسٰیؑ نماز پڑھیں گے۔

پھر آپؐ نے امام حسین علیہ السلام کے شانے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: وہ اس کی اولاد میں سے ہوگا۔ یہ تین بار فرمایا۔ [1]

ان لوگوں کا انکار جو یہ کہتے ہیں کہ امام مہدیؑ امام حسن عسکریؑ کے بیٹے اور امام حسینؑ کی اولاد میں سے نہیں ہیں

اگر یہ کہا جائے ـــ ایسا نہیں ہے کہ بعض لوگوں نے آپؑ کے اعتقاد کی مخالفت کی ہو،

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۶، ح ۳۲؛ اثبات الہداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۵، ح ۳۱۰؛ کشف الغمہ: جلد ۱، ص ۱۵۳، اور جلد ۲، ص ۴۸۲؛ غایۃ المرام: ص ۷۰۱، ح ۱۳۳؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۳۸؛ عیون المعجزات: ص ۶۴، دلائل الامامۃ: ص ۲۳۴؛ الفصول المہمہ: ص ۲۹۶

Scanned with CamScanner

ان لوگوں میں وہ بھی ہیں جو یہ مانتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام اولادِ علیؑ میں سے ہیں اور وہ محمد بن حنفیہؒ ہیں۔ ان میں سے سبائیہ فرقہ کہتا ہے (امام مہدیؑ خود) حضرت علیؑ ہیں جو مرے نہیں ہیں (بلکہ زندہ و غائب ہیں) ان میں سے کچھ کہتے ہیں کہ جعفر بن محمدؑ مرے نہیں ہیں اور ان میں سے کچھ کہتے ہیں موسیٰؑ بن جعفرؑ مرے نہیں ہیں اور ان میں سے کچھ کہتے ہیں امام مہدیؑ امام محمد بن علی ہادیؑ ہیں اور وہ ابھی زندہ ہیں مرے نہیں ہیں تو آخر ان سب لوگوں کے قول کو باطل کیسے کہا جاسکتا ہے؟

میں کہتا ہوں کہ یہ تمام فرقے جن کے زندہ و باقی رہنے کا دعویٰ کرتے ہیں ہم ان سب کی موت کو ثابت کردیں گے اور جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے کہ امامؑ بارہ ہیں اور جیسا کہ ہم نے اس اعتبار سے امام ابن حسنؑ کی امامت کو صحیح ثابت کرنے پر دلائل دیئے ہیں اور جیسا کہ ہم نے آپؑ کی ولادت کی صحت پر ذکر کیا ہے اور آپؑ کی امامت پر دلالت کرنے والے معجزات کے ثبوت دیئے ہیں تو یہ سب ان کے اقوال کو باطل کرتے ہیں اور ہم ان کا دوبارہ ذکر کرکے کتاب کو طول نہیں دینا چاہتے تا کہ پڑھنے والے کو آسانی رہے۔

ان لوگوں کی تردید جو یہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا

وہ لوگ جو امیر المومنین علی علیہ السلام کی موت کے مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ آپؑ زندہ ہیں اور باقی ہیں تو وہ مکابر ہیں کیونکہ آپؑ کی موت تمام انسانوں کی موت اور قتل سے بھی زیادہ مشہور ہے اور جو شخص آپؑ کی موت میں شک کرسکتا ہے تو وہ خود رسولؐ اللہ کی اور آپؐ کے تمام اصحاب کی موت میں بھی شک کرسکتا ہے۔ پھر یہ کہ ان کا دعویٰ آپؑ کی وصیت اور احادیث سے بھی باطل ہے جن میں آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کی اور فرمایا کہ تم قتل کردیئے جاؤ گے اور تمھاری داڑھی تمھارے سر کے خون سے رنگین ہوجائے گی۔ یہ اتنی مشہور بات ہے کہ اس کے لیے اخبار پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

(155) أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي جِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ الْبَرْقِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ أَبِي سَمِينَةَ الْكُوفِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْهِلَالِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي وَصِيَّتِهِ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ إِنَّ قُرَيْشاً سَتَظَاهَرُ عَلَيْكَ وَ تَجْتَمِعُ كَلِمَتُهُمْ عَلَى ظُلْمِكَ وَ قَهْرِكَ فَإِنْ وَجَدْتَ أَعْوَاناً فَجَاهِدْهُمْ وَ إِنْ لَمْ تَجِدْ أَعْوَاناً فَكُفَّ يَدَكَ وَ احْقِنْ دَمَكَ فَإِنَّ الشَّهَادَةَ مِنْ وَرَائِكَ لَعَنَ اللهُ قَاتِلَكَ.

عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ! جلد ہی قریش تمھارے خلاف متحد ہوجائیں گے اور وہ تم پر ظلم کرنے والے اور تمھیں شکست دینے کے لیے سب اکٹھے ہوجائیں گے۔ پس اگر تم مددگار پاؤ تو ان سے جہاد کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ روک لینا اور اپنے خون کو بچانا۔ بے شک شہادت تمھارے حصے میں آئے گی۔ اللہ تمھارے قاتل پر لعنت کرے۔ (1)

(156) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ مُوسَى بْنُ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ بِهَذِهِ الْوَصِيَّةِ مَعَ الْأُخْرَى.

صفوان بن یحییٰ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ابن امام جعفر صادق علیہ السلام نے میری طرف اس وصیت کو ایک دوسری وصیت کے ساتھ بھیجا۔ (2)

(157) وَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنِ ابْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ الْقُرَشِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُرَارَةَ عَمَّنْ رَوَاهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: هَذِهِ وَصِيَّةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هِيَ نُسْخَةُ كِتَابِ سُلَيْمِ بْنِ قَيْسٍ الْهِلَالِيِّ رَفَعَهَا إِلَى أَبَانٍ وَ قَرَأَهَا

---

(1) بحار الانوار: جلد ۸، ص ۱۳۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۲۹۵، ح ۱۹۴؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۱، ص ۷۴، ح ۳؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد ۱۳، ص ۴۲

(2) بحار الانوار: جلد ۴۲، ۲۱۳، ح ۱۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۲، ص ۵۴۷، ح ۱۸

Scanned with CamScanner

عَلَيْهِ قَالَ أَبَانٌ وَ قَرَأْتُهَا عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَقَالَ صَدَقَ سُلَيْمٌ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ سُلَيْمٌ فَشَهِدْتُ وَصِيَّةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أَوْصَى إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَشْهَدَ عَلَى وَصِيَّتِهِ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مُحَمَّداً وَ جَمِيعَ وُلْدِهِ وَ رُؤَسَاءَ شِيعَتِهِ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ وَ قَالَ يَا بُنَيَّ أَمَرَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنْ أُوصِيَ إِلَيْكَ وَ أَنْ أَدْفَعَ إِلَيْكَ كُتُبِي وَ سِلَاحِي ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ أَنْتَ وَلِيُّ الْأَمْرِ وَ وَلِيُّ الدَّمِ فَإِنْ عَفَوْتَ فَلَكَ وَ إِنْ قَتَلْتَ فَضَرْبَةٌ مَكَانَ ضَرْبَةٍ وَ لَا تَأْثَمْ ثُمَّ ذَكَرَ الْوَصِيَّةَ إِلَى آخِرِهَا فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ وَصِيَّتِهِ - قَالَ حَفِظَكُمُ اللهُ وَ حَفِظَ فِيكُمْ نَبِيَّكُمْ أَسْتَوْدِعُكُمُ اللهَ وَ أَقْرَأُ عَلَيْكُمُ السَّلَامَ وَ رَحْمَةَ اللهِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ حَتَّى قُبِضَ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَ عِشْرِينَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ سَنَةَ أَرْبَعِينَ مِنَ الْهِجْرَةِ وَ كَانَ ضُرِبَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَ عِشْرِينَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: یہ وصیت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کو کی تھی جسے کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں لکھا گیا ہے اور ابان نے اسے مرفوع روایت کیا ہے اور اسے آپؑ کے سامنے پڑھا۔

راوی کہتا ہے کہ ابان نے اسے امام علی بن حسین علیہ السلام کے سامنے پڑھا تو آپؑ نے فرمایا: سلیم نے سچ کہا ہے اللہ اس پر رحم کرے۔

سلیم کہتا ہے: جب امیرالمومنین علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے امام حسنؑ کو وصیت کی تو میں اس کا گواہ ہوں اور امام علیہ السلام نے امام حسینؑ، محمد (بن حنفیہؒ)، اپنی تمام اولاد، روساء شیعہ اور اپنی اہل بیت علیہم السلام کو اس وصیت کا گواہ بنایا اور فرمایا: اے میرے بیٹے! مجھے رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ میں تم کو وصیت کروں اور اپنی کتب اور اسلحہ تمھارے حوالے کر دوں۔

پھر آپؑ نے امام حسن علیہ السلام پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا: اے میرے بیٹے! تم امر اور خون

میں میرے وارث ہو۔ اگر تم چاہو تو میرے قاتل کو معاف کر دو اور اگر چاہو تو اسے قتل کر دینا لیکن اسے ایک ہی ضرب سے قتل کرنا اور تم گنہگار نہ ہونا۔ پھر آپؑ نے آخر تک وصیت کا ذکر کیا اور جب وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ تم لوگوں کی حفاظت فرمائے اور تمھارے بیٹوں کو تم میں محفوظ رکھے میں تم لوگوں کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت کی دُعا کرتا ہوں۔ پھر آپؑ نے کلام جاری رکھا حتیٰ کہ فرمایا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور آخر کار شب جمعہ تیئسویں ماہ رمضان المبارک ۴۰ ہجری کو شہید ہو گئے اور آپؑ کو ۲۱ ماہ رمضان المبارک کو ضرب لگی تھی۔ [1]

(158) وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى: أَنَّهُ قُبِضَ لَيْلَةَ إِحْدَى وَ عِشْرِينَ وَ ضُرِبَ لَيْلَةَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

اور دوسری روایت کے مطابق آپؑ کی شہادت اکیسویں شب کو ہوئی اور آپؑ کو ضرب انیسویں شب کو لگی۔ [2]

اور یہ دوسری زیادہ مشہور ہے۔

کیسانیہ فرقہ کے عقائد کا رد

اور جو لوگ محمد بن علی بن حنفیہ کی موت کے منکر ہیں اور ان کی امامت کے قائل ہیں۔ ان کا قول بھی باطل ہے کیونکہ ہم اسی کتاب میں ان کی موت کو ثابت کیا ہے اور اسی طریقے سے ہم نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں تو اس سے ان کا قول باطل ہو جاتا ہے جو کہ امام مہدی علیہ السلام کی امامت کے مخالف میں ہے۔

ہم اپنے بیان پر کچھ اضافہ کر رہے ہیں۔

(159) مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۴۲، ص ۲۴۴، ح ۱۲؛ اثبات الهداة: جلد ۲، ص ۵۴۷، ح ۱۸؛ من لایحضره الفقیہ: جلد ۴، ص ۱۸۹، ح ۵۴۳۳

[2] بحارالانوار: جلد ۴۲، ص ۲۱۳، ح ۱۳

Scanned with CamScanner

السَّلَامُ: لَمَّا تَوَجَّهَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْعِرَاقِ دَفَعَ إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ الْوَصِيَّةَ وَالْكُتُبَ وَغَيْرَ ذٰلِكَ وَقَالَ لَهَا إِذَا أَتَاكِ أَكْبَرُ وُلْدِي فَادْفَعِي إِلَيْهِ مَا قَدْ دَفَعْتُ إِلَيْكِ فَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أُمَّ سَلَمَةَ فَدَفَعَتْ إِلَيْهِ كُلَّ شَيْءٍ أَعْطَاهَا الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

فضیل بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی جنابِ اُمِ سلمہؓ کی طرف گئے اور ان کو وصیت اور کتب وغیرہ دے دی اور ان سے فرمایا: جب میرا بڑا بیٹا آپؓ کے پاس لوٹے تو یہ چیزیں اسی طرح اس کے حوالے کر دینا جیسے میں نے آپؓ کے حوالے کی ہیں۔ پس جب امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے تو امام علی بن حسینؑ جنابِ اُمِ سلمہؓ کے پاس گئے تو آپؓ نے وہ سب چیزیں ان کے حوالے کر دیں جو امام حسین علیہ السلام نے آپؓ کو دی تھیں۔ [1]

(160) وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ثُوَيْرِ بْنِ أَبِي فَاخِتَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا تَعُودُ الْإِمَامَةُ فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَلَا يَكُونُ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَّا فِي الْأَعْقَابِ وَأَعْقَابِ الْأَعْقَابِ.

حسین بن ثُوَیر بن ابی فاختہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حسنین کریمینؑ کے بعد امامت دو بھائیوں میں جمع نہیں ہوگی اور امام علی بن حسینؑ کے بعد امامت صرف ایک نسل میں نسل در نسل رہے گی۔ [2]

قولِ مؤلف: اور جو کچھ محمد بن حنفیہؒ اور امام علی بن حسینؑ کے درمیان ہوا اور ان کے

[1] بحارالانوار: جلد ۴۶،ص ۱۸، ح ۳؛ عوالم العلوم: جلد ۱۸،ص ۲۶، ح ۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۲، ح ۴

[2] بحارالانوار: جلد ۲۵،ص ۲۵۰، ح ۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱،ص ۵۴۱، ح ۳۴۹؛ علل الشرائع: ص ۲۰۸،

ح ۹

درمیان جو فیصلہ حجرِ اسود نے کیا اسے ہم دوبارہ ذکر کر کے طوالت نہیں کرنا چاہتے۔ [1]

ناووسیہ فرقہ کے عقائد کا رد

ناووسیہ جو امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد (صادقؑ) پر رُک جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہی امام مہدیؑ ہیں۔ ہم نے ان کا قول بھی باطل کیا ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ آپؑ کی موت اور اس کے بارے خبر مشہور و معروف ہے اور یہ بھی صحیح ثابت ہے کہ آپؑ کے بیٹے امام موسیٰؑ بن جعفرؑ امام ہوئے، جیسا کہ یہ ثابت ہے۔ امامت بارہ اماموںؑ میں رہے گی۔ ہماری بات اس وصیت سے بھی ثابت ہے جو آپؑ نے اپنے بیٹے کو کی اور اس کا اظہار کیا۔

(161) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَحْمَرَ عَنْ سَالِمَةَ مَوْلَاةِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَتْ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ وَأُغْمِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَعْطُوا الْحَسَنَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَهُوَ الْأَفْطَسُ سَبْعِينَ دِينَاراً وَأَعْطُوا فُلَاناً كَذَا وَفُلَاناً كَذَا فَقُلْتُ أَتُعْطِي رَجُلاً حَمَلَ عَلَيْكَ بِالشَّفْرَةِ يُرِيدُ أَنْ يَقْتُلَكَ قَالَ تُرِيدِينَ أَنْ لَا أَكُونَ مِنَ الَّذِينَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ نَعَمْ يَا سَالِمَةُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى خَلَقَ الْجَنَّةَ فَطَيَّبَهَا وَطَيَّبَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَلْفَيْ عَامٍ وَلَا يَجِدُ رِيحَهَا عَاقٌّ وَلَا قَاطِعُ رَحِمٍ.

امام جعفر صادق علیہ السلام کی کنیز سالمہ سے روایت ہے کہ جب امام جعفر صادق علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں موجود تھی اور آپؑ اس وقت غش کی حالت میں تھے۔ جب افاقہ ہوا تو آپؑ نے فرمایا: حسن بن علی بن علی بن حسین (الافطس) کو ستر دینار دیئے جائیں اور فلاں

[1] یہ واقعہ اس کتاب کی حدیث نمبر ایک میں بیان ہو چکا ہے۔

فلاں کو اتنے اتنے دینار دیے جائیں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ اس شخص کو عطیہ دے رہے ہیں جس نے آپؑ پر نیزہ اُٹھایا تاکہ آپؑ کو قتل کردے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم یہ چاہتی ہو کہ میں ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤں جن کے بارے میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ (الرعد: آیت ۲۱)

''اور جو ان تعلقات کو قائم رکھتے ہیں جنھیں خدا نے قائم رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور بدترین حساب سے خوفزدہ رہتے ہیں''۔

ہاں، اے سالمہ! خدا نے جنّت کو خلق کیا اور اسے اور اس کی خوشبو کو طیب و طاہر اور عمدہ بنایا جو ہزار سال کی دُوری اور مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے لیکن ماں باپ کا عاق (نافرمان) اور قطع رحم کرنے والا جنّت کی خوشبو کو بھی نہ سونگھ سکے گا۔ [1]

(162) وَرَوَى أَبُو أَيُّوبَ الْخُوزِيُّ قَالَ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ الْمَنْصُورُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيٍّ وَبَيْنَ يَدَيْهِ شَمْعَةٌ وَفِي يَدِهِ كِتَابٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ رَمَى الْكِتَابَ إِلَيَّ وَهُوَ يَبْكِي وَقَالَ. هٰذَا كِتَابُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ يُخْبِرُنَا أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَدْ مَاتَ فَإِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ثَلَاثاً وَأَيْنَ مِثْلُ جَعْفَرٍ ثُمَّ قَالَ لِي اُكْتُبْ فَكَتَبْتُ صَدْرَ الْكِتَابِ ثُمَّ قَالَ اُكْتُبْ إِنْ كَانَ قَدْ أَوْصَى إِلَى رَجُلٍ بِعَيْنِهِ فَقَدِّمْهُ وَاضْرِبْ عُنُقَهُ. قَالَ فَرَجَعَ الْجَوَابُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ أَوْصَى إِلَى خَمْسَةٍ. أَحَدُهُمْ أَبُو جَعْفَرٍ الْمَنْصُورُ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ وَعَبْدُ اللّٰهِ وَمُوسَى ابْنَيْ جَعْفَرٍ وَحَمِيدَةَ. فَقَالَ الْمَنْصُورُ لَيْسَ إِلَى قَتْلِ هٰؤُلَاءِ سَبِيلٌ.

---

[1] بحار الانوار: جلد ۴۶، ص ۱۸۲، ح ۴۷، اور جلد ۴۷، ص ۲، ح ۷، اور ص ۴۷، ص ۹۴، ح ۲۹؛ عوالم العلوم: جلد ۱۸، ص ۲۱۷، ح ۱

ابوایوب خوزی سے روایت ہے کہ مجھے ابوجعفر منصور نے نصف شب میں طلب کیا۔ جب میں پہنچا تو دیکھا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہے اس کے سامنے شمع اور ہاتھ میں ایک خط ہے۔ جب میں نے اسے سلام کیا تو اس نے خط مجھے دیا اور رونے لگا اور بولا: یہ خط محمد بن سلیمان کا ہے جس نے ہمیں خبر دی ہے کہ جعفر بن محمدؑ فوت ہو گئے ہیں، انا للہ وانا الیہ رٰجعون۔ یہ اس نے تین مرتبہ کہا اور اب جعفرؑ بن محمدؑ کا مثل کہاں؟

پھر اس نے مجھ سے کہا: اس خط کا جواب لکھو۔ پس میں نے خط کا سرنامہ لکھا تو وہ بولا: لکھو! اگر جعفر بن محمدؑ نے کسی شخص کو اپنا وصی بنایا ہے تو اسے بلاؤ اور قتل کردو۔

راوی کہتا ہے کہ اس کا جواب وہاں سے یہ آیا کہ جعفرؑ بن محمدؑ نے پانچ افراد کو اپنا وصی بنایا ہے جن میں سے ایک خود ابوجعفر منصور ہیں اور محمد بن سلیمان، عبداللہ، موسیٰ بن جعفرؑ اور حمیدہ ہیں۔

تو منصور نے کہا: اتنے لوگوں کو تو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ [1]

واقفہ فرقہ کے عقائد کا رد

اور واقفہ کے لوگ جو امام موسیٰ بن جعفرؑ پر رُک جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہی امام مہدیؑ ہیں تو ہم نے آپؑ کی موت پر دلائل دے کر ان کے قول کو بھی رد کیا ہے اور یہ امر بھی مشہور ہے نیز یہ کہ ہم نے آپؑ کے بعد آپؑ کے بیٹے امام علی رضا علیہ السلام کی امامت بھی ثابت کی ہے اور جو انصاف کرے اس کے لیے یہ کافی ہے۔

محمدیہ فرقہ کے عقائد کا رد

اور محمدیہ فرقے کے لوگ کہتے ہیں کہ محمد بن علی عسکری امامؑ ہیں اور یہ کہ وہ زندہ ہیں

---

[1] بحار الانوار: جلد ۴۷، ص ۳، ح ۸؛ اعلام الوریٰ: ص ۲۹۰؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۱۵۸، ح ۱۵؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۲۹۱؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۱۰، ح ۱۳؛ الوافی: جلد ۲، ص ۳۵۶، ح ۱۴-۱۵؛ مناقب ابن شہر آشوب: جلد ۴، ص ۳۲۰؛ مہج الدعوات: ص ۲۱۲

Scanned with CamScanner

مرے نہیں ہیں تو ان کا قول بھی باطل ہے۔ جیسا کہ ہم نے محمد بن علیؑ کے بھائی حسن بن علیؑ کی امامت پر دلائل دیئے ہیں اور یہی امام قائمؑ کے والد ہیں اور اسی طرح یہ ثابت کیا ہے کہ محمد اپنے باپؑ کی حیات میں ہی فوت ہو چکا تھا اور اس کی موت بھی مشہور ہے۔ جیسا کہ اس کے والد اور اس کے جد کی موت مشہور ہے۔ پس جو اس کا مخالف ہے وہ ضروریات کا مخالف ہے۔ ہم اس بیان پر مزید اضافہ کرتے ہیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر دلائل

(163) مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ سَيَّارِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَصْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ النَّوْفَلِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي دَارِهِ فَمَرَّ عَلَيْهِ أَبُو جَعْفَرٍ فَقُلْتُ لَهُ هٰذَا صَاحِبُنَا فَقَالَ لَا صَاحِبُكُمُ الْحَسَنُ.

علی بن عمر نوفلی سے روایت ہے، کہا کہ میں امام ابوالحسن عسکری علیہ السلام کے گھر میں آپؑ کے ساتھ موجود تھا کہ وہاں ابوجعفر آ گئے تو میں نے آپؑ سے عرض کیا: کیا یہ ہمارا صاحب (امام) ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں بلکہ تمھارا صاحب (امام) حسنؑ ہے۔ ①

(164) وَعَنْهُ عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ سَعْدَانَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بفرجا صَاحِبِ التُّرْكِ قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: الْحَسَنُ ابْنِي الْقَائِمُ مِنْ بَعْدِي.

احمد بن محمد بن رجا صاحب ترک سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: میرا بیٹا حسنؑ میرے بعد قائمؑ ہے۔ ②

---

① اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۳۹۴، ح ۱۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۴۲، ح ۸؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۲۲؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۵۰؛ الارشاد: ص ۳۳۵؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۱۰؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۲۵، ح ۲؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۰۸

② بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۴۲، ح ۹؛ اثبات الھداۃ: ۳ / ۳۹۴، ح ۲۰

(165) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى الْعَلَوِيِّ مِنْ وُلْدِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِصَرْيَا فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِأَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي مُحَمَّدٍ قَدْ دَخَلَا فَقُمْنَا إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ لِنُسَلِّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ هٰذَا صَاحِبَكُمْ عَلَيْكُمْ بِصَاحِبِكُمْ وَ أَشَارَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ

علی بن جعفرؑ کی اولاد میں سے احمد بن عیسیٰ علوی سے روایت ہے کہ میں امام ابوالحسن (ہادیؑ) کی خدمت میں صریا میں حاضر ہوا تو ہم نے آپؑ پر سلام کیا۔ اسی اثناء میں ابوجعفر اور ابومحمد (امام حسن عسکری علیہ السلام) داخل ہوئے۔ ہم ابوجعفر کی طرف بڑھے تا کہ اسے سلام کریں تو امام ابوالحسن (ہادیؑ) نے فرمایا: یہ تمھارا صاحب (امام) نہیں ہے بلکہ یہ تمھارا امام ہے اور آپؑ نے (امام) ابومحمدؑ کی طرف اشارہ کیا۔ ①

(166) وَرَوَى يَحْيَى بْنُ بَشَّارٍ الْقَنْبَرِيُّ قَالَ: أَوْصَى أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ مُضِيِّهِ بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَ أَشْهَدَنِي عَلَى ذٰلِكَ وَجَمَاعَةً مِنَ الْمَوَالِي.

یحییٰ بن بشار قنبری سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن (ہادیؑ) نے اپنی شہادت سے چار ماہ قبل اپنے بیٹے امام حسن علیہ السلام کو وصیت کی جس کا میں اور میرے دوستوں کی ایک جماعت گواہ ہیں۔ ②

سیّد محمد کی اپنے والد (امام ہادیؑ) کی حیات میں موت کا بیان

(167) فَقَدْ رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو هَاشِمٍ دَاوُدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقْتَ وَفَاةِ ابْنِهِ أَبِي جَعْفَرٍ وَ قَدْ كَانَ أَشَارَ إِلَيْهِ وَ دَلَّ عَلَيْهِ فَإِنِّي لَأُفَكِّرُ فِي نَفْسِي وَ أَقُولُ هٰذِهِ اقَضِيَّةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَ قَضِيَّةُ

---

① بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۴۲، ح ۱۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۳۹۴، ح ۲۱

② بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۴۶، ح ۲۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۵۱، الکافی: جلد ۱، ص ۳۲۵، ح ۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۳۹۱، ح ۱؛ کشف الغمہ: جلد ۲ / ۴۰۴؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۰۵؛ المستجاد: ص ۵۱۶

Scanned with CamScanner

إِسْمَاعِيلَ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ نَعَمْ يَا أَبَا هَاشِمٍ بَدَا لِلّٰهِ تَعَالَى فِي أَبِي جَعْفَرٍ وَصَيَّرَ مَكَانَهُ أَبَا مُحَمَّدٍ كَمَا بَدَا لِلّٰهِ فِي إِسْمَاعِيلَ بَعْدَ مَا دَلَّ عَلَيْهِ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَنَصَبَهُ وَهُوَ كَمَا حَدَّثَتْ بِهِ نَفْسُكَ وَإِنْ كَرِهَ الْمُبْطِلُونَ أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِي عِنْدَهُ مَا تَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ وَمَعَهُ آلَةُ الْإِمَامَةِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ.

ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۸۴ میں گزر چکا ہے۔ [1]

(168) سَعْدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ النَّخَعِيِّ عَنْ شَاهَوَيْهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجَلَّابِ قَالَ: كُنْتُ رُوِّيتُ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أَبِي جَعْفَرٍ ابْنِهِ رِوَايَاتٍ تَدُلُّ عَلَيْهِ فَلَمَّا مَضَى أَبُو جَعْفَرٍ قَلِقْتُ لِذٰلِكَ وَبَقِيتُ مُتَحَيِّراً لَا أَتَقَدَّمُ وَلَا أَتَأَخَّرُ وَخِفْتُ أَنْ أَكْتُبَ إِلَيْهِ فِي ذٰلِكَ فَلَا أَدْرِي مَا يَكُونُ فَكَتَبْتُ إِلَيْهِ أَسْأَلُهُ الدُّعَاءَ وَأَنْ يُفَرِّجَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنَّا فِي أَسْبَابٍ مِنْ قِبَلِ السُّلْطَانِ كُنَّا نَغْتَمُّ بِهَا فِي غِلْمَانِنَا فَرَجَعَ الْجَوَابُ بِالدُّعَاءِ وَرَدِّ الْغِلْمَانِ عَلَيْنَا وَكَتَبَ فِي آخِرِ الْكِتَابِ أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَ عَنِ الْخَلَفِ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي جَعْفَرٍ وَقَلِقْتَ لِذٰلِكَ فَلَا تَغْتَمَّ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِلُّ قَوْماً بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ صَاحِبُكُمْ بَعْدِي أَبُو مُحَمَّدٍ ابْنِي وَعِنْدَهُ مَا تَحْتَاجُونَ إِلَيْهِ يُقَدِّمُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُؤَخِّرُ مَا يَشَاءُ مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا قَدْ كَتَبْتُ بِمَا فِيهِ بَيَانٌ وَقِنَاعٌ لِذِي عَقْلٍ يَقْظَانَ.

شاھویہ بن عبداللہ جلاب سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن عسکریؑ (امام علی نقی علیہ السلام) سے ان کے فرزند ابوجعفر کے متعلق بہت سی ایسی باتیں سنیں کہ جن سے گمان ہونے لگا کہ آپؑ کے بعد یہ امام ہوں گے مگر جب ابوجعفر کا انتقال ہوگیا تو مجھے بڑا قلق ہوا، مجھے بڑی حیرانی تھی اور میں بڑے پس و پیش میں تھا کہ اس کے متعلق آپؑ کو خط لکھ کر دریافت کروں یا نہ

[1] حدیث نمبر ۸۴ کی طرف رجوع کریں۔

کروں۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آیندہ کیا ہوگا۔ بالآخر میں نے آپؑ کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی کہ آپؑ دُعا فرمائیں کہ حکومت وقت کی طرف سے میں اپنے غلاموں کے متعلق بڑا متفکر ہوں۔ میری یہ فکر اور پریشانی دُور ہو جائے۔ آپؑ نے خط کے جواب میں تحریر فرمایا: میں نے دُعا کر دی ہے۔ تمھارے غلام تمھیں واپس مل جائیں گے۔ اس کے بعد آپؑ نے خط کے آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ تمھارا ارادہ تھا کہ مجھ سے پوچھو کہ ابوجعفر کا تو انتقال ہو چکا ہے اب آپؑ کے بعد آپؑ کا جانشین کون ہوگا؟ اس کی تمھیں بڑی فکر ہے۔ فکر کی کوئی بات نہیں کیونکہ:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ (سورۂ توبہ: آیت ۱۱۵)

''اللہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد اس وقت تک گمراہ نہیں قرار دیتا جب تک کہ ان پر یہ واضح نہ کردے کہ انھیں کن چیزوں سے پرہیز کرنا چاہیے''۔

میرے بعد تمھارے امامؑ میرے فرزند ابومحمدؑ ہوں گے ان کے پاس ہر وہ چیز ہے جس کی لوگوں کو ضرورت ہوگی۔ اللہ جسے چاہتا ہے آگے بڑھا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے پیچھے کر دیتا ہے: مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا (البقرہ: آیت ۱۰۶) ''ہم جب بھی کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا دلوں سے محو کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس کی جیسی آیت ضرور لے آتے ہیں'' اور یہ آیت صاحبانِ عقل و ہوش کے لیے کافی اور واضح ہوتی ہے۔ [1]

قولِ مؤلف: محمد بن حسن (شیخ طوسیؒ) کہتے ہیں کہ جو بات پچھلی خبر میں مذکور تھی وہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ بداء کی تبدیلی اسماعیل کے ساتھ محمد کے متعلق بھی ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بھائی کے سلسلے میں اللہ کی طرف سے ایک نیا معاملہ سامنے آیا

[1] بحارالانوار: جلد ۵۰، ح ۲۴۲، ح ۱۱؛ الارشاد: ص ۳۳۷؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۲۸، ح ۱۲؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۵۱، اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۳۹۵، ح ۲۲؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۰۶؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۰۸؛ نورالثقلین: جلد ۲، ص ۲۷۶، ح ۳۸۰؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۰۸ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

اور اس سے ان کی امامت کے بارے میں شک وشبہات ختم ہو گئے۔ کیونکہ بعض شیعوں کا خیال تھا کہ امامت محمدؒ کے لیے طے شدہ ہے اور وہ بڑے بھی تھے۔ چنانچہ انھوں نے اسی طرح اسماعیل بن جعفرؒ اور امام موسیٰ کاظمؑ کے امام نہ ہونے کے سلسلے میں سوچا۔ لہٰذا جب محمد فوت ہوئے تو اللہ کا حکم اس کے بارے میں نازل ہوا وہ یہ کہ وہ امام نہیں ہے اور نہ ہی وہ امامت اس کے لیے مقرر ہے اور اسماعیل کے بارے میں بھی پہلے اسی طرح نازل ہوا تھا۔ ایسا نہیں ہے کہ اس سے پہلے اس کی امامت پر مبنی متن کا ذکر کیا گیا تھا اور اس کے بعد اللہ نے کسی کے حق میں اپنا فیصلہ بدلہ کیونکہ اللہ کی طرف سے ایسی کوئی بھی چیز ناممکن نہیں ہے اور وہ تمام معاملات کے خاتمے سے واقف ہے۔

(169) وَ رَوَی سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْعَلَوِيِّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: الْخَلَفُ مِنْ بَعْدِي الْحَسَنُ فَكَيْفَ لَكُمْ بِالْخَلَفِ مِنْ بَعْدِ الْخَلَفِ فَقُلْتُ وَلِمَ جَعَلَنِيَ اللهُ فِدَاكَ فَقَالَ لِأَنَّكُمْ لَا تَرَوْنَ شَخْصَهُ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ ذِكْرُهُ بِاسْمِهِ فَقُلْتُ فَكَيْفَ نَذْكُرُهُ فَقَالَ قُولُوا الْحُجَّةُ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ.

ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام ابوالحسن عسکری (علی نقیؑ) کو سنا، آپؑ فرما رہے تھے: میرے فرزند حسنؑ کے بعد جو خلیفہ وجانشین ہوگا جب اس کا دور آئے گا تو اس وقت تم لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟ میں آپؑ پر فدا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ تم اس کی شخصیت کو نہ دیکھ سکو گے اور نہ اس کا نام لینا جائز ہوگا۔

میں نے عرض کیا: تو پھر ہم ان کا کیسے ذکر کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: تم کہو، حجت آلِ محمدؑ۔ [1]

---

[1] کمال الدین: جلد ۵، ص ۳۸۱؛ مستدرک الوسائل: جلد ۲، ص ۲۸۱، ح ۵؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۲۸ ح ۱۳؛ علل الشرائع: ص ۲۴۵، ح ۵؛ وسائل الشیعہ: جلد ۱، ص ۴۸۷، ح ۶؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۲؛ عیون المعجزات: ص ۱۴۱؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۳۱؛ بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۴۰، ح ۵؛ ←

(170) وَ رَوَی مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنِ ابْنِ أَبِي الصُّهْبَانِ قَالَ: لَمَّا مَاتَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وُضِعَ لِأَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُرْسِيٌّ فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَ كَانَ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِماً فِي نَاحِيَةٍ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ غُسْلِ أَبِي جَعْفَرٍ الْتَفَتَ أَبُو الْحَسَنِ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ أَحْدِثْ لِلَّهِ شُكْراً فَقَدْ أَحْدَثَ فِيكَ أَمْراً.

ابن ابی الصہبان سے روایت ہے کہ جب ابوجعفر محمد بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰؑ کی وفات ہوئی تو امام ابوالحسن علی بن محمدؑ کے لیے کرسی رکھی گئی پس آپؑ اس پر بیٹھ گئے اور ابومحمد حسن بن علیؑ بھی ناحیہ میں کھڑے تھے۔ پس جب انھوں نے ابوجعفر کا غسل ختم کیا اور فارغ ہوئے تو امام ہادیؑ نے امام ابومحمدؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے میرے بیٹے! خدا کا شکر کر کہ امر امامت تمھارے حصّے میں ہے۔ [1]

امام حسن عسکری علیہ السلام کے معجزات

وہ معجزات امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر دلالت کرتے ہیں جو کہ بہت زیادہ ہیں۔ ہم چند ایک کا ذکر کر رہے ہیں:

(171) مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنِ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتُؤْذِنَ لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَدَخَلَ رَجُلٌ طَوِيلٌ جَسِيمٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْوَلَايَةِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَيْتَ شِعْرِي مَنْ هٰذَا - فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذَا مِنْ وُلْدِ الْأَعْرَابِيَّةِ صَاحِبَةِ الْحَصَاةِ

→ کفایۃ الاثر: ص ۲۸۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۵۱؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۰۸؛ ھدایۃ الکبریٰ: ص ۸۷؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۰۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۳۹۳، ح ۱۵؛ المستجاد: ص ۵۲۸؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۰۸؛ تقریب المعارف: ص ۸۴؛

[1] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۴۳، ح ۱۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۳۹۵، ح ۲۳

Scanned with CamScanner

اَلَّتِی طَبَعَ فِیهَا آبَائِی بِخَوَاتِیمِ فَانْطَبَعَتْ ثُمَّ قَالَ هَاتِهَا فَأَخْرَجَ حَصَاةً وَفِي جَانِبٍ مِنْهَا مَوْضِعٌ أَمْلَسُ فَطَبَعَ فِيهَا فَانْطَبَعَ وَكَأَنِّي أَقْرَأُ نَقْشَ خَاتَمِهِ اَلسَّاعَةَ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ ثُمَّ نَهَضَ اَلرَّجُلُ وَ هُوَ يَقُولُ. رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ اَلْبَيْتِ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ أَشْهَدُ أَنَّ حَقَّكَ اَلْحَقُّ اَلْوَاجِبُ كَوُجُوبِ حَقِّ أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ اَلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ وَإِلَيْكَ اِنْتَهَتِ اَلْحِكْمَةُ وَ اَلْوَلاَيَةُ وَأَنَّكَ وَلِيُّ اللهِ اَلَّذِي لاَ عُذْرَ لِأَحَدٍ فِي اَلْجَهْلِ بِكَ. فَسَأَلْتُهُ عَنِ اِسْمِهِ فَقَالَ اِسْمِي مِهْجَعُ بْنُ اَلصَّلْتِ بْنِ عُقْبَةَ بْنِ سِمْعَانَ بْنِ غَانِمِ اِبْنِ أُمِّ غَانِمٍ وَهِيَ اَلْأَعْرَابِيَّةُ اَلْيَمَانِيَّةُ صَاحِبَةُ اَلْحَصَاةِ اَلَّتِي خَتَمَ فِيهَا أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ تَمَامَ اَلْحَدِيثِ.

ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری سے روایت ہے کہ میں امام ابومحمدؑ کے پاس موجود تھا کہ اہلِ یمن میں سے ایک آدمی نے اجازت مانگی۔ پس ایک لمبے جسم والا شخص داخل ہوا اور اس نے آپؑ پر ولایت والاسلام کیا۔

میں نے اپنے دل میں سوچا کہ کاش مجھے پتا ہوتا کہ یہ کون ہے؟

امام ابومحمدؑ نے فرمایا: یہ اس اعرابیہ کی اولاد میں سے ہے جس کے پاس وہ پتھر تھا جس پر میرے آباؤاجدادؑ نے مُہر لگائی تھی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اس پتھر کو نکالو۔

پھر آپؑ نے اس پر خالی جگہ پر مُہر لگادی۔ گویا میں اسے آج بھی پڑھ سکتا ہوں جس کا نقش تھا: ''الحسن بن علیؑ''۔

پھر وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اہلِ بیتؑ! تم پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں جو بعض بعض کی اولاد ہو۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ کا حق اسی طرح واجب ہے جیسے امیرالمومنینؑ اور باقی آئمہؑ کا واجب ہے اور حکمت اور ولایت آپؑ ہی کی طرف اختتام پذیر ہوتی ہے، آپؑ اللہ کے وہ ولی ہیں کہ جس کے بارے میں کوئی بھی اپنی لاعلمی کا عُذر نہیں کرسکتا۔

پھر میں نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا: میرا نام مہجع بن صلت بن عقبہ بن سمعان بن غانم بن اُمِ غانم ہے جو کہ یمن کی ایک اعرابیہ تھیں اوران کے پاس ایک پتھر تھا جس پر امیرالمومنین علی علیہ السلام نے مُہر لگائی تھی۔ ①

(172) وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ اَلصَّيْمَرِيُّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي أَحْمَدَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ طَاهِرٍ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ رُقْعَةُ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِيهَا إِنِّي نَازَلْتُ اَللهَ فِي هٰذَا اَلطَّاغِي يَعْنِي اَلْمُسْتَعِينَ وَ هُوَ آخِذُهُ بَعْدَ ثَلاَثٍ فَلَمَّا كَانَ اَلْيَوْمُ اَلثَّالِثُ خُلِعَ وَ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى أَنْ قُتِلَ.

علی بن محمد بن زیاد صیمری سے روایت ہے کہ میں ابواحمد عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کے پاس گیا تو اس کے ہاتھ میں امام ابومحمدؑ کا ایک رقعہ تھا جس میں لکھا ہوا تھا: میں نے اس طاغی (فاسق) یعنی مستعین کے لیے اللہ سے عذاب کی دُعا کی جو اسے تین دنوں کے بعد ہلاک کردے گا۔ پس جب تیسرادن آیا تو اسے خلافت سے الگ کردیا گیا اور اسے قتل کردیا گیا۔ ②

(173) وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَحْبُوساً مَعَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي حَبْسِ اَلْمُهْتَدِي بْنِ اَلْوَاثِقِ فَقَالَ لِي يَا بَا هَاشِمٍ إِنَّ هٰذَا اَلطَّاغِيَ أَرَادَ أَنْ يَعْبَثَ بِاللهِ فِي هَذِهِ اَللَّيْلَةِ وَ قَدْ بَتَرَ اللهُ عُمُرَهُ وَ جَعَلَهُ لِلْقَائِمِ مِنْ بَعْدِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِي وَلَدٌ وَ سَأُرْزَقُ وَلَداً. قَالَ أَبُو هَاشِمٍ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا شُغِبَ اَلْأَتْرَاكُ عَلَى اَلْمُهْتَدِي فَقَتَلُوهُ وَ وَلِيَ اَلْمُعْتَمِدُ مَكَانَهُ وَسَلَّمَنَا اللهُ تَعَالَى.

---

① بحارالانوار: جلد ۵۰،ص ۳۰۲، ح ۷۸؛ الکافی: جلد۱،ص ۳۴۷، ح ۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۵۳؛ کشف الغمہ: جلد ۲،ص ۴۱۸؛ الخرائج والجرائح: جلد۱،ص ۴۲۸، ح ۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۳۹۹، ح ۱؛ مدینۃ المعاجز: ص ۵۶۴، ح ۳۱؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۱۱؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴،ص ۴۴۱

② اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۴۱۲، ح ۴۵؛ بحارالانوار: جلد ۵۰،ص ۲۴۸، ح ۲؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴،ص ۴۳۰؛ الخرائج والجرائح: جلد۱،ص ۴۲۹، ح ۸؛ مھج الدعوات: ص ۲۷۴؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۱۷؛ مدینۃ المعاجز: ص ۵۶۶، ح ۴۹؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۲۵؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۱۱؛ الصراط المستقیم: جلد ۲،ص ۲۰۶، ح ۶

Scanned with CamScanner

ابوہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں امام ابومحمدؑ کے ساتھ مہتدی بن واثق کی قید میں تھا تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوہاشم! یہ طاغی (فاسق) آج کی رات اللہ کی تقدیر سے کھیلنا چاہتا ہے لیکن اللہ نے اس کی عمر منقطع کردی ہے اور اس کی بادشاہی اس کے جانشینوں کو منتقل کردی ہے اور فی الحال میرا بیٹا نہیں ہے لیکن عنقریب مجھے ایک فرزند سے نوازا جائے گا۔

ابوہاشم کا بیان ہے: اگلی صبح ترکوں نے مہتدی پر حملہ کردیا اور اسے قتل کردیا اور اس کی جگہ معتمد حاکم بن گیا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے امان دی۔ ①

(174) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنِ اَلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ اَلرَّازِيِّ عَنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ رَزِينٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو اَلْحَسَنِ اَلْمُوسَوِيُّ اَلْخَيْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي: أَنَّهُ كَانَ يَغْشَى أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى كَثِيراً وَ أَنَّهُ أَتَاهُ يَوْماً فَوَجَدَهُ وَ قَدْ قُدِّمَتْ إِلَيْهِ دَابَّتُهُ لِيَرْكَبَ إِلَى دَارِ اَلسُّلْطَانِ وَ هُوَ مُتَغَيِّرُ اَللَّوْنِ مِنَ اَلْغَضَبِ وَ كَانَ يَجِيئُهُ رَجُلٌ مِنَ اَلْعَامَّةِ فَإِذَا رَكِبَ دَعَا لَهُ وَ جَاءَ بِأَشْيَاءَ يُشَيِّعُ بِهَا عَلَيْهِ فَكَانَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَكْرَهُ ذٰلِكَ. فَلَمَّا كَانَ ذٰلِكَ اَلْيَوْمُ زَادَ اَلرَّجُلُ فِي اَلْكَلاَمِ وَ أَلَحَّ فَسَارَ حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى مَفْرَقِ اَلطَّرِيقَيْنِ وَ ضَاقَ عَلَى اَلرَّجُلِ أَحَدُهُمَا مِنَ اَلدَّوَابِّ فَعَدَلَ إِلَى طَرِيقٍ يَخْرُجُ مِنْهُ وَ يَلْقَاهُ فِيهِ فَدَعَا عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِبَعْضِ خَدَمِهِ وَ قَالَ لَهُ اِمْضِ فَكَفِّنْ هٰذَا فَتَبِعَهُ اَلْخَادِمُ. فَلَمَّا اِنْتَهَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِلَى اَلسُّوقِ وَ نَحْنُ مَعَهُ خَرَجَ اَلرَّجُلُ مِنَ اَلدَّرْبِ لِيُعَارِضَهُ وَ كَانَ فِي اَلْمَوْضِعِ بَغْلٌ وَاقِفٌ فَضَرَبَهُ اَلْبَغْلُ فَقَتَلَهُ وَ وَقَفَ اَلْغُلاَمُ فَكَفَّنَهُ كَمَا أَمَرَهُ وَ سَارَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ وَ سِرْنَا مَعَهُ.

ابوالحسن موسوی خیبری سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ وہ اکثر امام ابومحمدؑ کے پاس سرمن رائے میں شب باشی کرتا تھا۔ ایک دن آپؑ کو دارالسلطنت میں لے

① اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۲، ح ۴۶

جانے کے لیے ایک سواری بھیجی گئی تو آپؑ کا چہرہ غضب سے متغیر ہوگیا اور جو شخص آپؑ کو لینے آیا تھا وہ عامہ میں سے تھا۔ پس جب آپؑ سوار ہونے لگے تو اس نے اپنے جانور پر بڑے بے عزت انداز میں سوار کیا جس سے آپؑ کو کافی برا لگا۔ اس دن اس شخص نے کافی بدکلامی کی اور سخت لہجے میں بولا۔ پھر وہ سڑک کی ایسی جگہ پہنچے جہاں سے دو راستے نکلتے تھے۔ چنانچہ ایک راستہ اتنا تنگ تھا کہ دو لوگوں کا ایک ساتھ سوار ہوکر گزرنا ممکن نہ تھا۔ چنانچہ اس شخص نے مختصر راستہ لے لیا کہ وہ دوبارہ پہنچ جائے گا اور الگ ہوگیا۔

اس دوران امامؑ نے اپنے ایک خادم کو بلایا اور اس سے کہا: اس کو کفن دو۔

پس! خادم نے اس کی اتباع کی۔ چنانچہ جب امام علیہ السلام بازار تک پہنچے اور ہم آپؑ کے ساتھ تھے تو ایک شخص امام علیہ السلام کو پکڑنے اور برا بھلا کہتا ہوا سڑک پر داخل ہوا۔ وہ جس جگہ پر تھا وہاں سڑک کا ایک خچر تھا تو اس نے اسے لات ماری اور اسے قتل کردیا۔

امام علیہ السلام کے خادم نے اسے کفن پہنایا جیسا امام علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

پھر آپؑ نے اپنا سفر جاری رکھا اور ہم آپؑ کے پیچھے چلنے لگے۔ ①

(175) وَ رَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَاسِمٍ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ إِذَا قَامَ اَلْقَائِمُ يَهْدِمُ اَلْمَنَارَ وَ اَلْمَقَاصِيرَ اَلَّتِي فِي اَلْمَسَاجِدِ- فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لِأَيِّ مَعْنًى هٰذَا فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ مَعْنَى هٰذَا أَنَّهَا مُحْدَثَةٌ مُبْتَدَعَةٌ لَمْ يَبْنِهَا نَبِيٌّ وَلاَ حُجَّةٌ.

داؤد بن قاسم جعفری سے روایت ہے کہ میں امام ابومحمدؑ کے پاس موجود تھا کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام قائمؑ قیام کریں گے تو مساجد کے تمام مینار اور مقصورے منہدم کرادیں گے۔

میں نے اپنے دل میں کہا: اس کے کیا معنی ہیں؟

آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس کے معنی یہ کہ تمام چیزیں بدعت ہیں۔ یہ

① بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۷۶، ح ۵۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲، ص ۷۸۳، ح ۱۰۹؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۴۳۰ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

مینار اور مقصورہ نہ کبھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعمیر کرایا اور نہ ہی کسی حجتؑ نے۔ [1]

(176) وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مِنَ الذُّنُوبِ الَّتِي لَا تُغْفَرُ قَوْلُ الرَّجُلِ لَيْتَنِي لَا أُؤَاخَذُ إِلَّا بِهٰذَا فَقُلْتُ فِي نَفْسِي إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الدَّقِيقُ يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يَتَفَقَّدَ مِنْ أَمْرِهِ وَ مِنْ نَفْسِهِ كُلَّ شَيْءٍ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا أَبَا هَاشِمٍ صَدَقْتَ فَالْزَمْ مَا حَدَّثَتْ بِهِ نَفْسُكَ فَإِنَّ الْإِشْرَاكَ فِي النَّاسِ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ الذَّرِّ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ وَ مِنْ دَبِيبِ الذَّرِّ عَلَى الْمِسْحِ الْأَسْوَدِ.

ابو ہاشم جعفری سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام ابو محمدؑ سے سنا، فرماتے تھے: وہ گناہ جو معاف نہیں ہوں گے ان میں سے آدمی کا یہ قول بھی ہے کہ کاش میرا مواخذہ نہ ہوتا ماسوائے ایک کے۔

میں نے دل میں کہا: یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہے اور انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہر چیز میں اپنے اندرونی معاملات میں محتاط رہے۔

اس وقت امام ابو محمدؑ نے میری طرف نگاہ ڈالی اور فرمایا: اے ابو ہاشم! تم نے ٹھیک سمجھا ہے، تمھیں ہر واقعے اور معاملے سے محتاط رہنا چاہیے کیونکہ لوگوں میں شرک ایک تاریک رات یا کسی سیاہ منزل کی سطح پر ہموار پتھر پر چیونٹی کی حرکت سے کہیں زیادہ پوشیدہ ہے۔ [2]

---

[1] بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۳۲۳، ح ۳۲؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۱۸؛ مناقب ابن شہر آشوب: جلد ۴، ص ۴۳۷؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۵۵، الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۴۵۳، ح ۳۹؛ مستدرک الوسائل: جلد ۳، ص ۳۷۹، ح ۱؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۱۵

[2] بحار الانوار: جلد ۷۳، ص ۳۵۹، ح ۷۸؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۱، ص ۳۵۱، ح ۱۳؛ مناقب ابن شہر آشوب: جلد ۴، ص ۴۳۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۲۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۲، ح ۴۹؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۵۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲، ص ۶۸۸، ح ۱۱؛ تنبیہ الخواطر: جلد ۲، ص ۷؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۱۲؛ الثاقب فی المناقب: ص ۲۴۸

(177) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو الْهَيْثَمِ بْنُ سَيَابَةَ: أَنَّهُ كَتَبَ إِلَيْهِ لَمَّا أَمَرَ الْمُعْتَزُّ بِدَفْعِهِ إِلَى سَعِيدٍ الْحَاجِبِ عِنْدَ مُضِيِّهِ إِلَى الْكُوفَةِ وَ أَنْ يُحَدِّثَ فِيهِ مَا يُحَدِّثُ بِهِ النَّاسَ بِقَصْرِ ابْنِ هُبَيْرَةَ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ بَلَغَنَا خَبَرٌ قَدْ أَقْلَقَنَا وَ أَبْلَغَ مِنَّا. فَكَتَبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَيْهِ بَعْدَ ثَالِثٍ يَأْتِيكُمُ الْفَرَجُ فَخُلِعَ الْمُعْتَزُّ الْيَوْمَ الثَّالِثَ.

احمد بن حسین بن عمر بن یزید سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو ہیثم بن سبایہ نے بیان کیا کہ کوفہ جاتے وقت جب معتز نے آپؑ کو سعید حاجب کے حوالے کرنے کا حکم دیا اور قصر ہبیرہ کا واقعہ پیش آیا تو ابو ہیثم نے آپ کو خط لکھا کہ میں آپؑ پر قربان ہوں، مجھے ایسی اطلاع ملی ہے جس کو سن کر مجھے بے حد قلق ہے۔

آپؑ نے اس کے جواب میں لکھا: اے ابو ہیثم! گھبراؤ نہیں، تین دن بعد تم لوگوں کو خوشخبری ملے گی۔

اور تیسرے دن ہی معتز خلافت سے معزول کر دیا گیا۔ [1]

(178) أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي الْمُفَضَّلِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَحْرِ بْنِ سَهْلٍ الشَّيْبَانِيِّ الرُّهْنِيِّ قَالَ قَالَ بِشْرُ بْنُ سُلَيْمَانَ النَّخَّاسُ وَ هُوَ مِنْ وُلْدِ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَحَدُ مَوَالِي أَبِي الْحَسَنِ وَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ جَارُهُمَا بِسُرَّ مَنْ رَأَى: أَتَانِي كَافُورٌ الْخَادِمُ فَقَالَ مَوْلَانَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَسْكَرِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدْعُوكَ إِلَيْهِ فَأَتَيْتُهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ لِي يَا بِشْرُ إِنَّكَ مِنْ وُلْدِ الْأَنْصَارِ وَ هٰذِهِ الْمُوَالَاةُ لَمْ تَزَلْ فِيكُمْ يَرِثُهَا خَلَفٌ عَنْ سَلَفٍ وَ أَنْتُمْ ثِقَاتُنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَ إِنِّي مُزَكِّيكَ وَ مُشَرِّفُكَ بِفَضِيلَةٍ تَسْبِقُ بِهَا الشِّيعَةَ فِي الْمُوَالَاةِ بِهَا بِسِرٍّ أُطْلِعُكَ عَلَيْهِ وَ أُنْفِذُكَ فِي ابْتِيَاعِ أَمَةٍ فَكَتَبَ كِتَاباً لَطِيفاً بِخَطٍّ رُومِيٍّ وَ لُغَةٍ رُومِيَّةٍ وَ طَبَعَ

---

[1] بحار الانوار: جلد ۵۰، ص ۲۵۱، ح ۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۳، ح ۵۰؛ مہج الدعوات: ص ۲۷۴

Scanned with CamScanner

عَلَيْهِ خَاتَمَهُ وَ أَخْرَجَ شَقِيقَةً صَفْرَاءَ فِيهَا مِائَتَانِ وَ عِشْرُونَ دِينَاراً فَقَالَ خُذْهَا وَ تَوَجَّهْ بِهَا إِلَى بَغْدَادَ وَ احْضُرْ مَعْبَرَ الْفُرَاتِ ضَحْوَةَ يَوْمِ كَذَا فَإِذَا وَصَلْتَ إِلَى جَانِبِكَ زَوَارِيقُ السَّبَايَا وَ تَرَى الْجَوَارِيَ فِيهَا سَتَجِدُ طَوَائِفَ الْمُبْتَاعِينَ مِنْ وُكَلَاءِ قُوَّادِ بَنِي الْعَبَّاسِ وَ شِرْذِمَةً مِنْ فِتْيَانِ الْعَرَبِ فَإِذَا رَأَيْتَ ذَلِكَ فَأَشْرِفْ مِنَ الْبُعْدِ عَلَى الْمُسَمَّى عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَّاسِ عَامَّةَ نَهَارِكَ إِلَى أَنْ تُبْرَزَ لِلْمُبْتَاعِينَ جَارِيَةٌ صِفَتُهَا كَذَا وَ كَذَا لَابِسَةٌ حَرِيرَتَيْنِ صَفِيقَتَيْنِ تَمْتَنِعُ مِنَ الْعَرْضِ وَ لَمْسِ الْمُعْتَرِضِ وَ الِانْقِيَادِ لِمَنْ يُحَاوِلُ لَمْسَهَا وَ تَسْمَعُ صَرْخَةً رُومِيَّةً مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ رَقِيقٍ فَاعْلَمْ أَنَّهَا تَقُولُ وَا هَتْكَ سِتْرَاهُ فَيَقُولُ بَعْضُ الْمُبْتَاعِينَ عَلَيَّ ثَلَاثُمِائَةِ دِينَارٍ فَقَدْ زَادَنِي الْعَفَافُ فِيهَا رَغْبَةً فَتَقُولُ لَهُ بِالْعَرَبِيَّةِ لَوْ بَرَزْتَ فِي زِيِّ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ وَ عَلَى شِبْهِ مُلْكِهِ مَا بَدَتْ لِي فِيكَ رَغْبَةٌ فَأَشْفِقْ عَلَى مَالِكَ فَيَقُولُ النَّخَّاسُ فَمَا الْحِيلَةُ وَ لَا بُدَّ مِنْ بَيْعِكِ فَتَقُولُ الْجَارِيَةُ وَمَا الْعَجَلَةُ وَلَا بُدَّ مِنِ اخْتِيَارِ مُبْتَاعٍ يَسْكُنُ قَلْبِي إِلَيْهِ وَإِلَى وَفَائِهِ وَ أَمَانَتِهِ فَعِنْدَ ذَلِكَ قُمْ إِلَى عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ النَّخَّاسِ وَ قُلْ لَهُ إِنَّ مَعَكَ كِتَاباً مُلْصَقاً لِبَعْضِ الْأَشْرَافِ كَتَبَهُ بِلُغَةٍ رُومِيَّةٍ وَ خَطٍّ رُومِيٍّ وَ وَصَفَ فِيهِ كَرَمَهُ وَ وَفَاءَهُ وَ نُبْلَهُ وَ سَخَاءَهُ فَنَاوِلْهَا لِتَتَأَمَّلَ مِنْهُ أَخْلَاقَ صَاحِبِهِ فَإِنْ مَالَتْ إِلَيْهِ وَ رَضِيَتْهُ فَأَنَا وَكِيلُهُ فِي ابْتِيَاعِهَا مِنْكَ. قَالَ بِشْرُ بْنُ سُلَيْمَانَ فَامْتَثَلْتُ جَمِيعَ مَا حَدَّهُ لِي مَوْلَايَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي أَمْرِ الْجَارِيَةِ فَلَمَّا نَظَرَتْ فِي الْكِتَابِ بَكَتْ بُكَاءً شَدِيداً وَ قَالَتْ لِعُمَرَ بْنِ يَزِيدَ بِعْنِي مِنْ صَاحِبِ هَذَا الْكِتَابِ وَ حَلَفَتْ بِالْمُحَرِّجَةِ وَ الْمُغَلَّظَةِ أَنَّهُ مَتَى امْتَنَعَ مِنْ بَيْعِهَا مِنْهُ قَتَلَتْ نَفْسَهَا فَمَا زِلْتُ أُشَاحُّهُ فِي ثَمَنِهَا حَتَّى اسْتَقَرَّ الْأَمْرُ فِيهِ عَلَى مِقْدَارِ مَا كَانَ أَصْحَبَنِيهِ مَوْلَايَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الدَّنَانِيرِ فَاسْتَوْفَاهُ مِنِّي وَ تَسَلَّمْتُ الْجَارِيَةَ ضَاحِكَةً

مُسْتَبْشِرَةً وَ انْصَرَفْتُ بِهَا إِلَى الْحُجَيْرَةِ الَّتِي كُنْتُ آوِي إِلَيْهَا بِبَغْدَادَ فَمَا أَخَذَهَا الْقَرَارُ حَتَّى أَخْرَجَتْ كِتَابَ مَوْلَانَا عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ جَيْبِهَا وَ هِيَ تَلْثِمُهُ وَ تُطْبِقُهُ عَلَى جَفْنِهَا وَ تَضَعُهُ عَلَى خَدِّهَا وَ تَمْسَحُهُ عَلَى بَدَنِهَا. فَقُلْتُ تَعَجُّباً مِنْهَا تَلْثِمِينَ كِتَاباً لَا تَعْرِفِينَ صَاحِبَهُ. فَقَالَتْ أَيُّهَا الْعَاجِزُ الضَّعِيفُ الْمَعْرِفَةِ بِمَحَلِّ أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ أَعِرْنِي سَمْعَكَ وَ فَرِّغْ لِي قَلْبَكَ أَنَا مليكة بِنْتُ يَشُوعَا بْنِ قَيْصَرَ مَلِكِ الرُّومِ وَ أُمِّي مِنْ وُلْدِ الْحَوَارِيِّينَ تُنْسَبُ إِلَى وَصِيِّ الْمَسِيحِ شَمْعُونَ أُنَبِّئُكَ بِالْعَجَبِ. إِنَّ جَدِّي قَيْصَرَ أَرَادَ أَنْ يُزَوِّجَنِي مِنِ ابْنِ أَخِيهِ وَ أَنَا مِنْ بَنَاتِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً فَجَمَعَ فِي قَصْرِهِ مِنْ نَسْلِ الْحَوَارِيِّينَ مِنَ الْقِسِّيسِينَ وَ الرُّهْبَانِ ثَلَاثَمِائَةِ رَجُلٍ وَ مِنْ ذَوِي الْأَخْطَارِ مِنْهُمْ سَبْعَمِائَةِ رَجُلٍ وَ جَمَعَ مِنْ أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ وَ قُوَّادِ الْعَسْكَرِ وَ نُقَبَاءِ الْجُيُوشِ وَ مُلُوكِ الْعَشَائِرِ أَرْبَعَةَ آلَافٍ وَ أَبْرَزَ مِنْ بَهِيِّ مُلْكِهِ عَرْشاً مَصْنُوعاً مِنْ أَصْنَافِ الْجَوْهَرِ إِلَى صَحْنِ الْقَصْرِ وَ رَفَعَهُ فَوْقَ أَرْبَعِينَ مِرْقَاةً فَلَمَّا صَعِدَ ابْنُ أَخِيهِ وَ أَحْدَقَتِ الصُّلُبُ وَ قَامَتِ الْأَسَاقِفَةُ عُكَّفاً وَ نُشِرَتْ أَسْفَارُ الْإِنْجِيلِ تَسَافَلَتِ الصُّلُبُ مِنَ الْأَعْلَى فَلَصِقَتْ بِالْأَرْضِ وَ تَقَوَّضَتْ أَعْمِدَةُ الْعَرْشِ فَانْهَارَتْ إِلَى الْقَرَارِ وَ خَرَّ الصَّاعِدُ مِنَ الْعَرْشِ مَغْشِيّاً عَلَيْهِ فَتَغَيَّرَتْ أَلْوَانُ الْأَسَاقِفَةِ وَ ارْتَعَدَتْ فَرَائِصُهُمْ فَقَالَ كَبِيرُهُمْ لِجَدِّي أَيُّهَا الْمَلِكُ أَعْفِنَا مِنْ مُلَاقَاةِ هَذِهِ النُّحُوسِ الدَّالَّةِ عَلَى زَوَالِ دَوْلَةِ هَذَا الدِّينِ الْمَسِيحِيِّ وَ الْمَذْهَبِ الْمَلِكَانِيِّ فَتَطَيَّرَ جَدِّي مِنْ ذَلِكَ تَطَيُّراً شَدِيداً وَ قَالَ لِلْأَسَاقِفَةِ أَقِيمُوا هَذِهِ الْأَعْمِدَةَ وَ ارْفَعُوا الصُّلْبَانَ وَ أَحْضِرُوا أَخَا هَذَا الْمُدْبِرِ الْعَاثِرِ الْمَنْكُوسِ جَدُّهُ لِأُزَوِّجَهُ هَذِهِ الصَّبِيَّةَ فَيُدْفَعَ نُحُوسُهُ عَنْكُمْ بِسُعُودِهِ فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ حَدَثَ عَلَى الثَّانِي مِثْلُ مَا حَدَثَ عَلَى الْأَوَّلِ وَ تَفَرَّقَ النَّاسُ وَ قَامَ جَدِّي قَيْصَرُ مُغْتَمّاً فَدَخَلَ

Scanned with CamScanner

مَنْزِلَ النِّسَاءِ وَ أُرْخِيَتِ السُّتُورُ وَ أُرِيتُ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ كَأَنَّ الْمَسِيحَ وَ شَمْعُونَ وَ عِدَّةً مِنَ الْحَوَارِيِّينَ قَدِ اجْتَمَعُوا فِي قَصْرِ جَدِّي وَ نَصَبُوا فِيهِ مِنْبَراً مِنْ نُورٍ يُبَارِي السَّمَاءَ عُلُوّاً وَ ارْتِفَاعاً فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي كَانَ نَصَبَ جَدِّي فِيهِ عَرْشَهُ وَ دَخَلَ عَلَيْهِمْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ خَتَنُهُ وَ وَصِيُّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ عِدَّةٌ مِنْ أَبْنَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ. فَتَقَدَّمَ الْمَسِيحُ إِلَيْهِ فَاعْتَنَقَهُ فَيَقُولُ لَهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَا رُوحَ اللهِ إِنِّي جِئْتُكَ خَاطِباً مِنْ وَصِيِّكَ شَمْعُونَ فَتَاتَهُ مُلَيْكَةَ لِابْنِي هٰذَا وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْنِ صَاحِبِ هٰذَا الْكِتَابِ فَنَظَرَ الْمَسِيحُ إِلَى شَمْعُونَ وَ قَالَ لَهُ قَدْ أَتَاكَ الشَّرَفُ فَصِلْ رَحِمَكَ رَحِمَ آلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَصَعِدَ ذٰلِكَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ زَوَّجَنِي مِنِ ابْنِهِ وَ شَهِدَ الْمَسِيحُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ شَهِدَ أَبْنَاءُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ الْحَوَارِيُّونَ فَلَمَّا اسْتَيْقَظْتُ أَشْفَقْتُ أَنْ أَقُصَّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا عَلَى أَبِي وَ جَدِّي مَخَافَةَ الْقَتْلِ فَكُنْتُ أُسِرُّهَا وَ لَا أُبْدِيهَا لَهُمْ وَ ضَرَبَ صَدْرِي بِمَحَبَّةِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى امْتَنَعْتُ مِنَ الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ فَضَعُفَتْ نَفْسِي وَ دَقَّ شَخْصِي وَ مَرِضْتُ مَرَضاً شَدِيداً فَمَا بَقِيَ فِي مَدَائِنِ الرُّومِ طَبِيبٌ إِلَّا أَحْضَرَهُ جَدِّي وَ سَأَلَهُ عَنْ دَوَائِي فَلَمَّا بَرِحَ بِهِ الْيَأْسُ قَالَ. يَا قُرَّةَ عَيْنِي وَ هَلْ يَخْطُرُ بِبَالِكِ شَهْوَةٌ فَأُزَوِّدَكِهَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا فَقُلْتُ يَا جَدِّي أَرَى أَبْوَابَ الْفَرَجِ عَلَيَّ مُغْلَقَةً فَلَوْ كَشَفْتَ الْعَذَابَ عَمَّنْ فِي سِجْنِكَ مِنْ أُسَارَى الْمُسْلِمِينَ وَ فَكَكْتَ عَنْهُمُ الْأَغْلَالَ وَ تَصَدَّقْتَ عَلَيْهِمْ وَ مَنَّيْتَهُمُ الْخَلَاصَ رَجَوْتُ أَنْ يَهَبَ لِيَ الْمَسِيحُ وَ أُمُّهُ عَافِيَةً. فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ تَجَلَّدْتُ فِي إِظْهَارِ الصِّحَّةِ مِنْ بَدَنِي قَلِيلاً وَ تَنَاوَلْتُ يَسِيراً مِنَ الطَّعَامِ فَسَرَّ بِذٰلِكَ وَ أَقْبَلَ عَلَى إِكْرَامِ الْأُسَارَى وَ إِعْزَازِهِمْ فَأُرِيتُ أَيْضاً بَعْدَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً كَأَنَّ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ

فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ قَدْ زَارَتْنِي وَ مَعَهَا مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَ أَلْفُ مِنْ وَصَائِفِ الْجِنَانِ فَتَقُولُ لِي مَرْيَمُ : هٰذِهِ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ أُمُّ زَوْجِكِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَتَعَلَّقُ بِهَا وَ أَبْكِي وَ أَشْكُو إِلَيْهَا امْتِنَاعَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ زِيَارَتِي. فَقَالَتْ سَيِّدَةُ النِّسَاءِ عَلَيْهَا السَّلَامُ إِنَّ ابْنِي أَبَا مُحَمَّدٍ لَا يَزُورُكِ وَ أَنْتِ مُشْرِكَةٌ بِاللهِ عَلَى مَذْهَبِ النَّصَارَى وَ هٰذِهِ أُخْتِي مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ تَبْرَأُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ دِينِكِ فَإِنْ مِلْتِ إِلَى رِضَى اللهِ وَ رِضَى الْمَسِيحِ وَ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ زِيَارَةِ أَبِي مُحَمَّدٍ إِيَّاكِ فَقُولِي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَ أَنَّ أَبِي مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ فَلَمَّا تَكَلَّمْتُ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ ضَمَّتْنِي إِلَى صَدْرِهَا سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَ طَيَّبَتْ نَفْسِي وَ قَالَتِ الْآنَ تَوَقَّعِي زِيَارَةَ أَبِي مُحَمَّدٍ فَإِنِّي مُنْفِذَتُهُ إِلَيْكِ فَانْتَبَهْتُ وَ أَنَا أَقُولُ وَ أَتَوَقَّعُ لِقَاءَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ . فَلَمَّا كَانَ فِي اللَّيْلَةِ الْقَابِلَةِ رَأَيْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَأَنِّي أَقُولُ لَهُ جَفَوْتَنِي يَا حَبِيبِي بَعْدَ أَنْ أَتْلَفْتُ نَفْسِي مُعَالَجَةَ حُبِّكَ فَقَالَ مَا كَانَ تَأَخُّرِي عَنْكِ إِلَّا لِشِرْكِكِ فَقَدْ أَسْلَمْتِ وَ أَنَا زَائِرُكِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ إِلَى أَنْ يَجْمَعَ اللهُ تَعَالَى شَمْلَنَا فِي الْعِيَانِ فَمَا قَطَعَ عَنِّي زِيَارَتَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَى هٰذِهِ الْغَايَةِ. قَالَ بِشْرٌ فَقُلْتُ لَهَا وَ كَيْفَ وَقَعْتِ فِي الْأُسَارَى فَقَالَتْ أَخْبَرَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي أَنَّ جَدَّكِ سَيُسَيِّرُ جَيْشاً إِلَى قِتَالِ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا ثُمَّ يَتْبَعُهُمْ فَعَلَيْكِ بِاللِّحَاقِ بِهِمْ مُتَنَكِّرَةً فِي زِيِّ الْخَدَمِ مَعَ عِدَّةٍ مِنَ الْوَصَائِفِ مِنْ طَرِيقِ كَذَا فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَوَقَعَتْ عَلَيْنَا طَلَائِعُ الْمُسْلِمِينَ حَتَّى كَانَ مِنْ أَمْرِي مَا رَأَيْتَ وَ شَاهَدْتَ وَ مَا شَعَرَ بِأَنِّي ابْنَةُ مَلِكِ الرُّومِ إِلَى هٰذِهِ الْغَايَةِ أَحَدٌ سِوَاكَ وَ ذٰلِكَ بِإِطْلَاعِي إِيَّاكَ عَلَيْهِ وَ لَقَدْ سَأَلَنِي الشَّيْخُ الَّذِي وَقَعْتُ إِلَيْهِ فِي سَهْمِ الْغَنِيمَةِ عَنِ اسْمِي فَأَنْكَرْتُهُ وَ قُلْتُ نَرْجِسُ فَقَالَ اسْمُ الْجَوَارِي. قُلْتُ الْعَجَبُ أَنَّكِ رُومِيَّةٌ وَ

Scanned with CamScanner

لِسَانُكِ عَرَبِيٌّ قَالَتْ نَعَمْ مِنْ وُلُوعِ جَدِّي وَ حَمْلِهِ إِيَّايَ عَلَى تَعَلُّمِ الْآدَابِ أَنْ أَوْعَزَ إِلَيَّ امْرَأَةً تَرْجُمَانَةً لِي فِي الْإِخْتِلَافِ إِلَيَّ وَ كَانَتْ تَقْصُدُنِي صَبَاحاً وَ مَسَاءً وَ تُفِيدُنِي الْعَرَبِيَّةَ حَتَّى اِسْتَمَرَّ لِسَانِي عَلَيْهَا وَاسْتَقَامَ. قَالَ بِشْرٌ فَلَمَّا انْكَفَأْتُ بِهَا إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى دَخَلَتْ عَلَى مَوْلَايَ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ كَيْفَ أَرَاكِ اللهُ عِزَّ الْإِسْلَامِ وَ ذُلَّ النَّصْرَانِيَّةِ وَ شَرَفَ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالَتْ كَيْفَ أَصِفُ لَكَ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي قَالَ فَإِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ أُكْرِمَكِ فَمَا أَحَبُّ إِلَيْكِ عَشَرَةُ آلَافِ دِينَارٍ أَمْ بُشْرَى لَكِ بِشَرَفِ الْأَبَدِ قَالَتْ بُشْرَى بِوَلَدٍ لِي قَالَ لَهَا أَبْشِرِي بِوَلَدٍ يَمْلِكُ الدُّنْيَا شَرْقاً وَ غَرْباً وَ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً قَالَتْ مِمَّنْ قَالَ مِمَّنْ خَطَبَكِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لَهُ لَيْلَةَ كَذَا فِي شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا بِالرُّومِيَّةِ قَالَتْ مِنَ الْمَسِيحِ وَ وَصِيِّهِ قَالَ لَهَا مِمَّنْ زَوَّجَكِ الْمَسِيحُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ وَصِيُّهُ قَالَتْ مِنِ ابْنِكَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ هَلْ تَعْرِفِينَهُ قَالَتْ وَ هَلْ خَلَتْ لَيْلَةٌ لَمْ يَرَنِي فِيهَا مُنْذُ اللَّيْلَةِ الَّتِي أَسْلَمْتُ عَلَى يَدِ سَيِّدَةِ النِّسَاءِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهَا قَالَ فَقَالَ مَوْلَانَا يَا كَافُورُ ادْعُ أُخْتِي حَكِيمَةَ فَلَمَّا دَخَلَتْ قَالَ لَهَا هَا هِيَهْ فَاعْتَنَقَتْهَا طَوِيلاً وَ سُرَّتْ بِهَا كَثِيراً فَقَالَ لَهَا أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ خُذِيهَا إِلَى مَنْزِلِكِ وَ عَلِّمِيهَا الْفَرَائِضَ وَ السُّنَنَ فَإِنَّهَا زَوْجَةُ أَبِي مُحَمَّدٍ وَ أُمُّ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ابوالحسین محمد بن بحر بن سہل شیبانی الرھنی سے روایت ہے کہ بشر بن سلمان بردہ فروش جو حضرت ابوایوب انصاریؓ کی اولاد میں سے تھا اور حضرت ابوالحسن اور حضرت ابومحمدؑ کے دوست داران میں سے تھا اور سرمن رائے میں ان دونوں حضرات کا پڑوسی بھی تھا، نے بیان کیا کہ ایک دن میرے پاس کافور کا خادم آیا اور کہا کہ مولا ابوالحسن علی بن محمد (امام علی نقیؑ) نے تم کو

بلایا ہے تو میں گیا اور آپؑ کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے بشر! تم انصار کی اولاد میں سے ہو اور تم لوگوں کو موالات اور دوستی سلف سے خلف تک وراثتاً منتقل ہوتی جارہی ہے اور تم ہم اہلِ بیتؑ کے معتمد اور قابلِ بھروسہ ہو تو آج میں تمھیں مزید ایک فضیلت وشرف سے نوازتا ہوں کہ جس کے سبب سے تم ہمارے شیعوں میں دوستی وموالات کے اعتبار سے سب سے بڑھ جاؤ گے۔ یہ رازداری کی بات ہے۔ میں تمھیں ایک کنیز خریدنے کے لیے روانہ کر رہا ہوں۔

پھر آپؑ نے رومی زبان اور رومی رسم الخط میں ایک خط لکھا، اس پر اپنی مُہر لگائی پھر ایک زرد رنگ کی تھیلی نکالی جس میں دوسو بیس دینار تھے اور فرمایا: یہ خط اور تھیلی لو اور فلاں دن قبل از دوپہر فرات کے پُل پر پہنچ جاؤ۔ جب تم پہنچو گے تو ایک جانب چند کشتیاں اسیروں کی نظروں میں آئیں گی ان میں چند کنیزیں بھی ہوں گی۔ وہاں بنی عباس کے عمائدین کے وکلا اور کچھ عرب کے نوجوان بحیثیت خریدار تمھیں ملیں گے۔ تم عمر بن یزید بردہ فروش کے سامنے ذرا دُور دن بھر کے لیے کھڑے ہو جانا۔ اسی اثناء میں وہ خریداروں کو دکھانے کے لیے ایک کنیز کو لائے جوان صفات کی ہوگی اور گف بنے ہوئے حریر کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہوگی اور خریداروں کے سامنے جانے اور ان کے ہاتھ لگانے اور چھونے سے انکار کرتی ہوگی۔ ایک باریک پردے کے پیچھے بیٹھی ہوئی اپنی رومی زبان میں فریاد کر رہی ہوگی اور مجھے معلوم ہے کہ وہ کیا کہتی ہوگی۔ وہ کہتی ہوگی کہ ہائے میری پردہ دری۔ اور بعض خریدار کہیں گے کہ ہم اس کے تین سو دینار دیں گے کیونکہ یہ بہت زیادہ پاکدامن معلوم ہوتی ہے اس لیے ہمیں مرغوب ہے لیکن وہ کنیز کہے گی کہ اگر تو سلیمانؑ بن داؤدؑ یا ان کے مثل کوئی اور بادشاہ بن کر بھی آجائے تو مجھے تُو اس وقت بھی پسند نہیں آئے گا، اپنی کو تُو اپنے پاس رکھ اور بردہ فروش کہے گا کہ میں کب تک تجھے فروخت نہ کروں گا بالآخر تجھے فروخت کرنا ہی پڑے گا لیکن کنیز کہے گی کہ تجھے جلدی کیوں ہے؟ یہ بھی ضروری ہے کہ میں اپنے لیے ایسا خریدار منتخب کرلوں جس کی وفاداری اور امانتداری پر میرا دل مطمئن ہو۔

اس وقت تم اپنی جگہ سے اُٹھنا، عمر بن یزید بردہ فروش کے پاس جانا اور اس سے کہنا کہ

Scanned with CamScanner

میرے پاس رومی زبان اور رومی رسم الخط میں ایک مردِ شریف کا ایک خط ہے جس میں اس نے اپنے کرم و وفا و شرافت اور سخاوت کو بیان کیا ہے۔ تم یہ خط اس کنیز کو دے دو تاکہ وہ اس صاحبِ خط کے اخلاق و عادات کے متعلق غور کرے۔ اگر وہ اس کے ہاتھ فروخت ہونے پر راضی ہوجائے تو میں اس مردِ شریف کا وکیل ہوں اسے خرید لوں گا۔

بشر بن سلیمان کا بیان ہے کہ اس کنیز کے متعلق امام ابوالحسنؑ نے جو کچھ حکم دیا تھا میں نے اس کی پوری پوری تعمیل کی۔ اس کنیز نے آپؑ کے خط کو دیکھا تو زار و قطار رونے لگی اور عمر بن یزید سے کہا کہ تم مجھے اس کے ہاتھ فروخت کردو اور مَیں حلفاً کہتی ہوں کہ اگر تم نے مجھے اس صاحبِ خط کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا تو میں جان دے دوں گی۔

پھر میں اس کی قیمت کے لیے مول تول کرنے لگا یہاں تک کہ قیمت وہی طے پا گئی جو میرے مولاؑ نے میرے حوالے کی تھی۔ میں نے اس کی قیمت ادا کی اور وہ خوش و مسرور کنیز میرے حوالے کردی گئی۔ میں اسے لے کر بغداد میں اس حجرے کی طرف چل دیا جہاں میں مقیم تھا مگر اس کنیز کو چین نہ تھا۔ بار بار خط کو اپنی جیب سے نکالتی، اسے چومتی، آنکھوں سے لگاتی، رخساروں پر رکھتی اور سینے سے لگاتی تھی۔

میں نے حیرت سے کہا: تو اس صاحبِ خط سے واقف بھی نہیں ہے اور پھر اس کے خط کو اس والہانہ طریقے سے بوسے دے رہی ہے؟

کنیز نے جواب دیا: اے اولادِ انبیاءؑ کی معرفت نہ رکھنے والے! ذرا غور سے سُن! میں قیصر روم کے فرزند یشوعا کی بیٹی ہوں میرا نام ملیکہ ہے، میری ماں حضرت عیسیٰؑ کے وصی شمعون کے حواری کی اولاد میں سے ہے۔ میں تجھے اپنا حیرت انگیز قصہ سناتی ہوں: جب میں تیرہ سال کی تھی تو میرے دادا قیصر روم نے اپنے بھائی کی اولاد میں ایک لڑکے کو میرے لیے منتخب کیا اور شادی کے انتظامات شروع کیا اور اس کے لیے انھوں نے نسل حوارین و قسیسین و رہبان میں سے تین سو آدمی ذی وجوہ و ذی وجاہت اشخاص میں سے سات سو اور امیرانِ لشکر، فوجوں کے سرداروں، نقیبوں اور قبائل کے سرداروں میں سے چار ہزار اشخاص کو اپنے قصر میں مدعو کیا اور ایک قیمتی تخت جس میں انواع و اقسام کے جواہرات جڑے ہوئے تھے محل سے منگوا کر ایک

بلند مچان پر سجایا جس میں چالیس سیڑھیاں تھیں۔ جب اس کے بھائی کا لڑکا اس مچان پر چڑھا تو ہر طرف صلیبیں لٹکی ہوئی تھیں۔ اساقف حضرات (پوپ پادری وغیرہ) قطار میں کھڑے تھے، انجیل کے بہت سے نسخے کھلے ہوئے تھے کہ اچانک صلیبیں ٹوٹ کر زمین پر آرہیں، مچان کے پائے ٹوٹ گئے اور تخت پر بیٹھنے والا تخت سے گر کر بے ہوش ہوگیا۔ اب کیا تھا، اساقف کے چہرے زرد ہوگئے، جسم لرزنے لگے۔ ان کے سردار نے میرے جد سے کہا: اے بادشاہ! آپ مجھے اس منحوس تقریب سے باز رکھیں۔ یہ دینِ مسیح اور آسمانی مذہب کے زوال کی نشانی ہے۔ میرے جد نے بھی اس سے فالِ بد لیا اور اساقف سے کہا: اس مچان کے پایوں کو دوبارہ کھڑا کرو اور پھر اسی طرح صلیبیں لٹکا دو اور اس بدکار و منحوس دولہا کے بھائی کو بلا لو تاکہ میں اس سے اپنی بیٹی کی شادی کردوں ممکن ہے کہ یہ نحوست دُور ہوجائے۔ مگر جب اس کو (دولہا بنا کر) تخت پر بٹھایا گیا تو اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر مجمع منتشر ہوگیا۔ میرے جد قیصر روم وہاں سے غمگین و ملول اُٹھ کر اپنے زنان خانے میں چلے گئے اور دروازوں پر پردے ڈال دیئے گئے۔ میں نے اسی شب ایک خواب دیکھا کہ حضرت مسیح و شمعون اور ان کے کچھ حواری میرے جد کے قصر میں جمع ہوئے اور آسمان جیسا بلند ایک نُوری منبر وہاں پر نصب کیا گیا جہاں میرے جد نے میری شادی کے لیے تخت نصب کیا تھا۔ اتنے میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور ان کے داماد اور ان کی اولاد میں سے چند حضرات تشریف لائے۔ حضرت مسیح نے پیش قدمی کی اور ان کا استقبال کیا اور دونوں گلے ملے۔ حضرت محمد مصطفیٰ نے ارشاد فرمایا: اے روح اللہ! میں آپؑ کے وصی شمعونؑ کی لڑکی ملیکہ کا پیغام اپنے اس لڑکے سے لے کر آیا ہوں۔ یہ فرما کر آنحضرتؐ نے حضرت ابومحمد امام حسن عسکری علیہ السلام کی جانب اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا جو اس صاحبِ خط کے فرزند ہیں۔ حضرت مسیح نے شمعونؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا: توتمھیں ایک شرف حاصل ہوا، تم اپنے خاندان کو آلِ محمدؐ کے خاندان سے نسبت دے لو۔

شمعونؑ نے کہا: مجھے منظور ہے۔

یہ سن کر حضرت محمد ﷺ اس نُوری منبر پر تشریف لے گئے اور انھوں نے میرا نکاح اپنے فرزند سے پڑھ دیا اور حضرت مسیح و اولادِ محمدؐ اور حوارین اس نکاح کے گواہ بن گئے۔

Scanned with CamScanner

جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی تو ڈری کہ اگر میں یہ خواب اپنے باپ اور جد سے بیان کرتی ہوں تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے لہٰذا اس کو چھپائے رہی کسی پر اس خواب کو ظاہر نہیں کیا مگر ابو محمدؑ کی محبت میرے دل و جان میں اس قدر رس بس گئی کہ میں نے کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ نتیجے میں ضعف و ناتوانی اتنی بڑھ گئی کہ میں شدید بیمار پڑ گئی۔ مدائن کے آس پاس کوئی ایسا طبیب نہ تھا کہ جسے میرے جد نے بلا کر علاج نہ کرایا ہو مگر جب مایوسی کے سوا کوئی مداوا میری بیماری کا نہ ہوسکا تو میرے جد نے مجھ سے کہا: اے میری خنکیٔ چشم! تیرے دل میں اگر کوئی خواہش ہو تو بتادے تاکہ میں دنیا میں ہی اس کا سامان کردوں۔

میں نے عرض کیا: دادا جان! میں اپنی صحت اور مرض سے نجات کا دوازہ ہر طرف سے بند پا رہی ہوں۔ کاش! آپ ان مسلمانوں کو رہائی دے دیتے جو آپ کے قیدخانوں میں مقید ہیں۔ ان کی بیڑیاں کاٹ دی جاتیں اور ان کی جان بخشی ہوجاتی تو مجھے اُمید ہے کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی مادرِ گرامی مجھے صحت عطا فرمادیں۔

جب میرے جد نے قیدیوں کو رہا کردیا تو میں اپنے جسم میں قدرے آثارِ صحت محسوس کرنے لگی اور کچھ آب و غذا کھانے پینے لگی۔ یہ دیکھ کر میرے جد کو بہت خوشی ہوئی اور اب تو وہ قیدیوں پر اور زیادہ کرم کرنے اور انھیں عزّت دینے لگے۔ چودہ دن کے بعد میں نے پھر خواب دیکھا، گویا سیّدۃ النساء العالمین فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا میرے پاس تشریف لائی ہیں اور ان کے ساتھ مریم بنت عمرانؑ اور جلو میں ایک ہزار جوانِ بہشتی ہیں۔

حضرت مریمؑ نے مجھ سے فرمایا: یہ تمھارے شوہر ابو محمدؑ کی مادرِ گرامی سیّدہ نساء ہیں۔

یہ سن کر میں ان سے لپٹ گئی اور زار و قطار رونے لگی اور شکایت کی کہ حضرت ابو محمدؑ سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔

بی بیؑ نے فرمایا: میرا فرزند ابو محمدؑ تمھاری ملاقات کو اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک تم مشرکہ ہو اور دین نصارٰی پر قائم ہو اور یہ میری بہن مریم بنت عمرانؑ ہیں۔ انھوں نے بھی تمھارے دین سے برأت کرلی ہے لہٰذا اگر تم اللہ، حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کی خوشنودی چاہتی ہو اور یہ چاہتی ہو کہ ابو محمدؑ تم سے ملیں تو کہو:

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ اَبِیْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ الله

جب میں نے یہ کلمہ پڑھا تو انھوں نے مجھے گلے لگالیا اور میرا جی خوش ہوگیا۔

آپؑ نے فرمایا: اب توقع رکھو تمھیں ابو محمدؑ کی زیارت ہوگی اور میں انھیں بھیجوں گی۔

اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوئی اور مجھے خوشی ہوئی کہ اب میں حضرت ابو محمدؑ سے ملوں گی۔ دوسرے دن مَیں نے حضرت ابو محمدؑ کو خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے عرض کیا: آپؑ نے مجھ کو اپنی محبت میں مبتلا کیا ہے اور آپؑ مجھ سے ملتے بھی نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تم سے نہ ملنے کا سبب یہ تھا کہ تم مشرکہ تھیں اب اسلام قبول کیا ہے، لہٰذا تم سے ہر شب (خواب میں) ملتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ ہمیں اور تمھیں ظاہر میں بھی ملا دے گا۔ پھر آج تک خواب میں ان کی ملاقات مجھ سے نہیں چھوٹی۔

بشر نے دریافت کیا مگر تم قیدیوں میں کیسے آگئیں؟

انھوں نے جواب دیا: ایک شب خواب میں حضرت ابو محمدؑ نے مجھے بتایا کہ تمھارے جد فلاں فلاں دن مسلمانوں سے جنگ کے لیے لشکر روانہ کریں گے پھر اس لشکر کے عقب میں خود بھی روانہ ہوجائیں گے۔ تم چند کنیزوں کے ساتھ بھیس بدل کر فلاں راستے سے ان کے ہمراہ ہوجانا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں کے نگران دستے نے مجھے دیکھ لیا۔ پھر جو کچھ ہوا وہ تمھارے مشاہدے میں ہے۔ یہ تمھاری اطلاع کے لیے میں نے بتا دیا ہے ورنہ کسی اور کو نہیں معلوم کہ شاہِ روم کی دُختر اس حال کو پہنچی ہے۔ پھر مالِ غنیمت کی تقسیم میں جس شیخ کے حصّے میں آئی اس نے مجھ سے پوچھا: تمھارا نام کیا ہے؟ تو میں نے خود کو چھپانے کے لیے اپنا نام نرجس بتایا۔

اس نے کہا: یہ کنیزوں کے نام ہیں۔

بشر کا بیان ہے کہ میں نے کہا: تعجب ہے کہ تم رومی عورت مگر تمھاری زبان عربی ہے؟

اس نے کہا: ہاں، میرے جد کی بے حد تمنا تھی کہ میں دیگر زبانیں بھی سیکھوں اس لیے انھوں نے ایک ترجمان عورت کو مقرر کیا جو صبح و شام آتی اور مجھے عربی بولنا سکھاتی۔ اس طرح میری زبان عربی رواں دواں اور مستحکم ہوگئی۔

Scanned with CamScanner

بشر کہتا ہے کہ جب میں اس کنیز کو لے کر سرمن رائے آیا اور اسے امام ابوالحسن (علی نقیؑ) کی خدمت میں پیش کیا تو آپؑ نے اس سے پوچھا: بتاؤ تمھیں اللہ نے اسلام کی عزت، نصرانیت کی ذلت اور محمدؐ اور اُنؐ کے اہلِ بیت علیہم السلام کا شرف کس طرح بخشا؟

اس نے کہا: فرزندِ رسولؐ! اب میں کیا عرض کروں آپؑ کو تو اس کا علم مجھ سے زیادہ ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تم دو باتوں میں سے ایک پسند کرلو۔ آیا تم دس ہزار دینار پسند کروں گی یا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرف پسند کروگی؟

اس نے عرض کیا: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرف۔

آپؑ نے فرمایا: اچھا تو پھر تمھیں ایک بیٹا مبارک ہو جو شرق سے غرب تک ساری دنیا کا مالک ہوگا اور زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جَور سے بھری ہوگی۔

اس نے پوچھا: وہ بیٹا کس سے ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: فلاں سال فلاں مہینہ اور فلاں تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمھارے لیے کس کا پیغام دیا تھا اور حضرت مسیحؑ اور ان کے وصی نے کس سے تمھارا نکاح قبول کیا تھا؟

اس نے عرض کیا: آپؑ کے فرزند حضرت ابومحمدؑ سے۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تم ان کو پہچانتی ہو؟

اس نے عرض کیا: جس شب کو مَیں حضرت سیّدہ نساءؑ کے ہاتھوں اسلام لائی تھی اس شب سے آج تک کوئی شب ایسی نہیں گزری جس میں ان کو مَیں نے خواب میں نہ دیکھا ہو۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد امام علیہ السلام نے کافور کو حکم دیا کہ جاؤ میری بہن حکیمہ کو بلالاؤ۔

جب وہ آئیں تو فرمایا: اے میری بہن! دیکھیے یہ وہی ہے۔

انھوں نے بڑھ کر بڑی دیر تک اس کو گلے لگائے رکھا اور بہت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد آپؑ نے بہن سے فرمایا: بنتِ رسولؐ! اس کو اپنے گھر لے جایئے اور فرائض وسنن سکھایئے۔

یہی ابومحمدؑ کی زوجہ اور امام قائمؑ کی والدہ ہے۔[1]

(179) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى ٱلتَّلَّعُكْبَرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كُنْتُ فِي دِهْلِيزِ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ رَحِمَهُ اللهُ عَلَى دَكَّةٍ إِذْ مَرَّ بِنَا شَيْخٌ كَبِيرٌ عَلَيْهِ دُرَّاعَةٌ فَسَلَّمَ عَلَى أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَ مَضَى. فَقَالَ لِي أَ تَدْرِي مَنْ هُوَ هٰذَا فَقُلْتُ لَا. فَقَالَ هٰذَا شَاكِرِيٌّ لِسَيِّدِنَا أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَ فَتَشْتَهِي أَنْ تَسْمَعَ مِنْ أَحَادِيثِهِ عَنْهُ شَيْئًا قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لِي مَعَكَ شَيْءٌ تُعْطِيهِ فَقُلْتُ لَهُ مَعِي دِرْهَمَانِ صَحِيحَانِ فَقَالَ هُمَا يَكْفِيَانِهِ. فَمَضَيْتُ خَلْفَهُ فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ أَبُو عَلِيٍّ يَقُولُ لَكَ تَنْشَطُ لِلْمَصِيرِ إِلَيْنَا فَقَالَ نَعَمْ فَجِئْنَا إِلَى أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ فَجَلَسَ إِلَيْهِ فَغَمَزَنِي أَبُو عَلِيٍّ أَنْ أُسَلِّمَ إِلَيْهِ ٱلدِّرْهَمَيْنِ فَسَلَّمْتُهُمَا إِلَيْهِ فَقَالَ لِي مَا يَحْتَاجُ إِلَى هٰذَا ثُمَّ أَخَذَهُمَا فَقَالَ لَهُ أَبُو عَلِيِّ بْنُ هَمَّامٍ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدٌ حَدِّثْنَا عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا رَأَيْتَ. فَقَالَ كَانَ أُسْتَاذِي صَالِحاً مِنْ بَيْنِ ٱلْعَلَوِيِّينَ لَمْ أَرَ قَطُّ مِثْلَهُ وَ كَانَ يَرْكَبُ بِسَرْجٍ صُفَّتُهُ بُزْيُونٌ مِسْكِيٌّ وَ أَزْرَقُ قَالَ وَ كَانَ يَرْكَبُ إِلَى دَارِ ٱلْخِلَافَةِ بِسُرَّ مَنْ رَأَى فِي كُلِّ إِثْنَيْنِ وَ خَمِيسٍ قَالَ وَ كَانَ يَوْمَ ٱلنَّوْبَةِ يَحْضُرُ مِنَ ٱلنَّاسِ شَيْءٌ عَظِيمٌ - وَ يَغَصُّ ٱلشَّارِعُ بِٱلدَّوَابِّ وَ ٱلْبِغَالِ وَ ٱلْحَمِيرِ وَ ٱلضَّجَّةِ فَلَا يَكُونُ لِأَحَدٍ مَوْضِعٌ يَمْشِي وَ لَا يَدْخُلُ بَيْنَهُمْ. قَالَ فَإِذَا جَاءَ أُسْتَاذِي سَكَنَتِ ٱلضَّجَّةُ وَ هَدَأَ صَهِيلُ ٱلْخَيْلِ وَ نُهَاقُ ٱلْحَمِيرِ قَالَ وَ تَفَرَّقَتِ ٱلْبَهَائِمُ حَتَّى يَصِيرَ ٱلطَّرِيقُ وَاسِعاً لَا يَحْتَاجُ (أَنْ يَتَوَقَّى مِنَ ٱلدَّوَابِّ تَحُفُّهُ لِيَزْحَمَهَا) ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَجْلِسُ فِي

[1] بحارالانوار: جلد۵۱،ص۶، ح۱۲؛ اثبات الهداة: جلد۳،ص ۳۶۳، ح ۱۷؛ کمال الدین: ص ۴۱۸، ح۱؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص۵۱؛ حلیۃ الابرار: جلد۲،ص ۵۱۵؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۶۲؛ روضۃ الواعظین: ص۲۵۲؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد۴،ص ۴۴۰ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

مَرْتَبَتِهِ الَّتِي جُعِلَتْ لَهُ فَإِذَا أَرَادَ الْخُرُوجَ وَ صَاحَ الْبَوَّابُونَ هَاتُوا دَابَّةَ أَبِي مُحَمَّدٍ سَكَنَ صِيَاحُ النَّاسِ وَ صَهِيلُ الْخَيْلِ فَتَفَرَّقَتِ الدَّوَابُّ حَتَّى يَرْكَبَ وَ يَمْضِيَ. وَ قَالَ الشَّاكِرِيُّ وَ اسْتَدْعَاهُ يَوْماً الْخَلِيفَةُ وَ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ وَ خَافَ أَنْ يَكُونَ قَدْ سَعَى بِهِ إِلَيْهِ بَعْضُ مَنْ يَحْسُدُهُ عَلَى مَرْتَبَتِهِ مِنَ الْعَلَوِيِّينَ وَ الْهَاشِمِيِّينَ فَرَكِبَ وَ مَضَى إِلَيْهِ فَلَمَّا حَصَلَ فِي الدَّارِ قِيلَ لَهُ إِنَّ الْخَلِيفَةَ قَدْ قَامَ وَ لٰكِنِ اجْلِسْ فِي مَرْتَبَتِكَ أَوِ انْصَرِفْ قَالَ فَانْصَرَفَ وَ جَاءَ إِلَى سُوقِ الدَّوَابِّ وَ فِيهَا مِنَ الضَّجَّةِ وَ الْمُصَادَمَةِ وَ اخْتِلَافِ النَّاسِ شَيْءٌ كَثِيرٌ. فَلَمَّا دَخَلَ إِلَيْهَا سَكَنَ النَّاسُ وَ هَدَأَتِ الدَّوَابُّ قَالَ وَ جَلَسَ إِلَى نَخَّاسٍ كَانَ يَشْتَرِي لَهُ الدَّوَابَّ قَالَ فَجِيءَ لَهُ بِفَرَسٍ كَبُوسٍ لَا يَقْدِرُ أَحَدٌ أَنْ يَدْنُوَ مِنْهُ قَالَ فَبَاعُوهُ إِيَّاهُ بِوَكْسٍ فَقَالَ [لِي] يَا مُحَمَّدُ قُمْ فَاطْرَحِ السَّرْجَ عَلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ إِنَّهُ لَا يَقُولُ لِي مَا يُؤْذِينِي فَحَلَلْتُ الْحِزَامَ وَ طَرَحْتُ السَّرْجَ [عَلَيْهِ] فَهَدَأَ وَ لَمْ يَتَحَرَّكْ وَ جِئْتُ بِهِ لِأَمْضِيَ بِهِ فَجَاءَ النَّخَّاسُ فَقَالَ لِي لَيْسَ يُبَاعُ فَقَالَ لِي سَلِّمْهُ إِلَيْهِمْ قَالَ فَجَاءَ النَّخَّاسُ لِيَأْخُذَهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الْتِفَاتَةً ذَهَبَ مِنْهُ مُنْهَزِماً. قَالَ وَ رَكِبَ وَ مَضَيْنَا فَلَحِقَنَا النَّخَّاسُ فَقَالَ صَاحِبُهُ يَقُولُ أَشْفَقْتُ أَنْ يُرَدَّ فَإِنْ كَانَ [قَدْ] عَلِمَ مَا فِيهِ مِنَ الْكَبْسِ فَلْيَشْتَرِهِ فَقَالَ لِي أُسْتَاذِي قَدْ عَلِمْتُ فَقَالَ قَدْ بِعْتُكَ فَقَالَ [لِي] خُذْهُ فَأَخَذْتُهُ [قَالَ] فَجِئْتُ بِهِ إِلَى الْإِصْطَبْلِ فَمَا تَحَرَّكَ وَ لَا آذَانِي بِبَرَكَةِ أُسْتَاذِي. فَلَمَّا نَزَلَ جَاءَ إِلَيْهِ وَ أَخَذَ أُذُنَهُ الْيُمْنَى فَرَقَاهُ ثُمَّ أَخَذَ أُذُنَهُ الْيُسْرَى فَرَقَاهُ فَوَ اللّٰهِ لَقَدْ كُنْتُ أَطْرَحُ الشَّعِيرَ لَهُ فَأُفَرِّقُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَتَحَرَّكُ هٰذَا بِبَرَكَةِ أُسْتَاذِي. قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ قَالَ أَبُو عَلِيِّ بْنُ هَمَّامٍ هٰذَا الْفَرَسُ يُقَالُ لَهُ الصَّئُولُ قَالَ يَرْجُمُ بِصَاحِبِهِ حَتَّى يَرْجُمَ بِهِ الْحِيطَانَ وَ يَقُومُ عَلَى رِجْلَيْهِ وَ يَلْطِمُ

صَاحِبَهُ. قَالَ مُحَمَّدٌ الشَّاكِرِيُّ كَانَ أُسْتَاذِي أَصْلَحَ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ الْعَلَوِيِّينَ وَ الْهَاشِمِيِّينَ مَا كَانَ يَشْرَبُ هٰذَا النَّبِيذَ كَانَ يَجْلِسُ فِي الْمِحْرَابِ وَ يَسْجُدُ فَأَنَامُ وَ أَنْتَبِهُ وَ أَنَامُ وَ هُوَ سَاجِدٌ وَ كَانَ قَلِيلَ الْأَكْلِ كَانَ يَحْضُرُهُ التِّينُ وَ الْعِنَبُ وَ الْخَوْخُ وَ مَا شَاكَلَهُ فَيَأْكُلُ مِنْهُ الْوَاحِدَةَ وَ الثِّنْتَيْنِ وَ يَقُولُ شُلْ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ إِلَى صِبْيَانِكَ فَأَقُولُ هٰذَا كُلَّهُ فَيَقُولُ خُذْهُ مَا رَأَيْتُ قَطُّ أَسْدَى مِنْهُ.

ابومحمد ہارون بن موسیٰ تلعکبری سے روایت ہے کہ میں ایک دن ابوعلی محمد بن ہمام کی دہلیز میں چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ادھر سے ایک بزرگ شخص کا گزر ہوا جو اُونی کوٹ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے ابوعلی کو سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب دیا اور وہ شخص چلا گیا۔

ابوعلی نے کہا: تمھیں معلوم ہے یہ کون تھا؟

میں نے کہا: نہیں۔

انھوں نے کہا: تمھارے پاس اس کو دینے کے لیے کچھ ہے؟

میں نے کہا: ہاں، دو درہم صحیح رہیں گے؟

انھوں نے کہا: اس کے لیے یہ کافی ہے۔

الغرض میں اس کے پیچھے گیا اور اس سے جا کر کہا: تم کو ابوعلی بن ہمام بلاتے ہیں۔ کیا تم ان کے پاس جانا پسند کرو گے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

پھر ہم دونوں ابوعلی بن ہمام کے پاس آئے۔ وہ ان کے پاس بیٹھ گیا۔

ابوعلی نے مجھے اشارہ کیا کہ اسے دو درہم دے دو۔

میں درہم دینے لگا تو اس نے کہا: اس کی کیا ضرورت ہے؟

میں نے اصرار کیا اور وہ دو درہم اس کو دے دیئے۔

پھر ابوعلی بن ہمام نے اس سے کہا: اے عبداللہ محمد! امام ابومحمدؑ (امام حسن عسکریؑ) کے متعلق جو کچھ تم نے دیکھا ہے اسے بیان کرو۔

Scanned with CamScanner

اس نے کہا: میرے سردار (مالک) علویوں میں سب سے زیادہ مردِ صالح تھے۔ میں نے تو ان جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا، وہ مشکی اور نیلگوں زین پر سوار ہوتے اور ہر پیر (سوموار) اور جمعرات کو سرمن رائے میں دارالخلافہ کو جایا کرتے۔ چنانچہ جب آپؑ اپنے معینہ دن میں تشریف لے جاتے تو وہاں لوگوں کا عظیم اژدہام ہوجاتا، سارے راستے سواریوں سے بھرے ہوئے ہر طرف خچر ہی خچر اور گدھے ہی گدھے نظر آتے۔ اتنی بھی جگہ نہ ہوتی کہ آدمی پیدل ہی اس کے اندر سے گزر جائے۔

اس کا بیان ہے: مگر جب میرے آقا و مولاؑ وہاں پہنچتے تو کیا آدمی اور کیا جانور، سب خاموش ہوجاتے، نہ خچروں کی ہنہناہٹ ہوتی، نہ گدھوں کی آواز، آپؑ کو دیکھ کر سارے جانور اِدھر اُدھر ہٹ جاتے، درمیان میں وسیع راستہ خالی ہوجاتا اور آپؑ بغیر کسی مزاحمت کے اندر داخل ہوجاتے اور اپنی مخصوص جگہ پر تشریف فرما ہوجاتے اور جب دربار سے برآمد ہوتے تو خلیفہ دربان کو حکم دیتا کہ حضرت ابومحمدؑ کی سواری لاؤ۔

یہ آواز سن کر لوگوں کا شوروغل، گھوڑوں کی ہنہناہٹ وغیرہ سب ختم ہوجاتی، سارے سواریوں کے جانور اِدھر اُدھر ہٹ جاتے یہاں تک کہ آپؑ انتہائی سکون و وقار کے ساتھ سوار ہوکر وہاں سے تشریف لے جاتے۔

اس ملازم کا بیان ہے کہ ایک دن خلیفہ نے معینہ دنوں کے علاوہ آپؑ کو بلالیا۔ یہ چیز آپؑ پر بہت شاق گزری۔ خوف تھا کہ علویوں اور ہاشمیوں میں سے جو لوگ آپؑ کے رُتبے اور منزلت کو دیکھ کر آپؑ سے حسد کرتے تھے انھوں نے خلیفہ سے آپؑ کی چغلی کی ہو۔ آپؑ جب سوار ہوکر وہاں تشریف لے جاتے اور دارالخلافہ پہنچے تو کہا گیا کہ خلیفہ تو دربار سے اُٹھ چکا ہے۔ اب آپؑ چاہیں تو یہاں تشریف رکھیں اور چاہیں تو تشریف لے جائیں۔

اس ملازم کا بیان ہے کہ آپؑ وہاں سے پلٹے اور جانوروں کے بازار میں آئے۔ وہاں بڑا شوروغل تھا۔ بڑی بھیڑ بھاڑ اور لوگوں کا اژدہام تھا مگر جب آپؑ بازار میں پہنچے تو ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ نہ کسی انسان کی آواز بلند ہوئی نہ جانوروں کی۔ الغرض آپؑ جا کر اس بیوپاری کے پاس بیٹھ گئے جو آپؑ کے لیے جانور وغیرہ خریدا کرتا تھا۔ اس نے آپؑ کے سامنے ایک

خطرناک و شریر گھوڑا پیش کیا جس کے پاس جانے کی کوئی ہمت نہ کرتا تھا۔ بیوپاریوں نے اسے آپؑ کے ہاتھ اصل قیمت سے بھی کم یعنی گھاٹے پر فروخت کر دیا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے محمد! اُٹھو اور اس پر زین کس دو۔

میں نے دل میں کہا کہ انھوں نے مجھے کبھی کوئی ایسا کام کرنے کا حکم نہیں دیا جو میرے لیے باعثِ اذیت ہوا ہو۔ اس لیے میں نے آگے بڑھ کر اس کا تنگ کھولا اور اس کی پشت پر زین رکھ دی، وہ بالکل چپ چاپ کھڑا رہا، اس نے کوئی حرکت نہ کی۔ میں اسے لے کر آپؑ کے پاس آیا تاکہ اسے لے کر چلا جائے کہ اتنے میں وہ بیوپاری دوڑتا ہوا آیا اور بولا: میں یہ گھوڑا نہیں بیچنا چاہتا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: پھر یہ ان لوگوں کو واپس کر دو۔

بیوپاری اسے لینے کے لیے آگے بڑھا تو گھوڑے نے اُس کی طرف ایسا رُخ کیا کہ وہ دوڑ کے مارے بھاگا۔

ملازم کا بیان ہے کہ وہ گھوڑا ہم نے چھوڑا۔ آپؑ اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہم وہاں سے چلے تو وہ بیوپاری پھر دوڑتا ہوا آیا اور بولا: اس گھوڑے کا مالک کہتا ہے کہ ڈر ہے کہ کہیں آپؑ سے خرید کر لے جائیں اور پھر اسے واپس نہ کر دیں۔ اگر آپؑ کو علم ہے کہ یہ گھوڑے کس قدر بدشرست و شریر ہے اور اس کے بعد بھی اگر آپؑ اس کو خریدنا چاہتے ہیں تو خرید لیجیے۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے علم ہے۔

بیوپاری نے کہا: تو پھر میں نے فروخت کیا۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اس سے گھوڑا لے لو۔

میں اسے لے کر اصطبل آیا، نہ اس نے کوئی حرکت کی اور نہ مجھے ستایا۔ یہ سب میرے آقا کی برکت تھی۔

ابوعلی بن ہمام کا بیان ہے کہ یہ گھوڑا لوگوں میں خونخوار مشہور تھا۔ وہ دو پاؤں پر کھڑا ہوجاتا، اپنے مالک کو لات کر پھینک دیتا تھا۔

Scanned with CamScanner

اس ملازم کا بیان ہے کہ میرے آقا تمام علویین اور ہاشمین میں سب سے زیادہ مردِ صالح تھے، انھوں نے کبھی نبیذ کو منہ نہ لگایا، آپؑ محرابِ عبادت میں بیٹھتے، سجدے میں جاتے اور سجدے ہی میں سو جاتے، پھر بیدار ہوتے، پھر سو جاتے، غذا کم تناول فرماتے، آپؑ کے لیے انجیر اور انگور وغیرہ لائے جاتے تو اس میں سے ایک یا دو دو دانے کھا لیتے اور فرماتے: اے محمد! اسے لے جاؤ، اپنے بچوں کو دے دینا۔

میں پوچھتا: کیا سب اُٹھا لے جاؤں؟

آپؑ فرماتے: ہاں سب لے جاؤ۔

الغرض میں نے ان سے بہتر کوئی آدمی نہیں پایا۔ ①

قولِ مؤلف: یہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت پر یہ چند دلائل تھے اور اگر ہم سب کا تذکرہ کرتے تو یہ کتاب طویل ہو جاتی اور امامت کے علاوہ آپؑ کی اہمیت اپنے وقت کا سب سے عمدہ اور مہربان شخص ہونا تھا۔

(180) أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنِ ٱلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيِّ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلْإِيَادِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ ٱلْعَمْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا طَاهِرِ بْنَ بُلْبُلٍ حَجَّ فَنَظَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْهَمَانِيِّ وَ هُوَ يُنْفِقُ ٱلنَّفَقَاتِ ٱلْعَظِيمَةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ كَتَبَ بِذٰلِكَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَقَّعَ فِي رُقْعَتِهِ قَدْ كُنَّا أَمَرْنَا لَهُ بِمِائَةِ أَلْفِ دِينَارٍ ثُمَّ أَمَرْنَا لَهُ بِمِثْلِهَا فَأَبَى قَبُولَهَا إِبْقَاءً عَلَيْنَا مَا لِلنَّاسِ وَ ٱلدُّخُولِ فِي أَمْرِنَا فِيمَا لَمْ نُدْخِلْهُمْ فِيهِ.

ابوجعفر عمری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابوطاہر بن بلال حج پر گیا تو اس نے دیکھا کہ علی بن جعفر ہمانی عظیم داد و دہش (بہت زیادہ پیسے خرچ) کر رہے ہیں۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے امام ابومحمد (حسن عسکریؑ) کو خط لکھا تو آپؑ نے جواب میں ایک رقعہ تحریر فرمایا کہ میں

① بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۵۱، ح ۶؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۰۰، دلائل الامامۃ: ص ۲۲۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۳، ح ۵۱

نے اس کو ایک لاکھ دینار کا حکم دیا تھا۔ پھر اس کے بعد بھی اسی طرح کا حکم دیا تھا لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کچھ آپؑ کے پاس بھی رہنا چاہیے مگر جب ہم کسی کو اپنے معاملے میں دخل دینے کی دعوت نہیں دیتے تو لوگوں کو ہمارے معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے؟ ①

عسکریہ فرقہ کے عقائد کا رد

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ امام حسن بن علی عسکری علیہ السلام کا انتقال نہیں ہوا اور وہ زندہ ہیں اور باقی ہیں اور وہی امام مہدیؑ ہیں تو ان کا بھی یہ قول باطل ہے کیونکہ ان کی موت کو بھی ہم جان چکے ہیں اور اسی طرح ہم ان کی شہادت کے بارے میں بھی جان چکے ہیں اور اس معاملے میں بھی وہی دلیل قابلِ عمل ہے (جو پہلے مذکور ہوئی)۔ اس کے علاوہ جن کا یہ عقیدہ تھا وہ اب معدوم ہو چکے ہیں اگر وہ سچے ہوتے تو وہ غائب نہ ہوتے۔ مندرجہ ذیل روایتی اطلاعات سے بھی امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ثابت ہوتی ہے۔

(181) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ٱلْأَشْعَرِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ خَاقَانَ وَ هُوَ عَامِلُ ٱلسُّلْطَانِ بِقُمَّ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ اِخْتَصَرْنَاهُ قَالَ: لَمَّا اعْتَلَّ أَبُو مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَ إِلَى أَبِي أَنَّ ابْنَ ٱلرِّضَا قَدِ اعْتَلَّ فَرَكِبَ مُبَادِراً إِلَى دَارِ ٱلْخِلَافَةِ ثُمَّ رَجَعَ مُسْتَعْجِلاً وَ مَعَهُ خَمْسَةٌ مِنْ خَدَمِ أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ مِنْ ثِقَاتِهِ وَ خَاصَّتِهِ مِنْهُمْ نِحْرِيرٌ فَأَمَرَهُمْ بِلُزُومِ دَارِ أَبِي مُحَمَّدٍ وَ تَعَرُّفِ خَبَرِهِ وَ حَالِهِ وَ بَعَثَ إِلَى نَفَرٍ مِنَ ٱلْمُتَطَبِّبِينَ فَأَمَرَهُمْ بِالْاِخْتِلَافِ إِلَيْهِ وَ تَعَهُّدِهِ صَبَاحاً وَ مَسَاءً. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ يَوْمَيْنِ أَخْبَرَ أَنَّهُ قَدْ ضَعُفَ فَرَكِبَ حَتَّى نَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ أَمَرَ ٱلْمُتَطَبِّبِينَ بِلُزُومِهِ وَ بَعَثَ إِلَى قَاضِي ٱلْقُضَاةِ فَأَحْضَرَهُ مَجْلِسَهُ وَ أَمَرَهُ أَنْ يَخْتَارَ مِنْ أَصْحَابِهِ عَشَرَةً فَبَعَثَ بِهِمْ إِلَى دَارِ أَبِي مُحَمَّدٍ وَ أَمَرَهُمْ بِلُزُومِهِ لَيْلاً وَ نَهَاراً. فَلَمْ يَزَالُوا

① بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۳۰۶، ح ۱

هُنَاكَ حَتَّى تُوُفِّيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَيَّامٍ مَضَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةَ سِتِّينَ وَ مِائَتَيْنِ فَصَارَتْ سُرَّ مَنْ رَأَى ضَجَّةً وَاحِدَةً مَاتَ ابْنُ الرِّضَا. ثُمَّ أَخَذُوا فِي تَهْيِئَتِهِ وَ عُطِّلَتِ الْأَسْوَاقُ وَ رَكِبَ أَبِي وَ بَنُو هَاشِمٍ وَ سَائِرُ النَّاسِ إِلَى جَنَازَتِهِ وَ أَمَرَ السُّلْطَانُ أَبَا عِيسَى بْنَ الْمُتَوَكِّلِ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَلَمَّا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ دَنَا أَبُو عِيسَى فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ وَ عَرَضَهُ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ مِنَ الْعَلَوِيَّةِ وَ الْعَبَّاسِيَّةِ وَ الْقُوَّادِ وَ الْكُتَّابِ وَ الْقُضَاةِ وَ الْفُقَهَاءِ الْمُعَدَّلِينَ وَ قَالَ: هٰذَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرِّضَا مَاتَ حَتْفَ أَنْفِهِ عَلَى فِرَاشِهِ حَضَرَهُ مِنْ خَدَمِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ ثِقَاتِهِ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ وَ فُلَانٌ ثُمَّ غَطَّى وَجْهَهُ وَ صَلَّى عَلَيْهِ وَ كَبَّرَ عَلَيْهِ خَمْساً وَ أَمَرَ بِحَمْلِهِ فَحُمِلَ مِنْ وَسَطِ دَارِهِ وَ دُفِنَ فِي الْبَيْتِ الَّذِي دُفِنَ فِيهِ أَبُوهُ.

احمد بن عبیداللہ بن خاقان سے روایت ہے اور وہ قم کے سلطان کا عامل تھا اور یہ حدیث طویل ہے جسے ہم نے مختصر کیا ہے۔ چنانچہ اس نے کہا: جب امام ابومحمد حسن بن علیؑ بیمار ہوئے تو میرے والد کے پاس آدمی آیا کہ ابن رضا (امام حسن عسکری علیہ السلام) بیمار ہیں۔ میرے والد سوار ہو کر فوراً دارالخلافہ پہنچے اور وہاں سے بہت جلد واپس ہوئے۔ ان کے ساتھ امیرالمومنینؑ کے خاص اور باوثوق پانچ خدام تھے جن میں سے ایک، تحریر بھی تھا۔ آتے ہی میرے والد نے حکم دیا کہ یہ سب امام حسن عسکری علیہ السلام کے مکان پر رہیں گے اور ان کی دیکھ بھال کرتے رہیں۔ پھر چند اطباء کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ آکر صبح و شام انھیں دیکھتے رہے۔ دو دن گزر جانے کے بعد ایک شخص نے آکر خبر دی کہ آپؑ پر ضعف طاری ہے۔ بس وہ سوار ہو کر آپؑ کے گھر پہنچے۔ اطباء کو حکم دیا کہ وہ مسلسل یہاں رہیں گے۔ قاضی القضاء کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے بلا کر کہا کہ اپنے اصحاب میں سے دس افراد ایسے چُن کر لائے جن کی دین و امانت و زُہد و تقویٰ پر اسے کامل بھروسہ ہو۔ پھر ان دس آدمیوں کو بھی امام حسن عسکری علیہ السلام کے گھر بھیج دیا تا کہ وہ دن رات وہیں موجود رہیں۔ چنانچہ یہ تمام لوگ مسلسل وہیں رہے یہاں تک کہ ۲۶۰ ہجری میں

ماہِ ربیع الاوّل کے چند دن گزرنے کے بعد آپؑ نے وفات پائی۔ سارے سرمن رائے میں ایک کہرام مچ گیا کہ ہائے ابن رضاؑ نے انتقال فرمایا۔ پھر اس نے آپؑ کی رسومات کی تیاری کی اور اس نے سارے بازار بند کر دیے۔

میرے والد، بنی ہاشم کے لوگ اور باقی تمام لوگ آپؑ کے جنازے میں شریک ہوئے اور جب جنازہ نماز کے لیے لایا گیا تو ابوعیسیٰ قریب گیا، چہرے سے کفن ہٹایا اور تمام علویوں، عباسیوں، بنی ہاشم، سردارانِ لشکر، حکومت کے محررین، قاضیوں اور فقہاء کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ لو یہ حسن بن علی بن محمد بن رضاؑ ہیں، جو اپنی طبعی موت مرے ہیں اور وقتِ وفات امیرالمومنینؑ کے خدام میں سے فلاں فلاں ثقہ لوگوں میں سے، فلاں فلاں اطباء میں سے اور قاضیوں میں سے فلاں فلاں موجود تھے۔ پھر اس نے چہرے پر کفن ڈال دیا اور پانچ تکبیر نمازِ جنازہ پڑھی اور اس کے بعد اسے اُٹھانے کا حکم دیا۔ جنازہ گھر کے درمیانی حصّے سے اُٹھایا گیا اور جس گھر میں آپؑ کے والد (امام علی نقی علیہ السلام) دفن تھے وہاں دفن کیا گیا۔ [1]

امام حسن عسکری علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے اور مہدی موعود ہونے کے عقیدے کا رَد

رہا یہ عقیدہ، امام حسن بن علی علیہ السلام اپنی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے اور یہی امر کے قائم کرنے والے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ اس روایت کی بنیاد پر ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا نام قائمؑ ہے جو اپنی موت کے بعد قیام کریں گے۔ [2]

تو ان لوگوں کا قول باطل ہے جیسا کہ یہ ثابت ہے کہ ان کی شہادت ہو چکی ہے اور ان کا دوبارہ زندہ ہونا دلیل کا محتاج ہے اور اگر ان کے لیے یہ کہنا جائز ہے تو پھر واقفہ کا کہنا کہ موسیٰؑ بن جعفرؑ اپنی موت کے بعد زندہ ہوں گے، یہ بھی جائز ہوگا۔ مزید برآں نتیجہ یہ نکلا کہ امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے بعد یہ دور کسی امام سے خالی ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ زندگی میں

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۳۲۷، ح ۱؛ کمال الدین: ص ۴۳، اعلام الوریٰ: ص ۳۵۸؛ الارشاد: ص ۳۳۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۰۸؛ الکافی: جلد ۱، ص ۵۰۵؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۴۸۸

[2] دیکھیے: حدیث نمبر ۴۰۳ اور ۴۸۹

واپس آجائے اور یہ بات عقلی طور پر ہم نے غلط ثابت کردی ہے اور یہ بات ان روایات سے بھی باطل ثابت ہوتی ہے جن کو ہم روایت کررہے ہیں (جن میں ہے کہ زمین امامؑ کے بغیر ایک لحہ بھی سلامت نہیں رہ سکتی)۔

(182) مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَ تَبْقَى الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ فَقَالَ لَوْ بَقِيَتِ الْأَرْضُ بِغَيْرِ إِمَامٍ سَاعَةً لَسَاخَتْ.

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا زمین بغیر امام کے زندہ رہ سکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر زمین بغیر امام کے ایک لحہ بھی رہے تو بلاشبہ دھنس جائے گی۔ (۱)

(183) وَ قَوْلُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ لَا تُخْلِي الْأَرْضَ مِنْ حُجَّةٍ إِمَّا ظَاهِراً مَشْهُوراً أَوْ خَائِفاً مَغْمُوراً.

اور امیرالمومنین علی علیہ السلام کا قول ہے کہ "اے اللہ! تُو زمین کو کبھی حجت سے خالی نہ رکھ خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو"۔ (۲)

یہ قول بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔

قولِ مؤلف: اگر ہم اس خبر کی صحت کو تسلیم بھی کرلیں جس میں کہا گیا ہے کہ وہ اپنے مرنے کے بعد زندہ ہوگا تو اس کا مطلب یہ لیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے نام اور ذکر کے مرجانے

---

(۱) بحارالانوار: جلد ۲۳، ص ۲۴، ح ۳۰؛ علل الشرائع: ص ۱۹۸، ح ۱۶؛ کمال الدین: ص ۲۰۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۷۸، ح ۱۸؛ الکافی: جلد ۱، ص ۱۷۹، ح ۱۰؛ بصائر الدرجات: ص ۴۸۸، ح ۲؛ عوالم العلوم: ۱۲/۱/۷۰، ح ۹۷؛ عیون اخبارالرضاؑ: ۱/۲۷۲، ح ۱

(۲) الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۵، ح ۳؛ بحارالانوار: جلد ۲۳، ص ۲۰، ح ۱۷ اور جلد ۵۱ ص ۲۱۱؛ علل الشرائع: ص ۱۹۵، ح ۲؛ کمال الدین: ص ۲۸۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۸۶، ح ۴۹؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۳۲؛ نہج البلاغہ: حکمت ۱۴۷؛ حقائق الایمان: ص ۱۵۴

کے بعد زندہ ہوگا اور بعدازاں وہ چھپا ہوگا اور اسے کوئی نہیں پہچانے گا اور ایسی زبان میں ممکن ہے اور ہمارا یہ ثابت کرنا کہ ائمہؑ کی تعداد بارہ ہے، یہ بھی اس دعوے کو باطل کرتا ہے کیونکہ امام حسن بن علی عسکری علیہ السلام گیارہویں امام ہیں۔ ان کا قول اس لیے بھی باطل ہے کہ اس عقیدے کے لوگ مفقود ہوچکے ہیں اور تعریف سب اللہ کی ہے اور اگر وہ سچے ہوتے تو ختم نہ ہوچکے ہوتے۔

ان لوگوں کا رد جن کا عقیدہ ہے کہ امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد کوئی امام نہیں ہے

جو لوگ اس عقیدے کے قائل ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد زمانہ فترت ہوگا اور یہ زمانہ امام سے خالی ہوگا تو ان کا یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ زمانہ کبھی امام سے خالی نہیں رہ سکتا ہے اور اس پر عقلی اور شرعی دلائل موجود ہیں اور ان کا اس بات کو رسولوں کے درمیان زمانہ خالی ہونے سے تعلق جوڑنا بالکل باطل ہے کیونکہ وہ فترت زمانے کا نبی سے خالی ہونے سے عبارت ہے۔ جبکہ ہم جس زمانے میں موجود ہیں اس میں نبوت ہرحال میں واجب ہے، لہٰذا یہ زمانے کا امام سے خالی ہونے پر دلالت نہیں کرسکتی۔ علاوہ ازیں اس بات کے قائل بھی زمانے سے ختم ہوچکے ہیں اور تعریف سب اللہ کی ہے۔ چنانچہ اس دلیل سے بھی یہ قول باطل قرار پاتا ہے۔

جعفر بن علی (جعفر کذاب) کو امام ماننے والوں کا رَد

وہ لوگ جو اس عقیدے کے قائل ہیں کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد آپؑ کے بھائی جعفر بن علی امام ہیں تو ان کا قول بھی باطل ہے کیونکہ ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ امامؑ کے لیے عصمت لازم ہے اور خطاکار ہونا جائز نہیں ہے اور امام کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اُمت میں احکام کا اَعلم ہو، جبکہ اس کے برعکس جعفر معصوم نہ تھا اور جو کچھ اس کے افعال سے ظاہر ہوا وہ عصمت کے منافی بلکہ اکثر تو گناہ کے زمرے میں آتا ہے جس کا ذکر کرکے ہم طوالت نہیں کرنا چاہتے اور اگر بعد میں اس کی ضرورت پیش آئی تو اس میں سے ہم بعض کو ذکر کریں گے۔ رہی بات علم کی تو اس سے بھی وہ بالکل عاری تھا تو پھر کیسے اس کی امامت ثابت ہوسکتی ہے؟

Scanned with CamScanner

علاوہ ازیں اس عقیدے کے قائل بھی اب مفقود ہو چکے ہیں اور تعریف سب اللہ کے لیے ہے۔

ان لوگوں کا رَد جو عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام حسن عسکریؑ لاولد تھے

وہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ امام ابو محمد عسکری علیہ السلام کا کوئی فرزند پیدا نہیں ہوا تو ان کا قول بھی باطل ہے کیونکہ ہم نے یہ دلائل سے ثابت کیا ہے کہ امام بارہ ہیں اور اللہ نے امر کو انھی بارہ میں قرار دیا ہے۔

اس موضوع پر جو کچھ روایت کیا گیا ہے اس میں سے کچھ مزید ہم یہاں بیان کر رہے ہیں:

(184) مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَلْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى اَلْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ بَلَغْتَ مَا بَلَغْتَ وَلَيْسَ لَكَ وَلَدٌ فَقَالَ يَا عُقْبَةَ بْنَ جَعْفَرٍ إِنَّ صَاحِبَ هٰذَا اَلْأَمْرِ لَا يَمُوتُ حَتَّى يَرَى وَلَدَهُ مِنْ بَعْدِهِ.

عقبہ بن جعفر سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ گئے ہیں لیکن آپؑ کی کوئی اولاد نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے عقبہ بن جعفر! اس امر کا صاحب (یعنی امام) مرتا نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے بعد اپنے بیٹے (امام) کو دیکھ نہ لے۔ [1]

(185) عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْخَزَّازِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ عَنِ اَلْحَسَنِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ إِنَّ اَلْأَرْضَ لَنْ تَخْلُوَ إِلَّا وَفِيهَا عَالِمٌ مِنَّا فَإِنْ زَادَ اَلنَّاسُ قَالَ قَدْ زَادُوا وَإِنْ نَقَصُوا قَالَ قَدْ نَقَصُوا وَلَنْ يُخْرِجَ اللهُ ذٰلِكَ اَلْعَالِمَ حَتَّى يَرَى فِي وُلْدِهِ مَنْ يَعْلَمُ مِثْلَ عِلْمِهِ أَوْ مَا شَاءَ اللهُ.

[1] بحارالانوار: جلد ۲۵، ص ۲۵۰، ح ۳، اور جلد ۵۰، ص ۳۵، ح ۲۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۱۸۶، ح ۳۲؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۳۳۲، ۳۴؛ کفایۃ الاثر: ص ۲۷۴؛ کمال الدین: ص ۲۲۹، ح ۲۵

ابو حمزہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو حمزہ! زمین خالی نہیں رہتی مگر یہ کہ اس میں ہم میں سے ایک عالم موجود ہوتا ہے جو لوگوں کی زیادتیوں اور کمیوں کی نشاندہی کرتا ہے اور اللہ اس عالم کو زمین سے نہیں نکالتا جب تک کہ وہ اس کی اولاد میں سے اس کا مثل عالم نہ دیکھ لے یا جو اللہ چاہے۔ [1]

(186) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ اَلْكُلَيْنِيُّ رَفَعَهُ قَالَ قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: حِينَ وُلِدَ اَلْحُجَّةُ عَلَيْهِ السَّلَامُ زَعَمَ اَلظَّلَمَةُ أَنَّهُمْ يَقْتُلُونَنِي لِيَقْطَعُوا هٰذَا اَلنَّسْلَ فَكَيْفَ رَأَوْا قُدْرَةَ اللهِ وَ سَمَّاهُ اَلْمُؤَمَّلَ.

محمد بن یعقوب کلینی نے مرفوع روایت کیا ہے کہ امام ابو محمد عسکری علیہ السلام نے جس وقت امامِ زمانہ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو فرمایا: ظالموں کا گمان تھا کہ مجھے قتل کر کے اس نسل ہی کو قطع کر دیں لیکن انھوں نے اللہ کی قدرت کو بھی دیکھ لیا اور اسی وجہ سے آپؑ نے ان کا نام مؤمل رکھا۔ [2]

(187) وَ رَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ دَاوُدَ بْنِ اَلْقَاسِمِ اَلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَحْبُوساً مَعَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَبْسِ اَلْمُهْتَدِي بْنِ اَلْوَاثِقِ فَقَالَ لِي يَا أَبَا هَاشِمٍ إِنَّ هٰذَا اَلطَّاغِيَ أَرَادَ أَنْ يَعْبَثَ بِاللهِ فِي هٰذِهِ اَللَّيْلَةِ وَ قَدْ بَتَرَ اللهُ تَعَالَى عُمُرَهُ وَ قَدْ جَعَلَهُ اللهُ لِلْقَائِمِ مِنْ بَعْدِهِ وَلَمْ يَكُنْ لِي وَلَدٌ وَسَأُرْزَقُ وَلَداً. قَالَ أَبُو هَاشِمٍ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا وَ طَلَعَتِ اَلشَّمْسُ شَغَبَ اَلْأَتْرَاكُ عَلَى اَلْمُهْتَدِي فَقَتَلُوهُ وَ وُلِّيَ اَلْمُعْتَمِدُ مَكَانَهُ وَسَلَّمَنَا اللهُ.

ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۷۳ میں گزر چکا ہے۔ [3]

[1] بحارالانوار: جلد ۲۵، ص ۲۵۰، ح ۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۱۲۳، ح ۱۹۵

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۰، ح ۵؛ مہج الدعوات: ص ۲۷۶؛ تاریخ الائمۃ: ص ۲۲۔ لیکن کافی میں یہ حدیث ہمیں نہیں مل سکی ہے۔ (واللہ اعلم!)

[3] حوالہ جات کے لیے حدیث نمبر ۱۷۳ کی طرف رجوع کریں۔

Scanned with CamScanner

ان لوگوں کا رد جن کا عقیدہ ہے کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ امام حسن عسکریؑ کا کوئی بیٹا پیدا ہوا یا نہیں؟

وہ لوگ جو گمان کرتے ہیں کہ یہ امر ان پر مشتبہ ہے اور وہ نہیں جانتے کہ امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کا کوئی بیٹا پیدا ہوا یا نہیں، لہٰذا وہ پہلے سے متمسک ہیں تاکہ آخر صحیح ہوجائے۔ چنانچہ ان کا قول بھی باطل ہے کیونکہ ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ امام ابن حسن علیہ السلام کی امامت صحیح ہے اور ہم نے واضح کیا ہے کہ امامؑ بارہ ہیں تو گیارہ پر توقف کرنا بالکل جائز نہیں ہے بلکہ امامِ زمانہؑ کی امامت پر یقین کرنا واجب ہے۔ علاوہ ازیں ہم دلائل سے یہ ثابت کر آئے ہیں کہ امامؑ اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک کہ اپنا کوئی فرزند و جانشین نہ دیکھ لے اور اس سے اس کی تاکید ہوتی ہے جو روایت کیا گیا ہے۔

(188) مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ رَشِيدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْخَزَّازِ قَالَ: دَخَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ إِمَامٌ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ لَهُ إِنِّي سَمِعْتُ جَدَّكَ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ لَا يَكُونُ الْإِمَامُ إِلَّا وَلَهُ عَقِبٌ فَقَالَ أَنَسِيتَ يَا شَيْخُ أَوْ تَنَاسَيْتَ لَيْسَ هٰكَذَا قَالَ جَعْفَرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّمَا قَالَ جَعْفَرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يَكُونُ الْإِمَامُ إِلَّا وَلَهُ عَقِبٌ إِلَّا الْإِمَامُ الَّذِي يَخْرُجُ عَلَيْهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّهُ لَا عَقِبَ لَهُ فَقَالَ لَهُ صَدَقْتَ جُعِلْتُ فِدَاكَ هٰكَذَا سَمِعْتُ جَدَّكَ يَقُولُ.

حسن بن علی خزاز سے روایت ہے کہ علی بن ابی حمزہ امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ سے عرض کیا: کیا آپؑ امام ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے آپؑ سے کہا: میں نے آپؑ کے جد امام جعفر بن محمدؑ سے سنا، آپؑ فرمارہے تھے کہ امام صرف وہی ہوتا ہے جس کا اس کے پیچھے وارث و جانشین موجود ہو۔

آپؑ نے فرمایا: اے شیخ! تم بھول گئے ہو یا بھلا دیئے گئے ہو؟ امام علیہ السلام نے ایسا نہیں (بلکہ اس کے برعکس) فرمایا ہے: چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی امام نہیں بن سکتا (صحیح یا غلط) مگر اس کا جانشین ہونا چاہیے سوائے اس (باطل) امام کے جس کے خلاف امام حسین ابن علی علیہما السلام نے قیام کیا جس کا کوئی جانشین نہ تھا۔

اس نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں، آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔ میں نے آپؑ کے جد کو ایسا ہی فرماتے سنا۔①

قولِ مؤلف: مزید برآں ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ زمانہ امام سے خالی نہیں رہ سکتا اور عقلاً اور شرعاً ثابت ہے لہٰذا اس سے بھی ان کا قول باطل ہوجاتا ہے۔

(189) رُوِيَ: تَمَسَّكُوا بِالْأَوَّلِ حَتَّى يَصِحَّ لَكُمُ الْآخِرُ.

اور ان کا اس روایت سے تمسک کرنا جس میں روایت ہے کہ "تم اپنے پہلے سے تمسک کرو حتیٰ کہ آخر تمھارے لیے اصلاح کردے"۔②

قولِ مؤلف: تو یہ خبرِ واحد ہے نیز اس کی تاویل وہ قریب ہے جو سعد بن عبداللہ نے کی ہے کہ پہلے کے ساتھ متمسک رہو یہاں تک کہ دوسرا تم پر ظاہر ہوجائے۔ یہ دلیل خلف کو قبول کرنے پر ثبوت ہے کیونکہ اس کی ضرورت ہوتی ہے کہ پہلے سے تمسک کرے اور اگلے کی خبر تلاش نہ کرے جبکہ وہ تقیہ میں غائب مستور ہو، حتیٰ کہ اللہ اسے ظہور کی اجازت دے دے اور وہ وہی ہوگا جس کا امر ظاہر ہوگا اور جس کا نفس مشہور ہوگا۔ اس کے علاوہ اس عقیدے کے قائل اب مفقود ہوچکے ہیں جو اس کے باطل ہونے کی دلیل ہے اور تعریف سب اللہ کے لیے ہے۔

ان لوگوں کا رد جن کا عقیدہ ہے کہ امامت امام حسن عسکری علیہ السلام پر ختم ہوگئی

وہ لوگ جو امام حسن عسکری علیہ السلام کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ جس طرح نبوت (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) ختم ہوگئی ہے اسی طرح امامت امام حسن عسکری علیہ السلام پر ختم ہے۔

---

① اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۱۲۴، ح ۱۹۶؛ بحارالانوار: جلد ۲۵، ص ۲۵۱، ح ۵، اور جلد ۵۳، ص ۷۵، ح ۷۷؛ الایقاظ من الہجعۃ: ص ۳۵۴، ح ۹۶

② غیبۃ نعمانی: ص ۱۵۸، ح ۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳۲، ح ۳۷

Scanned with CamScanner

تو ان کا قول بھی باطل ہے اس لیے کہ ہم عقلاً وشرعاً دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ زمانہ امام سے خالی نہیں رہ سکتا اور ہم نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ امام بارہ ہیں اور ہم عنقریب امام قائمؑ کی ولادت کے ثبوت پیش کریں گے۔ بس ان کا قول ہر وجہ سے باطل ہے، نیز یہ کہ اس عقیدہ کے لوگ بھی مفقود ہو چکے ہیں، بحمد اللہ!

فطحیہ کے عقیدے کا رد

ہم نے ان لوگوں کے قول کو واضح کر کے باطل کیا ہے جو فطحیہ میں سے جعفر بن علیؑ کی امامت کے قائل ہیں۔ ان لوگوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد امامت کو عبداللہ بن جعفر میں قرار دیا۔ پھر جب عبداللہ لاولد فوت ہو گیا تو اپنے قول سے رجوع کر لیا اور امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی امامت مان لی اور پھر امام حسن بن علی علیہ السلام تک قائم رہے۔ پس جب امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو جعفر کو امام ماننے لگے۔ ان کا قول ان وجوہات کی بنا پر باطل ہے کہ ہم نے جعفر بن علی کی امامت کو باطل کر دیا۔ کیونکہ امامیہ میں یہ اختلاف نہیں ہے کہ امامت امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے بعد دو بھائیوں میں جمع نہیں ہو سکتی (اس سے بھی ان کا قول باطل ہے) اور اس سلسلے میں کثیر اخبار روایت کی گئے ہیں۔ [1]

امامت کا حسنین کریمینؑ کے بعد دو بھائیوں میں جمع نہ ہونے پر روایات

(190) مِنْهَا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ الْخَزَّازِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: أَبَى اللهُ أَنْ يَجْعَلَ الْإِمَامَةَ لِأَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

یونس بن یعقوب سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بعد امامت کو دو بھائیوں میں جمع

[1] اس سلسلے میں آپ رجوع کر سکتے ہیں: بحارالانوار: جلد ۲۵، ص ۲۵۰، باب ۹؛ علل الشرائع: ص ۲۰۸؛ عیون المعجزات: ص ۱۳۴ وغیرہ۔

کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ [1]

(191) عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَا تَجْتَمِعُ الْإِمَامَةُ فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَعْقَابِ وَ أَعْقَابِ الْأَعْقَابِ.

حماد بن عیسیٰ جہنی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امامت امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام کے بعد دو بھائیوں میں کبھی جمع نہ ہوگی بلکہ یہ اولاد در اولاد منتقل ہوگی۔ [2]

(192) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ثُوَيْرِ بْنِ أَبِي فَاخِتَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا تَعُودُ الْإِمَامَةُ فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ أَبَداً إِنَّهَا جَرَتْ مِنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَمَا قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ أُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُهَاجِرِينَ فَلَا تَكُونُ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ إِلَّا فِي الْأَعْقَابِ وَ أَعْقَابِ الْأَعْقَابِ.

حسین بن ثویر بن ابی فاختہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امامت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے بعد کبھی بھی دو بھائیوں میں جمع نہ ہوگی اور یہ پھر امام علی بن حسین علیہما السلام سے جاری ہوئی جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلىٰ بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

[1] اثبات الهداة: جلد ۱، ص ۱۲۴، ح ۱۹۷؛ الکافی: جلد ۱، ص ۱۸۶، ح ۲؛ الامامۃ والتبصرۃ: ص ۵۷، ح ۴۱؛ بحارالانوار: جلد ۲۵، ص ۲۵۱، ح ۶؛ کمال الدین: ص ۴۱۵، ح ۳

[2] الکافی: جلد ۱، ص ۲۸۶، ح ۴؛ اثبات الهداة: جلد ۱، ص ۱۲۴، ح ۱۹۸؛ بحارالانوار: جلد ۲۵، ص ۲۵۱، ح ۷؛ کمال الدین: ص ۴۱۴، ح ۲

Scanned with CamScanner

وَالْمُهٰجِرِيْنَ (الاحزاب: آیت ٦)

''اور مومنین اور مہاجرین میں سے قرابت دار ایک دوسرے سے زیادہ اُولویت اور قربت رکھتے ہیں، اللہ کی کتاب میں''۔

اور امام علی بن حسین علیہ السلام کے بعد صرف اولاد در اولاد میں رہے گی۔ ①

علی بن جعفر کی عدم عصمت پر گفتگو

اور مذکورہ قول کے باطل ہونے پر یہ بات بھی دال ہے کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ علی بن جعفر معصوم نہ تھا جبکہ ہم نے یہ واضح کیا ہے کہ امام کے لیے شرط ہے کہ وہ معصوم ہو اور اس کے ظاہری افعال عصمت کے منافی ہیں۔

(193) وَ قَدْ رُوِيَ: أَنَّهُ لَمَّا وُلِدَ لِأَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعْفَرٌ هَنَّئُوهُ بِهِ فَلَمْ يَرَوْا بِهِ سُرُوراً فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ هَوِّنْ عَلَيْكَ أَمْرَهُ سَيُضِلُّ خَلْقاً كَثِيراً.

روایت کی گئی ہے کہ جب امام ابوالحسن علیہ السلام کے ہاں جعفر کی ولادت ہوئی تو لوگوں نے آپؑ کو مبارک باد پیش کی لیکن انھوں نے آپؑ کو خوش نہ دیکھا تو آپؑ سے اس بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: اس کے معاملے کو آسانی سے لےلو۔ یہ عنقریب خلقِ کثیر کو گمراہ کرے گا۔ ②

(194) وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ مِنْهُمْ أَبُو هَاشِمٍ دَاوُدُ بْنُ الْقَاسِمِ الْجَعْفَرِيُّ وَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَبَّاسِيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْعَمْرِيُّ وَ غَيْرُهُمْ مِمَّنْ كَانَ حُبِسَ بِسَبَبِ قَتْلِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعَبَّاسِيِّ: أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَخَاهُ جَعْفَراً دَخَلَا عَلَيْهِمْ لَيْلاً. قَالُوا كُنَّا لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي جُلُوساً نَتَحَدَّثُ إِذْ سَمِعْنَا حَرَكَةَ بَابِ السِّجْنِ فَرَاعَنَا ذٰلِكَ وَ كَانَ

---

① کمال الدین: ص ۴۱۴، ح ۱؛ بحار الانوار: جلد ۲۵، ص ۲۵۲، ح ۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۸۵، ح ۳۸؛ الکافی: ص ۲۸۵، ح ۱

② بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۲۱۳

أَبُو هَاشِمٍ عَلِيلاً فَقَالَ لِبَعْضِنَا اِطَّلِعْ وَ انْظُرْ مَا تَرَى فَاطَّلَعَ إِلَى مَوْضِعِ الْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ فُتِحَ وَ إِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ قَدْ أُدْخِلَا إِلَى السِّجْنِ وَ رُدَّ الْبَابُ وَ أُقْفِلَ فَدَنَا مِنْهُمَا فَقَالَ مَنْ أَنْتُمَا فَقَالَ أَحَدُهُمَا نَحْنُ قَوْمٌ مِنَ الطَّالِبِيَّةِ حُبِسْنَا فَقَالَ مَنْ أَنْتُمَا فَقَالَ أَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ هٰذَا جَعْفَرُ بْنُ عَلِيٍّ فَقَالَ لَهُمَا جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكُمَا إِنْ رَأَيْتُمَا أَنْ تَدْخُلَا الْبَيْتَ وَ بَادَرَ إِلَيْنَا وَ إِلَى أَبِي هَاشِمٍ فَأَعْلَمَنَا وَ دَخَلَا. فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِمَا أَبُو هَاشِمٍ قَامَ عَنْ مِضْرَبَةٍ كَانَتْ تَحْتَهُ فَقَبَّلَ وَجْهَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَجْلَسَهُ عَلَيْهَا وَ جَلَسَ جَعْفَرٌ قَرِيباً مِنْهُ فَقَالَ جَعْفَرٌ وَا شطناه [شَيْطَنَاهُ] بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَعْنِي جَارِيَةً لَهُ فَزَجَرَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ لَهُ اُسْكُتْ وَ إِنَّهُمْ رَأَوْا فِيهِ آثَارَ السُّكْرِ وَ إِنَّ النَّوْمَ غَلَبَهُ وَ هُوَ جَالِسٌ مَعَهُمْ فَنَامَ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ.

سعد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ مجھ سے ایک گروہ نے بیان کیا جن میں ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری، قاسم بن محمد عباسی، محمد بن عبیداللہ اور محمد بن ابراہیم عمری وغیرہ شامل ہیں جبکہ وہ عبداللہ بن محمد عباسی کے قتل کے سبب قید میں تھے کہ امام ابو محمد عسکری علیہ السلام اور آپؑ کے بھائی جعفر ایک رات ان کے پاس آئے۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک رات ہم اکٹھے بیٹھے گفتگو کر رہے تھے کہ جب ہم نے قید خانہ کے دروازے کے کھلنے کی آواز سنی تو ہم ڈر گے اور ابو ہاشم بیمار تھے تو اس نے ہم میں سے بعض کو کہا: خبر لو اور دیکھو کہ کیا ہو رہا ہے؟ چنانچہ ایک شخص دروازے کی طرف متوجہ ہوا تو وہ کھلا ہوا تھا اور دو افراد کو جیل میں ڈالا جا رہا تھا جس کے بعد دروازے کو مقفل کر دیا گیا۔

میرے دوست ان کے پاس گئے اور پوچھا: آپ کون ہیں؟

ان میں سے ایک نے کہا: ہم طالبیہ قبیلے سے ہیں اور ہمیں قید کر لیا گیا ہے۔

انھوں نے پھر پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟

Scanned with CamScanner

اس نے کہا: میں حسن بن علیؑ اور یہ جعفر بن علیؑ ہے۔

ہمارے دوست نے ان سے کہا: اللہ مجھے آپ دونوں پر فدا کرے، اگر آپ کو مناسب لگے تو میرے گھر (قید خانے) میں آجائیں۔ چنانچہ وہ ہماری اور ابی ہاشم کی طرف آئے اور ہمیں اس کی اطلاع دی اور پھر دونوں داخل ہو گئے۔

جب ابو ہاشم نے ان کو دیکھا تو وہ جس قالین پر بیٹھا تھا اس سے اُٹھ کھڑا ہوا اور امام ابو محمدؑ کے چہرے پر بوسہ دیا اور آپؑ کو بیٹھنے کی جگہ دی اور جعفر بھی آپؑ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر جعفر نے بلند آواز سے اپنی کنیز کو آواز دی: واشطناہ۔

پس امام ابو محمدؑ نے اسے ڈانٹا اور کہا کہ خاموش ہو جاؤ اور قیدیوں نے دیکھا کہ جعفر کے چہرے پر نشے کی علامت ظاہر ہے اور نیند نے اس پر غلبہ پالیا جبکہ وہ ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا چنانچہ اسی حال میں سو گیا۔ [1]

قولِ مؤلف: اور اس کے شرمناک افعال و اقوال جو بیان ہوئے ہیں وہ شمار سے زیادہ ہیں جن کے ذکر سے ہم اپنی کتاب کو پاک رکھیں گے۔

ان لوگوں کی رَد جن کا عقیدہ ہے کہ امام تیرہ ہیں

جو شخص اس بات کا قائل ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کے یہاں بھی ان کا ایک فرزند ہے اور اس طرح امام تیرہ ہیں تو ان کا قول بھی باطل ہے کیونکہ ہم نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ امام بارہ ہیں، لہٰذا اس قول کو باطل سمجھنا واجب ہے۔ ویسے ان فرقوں کے اقوال کو بحث سے خارج سمجھنا چاہیے کیونکہ یہ سب بحمد اللہ نابود ہو چکے ہیں اور ان اقوال کا قائل اب کوئی باقی نہیں بچا ہے اور یہ ان کے اقوال کے باطل ہونے کی دلیل ہے۔

...... ✸ ......

[1] بحار الانوار، جلد ۵۰، ص ۳۰۴

فصل ۲

امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کی گواہیاں

ہم امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت اور اس کی صداقت پر دو طرح سے تبادلہ خیال کریں گے: عقلی اور متنی۔

جہاں تک عقلی طریقے کا تعلق ہے تو اس میں یہ حقیقت ہے کہ مختلف اخبار و اقوال کے ذریعے جب امام کی امامت کو ہم نے ثابت کر دیا ہے اور سوائے آپؑ کی امامت کے ثبوت کے باقی تمام اقوال باطل ثابت کر دیئے ہیں بالکل اسی طرح اگر آپؑ کی ولادت کے متعلق کوئی خبر بھی صحیح نہ ہو پھر بھی آپؑ کی صحت ولادت کو جان سکتے ہیں۔

اسی طرح ہمارا یہ ثابت کرنا کہ امامؑ بارہ ہیں یہ بھی آپؑ کی صحت ولادت پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ یہ عدد عقیدے کا صحیح ہونا ثابت کرتا ہے۔

اسی طرح ہمارا یہ ثابت کرنا کہ امام زمانہؑ کے لیے دو غیبتیں ہیں یہ بھی امامِ زمانہؑ کی ولادت کی تاکید اور توثیق ہے کیونکہ یہ تمام ثانوی معاملات آپؑ کی ولادت کی صحت پر مبنی ہیں۔

جہاں تک متنی (یعنی اخبار) کے ذریعے آپؑ کی ولادت کی توثیق کی بات ہے تو ان کا ہم اس کتاب میں عنقریب ذکر کریں گے جن کو جملاً اور تفصیلاً روایت کیا گیا ہے اس کے بعد ہم ان لوگوں کی اطلاعات کا ذکر کریں گے جنھوں نے امامؑ کو دیکھا لیکن ہم صرف کچھ کا تذکرہ کریں گے کیونکہ اس معنی کی تمام روایات سے کتاب طویل ہو جائے گی۔

(195) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى اَلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ اَلرَّازِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ زَكَرِيَّا عَنِ اَلثِّقَةِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ اَلْعَبَّاسِ اَلْعَلَوِيُّ وَ مَا

Scanned with CamScanner

رَأَيْتُ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْهُ وَ كَانَ خَالَفَنَا فِي أَشْيَاءَ كَثِيرَةٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو ٱلْفَضْلِ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ ٱلْحَسَنِ ٱلْعَلَوِيُّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى فَهَنَّأْتُهُ بِسَيِّدِنَا صَاحِبِ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا وُلِدَ..

ابوالفضل حسین بن حسن علوی سے روایت کیا ہے کہ مَیں سرمن رائے میں امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں اپنے سیّد و سردار امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کی تہنیت پیش کی۔ ①

(196) مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ٱلْكُلَيْنِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْأَسَدِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى حَكِيمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ سَنَةَ إِثْنَتَيْنِ وَ سِتِّينَ وَ مِائَتَيْنِ فَكَلَّمْتُهَا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ وَ سَأَلْتُهَا عَنْ دِينِهَا فَسَمَّتْ لِي مَنْ تَأْتَمُّ بِهِمْ قَالَتْ فُلَانٌ إِبْنُ ٱلْحَسَنِ فَسَمَّتْهُ. فَقُلْتُ لَهَا جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكِ مُعَايَنَةً أَوْ خَبَراً فَقَالَتْ خَبَراً عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَ بِهِ إِلَى أُمِّهِ قُلْتُ لَهَا فَأَيْنَ ٱلْوَلَدُ قَالَتْ مَسْتُورٌ فَقُلْتُ إِلَى مَنْ تَفْزَعُ ٱلشِّيعَةُ قَالَتْ إِلَى ٱلْجَدَّةِ أُمِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ أَقْتَدِي بِمَنْ وَصِيَّتُهُ إِلَى إِمْرَأَةٍ. فَقَالَتْ إِقْتَدِ بِالْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْصَى إِلَى أُخْتِهِ زَيْنَبَ بِنْتِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ٱلظَّاهِرِ وَ كَانَ مَا يَخْرُجُ مِنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مِنْ عِلْمٍ يُنْسَبُ إِلَى زَيْنَبَ سَتْراً عَلَى عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ . ثُمَّ قَالَتْ إِنَّكُمْ قَوْمٌ أَصْحَابُ أَخْبَارٍ أَ مَا رُوِّيتُمْ أَنَّ ٱلتَّاسِعَ مِنْ وُلْدِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُقْسَمُ مِيرَاثُهُ وَ هُوَ فِي ٱلْحَيَاةِ.

احمد بن ابراہیم سے روایت ہے کہ میں جناب حکیمہ بنت امام محمد بن امام علی رضا علیہ السلام ہمشیرہ امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں ۲۶۲ھ میں حاضر ہوا۔ وہ پردہ کے پیچھے تھیں۔

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ۱۷، ح ۲۴؛ اثبات الہداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۶، ح ۳۱۲

میں نے ان سے ان کے مذہب کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے اپنے تمام آئمہؑ کے ایک ایک کرکے نام بتائے تا آنکہ امامِ حجت بن حسن بن علیؑ کا ذکر بھی کیا۔

میں نے عرض کیا: میں آپ پر فدا ہوں، یہ آپ ان کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر کہہ رہی ہیں یا خبر سن کر کہہ رہی ہیں؟

انھوں نے فرمایا: یہ خبر امام ابومحمد عسکری علیہ السلام نے خط لکھ کر اپنی والدہ کو دی تھی۔

میں نے عرض کیا: پھر وہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے فرزند کہاں ہیں؟

انھوں نے فرمایا: وہ پوشیدہ اور پردۂ غیبت میں ہیں۔

میں نے عرض کیا: پھر شیعہ کس کی طرف رجوع کریں؟

انھوں نے فرمایا: اس فرزند کی جدہ ماجدہ یعنی امام حسن عسکری علیہ السلام کی والدہ گرامیؑ کی طرف۔

میں نے عرض کیا: کیا سابق میں کوئی ایسی مثال ہے جس سے ظاہر ہو کہ عورت کو وصی بنایا گیا ہو؟

انھوں نے فرمایا: ہاں حضرت حسین بن علی علیہما السلام کی مثال ہے کہ آپؑ نے اپنی بہن جنابِ زینب بنت علی سلام اللہ علیہا کو وصی بنایا اور حضرت علی بن حسین علیہ السلام جو کچھ کہنا یا کرنا چاہتے تو اس کا اظہار جنابِ زینب بنت علی سلام اللہ علیہا سے کرتے تھے اگرچہ درپردہ وہ باتیں علی بن حسینؑ کی ہوا کرتی تھیں۔

اس کے بعد انھوں نے فرمایا: تم لوگ تو اصحاب احادیث و روایات ہو کیا تم لوگوں نے یہ روایت بیان نہیں کی ہے کہ حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام کی نویں اولاد کی میراث اس کی زندگی ہی میں تقسیم کردی جائے گی؟ ①

(197) وَ قَدْ تَقَدَّمَتِ ٱلرِّوَايَةُ مِنْ قَوْلِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ وُلِدَ لَهُ: وَ زَعَمَتِ ٱلظَّلَمَةُ أَنَّهُمْ يَقْتُلُونَنِي لِيَقْطَعُوا هٰذَا ٱلنَّسْلَ

① اثبات الہداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۶، ح ۳۱۳؛ کمال الدین: ص ۵۰۱ ح ۲۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۳، ح ۱۱؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۳۰؛ الہدایۃ الکبریٰ: ص ۸۹

Scanned with CamScanner

فَكَيْفَ رَأَوْا قُدْرَةَ اللّٰهِ وَ سَمَّاهُ الْمُؤَمَّلَ.

ترجمہ وہی ہے جو حدیث ۱۸۶ میں گزر چکا ہے۔ (۱)

(198) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَشْعَرِيِّ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: خَرَجَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ قُتِلَ الزُّبَيْرِيُّ هٰذَا جَزَاءُ مَنِ افْتَرَى عَلَى اللّٰهِ وَ عَلَى أَوْلِيَائِهِ زَعَمَ أَنَّهُ يَقْتُلُنِي وَ لَيْسَ لِي عَقِبٌ فَكَيْفَ رَأَى قُدْرَةَ اللّٰهِ وَ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ سَمَّاهُ مُحَمَّداً سَنَةَ سِتٍّ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ.

احمد بن محمد سے روایت ہے کہ جب زبیری قتل کیا گیا تو امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی ایک تحریر آئی: "یہ سزا ہے اس کی جو اللہ کے اولیاء کے بارے میں اللہ پر افترا پردازی کرتا ہے"۔ اس کا خیال تھا کہ وہ مجھے قتل کردے گا جبکہ ابھی میری کوئی اولاد بھی نہیں ہے مگر اس نے اللہ کی قدرت کو کیسا پایا؟ الغرض اس کے بعد ۲۵۶ھ میں آپؑ کے یہاں ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام محمدؑ رکھا۔ (۲)

(199) أَبُو هَاشِمٍ الْجَعْفَرِيُّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَلَالَتُكَ تَمْنَعُنِي عَنْ مَسْأَلَتِكَ فَتَأْذَنُ لِي فِي أَنْ أَسْأَلَكَ قَالَ سَلْ قُلْتُ يَا سَيِّدِي هَلْ لَكَ وَلَدٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِنْ حَدَثَ حَدَثٌ فَأَيْنَ أَسْأَلُ عَنْهُ فَقَالَ بِالْمَدِينَةِ.

ابوہاشم جعفری سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ کا رُعب وجلال کچھ سوال کرنے سے مانع ہے۔ اگر اجازت ہو تو کچھ پوچھ لوں؟

آپؑ نے فرمایا: سوال کرو۔

میں نے عرض کیا: اگر آپؑ کو کوئی حادثہ پیش آجائے تو میں انھیں کہاں تلاش کروں؟

---

(۱) حدیث ۱۸۶ کی طرف رجوع کریں۔

(۲) کمال الدین: ص ۴۳۰، ح ۳؛ بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۴، ح ۴؛ اثبات الھداۃ: جلد۳، ص ۴۴۱، ح ۱۱؛ الکافی: جلد۱، ص ۳۲۹، ح ۵: اعلام الوریٰ: ص ۴۱۴؛ حلیۃ الابرار: جلد۲، ص ۵۴۹؛ کشف الغمہ: جلد۲، ص ۴۴۹؛ الارشاد: ص ۳۴۹؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۴

آپؑ نے فرمایا: مدینہ میں۔ (۱)

(200) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ رَفَعَهُ عَنْ نَسِيمٍ الْخَادِمِ وَ خَادِمِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ مَوْلِدِهِ بِعَشْرِ لَيَالٍ فَعَطَسْتُ عِنْدَهُ فَقَالَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَفَرِحْتُ بِذٰلِكَ فَقَالَ أَلَا أُبَشِّرُكَ فِي الْعُطَاسِ هُوَ أَمَانٌ مِنَ الْمَوْتِ ثَلَاثَ [ثَلَاثَةَ] أَيَّامٍ.

محمد بن یعقوب کلینی نے نسیم خادم امام حسن عسکری علیہ السلام سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کی ولادت کے دس راتوں کے بعد میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو مجھے چھینک آگئی۔

آپؑ نے فرمایا: یرحمك الله، "اللہ تم پر رحم کرے"۔

یہ سن کر میں نے فرحت محسوس کی۔

آپؑ نے فرمایا: سنو! میں تم کو چھینک کے متعلق ایک خوشخبری سناؤں اور وہ یہ کہ یہ چھینک موت سے تین دن تک امان کی نشانی ہے۔ (۲)

(201) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَلِيٍّ الْقَيْسِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي حَيَّةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا اجْتَمَعَ ثَلَاثُ أَسْمَاءٍ مُحَمَّدٌ وَ عَلِيٌّ

---

(۱) الکافی: جلد۱، ص ۳۲۸، ح ۲؛ بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۱۶۱، ح ۱۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۱۳؛ حلیۃ الابرار: جلد۲، ص ۵۴۹؛ اثبات الھداۃ: جلد۳، ص ۴۴۱، ح ۱۰؛ کشف الغمہ: جلد۲، ص ۴۴۹؛ الارشاد: ص ۳۴۹؛ المستجاد: ص ۵۲۷؛ الصراط المستقیم: جلد۲ ص ۱۷۱؛ الارشاد: ص ۳۴۹؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۴؛ روضۃ الواعظین ص ۲۶۲؛ الفصول المہمہ: ص ۲۹۲

(۲) مستدرک الوسائل: جلد۸، ص ۳۸۳، ح ۱؛ وسائل الشیعہ: جلد۸، ص ۴۶۱، ح ۱؛ بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۵، ح ۸؛ کمال الدین: ص ۴۳۰، ح ۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۹۵؛ اثبات الھداۃ: جلد۳، ص ۶۶۸، ح ۳۵؛ الخرائج والجرائح: جلد۲، ص ۶۹۳، ح ۷؛ کشف الغمہ: جلد۲، ص ۵۰۰؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۶۰؛ حلیۃ الابرار: جلد۲، ص ۵۴۴؛ تبصرۃ الولی: ص ۱۱؛ الھدایۃ الکبریٰ: ص ۸۶؛ اثبات الوصیہ: ص ۲۲۱؛ الصراط المستقیم: جلد۲، ص ۲۳۵؛ الثاقب فی المناقب: ص ۸۶

Scanned with CamScanner

وَ اَلْحَسَنُ فَالرَّابِعُ اَلْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

سالم بن ابی حیہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب (ہم ائمہؑ میں سے) تین نام محمدؐ وعلیؑ وحسنؑ مسلسل بالترتیب جمع ہو جائیں گے تو چوتھا قائمؑ ہوگا۔ [1]

(202) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بِإِسْنَادِهِ عَنْ ضَوْءِ بْنِ عَلِيٍّ اَلْعِجْلِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ فَارِسَ سَمَّاهُ قَالَ: أَتَيْتُ سُرَّ مَنْ رَأَى وَ لَزِمْتُ بَابَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَعَانِي مِنْ غَيْرِ أَنِ اسْتَأْذَنْتُ فَلَمَّا دَخَلْتُ فَسَلَّمْتُ قَالَ لِي يَا فُلَانُ كَيْفَ حَالُكَ ثُمَّ قَالَ اُقْعُدْ يَا فُلَانُ ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ رِجَالٍ وَ نِسَاءٍ مِنْ أَهْلِي ثُمَّ قَالَ لِي مَا اَلَّذِي أَقْدَمَكَ قُلْتُ رَغْبَةٌ فِي خِدْمَتِكَ قَالَ فَالْزَمِ اَلدَّارَ قَالَ فَكُنْتُ فِي اَلدَّارِ مَعَ اَلْخَدَمِ ثُمَّ صِرْتُ أَشْتَرِي لَهُمُ اَلْحَوَائِجَ مِنَ اَلسُّوقِ وَ كُنْتُ أَدْخُلُ عَلَيْهِ بِغَيْرِ إِذْنٍ إِذَا كَانَ فِي دَارِ اَلرِّجَالِ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ يَوْماً وَ هُوَ فِي دَارِ اَلرِّجَالِ فَسَمِعْتُ حَرَكَةً فِي اَلْبَيْتِ وَ نَادَانِي مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ فَلَمْ أَجْسُرْ أَخْرُجُ وَ لَا أَدْخُلُ فَخَرَجَتْ عَلَيَّ جَارِيَةٌ مَعَهَا شَيْءٌ مُغَطًّى ثُمَّ نَادَانِي اُدْخُلْ فَدَخَلْتُ ثُمَّ نَادَى اَلْجَارِيَةَ فَرَجَعَتْ فَقَالَ لَهَا اِكْشِفِي عَمَّا مَعَكِ فَكَشَفَتْ عَنْ غُلَامٍ أَبْيَضَ حَسَنِ اَلْوَجْهِ فَكَشَفَ عَنْ بَطْنِهِ فَإِذَا شَعْرٌ نَابِتٌ مِنْ لَبَّتِهِ إِلَى سُرَّتِهِ أَخْضَرُ لَيْسَ بِأَسْوَدَ فَقَالَ هٰذَا صَاحِبُكُمْ ثُمَّ أَمَرَهَا فَحَمَلَتْهُ فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ حَتَّى مَضَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَقَالَ ضَوْءُ بْنُ عَلِيٍّ قُلْتُ لِلْفَارِسِيِّ كَمْ كُنْتَ تُقَدِّرُ لَهُ مِنَ اَلسِّنِينَ قَالَ سَنَتَيْنِ. قَالَ اَلْعَبْدِيُّ فَقُلْتُ لِضَوْءٍ كَمْ تُقَدِّرُ أَنْتَ فَقَالَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً. قَالَ أَبُو عَلِيٍّ وَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَ نَحْنُ نُقَدِّرُ إِحْدَى وَ عِشْرِينَ سَنَةً.

ضوء بن علی عجلی نے اہلِ فارس کے ایک شخص سے روایت کی ہے، اس نے کہا کہ ایک

[1] کمال الدین ص ۳۳۳، ح ۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۴۳، ح ۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۷۰، ح ۱۳۹۶؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۷؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۳

دفعہ میں سرمن رائے گیا تو امام ابومحمدؑ کی ڈیوڑھی پر جا کر بیٹھ گیا اور میرے اجازت طلب کیے بغیر آپؑ نے مجھے اندر بلا لیا۔ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔

آپؑ نے میرا نام لے کر پوچھا: کیا حال ہے؟

پھر فرمایا: بیٹھ جاؤ۔

پھر آپؑ نے میرے گھر والوں اور بال بچوں کی خیریت دریافت کی۔

پھر پوچھا: یہاں کیسے آنا ہوا؟

میں نے عرض کیا: بس میں آپؑ کی خدمت گزاری کی تمنا لے کر حاضر ہوا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اچھا تو پھر میرے گھر رہو۔

پس میں آپؑ کے دوسرے خادموں کے ساتھ آپؑ کے مکان میں رہنے لگا اور آپؑ کے اہلِ خانہ اور دیگر متعلقین کی ضرورت کی چیزیں بازار سے خرید کر لانے کا کام کرنے لگا اور پھر مکان کے مردانہ حصے میں بغیر اجازت کے آنے جانے لگا۔ ایک دن جب میں گھر میں داخل ہونے لگا تو اندر کچھ آہٹ محسوس ہوئی اور ساتھ ہی آواز آئی: ٹھہر جاؤ، ابھی اندر نہ آنا۔

مَیں باہر ہی ٹھہر گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک کنیز اپنے ہاتھوں پر کوئی چیز کپڑے سے ڈھکی ہوئی لے جا رہی ہے۔

آپؑ نے مجھے آواز دی: اندر آ جاؤ۔

میں اندر آ گیا تو آپؑ نے کنیز کو آواز دی۔ وہ واپس آئی تو آپؑ نے اس سے فرمایا: دکھاؤ تم کیا لیے ہوئے ہو؟

اس نے کپڑا اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ ایک بچہ ہے۔ میں نے اس کا پیٹ دیکھا جس پر سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر تھی۔

آپؑ نے فرمایا: یہ تمھارا صاحب (یعنی امامؑ) ہے۔ پھر کنیز کو حکم دیا کہ اسے لے جاؤ۔

اس کے بعد پھر میں نے اسے نہیں دیکھا یہاں تک کہ امام ابومحمدؑ کی شہادت ہوگئی۔

ضوء بن علی کہتے ہیں کہ میں نے اس فارسی سے پوچھا: اس وقت اس (بچے) کا سن کیا تھا؟

Scanned with CamScanner

اس نے کہا: دو سال۔

عبدی کہتے ہیں کہ میں نے ضوء بن علی سے پوچھا: اس وقت ان کی عمر کیا ہوگی؟

انھوں نے کہا: چودہ سال۔

ابوعلی اور ابوعبداللہ نے کہا کہ ہماری عمر اکیس سال کی ہوگی۔ ①

(203) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ عَمْرٍو ٱلْأَهْوَازِيِّ قَالَ: أَرَانِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْنَهُ وَ قَالَ هٰذَا صَاحِبُكُمْ مِنْ بَعْدِي.

عمرو اھوازی سے روایت ہے کہ حضرت امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے اپنے بیٹے (امام زمانہؑ) کو دکھایا اور فرمایا: یہ میرے بعد تمھارا امامؑ ہے۔ ②

(204) وَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي جِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْوَلِيدِ عَنِ ٱلصَّفَّارِ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحَسَنِ ٱلْقُمِّيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ٱلْمُطَهَّرِيِّ عَنْ حَكِيمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرِّضَا قَالَتْ: بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَنَةَ خَمْسٍ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ فِي ٱلنِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَ قَالَ يَا عَمَّةِ اجْعَلِي ٱللَّيْلَةَ إِفْطَارَكِ عِنْدِي فَإِنَّ ٱللهَ عَزَّ وَ جَلَّ سَيَسُرُّكِ بِوَلِيِّهِ وَ حُجَّتِهِ عَلَىٰ خَلْقِهِ خَلِيفَتِي مِنْ بَعْدِي قَالَتْ حَكِيمَةُ فَتَدَاخَلَنِي لِذٰلِكَ سُرُورٌ شَدِيدٌ وَ أَخَذْتُ ثِيَابِي عَلَيَّ وَ خَرَجْتُ مِنْ سَاعَتِي حَتَّىٰ انْتَهَيْتُ إِلَىٰ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ جَالِسٌ فِي صَحْنِ دَارِهِ وَ جَوَارِيهِ حَوْلَهُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ يَا سَيِّدِي ٱلْخَلَفُ مِمَّنْ هُوَ قَالَ مِنْ سَوْسَنَ فَأَدَرْتُ طَرْفِي فِيهِنَّ فَلَمْ أَرَ جَارِيَةً عَلَيْهَا أَثَرٌ غَيْرَ سَوْسَنَ قَالَتْ حَكِيمَةُ فَلَمَّا أَنْ صَلَّيْتُ ٱلْمَغْرِبَ وَ ٱلْعِشَاءَ ٱلْآخِرَةَ أُتِيتُ بِٱلْمَائِدَةِ فَأَفْطَرْتُ أَنَا وَ سَوْسَنُ وَ بَايَتُّهَا فِي بَيْتٍ

---

① کمال الدین: ص ۴۳۵، ح ۴؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۶، ح ۲۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۲۱، ح ۱۲؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۵۰؛ مدینۃ المعاجز: ص ۵۹۸، ح ۲۱؛ الکافی: جلد ۱، ص ۵۱۴، ح ۲؛ تبصرۃ الولی: ص ۲۰؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۴؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲، ص ۹۵۷

② ایضاً

وَاحِدٍ فَغَفَوْتُ غَفْوَةً ثُمَّ اسْتَيْقَظْتُ فَلَمْ أَزَلْ مُفَكِّرَةً فِيمَا وَعَدَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ أَمْرِ وَلِيِّ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُمْتُ قَبْلَ ٱلْوَقْتِ ٱلَّذِي كُنْتُ أَقُومُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لِلصَّلَاةِ فَصَلَّيْتُ صَلَاةَ ٱللَّيْلِ حَتَّىٰ بَلَغْتُ إِلَى ٱلْوَتْرِ فَوَثَبَتْ سَوْسَنُ فَزِعَةً وَ خَرَجْتُ فَزِعَةً وَ [خَرَجَتْ] وَ أَسْبَغَتِ ٱلْوُضُوءَ ثُمَّ عَادَتْ فَصَلَّتْ صَلَاةَ ٱللَّيْلِ وَ بَلَغَتْ إِلَى ٱلْوَتْرِ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَنَّ ٱلْفَجْرَ [قَدْ] قَرُبَ فَقُمْتُ لِأَنْظُرَ فَإِذَا بِٱلْفَجْرِ ٱلْأَوَّلِ قَدْ طَلَعَ فَتَدَاخَلَ قَلْبِيَ ٱلشَّكُّ مِنْ وَعْدِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَنَادَانِي مِنْ حُجْرَتِهِ لَا تَشُكِّي وَ كَأَنَّكِ بِٱلْأَمْرِ ٱلسَّاعَةَ قَدْ رَأَيْتِهِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَىٰ قَالَتْ حَكِيمَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مِمَّا وَقَعَ فِي قَلْبِي وَ رَجَعْتُ إِلَى ٱلْبَيْتِ وَ أَنَا خَجِلَةٌ فَإِذَا هِيَ قَدْ قَطَعَتِ ٱلصَّلَاةَ وَ خَرَجَتْ فَزِعَةً فَلَقِيتُهَا عَلَىٰ بَابِ ٱلْبَيْتِ فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتِ [وَ أُمِّي] هَلْ تُحِسِّينَ شَيْئًا قَالَتْ نَعَمْ يَا عَمَّةِ إِنِّي لَأَجِدُ أَمْرًا شَدِيدًا قُلْتُ لَا خَوْفٌ عَلَيْكِ إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَىٰ وَ أَخَذْتُ وِسَادَةً فَأَلْقَيْتُهَا فِي وَسَطِ ٱلْبَيْتِ وَ أَجْلَسْتُهَا عَلَيْهَا وَ جَلَسْتُ مِنْهَا حَيْثُ تَقْعُدُ ٱلْمَرْأَةُ مِنَ ٱلْمَرْأَةِ لِلْوِلَادَةِ فَقَبَضَتْ عَلَىٰ كَفِّي وَ غَمَزَتْ غَمْزَةً شَدِيدَةً ثُمَّ أَنَّتْ أَنَّةً وَ تَشَهَّدَتْ وَ نَظَرْتُ تَحْتَهَا فَإِذَا أَنَا بِوَلِيِّ اللهِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ مُتَلَقِّيًا ٱلْأَرْضَ بِمَسَاجِدِهِ فَأَخَذْتُ بِكَتِفَيْهِ فَأَجْلَسْتُهُ فِي حِجْرِي فَإِذَا هُوَ نَظِيفٌ مَفْرُوغٌ مِنْهُ فَنَادَانِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَمَّةِ هَلُمِّي فَأْتِينِي بِٱبْنِي فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَتَنَاوَلَهُ وَ أَخْرَجَ لِسَانَهُ فَمَسَحَهُ عَلَىٰ عَيْنَيْهِ فَفَتَحَهَا ثُمَّ أَدْخَلَهُ فِي فِيهِ فَحَنَّكَهُ ثُمَّ [أَدْخَلَهُ] فِي أُذُنَيْهِ وَ أَجْلَسَهُ فِي رَاحَتِهِ ٱلْيُسْرَىٰ فَاسْتَوَىٰ وَلِيُّ اللهِ جَالِسًا فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَىٰ رَأْسِهِ وَ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ انْطِقْ بِقُدْرَةِ اللهِ فَاسْتَعَاذَ وَلِيُّ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ ٱلشَّيْطَانِ ٱلرَّجِيمِ وَ اسْتَفْتَحَ بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ

Scanned with CamScanner

اَسۡتُضۡعِفُوا فِی الۡاَرۡضِ وَ نَجۡعَلَهُمۡ اَئِمَّةً وَّ نَجۡعَلَهُمُ الۡوٰرِثِیۡنَ وَ نُمَکِّنَ لَهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ نُرِیَ فِرۡعَوۡنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوۡدَهُمَا مِنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَحۡذَرُوۡنَ وَ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاحِداً وَاحِداً حَتَّى انْتَهَى إِلَى أَبِيهِ فَتَنَاوَلَنِيهِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ يَا عَمَّةِ رُدِّيهِ إِلَى أُمِّهِ حَتَّى تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ وَ لَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ فَرَدَدْتُهُ إِلَى أُمِّهِ وَ قَدِ انْفَجَرَ الْفَجْرُ الثَّانِي فَصَلَّيْتُ الْفَرِيضَةَ وَ عَقَّبْتُ إِلَى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ وَدَّعْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ انْصَرَفْتُ إِلَى مَنْزِلِي فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ثَلَاثٍ اشْتَقْتُ إِلَى وَلِيِّ اللهِ فَصِرْتُ إِلَيْهِمْ فَبَدَأْتُ بِالْحُجْرَةِ الَّتِي كَانَتْ سَوْسَنُ فِيهَا فَلَمْ أَرَ أَثَراً وَ لَا سَمِعْتُ ذِكْراً فَكَرِهْتُ أَنْ أَسْأَلَ فَدَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَبْدَأَهُ بِالسُّؤَالِ فَبَدَأَنِي فَقَالَ هُوَ يَا عَمَّةِ فِي كَنَفِ اللهِ وَ حِرْزِهِ وَ سِتْرِهِ وَ غَيْبِهِ حَتَّى يَأْذَنَ اللهُ لَهُ فَإِذَا غَيَّبَ اللهُ شَخْصِي وَ تَوَفَّانِي وَ رَأَيْتَ شِيعَتِي قَدِ اخْتَلَفُوا فَأَخْبِرِي الثِّقَاتِ مِنْهُمْ وَ لْيَكُنْ عِنْدَكِ وَ عِنْدَهُمْ مَكْتُوماً فَإِنَّ وَلِيَّ اللهِ يُغَيِّبُهُ اللهُ عَنْ خَلْقِهِ وَ يَحْجُبُهُ عَنْ عِبَادِهِ فَلَا يَرَاهُ أَحَدٌ حَتَّى يُقَدِّمَ لَهُ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَسَهُ لِيَقْضِيَ اللهُ أَمْراً كَانَ مَفْعُولاً.

حکیمہ بنت محمد بن علی رضاؑ سے روایت ہے کہ ۱۵ شعبان ۲۵۵ ہجری کو امام ابومحمد عسکری علیہ السلام نے میرے پاس ایک شخص کو بھیج کر کہلایا کہ پھوپھی جان! آج کی شب آپ میرے پاس افطار کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے ولی، مخلوق پر اپنی حجت اور میرے بعد میرے خلیفہ و جانشین کی ولادت باسعادت سے خوش کردے گا۔

چنانچہ حکیمہ خاتونؑ فرماتی ہیں کہ یہ سن کر مجھے بے حد مسرت ہوئی اور اپنی چادر سر پر ڈالی اور فوراً روانہ ہوگئی۔ جب میں حضرت ابومحمدؑ کے گھر پہنچی تو دیکھا کہ آپؑ اپنے گھر کے صحن

میں بیٹھے ہیں اور آپؑ کی کنیزیں آپؑ کے گرد حلقہ کیے ہوئے ہیں۔

میں نے کہا: اے آقا! میں آپؑ پر قربان، یہ بتائیے کہ بچے کی ولادت کس خوش نصیب عورت سے ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: سوسن سے۔

میں نے یہ سنتے ہی تمام کنیزوں پر ایک سرسری لیکن متجسس نظر ڈالی تو سوائے سوسن کے کسی میں آثارِ حمل نہ دیکھے۔

جنابِ حکیمہؑ کا بیان ہے کہ جب میں نمازِ مغربین سے فارغ ہوچکی تو دسترخوان پر آئی۔ میں نے اور سوسن نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا اور ایک ہی کمرے میں آرام کیا۔ کسی قدر نیند آئی تھی کہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ حضرت ابومحمدؑ نے جو خوشخبری ولیٔ خدا کے بارے میں دی تھی تو اس کی فکر مسلسل رہی۔ اس لیے خلافِ معمول جلد ہی نیند سے بیدار ہوئی اور نمازِ شب میں معروف ہوگئی۔ ابھی میں نمازِ وتر تک پہنچی تھی کہ سوسن نیند سے چونک کر اُٹھی۔ حجرے سے نکل کر وضو کیا اور واپس آکر نمازِ شب میں مشغول ہوگئی یہاں تک کہ وہ نمازِ وتر تک پہنچی تو میرے دل میں خیال آیا کہ وقتِ فجر قریب ہے۔ اُٹھ کر ایک نظر اُفق پر ڈالی تو دیکھا کہ فجرِ اوّل طلوع ہوچکی ہے۔ اب میں امام ابومحمدؑ کے قول پر قدرے مشکوک سی ہوگئی۔ پس آپؑ نے اپنے کمرے سے بلند آواز میں فرمایا: پھوپھی جان! آپ شک نہ کیجیے، ولادت کی ساعت قریب آچکی ہے۔ میں نے اسے دیکھا ہے، ان شاء اللہ!

جنابِ حکیمہؑ کہتی ہیں کہ میرے دل میں جو شک پیدا ہوا تھا اس کی وجہ سے میں حضرت ابومحمدؑ سے بہت نادم ہوئی اور اسی ندامت کے عالم میں حجرے میں واپس آئی تو دیکھا کہ سوسن نے نماز قطع کی اور گھبرا کر حجرے سے برآمد ہوئی۔ میں اس سے دروازے پر ملی۔

میں نے پوچھا: میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں! کیا تم نے کچھ محسوس کیا ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں! اے پھوپھی جان! میں ایک امرِ شدید محسوس کررہی ہوں۔

میں نے کہا: ان شاء اللہ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

پھر میں نے ایک مسند اُٹھائی، حجرے کے وسط میں بچھا کر اس کو مسند پر بٹھایا اور خود اس

Scanned with CamScanner

طرح بیٹھ گئی جیسے قابلائیں ولادت کے وقت عورت کے پاس بیٹھتی ہیں۔ اس نے میری کلائی پکڑی اور زور سے تڑپ کر کراہنے لگی۔ میں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اب جو دیکھا تو اللہ کا ولی زمین پر عالمِ سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے انھیں اُٹھا کر اپنی آغوش میں لے لیا۔ دیکھا تو وہ بالکل صاف ستھرے الائش سے پاک تھے۔ اسی دوران حضرت ابومحمدؑ نے مجھے بلایا۔ میں فرزندِ نومولود کو گود میں لیے ہوئے ان کے پاس گئی تو انھوں نے فرزند کو مجھ سے اپنی آغوش میں لے لیا اور اپنی زبان ان کی آنکھوں پر پھیری تو انھوں نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر زبان ان کے دہن میں دے دی۔ پھر کانوں پر پھیری اور انھیں اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد آپؑ نے اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرتے ہوئے فرمایا: اے فرزند! اذنِ خدا سے کلام کرو۔

یہ سنتے ہی اس ولیٔ خدا نے اپنی گفتگو کا انداز اس طرح کیا:

"میں شیطان مردُود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے"۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ (سورۂ قصص: آیت ۵-۶)

"اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انھیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دے دیں اور انھی کو روئے زمین کا اقتدار دیں اور فرعون و ہامان اور ان کے لشکروں کو ان ہی کمزوروں کے ہاتھوں سے وہ منظر دکھلائیں جس سے یہ ڈر رہے ہیں"۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد نومولود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور امیر المومنین علی علیہ السلام پر نیز تمام ائمہ علیہم السلام پر نام بنام درود بھیجا، حتیٰ کہ اپنے پدرِ بزرگوار پر درود بھیجا تو حضرت ابومحمدؑ نے انھیں میرے حوالے کیا اور کہا: پھوپھی جان! اب انھیں ان کی ماں کے پاس لے جایئے۔

كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۂ قصص: آیت ۱۳)

"تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور انھیں کوئی غم نہ رہے اور وہ بھی جان لیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اگرچہ اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں"۔

الغرض میں انھیں ان کی والدہ کے پاس لائی اور اب صبحِ صادق نمودار ہو چکی تھی۔ میں نے نمازِ فریضۂ صبح ادا کی اور تعقیبات میں طلوعِ آفتاب تک مصروف رہی۔ اس کے بعد حضرت ابومحمدؑ سے رخصت ہو کر اپنے گھر واپس آئی۔ تیسرے دن مجھے اس ولیٔ خدا (امامِ زمانہؑ) کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا۔ لہٰذا میں پھر گئی۔ پہلے اس حجرے میں داخل ہوئی جس میں سوسن تھیں مگر میں نے اس ولیٔ خدا کا کوئی نشان نہ پایا اور نہ ان کا کوئی ذکر سنا۔ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کے بارے کچھ دریافت کروں اور سیدھی حضرت ابومحمدؑ کے پاس آئی۔ مجھے قدرت حجاب محسوس ہوا کہ میں اس ولیٔ خدا کے بارے ان سے کچھ دریافت کروں لیکن آپؑ نے خود ہی کہا: اے پھوپھی جان! اب وہ نومولود ولیٔ خدا، اللہ کی حفاظت میں، اس کے حجاب اور اس کی نگاہ میں اس وقت تک رہیں گے جب تک اللہ انھیں اذن نہ دے۔ مگر جب میں شہید ہو جاؤں اور آپؑ دیکھیں کہ میرے شیعوں میں ان کے متعلق اختلاف ہے تو آپ ان میں جن پر بھروسہ کریں اس امر سے مطلع کر دیں مگر آپ بھی اس کو پوشیدہ رکھیں اور وہ لوگ بھی پوشیدہ رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس اپنے ولی کو نگاہِ خلق اور اپنے بندوں سے غَیبت کے پردوں میں پوشیدہ رکھے گا، اسے کوئی دیکھ نہ سکے گا جب تک کہ حضرت جبرئیلؑ امین ان کا گھوڑا ان کے سامنے پیش نہ کر دیں۔

لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا (الانفال: آیت ۴۴)

"تا کہ اللہ اس امر کا فیصلہ کر دے جو ہونے والا تھا"۔ [۱]

(205) وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيْدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

---

[۱] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۷، ح ۲۵؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۳۸؛ تبصرۃ الولی: ح ۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۴، ح ۵۲؛ نورالثقلین: جلد ۴، ص ۱۱۱، ح ۱۶ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

يَحْيَى ٱلْعَطَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَمَّوَيْهِ ٱلرَّازِيِّ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ رِزْقِ ٱللهِ عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي حَكِيمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلَامُ بِمِثْلِ مَعْنَى ٱلْحَدِيثِ ٱلْأَوَّلِ إِلَّا أَنَّهَا قَالَتْ: فَقَالَ لِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ يَا عَمَّةِ إِذَا كَانَ ٱلْيَوْمُ ٱلسَّابِعُ فَأْتِينَا فَلَمَّا أَصْبَحْتُ جِئْتُ لِأُسَلِّمَ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ وَ كَشَفْتُ عَنْهُ ٱلسِّتْرَ لِأَتَفَقَّدَ سَيِّدِي فَلَمْ أَرَهُ فَقُلْتُ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا فَعَلَ سَيِّدِي فَقَالَ يَا عَمَّةِ اسْتَوْدَعْنَاهُ ٱلَّذِي اسْتَوْدَعَتْ أُمُّ مُوسَى فَلَمَّا كَانَ ٱلْيَوْمُ ٱلسَّابِعُ جِئْتُ فَسَلَّمْتُ وَ جَلَسْتُ فَقَالَ هَلُمُّوا إِلَيَّ بِابْنِي فَجِيءَ بِسَيِّدِي وَ هُوَ فِي خِرْقَةٍ صُفْرٍ فَفَعَلَ بِهِ كَفِعْلِهِ ٱلْأَوَّلِ ثُمَّ أَدْلَى لِسَانَهُ فِي فِيهِ كَأَنَّمَا يُغَذِّيهِ لَبَناً وَ عَسَلاً ثُمَّ قَالَ تَكَلَّمْ يَا بُنَيَّ فَقَالَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ وَ ثَنَّى بِالصَّلَاةِ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَى ٱلْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلَامُ حَتَّى وَقَفَ عَلَى أَبِيهِ ثُمَّ قَرَأَ بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ وَ نُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى ٱلَّذِينَ ٱسْتُضْعِفُوا فِي ٱلْأَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَ نَجْعَلَهُمُ ٱلْوَارِثِينَ إِلَى قَوْلِهِ: مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ.

حکیمہ بنت محمدؑ سے ہی مثل حدیث اوّل کے روایت ہے یہاں تک کہ آپؑ نے بیان کیا: حضرت ابومحمدؑ نے مجھ سے فرمایا: اے پھوپھی جان! ساتویں دن پھر تشریف لائیں مگر میں دوسرے ہی دن پھر حضرت ابومحمدؑ کو سلام کے لیے گئی اور پردہ اُٹھایا کہ اپنے نومولود شہزادے کو دیکھوں مگر وہ نظر نہ آئے۔ میں نے حضرت ابومحمدؑ سے پوچھا: شہزادہ کہاں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! میں نے ان کو اس ذات کے سپرد کر دیا ہے جس کے سپرد مادرِ موسیٰؑ نے موسیٰؑ کو کیا تھا۔

جنابِ حکیمہؑ کا بیان ہے کہ ساتویں دن میں پھر حضرت ابومحمدؑ کے پاس آئی، سلام کیا اور بیٹھ گئی۔

آپؑ نے مجھ سے فرمایا: جائیے اور میرے فرزند کو میرے پاس لائیے۔

مَیں گئی اور ایک کپڑے کے پارچے میں لپیٹ کر انھیں لے آئی۔ تو آپؑ نے پھر وہی کیا جو پہلے کر چکے تھے۔ اپنی زبان ان کے دہن میں دی جیسے انھیں دودھ یا شہد پلا رہے ہوں۔

پھر فرمایا: اے فرزند! کلام کرو۔

شہزادے نے کہا: اشھد ان لا الٰہ اِلّا اللہ۔

پھر حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور حضرات محمدؐ و علیؑ اور پھر تمام آئمہؑ پر نام بنام درود بھیجتے ہوئے اپنے پدرِ بزرگوارؑ پر درود بھیج کر رُک گئے اور اس آیت کی تلاوت فرمائی:

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ (سورۂ قصص: آیت ۵-۶)

''اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے ان پر احسان کریں اور انھیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دے دیں......آخر آیت تک''۔ (سورۂ قصص: آیت ۵-۶)[1]

(206) أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ سَمِيعِ بْنِ بُنَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي ٱلدَّارِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ رَوْحٍ ٱلْأَهْوَازِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَكِيمَةَ بِمِثْلِ مَعْنَى ٱلْحَدِيثِ ٱلْأَوَّلِ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: قَالَتْ بَعَثَ إِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ لَيْلَةَ ٱلنِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ خَمْسٍ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ قَالَتْ وَ قُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ ٱللهِ مَنْ أُمُّهُ قَالَ نَرْجِسُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ فِي ٱلْيَوْمِ ٱلثَّالِثِ اشْتَدَّ شَوْقِي إِلَى وَلِيِّ ٱللهِ فَأَتَيْتُهُمْ عَائِدَةً فَبَدَأْتُ بِالْحُجْرَةِ ٱلَّتِي فِيهَا ٱلْجَارِيَةُ فَإِذَا أَنَا بِهَا جَالِسَةً فِي مَجْلِسِ ٱلْمَرْأَةِ ٱلنُّفَسَاءِ عَلَيْهَا أَثْوَابٌ صُفْرٌ وَ هِيَ مُعَصَّبَةُ ٱلرَّأْسِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهَا وَ الْتَفَتُّ إِلَى جَانِبِ ٱلْبَيْتِ وَ إِذَا بِمَهْدٍ عَلَيْهِ أَثْوَابٌ خُضْرٌ فَعَدَلْتُ إِلَى ٱلْمَهْدِ وَ رَفَعْتُ عَنْهُ ٱلْأَثْوَابَ فَإِذَا أَنَا بِوَلِيِّ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲، ح ۳؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۹۴؛ تفسیر البرہان: جلد ۳، ص ۲۱۸، ح ۴؛ مدینۃ المعاجز: ص ۵۸۶، ح ۱؛ تبصرۃ الولی: ج ۱: حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۲۲؛ کمال الدین: ص ۴۲۴، ح ۱

Scanned with CamScanner

اللهِ نَائِمٌ عَلَى قَفَاهُ غَيْرَ مَحْزُومٍ وَ لَا مَقْمُوطٍ فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ وَ جَعَلَ يَضْحَكُ وَ يُنَاجِينِي بِإِصْبَعِهِ فَتَنَاوَلْتُهُ وَ أَدْنَيْتُهُ إِلَى فَمِي لِأُقَبِّلَهُ فَشَمِمْتُ مِنْهُ رَائِحَةً مَا شَمِمْتُ قَطُّ أَطْيَبَ مِنْهَا وَ نَادَانِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَمَّتِي هَلُمِّي فَتَايَ إِلَيَّ فَتَنَاوَلَهُ وَ قَالَ يَا بُنَيَّ انْطِقْ وَ ذَكَرَ الْحَدِيثَ قَالَتْ ثُمَّ تَنَاوَلْتُهُ مِنْهُ وَ هُوَ يَقُولُ يَا بُنَيَّ أَسْتَوْدِعُكَ الَّذِي اسْتَوْدَعَتْهُ أُمُّ مُوسَى كُنْ فِي دَعَةِ اللهِ وَ سِتْرِهِ وَ كَنَفِهِ وَ جِوَارِهِ وَ قَالَ رُدِّيهِ إِلَى أُمِّهِ يَا عَمَّةِ وَ اكْتُمِي خَبَرَ هَذَا الْمَوْلُودِ عَلَيْنَا وَ لَا تُخْبِرِي بِهِ أَحَداً حَتَّى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ فَأَتَيْتُ أُمَّهُ وَ وَدَّعْتُهُمْ وَ ذَكَرَ الْحَدِيثَ إِلَى آخِرِهِ.

جنابِ حکیمہؒ بنت محمدؑ سے ہی پہلی حدیث کے معنی کے مثل روایت ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اس حدیث میں جنابِ حکیمہؒ فرماتی ہیں کہ پندرہ ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں میرے پاس کسی کو بلانے کے لیے بھیجا۔ پھر اسی حدیث میں جنابِ حکیمہؒ کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: نرجسؑ۔

پھر وہ کہتی ہیں کہ جب وہ دن آیا تو مجھے اس ولیٔ خدا (امامِ زمانہؑ) کے دیدار کا بے حد شوق ہوا۔ میں وہاں گئی اور پہلے اس کمرے میں داخل ہوئی جس میں وہ کنیز (نرجسؑ) تھی تو میں نے دیکھا کہ وہ اس طرح بیٹھی ہوئی ہے جیسے زچہ خانہ میں عورتیں بیٹھتی ہیں۔ اس کے جسم پر زرد لباس ہے، سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے سلام کیا اور کمرے کے ایک گوشے میں دیکھا تو ایک گہوارہ نظر آیا جس پر سبز رنگ کا کپڑا پڑا ہوا تھا۔ میں نے گہوارے کا رُخ کیا، اُوپر سے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ ولیٔ خدا گہوارے میں پشت کے بل (سیدھے) لیٹے ہیں کہ نہ کوئی کپڑا لپیٹا گیا ہے نہ کوئی بندش ہے۔ انھوں نے آنکھیں کھول دیں اور مسکرا کر انگلیوں کے اشارے سے مجھ سے کچھ کہا تو میں نے انھیں اُٹھا لیا اور اپنے منہ کے قریب لے گئی کہ بوسہ لوں تو ایسی عمدہ خوشبو محسوس ہوئی کہ اس سے بہتر خوشبو میں نے اپنی عمر میں کبھی نہ سونگھی تھی۔

اسی دوران حضرت ابومحمدؑ نے مجھے بلایا کہ پھوپھی جان! انھیں میرے پاس لے آیئے۔

جب میں انھیں لے کر گئی تو انھوں نے آغوش میں لے لیا اور فرمایا: اے فرزند! کچھ گفتگو کرو اور پھر باقی حدیث ذکر کی۔

پھر جنابِ حکیمہؒ نے انھیں اپنی آغوش میں لے لیا تو حضرت ابومحمدؑ نے فرمایا: اے فرزند! میں تمھیں اس ذات کے سپرد کرتا ہوں جس کے سپرد اُمِّ موسیٰؑ نے اپنے بیٹے کو کیا تھا۔ جاؤ اللہ کے حفظ و امان اور قرب و جوار میں رہو۔

پھر فرمایا: پھوپھی جان! انھیں ان کی والدہ کے حوالے کر دیجیے اور اے پھوپھی جان! ہمارے یہاں اس بچے کی ولادت کو پوشیدہ ہی رکھیے گا۔ کسی کو خبر نہ دیجیے گا جب تک کہ معینہ وقت نہ آجائے۔ پھر میں نے بچے کو ان کی والدہ کے حوالے کر دیا اور خود اپنے گھر رخصت ہوگئی اور آگے حدیث آخر تک بیان کی۔ ①

(207) وَ فِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الشُّيُوخِ أَنَّ حَكِيمَةَ حَدَّثَتْ بِهَذَا الْحَدِيثِ وَ ذَكَرَتْ: أَنَّهُ كَانَ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَ أَنَّ أُمَّهُ نَرْجِسُ وَ سَاقَتِ الْحَدِيثَ إِلَى قَوْلِهَا فَإِذَا أَنَا بِحِسِّ سَيِّدِي وَ بِصَوْتِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ هُوَ يَقُولُ يَا عَمَّتِي هَاتِي ابْنِي إِلَيَّ فَكَشَفْتُ عَنْ سَيِّدِي فَإِذَا هُوَ سَاجِدٌ مُتَلَقِّياً الْأَرْضَ بِمَسَاجِدِهِ وَ عَلَى ذِرَاعِهِ الْأَيْمَنِ مَكْتُوبٌ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقاً فَضَمَمْتُهُ إِلَيَّ فَوَجَدْتُهُ مَفْرُوغاً مِنْهُ فَلَفَفْتُهُ فِي ثَوْبٍ وَ حَمَلْتُهُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ ذَكَرُوا الْحَدِيثَ إِلَى قَوْلِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ وَ أَنَّ عَلِيّاً أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ حَقّاً ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَعُدُّ السَّادَةَ الْأَوْصِيَاءَ إِلَى أَنْ بَلَغَ إِلَى نَفْسِهِ وَ دَعَا لِأَوْلِيَائِهِ بِالْفَرَجِ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ أَحْجَمَ وَ قَالَتْ ثُمَّ رُفِعَ بَيْنِي وَ بَيْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَالْحِجَابِ فَلَمْ أَرَ سَيِّدِي فَقُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ يَا سَيِّدِي أَيْنَ مَوْلَايَ فَقَالَ أَخَذَهُ مَنْ هُوَ أَحَقُّ مِنْكِ وَ مِنَّا ثُمَّ ذَكَرُوا

① بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۱۹، ح ۲۶؛ تبصرۃ الولی: ح ۱۸ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

اَلْحَدِیثَ بِتَمَامِهِ وَ زَادُوا فِیهِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَرْبَعِینَ یَوماً دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا مَوْلَانَا اَلصَّاحِبُ یَمْشِي فِي اَلدَّارِ فَلَمْ أَرَ وَجْهاً أَحْسَنَ مِنْ وَجْهِهِ وَ لَا لُغَةً أَفْصَحَ مِنْ لُغَتِهِ فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ هٰذَا اَلْمَوْلُودُ اَلْكَرِیمُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَقُلْتُ سَیِّدِي أَرَى مِنْ أَمْرِهِ مَا أَرَى وَ لَهُ أَرْبَعُونَ یَوماً فَتَبَسَّمَ وَ قَالَ یَا عَمَّتِي أَمَا عَلِمْتِ أَنَّا مَعَاشِرَ اَلْأَئِمَّةِ نَنْشَأُ فِي اَلْیَوْمِ مَا یَنْشَأُ غَیْرُنَا فِي اَلسَّنَةِ فَقُمْتُ فَقَبَّلْتُ رَأْسَهُ وَ اِنْصَرَفْتُ ثُمَّ عُدْتُ وَ تَفَقَّدْتُهُ فَلَمْ أَرَهُ فَقُلْتُ لِأَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا فَعَلَ مَوْلَانَا فَقَالَ یَا عَمَّةِ اِسْتَوْدَعْنَاهُ اَلَّذِي اِسْتَوْدَعَتْ أُمُّ مُوسَى.

دوسری روایت میں شیوخ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ جنابِ حکیمہؑ نے یہ حدیث ہم لوگوں سے بیان کی اور کہا کہ وہ پندرہ شعبان کی شب تھی اور یہ کہ ان کی والدہ کا نام نرجسؑ تھا اور اس کے بعد ولادت کا حال بیان کرتے ہوئے کہا: پھر میں نے اپنے مولاؑ (امامِ زمانہؑ) کی حس وحرکت محسوس کی تو امام ابومحمدؑ نے آواز دی کہ اے پھوپھی جان! میرے فرزند کو میرے پاس لایئے۔

جب میں نے ان کا پردہ ہٹایا تو دیکھا کہ وہ اپنے اعضائے سجدہ زمین پر رکھے ہوئے محوِ سجدہ ہیں اور ان کے داہنے بازو پر یہ تحریر دیکھی:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴿۸۱﴾ (بنی اسرائیل: آیت ۸۱)

''حق آگیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی والا ہے''۔

پھر میں نے انھیں آغوش میں لے لیا اور حضرت ابومحمدؑ کے پاس گئی۔ اور آگے وہی حدیث ذکر کی یہاں تک کہ کہا: انھوں نے کلام کیا اور کہا:

اشهد ان لا اله الا الله وانّ محمداً رسول الله وان عليًا امیر المومنین حقًّا

اس کے بعد تمام آئمہؑ اور اوصیاء کے ایک ایک کر کے نام لیتے رہے یہاں تک کہ اپنا نام بھی لیا اور دُعا کی کہ اللہ میرے ذریعے کشادگی لائے۔

جنابِ حکیمہؑ کہتی ہیں کہ پھر میرے اور حضرت ابومحمدؑ کے درمیان جیسے کوئی پردہ حائل ہو گیا ہو اور وہ مولود نظر نہ آئے۔

میں نے حضرت ابومحمدؑ سے پوچھا: مولاؑ! وہ شہزادہ کہاں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: انھیں وہی لے گیا جس کا ان پر مجھ سے زیادہ حق ہے اور آپؑ سے بھی زیادہ حق ہے۔ پھر وہی حدیث آخر تک ذکر کی البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ: جب ولادت کو چالیس دن گزر گئے تو میں حضرت ابومحمدؑ کے پاس آئی تو دیکھا کہ حضرت امامِ زمانہؑ گھر میں چل پھر رہے ہیں۔ نہ ان کے چہرہ سے زیادہ حسین کوئی چہرہ دیکھا گیا اور نہ ان سے زیادہ فصیح کسی کی گفتگو سنی گئی تھی۔

حضرت ابومحمدؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! یہ مولود اللہ کے نزدیک بہت مکرم ہے۔

میں نے عرض کیا: میرے آقا! ان کا حال تو ئیں اپنے سامنے دیکھ رہی ہوں کہ یہ ابھی تو صرف چالیس روز کے مولود ہیں۔

یہ سن کر آپؑ مسکرائے اور فرمایا: پھوپھی جان! کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم گروہِ ائمہؑ ایک دن میں اتنے بڑے ہو جاتے ہیں جتنے دوسرے بچے سال بھر میں بڑے ہوتے ہیں۔

پھر میں نے اُٹھ کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور واپس آ گئی۔ جب دوبارہ آپؑ کے گھر گئی اور اِدھر اُدھر دیکھا تو صاحب الزمانؑ کو نہ پایا۔

میں نے حضرت ابومحمدؑ سے پوچھا: ہمارے شہزادے کہاں ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! میں نے انھیں اس ذات کے سپرد کر دیا ہے جس کی سپردگی میں مادرِ موسیٰؑ نے اپنے بیٹے جنابِ موسیٰؑ کو دیا تھا۔ [1]

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۹، ح ۲۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۲، ح ۹۰؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۲۹؛ تبصرۃ الولی: ح ۷: مدینۃ المعاجز: ص ۵۸۸، ح ۴؛ الھدایۃ الکبریٰ: ص ۷۰؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۱۸؛ عیون المعجزات: ص ۱۳۹

Scanned with CamScanner

(208) أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ بِلاَلِ بْنِ دَاوُدَ ٱلْكَاتِبُ: وَ كَانَ عَامِّيّاً بِمَحَلٍّ مِنَ ٱلنَّصْبِ لِأَهْلِ ٱلْبَيْتِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلاَمُ يُظْهِرُ ذٰلِكَ وَلاَ يَكْتُمُهُ وَ كَانَ صَدِيقاً لِي يُظْهِرُ مَوَدَّةً بِمَا فِيهِ مِنْ طَبْعِ أَهْلِ ٱلْعِرَاقِ فَيَقُولُ كُلَّمَا لَقِيَنِي لَكَ عِنْدِي خَبَرٌ تَفْرَحُ بِهِ وَ لاَ أُخْبِرُكَ بِهِ فَأَتَغَافَلُ عَنْهُ إِلَى أَنْ جَمَعَنِي وَ إِيَّاهُ مَوْضِعُ خَلْوَةٍ فَاسْتَقْصَيْتُ عَنْهُ وَ سَأَلْتُهُ أَنْ يُخْبِرَنِي بِهِ فَقَالَ. كَانَتْ دُورُنَا بِسُرَّ مَنْ رَأَى مُقَابِلَ دَارِ ٱبْنِ ٱلرِّضَا يَعْنِي أَبَا مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلاَمُ فَغِبْتُ عَنْهَا دَهْراً طَوِيلاً إِلَى قَزْوِينَ وَ غَيْرِهَا ثُمَّ قَضَى لِيَ ٱلرُّجُوعُ إِلَيْهَا فَلَمَّا وَافَيْتُهَا وَ قَدْ كُنْتُ فَقَدْتُ جَمِيعَ مَنْ خَلَّفْتُهُ مِنْ أَهْلِي وَ قَرَابَاتِي إِلَّا عَجُوزاً كَانَتْ رَبَّتْنِي وَلَهَا بِنْتٌ مَعَهَا وَ كَانَتْ مِنْ طَبْعِ ٱلْأَوَّلِ مَسْتُورَةً صَائِنَةً لاَ تُحْسِنُ ٱلْكَذِبَ وَ كَذٰلِكَ مَوَالِيَاتٌ لَنَا بَقِينَ فِي ٱلدَّارِ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُنَّ أَيَّاماً ثُمَّ عَزَمْتُ ٱلْخُرُوجَ فَقَالَتِ ٱلْعَجُوزَةُ كَيْفَ تَسْتَعْجِلُ ٱلاِنْصِرَافَ وَ قَدْ غِبْتَ زَمَاناً فَأَقِمْ عِنْدَنَا لِنَفْرَحَ بِمَكَانِكَ فَقُلْتُ لَهَا عَلَى جِهَةِ ٱلْهُزْءِ أُرِيدُ أَنْ أَصِيرَ إِلَى كَرْبَلاَءَ وَ كَانَ ٱلنَّاسُ لِلْخُرُوجِ فِي ٱلنِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ أَوْ لِيَوْمِ عَرَفَةَ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ أُعِيذُكَ بِاللّٰهِ أَنْ تَسْتَهِينَ مَا ذَكَرْتَ أَوْ تَقُولَهُ عَلَى وَجْهِ ٱلْهُزْءِ فَإِنِّي أُحَدِّثُكَ بِمَا رَأَيْتُهُ يَعْنِي بَعْدَ خُرُوجِكَ مِنْ عِنْدِنَا بِسَنَتَيْنِ. كُنْتُ فِي هٰذَا ٱلْبَيْتِ نَائِمَةً بِالْقُرْبِ مِنَ ٱلدِّهْلِيزِ وَ مَعِي ٱبْنَتِي وَ أَنَا بَيْنَ ٱلنَّائِمَةِ وَ ٱلْيَقْظَانَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ حَسَنُ ٱلْوَجْهِ نَظِيفُ ٱلثِّيَابِ طَيِّبُ ٱلرَّائِحَةِ فَقَالَ يَا فُلاَنَةُ يَجِيئُكِ ٱلسَّاعَةَ مَنْ يَدْعُوكِ فِي ٱلْجِيرَانِ فَلاَ تَمْتَنِعِي مِنَ ٱلذَّهَابِ مَعَهُ وَ لاَ تَخَافِي فَفَزِعْتُ فَنَادَيْتُ ٱبْنَتِي وَ قُلْتُ لَهَا هَلْ شَعَرْتِ بِأَحَدٍ دَخَلَ ٱلْبَيْتَ فَقَالَتْ لاَ فَذَكَرْتُ ٱللّٰهَ وَ قَرَأْتُ وَ نِمْتُ فَجَاءَ ٱلرَّجُلُ بِعَيْنِهِ وَ قَالَ لِي مِثْلَ قَوْلِهِ فَفَزِعْتُ وَ صِحْتُ بِابْنَتِي

فَقَالَتْ لَمْ يَدْخُلِ ٱلْبَيْتَ [أَحَدٌ] فَاذْكُرِي ٱللّٰهَ وَلاَ تَفْزَعِي فَقَرَأْتُ وَ نِمْتُ. فَلَمَّا كَانَ فِي [ٱللَّيْلَةِ] ٱلثَّالِثَةِ جَاءَ ٱلرَّجُلُ وَ قَالَ يَا فُلاَنَةُ قَدْ جَاءَكِ مَنْ يَدْعُوكِ وَ يَقْرَعُ ٱلْبَابَ فَاذْهَبِي مَعَهُ وَ سَمِعْتُ دَقَّ ٱلْبَابِ فَقُمْتُ وَرَاءَ ٱلْبَابِ وَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالَ ٱفْتَحِي وَلاَ تَخَافِي فَعَرَفْتُ كَلاَمَهُ وَ فَتَحْتُ ٱلْبَابَ فَإِذَا خَادِمٌ مَعَهُ إِزَارٌ فَقَالَ يَحْتَاجُ إِلَيْكِ بَعْضُ ٱلْجِيرَانِ لِحَاجَةٍ مُهِمَّةٍ فَادْخُلِي وَ لَفَّ رَأْسِي بِالْمُلاَءَةِ وَ أَدْخَلَنِي ٱلدَّارَ وَ أَنَا أَعْرِفُهَا فَإِذَا بِشِقَاقٍ مَشْدُودَةٍ وَسَطَ ٱلدَّارِ وَ رَجُلٌ قَاعِدٌ بِجَنْبِ ٱلشِّقَاقِ فَرَفَعَ ٱلْخَادِمُ طَرَفَهُ فَدَخَلْتُ وَ إِذَا ٱمْرَأَةٌ قَدْ أَخَذَهَا ٱلطَّلْقُ وَ ٱمْرَأَةٌ قَاعِدَةٌ خَلْفَهَا كَأَنَّهَا تَقْبَلُهَا. فَقَالَتِ ٱلْمَرْأَةُ تُعِينُنَا فِيمَا نَحْنُ فِيهِ فَعَالَجْتُهَا بِمَا يُعَالَجُ بِهِ مِثْلُهَا فَمَا كَانَ إِلَّا قَلِيلاً حَتَّى سَقَطَ غُلاَمٌ فَأَخَذْتُهُ عَلَى كَفِّي وَ صِحْتُ غُلاَمٌ غُلاَمٌ وَ أَخْرَجْتُ رَأْسِي مِنْ طَرَفِ ٱلشِّقَاقِ أُبَشِّرُ ٱلرَّجُلَ ٱلْقَاعِدَ فَقِيلَ لِي لاَ تَصِيحِي فَلَمَّا رَدَدْتُ وَجْهِي إِلَى ٱلْغُلاَمِ قَدْ كُنْتُ فَقَدْتُهُ مِنْ كَفِّي فَقَالَتْ لِيَ ٱلْمَرْأَةُ ٱلْقَاعِدَةُ لاَ تَصِيحِي وَ أَخَذَ ٱلْخَادِمُ بِيَدِي وَ لَفَّ رَأْسِي بِالْمُلاَءَةِ وَ أَخْرَجَنِي مِنَ ٱلدَّارِ وَ رَدَّنِي إِلَى دَارِي وَ نَاوَلَنِي صُرَّةً وَ قَالَ [لِي] لاَ تُخْبِرِي بِمَا رَأَيْتِ أَحَداً. فَدَخَلْتُ ٱلدَّارَ وَ رَجَعْتُ إِلَى فِرَاشِي فِي هٰذَا ٱلْبَيْتِ وَ ٱبْنَتِي نَائِمَةٌ [بَعْدُ] فَأَنْبَهْتُهَا وَ سَأَلْتُهَا هَلْ عَلِمْتِ بِخُرُوجِي وَ رُجُوعِي فَقَالَتْ لاَ وَ فَتَحْتُ ٱلصُّرَّةَ فِي ذٰلِكَ ٱلْوَقْتِ وَ إِذَا فِيهَا عَشَرَةُ دَنَانِيرَ عَدَداً وَ مَا أَخْبَرْتُ بِهٰذَا أَحَداً إِلَّا فِي هٰذَا ٱلْوَقْتِ لَمَّا تَكَلَّمْتَ بِهٰذَا ٱلْكَلاَمِ عَلَى حَدِّ ٱلْهُزْءِ فَحَدَّثْتُكَ إِشْفَاقاً عَلَيْكَ فَإِنَّ لِهٰؤُلاَءِ ٱلْقَوْمِ عِنْدَ ٱللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ شَأْناً وَ مَنْزِلَةً وَ كُلُّ مَا يَدَّعُونَهُ حَقٌّ قَالَ. فَعَجِبْتُ مِنْ قَوْلِهَا وَ صَرَفْتُهُ إِلَى ٱلسُّخْرِيَّةِ وَ ٱلْهُزْءِ وَ لَمْ أَسْأَلْهَا عَنِ ٱلْوَقْتِ غَيْرَ أَنِّي أَعْلَمُ يَقِيناً أَنِّي غِبْتُ عَنْهُمْ فِي سَنَةِ نَيِّفٍ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ وَ رَجَعْتُ إِلَى سُرَّ مَنْ رَأَى فِي وَقْتٍ

Scanned with CamScanner

أَخْبَرَتْنِي الْعَجُوزَةُ بِهٰذَا الْخَبَرِ فِي سَنَةِ إِحْدَى وَ ثَمَانِينَ وَ مِائَتَيْنِ فِي وِزَارَةِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ سُلَيْمَانَ لَمَّا قَصَدْتُهُ. قَالَ حَنْظَلَةُ فَدَعَوْتُ بِأَبِي الْفَرَجِ الْمُظَفَّرِ بْنِ أَحْمَدَ حَتَّى سَمِعَ مَعِي (مِنْهُ) هٰذَا الْخَبَرَ.

حنظلہ بن زکریا سے روایت ہے کہ مجھے احمد بن بلال بن داؤد کاتب نے بیان کیا، وہ دشمنی اہلِ بیتؑ کی اس منزل پر تھا کہ اپنی دشمنی کو چھپاتا نہ تھا بلکہ اس کا اظہار کرتا تھا۔ اس سے میری دوستی تھی اور عراقیوں کی فطرت کے مطابق وہ مجھ سے دوستی کا اظہار کیا کرتا تھا۔ جب بھی اس سے میری ملاقات ہوتی تھی تو وہ کہتا کہ میرے پاس ایک روایت ہے کہ اگر تم سنو گے تو خوش ہوجاؤ گے، مگر تمھیں نہیں سناؤں گا۔ میں بھی اس سے اپنی عدم دلچسپی ظاہر کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اتفاق سے ہم دونوں تنہائی میں ایک مقام پر جمع ہوئے تو میں نے باتوں ہی باتوں میں اس روایت کے متعلق دریافت کیا۔

اس نے کہا: ہم لوگوں کے کچھ گھر سرمن رائے میں ابن رضاؑ یعنی حضرت ابومحمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام کے گھر کے سامنے تھے۔ میں ایک عرصہ دراز کے لیے وہاں سے غائب رہا اور قزوین وغیرہ چلا گیا۔ پھر مجھے تقدیراً آنا پڑا۔ جب میں وہاں آیا تو اپنے خاندان کے جن افراد کو چھوڑ گیا تھا وہ سب مر چکے تھے۔ بس ایک ضعیفہ حیات تھی جس نے میری پرورش کی تھی اور اس کی ایک بیٹی تھی۔ وہ شروع ہی سے بڑی پردہ دار تھی اور جھوٹ کو پسند نہ کرتی تھی۔ اسی طرح ہماری چند خادمائیں تھیں جو اس گھر میں رہتی تھیں میں ان سب کے پاس چند دن رہا۔ جب وہاں سے چلنے کا ارادہ کیا تو اس ضعیفہ نے کہا کہ واپسی کی اتنی کیا جلدی ہے۔ ایک عرصے کے بعد آئے تو چند دن اور قیام کرو تا کہ ہم لوگ بھی خوش ہولیں۔

میں نے ازراہِ مزاح کہہ دیا کہ میرا ارادہ کربلا جانے کا ہے اور اس وقت لوگ پندرہ شعبان یا یومِ عرفہ کے لیے وہاں جا بھی رہے تھے۔

ضعیفہ نے کہا: نعوذ باللہ! اگر تم نے یہ توہین کے لیے کہا یا مزاحاً کہا۔ بہرحال سنو! تمھارے جانے کے دو سال بعد کا ایک واقعہ ہے جس کا میں نے خود مشاہدہ کیا ہے۔

ایک رات کو میں اسی گھر میں ڈیوڑھی کے پاس اپنی لڑکی کے ساتھ سو رہی تھی۔ ابھی میں

نیم خوابیدہ تھی کہ ایک شخص حسین وجمیل صاف ستھرے لباس میں خوشبو سے معطر میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اے فلاں! پڑوس میں سے ایک شخص تجھے بلانے آئے گا، انکار نہ کرنا، ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

یہ سن کر میں ڈر گئی اور اپنی لڑکی کو آواز دی اور کہا: کیا تجھے بھی محسوس ہوا ہے کہ کوئی شخص گھر میں آیا ہے؟

اس نے کہا: نہیں۔

پھر میں نے اللہ کا ذکر شروع کیا اور چند سورتوں کی تلاوت کی اور سو گئی۔ اتنے میں پھر وہی شخص آیا اور وہی جملہ دُہرایا تو اب مجھے مزید ڈر محسوس ہوا اور قدرے بلند آواز سے اپنی بیٹی کو آواز دی تو اس نے کہا: گھر میں کوئی نہیں آیا، اللہ کو یاد کریں اور سو جائیں ڈریں نہیں۔

میں نے چند سورتوں کی تلاوت کی۔ پھر سو گئی۔ تیسری مرتبہ وہی شخص پھر آیا اور کہنے لگا: اے فلاں! تجھے بلانے والا آ گیا ہے اور دروازہ کھٹکھٹانے والا ہے تو اس کے ساتھ چلی جانا۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی اور میں دروازے کے پیچھے جا کر کھڑی ہوگئی اور پوچھا: کون ہے؟

آنے والے نے کہا: دروازہ کھولو، ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔

میں نے اس کی آواز کو پہچان کر دروازہ کھول دیا۔ یہ آنے والا ایک خادم تھا۔

اس نے کہا: ایک پڑوسی کے یہاں تمھاری سخت ضرورت ہے، فوراً چلو۔

یہ کہہ کر اس نے میرے سر پر چادر اُوڑھائی اور اپنے ہمراہ پڑوسی کے گھر لے گیا۔ میں ان گھر والوں کو جانتی اور پہچانتی تھی۔ جب میں گھر میں داخل ہوئی تو دیکھا کہ گھر کے وسط میں بڑے پردے لٹکے ہوئے ہیں اور پردے کے پہلو میں ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ خادم نے پردے کا ایک گوشہ اُٹھایا اور میں اندر داخل ہوگئی۔ دیکھا کہ ایک عورت دردِزہ میں مبتلا ہے اور دوسری عورت اس کے پیچھے ہے۔ گویا وہ اس کی قابلہ ہے۔ اس نے کہا: آؤ میری مدد کرو۔ چنانچہ ایسے موقع پر جو مدد کی جا سکتی تھی میں نے کی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک بچہ تولد ہوا۔ میں نے بچے کو اپنے ہاتھوں پر لیا اور چلا کر کہا: لڑکا لڑکا۔ پھر اپنا سر پردے سے نکالا تا کہ پردے سے باہر بیٹھے ہوئے شخص کو خوشخبری سنا دوں۔

Scanned with CamScanner

انھوں نے کہا: شور نہ کرو۔

اب میں نے اپنا منہ پردے کے اندر کیا تو دیکھا کہ بچہ میرے ہاتھوں سے غائب ہے اور وہ عورت کہہ رہی ہے کہ خاموش رہو، شور نہ کرو۔ اس کے بعد خادم نے میرا ہاتھ پکڑا، میرے سر چادر سے لپیٹا، باہر لے آیا اور مجھے میرے گھر پہنچا دیا اور تھیلی دیتے ہوئے کہا: تم نے جو کچھ دیکھا ہے خبردار! کسی کو نہ بتانا۔ پس میں گھر میں آکر اپنے بستر پر پہنچی۔ میری لڑکی سو رہی تھی۔ میں نے اسے بیدار کیا اور کہا: تجھے معلوم بھی ہے کہ میں باہر گئی تھی اور واپس بھی آگئی ہوں۔

اس نے کہا: مجھے تو معلوم نہیں ہے۔

پھر میں نے اس تھیلی کو کھولا تو اس میں دینار تھے۔ یہ قصہ آج تک میں نے کسی سے بیان نہیں کیا۔ اس وقت بھی تجھ سے اس لیے بیان کیا ہے کہ تم مذق اُڑاتے ہوئے یہ باتیں کہہ رہے تھے۔ اس لیے میں نے تم پر بر بنائے شفقت یہ قصہ سنا دیا۔ دیکھو! یہ گھرانہ وہ ہے کہ اللہ کے نزدیک بڑی شان اور منزلت ہے۔

(احمد بن بلال نے) کہا: مجھے اس عورت کی باتوں پر حیرت ضرور ہوئی مگر میں نے اسے تمسخر اور مزاح میں بدل دیا اور یہ نہ پوچھا کہ یہ کس زمانے کا واقعہ ہے۔ مجھے خود یہ یقیناً یاد ہے کہ میں یہاں سے ۲۵۰ ہجری سے کچھ زائد پر غائب ہوا تھا اور ۲۸۱ ہجری کے اندر عبداللہ بن سلیمان کے دورِ وزارت میں جب سرمن رائے میں آیا تب اس ضعیفہ نے مجھے یہ قصہ سنایا۔

حنظلہ کا بیان ہے کہ پھر میں نے ابوالفرج مظفر بن احمد کو بھی بلا لیا تاکہ میرے ساتھ وہ بھی یہ قصہ سن لے۔ [1]

(209) مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: اِجْتَمَعْتُ وَ الشَّيْخُ أَبُو عَمْرٍو عِنْدَ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ الْأَشْعَرِيِّ فَغَمَزَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ الْخَلَفِ.

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۰، ح ۲۸؛ تبصرۃ الولی: ح ۹؛ مدینۃ المعاجز: ص ۵۹۲، ح ۱۳؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۴۰

فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنِّي لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ وَ مَا أَنَا بِشَاكٍّ فِيمَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهُ فَإِنَّ اعْتِقَادِي وَ دِينِي أَنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ إِلَّا إِذَا كَانَ قَبْلَ الْقِيَامَةِ بِأَرْبَعِينَ يَوْماً (رُفِعَ الْحُجَّةُ وَ غُلِقَ بَابُ التَّوْبَةِ) لَا يَنْفَعُ نَفْساً إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْراً فَأُولَئِكَ مِنْ شِرَارِ (مَنْ) خَلَقَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ وَ هُمُ الَّذِينَ تَقُومُ عَلَيْهِمُ الْقِيَامَةُ. وَ لَكِنْ أَحْبَبْتُ أَنْ أَزْدَادَ يَقِيناً فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ رَبَّهُ أَنْ يُرِيَهُ كَيْفَ يُحْيِي الْمَوْتَى قَالَ أَ وَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي. وَقَدْ أَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا الْحَسَنِ صَاحِبَ الْعَسْكَرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ: مَنْ أُعَامِلُ وَ عَمَّنْ آخُذُ وَ قَوْلَ مَنْ أَقْبَلُ فَقَالَ (لَهُ) الْعَمْرِيُّ ثِقَتِي فَمَا أَدَّى إِلَيْكَ فَعَنِّي يُؤَدِّي وَ مَا قَالَ لَكَ فَعَنِّي يَقُولُ فَاسْمَعْ لَهُ وَ أَطِعْ فَإِنَّهُ الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ. وَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ مِثْلِ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ الْعَمْرِيُّ وَ ابْنُهُ ثِقَتَانِ فَمَا أَدَّيَا إِلَيْكَ فَعَنِّي يُؤَدِّيَانِ وَ مَا قَالَا فَعَنِّي يَقُولَانِ فَاسْمَعْ لَهُمَا وَ أَطِعْهُمَا فَإِنَّهُمَا الثِّقَتَانِ الْمَأْمُونَانِ فَهَذَا قَوْلُ إِمَامَيْنِ قَدْ مَضَيَا فِيكَ. قَالَ فَخَرَّ أَبُو عَمْرٍو سَاجِداً وَ بَكَى ثُمَّ قَالَ سَلْ حَاجَتَكَ فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ رَأَيْتَ الْخَلَفَ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِي وَ اللهِ وَ رَقَبَتُهُ مِثْلُ هَذَا وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ فَقُلْتُ بَقِيَتْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ هَاتِ قُلْتُ الِاسْمُ قَالَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ أَنْ تَسْأَلُوا عَنْ ذَلِكَ وَ لَا أَقُولُ هَذَا مِنْ عِنْدِي فَلَيْسَ لِي أَنْ أُحَلِّلَ وَ لَا أُحَرِّمَ وَ لَكِنْ عَنْهُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فَإِنَّ الْأَمْرَ عِنْدَ السُّلْطَانِ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَضَى وَ لَمْ يُخَلِّفْ وَلَداً وَ قَسَّمَ مِيرَاثَهُ وَ أَخَذَ مَنْ لَا حَقَّ لَهُ فَصَبَرَ عَلَى ذَلِكَ وَ هُوَ ذَا عُمَّالُهُ يَجُولُونَ فَلَيْسَ أَحَدٌ يَجْسُرُ أَنْ يَتَقَرَّبَ إِلَيْهِمْ وَ يَسْأَلَهُمْ شَيْئًا وَ إِذَا وَقَعَ الِاسْمُ وَقَعَ الطَّلَبُ فَاللهَ اللهَ اتَّقُوا اللهَ وَ

Scanned with CamScanner

أَمْسِكُوا عَنْ ذٰلِكَ.

عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے کہ میں اور شیخ ابوعمرو (دونوں) احمد بن اسحاق بن سعد اشعری کے پاس جمع ہوئے۔ انھوں نے اپنی آنکھ سے اشارہ کیا کہ میں اس سے امام حسن عسکری علیہ السلام کے جانشین کے بارے میں پوچھوں۔

پس میں نے اس سے کہا: اے ابوعمرو! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں اور بے شک میرا اعتقاد اور میرا دین یہی ہے کہ زمین حجتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتی مگر قیامت سے قبل چالیس روز جب حجتِ خدا رفع ہوجائے گی اور توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔

لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا (الانعام: آیت ۱۵۸) ۔

"پھر کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا، جب تک کہ پہلے سے ایمان نہ لایا ہوگا اور ایمان کے ساتھ نیک اعمال نہ کیے ہوں گے"۔ [1]

اسے لوگ مخلوقِ خدا میں اشرار ہوں گے اور انھی پر قیامت قائم ہوگی لیکن میں یقین میں زیادتی چاہتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ربّ سے سوال کیا تھا کہ مجھے دکھا دے کہ کیسے مُردوں کو زندہ کرتا ہے:

ارشادِ خداوندی ہوا:

اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۔ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ ۔ (سورۂ بقرہ: ۲۶۰)

"کیا تمھارا ایمان نہیں ہے۔ عرض کیا: ایمان تو ہے لیکن اپنے دل کا اطمینان چاہتا ہوں"۔

اور مجھے خبر دی ہے ابوعلی احمد بن اسحاق نے کہ میں نے امام ابوالحسن (علی نقی عسکریؑ) سے پوچھا: میں کس شخص کے حکم پر عمل کروں، کس سے اخذ کروں اور کس کے قول کو قبول کروں؟

آپؑ نے فرمایا: عمری میرا ثقہ شخص ہے جو بات وہ میری طرف سے پہنچائے۔ وہ میری ہی بات ہوگی اور جو کچھ تجھ سے کہے وہ میری ہی طرف سے ہوگا۔ پس تم اسے سنو اور اس کی

[1] سورۂ انعام آیت ۱۵۸ کی طرف اشارہ ہے۔ اس آیت میں اسی مفہوم کا ذکر ہوا ہے۔

اطاعت کرو اور وہ ثقہ اور مامون ہے اور مجھے ابوعلی نے یہ بھی بتایا کہ ایسا ہی سوال انھوں نے امام ابومحمد (حسن عسکریؑ) سے بھی کیا تھا تو انھوں نے بھی یہی فرمایا کہ عمری اور اس کا بیٹا دونوں ثقہ ہیں۔ پس جو بھی وہ تمھیں پہنچائیں تو وہ میری طرف سے ہوگا اور جو کچھ وہ بیان کریں وہ میری ہی طرف سے ہوگا۔ پس ان کو سنو اور ان دونوں کی اطاعت کرو۔ وہ دونوں ثقہ مامون ہیں۔ پس یہ قول تمھارے بارے میں دو اماموں کا ہے۔

یہ سن کر ابوعمرو سجدے میں گر پڑے اور روئے اور فرمایا: پوچھو۔

میں نے کہا: کیا امام ابومحمدؑ (عسکریؑ) کے جانشین کو دیکھا ہے؟

فرمایا: خدا کی قسم! ان کی گردن اس طرح کی ہے اور اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے۔

میں نے کہا: اب ایک سوال باقی رہ گیا ہے۔

انھوں نے کہا: وہ بیان کرو۔

میں نے کہا: ان کا نام بتا دیجیے۔

انھوں نے کہا: اس کے متعلق پوچھنا تمھارے لیے حرام ہے۔

میں کسی امر کے متعلق نہیں کہتا کہ میری طرف سے ہے۔ میں خود نہ کسی چیز کو حلال کرتا ہوں نہ حرام بلکہ جو کہتا ہوں وہ امامؑ کی طرف سے ہے۔ اس امر میں بادشاہ جابر کا خوف ہے۔ لوگوں نے بیان کر دیا کہ امام حسن عسکری علیہ السلام شہید ہوگئے درآنحالیکہ ان کا کوئی بیٹا نہیں۔ پس ان کی میراث تقسیم ہوگئی اور وہ اس شخص (جعفر کذاب) کو مل گئی جس کا اس میں کوئی حصہ نہیں اور حال یہ ہے کہ امام حسن عسکری علیہ السلام کے عیال لوگوں میں گشت کرتے پھرتے ہیں اور کسی کو یہ جرأت نہیں کہ ان کا تعارف کرا دے یا ان کو کچھ دے دے۔ اگر بادشاہ جابر کو ان کا پتہ چل جائے تو فوراً بلائے۔ پس اس سوال سے باز رہو اور ان کا نام نہ پوچھو۔ [1]

(210) وَرُوِيَ: أَنَّ بَعْضَ أَخَوَاتِ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ لَهَا جَارِيَةٌ رَبَّتْهَا تُسَمَّى نَرْجِسَ فَلَمَّا كَبِرَتْ دَخَلَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ

[1] الکافی: جلد۱، ص ۳۲۹، ح۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۹۶؛ حلیۃ الابرار: ص ۶۸۷؛ تبصرۃ الولی: ح۲۱؛ وسائل الشیعہ: جلد۱۸، ص۹۹، ح۴ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

السَّلَامُ فَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهُ أَرَاكَ يَا سَيِّدِي تَنْظُرُ إِلَيْهَا فَقَالَ إِنِّي مَا نَظَرْتُ إِلَيْهَا إِلَّا مُتَعَجِّباً أَمَا إِنَّ الْمَوْلُودَ الْكَرِيمَ عَلَى اللهِ تَعَالَى يَكُونُ مِنْهَا ثُمَّ أَمَرَهَا أَنْ تَسْتَأْذِنَ أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي دَفْعِهَا إِلَيْهِ فَفَعَلَتْ فَأَمَرَهَا بِذٰلِكَ.

اور روایت کیا گیا ہے کہ امام ابوالحسن (علی نقی علیہ السلام) کی بہنوں میں سے کسی ایک کی کنیز کا نام نرجسؑ تھا جس کی پرورش انھوں نے بچپن ہی سے کی تھی۔ جب وہ بڑی ہوئی تو ایک دن امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام اپنی پھوپھی کے پاس آئے اور اس کنیز کو دیکھا۔

پھوپھی نے کہا: اے میرے سیّد و سردار! میں دیکھ رہی ہوں کہ تم اس کنیز کو غور سے دیکھ رہے ہو۔

آپؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! میں اس کو تعجب خیز نظروں سے اس لیے دیکھ رہا ہوں کہ وہ مولود اللہ کے نزدیک بڑا اکرم ہے۔ وہ اسی کے بطن سے تولد ہوگا۔ آپ میرے پدرِ بزرگوار ابوالحسنؑ سے اس کنیز کو ہمیں عطا کرنے کی اجازت حاصل کردیں۔

جب انھوں نے اجازت مانگی تو آپؑ نے اس کی اجازت دے دی۔ [1]

(211) وَرَوَى عَلَّانٌ الْكُلَيْنِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ النَّيْشَابُورِيِّ الدَّقَّاقِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ عَنِ السَّيَّارِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي نَسِيمُ وَ مَارِيَةُ قَالَتْ: لَمَّا خَرَجَ صَاحِبُ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ سَقَطَ جَاثِياً عَلَى رُكْبَتَيْهِ رَافِعاً سَبَّابَتَهُ نَحْوَ السَّمَاءِ ثُمَّ عَطَسَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ عَبْداً دَاخِراً لِلّٰهِ غَيْرُ مُسْتَنْكِفٍ وَلَا مُسْتَكْبِرٍ ثُمَّ قَالَ زَعَمَتِ الظَّلَمَةُ أَنَّ حُجَّةَ اللهِ دَاحِضَةٌ وَلَوْ أُذِنَ لَنَا فِي الْكَلَامِ لَزَالَ الشَّكُّ.

---

[1] بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۲۲، ح ۲۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۴، ح ۵۳؛ تبصرۃ الولی: ح۲؛ مدینۃ المعاجز: ص۵۸۶، ح۳؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۲۴؛ کمال الدین: ص۴۲۶، ح۲؛ عیون المعجزات: ص۱۳۸؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۵۷

نسیم و ماریہ (دونوں کنیزوں) سے روایت ہے کہ جب امام زمانہ علیہ السلام بطنِ مادر سے پیدا ہوئے تو آپؑ نے دونوں گھٹنوں کو زمین پر ٹیک دیا اور اپنے دونوں انگوٹھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ پھر آپؑ نے چھینک لی اور فرمایا:

الحمدلِلّٰہ رب العالمین وصلی اللہ علی محمد وآلہ عبداً داخرًا لِلّٰہِ غیر مستنکف ولا مستکبر

''تمام کائنات کے پالنے والے کا شکر اور اللہ کی رحمت محمدؐ و آلِ محمدؐ پر ہو''۔

پھر فرمایا:

زعمت الظلمۃ ان حجۃ اللہ داحضۃ ولو اذن لنا فی الکلام لزال الشك

''ظالم گمان کرتے ہیں کہ اللہ کی حجت باطل ہوگئی لیکن اگر ہمیں اجازت ہوتی تو ہم ان کے شک کو زائل کردیتے''۔ [1]

(212) وَ رَوَى عَلَّانٌ بِإِسْنَادِهِ: أَنَّ السَّيِّدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وُلِدَ فِي سَنَةِ سِتٍّ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ مِنَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي الْحَسَنِ بِسَنَتَيْنِ.

علان نے اپنے اسناد سے روایت کیا ہے کہ آقا و مولاؑ (امام زمانہؑ) حضرت ابوالحسن (علی نقیؑ) کی شہادت کے دو سال بعد ۲۵۶ھ میں تولّد ہوئے۔ [2]

(213) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الشَّلْمَغَانِيُّ فِي كِتَابِ الْأَوْصِيَاءِ قَالَ حَدَّثَنِي حَمْزَةُ بْنُ نَصْرٍ غُلَامُ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا وُلِدَ السَّيِّدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَبَاشَرَ أَهْلُ الدَّارِ بِذٰلِكَ فَلَمَّا نَشَأَ خَرَجَ إِلَيَّ الْأَمْرُ أَنْ أَبْتَاعَ فِي كُلِّ يَوْمٍ مَعَ اللَّحْمِ قَصَبَ مُخٍّ وَقِيلَ إِنَّ

---

[1] کمال الدین: ص ۴۳۰، ح۵؛ بحارالانوار: جلد۵۱، ح ۴، اور جلد۷۶، ح ۵۳، ح ۵؛ الخرائج والجرائح: جلد۱، ص ۴۵۷، ح ۲؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۹۵؛ مدینۃ المعاجز: ص ۵۸۶، ح۲؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۴۴؛ تبصرۃ الولی: ح۱۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۹۸؛ اثبات الوصیۃ: ص۲۲۱؛ الھدایۃ الکبریٰ: ص۷۱؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۱۰؛ العدد القویہ: ص ۷۲، ح ۱۱۷

[2] بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۲۲، ح ۳۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۷، ح۳۱۶؛ اثبات الوصیۃ: ص۲۲۱

Scanned with CamScanner

هٰذَا لِمَوْلَانَا الصَّغِيرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

امام ابوالحسن (علی نقیؑ) کے غلام حمزہ بن نصر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب سیّدو آقا (امام زمانہؑ) تولّد ہوئے تو گھر والے بے حد خوش ہوئے۔ جب قدرے بڑے ہوئے تو مجھے یہ حکم ملا کہ گوشت کے ساتھ گودے والی نلی بھی لایا کرو اور بتایا کہ یہ چھوٹے آقا کے لیے ہے۔ [1]

(214) وَ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي الثِّقَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِدْرِيسَ قَالَ: وَجَّهَ إِلَيَّ مَوْلَايَ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِكَبْشٍ وَ قَالَ عُقَّهُ عَنِ ابْنِي فُلَانٍ وَ كُلْ وَ أَطْعِمْ أَهْلَكَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَ لِي الْمَوْلُودُ الَّذِي وُلِدَ لِي مَاتَ ثُمَّ وَجَّهَ إِلَيَّ بِكَبْشَيْنِ وَ كَتَبَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ عُقَّ هٰذَيْنِ الْكَبْشَيْنِ عَنْ مَوْلَاكَ وَ كُلْ هَنَّأَكَ اللّٰهُ وَ أَطْعِمْ إِخْوَانَكَ فَفَعَلْتُ وَ لَقِيتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَمَا ذَكَرَ لِي شَيْئًا.

ابراہیم بن ادریس سے روایت ہے کہ امام ابومحمد (عسکریؑ) نے میرے پاس ایک مینڈھا بھیجا اور کہلایا کہ یہ میرے فلاں فرزند کے عقیقے کا ہے، تم بھی کھاؤ اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی کھلاؤ۔

میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد میں آپؑ سے ملا تو آپؑ نے فرمایا: وہ بچہ جو پیدا ہوا تھا وہ مر گیا ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے دو مینڈھے بھیجے اور خط لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ دونوں مینڈھے تمھارے مولاؑ کے عقیقے کے ہیں۔ انھیں کھلاؤ، اللہ تمھیں گوارا کرے اور اپنے بھائیوں کو بھی کھلاؤ''۔

میں نے ایسا ہی کیا۔ اس کے بعد میں آپؑ سے ملا تو آپؑ نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ [2]

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۲، ح ۳۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۷؛ ح ۳۱۷؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۱

[2] وسائل الشیعہ جلد ۱۵، ص ۱۷۲، ح ۴؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۵، ص ۱۴۰، ح ۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۲، ح ۳۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۸، ح ۳۱۸؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۱

(215) وَ رَوَى عَلَّانٌ قَالَ حَدَّثَنِي ظَرِيفٌ أَبُو نَصْرٍ الْخَادِمُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَيْهِ يَعْنِي صَاحِبَ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لِي عَلَيَّ بِالصَّنْدَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَ تَعْرِفُنِي قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَنْ أَنَا فَقُلْتُ أَنْتَ سَيِّدِي وَ ابْنُ سَيِّدِي فَقَالَ لَيْسَ عَنْ هٰذَا سَأَلْتُكَ قَالَ ظَرِيفٌ فَقُلْتُ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ فَسِّرْ لِي فَقَالَ أَنَا خَاتَمُ الْأَوْصِيَاءِ وَ بِي يَدْفَعُ اللّٰهُ الْبَلَاءَ عَنْ أَهْلِي وَ شِيعَتِي.

ظریف ابونصر خادم سے روایت ہے کہ میں امامِ زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھے سرخ صندل دی اور فرمایا: کیا تم مجھے جانتے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: میں کون ہوں؟

میں نے عرض کیا: آپؑ میرے سردار اور میرے سردار کے فرزند ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں، آپؑ میرے لیے تفسیر کر دیجیے۔

آپؑ نے فرمایا:

انا خاتم الاوصیاء وبی یرفع اللہ البلآء عم اھلی وشیعتی

''میں خاتم الاوصیاء ہوں اور اللہ میرے ذریعے سے میرے اہل اور میرے شیعوں کی مصیبتوں کو دُور کرتا ہے۔'' [1]

(216) جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: وَجَّهَ قَوْمٌ مِنَ

---

[1] کمال الدین: ص ۴۴۱، ح ۱۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۸، ح ۳۱۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۰، ح ۲۵؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۲۹۸، ح ۱؛ دعوات راوندی: ص ۲۰۷، ح ۵۳۶؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۴۴؛ تبصرۃ الولی: ح ۳۹؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۱، ح ۸۲؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۵۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۹۹؛ الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۴۵۸، ح ۳؛ الھدایۃ الکبریٰ: ص ۸۷؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۱؛ ینابیع المودۃ: ص ۴۶۳ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

اَلْمُفَوِّضَةِ وَ اَلْمُقَصِّرَةِ كَامِلَ بْنَ اِبْرَاهِيمَ اَلْمَدَنِيَّ اِلٰى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَامِلٌ- فَقُلْتُ فِي نَفْسِي- أَسْأَلُهُ لَا يَدْخُلُ اَلْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتِي وَ قَالَ بِمَقَالَتِي قَالَ فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلٰى سَيِّدِي أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَظَرْتُ اِلٰى ثِيَابٍ بَيَاضٍ نَاعِمَةٍ عَلَيْهِ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي وَلِيُّ اللّٰهِ وَ حُجَّتُهُ يَلْبَسُ اَلنَّاعِمَ مِنَ اَلثِّيَابِ وَ يَأْمُرُنَا نَحْنُ بِمُوَاسَاةِ اَلْإِخْوَانِ وَ يَنْهَانَا عَنْ لُبْسِ مِثْلِهِ فَقَالَ مُتَبَسِّماً يَا كَامِلُ وَ حَسَرَ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَإِذَا مِسْحٌ أَسْوَدُ خَشِنٌ عَلٰى جِلْدِهِ فَقَالَ هٰذَا لِلّٰهِ وَ هٰذَا لَكُمْ فَسَلَّمْتُ وَ جَلَسْتُ اِلٰى بَابٍ عَلَيْهِ سِتْرٌ مُرْخًى فَجَاءَتِ اَلرِّيحُ فَكَشَفَتْ طَرَفَهُ فَإِذَا أَنَا بِفَتًى كَأَنَّهُ فِلْقَةُ قَمَرٍ مِنْ أَبْنَاءِ أَرْبَعِ سِنِينَ أَوْ مِثْلِهَا. فَقَالَ لِي يَا كَامِلَ بْنَ اِبْرَاهِيمَ فَاقْشَعْرَرْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَ أُلْهِمْتُ أَنْ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا سَيِّدِي فَقَالَ جِئْتَ اِلَى وَلِيِّ اللّٰهِ وَ حُجَّتِهِ وَ بَابِهِ تَسْأَلُهُ هَلْ يَدْخُلُ اَلْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ عَرَفَ مَعْرِفَتَكَ وَ قَالَ بِمَقَالَتِكَ فَقُلْتُ اِي وَ اللّٰهِ قَالَ اِذَنْ وَ اللّٰهِ يَقِلُّ دَاخِلُهَا وَ اللّٰهِ اِنَّهُ لَيَدْخُلُهَا قَوْمٌ يُقَالُ لَهُمُ اَلْحَقِّيَّةُ قُلْتُ يَا سَيِّدِي وَ مَنْ هُمْ قَالَ قَوْمٌ مِنْ حُبِّهِمْ لِعَلِيٍّ يَحْلِفُونَ بِحَقِّهِ وَ لَا يَدْرُونَ مَا حَقُّهُ وَ فَضْلُهُ. ثُمَّ سَكَتَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ عَنِّي سَاعَةً ثُمَّ قَالَ وَ جِئْتَ تَسْأَلُهُ عَنْ مَقَالَةِ اَلْمُفَوِّضَةِ كَذَبُوا بَلْ قُلُوبُنَا أَوْعِيَةٌ لِمَشِيَّةِ اللّٰهِ فَإِذَا شَاءَ شِئْنَا وَ اللّٰهُ يَقُولُ وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا أَنْ يَشَاءَ اَللّٰهُ ثُمَّ رَجَعَ اَلسِّتْرُ اِلٰى حَالَتِهِ فَلَمْ أَسْتَطِعْ كَشْفَهُ فَنَظَرَ اِلَيَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُتَبَسِّماً فَقَالَ يَا كَامِلُ مَا جُلُوسُكَ وَ قَدْ أَنْبَأَكَ بِحَاجَتِكَ اَلْحُجَّةُ مِنْ بَعْدِي فَقُمْتُ وَ خَرَجْتُ وَ لَمْ أُعَايِنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ. قَالَ أَبُو نُعَيْمٍ فَلَقِيتُ كَامِلاً فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا اَلْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي بِهِ.

ابونعیم محمد بن احمد انصاری سے روایت ہے کہ مفوضہ ومقصرہ کے ایک گروہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کے پاس سامرہ بھیجا۔

Scanned with CamScanner

کامل کا بیان ہے کہ میں نے دل میں کہا کہ آپؑ سے سوال کروں گا کہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا سوائے اس شخص کے کہ جس کی معرفت میری معرفت کی طرح ہو اور جو اس چیز کا قائل ہے جو مَیں کہتا ہوں۔

جب میں اپنے سیّد و سردار ابومحمدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ نے سفید اور نرم و نازک لباس پہن رکھا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا: ولی خدا اور اس کی حجت نرم و نازک لباس پہن رکھا ہے۔

میں نے اپنے دل میں کہا: ولی خدا اور اس کی حجت نرم و نازک لباس پہنتا ہے اور ہمیں اپنے بھائیوں کے ساتھ مواسات کا حکم دیتا ہے اور اس قسم کے لباس پہننے سے منع کرتا ہے۔

آپؑ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اے کامل! آپؑ نے اپنا بازو اُوپر کیا تو میں نے پلاس سیاہ زبری (موٹا چولہ) آپؑ کے بدن کی کھال سے ملا ہوا دیکھا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ خدا کے لیے ہے اور وہ تمھارے لیے ہے۔

میں شرمندہ ہو کر اس دروازے کے قریب بیٹھ گیا جس پر پردہ لٹکا ہوا تھا۔ ہوا چلی تو اس نے پردے کو ایک طرف اُوپر کر دیا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے جو چار سال سے زیادہ کا نہ ہوگا۔

اس نے مجھ سے فرمایا: اے کامل بن ابراہیم!

یہ سن کر میرا بدن کانپنے لگا اور مجھے القاء ہوا کہ کہو لبیک اے میرے سردار!

آپؑ نے فرمایا: تو ولیؑ خدا اور اس کی حجت کے پاس آیا ہے اور یہ ارادہ کیا ہے کہ اس سے سوال کرے کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر وہ جس کی معرفت تیری معرفت کی طرح ہو اور تیرے قول کا قائل ہو۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں، خدا کی قسم!

انھوں نے فرمایا: اس حالت میں تو جنّت میں بہت ہی کم لوگ جائیں گے حالانکہ خدا کی قسم! جنّت میں بہت سے لوگوں کے گروہ داخل ہوں گے جن کو حقیہ کہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا: اے میرے سیّد و سردار! وہ کون لوگ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایسی قوم ہیں کہ ان کی دوستی امیرالمومنینؑ سے بس اتنی ہے کہ وہ ان کے حق کی قسم کھاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان کی فضیلت کیا ہے؟

پھر آپؑ نے کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا تو مفوضہ کے قول کے متعلق آنحضرتؑ سے سوال کرنے آیا ہے تو وہ جھوٹے ہیں بلکہ ہمارے دل مشیتِ خدا کے محل و ظرف ہیں۔ پس جب وہ چاہتا ہے تو ہم چاہتے ہیں اور بخدا اسی کے متعلق وہ فرماتا ہے:

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ

''تم نہیں چاہتے ہو مگر وہ جو خدا چاہتا ہے''۔ (الانسان: آیت ۳۰، التکویر: آیت ۲۹)

پھر وہ پردہ اپنی حالت کی طرف پلٹ گیا۔ پس مجھ میں یہ قدرت نہ تھی کہ اسے اُوپر کروں تو حضرت ابومحمدؑ نے میری طرف دیکھا اور تبسم کیا اور فرمایا: اے کامل بن ابراہیم! تیرے بیٹھے رہنے کا سبب کیا ہے؟ جبکہ میرے بعد کی حجت نے تجھے اس چیز کی خبر دے دی ہے جو تیرے دل میں تھی اور تو جس کے متعلق سوال کرنے آیا ہے۔ پس میں کھڑا ہوگیا اور چلا گیا اور بعد میں کبھی آپؑ سے ملاقات نہ کرسکا۔

ابونعیم کہتا ہے: میں نے کامل سے ملاقات کی اور اس سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو اس نے مجھے اسی طرح بیان کی۔ [1]

(217) مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ ٱلنَّضْرِ عَنِ ٱلْقَنْبَرِيِّ مِنْ وُلْدِ قَنْبَرٍ ٱلْكَبِيرِ مَوْلَى أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: جَرَى حَدِيثُ جَعْفَرٍ فَشَتَمَهُ فَقُلْتُ فَلَيْسَ غَيْرُهُ فَهَلْ رَأَيْتَهُ قَالَ لَمْ أَرَهُ وَلَكِنْ رَآهُ غَيْرِي قُلْتُ وَمَنْ رَآهُ قَالَ رَآهُ جَعْفَرٌ مَرَّتَيْنِ وَلَهُ حَدِيثٌ.

[1] دلائل الامامۃ: ص ۲۷۳، بحارالانوار: جلد ۲۵، ص ۳۳۶، ح ۶۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۵، ح ۵۴؛ الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۴۵۸، ح ۴ (مختصراً)؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۹۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۳۹؛ الھدایۃ الکبریٰ ص ۸۷، اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۲؛ تبصرۃ الولی: ص ۶۴، ح ۳۶؛ ینابیع المودۃ: ص ۴۶۱ (مختصراً)

قنبری سے روایت ہے جو قنبر کبیر کی اولاد میں سے تھا اور امام ابوالحسن رضاؑ کا خادم تھا، احمد بن نصر کا بیان ہے کہ میں نے قنبری سے پوچھا: کیا تم نے صاحب الزمانؑ کو دیکھا ہے؟

قنبری نے کہا: میں نے تو نہیں دیکھا لیکن میرے غیر نے دیکھا ہے۔

میں نے پوچھا: وہ غیر کون ہے؟

اس نے کہا: جعفر اور جعفر نے تو انھیں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ [1]

(218) وَ حَدَّثَ عَنْ رَشِيقٍ صَاحِبِ ٱلْمَادَرَايِ قَالَ: بَعَثَ إِلَيْنَا ٱلْمُعْتَضِدُ وَ نَحْنُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَأَمَرَنَا أَنْ يَرْكَبَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا فَرَساً وَ نَجْنُبَ آخَرَ وَ نَخْرُجَ مُخِفِّينَ لَا يَكُونُ مَعَنَا قَلِيلٌ وَ لَا كَثِيرٌ إِلَّا عَلَى ٱلسَّرْجِ مُصَلًّى وَ قَالَ لَنَا اِلْحَقُوا بِسَامِرَّةَ وَ وَصَفَ لَنَا مَحَلَّةً وَ دَاراً وَ قَالَ إِذَا أَتَيْتُمُوهَا تَجِدُونَ عَلَى ٱلْبَابِ خَادِماً أَسْوَدَ فَاكْبِسُوا ٱلدَّارَ وَ مَنْ رَأَيْتُمْ فِيهَا فَأْتُونِي بِرَأْسِهِ. فَوَافَيْنَا سَامِرَّةَ فَوَجَدْنَا ٱلْأَمْرَ كَمَا وَصَفَهُ وَ فِي ٱلدِّهْلِيزِ خَادِمٌ أَسْوَدُ وَ فِي يَدِهِ تِكَّةٌ يَنْسِجُهَا فَسَأَلْنَاهُ عَنِ ٱلدَّارِ وَ مَنْ فِيهَا فَقَالَ صَاحِبُهَا فَوَاللهِ مَا اِلْتَفَتَ إِلَيْنَا وَ قَلَّ اِكْتِرَاثُهُ بِنَا فَكَبَسْنَا ٱلدَّارَ كَمَا أَمَرَنَا فَوَجَدْنَا دَاراً سَرِيَّةً وَ مُقَابِلُ ٱلدَّارِ سِتْرٌ مَا نَظَرْتُ قَطُّ إِلَى أَنْبَلَ مِنْهُ كَأَنَّ ٱلْأَيْدِيَ رُفِعَتْ عَنْهُ فِي ذٰلِكَ ٱلْوَقْتِ وَ لَمْ يَكُنْ فِي ٱلدَّارِ أَحَدٌ. فَرَفَعْنَا ٱلسِّتْرَ فَإِذَا بَيْتٌ كَبِيرٌ كَأَنَّ بَحْراً فِيهِ مَاءٌ وَ فِي أَقْصَى ٱلْبَيْتِ حَصِيرٌ قَدْ عَلِمْنَا أَنَّهُ عَلَى ٱلْمَاءِ وَ فَوْقَهُ رَجُلٌ مِنْ أَحْسَنِ ٱلنَّاسِ هَيْئَةً قَائِمٌ يُصَلِّي فَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْنَا وَ لَا إِلَى شَيْءٍ مِنْ أَسْبَابِنَا فَسَبَقَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ لِيَتَخَطَّى ٱلْبَيْتَ فَغَرِقَ فِي ٱلْمَاءِ وَ مَا زَالَ يَضْطَرِبُ حَتَّى مَدَدْتُ يَدِي إِلَيْهِ فَخَلَّصْتُهُ وَ أَخْرَجْتُهُ وَ غُشِيَ عَلَيْهِ وَ بَقِيَ سَاعَةً وَ عَادَ صَاحِبِيَ ٱلثَّانِي إِلَى فِعْلِ ذٰلِكَ ٱلْفِعْلِ فَنَالَهُ مِثْلُ ذٰلِكَ وَ بَقِيتُ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۵۱، ح ۳۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۸، ح ۳۲۱؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۱، ح ۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۵۰؛ المستجاد: ص ۵۳۱؛ الارشاد: ص ۳۵۱

Scanned with CamScanner

مَبْهُوتاً. فَقُلْتُ لِصَاحِبِ ٱلْبَيْتِ ٱلْمَعْذِرَةُ إِلَى ٱللهِ وَ إِلَيْكَ فَوَ ٱللهِ مَا عَلِمْتُ كَيْفَ ٱلْخَبَرُ وَ لَا إِلَى مَنْ أَجِيءُ وَ أَنَا تَائِبٌ إِلَى ٱللهِ. فَمَا ٱلْتَفَتَ إِلَى شَيْءٍ مِمَّا قُلْنَا وَ مَا ٱنْفَتَلَ عَمَّا كَانَ فِيهِ فَهَالَنَا ذٰلِكَ وَ ٱنْصَرَفْنَا عَنْهُ وَ قَدْ كَانَ ٱلْمُعْتَضِدُ يَنْتَظِرُنَا وَ قَدْ تَقَدَّمَ إِلَى ٱلْحُجَّابِ إِذَا وَافَيْنَاهُ أَنْ نَدْخُلَ عَلَيْهِ فِي أَيِّ وَقْتٍ كَانَ. فَوَافَيْنَاهُ فِي بَعْضِ ٱللَّيْلِ فَأُدْخِلْنَا عَلَيْهِ فَسَأَلَنَا عَنِ ٱلْخَبَرِ فَحَكَيْنَا لَهُ مَا رَأَيْنَا فَقَالَ وَيْحَكُمْ لَقِيَكُمْ أَحَدٌ قَبْلِي وَ جَرَى مِنْكُمْ إِلَى أَحَدٍ سَبَبٌ أَوْ قَوْلٌ قُلْنَا لَا فَقَالَ أَنَا نَفِيٌّ مِنْ جَدِّي وَ حَلَفَ بِأَشَدِّ أَيْمَانٍ لَهُ أَنَّهُ رَجُلٌ إِنْ بَلَغَهُ هٰذَا ٱلْخَبَرُ لَيَضْرِبَنَّ أَعْنَاقَنَا فَمَا جَسَرْنَا أَنْ نُحَدِّثَ بِهِ إِلَّا بَعْدَ مَوْتِهِ.

اور رشیق صاحب مادرائی سے روایت کی گئی ہے کہ ہم تین آدمیوں کے پاس معتضد نے آدمی بھیجا اور حکم دیا کہ تم میں سے ہر ایک گھوڑے پر سوار ہو اور اپنے ساتھ کوئی معمولی سی چیز بھی نہ لے، البتہ زین پر ایک مصلیٰ رکھ لے اور سامرہ کے فلاں محلے اور فلاں مکان پر جا پہنچو۔ وہاں تم کو دروازے پر ایک حبشی خادم ملے گا تم لوگ اس مکان کا محاصرہ کر لینا اور جو شخص بھی اس مکان میں نظر آئے اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ۔

چنانچہ حسب الحکم ہم لوگ سامرہ میں اس مکان پر پہنچے تو بات بالکل صحیح تھی۔ دروازے پر ایک حبشی خادم موجود تھا جس کے ہاتھ میں ایک چیز تھی جسے وہ بُن رہا تھا۔

ہم نے اس سے پوچھا: اس گھر میں کون ہے؟

اس نے کہا: گھر کا مالک۔

اور بخدا اس نے ہم لوگوں کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی۔ بہرحال ہم نے حسب الحکم گھر کا محاصرہ کر لیا۔ اس گھر کے دروازے پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اس میں کوئی رہتا ہی نہیں ہے۔ ہم نے پردہ اُٹھایا تو ایک بڑا سا کمرہ نظر آیا اور اس کے اندر پانی ایسی لہریں مار رہا تھا جیسے دریا ہو اور کمرے کے آخری سرے پر ایک چٹائی پانی کی سطح پر بچھی ہوئی تھی جس کے اُوپر ایک شخص انتہائی شکیل و جمیل کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا۔ جس نے ہماری طرف

Scanned with CamScanner

بالکل توجہ نہ دی۔ ہم میں سے ایک شخص احمد بن عبداللہ نے کمرے میں داخل ہونے کے لیے قدم بڑھایا ہی تھا کہ آنِ واحد میں پانی کے اندر غوطے کھانے لگا۔ میں نے فوراً ہی اسے سہارا دیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکال لیا مگر اس پر غشی طاری ہوگئی۔ وہ کچھ دیر غشی کے عالم میں رہا۔ اس کے بعد ہمارے دوسرے ساتھی نے بھی بڑی ہمت کی مگر اس کا انجام بھی وہی ہوا جو پہلے کا ہو چکا تھا۔ اب میں تنہا حیرانی کے عالم میں تھا کہ کیا کروں۔ چنانچہ اہلِ خاندان کو پکار کر اعتذار کیا اور عرض کیا کہ ہم آپ سے اور اللہ تعالیٰ سے معذرت طلب کرتے ہیں۔ ہمیں کچھ معلوم نہ تھا کہ کس کے پاس آئے ہیں۔ ہم اللہ سے توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ میں یہ سب معذرت کے بطور کہتا رہا لیکن اندر سے کسی کا کوئی جواب نہ آیا اور انھوں نے ہماری طرف کوئی توجہ ہی نہ دی اور نماز میں مشغول رہا۔ یہ دیکھ کر ہم کو مزید ہیبت و خوف ہوا اور ہم لوگ وہاں سے واپس ہوئے۔

ادھر معتضد کو ہمارے آنے کا انتظار تھا۔ اس نے دربانوں کو حکم بھیج دیا تھا کہ یہ لوگ جس وقت بھی آئیں انھیں نہ روکا جائے اور ہمارے پاس آنے دیا جائے۔ چنانچہ ہم لوگ شب کے وقت واپس ہوئے اور معتضد کے پاس پہنچ کر آنکھوں سے دیکھا اور خود پر گزرا ہوا اَحوال اس سے بیان کر دیا۔

اس نے کہا: تمھارا بُرا ہو جائے ابھی مجھ سے پہلے تو کسی سے اس قصے کو بیان نہیں کیا؟

ہم لوگوں نے کہا: نہیں۔

اس نے کہا: میں اپنے جد اور اپنے ایمان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر اس واقعے کو میں نے کسی کی زبان سے سن لیا تو تم لوگوں کی گردنیں مار دوں گا۔ اس لیے اس کی زندگی میں ہم نے اس واقعے کو کسی سے بیان کرنے کی جسارت نہیں کی۔ [1]

(219) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ رَحِمَهُ ٱللهُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْفَرَجِ ٱلْمُؤَذِّنُ قَالَ

---

[1] تبصرۃ الولی: ح ۲۵؛ بحارالانوار: جلد ۵۲: ص ۵۱، ح ۳۶؛ الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۴۶۰؛ ح ۵؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۶۸۳؛ ح ۹۲؛ الکنی والالقاب: جلد ۳، ص ۱۰۷؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۹۹؛ فرج المہموم: ص ۲۴۸؛ کشف الاستار: ص ۲۱۲؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۴۰!

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَسَنٍ اَلْكَرْخِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هَارُونَ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِنَا يَقُولُ: رَأَيْتُ صَاحِبَ اَلزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ وَجْهُهُ يُضِيءُ كَأَنَّهُ اَلْقَمَرُ لَيْلَةَ اَلْبَدْرِ وَ رَأَيْتُ عَلَى سُرَّتِهِ شَعْراً يَجْرِي كَالْخَطِّ وَ كَشَفْتُ اَلثَّوْبَ عَنْهُ فَوَجَدْتُهُ مَخْتُوناً فَسَأَلْتُ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ هَكَذَا وُلِدَ وَ هَكَذَا وُلِدْنَا وَ لَكِنَّا سَنُمِرُّ اَلْمُوسَى عَلَيْهِ لِإِصَابَةِ اَلسُّنَّةِ.

ابوہارون سے روایت، ہمارے اصحاب میں سے تھا، کہا کہ میں نے صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح جگمگا رہا تھا اور آپؑ کی ناف پر بالوں کی لکیر تھی۔ میں نے کپڑا ہٹایا تو دیکھا کہ آپؑ مختون (ختنہ شدہ) ہیں۔

میں نے امام حسن عسکری علیہ السلام سے اس بارے میں پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ہاں یہ بچہ اسی حالت میں پیدا ہوا ہے اور ہم اسی طرح پیدا ہوتے ہیں لیکن ہم موسیٰؑ کی سنت جاری رکھنے کے لیے اُسترا پھیر دیتے ہیں۔[1]

(220) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي اَلْمُفَضَّلِ اَلشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ نَصْرِ بْنِ عِصَامِ بْنِ اَلْمُغِيرَةِ اَلْفِهْرِيِّ اَلْمَعْرُوفِ بِقَرْقَارَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ اَلْمَرَاغِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ : أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ صَاحِبِ هَذَا اَلْأَمْرِ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَيْ إِنَّهُ حَيٌّ غَلِيظُ اَلرَّقَبَةِ.

احمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے امام ابومحمد عسکری علیہ السلام سے صاحبِ امرؑ کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: ہاں وہ زندہ ہیں اور آپؑ نے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ ان

---

[1] کمال الدین: ص ۴۳۴، ح۱؛ وسائل الشیعہ: جلد ۱۵، ص ۱۶۴، ح ۱۲ (مختصراً)؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۹۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۵، ح ۱۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۸، ح ۳۳۲؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۸۱؛ تبصرۃ الولی: ح ۱۶ اور ۱۱۶؛ احکام دین بزبان چہاردہ معصومینؑ، آصف علی رضا ایڈووکیٹ، مطبوعہ تراب پبلی کیشنز، لاہور

کی گردن فربہ و مضبوط ہے۔[1]

(221) أَخْبَرَنِي اِبْنُ أَبِي جِيدٍ اَلْقُمِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْوَلِيدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ أَبِي اَلْفَضْلِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: وَرَدْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى فَهَنَّأْتُهُ بِوِلاَدَةِ اِبْنِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ابوالفضل حسین بن حسن بن حسین بن حسن بن علی بن ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ میں امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی خدمت میں ان کے فرزند (امامِ زمانہؑ) کی ولادت کی مبارکباد پیش کرنے کے لیے سرمن رائے حاضر ہوا۔[2]

(222) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبِي وَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْحَسَنِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ اَلْمُتَوَكِّلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَلْحِمْيَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ رَأَيْتَ صَاحِبَ هَذَا اَلْأَمْرِ فَقَالَ نَعَمْ وَ آخِرُ عَهْدِي بِهِ عِنْدَ بَيْتِ اللهِ اَلْحَرَامِ وَ هُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ رَأَيْتُهُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ مُتَعَلِّقاً بِأَسْتَارِ اَلْكَعْبَةِ فِي اَلْمُسْتَجَارِ وَ هُوَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اِنْتَقِمْ لِي مِنْ أَعْدَائِكَ.

عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن عثمان سے پوچھا: کیا آپ نے صاحبِ امرؑ کو دیکھا ہے؟

انھوں نے کہا: جی ہاں! میں نے انھیں آخری بار بیت اللہ کے پاس دیکھا ہے اور وہ فرما رہے تھے:

اللھم انجزلی ما وعدتنی

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۶۱، ح ۱۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۹

[2] کمال الدین: ص ۴۳۴، ح ۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۹، ح ۳۲۴؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۶، ح ۲۲

Scanned with CamScanner

”اے اللہ! اس وعدے کو پورا کر جو تُو نے مجھ سے کیا ہے“۔

محمد بن عثمان کا بیان ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ کعبہ کے لٹکے ہوئے پردے کو پکڑے ہوئے فرمار ہے تھے:

اللهم انتقم لی من اعدآئك

”اے اللہ! میرے ذریعے اپنے دشمنوں سے انتقام لے“۔ ①

......✸......

① کمال الدین: ص ۴۴۰، ح ۹-۱۰؛ من لا یحضرہ الفقیہ: جلد ۲، ص ۵۲۰، ح ۳۱۱۵؛ وسائل الشیعہ: جلد ۹، ص ۳۶۰، ح ۱-۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۱؛ اور جلد ۵۲، ص ۳۰، ح ۲۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۵۲، ح ۶۹، ۷۰؛ تبصرۃ الولی: ح ۳۷، ۳۸؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۰۷

فصل ۳

امام زمانہؑ کی زیارت سے جو لوگ مشرف ہوئے

ان لوگوں سے مروی اخبار بہت زیادہ ہیں اور ان کا شمار ممکن نہیں ہے جنھوں نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کو دیکھا لیکن وہ آپؑ کو پہچانتے نہ تھے یا یہ کہ بعد میں ان کو معلوم ہوا چنانچہ ہم ان میں سے کچھ روایات کا ذکر کر رہے ہیں۔

(223) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى ٱلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي شَيْخٌ وَرَدَ ٱلرَّيَّ عَلَى أَبِي ٱلْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْأَسَدِيِّ فَرَوَى لَهُ حَدِيثَيْنِ فِي صَاحِبِ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ سَمِعْتُهُمَا مِنْهُ كَمَا سَمِعَ وَ أَظُنُّ ذٰلِكَ قَبْلَ سَنَةِ ثَلَاثِمِائَةٍ أَوْ قَرِيباً مِنْهَا قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ٱلْفَدَكِيُّ قَالَ قَالَ ٱلْأَوْدِيُّ: بَيْنَا أَنَا فِي ٱلطَّوَافِ قَدْ طُفْتُ سِتَّةً وَ أُرِيدُ أَنْ أَطُوفَ ٱلسَّابِعَةَ فَإِذَا أَنَا بِحَلْقَةٍ عَنْ يَمِينِ ٱلْكَعْبَةِ وَ شَابٌّ حَسَنُ ٱلْوَجْهِ طَيِّبُ ٱلرَّائِحَةِ هَيُوبٌ وَ مَعَ هَيْبَتِهِ مُتَقَرِّبٌ إِلَى ٱلنَّاسِ فَتَكَلَّمَ فَلَمْ أَرَ أَحْسَنَ مِنْ كَلَامِهِ وَلَا أَعْذَبَ مِنْ مَنْطِقِهِ فِي حُسْنِ جُلُوسِهِ فَذَهَبْتُ أُكَلِّمُهُ فَزَبَرَنِي ٱلنَّاسُ فَسَأَلْتُ بَعْضَهُمْ مَنْ هٰذَا فَقَالَ اِبْنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَظْهَرُ لِلنَّاسِ فِي كُلِّ سَنَةٍ يَوْماً لِخَوَاصِّهِ فَيُحَدِّثُهُمْ وَ يُحَدِّثُونَهُ فَقُلْتُ مُسْتَرْشِدٌ أَتَاكَ فَأَرْشِدْنِي هَدَاكَ اللهُ قَالَ فَنَاوَلَنِي حَصَاةً فَحَوَّلْتُ وَجْهِي فَقَالَ لِي بَعْضُ جُلَسَائِهِ مَا ٱلَّذِي دَفَعَ إِلَيْكَ ابْنُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقُلْتُ حَصَاةً فَكَشَفْتُ عَنْ يَدِي فَإِذَا أَنَا بِسَبِيكَةٍ مِنْ ذَهَبٍ

فَذَهَبْتُ وَإِذَا أَنَا بِهِ قَدْ لَحِقَنِي فَقَالَ ثَبَتَتْ عَلَيْكَ الْحُجَّةُ وَ ظَهَرَ لَكَ الْحَقُّ وَ ذَهَبَ عَنْكَ الْعَمَى أَ تَعْرِفُنِي فَقُلْتُ اللَّهُمَّ لَا فَقَالَ أَنَا الْمَهْدِيُّ أَنَا قَائِمُ الزَّمَانِ أَنَا الَّذِي أَمْلَأُهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً إِنَّ الْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ وَلَا يَبْقَى النَّاسُ فِي فَتْرَةٍ أَكْثَرَ مِنْ تِيهِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ قَدْ ظَهَرَ أَيَّامُ خُرُوجِي فَهَذِهِ أَمَانَةٌ فِي رَقَبَتِكَ فَحَدِّثْ بِهَا إِخْوَانَكَ مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ.

اودی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ طوافِ کعبہ میں مشغول تھے، چھ طواف کر چکے تھے اور ساتویں کا ارادہ تھا کہ کعبہ کے داہنی جانب ایک گروہ کو دیکھا جس میں ایک بارُعب جوان تھا مگر بڑا وجیہ و حَسین بھی تھا اور لوگ اس کی زیارت اور تقرب کے خواہاں اس کے اطراف جمع تھے۔ وہ بیٹھا ہوا مصروفِ گفتگو تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے اس سے بہتر حُسنِ بیان اور شیریں مقال اس سے قبل کسی کو نہیں پایا۔

میں اس جوان سے گفتگو کا خواہشمند ہو کر آگے بڑھا تو لوگوں نے مجھے جھڑک دیا۔

میں نے دریافت کیا کہ یہ صاحب کون ہیں؟

ایک شخص بولا: یہ فرزندِ رسولؐ ہیں، سال میں ایک مرتبہ لوگوں کے سامنے آتے ہیں اور اپنے مخصوصین سے گفتگو کرتے ہیں۔

میں نے بڑھ کر پوچھ ہی لیا کہ میرے سیّد و سردار! اللہ تعالیٰ آپؑ کی ہدایت کو ہمیشہ قائم رکھے۔ ایک ہدایت چاہنے والا حاضر ہوا ہے پس اس کی ہدایت فرمائیے۔

یہ سن کر انھوں نے (زمین سے اُٹھا کر) چند سنگریزے میرے حوالے کر دیئے۔

میں انھیں لے کر مجمع سے باہر نکل آیا تو ایک شخص نے پوچھا کہ فرزندِ رسولؐ نے تجھے کیا دیا ہے؟

میں نے کہا: چند سنگریزے۔

یہ کہہ کر میں نے اسے دکھانے کے لیے مٹھی کھولی تو دیکھا کہ وہ سونے کی ڈلیاں تھیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں وہ لے کر چل دیا تو اس جوان (فرزندِ رسولؐ) نے بڑھ کر مجھ سے

دریافت فرمایا: کیوں؟

اب تو تجھ پر حجت ثابت ہوگئی اور حق واضح ہوگیا اور اب تو تیری بے بصیرتی دُور ہوگئی ہوگی؟ تُو نے مجھے پہچانا کہ میں کون ہوں؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

انھوں نے فرمایا: میں مہدی قائم الزمانؑ ہوں، مَیں وہ ہوں جو اس زمین کو عدل و انصاف سے ایسے بھر دوں گا جیسے وہ ظلم و جَور سے بھری ہوگی، زمین کبھی حجتِ خدا سے خالی نہیں رہ سکتی مگر لوگ اس زمانۂ فترت و غیبت میں اس طرح سرگرداں رہیں گے جس طرح بنی اسرائیل وادیٔ تیہ میں سرگرداں پھرتے تھے۔ جو کچھ تُو نے دیکھا ہے یہ تیری ذمہ داری ہے کہ تو اُس سے اہلِ حق کو مطلع کردے۔[1]

(224) وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّازِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ خَلَفٍ قَالَ: نَزَلْنَا مَسْجِداً فِي الْمَنْزِلِ الْمَعْرُوفِ بِالْعَبَّاسِيَّةِ عَلَى مَرْحَلَتَيْنِ مِنْ فُسْطَاطِ مِصْرَ وَ تَفَرَّقَ غِلْمَانِي فِي النُّزُولِ وَ بَقِيَ مَعِي فِي الْمَسْجِدِ غُلَامٌ أَعْجَمِيٌّ فَرَأَيْتُ فِي زَاوِيَتِهِ شَيْخاً كَثِيرَ التَّسْبِيحِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ رَكَعْتُ وَ سَجَدْتُ وَ صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَ دَعَوْتُ بِالطَّعَامِ وَ سَأَلْتُ الشَّيْخَ أَنْ يَأْكُلَ مَعِي فَأَجَابَنِي. فَلَمَّا طَعِمْنَا سَأَلْتُ عَنِ اسْمِهِ وَ اسْمِ أَبِيهِ وَ عَنْ بَلَدِهِ وَ حِرْفَتِهِ وَ مَقْصِدِهِ فَذَكَرَ أَنَّ اسْمَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ قُمَّ وَ ذَكَرَ أَنَّهُ يَسِيحُ مُنْذُ ثَلَاثِينَ سَنَةً فِي طَلَبِ الْحَقِّ وَ يَتَنَقَّلُ فِي الْبُلْدَانِ وَ السَّوَاحِلِ وَ أَنَّهُ أَوْطَنَ مَكَّةَ وَ الْمَدِينَةَ نَحْوَ عِشْرِينَ سَنَةً يَبْحَثُ عَنِ الْأَخْبَارِ وَ يَتَّبِعُ الْآثَارَ. فَلَمَّا كَانَ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَ تِسْعِينَ وَ مِائَتَيْنِ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ صَارَ إِلَى مَقَامِ

[1] کمال الدین: ص ۴۴۴، ح ۱۸؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۱، ح ۱؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲، ص ۷۸۴، ح ۱۱۰؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۶۷۰، ح ۳۹؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۱؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۷۳؛ تبصرة الولی: ص ۴۵؛ فرج الهموم: ص ۲۵۸

Scanned with CamScanner

إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَكَعَ فِيهِ وَ غَلَبَتْهُ عَيْنُهُ فَأَنْبَهَهُ صَوْتُ دُعَاءٍ لَمْ يَجْرِ فِي سَمْعِهِ مِثْلُهُ قَالَ فَتَأَمَّلْتُ الدَّاعِيَ فَإِذَا هُوَ شَابٌّ أَسْمَرُ لَمْ أَرَ قَطُّ فِي حُسْنِ صُورَتِهِ وَ اعْتِدَالِ قَامَتِهِ ثُمَّ صَلَّى فَخَرَجَ وَ سَعَى فَاتَّبَعْتُهُ وَ أَوْقَعَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي نَفْسِي أَنَّهُ صَاحِبُ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ سَعْيِهِ قَصَدَ بَعْضَ الشِّعَابِ فَقَصَدْتُ أَثَرَهُ فَلَمَّا قَرُبْتُ مِنْهُ إِذَا أَنَا بِأَسْوَدَ مِثْلِ الْفَنِيقِ قَدِ اعْتَرَضَنِي فَصَاحَ بِي بِصَوْتٍ لَمْ أَسْمَعْ أَهْوَلَ مِنْهُ مَا تُرِيدُ عَافَاكَ اللَّهُ فَأُرْعِدْتُ وَ وَقَفْتُ وَ زَالَ الشَّخْصُ عَنْ بَصَرِي وَ بَقِيتُ مُتَحَيِّراً. فَلَمَّا طَالَ بِيَ الْوُقُوفُ وَ الْحَيْرَةُ انْصَرَفْتُ أَلُومُ نَفْسِي وَ أَعْذِلُهَا بِانْصِرَافِي بِزَجْرَةِ الْأَسْوَدِ فَخَلَوْتُ بِرَبِّي عَزَّ وَ جَلَّ أَدْعُوهُ وَ أَسْأَلُهُ بِحَقِّ رَسُولِهِ وَ آلِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنْ لَا يُخَيِّبَ سَعْيِي وَ أَنْ يُظْهِرَ لِي مَا يُثَبِّتُ بِهِ قَلْبِي وَ يَزِيدُ فِي بَصَرِي. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سِنِينَ زُرْتُ قَبْرَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَبَيْنَا أَنَا أُصَلِّي فِي الرَّوْضَةِ الَّتِي بَيْنَ الْقَبْرِ وَ الْمِنْبَرِ إِذْ غَلَبَتْنِي عَيْنِي فَإِذَا مُحَرِّكٌ يُحَرِّكُنِي فَاسْتَيْقَظْتُ فَإِذَا أَنَا بِالْأَسْوَدِ فَقَالَ مَا خَبَرُكَ وَ كَيْفَ كُنْتَ فَقُلْتُ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ أَذُمُّكَ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي أُمِرْتُ بِمَا خَاطَبْتُكَ بِهِ وَ قَدْ أَدْرَكْتَ خَيْراً كَثِيراً- فَطِبْ نَفْساً وَ ازْدَدْ مِنَ الشُّكْرِ لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَا أَدْرَكْتَ وَ عَايَنْتَ مَا فَعَلَ فُلَانٌ وَ سَمَّى بَعْضَ إِخْوَانِيَ الْمُسْتَبْصِرِينَ فَقُلْتُ بِبَرْقَةَ فَقَالَ صَدَقْتَ فَفُلَانٌ وَ سَمَّى رَفِيقاً لِي مُجْتَهِداً فِي الْعِبَادَةِ مُسْتَبْصِراً فِي الدِّيَانَةِ فَقُلْتُ بِالْإِسْكَنْدَرِيَّةِ حَتَّى سَمَّى لِي عِدَّةً مِنْ إِخْوَانِي. ثُمَّ ذَكَرَ اسْماً غَرِيباً فَقَالَ مَا فَعَلَ نَقْفُورُ قُلْتُ لَا أَعْرِفُهُ فَقَالَ كَيْفَ تَعْرِفُهُ وَ هُوَ رُومِيٌّ فَيَهْدِيهِ اللَّهُ فَيَخْرُجُ نَاصِراً مِنْ قُسْطَنْطِينِيَّةَ ثُمَّ سَأَلَنِي عَنْ رَجُلٍ آخَرَ فَقُلْتُ لَا أَعْرِفُهُ فَقَالَ هَذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ هِيتَ مِنْ أَنْصَارِ مَوْلَايَ عَلَيْهِ السَّلَامُ امْضِ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ لَهُمْ نَرْجُو أَنْ

يَكُونَ قَدْ أَذِنَ اللَّهُ فِي الِانْتِصَارِ لِلْمُسْتَضْعَفِينَ وَ فِي الِانْتِقَامِ مِنَ الظَّالِمِينَ وَ لَقَدْ لَقِيتُ جَمَاعَةً مِنْ أَصْحَابِي وَ أَدَّيْتُ إِلَيْهِمْ وَ أَبْلَغْتُهُمْ مَا حُمِّلْتُ وَ أَنَا مُنْصَرِفٌ وَ أُشِيرُ عَلَيْكَ أَنْ لَا تَتَلَبَّسَ بِمَا يُثْقِلُ بِهِ ظَهْرُكَ وَ يَتْعَبُ بِهِ جِسْمُكَ وَ أَنْ تَحْبِسَ نَفْسَكَ عَلَى طَاعَةِ رَبِّكَ فَإِنَّ الْأَمْرَ قَرِيبٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى. فَأَمَرْتُ خَازِنِي فَأَحْضَرَ لِي خَمْسِينَ دِينَاراً وَ سَأَلْتُهُ قَبُولَهَا فَقَالَ يَا أَخِي قَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيَّ أَنْ آخُذَ مِنْكَ مَا أَنَا مُسْتَغْنٍ عَنْهُ كَمَا أَحَلَّ لِي أَنْ آخُذَ مِنْكَ الشَّيْءَ إِذَا احْتَجْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ سَمِعَ هَذَا الْكَلَامَ مِنْكَ أَحَدٌ غَيْرِي مِنْ أَصْحَابِ السُّلْطَانِ فَقَالَ نَعَمْ أَخُوكَ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْهَمَدَانِيُّ الْمَدْفُوعُ عَنْ نِعْمَتِهِ بِآذَرْبِيجَانَ وَ قَدِ اسْتَأْذَنَ لِلْحَجِّ تَأْمِيلًا أَنْ يَلْقَى مَنْ لَقِيتَ فَحَجَّ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْهَمَدَانِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي تِلْكَ السَّنَةِ فَقَتَلَهُ ذِكْرَوَيْهِ بْنُ مَهْرَوَيْهِ وَ افْتَرَقْنَا وَ انْصَرَفْتُ إِلَى الثَّغْرِ. ثُمَّ حَجَجْتُ فَلَقِيتُ بِالْمَدِينَةِ رَجُلًا اسْمُهُ طَاهِرٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَيْنِ الْأَصْغَرِ يُقَالُ إِنَّهُ يَعْلَمُ مِنْ هَذَا الْأَمْرِ شَيْئاً فَثَابَرْتُ عَلَيْهِ حَتَّى أَنِسَ بِي وَ سَكَنَ إِلَيَّ وَ وَقَفَ عَلَى صِحَّةِ عَقِيدَتِي فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ بِحَقِّ آبَائِكَ الطَّاهِرِينَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ لَمَّا جَعَلْتَنِي مِثْلَكَ فِي الْعِلْمِ بِهَذَا الْأَمْرِ فَقَدْ شَهِدَ عِنْدِي مَنْ تُوَثِّقُهُ بِقَصْدِ الْقَاسِمِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ وَهْبٍ إِيَّايَ لِمَذْهَبِي وَ اعْتِقَادِي وَ أَنَّهُ أَغْرَى بِدَمِي مِرَاراً فَسَلَّمَنِيَ اللَّهُ مِنْهُ. فَقَالَ يَا أَخِي اكْتُمْ مَا تَسْمَعُ مِنِّي الْخَبَرَ فِي هَذِهِ الْجِبَالِ وَ إِنَّمَا يَرَى الْعَجَائِبَ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الزَّادَ فِي اللَّيْلِ وَ يَقْصِدُونَ بِهِ مَوَاضِعَ يَعْرِفُونَهَا وَ قَدْ نُهِينَا عَنِ الْفَحْصِ وَ التَّفْتِيشِ فَوَدَّعْتُهُ وَ انْصَرَفْتُ عَنْهُ.

محمد بن احمد بن خلف سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عباسیہ مسجد میں پہنچے جو فسطاط مصر سے دو منزل دُور ہے اور ہمارے سارے غلام وہاں سے اِدھر اُدھر چلے گئے۔ صرف

Scanned with CamScanner

ایک عجمی غلام مسجد میں ہمارے ساتھ رہ گیا۔ مسجد کے ایک گوشے میں ایک جلیل القدر بزرگ پر میری نظر پڑی جو تسبیح وتہلیل میں مشغول تھے۔ جب زوال کا وقت داخل ہوا تو میں نے نمازِ ظہر اوّل وقت میں ادا کی اور اس بزرگ کو کھانے پر مدعو کیا تو انھوں نے دعوت قبول فرمالی۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے بیک زبان عرض کیا: آپ کا اسمِ گرامی کیا ہے؟ آپ کے والد کا اسمِ گرامی کیا ہے؟ آپ کس شہر کے باشندے ہیں اور آپ کا ذریعہ معاش کیا ہے؟

انھوں نے بتایا: میرا نام محمد بن عبداللہ ہے۔ قم کا باشندہ ہوں اور تیس سال سے حق کی تلاش میں اِدھر اُدھر گھوم رہا ہوں۔ اس دوران شہر بہ شہر اور ساحل بہ ساحل منتقل ہوتا رہا ہوں۔ مکہ و مدینہ میں تقریباً بیس سال مقیم رہا اور اخبار و آثار کی جستجو کرتا رہا۔ انتیسویں سال کا واقعہ ہے کہ میں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ جب مقامِ ابراہیمؑ پر پہنچا تو نماز ادا کی۔ وہاں ذرا میری آنکھ جھپکی ہی تھی کہ کسی کی دُعا کی آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ ایسی دُعا تھی کہ میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ میں چونک پڑا اور دیکھا کہ ایک جوان ہے جس کا گورا رنگ ہے، حسین وجمیل ہے، میانہ قد ہے اور وہ دُعا میں مشغول ہے۔ اس کے بعد اس نے نماز پڑھی، حرم سے نکل کر سعی میں مشغول ہوا تو مَیں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ یہی جوان صاحب الزمانؑ ہیں۔

الغرض جب وہ سعی سے فارغ ہوئے تو ایک وادی کی طرف چل دیئے اور میں بھی ان کی مشایعت میں چلا، جب میں ان کے قریب پہنچا تو ایک دیوقامت حبشی نے میرا راستہ روکا اور بڑی مہیب آواز میں بولا: اللہ تجھے موت دے، تیرا کیا ارادہ ہے؟

یہ آواز سن کر میں کانپنے لگا اور ٹھٹک کر کھڑا ہوگیا اور وہ جناب میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے اور مَیں دیر تک حیرانی کے عالم میں وہیں کھڑا رہا۔ بالآخر اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوا واپس ہوا کہ میں ایک حبشی کی ڈانٹ پر کیوں ٹھہر گیا۔ واپس آکر میں نے تنہائی میں اللہ سے دُعا کی:

"پروردگارا! تجھے اپنے رسولؐ اور آپؐ کی آلِ پاک کا واسطہ، میری کوشش کو رائیگاں نہ فرما اور وہ چیز ظاہر فرمادے جس سے مجھے اطمینان ہو اور میں مزید ان کی زیارت سے مشرف ہوسکوں"۔

چند برسوں کے بعد میں قبر رسولؐ کی زیارت کو گیا اور ایک دن آپؐ کی قبر اور منبر کے درمیان بیٹھا تھا کہ نیند کا غلبہ ہوا۔ ساتھ ہی کسی نے میرا شانہ ہلایا، آنکھ کھول کر دیکھا تو وہی حبشی سامنے کھڑا تھا۔

اس نے پوچھا: تمھارا کیا حال ہے، اب تک کیسی گزری؟

میں نے کہا: الحمدللہ! مگر میں تمھیں بُرا بھلا کہتا رہا۔

اس نے کہا: ایسا نہ چاہیے تھا کیونکہ مجھے تو حکم ملا تھا اس لیے تمھیں ڈانٹ دیا مگر تم کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور خوش ہونا چاہیے تھا کہ تم نے ان کی زیارت کرلی۔ یہی بڑی بات ہے۔

پھر اس نے میرے ایک مستبصر برادرِ ایمانی کا نام لے کر پوچھا کہ فلاں کیسا ہے؟

میں نے کہا: وہ برقہ میں ہے۔

اس نے کہا: تم سچ کہتے ہو۔

پھر میرے ایک اور دوست کا نام لیا جو بڑا عبادت گزار اور دیانت دار تھا اور پوچھا کہ فلاں کیسا ہے؟

میں نے کہا: وہ آج کل اسکندریہ میں ہے۔

پھر اسی طرح کئی دوستوں کے نام لے کر ان کی خیریت دریافت کی۔ اس کے بعد ایک اجنبی شخص کا نام لے کر پوچھا کہ وہ نقفور کیسا ہے؟

میں نے کہا: میں اس کو نہیں جانتا۔

اس نے کہا: ہاں تم اس کو کیا جانو، وہ ایک رومی مرد ہے۔ اس کی اللہ ہدایت کرے گا اور قسطنطنیہ سے نصرت کے لیے آئے گا۔

پھر ایک اور شخص کے بارے میں پوچھا۔

میں نے کہا: میں اس کو بھی نہیں جانتا۔

اس نے کہا: وہ اہلِ بیتؑ میں سے ایک شخص ہے جو میرے آقا و مولاؑ کے انصار میں سے ہے۔

اچھا، اب تم اپنے اصحاب سے کہہ دینا کہ ہمیں اُمید ہے کہ اللہ ظالموں سے انتقام لے گا

Scanned with CamScanner

اور مظلوموں کی مدد کا اذن دے گا۔ میں ابھی ابھی اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے ملاقات کر کے یہی پیغام انھیں پہنچا کر آرہا ہوں اور تم سے بھی یہی کہہ رہا ہوں اور یہ کہ تم کو زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ خود کو اطاعتِ خدا میں مشغول رکھو، ان شاء اللہ وقتِ ظہور قریب ہے۔

پس میں نے اپنے خزانچی کو پچاس دینار لانے کا حکم دیا اور اس سے درخواست کی کہ اسے قبول کرے۔

اس نے کہا: اے میرے بھائی! میرے لیے اللہ نے حرام قرار دیا ہے کہ تجھ سے کچھ لوں جس کی مجھے ضرورت نہیں۔ جس طرح اس نے میرے لیے حلال قرار دیا ہے کہ تجھ سے وہ کچھ لوں جس کی مجھے ضرورت ہو۔

میں نے کہا: کیا میرے علاوہ آقا کے اصحاب میں سے کسی نے آپ کے کلام کو سنا ہے؟

اس نے کہا: ہاں، تمھارے بھائی احمد بن حسین ہمدانی جو آذربائیجان میں جلاوطن ہوئے ہیں اس نے یہ بات مجھ سے سنی اور اس اُمید کے ساتھ کہ میں نے جو دیکھا وہ بھی دیکھے گا۔ حج کے لیے جانے کی اجازت طلب کی۔ پس احمد بن حسین ہمدانی نے حج کیا اور ذکرویہ بن مہرویہ کے ہاتھوں اسی سال قتل ہو گیا۔ ہم الگ ہو گئے اور میں واپس حدود میں آ گیا۔ پھر میں نے حج کیا اور مدینہ میں طاہر نامی شخص سے ملا جو حسین الاصغر کی اولاد میں سے تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے اس امر (امامت) کے متعلق بہت کچھ معلومات ہیں۔ چنانچہ میں اس کو تلاش کرنے اس سے دوستی کرنے گیا تا کہ وہ مجھ سے راحت بخش ہو اور میرے اعتقاد کی درستگی سے واقف ہو۔

میں نے اس سے کہا: فرزندِ رسولؐ! میں آپ کو اپنے پاکیزہ باپ دادا کے حقوق کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے اپنی طرح بنائیں اور اس معاملے میں علم دیں جس کے بارے میں آپ کو اعتماد ہے۔ اس نے میری گواہی دی ہے کہ قاسم بن عبداللہ بن سلیمان بن وہب نے میرے مذہب کے لیے مجھے ختم کرنے کا ارادہ کیا ہے اور متعدد بار میرے قتل کو اُکسایا ہے لیکن اللہ نے مجھے اس کے چنگل سے بچایا۔

طاہر نے کہا: اے میرے بھائی! جو کچھ تم نے اس پہاڑ میں مجھ سے سنا ہے اسے چھپاؤ

کیونکہ وہ لوگ جو رات کے اندھیرے میں ایسی جگہ پر جہاں وہ جانتے ہیں۔ غیر معمولی چیزیں دیکھتے ہیں اور ہمیں تلاش اور تفتیش سے روکتے ہیں۔ چنانچہ میں اسے چھوڑ کر واپس آ گیا۔ [1]

(225) وَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الْحَاشِرِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الشُّجَاعِيِّ الْكَاتِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النُّعْمَانِيِّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ أَحْمَدَ [مُحَمَّدٍ] الْجَعْفَرِيِّ قَالَ: حَجَجْتُ سَنَةَ سِتٍّ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ وَ جَاوَرْتُ بِمَكَّةَ تِلْكَ السَّنَةَ وَ مَا بَعْدَهَا إِلَى سَنَةِ تِسْعٍ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ ثُمَّ خَرَجْتُ عَنْهَا مُنْصَرِفاً إِلَى الشَّامِ فَبَيْنَا أَنَا فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ وَ قَدْ فَاتَتْنِي صَلَاةُ الْفَجْرِ فَنَزَلْتُ مِنَ الْمَحْمِلِ وَ تَهَيَّأْتُ لِلصَّلَاةِ فَرَأَيْتُ أَرْبَعَةَ نَفَرٍ فِي مَحْمِلٍ فَوَقَفْتُ أَعْجَبُ مِنْهُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ مِمَّ تَعْجَبُ تَرَكْتَ صَلَاتَكَ وَ خَالَفْتَ مَذْهَبَكَ. فَقُلْتُ لِلَّذِي يُخَاطِبُنِي وَ مَا عِلْمُكَ بِمَذْهَبِي فَقَالَ تُحِبُّ أَنْ تَرَى صَاحِبَ زَمَانِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَأَوْمَأَ إِلَى أَحَدِ الْأَرْبَعَةِ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ لَهُ دَلَائِلَ وَ عَلَامَاتٍ فَقَالَ أَيُّمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ تَرَى الْجَمَلَ وَ مَا عَلَيْهِ صَاعِداً إِلَى السَّمَاءِ أَوْ تَرَى الْمَحْمِلَ صَاعِداً إِلَى السَّمَاءِ فَقُلْتُ أَيُّهُمَا كَانَ فَهِيَ دَلَالَةٌ فَرَأَيْتُ الْجَمَلَ وَ مَا عَلَيْهِ يَرْتَفِعُ إِلَى السَّمَاءِ وَ كَأَنَّ الرَّجُلَ أَوْمَأَ إِلَى رَجُلٍ بِهِ سُمْرَةٌ وَ كَانَ لَوْنُهُ الذَّهَبَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ سَجَّادَةٌ.

یوسف بن احمد جعفری سے روایت ہے کہ میں نے ۳۰۶ ہجری میں حج کیا۔ پھر اس سال اور اس کے بعد ۳۰۹ ہجری تک مکہ میں مقیم رہا اور وہاں سے پلٹ کر شام آیا۔ ابھی راستے میں ہی تھا کہ میری نمازِ فجر فوت ہو گئی۔ میں محمل سے نماز پڑھنے کے لیے اُترا تو دیکھا کہ ایک محمل میں چار آدمی سوار ہیں۔ انھیں دیکھ کر مجھے بڑا تعجب ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا: تمھیں تعجب کیوں ہے؟ تم نے اپنی نماز قضا کر دی ہے اور اپنے مذہب کے خلاف کیا ہے۔

---

[1] بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۳، ح ۲؛ تبصرۃ الولی: ح ۶۲

Scanned with CamScanner

میں نے کہا: آپ کو میرے مذہب کا علم کیسے ہوگیا؟

اس نے کہا: تم اپنے زمانے کے صاحب کو دیکھنا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

اس نے اپنے چاروں میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے کہا: مگر ان کی تو بہت سی دلیلیں اور علامتیں ہیں؟

اس نے کہا: تم کیا دیکھنا چاہتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ یہ ناقہ مع محمل وغیرہ کے آسمان کی طرف پرواز کرجائے یا صرف محمل آسمان کی طرف بلند ہوجائے؟

میں نے کہا: ان میں سے جو بھی ہوجائے وہ ایک نشانی ہوگی۔ پس میں نے دیکھا کہ ناقہ مع محمل وغیرہ کے آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور جس شخص کی طرف اس شخص نے اشارہ کیا تھا اس کا رنگ گندمی تھا اور اس کی آنکھوں کے درمیان (پیشانی پر) سجدے کا نشان تھا۔ [1]

(226) أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ ٱلْأَنْصَارِيِّ ٱلْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ ٱلْهَاشِمِيِّ مِنْ وُلْدِ ٱلْعَبَّاسِ قَالَ: حَضَرْتُ دَارَ أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى يَوْمَ تُوُفِّيَ وَأُخْرِجَتْ جَنَازَتُهُ وَوُضِعَتْ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ وَثَلَاثُونَ رَجُلاً قُعُودٌ نَنْتَظِرُ حَتَّى خَرَجَ إِلَيْنَا غُلَامٌ عُشَارِيٌّ حَافٍ عَلَيْهِ رِدَاءٌ قَدْ تَقَنَّعَ بِهِ. فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ قُمْنَا هَيْبَةً لَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ نَعْرِفَهُ فَتَقَدَّمَ وَقَامَ ٱلنَّاسُ فَاصْطَفُّوا خَلْفَهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَمَشَى فَدَخَلَ بَيْتاً غَيْرَ ٱلَّذِي خَرَجَ مِنْهُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللهِ ٱلْهَمْدَانِيُّ فَلَقِيتُ بِٱلْمَرَاغَةِ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ تَبْرِيزَ يُعْرَفُ بِإِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلتَّبْرِيزِيِّ فَحَدَّثَنِي بِمِثْلِ حَدِيثِ ٱلْهَاشِمِيِّ لَمْ يُخْرَمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالَ فَسَأَلْتُ ٱلْهَمْدَانِيَّ فَقُلْتُ غُلَامٌ عُشَارِيُّ ٱلْقَدِّ أَوْ عُشَارِيُّ ٱلسِّنِّ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۵، ح ۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۴، ح ۹۳؛ تبصرۃ الولی: ح ۶۳؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۱، ح ۸۳؛ الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۴۶۶، ح ۱۳؛ ثاقب المناقب: ص ۲۷۰؛ الایقاظ من الھجعۃ: ص ۳۵۵، ح ۹۷

لِأَنَّهُ رُوِيَ أَنَّ ٱلْوِلَادَةَ كَانَتْ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ وَكَانَتْ غَيْبَةُ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَنَةَ سِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ بَعْدَ ٱلْوِلَادَةِ بِأَرْبَعِ سِنِينَ. فَقَالَ لَا أَدْرِي هَكَذَا سَمِعْتُ فَقَالَ لِي شَيْخٌ مَعَهُ حَسَنُ ٱلْفَهْمِ مِنْ أَهْلِ بَلَدِهِ لَهُ رِوَايَةٌ وَعِلْمٌ عُشَارِيُّ ٱلْقَدِّ.

اولادِ عباس میں سے احمد بن عبداللہ ہاشمی سے روایت ہے کہ جس روز سرمن رائے میں امام ابومحمد عسکریؑ کی شہادت ہوئی تو میں آپؑ کے گھر میں گیا۔ جب آپؑ کا جنازہ اندر سے نکال کر باہر رکھا گیا تو ہم انتالیس آدمی موجود تھے جو وہاں بیٹھے ہوئے جنازے کا انتظار کر رہے تھے۔ اسی دوران ایک بچہ جو بظاہر دس سال کا معلوم ہوتا تھا، دوش پر ردا اور اسی ردا کو بطورِ نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے برآمد ہوا۔ اس کے آتے ہی ہم لوگوں پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ سب تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے حالانکہ ہم اسے پہچانتے بھی نہ تھے۔ وہ آگے کھڑا ہوگیا اور ہم سب اس کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ اس نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور چلا گیا مگر جس گھر سے وہ برآمد ہوا تھا اس میں نہیں بلکہ دوسرے گھر میں داخل ہوگیا۔

ابوعبداللہ ہمدانی کا بیان ہے کہ مقامِ مراغہ میں مجھ سے ابراہیم بن محمد تبریزی کی ملاقات ہوئی۔ انھوں نے بھی مجھ سے ہاشمی کی مندرجہ بالا روایت کو بے کم و کاست بیان کیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے ہمدانی سے پوچھا: وہ جوان قد کے اعتبار سے (یعنی بظاہر) دس سال کا تھا یا کہ عمر کے حساب سے دس سال کا تھا کیونکہ یہ روایت کیا گیا ہے کہ امام زمانہؑ کی ولادت ۲۵۶ ہجری میں ہوئی اور امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی غیبت (یعنی شہادت) ۲۶۰ ہجری آپؑ کی ولادت کے چار سال بعد ہوئی۔

اس نے کہا: مجھے نہیں معلوم بس میں نے اسی طرح سنا۔ پس اہلِ شہر میں سے ایک بہتر فہم والے بزرگ نے، جس کی روایت قبول ہوتی ہے اور صاحبِ علم تھا، کہا: وہ جوان قد کے اعتبار سے دس سال کا تھا (یعنی بظاہراً دس سال)۔ [1]

(227) عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَائِذٍ ٱلرَّازِيِّ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ وَجْنَاءَ

[1] بحارالانوار، جلد ۵۲، ص ۶

اَلنَّصِيبِيِّ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ اَلْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ حَاضِراً عِنْدَ اَلْمُسْتَجَارِ (بِمَكَّةَ) وَ جَمَاعَةٌ زُهَاءَ ثَلاَثِينَ رَجُلاً لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ مُخْلِصٌ غَيْرُ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْقَاسِمِ اَلْعَلَوِيِّ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ فِي اَلْيَوْمِ اَلسَّادِسِ مِنْ ذِي اَلْحِجَّةِ سَنَةَ ثَلاَثٍ وَ تِسْعِينَ وَ مِائَتَيْنِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا شَابٌّ مِنَ اَلطَّوَافِ عَلَيْهِ إِزَارَانِ (فَاحْتَجَّ) مُحْرِمٌ بِهِمَا وَ فِي يَدِهِ نَعْلاَنِ. فَلَمَّا رَأَيْنَاهُ قُمْنَا جَمِيعاً هَيْبَةً لَهُ وَ لَمْ يَبْقَ مِنَّا أَحَدٌ إِلاَّ قَامَ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَ جَلَسَ مُتَوَسِّطاً وَ نَحْنُ حَوْلَهُ ثُمَّ اِلْتَفَتَ يَمِيناً وَ شِمَالاً ثُمَّ قَالَ أَ تَدْرُونَ مَا كَانَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ فِي دُعَاءِ اَلْإِلْحَاحِ (قُلْنَا وَ مَا كَانَ يَقُولُ) قَالَ كَانَ يَقُولُ. اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ اَلَّذِي بِهِ تَقُومُ اَلسَّمَاءُ وَ بِهِ تَقُومُ اَلْأَرْضُ وَ بِهِ تُفَرِّقُ بَيْنَ اَلْحَقِّ وَ اَلْبَاطِلِ وَ بِهِ تَجْمَعُ بَيْنَ اَلْمُتَفَرِّقِ وَ بِهِ تُفَرِّقُ بَيْنَ اَلْمُجْتَمِعِ وَ بِهِ أَحْصَيْتَ عَدَدَ اَلرِّمَالِ وَ زِنَةَ اَلْجِبَالِ وَ كَيْلَ اَلْبِحَارِ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ أَنْ تَجْعَلَ لِي مِنْ أَمْرِي فَرَجاً. ثُمَّ نَهَضَ وَ دَخَلَ اَلطَّوَافَ فَقُمْنَا لِقِيَامِهِ حَتَّى اِنْصَرَفَ وَ أُنْسِينَا أَنْ نَذْكُرَ أَمْرَهُ وَ أَنْ نَقُولَ مَنْ هُوَ وَ أَيُّ شَيْءٍ هُوَ إِلَى اَلْغَدِ فِي ذَلِكَ اَلْوَقْتِ فَخَرَجَ عَلَيْنَا مِنَ اَلطَّوَافِ فَقُمْنَا لَهُ كَقِيَامِنَا بِالْأَمْسِ وَ جَلَسَ فِي مَجْلِسِهِ مُتَوَسِّطاً فَنَظَرَ يَمِيناً وَ شِمَالاً وَ قَالَ أَ تَدْرُونَ مَا كَانَ يَقُولُ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بَعْدَ صَلاَةِ اَلْفَرِيضَةِ فَقُلْنَا وَ مَا كَانَ يَقُولُ قَالَ كَانَ يَقُولُ. إِلَيْكَ رُفِعَتِ اَلْأَصْوَاتُ (وَ دُعِيَتِ اَلدَّعَوَاتُ وَ لَكَ) عَنَتِ اَلْوُجُوهُ وَ لَكَ وُضِعَتِ اَلرِّقَابُ وَ إِلَيْكَ اَلتَّحَاكُمُ فِي اَلْأَعْمَالِ يَا خَيْرَ مَنْ سُئِلَ وَ يَا خَيْرَ مَنْ أَعْطَى يَا صَادِقُ يَا بَارِئُ يَا مَنْ لاَ يُخْلِفُ اَلْمِيعَادَ يَا مَنْ أَمَرَ بِالدُّعَاءِ وَ وَعَدَ بِالْإِجَابَةِ يَا مَنْ قَالَ: اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ يَا مَنْ قَالَ: إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ اَلدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَ لْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ وَ يَا مَنْ قَالَ: يَا عِبَادِيَ اَلَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لاَ تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اَللهِ إِنَّ اَللهَ يَغْفِرُ اَلذُّنُوبَ جَمِيعاً إِنَّهُ هُوَ اَلْغَفُورُ اَلرَّحِيمُ لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ هَا أَنَا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ اَلْمُسْرِفُ وَ أَنْتَ اَلْقَائِلُ لاَ تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اَللهِ إِنَّ اَللهَ يَغْفِرُ اَلذُّنُوبَ جَمِيعاً. ثُمَّ نَظَرَ يَمِيناً وَ شِمَالاً بَعْدَ هَذَا اَلدُّعَاءِ فَقَالَ أَ تَدْرُونَ مَا كَانَ أَمِيرُ اَلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ فِي سَجْدَةِ اَلشُّكْرِ فَقُلْنَا وَ مَا كَانَ يَقُولُ قَالَ كَانَ يَقُولُ. يَا مَنْ لاَ يَزِيدُهُ كَثْرَةُ اَلدُّعَاءِ إِلاَّ سَعَةً وَ عَطَاءً يَا مَنْ لاَ تَنْفَدُ خَزَائِنُهُ يَا مَنْ لَهُ خَزَائِنُ اَلسَّمَاوَاتِ وَ اَلْأَرْضِ يَا مَنْ لَهُ خَزَائِنُ مَا دَقَّ وَ جَلَّ لاَ تَمْنَعُكَ إِسَاءَتِي مِنْ إِحْسَانِكَ أَنْتَ تَفْعَلُ بِيَ اَلَّذِي أَنْتَ أَهْلُهُ فَإِنَّكَ أَنْتَ أَهْلُ اَلْكَرَمِ وَ اَلْجُودِ وَ اَلْعَفْوِ وَ اَلتَّجَاوُزِ يَا رَبِّ يَا اَللهُ لاَ تَفْعَلْ بِيَ اَلَّذِي أَنَا أَهْلُهُ فَإِنِّي أَهْلُ اَلْعُقُوبَةِ وَ قَدِ اِسْتَحْقَقْتُهَا لاَ حُجَّةَ لِي وَ لاَ عُذْرَ لِي عِنْدَكَ أَبُوءُ لَكَ بِذُنُوبِي كُلِّهَا وَ أَعْتَرِفُ بِهَا كَيْ تَعْفُوَ عَنِّي وَ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهَا مِنِّي أَبُوءُ لَكَ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهُ وَ كُلِّ خَطِيئَةٍ اِحْتَمَلْتُهَا وَ كُلِّ سَيِّئَةٍ عَمِلْتُهَا رَبِّ اِغْفِرْ وَ اِرْحَمْ وَ تَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ اَلْأَعَزُّ اَلْأَكْرَمُ. وَ قَامَ وَ دَخَلَ اَلطَّوَافَ فَقُمْنَا لِقِيَامِهِ وَ عَادَ مِنَ اَلْغَدِ فِي ذَلِكَ اَلْوَقْتِ فَقُمْنَا لِإِقْبَالِهِ كَفِعْلِنَا فِيمَا مَضَى فَجَلَسَ مُتَوَسِّطاً وَ نَظَرَ يَمِيناً وَ شِمَالاً فَقَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَلْحُسَيْنِ سَيِّدُ اَلْعَابِدِينَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ فِي هَذَا اَلْمَوْضِعِ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى اَلْحِجْرِ تَحْتَ اَلْمِيزَابِ. عُبَيْدُكَ بِفِنَائِكَ مِسْكِينُكَ بِفِنَائِكَ فَقِيرُكَ بِفِنَائِكَ سَائِلُكَ بِفِنَائِكَ يَسْأَلُكَ مَا لاَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرُكَ ثُمَّ نَظَرَ يَمِيناً وَ شِمَالاً وَ نَظَرَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ اَلْقَاسِمِ مِنْ بَيْنِنَا فَقَالَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ اَلْقَاسِمِ أَنْتَ عَلَى خَيْرٍ إِنْ شَاءَ اَللهُ تَعَالَى وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْقَاسِمِ يَقُولُ بِهَذَا اَلْأَمْرِ ثُمَّ قَامَ وَ دَخَلَ اَلطَّوَافَ فَمَا

Scanned with CamScanner

بَقِيَ مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا وَ قَدْ أُلْهِمَ مَا ذَكَرَهُ مِنَ الدُّعَاءِ وَ أُنْسِينَا أَنْ نَتَذَاكَرَ أَمْرَهُ إِلَّا فِي آخِرِ يَوْمٍ. فَقَالَ لَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْمَحْمُودِيُّ يَا قَوْمِ أَ تَعْرِفُونَ هٰذَا هٰذَا وَ اللّٰهِ صَاحِبُ زَمَانِكُمْ فَقُلْنَا وَ كَيْفَ عَلِمْتَ يَا أَبَا عَلِيٍّ فَذَكَرَ أَنَّهُ مَكَثَ سَبْعَ سِنِينَ يَدْعُو رَبَّهُ وَ يَسْأَلُهُ مُعَايَنَةَ صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. قَالَ فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْماً عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَ إِذَا بِالرَّجُلِ بِعَيْنِهِ يَدْعُو بِدُعَاءٍ وَعَيْتُهُ فَسَأَلْتُهُ مِمَّنْ هُوَ فَقَالَ مِنَ النَّاسِ قُلْتُ مِنْ أَيِّ النَّاسِ قَالَ مِنْ عَرَبِهَا قُلْتُ مِنْ أَيِّ عَرَبِهَا قَالَ مِنْ أَشْرَفِهَا قُلْتُ وَ مَنْ هُمْ قَالَ بَنُو هَاشِمٍ قُلْتُ [وَ] مِنْ أَيِّ بَنِي هَاشِمٍ فَقَالَ مِنْ أَعْلَاهَا ذِرْوَةً وَ أَسْنَاهَا قُلْتُ مِمَّنْ قَالَ مِمَّنْ فَلَقَ الْهَامَ وَ أَطْعَمَ الطَّعَامَ وَ صَلَّى وَ النَّاسُ نِيَامٌ. قَالَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ عَلَوِيٌّ فَأَحْبَبْتُهُ عَلَى الْعَلَوِيَّةِ ثُمَّ افْتَقَدْتُهُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ فَلَمْ أَدْرِ كَيْفَ مَضَى فَسَأَلْتُ الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا حَوْلَهُ تَعْرِفُونَ هٰذَا الْعَلَوِيَّ قَالُوا نَعَمْ يَحُجُّ مَعَنَا فِي كُلِّ سَنَةٍ مَاشِياً فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ [وَ اللّٰهِ] مَا أَرَى بِهِ أَثَرَ مَشْيٍ قَالَ فَانْصَرَفْتُ إِلَى الْمُزْدَلِفَةِ كَئِيباً حَزِيناً عَلَى فِرَاقِهِ وَ نِمْتُ مِنْ لَيْلَتِي تِلْكَ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَقَالَ يَا أَحْمَدُ رَأَيْتَ طَلِبَتَكَ فَقُلْتُ وَ مَنْ ذَاكَ يَا سَيِّدِي فَقَالَ الَّذِي رَأَيْتَهُ فِي عَشِيَّتِكَ وَ هُوَ صَاحِبُ زَمَانِكَ. قَالَ فَلَمَّا سَمِعْنَا ذٰلِكَ مِنْهُ عَاتَبْنَاهُ أَنْ لَا يَكُونَ أَعْلَمَنَا ذٰلِكَ فَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ يُنْسَى أَمْرَهُ إِلَى وَقْتِ مَا حَدَّثَنَا بِهِ.

ابونعیم محمد بن احمد انصاری سے روایت ہے کہ میں ۶ ذی الحجہ ۲۹۳ ہجری کو مکہ میں مستجار کے پاس موجود تھا وہاں تقریباً تیس آدمیوں کا مجمع تھا جن میں سوائے محمد بن قاسم علوی کے اور کوئی مخلص نہ تھا۔ ابھی ہم لوگ وہیں تھے۔ ناگاہ ایک جوان جامۂ احرام پہنے اور اپنی دونوں نعلین ہاتھ میں لیے ہوئے حلقۂ طواف سے نکلا۔ جب ہم لوگوں نے اسے دیکھا تو سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ آ کر ہمارے پاس دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور ہم اس کے گرد حلقہ بنا کر

بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اس نے دائیں بائیں نظر ڈالی اور کہا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام دُعائے الحاح میں کیا پڑھا کرتے تھے؟

ہم نے پوچھا: وہ کیا پڑھتے تھے؟

اس نے کہا: وہ یہ پڑھتے تھے:

"اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس اسم کا واسطہ دے کر جس کے ذریعے سے تو آسمان کو قائم رکھے ہوئے ہے، زمین کو قائم رکھے ہوئے ہے، جس کے ذریعے سے تو پراگندہ و متفرق کو یکجا کرتا ہے اور جس کے ذریعے تو یکجا و مجتمع کو متفرق کرتا ہے، جس کے ذریعے سے توریت کے ذرّوں کا شمار رکھتا ہے اور پہاڑوں کا وزن اور سمندروں کے پانی کی مقدار کا علم رکھتا ہے تو رحمت نازل فرما محمدؐ و آلِ محمدؐ پر اور یہ کہ میرے اس کام میں میرے لیے کشادگی اور عہدہ برآ ہونے کا راستہ پیدا فرما دے"۔

یہ کہہ کر وہ جوان اُٹھا اور اس کے ساتھ ہم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ طواف کرنے والوں کے حلقے میں شامل ہو گیا اور ہمیں خیال بھی پیدا نہ ہوا کہ یہ سوچیں کہ یہ جوان کون ہے اور کیا ہے؟ غرض دوسرے دن اسی وقت پر وہ جوان پھر طواف کے حلقے سے نکلا اور ہماری طرف آیا اور اسے دیکھ کر گذشتہ دن کی طرح احتراماً کھڑے ہو گئے اور وہ اپنی جگہ پر دوزانو ہو کر بیٹھ گیا اور اپنے دائیں بائیں نظر ڈال کر بولا: "تمھیں معلوم ہے کہ امیرالمومنینؑ نمازِ فریضہ کے بعد کیا دُعا پڑھتے تھے؟

ہم نے پوچھا: بتایئے وہ کیا دُعا پڑھتے تھے؟

اس جوان نے کہا: وہ جناب یہ دُعا پڑھا کرتے تھے:

"(پروردگار!) سب کی فریادیں تیری ہی طرف بلند کی جاتی ہیں، دُعائیں تجھ ہی سے کی جاتی ہیں، پیشانیاں تیرے ہی لیے سجدہ ریز ہوتی ہیں، گردنیں تیرے ہی سامنے جھکتی ہیں، سارے معاملات تیرے ہی سامنے پیش ہوتے ہیں، تو ان میں سب سے زیادہ بہتر ہے جن سے مانگا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اے عطا کرنے والوں میں سب سے بہتر، اے سچے (ربّ) اے احسان کرنے والے! اے وہ جو کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا، اے وہ جس نے دُعا مانگنے کا حکم دیا ہے اور پھر اس کے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا۔

اے وہ جس کا یہ ارشاد ہے:

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن: آیت ۶۰)

''تم مجھ سے دُعا مانگو میں تمھاری دُعائیں قبول کروں گا''۔

اے وہ جس نے یہ فرمایا ہے: ''جب میرے بندے میرے متعلق سوال کرتے ہیں تو میں قریب ہوتا ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں:

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (البقرہ: ۱۸۶)

''تم لوگوں کو چاہیے کہ مجھے پکارو اور مجھ پر ایمان رکھو۔ ہوسکتا ہے کہ تم ہدایت یافتہ بن جاؤ''۔

اے وہ جس نے یہ فرمایا ہے:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

''اے میرے بندو! جنھوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اللہ تمام گناہ بخش دے گا وہ قوت و رحمت والا ہے''۔ (الزمر: آیت ۵۳)

''مَیں حاضر ہوں، تیرے سامنے نادم ہوں، میں زیادتی کرنے والا ہوں اور تُو نے فرمایا ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، اللہ تمام گناہوں کو معاف کردے گا''۔

اس کے بعد اس جوان نے اپنے دائیں اور بائیں پھر دیکھا اور کہا: کیا تمھیں معلوم ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام سجدۂ شکر میں کیا کہا کرتے تھے؟

میں نے کہا: آپ ہی فرمائیے کہ وہ کیا کہا کرتے تھے؟

اس جوان نے کہا: امیرالمومنین علی علیہ السلام یہ کہا کرتے تھے:

''اے وہ ذات جس کی عطاؤں کی کثرت اس کی عطاؤں میں مزید وسعت ہی پیدا کردیتی ہے۔ اے وہ ذات جس کا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوتا۔ اے وہ ذات جس کے قبضے میں سارے آسمان وزمین کے خزانے ہیں۔ اے وہ ذات جس کے قبضے میں ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا خزانہ ہے۔

(پروردگار!) میری بدی، میری نیکی کو نہیں روک سکتی، تو میرے ساتھ وہ سلوک کر جس کا تو اہل ہے کیونکہ صاحبِ بخشش وکرم اور معاف کرنے والا ہے۔ اے پروردگار! میرے ساتھ وہ سلوک نہ کر جس کا مَیں اہل ہوں کیونکہ مَیں تو قابلِ سزا ہوں۔ میں نے خود کو سزا کا مستحق بنالیا ہے۔ میں اپنے گناہوں کا تیرے سامنے کوئی عُذر پیش نہیں کرسکتا۔ مجھے اپنے تمام گناہوں کا تیرے سامنے اقرار واعتراف ہے تو اسے معاف کردے ہر وہ گناہ جو مجھ سے سرزد ہوا ہے۔ اور ہر وہ خطا جس کا مَیں مرتکب ہوا ہوں، اس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ ہر وہ بدی اور گناہ جس کا تجھے علم ہے۔ اے پروردگار! اس کو تُو بخش دے، مہربانی فرما، اس سے درگزر فرما اس لیے کہ تُو سب سے بڑا صاحبِ عزت اور سب سے بڑا صاحبِ کرم ہے''۔

راوی کا بیان ہے کہ اس دُعا کی تلقین کرکے وہ جوان پھر اُٹھا اور طواف کرنے والوں میں شامل ہوگیا اور ہم لوگ بھی اس کے کھڑے ہوتے ہی کھڑے ہوگئے۔ تیسرے دن وہ جوان پھر آیا اور اسی وقت پر آیا اور ہم لوگ اس کے استقبال میں کھڑے ہوگئے۔ وہ آکر پہلے کی طرح پھر دوزانو بیٹھ گیا اور اپنے دائیں اور بائیں نظر ڈالی اور کہا کہ حضرت علی بن حسینؑ (امام زین العابدینؑ) اس جگہ پر اور حجرِ اسود اور تحت میزاب کی طرف کرتے، سجدے میں یہ کہا کرتے تھے:

Scanned with CamScanner

''(پروردگار!) تیرا ناچیز بندہ تیرے صحن میں آیا ہے، تیرا مسکین تیرے
صحن میں آیا ہے، تیرا فقیر تیرے صحن میں آیا ہے۔ تیرا سائل تیرے صحن
میں آیا ہے اور تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہے جو تیرے سوا کوئی نہیں
دے سکتا''۔

اس کے بعد اس جوان نے اپنے دائیں اور بائیں پھر نظر ڈالی اور کہا: اے محمد بن قاسم! ان شاء اللہ تم راہِ راست اور خیر کے راستے پر ہو۔ یہ کہہ کر وہ جوان پھر طواف کرنے والوں میں شامل ہوگیا اور ہم لوگوں میں سے ہر ایک کے دل میں یہ دُعائیں بیٹھ گئیں مگر ہمیں خیال ہی نہ آیا کہ اس جوان کے متعلق کچھ سوچتے۔ جب شام ہوگئی تو ابوعلی محمودی نے کہا: لوگو! تم اس جوان کو پہچانتے ہو؟ خدا کی قسم! وہی تمھارے امامِ زمانہؑ ہیں۔

ہم لوگوں نے کہا: اے ابوعلی! تمھیں کیسے معلوم ہوا؟

انھوں نے کہا: میں سات سال سے یہ دُعا کرتا رہا ہوں کہ پروردگار! تو مجھے امامِ زمانہؑ کی زیارت نصیب فرما۔

راوی کا بیان ہے کہ ابھی ہم لوگ شبِ عرفہ اسی گومگو میں تھے کہ میں نے سنا کہ وہی جوان دُعا پڑھ رہا ہے۔ یہ دیکھ کر میں نے بڑھ کر اس سے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟

اس نے کہا: لوگوں میں سے ہوں۔

میں نے پوچھا: کن لوگوں میں سے؟

اس نے کہا: اہلِ عرب سے۔

میں نے پوچھا: عرب میں کس قبیلے سے؟

اس نے کہا: عرب کے شریف ترین قبیلے سے۔

میں نے پوچھا: کون سے شریف ترین طبقے سے؟

اس نے کہا: بنی ہاشم سے۔

میں نے پوچھا: بنی ہاشم میں سے کس کی نسل سے؟

اس نے کہا: اس میں سے اعلیٰ و بہترین کی نسل سے۔

Scanned with CamScanner

میں نے پوچھا: وہ کون ہیں؟

اس نے کہا: وہی جس نے (کافروں اور مشرکوں کے) سر پھاڑ دیے (غربا و مساکین کو) کھانا کھلایا اور شب کو عبادت و نماز میں بسر کرتا تھا جبکہ لوگ سوتے رہتے تھے۔

میں سمجھ گیا کہ یہ اولادِ علیؑ میں سے ہیں مگر میری آنکھ جھپکی تو وہ جوان نظروں سے غائب تھا۔ میں نے ان لوگوں سے پوچھ جو اس کے گرد و پیش تھے کہ کیا تم لوگ اس علوی کو جانتے ہو؟

لوگوں نے کہا: ہاں، یہ جوان تو ہر سال ہمارے ساتھ پاپیادہ حج کے لیے آتا ہے۔

میں نے کہا: سبحان اللہ! میں نے تو اسے جاتے ہوئے بھی نہیں دیکھا۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں وہاں سے مزدلفہ آیا مگر بہت محزون و مغموم تھا۔ شب کو وہاں آنکھ لگ گئی تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا: اے احمد! تمھاری مراد تو پوری ہوگئی؟

میں نے عرض کیا: آقاؐ! وہ جوان کون تھا؟

آپؐ نے فرمایا: جس کو تم نے عشاء کے وقت دیکھا تھا وہی تو تمھارے صاحب الزمانؑ ہیں۔

پس ہم نے اس سے یہ بات سنی تو اس پر غصہ کیا کہ اس نے ہمیں اس سے آگاہ کیوں نہیں کیا تو اس نے بتایا کہ وہ گفتگو کے دوران اس بات کو بھول گیا تھا۔ [1]

(228) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنِ اَلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ اَلرَّازِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ عَنْ رَجُلٍ ذَكَرَ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ قَزْوِينَ لَمْ يَذْكُرِ اِسْمَهُ عَنْ حَبِيبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ بْنِ شَاذَانَ اَلصَّنْعَانِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ اَلْأَهْوَازِيِّ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ يَا أَخِي لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ أَمْرٍ عَظِيمٍ

[1] کمال الدین: ص ۴۷۰، ح ۲۴؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۶، ح ۵؛ تبصرۃ الولی: ح ۵۰؛ مستدرک الوسائل: جلد ۵، ص ۷۰، ح ۳؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۹۸؛ مصباح المتہجد: ص ۵۱؛ البلد الامین: ص ۱۲؛ جنۃ الامان: ص ۲۴؛ نزہۃ الناظر: ص ۱۴۷؛ فلاح السائل: ص ۱۷۹

حَجَجْتُ عِشْرِينَ حِجَّةً كُلّاً أَطْلُبُ بِهِ عِيَانَ ٱلْإِمَامِ فَلَمْ أَجِدْ إِلَى ذٰلِكَ
سَبِيلاً فَبَيْنَا أَنَا لَيْلَةً نَائِمٌ فِي مَرْقَدِي إِذْ رَأَيْتُ قَائِلاً يَقُولُ يَا عَلِيَّ
بْنَ إِبْرَاهِيمَ قَدْ أَذِنَ اللهُ لِي لَكَ فِي ٱلْحَجِّ فَلَمْ أَعْقِلْ لَيْلَتِي حَتَّى
أَصْبَحْتُ فَأَنَا مُفَكِّرٌ فِي أَمْرِي أَرْقُبُ ٱلْمَوْسِمَ لَيْلِي وَ نَهَارِي فَلَمَّا كَانَ
وَقْتُ ٱلْمَوْسِمِ أَصْلَحْتُ أَمْرِي وَ خَرَجْتُ مُتَوَجِّهاً نَحْوَ ٱلْمَدِينَةِ فَمَا
زِلْتُ كَذٰلِكَ حَتَّى دَخَلْتُ يَثْرِبَ فَسَأَلْتُ عَنْ آلِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَلَمْ أَجِدْ لَهُ أَثَراً وَ لَا سَمِعْتُ لَهُ خَبَراً فَأَقَمْتُ مُفَكِّراً فِي
أَمْرِي حَتَّى خَرَجْتُ مِنَ ٱلْمَدِينَةِ أُرِيدُ مَكَّةَ فَدَخَلْتُ ٱلْجُحْفَةَ وَ أَقَمْتُ
بِهَا يَوْماً وَ خَرَجْتُ مِنْهَا مُتَوَجِّهاً نَحْوَ ٱلْغَدِيرِ وَ هُوَ عَلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ
مِنَ ٱلْجُحْفَةِ فَلَمَّا أَنْ دَخَلْتُ ٱلْمَسْجِدَ صَلَّيْتُ وَ عَفَّرْتُ وَ اجْتَهَدْتُ فِي
ٱلدُّعَاءِ وَ ابْتَهَلْتُ إِلَى اللهِ لَهُمْ وَ خَرَجْتُ أُرِيدُ عُسْفَانَ فَمَا زِلْتُ
كَذٰلِكَ حَتَّى دَخَلْتُ مَكَّةَ فَأَقَمْتُ بِهَا أَيَّاماً أَطُوفُ ٱلْبَيْتَ وَ
اعْتَكَفْتُ فَبَيْنَا أَنَا لَيْلَةً فِي ٱلطَّوَافِ إِذَا أَنَا بِفَتًى حَسَنِ ٱلْوَجْهِ طَيِّبِ
ٱلرَّائِحَةِ يَتَبَخْتَرُ فِي مِشْيَتِهِ طَائِفٌ حَوْلَ ٱلْبَيْتِ فَحَسَّ قَلْبِي بِهِ
فَقُمْتُ نَحْوَهُ فَحَكَكْتُهُ فَقَالَ لِي مِنْ أَيْنَ ٱلرَّجُلُ فَقُلْتُ مِنْ أَهْلِ
ٱلْعِرَاقِ فَقَالَ مِنْ أَيِّ ٱلْعِرَاقِ قُلْتُ مِنَ ٱلْأَهْوَازِ فَقَالَ لِي تَعْرِفُ
بِهَا ٱلْخَصِيبَ فَقُلْتُ رَحِمَهُ اللهُ دُعِيَ فَأَجَابَ فَقَالَ رَحِمَهُ اللهُ فَمَا كَانَ
أَطْوَلَ لَيْلَتَهُ وَ أَكْثَرَ تَبَتُّلَهُ وَ أَغْزَرَ دَمْعَتَهُ أَ فَتَعْرِفُ عَلِيَّ بْنَ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ ٱلْمَازِيَارِ فَقُلْتُ أَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ حَيَّاكَ اللهُ
أَبَا ٱلْحَسَنِ مَا فَعَلْتَ بِٱلْعَلَامَةِ ٱلَّتِي بَيْنَكَ وَ بَيْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنِ بْنِ
عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ مَعِي قَالَ أَخْرِجْهَا فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِي
فَاسْتَخْرَجْتُهَا فَلَمَّا أَنْ رَآهَا لَمْ يَتَمَالَكْ أَنْ تَغَرْغَرَتْ عَيْنَاهُ
بِالدُّمُوعِ وَ بَكَى مُنْتَحِباً حَتَّى بَلَّ أَطْمَارَهُ ثُمَّ قَالَ أُذِنَ لَكَ ٱلْآنَ يَا
ابْنَ مَازِيَارَ صِرْ إِلَى رَحْلِكَ وَ كُنْ عَلَى أُهْبَةٍ مِنْ أَمْرِكَ حَتَّى إِذَا لَبِسَ

ٱللَّيْلُ جِلْبَابَهُ وَ غَمَرَ ٱلنَّاسَ ظَلَامُهُ سِرْ إِلَى شِعْبِ بَنِي عَامِرٍ فَإِنَّكَ
سَتَلْقَانِي هُنَاكَ فَسِرْتُ إِلَى مَنْزِلِي - فَلَمَّا أَنْ أَحْسَسْتُ بِٱلْوَقْتِ
أَصْلَحْتُ رَحْلِي وَ قَدَّمْتُ رَاحِلَتِي وَ عَكَمْتُهُ شَدِيداً وَ حَمَلْتُ وَ صِرْتُ
فِي مَتْنِهِ وَ أَقْبَلْتُ مُجِدّاً فِي ٱلسَّيْرِ حَتَّى وَرَدْتُ ٱلشِّعْبَ فَإِذَا أَنَا بِٱلْفَتَى
قَائِمٌ يُنَادِي يَا أَبَا ٱلْحَسَنِ إِلَيَّ فَمَا زِلْتُ نَحْوَهُ فَلَمَّا قَرُبْتُ بَدَأَنِي
بِالسَّلَامِ وَ قَالَ لِي سِرْ بِنَا يَا أَخِي فَمَا زَالَ يُحَدِّثُنِي وَ أُحَدِّثُهُ حَتَّى
تَخَرَّقْنَا جِبَالَ عَرَفَاتٍ وَ سِرْنَا إِلَى جِبَالِ مِنًى وَ انْفَجَرَ ٱلْفَجْرُ ٱلْأَوَّلُ
وَ نَحْنُ قَدْ تَوَسَّطْنَا جِبَالَ ٱلطَّائِفِ فَلَمَّا أَنْ كَانَ هُنَاكَ أَمَرَنِي
بِالنُّزُولِ وَ قَالَ لِي انْزِلْ فَصَلِّ صَلَاةَ ٱللَّيْلِ فَصَلَّيْتُ وَ أَمَرَنِي بِٱلْوَتْرِ
فَأَوْتَرْتُ وَ كَانَتْ فَائِدَةً مِنْهُ ثُمَّ أَمَرَنِي بِالسُّجُودِ وَ ٱلتَّعْقِيبِ ثُمَّ
فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَ رَكِبَ وَ أَمَرَنِي بِالرُّكُوبِ وَ سَارَ وَ سِرْتُ مَعَهُ حَتَّى
عَلَا ذِرْوَةَ ٱلطَّائِفِ فَقَالَ هَلْ تَرَى شَيْئاً قُلْتُ نَعَمْ أَرَى كَثِيبَ
رَمْلٍ عَلَيْهِ بَيْتُ شَعْرٍ يَتَوَقَّدُ ٱلْبَيْتُ نُوراً فَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُهُ طَابَتْ
نَفْسِي فَقَالَ لِي هُنَاكَ ٱلْأَمَلُ وَ ٱلرَّجَاءُ ثُمَّ قَالَ سِرْ بِنَا يَا أَخِي فَسَارَ
وَ سِرْتُ بِمَسِيرِهِ إِلَى أَنِ انْحَدَرَ مِنَ ٱلذِّرْوَةِ وَ سَارَ فِي أَسْفَلِهِ فَقَالَ
انْزِلْ فَهَاهُنَا يَذِلُّ كُلُّ صَعْبٍ وَ يَخْضَعُ كُلُّ جَبَّارٍ ثُمَّ قَالَ خَلِّ عَنْ
زِمَامِ ٱلنَّاقَةِ قُلْتُ فَعَلَى مَنْ أُخَلِّفُهَا فَقَالَ حَرَمُ ٱلْقَائِمِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَ لَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ فَخَلَّيْتُ مِنْ
زِمَامِ رَاحِلَتِي وَ سَارَ وَ سِرْتُ مَعَهُ إِلَى أَنْ دَنَا مِنْ بَابِ ٱلْخِبَاءِ
فَسَبَقَنِي بِالدُّخُولِ وَ أَمَرَنِي أَنْ أَقِفَ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَيَّ ثُمَّ قَالَ لِي ادْخُلْ
هَنَاكَ ٱلسَّلَامَةُ فَدَخَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِهِ جَالِسٌ قَدِ اتَّشَحَ بِبُرْدَةٍ وَ اتَّزَرَ
بِأُخْرَى وَ قَدْ كَسَرَ بُرْدَتَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَ هُوَ كَأُقْحُوَانَةِ أُرْجُوَانٍ قَدْ
تَكَاثَفَ عَلَيْهَا ٱلنَّدَى وَ أَصَابَهَا أَلَمُ ٱلْهَوَى وَ إِذَا هُوَ كَغُصْنِ بَانٍ أَوْ
قَضِيبِ رَيْحَانٍ سَمْحٌ سَخِيٌّ تَقِيٌّ نَقِيٌّ لَيْسَ بِٱلطَّوِيلِ ٱلشَّامِخِ وَ لَا

Scanned with CamScanner

بِالْقَصِيرِ اللَّازِقِ بَلْ مَرْبُوعُ الْقَامَةِ مُدَوَّرُ الْهَامَةِ صَلْتُ الْجَبِينِ أَزَجُّ الْحَاجِبَيْنِ أَقْنَى الْأَنْفِ سَهْلُ الْخَدَّيْنِ عَلَى خَدِّهِ الْأَيْمَنِ خَالٌ كَأَنَّهُ فُتَاتُ مِسْكٍ عَلَى رَضْرَاضَةِ عَنْبَرٍ فَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُهُ بَدَأْتُهُ بِالسَّلَامِ فَرَدَّ عَلَيَّ أَحْسَنَ مَا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَ شَافَهَنِي وَ سَأَلَنِي عَنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَقُلْتُ سَيِّدِي قَدْ أُلْبِسُوا جِلْبَابَ الذِّلَّةِ وَ هُمْ بَيْنَ الْقَوْمِ أَذِلَّاءُ فَقَالَ لِي يَا ابْنَ الْمَازِيَارِ لَتَمْلِكُونَهُمْ كَمَا مَلَكُوكُمْ وَ هُمْ يَوْمَئِذٍ أَذِلَّاءُ فَقُلْتُ سَيِّدِي لَقَدْ بَعُدَ الْوَطَنُ وَ طَالَ الْمَطْلَبُ فَقَالَ يَا ابْنَ الْمَازِيَارِ أَبِي أَبُو مُحَمَّدٍ عَهِدَ إِلَيَّ أَنْ لَا أُجَاوِرَ قَوْماً غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ لَهُمُ الْخِزْيُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَ أَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْكُنَ مِنَ الْجِبَالِ إِلَّا وَعْرَهَا وَ مِنَ الْبِلَادِ إِلَّا عَفْرَهَا وَ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ أَظْهَرَ التَّقِيَّةَ فَوَكَلَهَا بِي فَأَنَا فِي التَّقِيَّةِ إِلَى يَوْمٍ يُؤْذَنُ لِي فَأَخْرُجُ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي مَتَى يَكُونُ هَذَا الْأَمْرُ فَقَالَ إِذَا حِيلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ سَبِيلِ الْكَعْبَةِ وَ اجْتَمَعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ اسْتَدَارَ بِهِمَا الْكَوَاكِبُ وَ النُّجُومُ فَقُلْتُ مَتَى يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ فَقَالَ لِي فِي سَنَةِ كَذَا وَ كَذَا تَخْرُجُ دَابَّةُ الْأَرْضِ مِنْ بَيْنِ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةِ وَ مَعَهُ عَصَا مُوسَى وَ خَاتَمُ سُلَيْمَانَ يَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ قَالَ فَأَقَمْتُ عِنْدَهُ أَيَّاماً وَ أَذِنَ لِي بِالْخُرُوجِ بَعْدَ أَنِ اسْتَقْصَيْتُ لِنَفْسِي - وَ خَرَجْتُ نَحْوَ مَنْزِلِي وَ اللَّهِ لَقَدْ سِرْتُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْكُوفَةِ وَ مَعِي غُلَامٌ يَخْدُمُنِي فَلَمْ أَرَ إِلَّا خَيْراً وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيماً.

حبیب بن محمد بن یونس بن شاذان صنعانی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں علی بن ابراہیم بن مہزیار کے پاس گیا اور ان سے امام ابومحمد عسکریؑ کی اولاد کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے کہا: بھائی تم نے ایک امرِ عظیم کا سوال کیا ہے۔ سنو! میں نے امامِ زمانہؑ کی زیارت کی تمنا میں بیس حج کیے مگر کامیاب نہ ہوا۔ ایک شب میں اپنے بستر پر سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا

کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے: اے علی بن ابراہیمؒ! مجھے اللہ نے حج کا اذن دے دیا ہے۔

اس وقت رات کو تو میری سمجھ میں نہ آیا مگر جب صبح ہوئی تو مجھے فکر لاحق ہوئی تو میں شب و روز موسمِ حج کا انتظار کرنے لگا۔ جب حج کا موسم آیا تو سامانِ سفر درست کیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب یثرب (مدینہ) پہنچا تو وہاں امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام کی اولاد کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ میں بہت متفکر ہوا اور مدینہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوگیا۔ راستے میں مقامِ جحفہ میں ایک دن قیام کے بعد مقامِ غدیر کی طرف روانہ ہوا جو مقامِ جحفہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ وہاں پہنچ کر میں نے مسجد میں نماز پڑھی اور اللہ سے گڑگڑا کر دُعائیں کیں لیکن وہاں بھی مقصد پورا نہ ہوا تو عسقلان جا پہنچا اور اس طرح بمنزل مکہ پہنچ گیا۔ وہاں بھی چند دن قیام کیا اور طواف و اعتکاف میں مشغول رہا۔ ایک شب میں طواف کر رہا تھا کہ دیکھا انتہائی شکیل و جمیل جوان جس کے لباس سے خوشبو آرہی تھی۔ بڑی شان کے ساتھ چل رہا ہے اور طواف خانہ کعبہ میں مصروف ہے۔ میرے دل میں کچھ احساس پیدا اور معاً میں اس کی طرف بڑھا اور اپنے ہاتھ سے اس کو مسح کیا۔

اس نے دریافت کیا: تم کہاں کے رہنے والے ہو؟

میں نے کہا: عراق کا؟

اس نے پوچھا: تم ابن خضیب کو جانتے ہو؟

میں نے کہا: اللہ ان پر رحم کرے، انھوں نے داعیٔ اَجل کو لبیک کہا۔

اس نے بھی افسوس ظاہر کیا اور کہا: اللہ اس پر رحم کرے وہ شب بیدار تھا، آنسو بہا کر دُعائیں مانگا کرتا تھا۔ اچھا، تم علی بن ابراہیم مہزیار کو جانتے ہو؟

میں نے کہا: میں ہی علی بن ابراہیم ہوں۔

اس نے کہا: اے ابوالحسن! اللہ تم کو سلامت رکھے وہ نشانی کہاں ہے جو تمھیں امام ابومحمد عسکری علیہ السلام سے ملی تھی؟

میں نے کہا: وہ میرے ساتھ ہے۔

اس نے کہا: اچھا اسے نکالو۔

Scanned with CamScanner

میں نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر اسے نکالا۔ اس نے اس نشانی کو دیکھا تو بے ساختہ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور ڈھلک کر رخساروں پر آ گئے۔

اس کے بعد کہا: اے مہز یار! تمھارے لیے یہ حکم ہے کہ اپنی منزل پر جاؤ اور تیاری کرلو۔ جب رات گہری ہوجائے تو شعب بنی عامر چلے آنا وہاں تم مجھے پاؤ گے۔

الغرض میں اپنی منزل پر واپس آیا جب محسوس کیا کہ رات گہری ہوچکی ہے تو اپنی سواری تیار کی، سامان باندھا، اس پر رکھا اور خود بھی اس کی پشت پر بیٹھ گیا اور تیزی سے چل کر شعب بنی عامر جا پہنچا۔ دیکھا تو وہاں وہی جوان ایک جگہ کھڑا ہوا مجھے آواز دے رہا ہے کہ اے ابوالحسن! ادھر آؤ ادھر آؤ۔

پس میں نے اپنی سواری اِدھر موڑی۔ جب قریب پہنچا تو اس نے سلام کیا اور کہا: بھائی! میرے ساتھ چلو۔ اب ہم دونوں آپس میں باتیں کرتے ہوئے عرفات کی پہاڑیوں کو طے کرتے ہوئے منیٰ کی پہاڑیوں میں جا پہنچے۔ اب فجر اوّل طلوع ہونے والی تھی اور ہم طائف کی پہاڑیوں کے درمیان آ گئے۔

اس جوان نے کہا: سواری سے اُترو اور نمازِ شب پڑھ لو۔

میں نے نمازِ شب پڑھی۔ پھر نمازِ وتر کے لیے کہا تو میں نے نمازِ وتر پڑھی۔

پھر کہا: تعقیبات اور سجدۂ شکر ادا کرو۔

میں نے بھی کرلیا۔ جب ہم لوگ ان سب سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور مجھ سے سوار ہونے کو کہا۔ پھر ہم دونوں ساتھ ساتھ چل دیئے یہاں تک کہ طائف کی پہاڑیوں کی چوٹی پر پہنچے تو اس نے کہا: کیا تمھیں کچھ نظر آ رہا ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں! ایک ریت کا ٹیلہ دیکھ رہا ہوں جس پر کمبلوں کا ایک خیمہ نصب ہے جس میں سے روشنی پھوٹ کر ضو دے رہی ہے اور یہ دیکھ کر میرا جی خوش ہو رہا ہے۔

اس نے کہا: وہی تو اپنی منزل اور اُمید گاہ ہے۔

پھر کہا: اچھا بھائی اور آگے چلو۔

اس نے اپنی سواری آگے بڑھائی تو میں بھی اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ

چوٹی سے اُتر کر پہاڑی کے دامن میں آ کر مجھ سے کہا: اب سواری سے اُتر جاؤ یہاں پر جبار اور سرکش کو بھی باادب ہونا پڑے گا اور اپنے ناقے کی مہار چھوڑ دو۔

میں نے دریافت کیا: یہاں کون ہے؟ کس پر چھوڑوں؟

اس نے بتایا: یہ امام قائمؑ کا حرم ہے۔ اس میں مومن کے سوا کوئی داخل نہیں ہوسکتا اور نہ مومن کے سوا اس میں سے کوئی برآمد ہوگا۔

میں نے ناقے کی مہار چھوڑ دی۔ اب ہم دونوں پیدل چل دیئے۔ تا آنکہ وہ بابِ خیمہ تک جا پہنچا اور اندر داخل ہوتے ہوئے کہا: تم یہیں ٹھہر جاؤ۔ میں ابھی آتا ہوں۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ واپس آیا اور بولا: اندر آجاؤ۔ میں اندر آ گیا تو دیکھا کہ ایک شخص تہبند باندھے ہوئے، ایک چادر اُوڑھے ہوئے اور اس کا ایک سرا کاندھے پر ڈالے ہوئے بیٹھا ہے۔ ارغوانی رنگ، قدمیانہ، سرگول، پیشانی کشادہ، بھنویں ملی ہوئیں، ناک کھڑی، رخسار بھرے ہوئے اور داہنے رخسار پر ایک تل معلوم ہوتا تھا جیسے عنبر پر مشک کا ایک دانہ رکھا ہوا ہے۔

جب میری نظر آنجناب پر پڑی تو میں نے فوراً سلام کیا۔ آپؑ نے جوابِ سلام دیا۔ میری طرف رُخ کر کے اہلِ عراق کے متعلق دریافت کیا۔

میں نے عرض کیا: آقا و مولاؑ! اہلِ عراق تو ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، ساری اقوام میں رُسوا اور ذلیل ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابن مہز یار! جس طرح وہ لوگ تم پر حاکم ہیں اسی طرح تم لوگ ان پر حاکم ہوگے اور اس دن وہ لوگ ذلیل ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: آقا! آپ وطن سے بہت دُور ہیں اور اس کام میں بہت دیر لگے گی۔

آپ نے فرمایا: اے ابن مہز یار! میرے پدرِ بزرگوار حضرت ابومحمدؑ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میں اس قوم میں نہ رہوں جن پر اللہ غضب ناک ہے اور جو دنیا و آخرت دونوں میں ناکامیاب ہیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

نیز فرمایا: میں ایسے پہاڑوں میں رہوں جہاں پہنچنا دشوار ہو، آبادیوں کو چھوڑ کر ویرانوں میں رہوں، اللہ تم لوگوں کا مددگار ہے، تقیہ میں بسر کرو اس دن تک جس دن مجھے اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

حکمِ ظہور فرمائے۔

میں نے عرض کیا: یہ امرِ ظہور کب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: جب تمھارے اور کعبہ کے درمیان راستہ روک دیا جائے گا، جب شمس و قمر ایک جگہ جمع ہو جائیں گے اور کواکب و نجوم ان کو گھیرے ہوں گے۔

میں نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! یہ کب ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا: فلاں وقت میں جب صفا و مروہ کے درمیان دابۃ الارض کا خروج ہوگا جس کے پاس جنابِ موسیٰؑ کا عصا، جنابِ سلیمانؑ کی انگشتری ہوگی وہ لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے وہاں چند دن قیام کیا پھر مجھے واپسی کا حکم ملا اور میں اپنی قیام گاہ پر واپس آیا۔ مکہ سے کوفہ روانہ ہوا۔ میرے ساتھ میری خدمت کے لیے میرا غلام بھی تھا۔ میں نے اس دوران خیر ہی خیر دیکھی۔ اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان پر سلامتی ہو۔ [1]

(229) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ وَ غَيْرِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ اَلْكُلَيْنِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ قَيْسٍ عَنْ بَعْضِ جَلاَوِزَةِ اَلسَّوَادِ: قَالَ شَهِدْتُ نَسِيماً آنِفاً بِسُرَّ مَنْ رَأَى وَ قَدْ كَسَرَ بَابَ اَلدَّارِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَ بِيَدِهِ طَبَرْزِينٌ فَقَالَ مَا تَصْنَعُ فِي دَارِي. قَالَ نَسِيمٌ إِنَّ جَعْفَراً زَعَمَ أَنَّ أَبَاكَ مَضَى وَلَا وَلَدَ لَهُ فَإِنْ كَانَتْ دَارَكَ فَقَدِ انْصَرَفْتُ عَنْكَ فَخَرَجَ عَنِ اَلدَّارِ. قَالَ عَلِيُّ بْنُ قَيْسٍ فَقَدِمَ عَلَيْنَا غُلاَمٌ مِنْ خُدَّامِ اَلدَّارِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا اَلْخَبَرِ فَقَالَ مَنْ حَدَّثَكَ بِهٰذَا قُلْتُ حَدَّثَنِي بَعْضُ جَلاَوِزَةِ اَلسَّوَادِ فَقَالَ لِي لَا يَكَادُ يَخْفَى عَلَى اَلنَّاسِ شَيْءٌ..

[1] دلائل الامامۃ: ص ۲۹۶؛ تبصرۃ الولی: ح ۶۵؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۹، ح ۶؛ نور الثقلین: جلد ۴، ص ۹۶، ح ۰: اور جلد ۵، ص ۴۶۱، ح ۴ (مختصراً)؛ الایقاظ من الھجعۃ: ص ۳۵۵، ح ۹۷

علی بن قیس نے کسی شُرطی (سپاہی) سے روایت کیا ہے کہ میں نے سرمن رائے میں نسیم کو ابھی ابھی دیکھا کہ اس نے (امام حسن عسکری علیہ السلام کے) گھر کا دروازہ توڑا تو وہ (امام زمانہؑ) اندر سے نکلے اور اس کے ہاتھ میں کلہاڑا دیکھ کر پوچھا: تو میرے گھر میں یہ کیا کر رہا ہے؟

نسیم نے کہا: جعفر کا خیال ہے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور انھوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی ہے۔ اگر یہ آپ کا گھر ہے تو بیچیے میں واپس جا رہا ہوں اور کہہ کر وہ گھر سے نکل آیا۔

علی بن قیس کا بیان ہے کہ اس گھر کے نوکروں میں سے ایک نوکر نکلا۔ میں نے اس کے متعلق پوچھا: اس نے کہا کہ یہ تم سے کس نے بیان کیا؟

میں نے کہا: دیہات کے ایک شُرطی (یا قاضی) نے۔

اس نے کہا: یہ خبر لوگوں سے پوشیدہ نہ رہے گی۔ [1]

(230) وَبِهٰذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَ كَانَ أَسَنَّ شَيْخٍ مِنْ وُلْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ قَالَ: رَأَيْتُهُ بَيْنَ اَلْمَسْجِدَيْنِ وَ هُوَ غُلاَمٌ.

محمد بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت ہے اور یہ اولادِ رسولؐ میں سے سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے، ان کا بیان ہے کہ میں نے ان کو (یعنی امامِ زمانہؑ کو) دونوں مسجدوں (مکہ و مدینہ) کے درمیان دیکھا اور وہ جوان (نظر آتے) تھے۔ [2]

(231) وَبِهٰذَا اَلْإِسْنَادِ عَنْ خَادِمٍ لِإِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدَةَ اَلنَّيْسَابُورِيِّ قَالَ: كُنْتُ وَاقِفاً مَعَ إِبْرَاهِيمَ عَلَى اَلصَّفَا فَجَاءَ غُلاَمٌ حَتَّى وَقَفَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ قَبَضَ عَلَى كِتَابِ مَنَاسِكِهِ وَ حَدَّثَهُ بِأَشْيَاءَ.

ابراہیم بن عبدہ نیشاپوری کے خادم سے روایت ہے کہ میں ابراہیم کے ساتھ مقامِ صفا پر کھڑا تھا کہ ایک (جوان نظر آنے والا) لڑکا (یعنی امامِ زمانہؑ) آکر کھڑا ہو گیا اور اس سے

[1] الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۱، ح ۱۱؛ تبصرۃ الولی: ح ۳۱؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳، ح ۷

[2] الکافی: جلد ۱، ص ۲۳۰، ح ۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳، ح ۸؛ الارشاد: ص ۳۵۰؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۹۶؛ تبصرۃ الولی: ح ۲۲؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۴۹؛ المستجاد: ص ۵۲۹؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۰

Scanned with CamScanner

مناسکِ حج والی کتاب لے لی۔ پھر اس سے مختلف مسائل پر گفتگو کی۔ ①

(232) وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِدْرِيسَ قَالَ: رَأَيْتُهُ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَ أَيْفَعَ وَقَبَّلْتُ يَدَيْهِ وَرَأْسَهُ.

ابراہیم بن ادریس سے روایت ہے کہ امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد میں نے ان کو (یعنی امامِ زمانہؑ کو) دیکھا جب کہ وہ جوان ہو چکے تھے (یعنی ظاہراً جوان نظر آرہے تھے) اور میں نے ان کی دست بوسی کی اور پیشانی کو بھی بوسہ دیا۔ ②

(233) وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ مُطَهَّرٍ: قَالَ رَأَيْتُهُ وَوَصَفَ قَدَّهُ.

ابوعلی بن مطہر سے روایت ہے کہ میں نے ان کو (یعنی امامِ زمانہ علیہ السلام کو) دیکھا اور آنجنابؑ کا قد خاصا بڑا تھا۔ ③

(234) أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّازِيُّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي سُورَةَ وَهُوَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ التَّمِيمِيُّ وَكَانَ زَيْدِيّاً قَالَ سَمِعْتُ هٰذِهِ الْحِكَايَةَ عَنْ جَمَاعَةٍ يَرْوُونَهَا عَنْ أَبِي رَحِمَهُ اللّٰهُ: أَنَّهُ خَرَجَ إِلَى الْحَيْرِ قَالَ فَلَمَّا صِرْتُ إِلَى الْحَيْرِ إِذَا شَابٌّ حَسَنُ الْوَجْهِ يُصَلِّي ثُمَّ إِنَّهُ وَدَّعَ وَوَدَّعْتُ وَخَرَجْنَا فَجِئْنَا إِلَى الْمَشْرَعَةِ فَقَالَ لِي يَا بَا سُورَةَ أَيْنَ تُرِيدُ فَقُلْتُ الْكُوفَةَ فَقَالَ لِي مَعَ مَنْ قُلْتُ مَعَ النَّاسِ قَالَ لِي لَا تُرِيدُ نَحْنُ جَمِيعاً نَمْضِي قُلْتُ وَمَنْ مَعَنَا فَقَالَ لَيْسَ نُرِيدُ مَعَنَا أَحَداً قَالَ فَمَشَيْنَا لَيْلَتَنَا فَإِذَا نَحْنُ عَلَى مَقَابِرِ مَسْجِدِ السَّهْلَةِ فَقَالَ لِي هُوَ ذَا مَنْزِلُكَ فَإِنْ شِئْتَ فَامْضِ ثُمَّ قَالَ لِي تَمُرُّ إِلَى ابْنِ الزُّرَارِيِّ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى

---

① الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۱، ح ۶؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳، ح ۱۹؛ الارشاد: ص ۳۵۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۵۰؛ المستجاد: ص ۵۳۰؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۰؛ تبصرۃ الولی: ح ۲۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۳۹۷

② الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۱، ح ۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۴، ح ۱۰؛ الارشاد: ص ۳۵۰

③ الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۱، ح ۵؛ تبصرۃ الولی: ح ۲۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۴، ح ۱۱؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۵۰؛ المستجاد: ص ۵۳۰؛ الارشاد: ۳۵۰؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۰

فَتَقُولُ لَهُ يُعْطِيكَ الْمَالَ الَّذِي عِنْدَهُ فَقُلْتُ لَهُ لَا يَدْفَعُهُ إِلَيَّ فَقَالَ لِي قُلْ لَهُ بِعَلَامَةِ أَنَّهُ كَذَا وَكَذَا دِينَاراً وَكَذَا وَكَذَا دِرْهَماً وَهُوَ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَكَذَا وَعَلَيْهِ كَذَا وَكَذَا مُغَطًّى فَقُلْتُ لَهُ وَمَنْ أَنْتَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَقْبَلْ مِنِّي وَطُولِبْتُ بِالدَّلَالَةِ فَقَالَ أَنَا وَرَاكَ قَالَ فَجِئْتُ إِلَى ابْنِ الزُّرَارِيِّ فَقُلْتُ لَهُ فَدَفَعَنِي فَقُلْتُ لَهُ الْعَلَامَاتِ الَّتِي قَالَ لِي وَقُلْتُ لَهُ قَدْ قَالَ لِي أَنَا وَرَاكَ فَقَالَ لَيْسَ بَعْدَ هٰذَا شَيْءٌ وَقَالَ لَمْ يَعْلَمْ بِهٰذَا إِلَّا اللّٰهُ تَعَالَى وَدَفَعَ إِلَيَّ الْمَالَ.

احمد بن علی رازی نے ابوذر احمد بن ابی سورہ سے روایت کی ہے اور وہی محمد بن حسن بن عبداللہ تمیمی ہیں جو زیدیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، ان کا بیان ہے کہ میں مقامِ حیر گیا، وہاں دیکھا کہ ایک حسین و جمیل نوجوان نماز میں مشغول ہے۔ پھر ہم دونوں وہاں سے چل کر مشرعہ پہنچے تو اس نے کہ: اے ابوسورہ! کہاں کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا: کوفہ جاؤں گا۔

اس نے پوچھا: لیکن کس کے ساتھ؟

میں نے کہا: دوسرے لوگوں کے ساتھ۔

اس نے کہا: نہیں، بلکہ تم ہمارے ساتھ چلنا۔

میں نے کہا: ہمارے ساتھ کا کیا مطلب؟

اس نے کہا: ہمارے ساتھ کا مطلب میرے ساتھ۔

الغرض ہم دونوں ساتھ چل دیئے۔ جب مسجد سہلہ کے قبرستان تک پہنچے تو اس نے کہا: دیکھو وہ تمھاری منزل ہے اب چاہو تو چلے جاؤ۔

پھر یہ بھی کہا کہ تم ابن رازی علی بن یحییٰ کے پاس جانا۔ وہ تمھیں کچھ رقم دے گا جو اس کے پاس محفوظ ہے۔

میں نے کہا: وہ مجھے کیوں دے گا؟

Scanned with CamScanner

اس نے کہا: تم اس رقم کی نشاندہی کرنا کہ وہ رقم اتنے دینار اور اتنے درہم کی ہے۔ فلاں جگہ رکھی ہے اور اس پر فلاں چیز ڈھکی ہوئی ہے۔

پس میں نے اس سے پوچھا: اور آپ کون ہیں؟

انھوں نے فرمایا: میں محمد بن حسن عسکریؑ ہوں۔

میں نے عرض کیا: اور اگر اس نشاندہی کے باوجود اس نے انکار کیا اور رقم نہ دی تو؟

انھوں نے فرمایا: میں تمھارے پیچھے پیچھے ہوں۔

ابن سورہ کا بیان ہے کہ میں ان کے ارشاد کے بموجب ابن رازی کے پاس گیا اور اس رقم کی نشاندہی کی تو اس نے وہ رقم مجھے دے دی۔ میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ میں تمھارے پیچھے پیچھے ہوں۔

ابن رازی نے کہا: اس نشاندہی کے بعد کسی شے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ اس کا علم سوائے اللہ کے اور کسی کو نہ تھا۔ (1)

(235) وَ فِي حَدِيثٍ آخَرَ عَنْهُ وَ زَادَ فِيهِ قَالَ أَبُو سُورَةَ: فَسَأَلَنِي الرَّجُلُ عَنْ حَالِي فَأَخْبَرْتُهُ بِضِيقِي وَ بِعَيْلَتِي فَلَمْ يَزَلْ يُمَاشِينِي حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى النَّوَاوِيسِ فِي السَّحَرِ فَجَلَسْنَا ثُمَّ حَفَرَ بِيَدِهِ فَإِذَا الْمَاءُ قَدْ خَرَجَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى ثَلاَثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ قَالَ لِي امْضِ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى فَاقْرَأْ عَلَيْهِ السَّلاَمَ وَ قُلْ لَهُ يَقُولُ لَكَ الرَّجُلُ ادْفَعْ إِلَى أَبِي سُورَةَ مِنَ السَّبْعِ مِائَةِ دِينَارٍ الَّتِي مَدْفُونَةٌ فِي مَوْضِعِ كَذَا وَ كَذَا مِائَةَ دِينَارٍ. وَإِنِّي مَضَيْتُ مِنْ سَاعَتِي إِلَى مَنْزِلِهِ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ قُولِي لِأَبِي الْحَسَنِ هٰذَا أَبُو سُورَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا لِي وَلِأَبِي سُورَةَ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَ قَصَصْتُ عَلَيْهِ الْخَبَرَ فَدَخَلَ وَ أَخْرَجَ إِلَيَّ مِائَةَ دِينَارٍ فَقَبَضْتُهَا

(1) بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۴، ح ۱۲؛ تبصرة الولی: ح۶۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۴، ح ۹۴؛ الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۴۷۴ (مختصراً)؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۳، ح ۹۱

فَقَالَ لِي صَافَحْتَهُ فَقُلْتُ نَعَمْ فَأَخَذَ يَدِي فَوَضَعَهَا عَلَى عَيْنَيْهِ وَ مَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ.

اور دوسری حدیث میں اتنا اضافہ ہے کہ ابوسورہ نے بیان کیا کہ اس نوجوان نے میرا حال دریافت کیا۔ میں نے اپنی تنگدستی کا تذکرہ کیا اور اسی طرح ہم دونوں چلتے رہے یہاں تک کہ مقام نواویس پر سحر کے وقت جا پہنچے۔ جب ہم وہاں بیٹھ گئے تو آپؑ نے اپنے ہاتھ سے زمین کریدی تو پانی نکل آیا، اس سے وضو کیا اور تیرہ رکعت نماز پڑھی۔ پھر مجھ سے فرمایا: تم ابوالحسن علی بن یحییٰ کے پاس جاؤ، اس سے میرا سلام کہو اور یہ کہو کہ اس شخص نے تم سے کہا ہے کہ ابوسورہ کو سات سو دینار میں سے جو فلاں مقام پر مدفون ہیں، ایک سو دینار میں سے جو فلاں مقام پر مدفون ہیں ایک سو دینار سے دو۔ چنانچہ میں اسی وقت اس کے گھر پہنچا، دروازے پر دستک دی، اندر سے ایک کنیز کی آواز آئی: کون ہے؟

میں نے کہا: اپنے مالک سے کہہ دو کہ ابوسورہ آیا ہے۔ پھر میں نے ابوالحسن کو کہتے ہوئے سنا کہ ابوسورہ کا مجھ سے کیا تعلق؟ مگر اس کے باوجود وہ باہر آ گیا تو میں نے اسے سلام کیا اور سارا قصہ بیان کیا تو وہ اندر گیا اور ایک سو دینار لا کر میرے حوالے کر دیئے اور مجھ سے پوچھا: تم نے آنجنابؑ سے مصافحہ کیا تھا؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

یہ سن کر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی آنکھوں اور چہرے پر مسح کیا۔ (1)

(236) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ رَفَعَهُ عَنِ الزهرى الزُّهْرَانِيِّ قَالَ: طَلَبْتُ هٰذَا الْأَمْرَ طَلَباً شَاقّاً حَتَّى ذَهَبَ لِي فِيهِ مَالٌ صَالِحٌ فَوَقَعْتُ إِلَى الْعَمْرِيِّ وَ خَدَمْتُهُ وَ لَزِمْتُهُ وَ سَأَلْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَنْ صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَقَالَ لِي لَيْسَ إِلَى ذٰلِكَ وُصُولٌ فَخَضَعْتُ فَقَالَ لِي بَكِّرْ بِالْغَدَاةِ فَوَافَيْتُ فَاسْتَقْبَلَنِي وَ مَعَهُ شَابٌّ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ وَجْهاً وَ أَطْيَبِهِمْ رَائِحَةً بِهَيْئَةِ التُّجَّارِ وَ فِي كُمِّهِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ

(1) تبصرة الولی: ح۶۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۵، ح ۱۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۴، ح ۹۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۴۷۱، ح ۱۵؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۶۱

Scanned with CamScanner

ٱلتُّجَّارِ فَلَمَّا نَظَرْتُ إِلَيْهِ دَنَوْتُ مِنَ ٱلْعَمْرِيِّ فَأَوْمَأَ إِلَيَّ فَعَدَلْتُ إِلَيْهِ وَسَأَلْتُهُ فَأَجَابَنِي عَنْ كُلِّ مَا أَرَدْتُ ثُمَّ مَرَّ لِيَدْخُلَ ٱلدَّارَ وَكَانَتْ مِنَ ٱلدُّورِ ٱلَّتِي لَا يُكْتَرَثُ لَهَا فَقَالَ ٱلْعَمْرِيُّ إِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَسْأَلَ سَلْ فَإِنَّكَ لَا تَرَاهُ بَعْدَ ذَا فَذَهَبْتُ لِأَسْأَلَ فَلَمْ يَسْمَعْ وَدَخَلَ ٱلدَّارَ وَمَا كَلَّمَنِي بِأَكْثَرَ مِنْ أَنْ قَالَ مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَنْ أَخَّرَ ٱلْعِشَاءَ إِلَى أَنْ تَشْتَبِكَ ٱلنُّجُومُ مَلْعُونٌ مَلْعُونٌ مَنْ أَخَّرَ ٱلْغَدَاةَ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ ٱلنُّجُومُ وَدَخَلَ ٱلدَّارَ.

زہری سے روایت ہے کہ میں نے اس کے لیے (یعنی ملاقاتِ امامِ زمانہؑ کے لیے) اَن تھک کوشش اور کافی رقم خرچ کی۔ چنانچہ میں عمری کے پاس پہنچا، ان کی خدمت کرتا رہا پھر ایک مدت کے بعد میں نے ان سے امامِ زمانہؑ کی زیارت کی تمنا ظاہر کی۔

انھوں نے کہا: ان تک پہنچنے کی کوئی سبیل نہیں۔

جب میں نے زیادہ منت سماجت کی تو انھوں نے کہا: اچھا کل صبح اوّل وقت آنا۔

چنانچہ میں خوشی خوشی علی الصبح جا پہنچا تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک جوان تاجرانہ لباس میں موجود ہے جس کی بغل میں سامانِ تجارت ہے۔ میں عمری کے قریب گیا تو انھوں نے مجھے اشارہ کیا۔ میں ان جناب کی طرف بڑھا اور ان سے جو کچھ پوچھنا چاہتا تھا پوچھا۔

آنجناب نے جواب دیا: پھر آپ گھر کے اندر جانے لگے تو عمری نے کہا: مزید جو کچھ پوچھنا چاہو پوچھ لو ورنہ اس کے بعد تم ان کو نہ دیکھ سکو گے۔ چنانچہ میں آگے بڑھ کر سوال کرنا ہی چاہتا تھا کہ آپؑ میری بات سنے بغیر یہ فرماتے ہوئے گھر کے اندر داخل ہو گئے کہ: ''ملعون ہے! ملعون ہے! وہ شخص جو نمازِ مغرب میں اتنی تاخیر کرے کہ آسمان میں ستارے پھیل جائیں۔ ملعون! ملعون ہے! وہ شخص جو نمازِ صبح میں اتنی تاخیر کرے کہ آسمان کے ستارے غائب ہو جائیں۔

بس یہ فرما کر آپؑ گھر میں داخل ہو گئے۔ [1]

---

[1] الاحتجاج: ص ۴۷۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۵، ح ۱۳؛ وسائل الشیعہ: جلد ۳، ص ۱۴۷، ح ۷؛ تبصرۃ الولی: ح ۶۷؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۴۲

(237) أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ ٱللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَاقَانَ ٱلدِّهْقَانِ عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ دَاوُدَ بْنِ غَسَّانَ ٱلْبَحْرَانِيِّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى أَبِي سَهْلٍ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَلِيٍّ ٱلنَّوْبَخْتِيِّ قَالَ: مَوْلِدُ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرِّضَا بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ٱلصَّادِقِ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلْبَاقِرِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ صَلَوَاتُ ٱللّٰهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ وُلِدَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ بِسَامِرَّاءَ سَنَةَ سِتٍّ وَخَمْسِينَ وَمِائَتَيْنِ أُمُّهُ صَقِيلُ وَيُكَنَّى أَبَا ٱلْقَاسِمِ بِهٰذِهِ ٱلْكُنْيَةِ أَوْصَى ٱلنَّبِيُّ صَلَّى ٱللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَنَّهُ قَالَ إِسْمُهُ كَاسْمِي وَكُنْيَتُهُ كُنْيَتِي لَقَبُهُ ٱلْمَهْدِيُّ وَهُوَ ٱلْحُجَّةُ وَهُوَ ٱلْمُنْتَظَرُ وَهُوَ صَاحِبُ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فِي ٱلْمَرْضَةِ ٱلَّتِي مَاتَ فِيهَا وَأَنَا عِنْدَهُ إِذْ قَالَ لِخَادِمِهِ عَقِيدٍ وَكَانَ ٱلْخَادِمُ أَسْوَدَ نُوبِيّاً قَدْ خَدَمَ مِنْ قَبْلِهِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ رَبَّى ٱلْحَسَنَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَقَالَ لَهُ يَا عَقِيدُ أَغْلِ لِي مَاءً بِمُصْطَكَى فَأَغْلَى لَهُ ثُمَّ جَاءَتْ بِهِ صَقِيلُ ٱلْجَارِيَةُ أُمُّ ٱلْخَلَفِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَلَمَّا صَارَ ٱلْقَدَحُ فِي يَدَيْهِ وَهَمَّ بِشُرْبِهِ فَجَعَلَتْ يَدُهُ تَرْتَعِدُ حَتَّى ضَرَبَ ٱلْقَدَحُ ثَنَايَا ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَتَرَكَهُ مِنْ يَدِهِ وَقَالَ لِعَقِيدٍ أُدْخُلِ ٱلْبَيْتَ فَإِنَّكَ تَرَى صَبِيّاً سَاجِداً فَأْتِنِي بِهِ قَالَ أَبُو سَهْلٍ قَالَ عَقِيدٌ فَدَخَلْتُ أَتَحَرَّى فَإِذَا أَنَا بِصَبِيٍّ سَاجِدٍ رَافِعٍ سَبَّابَتَهُ نَحْوَ ٱلسَّمَاءِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَوْجَزَ فِي صَلَاتِهِ فَقُلْتُ إِنَّ سَيِّدِي يَأْمُرُكَ بِٱلْخُرُوجِ إِلَيْهِ إِذَا جَاءَتْ أُمُّهُ صَقِيلُ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ وَأَخْرَجَتْهُ إِلَى أَبِيهِ ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ أَبُو سَهْلٍ فَلَمَّا مَثُلَ ٱلصَّبِيُّ بَيْنَ يَدَيْهِ سَلَّمَ وَإِذَا هُوَ دُرِّيُّ ٱللَّوْنِ وَفِي شَعْرِ رَأْسِهِ قَطَطٌ مُفَلَّجُ ٱلْأَسْنَانِ فَلَمَّا رَآهُ ٱلْحَسَنُ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ بَكَى وَقَالَ يَا سَيِّدَ أَهْلِ بَيْتِهِ إِسْقِنِي ٱلْمَاءَ فَإِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي وَأَخَذَ ٱلصَّبِيُّ ٱلْقَدَحَ

Scanned with CamScanner

اَلْمَغْلِیِّ بِالْمُصْطَکٰی بِیَدِہٖ ثُمَّ حَرَّکَ شَفَتَیْهِ ثُمَّ سَقَاهُ فَلَمَّا شَرِبَهُ قَالَ هَیِّئُوْنِیْ لِلصَّلَاةِ فَطُرِحَ فِیْ حِجْرِهٖ مِنْدِیْلٌ فَوَضَّأَهُ الصَّبِیُّ وَاحِدَةً وَاحِدَةً وَمَسَحَ عَلٰی رَأْسِهٖ وَقَدَمَیْهِ فَقَالَ لَهٗ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ أَبْشِرْ یَا بُنَیَّ فَأَنْتَ صَاحِبُ الزَّمَانِ وَ أَنْتَ الْمَهْدِیُّ وَ أَنْتَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلٰی أَرْضِهٖ وَ أَنْتَ وَلَدِیْ وَ وَصِیِّیْ وَ أَنَا وَلَدْتُکَ وَ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ مُوْسَی بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِبٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَلَدَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَ أَنْتَ خَاتَمُ الْأَوْصِیَاءِ الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِیْنَ وَ بَشَّرَ بِکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَ سَمَّاکَ وَ کَنَّاکَ وَ بِذٰلِکَ عَهِدَ إِلَیَّ أَبِیْ عَنْ آبَائِکَ الطَّاهِرِیْنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی أَهْلِ الْبَیْتِ رَبُّنَا إِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ وَمَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ مِنْ وَقْتِهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ أَجْمَعِیْنَ.

ابوسلیمان داؤد بن غسان بحرانی سے روایت ہے کہ ابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی نے مجھے بتایا کہ امام محمد بن حسن عسکری علیہ السلام کی ولادت باسعدت مقامِ سامرہ میں ۲۵۶ ہجری میں ہوئی۔ ان کی والدہ کا اسمِ گرامی صیقل ہے۔ آپؑ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ کی یہی کنیت بتائی تھی اور فرمایا تھا کہ ان کا نام میرا نام ہوگا، ان کی کنیت میری کنیت ہوگی اور ان کا نام مہدیؑ ہوگا اور وہی حجت، وہی منتظر اور وہی صاحب الزمانؑ ہوگا۔

اسماعیل بن علی کا مزید بیان ہے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام مرض الموت میں مبتلا تھے۔ میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے اپنے خادم عقید کو طلب کیا جو ایک نوبیہ حبشی تھا اور اس سے قبل زمانہ امام علی نقی علیہ السلام سے خدمت پر مامور تھا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کو اسی نے پالا تھا۔ آپؑ نے اس فرمایا: اے عقید! ذرا مصطکی پانی میں اُبال کر لاؤ۔

اس نے پانی اُبالا تو وہ پانی آپؑ کی کنیز صیقل (والدہ امام زمانہؑ) لے کر آئیں۔ جب آپؑ نے پیالہ ہاتھ میں لیا تو آپؑ کا ہاتھ کانپنے لگا اور پیالہ آپؑ کے دانتوں سے لگ کر بجنے لگا۔ آپؑ نے وہ پیالہ چھوڑ دیا اور عقید سے فرمایا: اندر جاؤ تم ایک لڑکے کو حالتِ سجدہ میں دیکھو گے اسے میرے پاس لے آؤ۔

عقید کا بیان ہے کہ میں اندر گیا، اِدھر اُدھر نظر دوڑائی تو دیکھا ایک لڑکا سجدے میں ہے اور اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے ہے۔ میں نے قریب جا کر سلام کیا۔ یہ سن کر انھوں نے نماز کو مختصر کیا۔ میں نے عرض کیا کہ میرے آقا نے آپ کو یاد فرمایا ہے۔ اتنے میں ان کی والدہ صیقل آگئیں اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کے والد امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں لے گئیں۔

ابوسہل کا بیان ہے کہ جب صاحبزادے آپؑ کی خدمت میں آئے تو ان کا چہرۂ مبارک موتی کی طرح دمک رہا تھا۔ گھونگریالے بال اور کھلے کھلے دانت تھے۔ امام حسن عسکری علیہ السلام نے جب صاحبزادے کو دیکھا تو رونے لگے اور فرمایا: اے اپنی اہلِ بیتؑ کے سردار! تم مجھے پانی پلاؤ۔ اب میں اپنے ربّ کی طرف جا رہا ہوں۔

صاحبزادے نے پیالہ اپنے ہاتھ سے اُٹھایا اور امام حسن عسکری علیہ السلام کے دہن مبارک سے لگایا۔ آپؑ نے پانی پینے کے بعد فرمایا: میں نماز پڑھوں گا اور اس کا انتظام کرو۔

آپؑ کے سامنے رومال رکھ دیا گیا اور صاحبزادے نے باری باری منہ اور ہاتھ وضو کے لیے دھلائے۔ پھر سر اور دونوں پاؤں کا مسح کروایا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ان سے فرمایا: اے میرے فرزند! خوشخبری ہو کہ تم مہدی اور اللہ کی زمین پر اللہ کی حجت ہو، تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند، میرے فرزند اور میرے وصی ہو، تم محمدؑ بن حسنؑ بن علیؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہو، تم پر ائمہؑ کے سلسلے کا خاتمہ ہے، تمھاری ولادت کی خوشخبری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی، آنحضرتؐ نے ہی تمھارا نام اور تمھاری کنیت رکھی۔ یہ بات مجھے میرے پدرِ بزرگوار نے اپنے آبائے طاہرینؑ سے سن کر تعلیم فرمائی تھی۔ اللہ اہلِ بیتؑ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ بے شک ہمارا پروردگار ہی لائق حمد اور صاحبِ مجد و بزرگی ہے۔

Scanned with CamScanner

اس کے بعد اسی وقت امام حسن عسکری علیہ السلام نے شہادت پائی۔ [1]

(238) عَنْهُ عَنْ أَبِي ٱلْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْأَسَدِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ٱلْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَامِرٍ ٱلْأَشْعَرِيُّ ٱلْقُمِّيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ يُوسُفَ ٱلضَّرَّابُ ٱلْغَسَّانِيُّ فِي مُنْصَرَفِهِ مِنْ أَصْفَهَانَ قَالَ: حَجَجْتُ فِي سَنَةِ إِحْدَى وَ ثَمَانِينَ وَ مِائَتَيْنِ وَ كُنْتُ مَعَ قَوْمٍ مُخَالِفِينَ مِنْ أَهْلِ بَلَدِنَا. فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ تَقَدَّمَ بَعْضُهُمْ فَاكْتَرَى لَنَا دَاراً فِي زُقَاقٍ بَيْنَ سُوقِ ٱللَّيْلِ وَ هِيَ دَارُ خَدِيجَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلَامُ تُسَمَّى دَارَ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ وَ فِيهَا عَجُوزٌ سَمْرَاءُ فَسَأَلْتُهَا لَمَّا وَقَفْتُ عَلَى أَنَّهَا دَارُ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ مَا تَكُونِينَ مِنْ أَصْحَابِ هَذِهِ ٱلدَّارِ وَ لِمَ سُمِّيَتْ دَارَ ٱلرِّضَا فَقَالَتْ أَنَا مِنْ مَوَالِيهِمْ وَ هَذِهِ دَارُ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ عَلِيِّ بْنِ مُوسَى عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ أسكنيها [أَسْكَنَنِيهَا] ٱلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَإِنِّي كُنْتُ مِنْ خَدَمِهِ. فَلَمَّا سَمِعْتُ ذَلِكَ مِنْهَا أَنِسْتُ بِهَا وَ أَسْرَرْتُ ٱلْأَمْرَ عَنْ رُفَقَائِيَ ٱلْمُخَالِفِينَ فَكُنْتُ إِذَا ٱنْصَرَفْتُ مِنَ ٱلطَّوَافِ بِاللَّيْلِ أَنَامُ مَعَهُمْ فِي رِوَاقٍ فِي ٱلدَّارِ وَ نُغْلِقُ ٱلْبَابَ وَ نُلْقِي خَلْفَ ٱلْبَابِ حَجَراً كَبِيراً كُنَّا نُدِيرُ خَلْفَ ٱلْبَابِ. فَرَأَيْتُ غَيْرَ لَيْلَةٍ ضَوْءَ ٱلسِّرَاجِ فِي ٱلرِّوَاقِ ٱلَّذِي كُنَّا فِيهِ شَبِيهاً بِضَوْءِ ٱلْمَشْعَلِ وَ رَأَيْتُ ٱلْبَابَ قَدِ ٱنْفَتَحَ وَ لَا أَرَى أَحَداً فَتَحَهُ مِنْ أَهْلِ ٱلدَّارِ وَ رَأَيْتُ رَجُلاً رَبْعَةً أَسْمَرَ إِلَى ٱلصُّفْرَةِ مَا هُوَ قَلِيلَ ٱللَّحْمِ فِي وَجْهِهِ سَجَّادَةٌ عَلَيْهِ قَمِيصَانِ وَ إِزَارٌ رَقِيقٌ قَدْ تَقَنَّعَ بِهِ وَ فِي رِجْلِهِ نَعْلٌ طَاقٌ فَصَعِدَ إِلَى ٱلْغُرْفَةِ فِي ٱلدَّارِ حَيْثُ كَانَتِ ٱلْعَجُوزُ تَسْكُنُ وَ كَانَتْ تَقُولُ لَنَا إِنَّ فِي ٱلْغُرْفَةِ ٱبْنَةً لَا تَدَعُ أَحَداً يَصْعَدُ إِلَيْهَا فَكُنْتُ أَرَى ٱلضَّوْءَ ٱلَّذِي رَأَيْتُهُ يُضِيءُ فِي ٱلرِّوَاقِ عَلَى ٱلدَّرَجَةِ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۶، ح ۱۴؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۲۹۷، ح ۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۵، ح ۵۵ (مختصراً)؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۴۲

عِنْدَ صُعُودِ ٱلرَّجُلِ إِلَى ٱلْغُرْفَةِ ٱلَّتِي يَصْعَدُهَا ثُمَّ أَرَاهُ فِي ٱلْغُرْفَةِ مِنْ غَيْرِ أَنْ أَرَى ٱلسِّرَاجَ بِعَيْنِهِ وَ كَانَ ٱلَّذِينَ مَعِي يَرَوْنَ مِثْلَ مَا أَرَى فَتَوَهَّمُوا أَنْ يَكُونَ هَذَا ٱلرَّجُلُ يَخْتَلِفُ إِلَى ٱبْنَةِ ٱلْعَجُوزِ وَ أَنْ يَكُونَ قَدْ تَمَتَّعَ بِهَا فَقَالُوا. هَؤُلَاءِ ٱلْعَلَوِيَّةُ يَرَوْنَ ٱلْمُتْعَةَ وَ هَذَا حَرَامٌ لَا يَحِلُّ فِيمَا زَعَمُوا وَ كُنَّا نَرَاهُ يَدْخُلُ وَ يَخْرُجُ وَ نَجِيءُ إِلَى ٱلْبَابِ وَ إِذَا ٱلْحَجَرُ عَلَى حَالِهِ ٱلَّذِي تَرَكْنَاهُ وَ كُنَّا نُغْلِقُ هَذَا ٱلْبَابَ خَوْفاً عَلَى مَتَاعِنَا وَ كُنَّا لَا نَرَى أَحَداً يَفْتَحُهُ وَ لَا يُغْلِقُهُ وَ ٱلرَّجُلُ يَدْخُلُ وَ يَخْرُجُ وَ ٱلْحَجَرُ خَلْفَ ٱلْبَابِ إِلَى وَقْتِ نُنَحِّيهِ إِذَا خَرَجْنَا. فَلَمَّا رَأَيْتُ هَذِهِ ٱلْأَسْبَابَ ضَرَبَ عَلَى قَلْبِي وَ وَقَعَتْ فِي قَلْبِي فِتْنَةٌ فَتَلَطَّفْتُ ٱلْعَجُوزَ وَ أَحْبَبْتُ أَنْ أَقِفَ عَلَى خَبَرِ ٱلرَّجُلِ فَقُلْتُ لَهَا يَا فُلَانَةُ إِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَسْأَلَكِ وَ أُفَاوِضَكِ مِنْ غَيْرِ حُضُورِ مَنْ مَعِي فَلَا أَقْدِرُ عَلَيْهِ فَأَنَا أُحِبُّ إِذَا رَأَيْتِنِي فِي ٱلدَّارِ وَحْدِي أَنْ تَنْزِلِي إِلَيَّ لِأَسْأَلَكِ عَنْ أَمْرٍ فَقَالَتْ لِي مُسْرِعَةً وَ أَنَا أُرِيدُ أَنْ أُسِرَّ إِلَيْكَ شَيْئاً فَلَمْ يَتَهَيَّأْ لِي ذَلِكَ مِنْ أَجْلِ مَنْ مَعَكَ فَقُلْتُ مَا أَرَدْتِ أَنْ تَقُولِي. فَقَالَتْ يَقُولُ لَكَ، وَلَمْ تَذْكُرْ أَحَداً، لَا تُخَاشِنْ أَصْحَابَكَ وَ شُرَكَاءَكَ وَ لَا تُلَاحِهِمْ فَإِنَّهُمْ أَعْدَاؤُكَ وَ دَارِهِمْ فَقُلْتُ لَهَا مَنْ يَقُولُ فَقَالَتْ أَنَا أَقُولُ فَلَمْ أَجْسُرْ لِمَا دَخَلَ قَلْبِي مِنَ ٱلْهَيْبَةِ أَنْ أُرَاجِعَهَا فَقُلْتُ أَيَّ أَصْحَابِي تَعْنِينَ فَظَنَنْتُ أَنَّهَا تَعْنِي رُفَقَائِيَ ٱلَّذِينَ كَانُوا حُجَّاجاً مَعِي قَالَتْ شُرَكَاؤُكَ ٱلَّذِينَ فِي بَلَدِكَ وَ فِي ٱلدَّارِ مَعَكَ وَ كَانَ جَرَى بَيْنِي وَ بَيْنَ ٱلَّذِينَ مَعِي فِي ٱلدَّارِ عَنَتٌ فِي ٱلدِّينِ فَسَعَوْا بِي حَتَّى هَرَبْتُ وَ ٱسْتَتَرْتُ بِذَلِكَ ٱلسَّبَبِ فَوَقَفْتُ عَلَى أَنَّهَا عَنَتْ أُولَئِكَ فَقُلْتُ لَهَا مَا تَكُونِينَ أَنْتِ مِنَ ٱلرِّضَا. فَقَالَتْ كُنْتُ خَادِمَةً لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَلَمَّا ٱسْتَيْقَنْتُ ذَلِكَ قُلْتُ لَأَسْأَلَنَّهَا عَنِ ٱلْغَائِبِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَقُلْتُ بِاللهِ عَلَيْكِ رَأَيْتِهِ بِعَيْنِكِ

Scanned with CamScanner

فَقَالَتْ يَا أَخِي لَمْ أَرَهُ بِعَيْنِي فَإِنِّي خَرَجْتُ وَ أُخْتِي حُبْلَى وَ بَشَّرَنِي
اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِأَنِّي سَوْفَ أَرَاهُ فِي آخِرِ عُمُرِي وَ قَالَ لِي
تَكُونِينَ لَهُ كَمَا كُنْتِ لِي وَ أَنَا اَلْيَوْمَ مُنْذُ كَذَا بِمِصْرَ وَ إِنَّمَا قَدِمْتُ
اَلْآنَ بِكِتَابَةٍ وَ نَفَقَةٍ وَجَّهَ بِهَا إِلَيَّ عَلَى يَدَيْ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ
لَا يُفْصِحُ بِالْعَرَبِيَّةِ وَ هِيَ ثَلَاثُونَ دِينَاراً وَ أَمَرَنِي أَنْ أَحُجَّ سَنَتِي هَذِهِ
فَخَرَجْتُ رَغْبَةً مِنِّي فِي أَنْ أَرَاهُ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَنَّ اَلرَّجُلَ اَلَّذِي كُنْتُ
أَرَاهُ يَدْخُلُ وَ يَخْرُجُ هُوَ هُوَ. فَأَخَذْتُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ صِحَاحاً فِيهَا
سِتَّةٌ رَضَوِيَّةٌ مِنْ ضَرْبِ اَلرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ كُنْتُ خَبَأْتُهَا
لِأُلْقِيَهَا فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كُنْتُ نَذَرْتُ وَ نَوَيْتُ
ذَلِكَ فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا وَ قُلْتُ فِي نَفْسِي أَدْفَعُهَا إِلَى قَوْمٍ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ
عَلَيْهَا السَّلَامُ أَفْضَلُ مِمَّا أُلْقِيهَا فِي اَلْمَقَامِ وَ أَعْظَمُ ثَوَاباً فَقُلْتُ
لَهَا. إِدْفَعِي هَذِهِ اَلدَّرَاهِمَ إِلَى مَنْ يَسْتَحِقُّهَا مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا
السَّلَامُ وَ كَانَ فِي نِيَّتِي أَنَّ اَلَّذِي رَأَيْتُهُ هُوَ اَلرَّجُلُ وَ إِنَّمَا تَدْفَعُهَا
إِلَيْهِ فَأَخَذَتِ اَلدَّرَاهِمَ وَ صَعِدَتْ وَ بَقِيَتْ سَاعَةً ثُمَّ نَزَلَتْ
فَقَالَتْ يَقُولُ لَكَ لَيْسَ لَنَا فِيهَا حَقٌّ إِجْعَلْهَا فِي اَلْمَوْضِعِ اَلَّذِي
نَوَيْتَ وَ لَكِنْ هَذِهِ اَلرَّضَوِيَّةُ خُذْ مِنَّا بَدَلَهَا وَ أَلْقِهَا فِي اَلْمَوْضِعِ اَلَّذِي
نَوَيْتَ فَفَعَلْتُ وَ قُلْتُ فِي نَفْسِي اَلَّذِي أُمِرْتُ بِهِ عَنِ اَلرَّجُلِ. ثُمَّ كَانَ
مَعِي نُسْخَةُ تَوْقِيعٍ خَرَجَ إِلَى اَلْقَاسِمِ بْنِ اَلْعَلَاءِ بِآذَرْبِيجَانَ فَقُلْتُ لَهَا
تَعْرِضِينَ هَذِهِ اَلنُّسْخَةَ عَلَى إِنْسَانٍ قَدْ رَأَى تَوْقِيعَاتِ اَلْغَائِبِ
فَقَالَتْ نَاوِلْنِي فَإِنِّي أَعْرِفُهَا فَأَرَيْتُهَا اَلنُّسْخَةَ وَ ظَنَنْتُ أَنَّ اَلْمَرْأَةَ
تُحْسِنُ أَنْ تَقْرَأَ فَقَالَتْ لَا يُمْكِنُنِي أَنْ أَقْرَأَ فِي هَذَا اَلْمَكَانِ فَصَعِدَتِ
اَلْغُرْفَةَ ثُمَّ أَنْزَلَتْهُ فَقَالَتْ صَحِيحٌ وَ فِي اَلتَّوْقِيعِ أُبَشِّرُكُمْ بِبُشْرَى مَا
بَشَّرْتُ بِهِ إِيَّاهُ وَ غَيْرَهُ. ثُمَّ قَالَتْ يَقُولُ لَكَ إِذَا صَلَّيْتَ عَلَى نَبِيِّكَ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَيْفَ تُصَلِّي عَلَيْهِ فَقُلْتُ أَقُولُ اللَّهُمَّ صَلِّ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ وَ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ كَأَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ
وَ بَارَكْتَ وَ تَرَحَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.
فَقَالَ لَا إِذَا صَلَّيْتَ عَلَيْهِمْ فَصَلِّ عَلَيْهِمْ كُلِّهِمْ وَ سَمِّهِمْ فَقُلْتُ
نَعَمْ فَلَمَّا كَانَتْ مِنَ اَلْغَدِ نَزَلَتْ وَ مَعَهَا دَفْتَرٌ صَغِيرٌ فَقَالَتْ يَقُولُ
لَكَ إِذَا صَلَّيْتَ عَلَى اَلنَّبِيِّ فَصَلِّ عَلَيْهِ وَ عَلَى أَوْصِيَائِهِ عَلَى هَذِهِ
اَلنُّسْخَةِ فَأَخَذْتُهَا وَ كُنْتُ أَعْمَلُ بِهَا وَ رَأَيْتُ عِدَّةَ لَيَالٍ قَدْ نَزَلَ مِنَ
اَلْغُرْفَةِ وَ ضَوْءُ اَلسِّرَاجِ قَائِمٌ. وَ كُنْتُ أَفْتَحُ اَلْبَابَ وَ أَخْرُجُ عَلَى أَثَرِ
اَلضَّوْءِ وَ أَنَا أَرَاهُ أَعْنِي اَلضَّوْءَ وَ لَا أَرَى أَحَداً حَتَّى يَدْخُلَ اَلْمَسْجِدَ وَ
أَرَى جَمَاعَةً مِنَ اَلرِّجَالِ مِنْ بُلْدَانٍ شَتَّى يَأْتُونَ بَابَ هَذِهِ اَلدَّارِ
فَبَعْضُهُمْ يَدْفَعُونَ إِلَى اَلْعَجُوزِ رِقَاعاً مَعَهُمْ وَ رَأَيْتُ اَلْعَجُوزَ قَدْ
دَفَعَتْ إِلَيْهِمْ كَذَلِكَ اَلرِّقَاعَ فَيُكَلِّمُونَهَا وَ تُكَلِّمُهُمْ وَ لَا أَفْهَمُ
عَنْهُمْ وَ رَأَيْتُ مِنْهُمْ فِي مُنْصَرَفِنَا جَمَاعَةً فِي طَرِيقِي إِلَى أَنْ قَدِمْتُ
بَغْدَادَ. نُسْخَةُ اَلدَّفْتَرِ اَلَّذِي خَرَجَ. بِسْمِ اَللهِ اَلرَّحْمٰنِ اَلرَّحِيمِ
اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ اَلْمُرْسَلِينَ وَ خَاتَمِ اَلنَّبِيِّينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ
اَلْعَالَمِينَ اَلْمُنْتَجَبِ فِي اَلْمِيثَاقِ اَلْمُصْطَفَى فِي اَلظِّلَالِ اَلْمُطَهَّرِ مِنْ
كُلِّ آفَةٍ اَلْبَرِيءِ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ اَلْمُؤَمَّلِ لِلنَّجَاةِ اَلْمُرْتَجَى لِلشَّفَاعَةِ
اَلْمُفَوَّضِ إِلَيْهِ دِينُ اللهِ اللَّهُمَّ شَرِّفْ بُنْيَانَهُ وَ عَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَ أَفْلِجْ
حُجَّتَهُ وَ اِرْفَعْ دَرَجَتَهُ وَ أَضِئْ نُورَهُ وَ بَيِّضْ وَجْهَهُ وَ أَعْطِهِ اَلْفَضْلَ وَ
اَلْفَضِيلَةَ وَ اَلدَّرَجَةَ وَ اَلْوَسِيلَةَ اَلرَّفِيعَةَ وَ اِبْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً
يَغْبِطُهُ بِهِ اَلْأَوَّلُونَ وَ اَلْآخِرُونَ وَ صَلِّ عَلَى أَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ
اَلْمُرْسَلِينَ وَ قَائِدِ اَلْغُرِّ اَلْمُحَجَّلِينَ وَ سَيِّدِ اَلْوَصِيِّينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ
اَلْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِمَامِ اَلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ
اَلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ اَلْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ إِمَامِ
اَلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ اَلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ اَلْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى عَلِيِّ

Scanned with CamScanner

بِنِ الْحُسَیْنِ إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ صَلِّ عَلَى جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ صَلِّ عَلَى مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ صَلِّ عَلَى عَلِیِّ بْنِ مُوسَى إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ صَلِّ عَلَى عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ۔ وَ صَلِّ عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَ صَلِّ عَلَى الْخَلَفِ الصَّالِحِ الْهَادِی الْمَهْدِیِّ إِمَامِ الْمُؤْمِنِینَ وَ وَارِثِ الْمُرْسَلِینَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعَالَمِینَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَیْتِهِ الْأَئِمَّةِ الْهَادِینَ الْمَهْدِیِّینَ الْعُلَمَاءِ الصَّادِقِینَ الْأَبْرَارِ الْمُتَّقِینَ دَعَائِمِ دِینِكَ وَ أَرْكَانِ تَوْحِیدِكَ وَ تَرَاجِمَةِ وَحْیِكَ وَ حُجَجِكَ عَلَى خَلْقِكَ وَ خُلَفَائِكَ فِی أَرْضِكَ الَّذِینَ اخْتَرْتَهُمْ لِنَفْسِكَ وَ اصْطَفَیْتَهُمْ عَلَى عِبَادِكَ وَ ارْتَضَیْتَهُمْ لِدِینِكَ وَ خَصَصْتَهُمْ بِمَعْرِفَتِكَ وَ جَلَّلْتَهُمْ بِكَرَامَتِكَ وَ غَشَّیْتَهُمْ بِرَحْمَتِكَ وَ رَبَّیْتَهُمْ بِنِعْمَتِكَ وَ غَذَّیْتَهُمْ بِحِكْمَتِكَ وَ أَلْبَسْتَهُمْ نُورَكَ وَ رَفَعْتَهُمْ فِی مَلَكُوتِكَ وَ حَفَفْتَهُمْ بِمَلَائِكَتِكَ وَ شَرَّفْتَهُمْ بِنَبِیِّكَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ عَلَیْهِمْ صَلَاةً كَثِیرَةً دَائِمَةً طَیِّبَةً لَا یُحِیطُ بِهَا إِلَّا أَنْتَ وَ لَا یَسَعُهَا إِلَّا عِلْمُكَ وَ لَا یُحْصِیهَا أَحَدٌ غَیْرُكَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى وَلِیِّكَ الْمُحْیِی سُنَّتَكَ الْقَائِمِ بِأَمْرِكَ الدَّاعِی إِلَیْكَ الدَّلِیلِ عَلَیْكَ وَ حُجَّتِكَ عَلَى خَلْقِكَ وَ خَلِیفَتِكَ فِی أَرْضِكَ وَ شَاهِدِكَ عَلَى عِبَادِكَ اللّٰهُمَّ أَعِزَّ نَصْرَهُ وَ مُدَّ فِی عُمُرِهِ وَ زَیِّنِ الْأَرْضَ

بِطُولِ بَقَائِهِ اللّٰهُمَّ اكْفِهِ بَغْیَ الْحَاسِدِینَ وَ أَعِذْهُ مِنْ شَرِّ الْكَائِدِینَ وَ ازْجُرْ عَنْهُ إِرَادَةَ الظَّالِمِینَ وَ تَخَلَّصْهُ مِنْ أَیْدِی الْجَبَّارِینَ اللّٰهُمَّ أَعْطِهِ فِی نَفْسِهِ وَ ذُرِّیَّتِهِ وَ شِیعَتِهِ وَ رَعِیَّتِهِ وَ خَاصَّتِهِ وَ عَامَّتِهِ وَ عَدُوِّهِ وَ جَمِیعِ أَهْلِ الدُّنْیَا مَا تُقِرُّ بِهِ عَیْنَهُ وَ تَسُرُّ بِهِ نَفْسَهُ وَ بَلِّغْهُ أَفْضَلَ أَمَلِهِ فِی الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ اللّٰهُمَّ جَدِّدْ بِهِ مَا مُحِیَ مِنْ دِینِكَ وَ أَحْیِ بِهِ مَا بُدِّلَ مِنْ كِتَابِكَ وَ أَظْهِرْ بِهِ مَا غُیِّرَ مِنْ حُكْمِكَ حَتَّى یَعُودَ دِینُكَ بِهِ وَ عَلَى یَدَیْهِ غَضّاً جَدِیداً خَالِصاً مُخْلَصاً لَا شَكَّ فِیهِ وَ لَا شُبْهَةَ مَعَهُ وَ لَا بَاطِلَ عِنْدَهُ وَ لَا بِدْعَةَ لَدَیْهِ اللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِنُورِهِ كُلَّ ظُلْمَةٍ وَ هُدَّ بِرُكْنِهِ كُلَّ بِدْعَةٍ وَ اهْدِمْ بِعِزَّتِهِ كُلَّ ضَلَالَةٍ وَ اقْصِمْ بِهِ كُلَّ جَبَّارٍ وَ أَخْمِدْ بِسَیْفِهِ كُلَّ نَارٍ وَ أَهْلِكْ بِعَدْلِهِ كُلَّ جَبَّارٍ وَ أَجْرِ حُكْمَهُ عَلَى كُلِّ حُكْمٍ وَ أَذِلَّ لِسُلْطَانِهِ كُلَّ سُلْطَانٍ اللّٰهُمَّ أَذِلَّ كُلَّ مَنْ نَاوَاهُ وَ أَهْلِكْ كُلَّ مَنْ عَادَاهُ وَ امْكُرْ بِمَنْ كَادَهُ وَ اسْتَأْصِلْ مَنْ جَحَدَ حَقَّهُ وَ اسْتَهَانَ بِأَمْرِهِ وَ سَعَى فِی إِطْفَاءِ نُورِهِ وَ أَرَادَ إِخْمَادَ ذِكْرِهِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَى وَ عَلِیٍّ الْمُرْتَضَى وَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَ الْحَسَنِ الرِّضَا وَ الْحُسَیْنِ الْمُصْطَفَى وَ جَمِیعِ الْأَوْصِیَاءِ مَصَابِیحِ الدُّجَى وَ أَعْلَامِ الْهُدَى وَ مَنَارِ التُّقَى وَ الْعُرْوَةِ الْوُثْقَى وَ الْحَبْلِ الْمَتِینِ وَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیمِ وَ صَلِّ عَلَى وَلِیِّكَ وَ وُلَاةِ عَهْدِهِ وَ الْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ وَ مُدَّ فِی أَعْمَارِهِمْ وَ ازْدْ فِی آجَالِهِمْ وَ بَلِّغْهُمْ أَقْصَى آمَالِهِمْ دِیناً دُنْیَا وَ آخِرَةً إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ.

حسین بن محمد بن عامر اشعری قمی سے روایت ہے کہ یعقوب بن یوسف ضراب غسانی نے اصفہان سے واپسی پر مجھے بتایا کہ میں نے ۲۸۱ ہجری میں اپنے اہلِ شہر کے ایک گروہ کے ساتھ حج کیا جو مخالفین میں سے تھے۔ جب ہم لوگ مکہ پہنچے تو ہم میں سے ایک شخص نے سوق اللیل کی گلی میں ایک مکان کرائے پر لے لیا۔ اتفاق سے وہ مکان اُم المومنین حضرت

Scanned with CamScanner

خدیجہ سلام اللہ علیہا کا تھا، جو اَب دارالرضا کے نام سے موسوم ہے اور اس میں ایک ضعیفہ رہتی تھی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ اس مکان کا نام دارالرضا ہے تو اس ضعیفہ سے دریافت کیا کہ تم اس گھر کے مالک کی کون ہو اور اس گھر کا نام دارالرضا کیوں ہے؟

اس نے کہا: میں صاحبانِ خانہ کی کنیزوں میں سے ہوں۔ یہ مکان حضرت علی بن موسیٰ الرضاؑ کا ہے۔ اس میں مجھے امام حسن عسکری علیہ السلام نے بسایا تھا کیونکہ میں ان کی کنیزی میں رہ چکی ہوں۔

جب میں نے یہ سنا تو مجھے ضعیفہ سے ایک طرح کا انس پیدا ہو گیا مگر یہ میں نے اپنے رفقاء مخالفین پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ پھر جب بھی میں رات کے وقت طواف سے واپس آتا تو ان لوگوں کے ساتھ مکان کے برآمدے میں سویا کرتا۔ ہم لوگ دروازہ بند کر کے اس کے پیچھے کواڑ سے ملا کر ایک بڑا سا پتھر بھی رکھ دیا کرتے تھے۔ ایک شب جس برآمدے میں ہم سو رہے تھے۔ ایک چراغ کی روشنی مجھے نظر آئی جیسے کوئی مشعل روشن ہو۔ پھر دیکھا کہ دروازہ خودبخود کھل گیا اور ایک مرد میانہ قد، گندمی رنگ، چھیرا بدن، پیشانی پر سجدوں کا واضح نشان، جسم پر قمیص، تہبند، پاؤں میں بغیر موزے پہنے ہوئے اندر داخل ہوا اور سیدھا بالاخانے پر چڑھ گیا جہاں وہ ضعیفہ رہا کرتی تھی اور اس نے ہم لوگوں کو یہ تاکید کردی تھی کہ بالاخانے پر میری بیٹی رہتی ہے لہٰذا وہاں پر کوئی نہ جائے، اور وہ مرد جس وقت بالاخانے کے اُوپر جاتا تو میں دیکھا کرتا کہ جو روشنی برآمدے سے گزری تھی وہ اب بالاخانے پر جا پہنچی۔ اس ماجرے کو مَیں ہی نہیں بلکہ میرے دوسرے ساتھی بھی دیکھتے اور انھیں یہ گمان ہوتا کہ یہ مرد اس ضعیفہ کی بیٹی کے پاس جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اس کی بیٹی سے متعہ کرلیا ہے اور یہ ران علوی اس کو جائز سمجھتی ہے حالانکہ یہ حرام ہے۔

الغرض ہم اس مرد کو برابر آتا جاتا دیکھا کرتے مگر جب درواز پر جا کر دیکھتے تو پتھر اپنے مکان پر رکھا ہوتا اور دروازہ بھی اسی طرح بند ہوتا۔ اس کو کوئی کھولتا بھی نہیں ہے، نہ کھول کر اسے پھر کوئی بند کرنے آتا ہے اور وہ مرد برابر آتا جاتا رہتا ہے۔ یہ دیکھ کر مجھے جستجو ہوئی اور میں نے چاہا کہ اس ضعیفہ سے اس مرد کے متعلق پوچھا جائے کہ یہ کون ہے اور کیوں آتا ہے؟

ایک دن میں نے اس سے کہا: اے فلانی! تجھ سے مَیں تنہائی میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مگر سب لوگ موجود ہوتے ہیں، موقع نہیں ملتا، لہٰذا جب مجھے تنہا دیکھو تو بالاخانہ سے نیچے آجانا۔

اس نے فوراً جواب دیا کہ میں بھی تنہائی میں تجھ سے کچھ بات کرنا چاہتی ہوں مگر سب لوگ تمھارے ساتھ ہوتے ہیں اس لیے موقع نہیں ملتا۔

میں نے کہا: تم مجھ سے کیا بات کرنا چاہتی ہو؟

ضعیفہ نے کہا: دیکھو اس کا کسی سے نہ کہنا۔ وہ تم سے یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے ساتھیوں اور شرکاء سے لڑائی جھگڑا مت کیا کرو۔

میں نے پوچھا: کون کہہ رہے ہیں؟

اس نے کہا: میں کہہ رہی ہوں۔

چونکہ میرا دل پہلے ہی کھٹک رہا تھا اس لیے مارے ہیبت کے اس سے مزید کچھ کہنے کی جرأت ہی نہ کرسکا صرف اتنا پوچھ لیا ساتھیوں سے تمھاری کیا مراد ہے؟

اس نے کہا: وہ ساتھی جو تمھارے شہر میں، تمھارے گھر کے اندر، تمھارے ساتھ رہتے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ میری اور ان لوگوں کی دینی مسائل پر بحث اور نوک جھونک چلتی رہتی تھی۔ چنانچہ ان لوگوں نے میری شکایت کی اور اس سبب سے مَیں وہاں سے بھاگ کر روپوش ہو گیا تھا اور اب میری سمجھ میں آیا کہ اس ضعیفہ نے میرے ان ساتھیوں کے بارے میں کہا تھا۔

میں نے پوچھا: امام رضا علیہ السلام سے تمھارا کیا ربط ہے؟

اس نے کہا: میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی خادمہ ہوں۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ اس کا رابطہ اس خاندان سے ہے تو میں نے امام غائب کے متعلق دریافت کیا اور کہا: تجھے خدا کی قسم! سچ بتا، کیا اپنی آنکھوں سے تم نے ان کو دیکھا ہے؟

اس نے کہا: اے برادر! میں نے انھیں اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھا اس لیے کہ جب میں وہاں سے چلی تھی تو اس وقت میری بہن حاملہ تھی مگر امام حسن عسکری علیہ السلام نے مجھے یہ خوشخبری دی تھی کہ تو آخر عمر میں امام غائبؑ کی زیارت کرے گی اور تو اس کے لیے ویسے ہی ہو گی جیسے

Scanned with CamScanner

میرے لیے ہے۔

پھر اس نے کہا کہ اس وقت میرا قیام مصر میں ہے اور اب مَیں یہاں اس لیے آئی ہوں کہ انھوں نے ایک مردِ خراسانی کے ہاتھ جو عربی زبان سے واقف ہے، تیس دینار سفر خرچ کے لیے بھیجے ہیں اور خط لکھا ہے کہ تم اس سال حج کرو۔ تو میں اس شوق میں آئی ہوں کہ یہاں ان کی زیارت ہوگی۔

یہ قصہ سن کر میرے دل نے گواہی دی کہ جس مرد کو مَیں نے آتے جاتے دیکھا ہے یہ وہی ہیں چنانچہ میں نے دس درہم لیے جن میں چھے سکے امامِ زمانہؑ کے نام تھے جنھیں مَیں نے اس لیے چھپا رکھا تھا کہ ان کو مقامِ ابراہیمؑ میں ڈال دوں گا کیونکہ میں نے نذر مانی تھی اور دل میں سوچا تھا کہ مقامِ ابراہیمؑ میں ڈالنے سے افضل اور زیادہ ثواب تو اس میں ہے کہ میں یہ ان لوگوں کو دے دوں جو اولادِ فاطمہؑ میں سے ہیں۔ چنانچہ میں نے دس درہم اس ضعیفہ کو دیئے اور کہا کہ اولادِ فاطمہؑ میں سے جو تیری نظر میں زیادہ حقدار ہو اس کو دے دینا اور خیال تھا کہ یہ ضعیفہ یہ رقم اس مرد کو دے گی جو آیا کرتا ہے۔

الغرض اس ضعیفہ نے وہ رقم لی اور بالا خانے پر گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئی اور بولی کہ وہ کہتے ہیں: اس رقم کو لینے کا مجھے حق نہیں ہے۔ اسے تم اس جگہ ڈال دو جہاں کے لیے تم نے نیت کی ہے اور نذر مانی ہے، البتہ اتنا ضرور ہے کہ اس درہم رضویہ کے بدلے تم مجھ سے دوسرا سکہ لے کر اس مقام پر ڈال دو جہاں کے لیے تم نے نظر کی ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا اور دل میں کہا کہ جو حکم دیا جا رہا ہے اسی مرد کی طرف سے ہے۔

پھر میرے پاس ایک توقیع (تحریر) کی نقل بھی تھی جو آذربائیجان میں قاسم بن العلاء کے پاس آئی تھی۔ میں نے اس ضعیفہ سے کہا: یہ توقیع کی نقل اس مرد کے سامنے پیش کر دو۔ اس نے امام غائبؑ کی توقیعات کو ضرور دیکھا ہوگا۔

اس نے کہا: لاؤ، اسے پہچانتی ہوں۔

میں نے وہ نقل اس کو دکھائی اور خیال تھا کہ شاید یہ پڑھ دے گی۔

اس نے کہا: اسے مَیں یہاں تو نہیں پڑھ سکتی۔

پھر وہ توقیع لے کر اُوپر چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد نیچے اُتر کر آئی اور کہا: ہاں یہ درست ہے اور میں تمھیں ایک خوشخبری بھی سناتی ہوں جو تمھارے لیے تو مفید ہے مگر دوسروں کے لیے بھی فائدہ مند ہے۔

اس کے بعد اس ضعیفہ نے کہا: وہ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہو تو کس طرح کہتے ہو؟

میں نے کہا: میں اس طرح کہتا ہوں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَأَفْضَلِ مَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اس ضعیفہ نے کہا: نہیں، بلکہ جب تم درود بھیجو تو ہر ایک کا نام لے کر الگ الگ درود بھیجا کرو۔

میں نے کہا: بہتر ہے۔

دوسرے دن جب وہ اُوپر سے اُتری تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا پرچہ تھا۔

اس نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ جب تم اپنے نبی ﷺ پر درود بھیجو تو اس نسخے کے مطابق بھیجا کرو۔

میں نے وہ پرچہ لے لیے اور اس پر عمل کرنے لگا۔ پھر میں نے متعدد راتوں میں دیکھا کہ وہ مرد بالا خانے سے اُترتا اور چراغ کی روشنی بدستور قائم رہتی تو مَیں دروازہ کھولتا اور اس روشنی کے پیچھے چلتا مگر مجھے صرف روشنی نظر آتی لیکن وہ شخص نظر نہ آتا یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا نیز مختلف شہروں کے لوگوں کو دیکھتا کہ اس گھر کے دروازے پر آتے اور اپنے عریضے اس ضعیفہ کو دیتے اور یہ بھی دیکھا کہ وہ ضعیفہ ان لوگوں کا رقعہ جواب کے ساتھ واپس کرتی اور ان سے ایسی زبان میں گفتگو کرتی جسے مَیں نہ سمجھتا۔ ان میں سے چند لوگ واپسی پر راستے میں ملتے رہتے تا آنکہ مَیں بغداد پہنچ گیا۔

درود جو امامِ زمانہؑ کی توقیع میں برآمد ہوا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

Scanned with CamScanner

وَخَاتَمِ ٱلنَّبِيِّينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ٱلْمُنْتَجَبِ فِي ٱلْمِيثَاقِ ٱلْمُصْطَفَى فِي ٱلظِّلاَلِ ٱلْمُطَهَّرِ مِنْ كُلِّ آفَةٍ ٱلْبَرِيءِ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ ٱلْمُؤَمَّلِ لِلنَّجَاةِ ٱلْمُرْتَجَى لِلشَّفَاعَةِ ٱلْمُفَوَّضِ إِلَيْهِ دِينُ اللهِ ٱللّٰهُمَّ شَرِّفْ بُنْيَانَهُ وَ عَظِّمْ بُرْهَانَهُ وَ أَفْلِجْ حُجَّتَهُ وَ ارْفَعْ دَرَجَتَهُ وَ أَضِئْ نُورَهُ وَ بَيِّضْ وَجْهَهُ وَ أَعْطِهِ ٱلْفَضْلَ وَ ٱلْفَضِيلَةَ وَ ٱلدَّرَجَةَ وَٱلْوَسِيلَةَ ٱلرَّفِيعَةَ وَ ابْعَثْهُ مَقَاماً مَحْمُوداً يَغْبِطُهُ بِهِ ٱلْأَوَّلُونَ وَٱلْآخِرُونَ وَ صَلِّ عَلىٰ أَمِيرِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ قَائِدِ ٱلْغُرِّ ٱلْمُحَجَّلِينَ وَ سَيِّدِ ٱلْوَصِيِّينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلىٰ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَصَلِّ عَلىٰ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَحُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَ صَلِّ عَلىٰ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَوَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَ صَلِّ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مُوسَى إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ وَ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ وَصَلِّ عَلىٰ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ - وَصَلِّ عَلَى ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ وَصَلِّ عَلَى ٱلْخَلَفِ ٱلصَّالِحِ ٱلْهَادِي ٱلْمَهْدِيِّ إِمَامِ ٱلْمُؤْمِنِينَ وَ وَارِثِ ٱلْمُرْسَلِينَ وَ حُجَّةِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ٱللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلِ بَيْتِهِ ٱلْأَئِمَّةِ ٱلْهَادِينَ ٱلْمَهْدِيِّينَ ٱلْعُلَمَاءِ ٱلصَّادِقِينَ ٱلْأَبْرَارِ ٱلْمُتَّقِينَ

دَعَائِمِ دِينِكَ وَ أَرْكَانِ تَوْحِيدِكَ وَ تَرَاجِمَةِ وَحْيِكَ وَ حُجَجِكَ عَلىٰ خَلْقِكَ وَ خُلَفَائِكَ فِي أَرْضِكَ ٱلَّذِينَ اخْتَرْتَهُمْ لِنَفْسِكَ وَ اصْطَفَيْتَهُمْ عَلىٰ عِبَادِكَ وَ ارْتَضَيْتَهُمْ لِدِينِكَ وَخَصَصْتَهُمْ بِمَعْرِفَتِكَ وَ جَلَّلْتَهُمْ بِكَرَامَتِكَ وَ غَشَّيْتَهُمْ بِرَحْمَتِكَ وَ رَبَّيْتَهُمْ بِنِعْمَتِكَ وَ غَذَّيْتَهُمْ بِحِكْمَتِكَ وَ أَلْبَسْتَهُمْ نُورَكَ وَرَفَعْتَهُمْ فِي مَلَكُوتِكَ وَ حَفَفْتَهُمْ بِمَلاَئِكَتِكَ وَ شَرَّفْتَهُمْ بِنَبِيِّكَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَ عَلَيْهِمْ صَلاَةً كَثِيرَةً دَائِمَةً طَيِّبَةً لاَ يُحِيطُ بِهَا إِلاَّ أَنْتَ وَ لاَ يَسَعُهَا إِلاَّ عِلْمُكَ وَ لاَ يُحْصِيهَا أَحَدٌ غَيْرُكَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ وَلِيِّكَ ٱلْمُحْيِي سُنَّتَكَ ٱلْقَائِمِ بِأَمْرِكَ ٱلدَّاعِي إِلَيْكَ ٱلدَّلِيلِ عَلَيْكَ وَ حُجَّتِكَ عَلىٰ خَلْقِكَ وَ خَلِيفَتِكَ فِي أَرْضِكَ وَشَاهِدِكَ عَلىٰ عِبَادِكَ ٱللّٰهُمَّ أَعِزَّ نَصْرَهُ وَ مُدَّ فِي عُمُرِهِ وَ زَيِّنِ ٱلْأَرْضَ بِطُولِ بَقَائِهِ ٱللّٰهُمَّ اكْفِهِ بَغْيَ ٱلْحَاسِدِينَ وَ أَعِذْهُ مِنْ شَرِّ ٱلْكَائِدِينَ وَ ادْحَرْ عَنْهُ إِرَادَةَ ٱلظَّالِمِينَ وَ تَخَلَّصْهُ مِنْ أَيْدِي ٱلْجَبَّارِينَ ٱللّٰهُمَّ أَعْطِهِ فِي نَفْسِهِ وَ ذُرِّيَّتِهِ وَ شِيعَتِهِ وَ رَعِيَّتِهِ وَ خَاصَّتِهِ وَ عَامَّتِهِ وَ عَدُوِّهِ وَ جَمِيعِ أَهْلِ ٱلدُّنْيَا مَا تُقِرُّ بِهِ عَيْنَهُ وَ تَسُرُّ بِهِ نَفْسَهُ وَ بَلِّغْهُ أَفْضَلَ أَمَلِهِ فِي ٱلدُّنْيَا وَ ٱلْآخِرَةِ إِنَّكَ عَلىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ٱللّٰهُمَّ جَدِّدْ بِهِ مَا مُحِيَ مِنْ دِينِكَ وَ أَحْيِ بِهِ مَا بُدِّلَ مِنْ كِتَابِكَ وَ أَظْهِرْ بِهِ مَا غُيِّرَ مِنْ حُكْمِكَ حَتَّى يَعُودَ دِينُكَ بِهِ وَ عَلَى يَدَيْهِ غَضّاً جَدِيداً خَالِصاً مُخْلَصاً لاَ شَكَّ فِيهِ وَلَا شُبْهَةَ مَعَهُ وَ لَا بَاطِلَ عِنْدَهُ وَ لاَ بِدْعَةَ لَدَيْهِ ٱللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِنُورِهِ كُلَّ ظُلْمَةٍ وَ هُدَّ بِرُكْنِهِ كُلَّ بِدْعَةٍ وَ اهْدِمْ بِعِزَّتِهِ كُلَّ ضَلاَلَةٍ وَ اقْصِمْ بِهِ كُلَّ جَبَّارٍ وَ أَخْمِدْ بِسَيْفِهِ كُلَّ نَارٍ وَ أَهْلِكْ بِعَدْلِهِ كُلَّ جَبَّارٍ وَ أَجْرِ حُكْمَهُ عَلىٰ كُلِّ حُكْمٍ وَ أَذِلَّ لِسُلْطَانِهِ كُلَّ سُلْطَانٍ ٱللّٰهُمَّ أَذِلَّ كُلَّ مَنْ نَاوَاهُ وَ أَهْلِكْ كُلَّ مَنْ عَادَاهُ وَ امْكُرْ بِمَنْ كَادَهُ وَ اسْتَأْصِلْ مَنْ جَحَدَ حَقَّهُ وَ اسْتَهَانَ بِأَمْرِهِ وَ سَعَى فِي إِطْفَاءِ نُورِهِ وَ أَرَادَ إِخْمَادَ ذِكْرِهِ

Scanned with CamScanner

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفَىٰ وَ عَلِيٍّ الْمُرْتَضَىٰ وَ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ وَ الْحَسَنِ الرِّضَا وَ الْحُسَيْنِ الْمُصْطَفَىٰ وَ جَمِيعِ الْأَوْصِيَاءِ مَصَابِيحِ الدُّجَىٰ وَ أَعْلَامِ الْهُدَىٰ وَ مَنَارِ التُّقَىٰ وَ الْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَ الْحَبْلِ الْمَتِينِ وَ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ وَ صَلِّ عَلَىٰ وَلِيِّكَ وَ وُلَاةِ عَهْدِهِ وَ الْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِهِ وَ مُدَّ فِي أَعْمَارِهِمْ وَ أزد [زِدْ] فِي آجَالِهِمْ وَ بَلِّغْهُمْ أَقْصَىٰ آمَالِهِمْ دِينًا دُنْيَا وَ آخِرَةً إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. [1]

...... ✸ ......

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۷، ح ۱۴؛ دلائل الامامۃ: ص ۳۰۰؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۶، ص ۸۹، ح ۱؛ تبصرۃ الولی: ح ۷۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۵، ح ۹۶ (مختصراً)؛ عوالم العلوم: ۱۵/۳/۲۹۹، ح ۲ (مختصراً)؛ جمال الاسبوع: ص ۴۹۴؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۰۸، ح ۶۹

Scanned with CamScanner

فصل ۴

غَیبت کے دوران امامِ زمانہؑ کے معجزات

اور رہی بات معجزات کی جو زمانۂ غَیبت میں آپؑ کی امامت کی صحت پر دلالت کرتے ہیں تو یہ ان سے بہت زیادہ ہیں جن کو جمع نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہم ان میں سے بعض کا ذکر کر رہے ہیں:

(239) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ رَفَعَهُ إِلَىٰ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ: شَكَكْتُ عِنْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَانَ اجْتَمَعَ عِنْدَ أَبِي مَالٌ جَلِيلٌ فَحَمَلَهُ وَ رَكِبَ السَّفِينَةَ وَ خَرَجْتُ مَعَهُ مُشَيِّعاً لَهُ فَوُعِكَ وَعْكاً شَدِيداً. فَقَالَ يَا بُنَيَّ رُدَّنِي [رُدَّنِي] فَهُوَ الْمَوْتُ وَ اتَّقِ اللّٰهَ فِي هٰذَا الْمَالِ وَ أَوْصَىٰ إِلَيَّ وَ مَاتَ. فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَمْ يَكُنْ أَبِي لِيُوصِيَ بِشَيْءٍ غَيْرِ صَحِيحٍ أَحْمِلُ هٰذَا الْمَالَ إِلَى الْعِرَاقِ وَ أَكْتَرِي دَاراً عَلَى الشَّطِّ وَ لَا أُخْبِرُ أَحَداً فَإِنْ وَضَحَ لِي شَيْءٌ كَوُضُوحِهِ أَيَّامَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْفَذْتُهُ وَ إِلَّا تَصَدَّقْتُ بِهِ. فَقَدِمْتُ الْعِرَاقَ وَ اكْتَرَيْتُ دَاراً عَلَى الشَّطِّ وَ بَقِيتُ أَيَّاماً فَإِذَا أَنَا بِرَسُولٍ مَعَهُ رُقْعَةٌ فِيهَا يَا مُحَمَّدُ مَعَكَ كَذَا وَ كَذَا فِي جَوْفِ كَذَا وَ كَذَا حَتَّىٰ قَصَّ عَلَيَّ جَمِيعَ مَا مَعِي مِمَّا لَمْ أُحِطْ بِهِ عِلْماً فَسَلَّمْتُ الْمَالَ إِلَى الرَّسُولِ وَ بَقِيتُ أَيَّاماً لَا يُرْفَعُ بِي رَأْسٌ فَاغْتَمَمْتُ. فَخَرَجَ إِلَيَّ قَدْ أَقَمْنَاكَ مَقَامَ أَبِيكَ فَاحْمَدِ اللّٰهَ.

محمد بن ابراہیم بن مہزیار سے روایت ہے کہ امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد

یہ شک ہوا کہ اب کون امام ہے؟ اور میرے والد کے پاس بہت سا مالِ (امامؑ) جمع تھا۔ انھوں نے وہ سارا مال لیا اور کشتی پر سوار ہوئے۔ میں بھی ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ راہ میں ان کو سخت بخار لاحق ہوگیا۔

انھوں نے کہا: اے فرزند! مجھے واپس لے چلو۔ یہ میری موت کا پیغام ہے اور سنو! اس مال کے متعلق اللہ سے ڈرنا۔ پھر مجھ سے وصیت کر کے انتقال کر گئے۔

میں نے اپنے دل میں کہا: میرے والد سے یہ ممکن نہیں کہ کوئی غلط وصیت کریں، لہٰذا میں یہ مال لے کر عراق جاتا ہوں، وہاں دریا کے کنارے کرائے پر ایک مکان لوں گا اور کسی کو اس کی خبر نہ دوں گا۔ جب امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی امامت کی طرح کسی کی امامت واضح و روشن ہو جائے گی تو یہ مال ان کے سپرد کر دوں گا ورنہ اس کو تصدق کر دوں گا۔

یہ سوچ کر میں عراق گیا اور دریا کے کنارے ایک مکان کرائے پر لے کر رہنے لگا۔ کچھ دنوں بعد ایک قاصد میرے پاس ایک خط لے کر آیا۔ اس میں تحریر تھا:

"اے ابومحمد! تمھارے پاس فلاں فلاں چیز ہے جو فلاں فلاں مقام پر رکھی ہوئی ہے"۔

یہاں تک کہ وہ سب چیزیں بھی بتائیں کہ جن کا خود مجھے بھی علم نہ تھا۔ یہ خط پڑھ کر میں نے وہ سارا مال قاصد کے حوالے کر دیا۔ پھر چند دن وہاں اور قیام کیا مگر (امامؑ کی) توجہ میری طرف نہ ہوئی جس کا مجھے دُکھ ہوا مگر ایک روز اچانک ایک رقعہ آیا جس میں تحریر تھا:

"میں نے تمھیں تمھارے والد کی جگہ (اپنا وکیل) مقرر کر دیا"۔

یہ رقعہ پڑھ کر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ ①

(240) وَبِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْفَضْلِ بْنِ يَزِيدَ ٱلْيَمَانِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ فِي مَعْنَيَيْنِ وَ أَرَدْتُ أَنْ أَكْتُبَ فِي ٱلثَّالِثِ وَ امْتَنَعْتُ مِنْهُ

① الکافی: جلد۱،ص ۵۱۸، ح۵؛ بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۱۰، ح۳۱؛ الارشاد: ص۳۵۱؛ اعلام الوریٰ: ص۴۱۷؛ اثبات الھداۃ: جلد۳، ص ۶۵۸، ح۴؛ کشف الغمہ: جلد۲،ص ۴۵۰؛ الخرائج والجرائح: جلد۱،ص ۴۶۲، ح۷؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص۱۱۵؛ مدینۃ المعاجز: ص۶۰۰، ح ۲۵؛ تقریب المعارف: ص۱۹۲؛ الھدایۃ الکبریٰ: ص۹۰

مَخَافَةَ أَنْ يُكْرَهَ ذٰلِكَ فَوَرَدَ جَوَابُ ٱلْمَعْنَيَيْنِ وَ ٱلثَّالِثِ ٱلَّذِي طَوَيْتُهُ مُفَسَّراً.

حسن بن فضل بن یزید یمانی سے روایت ہے کہ میں نے (امام زمانہؑ کو) دو مقصد اپنے عریضے میں لکھے لیکن تیسری حاجت کا لکھنا میں نے اس لیے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کو برا محسوس نہ ہو۔ آپؑ نے جواب میں دونوں مقاصد کے ساتھ ساتھ تیسری حاجت کی تفصیل کے بارے میں خود تحریر فرمایا۔ ①

(241) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ بَدْرٍ غُلَامِ أَحْمَدَ بْنِ ٱلْحَسَنِ قَالَ: وَرَدْتُ ٱلْجَبَلَ وَ أَنَا لَا أَقُولُ بِالْإِمَامَةِ أُحِبُّهُمْ جُمْلَةً إِلَى أَنْ مَاتَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ ٱلْمَلِكِ فَأَوْصَى إِلَيَّ فِي عِلَّتِهِ أَنْ يُدْفَعَ ٱلشِّهْرِيُّ ٱلسَّمَنْدُ وَ سَيْفُهُ وَ مِنْطَقَتُهُ إِلَى مَوْلَاهُ فَخِفْتُ إِنْ لَمْ أَدْفَعِ ٱلشِّهْرِيَّ إِلَى إِذْكُوتَكِينَ نَالَنِي مِنْهُ اِسْتِخْفَافٌ فَقَوَّمْتُ ٱلدَّابَّةَ وَ ٱلسَّيْفَ وَ ٱلْمِنْطَقَةَ بِسَبْعِمِائَةِ دِينَارٍ فِي نَفْسِي وَ لَمْ أُطْلِعْ عَلَيْهِ أَحَداً فَإِذَا ٱلْكِتَابُ قَدْ وَرَدَ عَلَيَّ مِنَ ٱلْعِرَاقِ أَنْ وَجِّهِ ٱلسَّبْعَمِائَةِ دِينَارٍ ٱلَّتِي لَنَا قِبَلَكَ مِنْ ثَمَنِ ٱلشِّهْرِيِّ ٱلسَّمَنْدِ وَ ٱلسَّيْفِ وَ ٱلْمِنْطَقَةِ.

احمد بن حسن کے غلام بدر نے احمد بن حسن سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں خطۂ جبل میں پہنچا۔ میں امامت کا قائل نہ تھا مگر ان سب سے محبت کرتا تھا۔ اسی اثناء میں یزید بن عبدالملک مر گیا اور اس نے مجھ سے وصیت کی تھی کہ میرا گھوڑا، تلوار اور کمر کا پٹکا میرے مولا کو دے دینا مگر میں اذکوتکین سے خوف کھا گیا کہ وہ میری بے عزتی کرے گا اس لیے میں نے گھوڑے، تلوار اور پٹکے کی مجموعی قیمت کا اندازہ سات سو دینار لگایا اور کسی کو نہیں بتایا۔ دریں اثناء عراق سے (امامِ زمانہؑ کا) ایک خط میرے پاس آیا جس میں تحریر تھا:

① الکافی: جلد۱،ص ۵۲۱، ح۱۳؛ بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۱۱، ح ۳۳؛ اثبات الھداۃ: جلد۳،ص۶۶۱، ح۱۲؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۶۰؛ الخرائج والجرائح: جلد۲،ص ۷۰۴، ح۲۱؛ الارشاد: ص۳۵۳؛ کشف الغمہ: جلد۲،ص ۴۵۳؛ کمال الدین: ص ۴۹۰، ح ۱۳؛ مدینۃ المعاجز: ص۶۱۱، ح ۷۸؛ عیون المعجزات: ص۱۴۶؛ تقریب المعارف: ص ۱۹۴

Scanned with CamScanner

"گھوڑے، تلوار اور پٹکے کی قیمت سات سو دینار جو میرے تمھارے پاس امانتاً رکھے ہیں وہ بھیج دو"۔ ①

(242) وَبِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيٍّ عَمَّنْ حَدَّثَهُ قَالَ: وُلِدَ لِي مَوْلُودٌ فَكَتَبْتُ أَسْتَأْذِنُ فِي تَطْهِيرِهِ فِي ٱلْيَوْمِ ٱلسَّابِعِ فَوَرَدَ لَا تَفْعَلْ فَمَاتَ ٱلْيَوْمَ ٱلسَّابِعَ أَوِ ٱلثَّامِنَ ثُمَّ كَتَبْتُ بِمَوْتِهِ فَوَرَدَ سَيُخْلِفُ اللهُ غَيْرَهُ وَتُسَمِّيهِ أَحْمَدَ وَمِنْ بَعْدِ أَحْمَدَ جَعْفَرٌ وَجَاءَ كَمَا قَالَ.

علی (بن محمد) سے روایت ہے کہ میرے یہاں ایک فرزند پیدا ہوا تو میں نے امام زمانہؑ کو خط لکھا اور اجازت چاہی کہ ساتویں روز اس کی تطہیر کردوں تو حکم آیا کہ ایسا نہ کرو۔ اس کے بعد ساتویں یا آٹھویں ہی روز وہ فرزند مر گیا۔

پھر میں نے اس کی موت کی اطلاع کے لیے لکھا تو جواب آیا کہ اس کے عوض اللہ تجھے دو فرزند عطا فرمائے گا۔ پہلے کا نام احمد اور دوسرے کا نام جعفر رکھنا۔ پس آپؑ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ ②

(243) وَبِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَقِيلٍ عِيسَى بْنِ نَصْرٍ قَالَ: كَتَبَ عَلِيُّ بْنُ زِيَادٍ ٱلصَّيْمَرِيُّ يَلْتَمِسُ كَفَناً فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّكَ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ. فَمَاتَ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ وَبَعَثَ إِلَيْهِ بِالْكَفَنِ قَبْلَ مَوْتِهِ.

ابوعقیل عیسیٰ بن نصر سے روایت ہے کہ علی بن زیاد صیمری نے (امامِ زمانہؑ کو) خط لکھا

---

① الکافی: جلد۱،ص ۵۲۲، ح ۱۶؛ بحارالانوار: جلد۵۱،ص۳۱۱، ح ۳۴؛ الارشاد: ص ۳۵۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۶۶۲، ح۱۵؛ کشف الغمہ: جلد ۲،ص ۴۵۴؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۰۲، ح ۳۶؛ الخرائج والجرائح: جلد۱،ص ۴۶۴، ح ۹؛ الصراط المستقیم: جلد ۲،ص ۲۱۱؛ عیون المعجزات: ص ۱۴۴؛ تقریب المعارف: ص۱۹۵؛ الھدایۃ الکبریٰ: ص۹۰؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۰

② الکافی: جلد۱،ص ۵۲۲، ح ۱۷؛ بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۰۸، ح ۲۴؛ الارشاد: ص ۳۵۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۶۶۲، ح ۱۶؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲،ص ۴۰۷، ح ۲۱؛ کشف الغمہ: جلد ۲،ص ۴۵۵؛ کمال الدین: ص ۴۸۹؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۸۸؛ فرج المھموم: ص ۲۴۴

اور اس میں اپنے لیے کفن کی درخواست کی۔ امامؑ کا جواب آیا کہ کفن کی ضرورت تو تمھیں اسی سال کی عمر میں درپیش ہوگی۔ چنانچہ اس کا انتقال ۸۰ برس کی عمر میں ہوا اور آپؑ نے اس کی موت سے قبل اس کا کفن بھیج دیا۔ ①

(244) مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: خَرَجَ نَهْيٌ عَنْ زِيَارَةِ مَقَابِرِ قُرَيْشٍ وَ ٱلْحَيْرِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَشْهُرٍ دَعَا ٱلْوَزِيرُ ٱلْبَاقَطَائِيُّ فَقَالَ لَهُ إِلْقَ بَنِي ٱلْفُرَاتِ وَ ٱلْبُرْسِيِّينَ وَقُلْ لَهُمْ لَا تَزُورُوا مَقَابِرَ قُرَيْشٍ فَقَدْ أَمَرَ ٱلْخَلِيفَةُ أَنْ يُتَفَقَّدَ كُلُّ مَنْ زَارَ فَيُقْبَضَ عَلَيْهِ.

علی بن محمد سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مقابر قریش (کاظمین) اور حائر (کربلا) کی زیارت کے لیے (امامِ زمانہؑ کا) امتناعی حکم آگیا اور اس حکم کے آنے کے ایک ماہ بعد وزیر باقطائی نے مجھے بلایا اور کہا کہ فرات کے کنارے بسنے والوں اور قریۂ برس کے باشندوں سے جا کر کہہ دو کہ مقابر قریش کی زیارت کو نہ جائیں اس لیے کہ خلیفۂ وقت نے حکم دیا ہے کہ جو بھی مقابر قریش کی زیارت کو جائے اسے گرفتار کرلو۔ ②

امامِ زمانہؑ سے برآمد ہونے والی توقیعات

امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے توقیعات بھی کثرت سے ظاہر ہوئی ہیں جن میں ہم کچھ کا ذکر کر رہے ہیں:

(245) أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيِّ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ٱلْقُمِّيِّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ

---

① الکافی: جلد۱،ص ۵۲۴، ح ۲۷؛ بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۱۲، ح ۳۵؛ الارشاد: ص ۳۵۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۶۶۴، ح ۲۶؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۱؛ کشف الغمہ: جلد ۲،ص ۴۵۶؛ الخرائج والجرائح: جلد۱، ص ۴۶۳، ح ۸؛ المستجاد: ص ۵۴۱؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۰۲، ح ۴۷؛ عیون المعجزات: ص ۱۴۶؛ الصراط المستقیم: جلد ۲،ص ۲۴۷، ح ۱۲؛ تقریب المعارف: ص ۱۹۶؛ ثاقب المناقب: ص ۲۵۷

② الکافی: جلد۱،ص ۲۵۲، ح ۳۱؛ بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۱۲، ح ۳۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۶۶۵، ح ۳۰؛ الارشاد: ص ۳۵۶؛ الخرائج والجرائح: جلد۱،ص ۴۵۶، ح ۱۰؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۱؛ تقریب المعارف: ص ۱۹۷؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۰۳، ح ۵۱؛ المستجاد: ص ۵۴۲

Scanned with CamScanner

بُنَانِ الطَّلْحِيُّ الْآبِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدَةَ النَّيْسَابُورِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الشَّيْخُ الْمَوْثُوقُ بِهِ بِمَدِينَةِ السَّلَامِ قَالَ: تَشَاجَرَ ابْنُ أَبِي غَانِمٍ الْقَزْوِينِيُّ وَ جَمَاعَةٌ مِنَ الشِّيعَةِ فِي الْخَلَفِ فَذَكَرَ ابْنُ أَبِي غَانِمٍ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَضَى وَ لَا خَلَفَ لَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ كَتَبُوا فِي ذٰلِكَ كِتَاباً وَ أَنْفَذُوهُ إِلَى النَّاحِيَةِ وَ أَعْلَمُوهُ بِمَا تَشَاجَرُوا فِيهِ فَوَرَدَ جَوَابُ كِتَابِهِمْ بِخَطِّهِ عَلَيْهِ وَ عَلَى آبَائِهِ السَّلَامُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ عَافَانَا اللّٰهُ وَ إِيَّاكُمْ مِنَ الضَّلَالَةِ وَ الْفِتَنِ وَ وَهَبَ لَنَا وَ لَكُمْ رُوحَ الْيَقِينِ وَ أَجَارَنَا وَ إِيَّاكُمْ مِنْ سُوءِ الْمُنْقَلَبِ إِنَّهُ أُنْهِيَ إِلَيَّ ارْتِيَابُ جَمَاعَةٍ مِنْكُمْ فِي الدِّينِ وَ مَا دَخَلَهُمْ مِنَ الشَّكِّ وَ الْحَيْرَةِ فِي وُلَاةِ أُمُورِهِمْ فَغَمَّنَا ذٰلِكَ لَكُمْ لَا لَنَا وَ سَاءَنَا فِيكُمْ لَا فِينَا لِأَنَّ اللّٰهَ مَعَنَا وَ لَا فَاقَةَ بِنَا إِلَى غَيْرِهِ وَ الْحَقُّ مَعَنَا فَلَنْ يُوحِشَنَا مَنْ قَعَدَ عَنَّا وَ نَحْنُ صَنَائِعُ رَبِّنَا وَ الْخَلْقُ بَعْدُ صَنَائِعُنَا يَا هٰؤُلَاءِ مَا لَكُمْ فِي الرَّيْبِ تَتَرَدَّدُونَ وَ فِي الْحَيْرَةِ تَنْعَكِسُونَ أَ وَ مَا سَمِعْتُمُ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ أَ وَ مَا عَلِمْتُمْ مَا جَاءَتْ بِهِ الْآثَارُ مِمَّا يَكُونُ وَ يَحْدُثُ فِي أَئِمَّتِكُمْ عَنِ الْمَاضِينَ وَ الْبَاقِينَ مِنْهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَ وَ مَا رَأَيْتُمْ كَيْفَ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَعَاقِلَ تَأْوُونَ إِلَيْهَا وَ أَعْلَاماً تَهْتَدُونَ بِهَا مِنْ لَدُنْ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى أَنْ ظَهَرَ الْمَاضِي عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلَّمَا غَابَ عَلَمٌ بَدَا عَلَمٌ وَ إِذَا أَفَلَ نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ فَلَمَّا قَبَضَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَبْطَلَ دِينَهُ وَ قَطَعَ السَّبَبَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ خَلْقِهِ كَلَّا مَا كَانَ ذٰلِكَ وَ لَا يَكُونُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ وَ يَظْهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَ هُمْ كَارِهُونَ وَ أَنَّ الْمَاضِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَضَى سَعِيداً فَقِيداً عَلَى مِنْهَاجِ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ وَ فِينَا

Scanned with CamScanner

وَصِيَّتُهُ وَ عِلْمُهُ وَ مَنْ هُوَ خَلَفُهُ وَ مَنْ هُوَ يَسُدُّ مَسَدَّهُ لَا يُنَازِعُنَا مَوْضِعَهُ إِلَّا ظَالِمٌ آثِمٌ وَ لَا يَدَّعِيهِ دُونَنَا إِلَّا جَاحِدٌ كَافِرٌ وَ لَوْ لَا أَنَّ أَمْرَ اللّٰهِ تَعَالَى لَا يُغْلَبُ وَ سِرَّهُ لَا يُظْهَرُ وَ لَا يُعْلَنُ لَظَهَرَ لَكُمْ مِنْ حَقِّنَا مَا تَبْهَرُ مِنْهُ عُقُولُكُمْ وَ يُزِيلُ شُكُوكَكُمْ لَكِنَّهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ سَلِّمُوا لَنَا وَ رُدُّوا الْأَمْرَ إِلَيْنَا فَعَلَيْنَا الْإِصْدَارُ كَمَا كَانَ مِنَّا الْإِيرَادُ وَ لَا تُحَاوِلُوا كَشْفَ مَا غُطِّيَ عَنْكُمْ وَ لَا تَمِيلُوا عَنِ الْيَمِينِ وَ تَعْدِلُوا إِلَى الشِّمَالِ وَ اجْعَلُوا قَصْدَكُمْ إِلَيْنَا بِالْمَوَدَّةِ عَلَى السُّنَّةِ الْوَاضِحَةِ فَقَدْ نَصَحْتُ لَكُمْ وَ اللّٰهُ شَاهِدٌ عَلَيَّ وَ عَلَيْكُمْ وَ لَوْ لَا مَا عِنْدَنَا مِنْ مَحَبَّةِ صَلَاحِكُمْ وَ رَحْمَتِكُمْ وَ الْإِشْفَاقِ عَلَيْكُمْ لَكُنَّا عَنْ مُخَاطَبَتِكُمْ فِي شُغُلٍ فِيمَا قَدِ امْتُحِنَّا بِهِ مِنْ مُنَازَعَةِ الظَّالِمِ الْعُتُلِّ الضَّالِّ الْمُتَتَابِعِ فِي غَيِّهِ الْمُضَادِّ لِرَبِّهِ الدَّاعِي مَا لَيْسَ لَهُ الْجَاحِدِ حَقَّ مَنِ افْتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهُ الظَّالِمِ الْغَاصِبِ وَ فِي ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ لِي أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ وَ سَيُرْدِي الْجَاهِلَ رَدَاءَةُ عَمَلِهِ وَ سَيَعْلَمُ الْكَافِرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ عَصَمَنَا اللّٰهُ وَ إِيَّاكُمْ مِنَ الْمَهَالِكِ وَ الْأَسْوَاءِ وَ الْآفَاتِ وَ الْعَاهَاتِ كُلِّهَا بِرَحْمَتِهِ فَإِنَّهُ وَلِيُّ ذٰلِكَ وَ الْقَادِرُ عَلَى مَا يَشَاءُ وَ كَانَ لَنَا وَ لَكُمْ وَلِيّاً وَ حَافِظاً وَ السَّلَامُ عَلَى جَمِيعِ الْأَوْصِيَاءِ وَ الْأَوْلِيَاءِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيماً.

شیخ موثق ابوعمر عامری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ابن ابی غانم قزوینی اور شیعوں کے ایک گروہ کے درمیان امام زمانہ علیہ السلام کے متعلق بحث ہوئی۔ ابن ابی غانم قزوینی نے کہا کہ امام ابومحمد عسکری علیہ السلام نے وفات پائی اور انھوں نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ تو گروہِ شیعہ نے ایک خط اس کے متعلق لکھ کر ناحیہ مقدسہ کی طرف روانہ کیا اور اس خط میں بتایا کہ آپؑ کے وجود کے متعلق یہاں یہ بحث ہے۔ اس خط کے جواب میں خود امام زمانہؑ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی یہ توقیع (تحریر) برآمد ہوئی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمھیں دونوں کو ضلالتوں اور فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں اور تمھیں دونوں کو روح یقین عطا فرمائے۔ تم لوگوں کے دلوں کے دلوں میں جو اپنے والیانِ امر کے متعلق شک ہے تو یہ خود تمھارے لیے مضر ہے، ہمارے لیے نہیں۔ اس کا گزند تمھیں پہنچے گا۔ ہمیں نہیں کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہمیں کسی کی ضرورت نہیں۔ حق ہمارے ساتھ ہے۔ اب جو ہمیں چھوڑ کر بیٹھ رہے ہیں ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ ہم لوگوں کو ہمارے ربّ نے بنایا ہے اور خلق بعد میں ہماری بنائی ہوئی ہے۔

اے لوگو! تمھیں کیا ہوگیا ہے تم کیوں شک و حیرت میں مبتلا ہو؟ کیا تم نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ (النساء: آیت ۵۹)

"اے اہلِ ایمان! اطاعت کرو اللہ کی اور رسول اور جو تم میں سے اُولی الامر ہیں ان کی بھی اطاعت کرو"۔

کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اس کے لیے احادیثِ صحیحہ وارد ہوئی ہیں جن میں تمھارے گذشتہ اور آیندہ ائمہؑ کے لیے بتا دیا گیا ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ از حضرت آدمؑ تا امام حسن عسکری علیہ السلام جن کی وفات ہوئی ہے، اللہ نے پناہ گاہیں بنا دی ہیں جہاں تم لوگ آکر پناہ لو اور علَم نصب کردیئے ہیں جس سے تم لوگ ہدایت حاصل کرو۔ جب ایک علَم ٹھنڈا ہوتا ہے تو دوسرا علَم نمودار ہوجاتا ہے۔ جب ایک ستارہ ڈوبتا ہے تو دوسرا ستارہ اس کی جگہ نمودار ہوتا ہے مگر امام حسن عسکری علیہ السلام کی وفات ہوئی تو تم لوگوں نے سمجھا کہ اللہ نے اپنے دین کو باطل کر دیا اور اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان جو رشتہ و تعلق تھا وہ منقطع ہوگیا۔ ہرگز ایسا نہیں ہے اور نہ ہوگا جب تک

قیامت برپا نہ ہوجائے اور الٰہی کا ظہور ہوکر رہے گا خواہ لوگ اسے ناپسند کریں اور بلاشبہ وہ (امام عسکریؑ) گزرنے والے اپنے آبائے کرامؑ کے دستور کے مطابق بالکل قدم بہ قدم گامزن رہے اور گزر گئے مگر ان کی وصیت میرے لیے ہے، ان کا علم میرے پاس ہے۔ میں ان کا فرزند ہوں، ان کا قائم مقام ہوں، ان کی قائم مقامی کے متعلق ہم سے وہی اُلجھے گا جو کافر اور منکر ہوگا۔ اگر اللہ کا یہ حکم نہ ہوجاتا کہ اللہ کا راز ظاہر نہ ہو اور نہ اس کا اعلان ہو تو میری امامت اس طرح ظاہر ہوتی جس کو دیکھ کر تمھاری عقلیں دنگ رہ جاتیں اور تمھارا یہ سارا شک و شبہ دُور ہوجاتا مگر جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔

تم لوگ اللہ سے ڈرو اور ہمیں تسلیم کرو اور یہ امر امامت ہماری طرف پلٹاؤ کیونکہ صدور اور ورود سب ہمارے لیے ہے اور وہ بات جو تم سب سے پوشیدہ رکھی گئی ہے اس کے انکشاف کی کوشش نہ کرو۔ نہ تم لوگ دائیں کی طرف مڑ نہ بائیں کی طرف مڑ بلکہ موذت کے ساتھ سنتِ واضحہ اختیار کرو اور سیدھے ہماری طرف آؤ۔ یہ نصیحت ہم نے تمھیں کی اور اللہ ہم پر بھی اور تم پر بھی گواہ ہے اور اگر ہمیں تمھاری اصلاح کی خواہش نہ ہوتی۔ ہمیں تم سے ہمدردی نہ ہوتی۔ ہمیں تم پر ترس نہ آتا تو ہم تم لوگوں سے (اس وقت) مخاطب نہ ہوتے اور خاموش ہی رہتے جس طرح ہم نے اس ظالم و سرکش سے کوئی جھگڑا نہیں کیا جو اپنی کجروی میں بہا جا رہا ہے۔ اپنے ربّ کا مخالف ہے۔ اس شے کا دعویدار ہے جو اس کے لیے نہیں ہے اور جن کی اللہ نے اطاعت فرض کی ہے۔ ان کے حق کا منکر ہے۔ وہ ظالم ہے، غاصب ہے۔ اور اسی سلسلے میں میرے لیے بنتِ رسولؐ کی سیرت بہترین نمونۂ عمل ہے۔ وہ جاہل اپنی بداعمالی سے تباہ ہوگا اور کافر عنقریب جان لے گا کہ آخرت کا گھر کس کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تم لوگوں کو

Scanned with CamScanner

مہلکوں، بُرائیوں اور ہر طرح کے آفات و بلیات سے محفوظ رکھے کیونکہ وہی مالک و مختار ہے اور ہر شے پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔ وہ ہمارا اور تمہارا سب کا والی، محافظ اور نگہبان ہے۔ اور جمیع اوصیاء، اولیاء اور مومنین پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں و برکتیں ہوں اور حضرت محمدؐ اور آپؐ کی آلؑ پر درود و سلام ہو"۔ (1)

(246) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي ٱلْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْأَسَدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ٱلْأَشْعَرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا ٱلشَّيْخُ ٱلصَّدُوقُ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ ٱلْأَشْعَرِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: أَنَّهُ جَاءَهُ بَعْضُ أَصْحَابِنَا يُعْلِمُهُ أَنَّ جَعْفَرَ بْنَ عَلِيٍّ كَتَبَ إِلَيْهِ كِتَاباً يُعَرِّفُهُ فِيهِ نَفْسَهُ وَ يُعْلِمُهُ أَنَّهُ ٱلْقَيِّمُ بَعْدَ أَخِيهِ وَ أَنَّ عِنْدَهُ مِنْ عِلْمِ ٱلْحَلَالِ وَ ٱلْحَرَامِ مَا يُحْتَاجُ إِلَيْهِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ ٱلْعُلُومِ كُلِّهَا قَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ فَلَمَّا قَرَأْتُ ٱلْكِتَابَ كَتَبْتُ إِلَى صَاحِبِ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ وَ صَيَّرْتُ كِتَابَ جَعْفَرٍ فِي دَرْجِهِ فَخَرَجَ ٱلْجَوَابُ إِلَيَّ فِي ذٰلِكَ بِسْمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ أَتَانِي كِتَابُكَ أَبْقَاكَ اللّٰهُ وَ ٱلْكِتَابُ ٱلَّذِي أَنْفَذْتَهُ دَرْجَهُ وَ أَحَاطَتْ مَعْرِفَتِي بِجَمِيعِ مَا تَضَمَّنَهُ عَلَى ٱخْتِلَافِ أَلْفَاظِهِ وَ تَكَرُّرِ ٱلْخَطَإِ فِيهِ وَلَوْ تَدَبَّرْتَهُ لَوَقَفْتَ عَلَى بَعْضِ مَا وَقَفْتُ عَلَيْهِ مِنْهُ وَ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ ٱلْعَالَمِينَ حَمْداً لَا شَرِيكَ لَهُ عَلَى إِحْسَانِهِ إِلَيْنَا وَ فَضْلِهِ عَلَيْنَا أَبَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْحَقِّ إِلَّا إِتْمَاماً وَ لِلْبَاطِلِ إِلَّا زُهُوقاً وَهُوَ شَاهِدٌ عَلَيَّ بِمَا أَذْكُرُهُ وَلِي عَلَيْكُمْ بِمَا أَقُولُهُ إِذَا ٱجْتَمَعْنَا لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَ يَسْأَلُنَا عَمَّا نَحْنُ فِيهِ مُخْتَلِفُونَ إِنَّهُ لَمْ يَجْعَلْ لِصَاحِبِ ٱلْكِتَابِ عَلَى ٱلْمَكْتُوبِ إِلَيْهِ وَلَا عَلَيْكَ وَلَا عَلَى أَحَدٍ مِنَ ٱلْخَلْقِ جَمِيعاً إِمَامَةً مُفْتَرَضَةً وَلَا طَاعَةً وَلَا ذِمَّةً وَ سَأُبَيِّنُ

(1) الاحتجاج: ص ۳۶۶؛ بحارالانوار: جلد ۵۳، ص ۱۵۸، ح ۹؛ اثبات الهداة: جلد ۱، ص ۱۲۴، ح ۱۹۹ (مختصراً)؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۱۸؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۳۵ (مختصراً)

لَكُمْ جُمْلَةً تَكْتَفُونَ بِهَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى۔ يَا هٰذَا يَرْحَمُكَ اللّٰهُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَمْ يَخْلُقِ ٱلْخَلْقَ عَبَثاً وَلَا أَهْمَلَهُمْ سُدًى بَلْ خَلَقَهُمْ بِقُدْرَتِهِ وَ جَعَلَ لَهُمْ أَسْمَاعاً وَ أَبْصَاراً وَ قُلُوباً وَ أَلْبَاباً ثُمَّ بَعَثَ إِلَيْهِمُ ٱلنَّبِيِّينَ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلَامُ مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ يَأْمُرُونَهُمْ بِطَاعَتِهِ وَ يَنْهَوْنَهُمْ عَنْ مَعْصِيَتِهِ وَ يُعَرِّفُونَهُمْ مَا جَهِلُوهُ مِنْ أَمْرِ خَالِقِهِمْ وَ دِينِهِمْ وَ أَنْزَلَ عَلَيْهِمْ كِتَاباً وَ بَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَائِكَةً يَأْتِينَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَنْ بَعَثَهُمْ إِلَيْهِمْ بِٱلْفَضْلِ ٱلَّذِي جَعَلَهُ لَهُمْ عَلَيْهِمْ وَ مَا آتَاهُمْ مِنَ ٱلدَّلَائِلِ ٱلظَّاهِرَةِ وَ ٱلْبَرَاهِينِ ٱلْبَاهِرَةِ وَ ٱلْآيَاتِ ٱلْغَالِبَةِ فَمِنْهُمْ مَنْ جَعَلَ ٱلنَّارَ عَلَيْهِ بَرْداً وَ سَلَاماً وَ ٱتَّخَذَهُ خَلِيلاً وَ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَهُ تَكْلِيماً وَ جَعَلَ عَصَاهُ ثُعْبَاناً مُبِيناً وَ مِنْهُمْ مَنْ أَحْيَا ٱلْمَوْتَى بِإِذْنِ اللّٰهِ وَ أَبْرَأَ ٱلْأَكْمَهَ وَ ٱلْأَبْرَصَ بِإِذْنِ اللّٰهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ عَلَّمَهُ مَنْطِقَ ٱلطَّيْرِ وَ أُوتِيَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ثُمَّ بَعَثَ مُحَمَّداً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ وَ تَمَّمَ بِهِ نِعْمَتَهُ وَ خَتَمَ بِهِ أَنْبِيَاءَهُ وَ أَرْسَلَهُ إِلَى ٱلنَّاسِ كَافَّةً وَ أَظْهَرَ مِنْ صِدْقِهِ مَا أَظْهَرَ وَ بَيَّنَ مِنْ آيَاتِهِ وَ عَلَامَاتِهِ مَا بَيَّنَ ثُمَّ قَبَضَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ حَمِيداً فَقِيداً سَعِيداً وَ جَعَلَ ٱلْأَمْرَ [مِنْ] بَعْدِهِ إِلَى أَخِيهِ وَ ٱبْنِ عَمِّهِ وَ وَصِيِّهِ وَ وَارِثِهِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ ثُمَّ إِلَى ٱلْأَوْصِيَاءِ مِنْ وُلْدِهِ وَاحِداً وَاحِداً أَحْيَا بِهِمْ دِينَهُ وَ أَتَمَّ بِهِمْ نُورَهُ وَ جَعَلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ إِخْوَانِهِمْ وَ بَنِي عَمِّهِمْ وَ ٱلْأَدْنَيْنِ فَٱلْأَدْنَيْنِ مِنْ ذَوِي أَرْحَامِهِمْ فُرْقَاناً بَيِّناً يُعْرَفُ بِهِ ٱلْحُجَّةُ مِنَ ٱلْمَحْجُوجِ وَ ٱلْإِمَامُ مِنَ ٱلْمَأْمُومِ بِأَنْ عَصَمَهُمْ مِنَ ٱلذُّنُوبِ وَ بَرَّأَهُمْ مِنَ ٱلْعُيُوبِ وَ طَهَّرَهُمْ مِنَ ٱلدَّنَسِ وَ نَزَّهَهُمْ مِنَ ٱللَّبْسِ وَ جَعَلَهُمْ خُزَّانَ عِلْمِهِ وَ مُسْتَوْدَعَ حِكْمَتِهِ وَ مَوْضِعَ سِرِّهِ وَ أَيَّدَهُمْ بِٱلدَّلَائِلِ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَكَانَ ٱلنَّاسُ عَلَى سَوَاءٍ وَلَادَّعَى أَمْرَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ كُلُّ أَحَدٍ وَلَمَا عُرِفَ ٱلْحَقُّ مِنَ ٱلْبَاطِلِ وَلَا

اَلْعَالِمُ مِنَ الْجَاهِلِ وَ قَدِ ادَّعَى هٰذَا الْمُبْطِلُ الْمُفْتَرِي عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ بِمَا ادَّعَاهُ فَلَا أَدْرِي بِأَيَّةِ حَالَةٍ هِيَ لَهُ رَجَاءَ أَنْ يُتِمَّ دَعْوَاهُ أَ بِفِقْهٍ فِي دِينِ اللّٰهِ فَوَ اللّٰهِ مَا يَعْرِفُ حَلَالاً مِنْ حَرَامٍ وَ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ خَطَإٍ وَ صَوَابٍ أَمْ بِعِلْمٍ فَمَا يَعْلَمُ حَقّاً مِنْ بَاطِلٍ وَ لَا مُحْكَماً مِنْ مُتَشَابِهٍ وَ لَا يَعْرِفُ حَدَّ الصَّلَاةِ وَ وَقْتَهَا أَمْ بِوَرَعٍ فَاللّٰهُ شَهِيدٌ عَلَى تَرْكِهِ الصَّلَاةَ الْفَرْضَ أَرْبَعِينَ يَوْماً يَزْعُمُ ذٰلِكَ لِطَلَبِ الشَّعْوَذَةِ وَ لَعَلَّ خَبَرَهُ قَدْ تَأَدَّى إِلَيْكُمْ وَ هَاتِيكَ ظُرُوفُ مُسْكِرِهِ مَنْصُوبَةٌ وَ آثَارُ عِصْيَانِهِ لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ مَشْهُورَةٌ قَائِمَةٌ أَمْ بِآيَةٍ فَلْيَأْتِ بِهَا أَمْ بِحُجَّةٍ فَلْيُقِمْهَا أَمْ بِدَلَالَةٍ فَلْيَذْكُرْهَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ فِي كِتَابِهِ:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ ۔ حم ۔ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۔ مَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَ أَجَلٍ مُسَمًّى وَ الَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أُنْذِرُوا مُعْرِضُونَ ۔ قُلْ أَ رَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَرُونِي مَا ذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۔ وَ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ ۔ وَ إِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَ كَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ فَالْتَمِسْ تَوَلَّى اللّٰهُ تَوْفِيقَكَ مِنْ هٰذَا الظَّالِمِ مَا ذَكَرْتُ لَكَ وَ امْتَحِنْهُ وَ سَلْهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ يُفَسِّرْهَا أَوْ صَلَاةٍ فَرِيضَةٍ يُبَيِّنْ حُدُودَهَا وَ مَا يَجِبُ فِيهَا لِتَعْلَمَ حَالَهُ وَ مِقْدَارَهُ وَ يَظْهَرَ لَكَ عُوَارُهُ وَ نُقْصَانُهُ وَ اللّٰهُ حَسِيبُهُ حَفِظَ اللّٰهُ الْحَقَّ عَلَى أَهْلِهِ وَ أَقَرَّهُ فِي مُسْتَقَرِّهِ وَ قَدْ أَبَى اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ أَنْ تَكُونَ الْإِمَامَةُ فِي أَخَوَيْنِ بَعْدَ الْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ إِذَا أَذِنَ اللّٰهُ لَنَا فِي الْقَوْلِ ظَهَرَ الْحَقُّ وَ اضْمَحَلَّ الْبَاطِلُ وَ انْحَسَرَ عَنْكُمْ وَ إِلَى اللّٰهِ أَرْغَبُ فِي الْكِفَايَةِ وَ جَمِيلِ الصُّنْعِ وَ الْوَلَايَةِ

وَ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّدٍ.

احمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مرتبہ ان کے اصحاب میں سے کوئی شخص آیا اور اس نے کہا کہ جعفر بن علی نے ان کو ایک خط لکھا ہے اور اس میں اپنا تعارف کرایا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اپنے والد کے بعد وہی قائم ہے اور اس کے پاس حلال وحرام بلکہ وہ تمام علوم ہیں جن کی لوگوں کو ضرورت ہے۔

احمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب میں نے جعفر بن علیؑ کا خط پڑھا تو امام زمانہ علیہ السلام کو خط لکھا اور جعفر کے خط کو اپنے خط کے ساتھ لفافے میں ڈال دیا تو آنجنابؑ کی طرف سے میرے پاس یہ جواب آیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اللہ تم کو زندہ وسلامت رکھے تمھارا خط ملا اور وہ خط بھی جو تم نے لفافے میں رکھ دیا تھا۔ میں اس کے مضمون پر مطلع ہوا۔ اس میں جگہ جگہ تضاد اور جگہ جگہ غلطیاں ہیں۔ اگر تم غور سے پڑھتے ہو تو تمھیں بھی محسوس ہو جاتا۔ اس اللہ ربّ العالمین کی حمد اور ایسی حمد کہ جس میں اس کا کوئی شریک نہیں کہ اس نے ہم لوگوں پر اپنا احسان اور اپنا فضل کیا۔ اللہ عزوجل کو اس کے سوا کچھ منظور نہیں کہ حق کو اتمام تک پہنچائے اور باطل کو مٹا دے اور جس کا مَیں ذکر کر رہا ہوں اور جو کچھ کہہ رہا ہوں اس پر گواہ رہے گا اس دن کہ جس کے آنے میں شک ہی نہیں۔ وہ ہم لوگوں سے پوچھے گا اس امر کے متعلق جس میں ہم لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔ اس نے اس خط کے لکھنے والے کو مکتوب الیہ (یعنی مجھ) پر اور تم پر اور تمام مخلوق میں سے کسی شخص پر امام نہیں۔ نہ اس کی اطاعت فرض کی اور نہ کوئی ذمہ داری سونپی ہے۔ اب میں اس کی ذرا وضاحت کر دوں تاکہ وہ ان شاء اللہ تم لوگوں کے لیے کافی ہو"۔

اے احمد بن اسحاق! اللہ تم پر رحم فرمائے۔ سنو! اللہ نے کسی مخلوق کو بیکار خلق نہیں کیا اور

Scanned with CamScanner

نہ خلق کرنے کے بعد اس نے مہمل چھوڑ دیا بلکہ ان سب کو اس نے اپنی قدرت سے خلق کیا،
انھیں کان دیے، آنکھیں دیں اور دل و دماغ عطا فرمائے۔ پھر اس نے انبیاءؑ کو خوشخبری دینے
والا اور ڈرانے والا بنا کر ان کے پاس بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی اطاعت کا حکم دیں اور اس کی
نافرمانی سے منع کریں۔ اپنے خالق اور اپنے دین کے متعلق جو کچھ یہ لوگ نہیں جانتے وہ انھیں
بتائیں اور ان انبیاءؑ پر صحیفے نازل فرمائے اور ان کے پاس فرشتے بھیجے تا کہ عوام الناس اور ان
کے درمیان فرق رہے اور انبیاء کا عام لوگوں پر فضل و شرف ثابت ہو۔ پھر انبیاءؑ کو معجزات و
کرامات عطا کیے اور بہت سی نشانیاں عنایت فرمائیں۔

چنانچہ ان میں سے کسی کے لیے آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور ان کا اپنا خلیل بنا لیا، کسی سے
کلام کیا اور ان کے عصا کو اژدہا بنا دیا، ان میں سے کسی نے خدا کے اذن سے مُردوں کو زندہ کیا
اور مجذوم اور مبروص کو اچھا کر دکھایا۔ کسی کو چڑیوں (پرندوں) کی زبان کا علم عطا فرمایا۔ نیز
ہر شے میں سے تھوڑا بہت انھیں دیا۔ پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمین کے لیے باعثِ رحمت
بنا کر بھیجا اور آنحضرتؐ پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا، ان پر نبوت کو ختم کر دیا اور تمام عالمِ انسانیت
کا رسول بنایا۔ چنانچہ ان سے جو سچائیاں ظاہر ہوئیں وہ سب پر بخوبی واضح و روشن ہیں اور جو
معجزات و علامات ظہور میں آئے ان سے سب ہی واقف ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض فرمائی اور ان کے بعد یہ امر ہدایت
ان کے بھائی، ان کے ابن عم، ان کے وصی اور ان کے وارث حضرت علی بن ابی طالبؑ کے سپرد
کیا اور پھر ان جناب کے بعد یہ امر ہدایت ان کی اولاد میں سے ان کے اوصیاء کو ایک کے بعد
ایک سونپا گیا تا کہ ان حضرات کے ذریعے سے وہ اپنے دین کو زندہ رکھے اور اپنے نور کو درجۂ
اتمام تک پہنچائے اور ان اوصیاء اور ان کے بھائیوں و بنی اعمال و قرابت داروں کے درمیان
واضح فرق رکھا تا کہ حجتِ خدا اور غیر حجتِ خدا اور امام و ماموم میں امتیاز کیا جا سکے اور وہ اس
طرح کہ ان اوصیاء و آئمہؑ کو گناہوں سے پاک اور ہر عیب سے منزہ، ہر پلیدگی سے دُور رکھا اور
انھیں اپنے علم کا خزانہ دار اور اپنی حکمت کا امین اور اپنا راز دار بنایا اور معجزات و دلائل سے ان
کی تائید فرمائی اور اگر ایسا نہ کرتا تو تمام لوگ برابر ہو جاتے اور سب لوگ صاحبِ امر الٰہی

ہونے کا دعویٰ کرتے۔ پھر حق و باطل میں کوئی تمیز اور عالم و جاہل کی کوئی شناخت نہ رہ جاتی۔
اور اس مبطل و مفتری نے یہ دعویٰ کر کے اللہ پر افتراء و جھوٹ کا الزام لگایا ہے۔ میں
نہیں سمجھتا کہ وہ کس طرح اپنے دعوے کی سچائی ثابت کر سکے گا کیا وہ دین الٰہی کے علم و فقہ سے
اپنی سچائی ثابت کرے گا تو خدا کی قسم! اس کو تو یہ تک نہیں معلوم کہ حلال کیا ہے اور حرام کیا
ہے؟ غلط کیا ہے اور صحیح کیا ہے؟ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے؟ محکم کیا ہے اور متشابہ کیا ہے؟ وہ
نماز اور اس کے حدود واقعات کو تو جانتا نہیں پھر کیا وہ ورع و تقویٰ سے اپنے دعویٰ امامت کو
ثابت کرے گا؟ تو اللہ گواہ ہے کہ اس نے تو چالیس دن تک شعبدہ بازی سیکھنے کے لیے نماز
فریضہ کو ترک کیا اور شاید کہ اس خبر سے تم لوگوں کو اذیت ہو کہ اس کے گھر میں شراب نوشی کے ظروف
اور معصیت الٰہی کے آثار موجود ہیں۔ پھر کیا وہ کسی معجزے سے اپنا دعویٰ ثابت کرے گا؟ اگر
ایسا ہے تو وہ کوئی معجزہ پیش کرے یا اس کے پاس کوئی اور امامت کی دلیل و حجت ہو تو بتائے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝٣ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ؕ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَاۤ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝٥ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝٦

"حٰم، یہ خدائے عظیم کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔ ہم نے آسمان و زمین
اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کو حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت
کے ساتھ پیدا کیا ہے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کر لیا وہ ان باتوں سے

Scanned with CamScanner

کنارہ کش ہو گئے ہیں جن سے انھیں ڈرایا گیا ہے۔ تو آپ کہہ دیں کہ کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جنھیں خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔ ذرا مجھے بھی دکھلاؤ کہ انھوں نے زمین میں کیا پیدا کیا ہے یا ان کی آسمان میں کیا شرکت ہے۔ پھر اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے کی کوئی کتاب یا علم کا کوئی بقیہ ہمارے سامنے پیش کرو۔ اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو خدا کو چھوڑ کر ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی آواز کا جواب نہیں دے سکتے ہیں اور ان کی آواز کی طرف سے غافل بھی ہیں اور جب سارے لوگ قیامت میں محشور ہوں گے تو یہ معبود ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کرنے لگیں گے"۔ (الاحقاف: آیت ۱ تا ٦)

تو اللہ تمھیں توفیق دے اس ظالم سے پوچھو جو میں نے تمھیں بتایا ہے اور اس کا امتحان لو اور قرآنِ مجید کی کسی ایک کی بھی اس سے تفسیر دریافت تو کرو یا نمازِ فریضہ کے حدود کیا ہیں یہ دریافت کر کے دیکھ لو کہ اس میں کیا واجب ہے تاکہ تمھیں اس کا حال اور علمی قابلیت کا پتہ چل جائے اور تمھیں اس کے نقص وعیب کا پتہ چل جائے۔ اللہ تعالیٰ نے حق کو اس کے اہل میں محفوظ کر دیا ہے اور اس کو اس کے اصل مستقر پر رکھا ہے اور اللہ کو یہ منظور نہیں کہ امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام کے بعد امامت کا عہدہ دو بھائیوں کو ملے اور جب اللہ عزوجل ہمیں بولنے کی اجازت دے گا تو حق ظاہر ہوگا اور باطل مرجھا جائے گا اور میں اللہ سے کفایت چاہتا ہوں (بس) وہ میرے لیے کافی ہے اور بہترین وکیل ہے اور اللہ محمدؐ وآلِ محمدؐ پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ [1]

(247) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ وَ أَبِي غَالِبٍ الزُّرَارِيِّ وَ غَيْرِهِمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْكُلَيْنِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ رَحِمَهُ اللهُ أَنْ يُوصِلَ لِي كِتَاباً قَدْ سَأَلْتُ فِيهِ عَنْ مَسَائِلَ أَشْكَلَتْ عَلَيَّ فَوَرَدَ التَّوْقِيعُ بِخَطِّ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۳، حدیث ۲۱، ص ۱۹۳؛ تفسیر نورالثقلین: جلد ۵، حدیث ۳۴ ۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۰، حدیث ۳، ص ۲۲۸؛ احتجاج، ص ۴۶۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، حدیث ۳۷۷، ص ۵۵۰

مَوْلَانَا صَاحِبِ الدَّارِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ أَرْشَدَكَ اللهُ وَ ثَبَّتَكَ مِنْ أَمْرِ الْمُنْكِرِينَ لِي مِنْ أَهْلِ بَيْتِنَا وَ بَنِي عَمِّنَا فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ بَيْنَ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ بَيْنَ أَحَدٍ قَرَابَةٌ وَ مَنْ أَنْكَرَنِي فَلَيْسَ مِنِّي وَ سَبِيلُهُ سَبِيلُ ابْنِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَمَّا سَبِيلُ عَمِّي جَعْفَرٍ وَ وُلْدِهِ فَسَبِيلُ إِخْوَةِ يُوسُفَ عَلَى نَبِيِّنَا وَ آلِهِ وَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ أَمَّا الْفُقَّاعُ فَشُرْبُهُ حَرَامٌ وَ لَا بَأْسَ بِالشَّلْمَابِ وَ أَمَّا أَمْوَالُكُمْ فَمَا نَقْبَلُهَا إِلَّا لِتُطَهَّرُوا فَمَنْ شَاءَ فَلْيَصِلْ وَ مَنْ شَاءَ فَلْيَقْطَعْ فَمَا آتَانَا اللهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ وَ أَمَّا ظُهُورُ الْفَرَجِ فَإِنَّهُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ كَذَبَ الْوَقَّاتُونَ وَ أَمَّا قَوْلُ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْحُسَيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يُقْتَلْ فَكُفْرٌ وَ تَكْذِيبٌ وَ ضَلَالٌ وَ أَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا فِيهَا إِلَى رُوَاةِ حَدِيثِنَا فَإِنَّهُمْ حُجَّتِي عَلَيْكُمْ وَ أَنَا حُجَّةُ اللهِ عَلَيْكُمْ وَ أَمَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَمْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ عَنْ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ فَإِنَّهُ ثِقَتِي وَ كِتَابُهُ كِتَابِي وَ أَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ الْأَهْوَازِيُّ فَسَيُصْلِحُ اللهُ قَلْبَهُ وَ يُزِيلُ عَنْهُ شَكَّهُ وَ أَمَّا مَا وَصَلْتَنَا بِهِ فَلَا قَبُولَ عِنْدَنَا إِلَّا لِمَا طَابَ وَ طَهُرَ وَ ثَمَنُ الْمُغَنِّيَةِ حَرَامٌ وَ أَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ بْنِ نُعَيْمٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ مِنْ شِيعَتِنَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَ أَمَّا أَبُو الْخَطَّابِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي زَيْنَبَ الْأَجْدَعُ فَإِنَّهُ مَلْعُونٌ وَ أَصْحَابُهُ مَلْعُونُونَ فَلَا تُجَالِسْ أَهْلَ مَقَالَتِهِمْ وَ إِنِّي مِنْهُمْ بَرِيءٌ وَ آبَائِي عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنْهُمْ بُرَآءُ وَ أَمَّا الْمُتَلَبِّسُونَ بِأَمْوَالِنَا فَمَنِ اسْتَحَلَّ مِنْهَا شَيْئاً فَأَكَلَهُ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ النِّيرَانَ وَ أَمَّا الْخُمُسُ فَقَدْ أُبِيحَ لِشِيعَتِنَا وَ جُعِلُوا مِنْهُ فِي حِلٍّ إِلَى وَقْتِ ظُهُورِ أَمْرِنَا لِتَطِيبَ وِلَادَتُهُمْ وَ لَا تَخْبُثَ وَ أَمَّا نَدَامَةُ قَوْمٍ قَدْ شَكُّوا فِي دِينِ اللهِ عَلَى مَا وَصَلُونَا بِهِ فَقَدْ أَقَلْنَا مَنِ اسْتَقَالَ وَ لَا حَاجَةَ لَنَا فِي صِلَةِ الشَّاكِّينَ وَ أَمَّا عِلَّةُ مَا وَقَعَ مِنَ الْغَيْبَةِ فَإِنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

Scanned with CamScanner

آمِنُو: لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ آبَائِي إِلَّا وَ قَدْ وَقَعَتْ فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ لِطَاغِيَةِ زَمَانِهِ وَ إِنِّي أَخْرُجُ حِينَ أَخْرُجُ وَ لَا بَيْعَةَ لِأَحَدٍ مِنَ الطَّوَاغِيتِ فِي عُنُقِي وَ أَمَّا وَجْهُ الْإِنْتِفَاعِ فِي غَيْبَتِي فَكَالْإِنْتِفَاعِ بِالشَّمْسِ إِذَا غَيَّبَتْهَا عَنِ الْأَبْصَارِ السَّحَابُ وَ إِنِّي لَأَمَانُ أَهْلِ الْأَرْضِ كَمَا أَنَّ النُّجُومَ أَمَانٌ لِأَهْلِ السَّمَاءِ فَأَغْلِقُوا أَبْوَابَ السُّؤَالِ عَمَّا لَا يَعْنِيكُمْ وَ لَا تَتَكَلَّفُوا عَلَى مَا قَدْ كُفِيتُمْ وَ أَكْثِرُوا الدُّعَاءَ بِتَعْجِيلِ الْفَرَجِ فَإِنَّ ذٰلِكَ فَرَجُكُمْ وَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِسْحَاقَ بْنَ يَعْقُوبَ وَ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ.

اسحاق بن یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ محمد بن عثمان عمریؒ سے درخواست کی کہ وہ میرا ایک خط جس میں بہت سے مشکل مسائل درج ہیں مولاؑ تک پہنچا دیں تو آقا و مولا صاحب الزمان علیہ السلام کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی توقیع میرے پاس آ گئی (جس میں یہ تحریر تھا کہ:)

"اللہ تمھیں ہدایت دے اور دین پر قائم رکھے۔ تم نے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا ہے جو ہمارے اہلِ خاندان میں سے ہیں اور ہمارے بنی اعمام میں سے میرے منکر ہیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ کی کسی شخص سے کوئی قرابت نہیں ہے جو میرا انکار کرے، وہ مجھ سے نہیں ہے اور اس کا راستہ نوحؑ کے بیٹے کا راستہ ہے۔

— جہاں تک میرے چچا جعفر اور ان کی اولاد کا معاملہ ہے تو ان کی مثال برادرانِ یوسفؑ جیسی ہے۔

— فقاع (جَو کی شراب) کا پینا حرام ہے اور شلماب (آبِ شلجم) کے پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

— تمھارے اموال ہم اس وقت قبول کرتے ہیں جب وہ پاک ہوں تو جو چاہے وہ متصل رہے اور جو چاہے وہ کٹ جائے پس جو کچھ تم دیتے ہو وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو اللہ نے ہمیں دیا ہے۔

— اور رہا ظہور فرج کا سوال تو یہ اللہ کے اختیار میں ہے اس کا وقت معین کرنے والے جھوٹے ہیں۔

— اور رہا وہ شخص جو یہ گمان کرتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام قتل نہیں ہوئے تو یہ کفر و تکذیب اور گمراہی ہے۔

— اور واقعہ ہونے والے حوادث کے بارے میں یہ ہے کہ ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو پس وہ لوگ (راوی) تم پر حجت ہیں اور میں ان پر حجت ہوں۔

— اور محمد بن عثمان عمریؒ اور ان سے پہلے ان کے والد میرے ثقہ (قابلِ بھروسہ) آدمی ہیں اور اس کی تحریر میری تحریر ہے۔

— اور محمد بن علی مہزیار اہوازی کا جہاں تک تعلق ہے تو اللہ عنقریب اس کے دل کی اصلاح کر دے گا اور اس کے شک کو دُور کر دے گا۔

— اور جو چیز ہمارے پاس بھیجی گئی ہے تو ہمارے ہاں صرف وہی چیز قبول ہے جو طیب و طاہر ہو اور مغنیہ (گانا گانے والی) کی کمائی حرام ہے۔

— اور محمد بن شاذان بن نعیم ہم اہلِ بیتؑ کے شیعوں کی ایک فرد ہے۔

— اور ابوالخطاب محمد بن ابی زینب اجدع ملعون ہے اور اس کے ساتھی بھی ملعون ہیں پس ان لوگوں سے مجالست نہ کرو، میں ان سے بَری ہوں اور میرے آبائے کرامؑ بھی ان سے بَری ہیں۔

— اور جو لوگ ہمارے اموال سے متلبس ہیں (یعنی ہمارا مال ان کے مال میں شامل ہے یا ان کے پاس ہے) تو جو شخص اس میں سے ذرا سی چیز بھی اپنے لیے حلال کرے اور اسے کھائے تو سمجھ لو کہ اس نے آگ کھائی۔

— اور خمس تو یہ میں اپنے شیعوں کے لیے مباح کرتا ہوں اور ہمارے ظہورِ امر تک ان کے حلال ہے تا کہ ان کی ولادت پاک و پاکیزہ رہے اور گندی نہ ہو۔

Scanned with CamScanner

ـــ وہ لوگ جنھوں نے اللہ کے دین میں شک کیا پھر ان کو ندامت ہوئی اور وہ ہم سے متصل ہوگئے تو ہم نے ان سے درگزر کیا اور شکایت کرنے والوں کے بدلے میں کوئی حاجت نہیں۔

ـــ اور رہا علتِ غیبت کا سوال تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ (المائدہ: آیت ۱۰۱)

"اے اہلِ ایمان! ایسی باتیں نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ تمھیں بتادی جائیں تو تم کو بُرا معلوم ہو"۔

(اور سنو!) بلاشبہ میرے آبائے کرامؑ میں سے کوئی ایسا نہیں جس پر ان کے زمانے کے ظالم کی بیعت نہ رہی ہو اور بلاشبہ جب میں ظہور کروں گا تو مجھ پر کسی طاغوت وظالم کی بیعت نہیں ہوگی۔

ـــ اور یہ سوال کہ میری غیبت میں مجھ سے فائدہ حاصل کرنے کی صورت کیا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے آفتاب بادلوں میں چھپا ہوتا ہے اور لوگ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں، میں اہلِ زمین کے لیے اسی طرح امان ہوں جس طرح ستارے اہلِ آسمان کے لیے امان ہیں، لہٰذا ایسے سوالات کے دروازے بند کردو جن سے تمھیں کوئی مطلب نہیں ہے اور وہ بات معلوم کرنے کی کوشش نہ کرو جس کی تمھیں ضرورت نہیں اور تعجیل فرج (کشادگی میں عجلت) کے لیے زیادہ سے زیادہ دُعا کیا کرو کیونکہ اسی میں تمھاری کشادگی ہے۔

اے اسحاق بن یعقوب! تم پر سلام ہو اور ان لوگوں پر بھی سلام ہو جو ہدایت پر گامزن ہوں۔ [1]

---

[1] کمال الدین: ص ۴۸۳، ح ۴؛ الاحتجاج: ص ۴۶۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۳، ص ۱۸۰؛ ح ۱۰؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۲۲؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۱۳، ح ۳۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۵۳۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۳؛ الدرۃ الباھرۃ: ص ۴۷ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

(248) وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ نُوحٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ هِبَةِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكَاتِبِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تربك (بْرَيْكٍ) الرُّهَاوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ أَوْ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ (عَلِيُّ بْنُ) أَحْمَدَ الدَّلَّالُ الْقُمِّيُّ قَالَ: اخْتَلَفَ جَمَاعَةٌ مِنَ الشِّيعَةِ فِي أَنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فَوَّضَ إِلَى الْأَئِمَّةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَنْ يَخْلُقُوا أَوْ يَرْزُقُوا فَقَالَ قَوْمٌ هٰذَا مُحَالٌ لَا يَجُوزُ عَلَى اللهِ تَعَالَى لِأَنَّ الْأَجْسَامَ لَا يَقْدِرُ عَلَى خَلْقِهَا غَيْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ آخَرُونَ بَلِ اللهُ تَعَالَى أَقْدَرَ الْأَئِمَّةَ عَلَى ذٰلِكَ وَفَوَّضَهُ إِلَيْهِمْ فَخَلَقُوا وَرَزَقُوا وَتَنَازَعُوا فِي ذٰلِكَ تَنَازُعاً شَدِيداً فَقَالَ قَائِلٌ مَا بَالُكُمْ لَا تَرْجِعُونَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَمْرِيِّ فَتَسْأَلُونَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَيُوَضِّحَ لَكُمُ الْحَقَّ فِيهِ فَإِنَّهُ الطَّرِيقُ إِلَى صَاحِبِ الْأَمْرِ عَجَّلَ اللهُ فَرَجَهُ فَرَضِيَتِ الْجَمَاعَةُ بِأَبِي جَعْفَرٍ وَسَلَّمَتْ وَأَجَابَتْ إِلَى قَوْلِهِ فَكَتَبُوا الْمَسْأَلَةَ وَأَنْفَذُوهَا إِلَيْهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مِنْ جِهَتِهِ تَوْقِيعٌ نُسْخَتُهُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى هُوَ الَّذِي خَلَقَ الْأَجْسَامَ وَقَسَمَ الْأَرْزَاقَ لِأَنَّهُ لَيْسَ بِجِسْمٍ وَلَا حَالٍّ فِي جِسْمٍ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَأَمَّا الْأَئِمَّةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَإِنَّهُمْ يَسْأَلُونَ اللهَ تَعَالَى فَيَخْلُقُ وَيَسْأَلُونَهُ فَيَرْزُقُ إِيجَاباً لِمَسْأَلَتِهِمْ وَإِعْظَاماً لِحَقِّهِمْ.

ابوالحسن (علی بن) احمد دلال قمی سے روایت ہے کہ شیعوں کی ایک جماعت کے درمیان اختلاف ہوگیا کہ کیا اللہ نے خلق کرنا اور روزی دینا ائمہ علیہم السلام کو تفویض کردیا ہے یا نہیں؟ پس ایک گروہ نے کہا کہ یہ مشکل ہے اور اللہ کے لیے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ کے سوا اجسام اپنی خلقت پر قادر نہیں ہیں اور دوسرے گروہ نے کہا کہ اللہ نے آئمہ علیہم السلام کو اس پر قدرت دی ہے اور ان کو خلقت و روزی تفویض کردی ہے اور اس سلسلے میں ان میں اختلاف شدت اختیار کرگیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ تمھیں چاہیے کہ تم لوگ ابوجعفر محمد بن عثمان سے مسئلہ پوچھو

تاکہ اس بارے میں حق ظاہر ہوجائے کیونکہ اس میں وہی تمھارے لیے حق ہیں کیونکہ وہ صاحب امرؑ کی طرف راستہ ہیں۔ پس ابوجعفر پر سب جماعتیں راضی ہوگئیں اور اس کو تسلیم کرلیا اور اس سے جواب لینے کا فیصلہ کیا چنانچہ انھوں نے سوال لکھا اور اسے اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس کا جواب امامؑ سے حاصل کرے۔ پس اس سلسلے میں درج ذیل توقیع ان کی طرف برآمد ہوئی:

”بے شک وہی خدا ہے جس نے اجسام کو پیدا کیا ہے اور رزق کو تقسیم کیا ہے کیونکہ وہ نہ جسم ہے اور نہ کسی جسم میں حلول ہے، اس کے مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہی سننے دیکھنے والا ہے اور رہی بات ائمہ علیہم السلام کی تو وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں تو وہ خلق کر دیتا ہے اور اس سے سوال کرتے ہیں تو وہ رزق دے دیتا ہے۔ یہ سب ان کی درخواست کی قبولیت اور ان کے حق کی عظمت کے لحاظ سے ہے“۔ [1]

(249) وَبِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي نَصْرٍ هِبَةِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بِنْتِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلْعَمْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ بَنِي نَوْبَخْتَ مِنْهُمْ أَبُو ٱلْحَسَنِ بْنُ كَثِيرٍ ٱلنَّوْبَخْتِيُّ رَحِمَهُ اللهُ وَ حَدَّثَتْنِي بِهِ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ ٱلْعَمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ حَمَلَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي وَقْتٍ مِنَ ٱلْأَوْقَاتِ مَا يُنْفِذُهُ إِلَى صَاحِبِ ٱلْأَمْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ قُمَّ وَ نَوَاحِيهَا. فَلَمَّا وَصَلَ ٱلرَّسُولُ إِلَى بَغْدَادَ وَ دَخَلَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَوْصَلَ إِلَيْهِ مَا دُفِعَ إِلَيْهِ وَ وَدَّعَهُ وَ جَاءَ لِيَنْصَرِفَ قَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ قَدْ بَقِيَ شَيْءٌ مِمَّا اُسْتُودِعْتَهُ فَأَيْنَ هُوَ فَقَالَ لَهُ ٱلرَّجُلُ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ يَا سَيِّدِي فِي يَدِي إِلَّا وَ قَدْ سَلَّمْتُهُ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ بَلَى قَدْ بَقِيَ شَيْءٌ فَارْجِعْ إِلَى مَا مَعَكَ وَ فَتِّشْهُ وَ تَذَكَّرْ مَا دُفِعَ إِلَيْكَ. فَمَضَى ٱلرَّجُلُ فَبَقِيَ أَيَّاماً يَتَذَكَّرُ وَ يَبْحَثُ وَ يُفَكِّرُ فَلَمْ يَذْكُرْ شَيْئاً وَ لَا أَخْبَرَهُ مَنْ كَانَ فِي جُمْلَتِهِ فَرَجَعَ إِلَى أَبِي

---

[1] الاحتجاج: ص ۴۷۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۵۷، ح ۴۳، اور ص ۶۳، ح ۶۵؛ بحار الانوار: جلد ۲۵، ص ۳۲۹، ح ۴

جَعْفَرٍ فَقَالَ لَهُ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ فِي يَدِي مِمَّا سُلِّمَ إِلَيَّ وَ قَدْ حَمَلْتُهُ إِلَى حَضْرَتِكَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ فَإِنَّهُ يُقَالُ لَكَ ٱلثَّوْبَانِ ٱلسَّرْدَانِيَّانِ ٱللَّذَانِ دَفَعَهُمَا إِلَيْكَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ مَا فَعَلَا. فَقَالَ لَهُ ٱلرَّجُلُ إِي وَ اللهِ يَا سَيِّدِي لَقَدْ نَسِيتُهُمَا حَتَّى ذَهَبَا عَنْ قَلْبِي وَ لَسْتُ أَدْرِي ٱلْآنَ أَيْنَ وَضَعْتُهُمَا فَمَضَى ٱلرَّجُلُ فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ كَانَ مَعَهُ إِلَّا فَتَّشَهُ وَ حَلَّهُ وَ سَأَلَ مَنْ حَمَلَ إِلَيْهِ شَيْئاً مِنَ ٱلْمَتَاعِ أَنْ يُفَتِّشَ ذٰلِكَ فَلَمْ يَقِفْ لَهُمَا عَلَى خَبَرٍ فَرَجَعَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ فَأَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ يُقَالُ لَكَ إِمْضِ إِلَى فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ ٱلْقَطَّانِ ٱلَّذِي حَمَلْتَ إِلَيْهِ ٱلْعِدْلَيْنِ ٱلْقُطْنَ فِي دَارِ ٱلْقُطْنِ فَافْتُقْ أَحَدَهُمَا وَ هُوَ ٱلَّذِي عَلَيْهِ مَكْتُوبٌ كَذَا وَ كَذَا فَإِنَّهُمَا فِي جَانِبِهِ فَتَحَيَّرَ ٱلرَّجُلُ مِمَّا أَخْبَرَ بِهِ أَبُو جَعْفَرٍ وَ مَضَى لِوَجْهِهِ إِلَى ٱلْمَوْضِعِ فَفَتَقَ ٱلْعِدْلَ ٱلَّذِي قَالَ لَهُ افْتُقْهُ فَإِذَا ٱلثَّوْبَانِ فِي جَانِبِهِ قَدِ انْدَسَّا مَعَ ٱلْقُطْنِ فَأَخَذَهُمَا وَ جَاءَ بِهِمَا إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ فَسَلَّمَهُمَا إِلَيْهِ وَ قَالَ لَهُ لَقَدْ نَسِيتُهُمَا لِأَنِّي لَمَّا شَدَدْتُ ٱلْمَتَاعَ بَقِيَا فَجَعَلْتُهُمَا فِي جَانِبِ ٱلْعِدْلِ لِيَكُونَ ذٰلِكَ أَحْفَظَ لَهُمَا وَ تَحَدَّثَ ٱلرَّجُلُ بِمَا رَآهُ وَ أَخْبَرَهُ بِهِ أَبُو جَعْفَرٍ عَنْ عَجِيبِ ٱلْأَمْرِ ٱلَّذِي لَا يَقِفُ إِلَيْهِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ إِمَامٌ مِنْ قِبَلِ اللهِ ٱلَّذِي يَعْلَمُ ٱلسَّرَائِرَ وَ مَا تُخْفِي ٱلصُّدُورُ وَ لَمْ يَكُنْ هٰذَا ٱلرَّجُلُ يَعْرِفُ أَبَا جَعْفَرٍ وَ إِنَّمَا أُنْفِذَ عَلَى يَدِهِ كَمَا يُنْفِذُ ٱلتُّجَّارُ إِلَى أَصْحَابِهِمْ عَلَى يَدِ مَنْ يَثِقُونَ بِهِ وَ لَا كَانَ مَعَهُ تَذْكِرَةٌ سَلَّمَهَا إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ وَ لَا كِتَابٌ لِأَنَّ ٱلْأَمْرَ كَانَ حَادّاً جِدّاً فِي زَمَانِ ٱلْمُعْتَضِدِ وَ ٱلسَّيْفُ يَقْطُرُ دَماً كَمَا يُقَالُ وَ كَانَ سِرّاً بَيْنَ ٱلْخَاصِّ مِنْ أَهْلِ هٰذَا ٱلشَّأْنِ وَ كَانَ مَا يُحْمَلُ بِهِ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ لَا يَقِفُ مَنْ يَحْمِلُهُ عَلَى خَبَرِهِ وَ لَا حَالِهِ وَ إِنَّمَا يُقَالُ إِمْضِ إِلَى مَوْضِعِ كَذَا وَ كَذَا فَسَلِّمْ مَا مَعَكَ [مِنْ] غَيْرِ أَنْ يُشْعَرَ بِشَيْءٍ وَ لَا يُدْفَعَ إِلَيْهِ كِتَابٌ لِئَلَّا يُوقَفَ عَلَى مَا تَحْمِلُهُ مِنْهُ.

اُم کلثوم بنت ابی جعفر محمد بن عثمان سے روایت ہے کہ قم اور اس کے قرب و جوار سے ابوجعفرؒ کے پاس ایک مرتبہ کچھ مال بھیجا گیا تا کہ وہ صاحب امرؑ تک پہنچا دیں۔ جب فرستادہ نے بغداد پہنچ کر وہ مال ابوجعفرؒ کے حوالے کیا اور واپس ہونے لگا تو ابوجعفرؒ نے کہا: ایک چیز ابھی باقی رہ گئی ہے جو تمھارے سپرد کی گئی تھی وہ کہاں ہے؟

فرستادہ نے کہا: جناب میرے پاس اب کچھ نہیں ہے جو کچھ میرے حوالے کیا گیا تھا وہ سب میں نے آپ تک پہنچا دیا۔

ابوجعفرؒ نے کہا: ابھی ایک چیز باقی ہے، جاؤ تم اپنے اسباب میں تلاش کرو اور یاد کرو کہ وہ کیا چیز ہے جو تم کو دی گئی تھی؟ وہ مرد فرستادہ چلا گیا اور کئی دن تک یاد کرتا، سوچتا اور تلاش کرتا رہا مگر اسے کچھ یاد نہ آیا اور اس کے ساتھی سے بھی کچھ پتہ نہ چلا چنانچہ وہ پھر ابوجعفرؒ کے پاس آیا اور کہا: میرے پاس اب کچھ نہیں ہے جو کچھ میں لایا تھا وہ سب آپ کے حوالے کر دیا۔

ابوجعفرؒ نے کہا: تم سے کہا جاتا ہے کہ وہ دو سردانی کپڑے جو فلاں بن فلاں نے دیے تھے، تم نے کیا کیے؟

مرد فرستادہ نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! اے جناب! میں تو اسے بھول ہی گیا تھا۔ میرے ذہن سے ہی اُتر گیا تھا لیکن اب یاد نہیں آتا کہ میں نے وہ کپڑے کس جگہ رکھ دیے؟

غرض وہ دوبارہ گیا اور جو سامان اس کے پاس تھا اس میں بہت تلاش کیا اور اپنے ساتھیوں سے پوچھا مگر ان دونوں کپڑوں کا پتہ نہ چلا اور پھر ابوجعفرؒ کے پاس آیا اور کپڑے نہ ملنے کی معذرت کرنے لگا۔

ابوجعفرؒ نے کہا: تم سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں بن فلاں قطان کے پاس جاؤ جس کو تم نے روئی کی دو گانٹھیں دی ہیں۔ اس میں کسی ایک گانٹھ میں تلاش کرو۔ اس پر یہ تحریر بھی ہے۔ اس گانٹھ کے ایک گوشے میں یہ دونوں کپڑے ہیں۔

یہ سن کر اس مردِ قاصد کو بڑی حیرت ہوئی وہ فوراً واپس گیا اور اس گانٹھ کو کھولا جس کی نشاندہی ابوجعفرؒ نے کی تھی، دیکھا تو واقعی وہ کپڑے اس گانٹھ کے ایک گوشے میں دبے ہوئے

پڑے تھے۔ وہ انھیں لے کر ابوجعفرؒ کی خدمت میں آیا اور ان کے حوالے کیا۔ قاصد کے پاس کوئی خط یا اسباب کی کوئی فہرست نہ تھی کیونکہ وہ زمانہ معتضد کا تھا جس کی تلوار ہمیشہ خون آلود رہتی تھی اور یہ چیزیں خواص کے درمیان راز میں رہتی تھیں۔ لانے والے کو خود خبر نہ ہوتی تھی کہ یہ شے کس نے دی ہے۔ وہ صرف ابوجعفرؒ کو بتا دیا جاتا تھا کہ کس نے کیا دیا؟ قاصد سے صرف اتنا کہہ دیا جاتا کہ یہ سب سامان لے جا کر فلاں شخص کو دے دینا۔ اس کو سامان کی کوئی فہرست نہ دی جاتی تا کہ یہ راز فاش نہ ہو سکے۔ [1]

(250) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُوسَى الدَّقَّاقُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ السِّنَانِيُّ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ هِشَامٍ الْمُؤَدِّبُ عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيِّ الْكُوفِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ وَرَدَ عَلَيْهِ فِيمَا وَرَدَ مِنْ جَوَابِ مَسَائِلِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَمْرِيِّ قُدِّسَ سِرُّهُ: وَ أَمَّا مَا سَأَلْتَ عَنْهُ مِنَ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ عِنْدَ غُرُوبِهَا فَلَئِنْ كَانَ كَمَا يَقُولُ النَّاسُ إِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ وَ تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ فَمَا أُرْغِمَ أَنْفُ الشَّيْطَانِ بِشَيْءٍ أَفْضَلَ مِنَ الصَّلَاةِ فَصَلِّهَا وَ أَرْغِمْ أَنْفَ الشَّيْطَانِ.

ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی کوفی سے روایت ہے کہ ہم نے چند مسائل ان سے (یعنی امام زمانہؑ سے) دریافت کیے تھے تو شیخ ابوجعفر محمد بن عثمان عمریؒ کی طرف سے میرے پاس یہ جواب تحریراً موصول ہوا:

تم نے طلوع و غروبِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کے لیے جو سوال کیا ہے تو اگر ویسا ہی ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آفتاب شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اس کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے تو پھر نماز سے بہتر اور کون سی شے ہے جس سے شیطان کی ناک زمین پر

---

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۶، ح ۹۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۱۶، ح ۳۸

Scanned with CamScanner

رگڑ ادی جائے لہٰذا ان اوقات میں نماز پڑھو اور شیطان کی ناک رگڑ ادو۔ (1)

(251) [وَ] قَالَ أَبُو جَعْفَرِ بْنُ بَابَوَيْهِ فِي ٱلْخَبَرِ ٱلَّذِي رُوِيَ: فِيمَنْ أَفْطَرَ يَوْماً فِي شَهْرِ رَمَضَانَ مُتَعَمِّداً إِنَّ عَلَيْهِ ثَلَاثَ كَفَّارَاتٍ فَإِنِّي أُفْتِي بِهِ فِيمَنْ أَفْطَرَ بِجِمَاعٍ مُحَرَّمٍ عَلَيْهِ أَوْ بِطَعَامٍ مُحَرَّمٍ عَلَيْهِ لِوُجُودِ ذٰلِكَ فِي رِوَايَاتِ أَبِي ٱلْحُسَيْنِ ٱلْأَسَدِيِّ فِيمَا وَرَدَ عَلَيْهِ مِنَ ٱلشَّيْخِ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ عُثْمَانَ ٱلْعَمْرِيِّ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ.

ابو جعفر بن بابویہ (شیخ صدوق) کہتے ہیں کہ جس روایت میں نقل ہوا ہے کہ جو شخص ماہِ رمضان کا کوئی روزہ عمداً توڑ دے گا تو اس کی گردن پر تین کفارہ ہوں گے تو میں یہ فتویٰ اس کے لیے دیتا ہوں جس نے روزہ کو حرام جماع یا حرام غذا سے توڑا ہو اور اس فتویٰ کا مدرک ابوالحسین اسدی کی وہ روایت ہے جو محمد بن عثمان عمریؓ کی جانب سے ان تک پہنچی اور یہ اس میں موجود ہے۔ (2)

(252) أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ: وَعَلَى خَاتَمِ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلسَّمَّانِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ ٱلْمَلِكُ ٱلْحَقُّ ٱلْمُبِينُ فَسَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ يَعْنِي صَاحِبَ ٱلْعَسْكَرِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ عَنْ آبَائِهِ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلَامُ [أَنَّهُمْ] قَالُوا كَانَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا ٱلسَّلَامُ خَاتَمٌ فَصُّهُ عَقِيقٌ فَلَمَّا حَضَرَتْهَا ٱلْوَفَاةُ دَفَعَتْهُ إِلَى ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَلَمَّا حَضَرَتْهُ ٱلْوَفَاةُ دَفَعَهُ إِلَى ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ ٱلْحُسَيْنُ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ

---

(1) کمال الدین: ص ۵۲۰، ح ۴۹؛ من لایحضرہ الفقیہ: جلد ۱، ص ۴۹۸، ح ۱۴۲۷؛ تہذیب الاحکام: جلد ۲، ص ۱۷۵، ح ۱۵۵؛ الاستبصار: جلد ۱، ص ۲۹۱، ح ۱؛ وسائل الشیعہ: جلد ۳، ص ۱۷۲، ح ۸؛ الاحتجاج: ص ۴۷۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۳، ۱۸۲، ح ۱۱، اور جلد ۸۳، ص ۱۴۶، ح ۱

(2) من لایحضرہ الفقیہ: جلد ۲، ص ۱۱۸، ح ۱۸۹۲؛ بحارالانوار: جلد ۹۶، ص ۲۸۰، ح ۴؛ الاحتجاج: ص ۴۸۰؛ وسائل الشیعہ: جلد ۷، ص ۳۶، ح ۳؛ النوادر ابن عیسیٰ: ص ۶۷، ح ۱۴۰؛ تہذیب الاحکام: جلد ۴، ص ۲۰۸، ح ۱۱؛ الاستبصار: جلد ۲، ص ۹۷، ح ۲

فَاشْتَهَيْتُ أَنْ أَنْقُشَ عَلَيْهِ شَيْئاً فَرَأَيْتُ فِي ٱلنَّوْمِ ٱلْمَسِيحَ عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ عَلَى نَبِيِّنَا وَآلِهِ وَعَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَقُلْتُ لَهُ يَا رُوحَ ٱللهِ مَا أَنْقُشُ عَلَى خَاتَمِي هٰذَا قَالَ أَنْقُشْ عَلَيْهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا ٱللهُ ٱلْمَلِكُ ٱلْحَقُّ ٱلْمُبِينُ فَإِنَّهُ أَوَّلُ ٱلتَّوْرَاةِ وَآخِرُ ٱلْإِنْجِيلِ.

ابوعلی محمد بن ہمام سے روایت ہے کہ ابو جعفر السمانؒ کی انگوٹھی پر یہ تحریر لکھی تھی:

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حق الیقین بادشاہ ہے''۔

پس میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام نے آبائے کرامؑ سے روایت کرتے ہوئے مجھے فرمایا کہ سیّدہ فاطمہؑ کی ایک عقیق کی انگوٹھی تھی، پس جب بی بیؑ کی شہادت ہوئی تو انھوں نے اسے امام حسن علیہ السلام کے سپرد کر دیا اور جب امام حسن علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو انھوں نے اسے امام حسین علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس پر کچھ کندہ کرنا چاہتا ہوں پس میں نے خواب میں جنابِ عیسیٰؑ بن مریمؑ کو دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا: یاروح اللہ! میں اپنی اس انگوٹھی پر کیا نقش کروں؟

انھوں نے فرمایا: اس پر نقش کرو:

لَا اله اِلَّا الله الملك الحق المبين

پس یہ تورات کا پہلا اور انجیل کا آخری جملہ ہے۔ (1)

(253) وَأَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنِ بْنِ حَمْزَةَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ٱلْكُلَيْنِيُّ قَالَ: كَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ ٱلصَّيْمَرِيُّ يَسْأَلُ صَاحِبَ ٱلزَّمَانِ عَجَّلَ ٱللهُ فَرَجَهُ كَفَناً يَتَيَمَّنُ بِمَا يَكُونُ مِنْ عِنْدِهِ فَوَرَدَ أَنَّكَ تَحْتَاجُ إِلَيْهِ سَنَةَ إِحْدَى وَثَمَانِينَ فَمَاتَ رَحِمَهُ ٱللهُ فِي [هٰذَا] ٱلْوَقْتِ ٱلَّذِي حَدَّهُ وَبَعَثَ إِلَيْهِ بِٱلْكَفَنِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِشَهْرٍ

---

(1) اس کی تخریب نہیں مل سکی ہے۔

علی بن محمد کلینی سے روایت ہے کہ محمد بن زیاد صیمری نے امام صاحب الزمان علیہ السلام کو ایک عریضہ لکھا اور آپؑ سے تبرکاً ایک کفن کی درخواست کی۔ پس اس کی طرف جواب آیا کہ تمھیں اکیاسی سال کی عمر میں کفن کی ضرورت ہوگی، فی الحال ضرورت نہیں ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپؑ نے ان کی موت سے دو ماہ قبل ان کا کفن بھیج دیا۔ ①

(254) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ مَرْوَانَ الْكُوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي سُورَةَ قَالَ: كُنْتُ بِالْحَائِرِ زَائِراً عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَخَرَجْتُ مُتَوَجِّهاً عَلَى طَرِيقِ الْبَرِّ فَلَمَّا انْتَهَيْتُ [إِلَى] الْمُسَنَّاةِ جَلَسْتُ إِلَيْهَا مُسْتَرِيحاً ثُمَّ قُمْتُ أَمْشِي وَ إِذَا رَجُلٌ عَلَى ظَهْرِ الطَّرِيقِ فَقَالَ لِي هَلْ لَكَ فِي الرُّفْقَةِ فَقُلْتُ نَعَمْ فَمَشَيْنَا مَعاً يُحَدِّثُنِي وَ أُحَدِّثُهُ وَ سَأَلَنِي عَنْ حَالِي فَأَعْلَمْتُهُ أَنِّي مُضَيَّقٌ لَا شَيْءَ مَعِي وَ لَا فِي يَدِي فَالْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ لِي. إِذَا دَخَلْتَ الْكُوفَةَ فَائْتِ [دَارَ] أَبَا[أَبِي] طَاهِرٍ الزُّرَارِيِّ فَاقْرَعْ عَلَيْهِ بَابَهُ فَإِنَّهُ سَيَخْرُجُ إِلَيْكَ وَ فِي يَدِهِ دَمُ الْأُضْحِيَّةِ فَقُلْ لَهُ يُقَالُ لَكَ أَعْطِ هَذَا الرَّجُلَ الصُّرَّةَ الدَّنَانِيرَ الَّتِي عِنْدَ رِجْلِ السَّرِيرِ فَتَعَجَّبْتُ مِنْ هَذَا ثُمَّ فَارَقَنِي وَ مَضَى لِوَجْهِهِ لَا أَدْرِي أَيْنَ سَلَكَ. وَ دَخَلْتُ الْكُوفَةَ فَقَصَدْتُ [دَارَ] أَبَا طَاهِرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الزُّرَارِيِّ فَقَرَعْتُ [عَلَيْهِ] بَابَهُ كَمَا قَالَ لِي وَخَرَجَ إِلَيَّ وَ فِي يَدِهِ دَمُ الْأُضْحِيَّةِ فَقُلْتُ لَهُ يُقَالُ لَكَ أَعْطِ هَذَا الرَّجُلَ الصُّرَّةَ الدَّنَانِيرَ الَّتِي عِنْدَ رِجْلِ السَّرِيرِ فَقَالَ سَمْعاً وَ طَاعَةً وَ دَخَلَ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ الصُّرَّةَ فَسَلَّمَهَا إِلَيَّ فَأَخَذْتُهَا وَ انْصَرَفْتُ.

ابن ابی سورہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں شب عرفہ میں حائر (کربلا) زیارت کو گیا۔ زیارت کے بعد صحرا کے راستے سے واپس ہوا کب مقام مسنا پر پہنچا تو تھوڑا دم لینے کے لیے بیٹھ گیا، پھر اُٹھ کر چلا تو دیکھا کہ میرے پیچھے کوئی شخص آرہا ہے۔ اس نے میرے قریب

① بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۱۷، ح۳۹؛ فرج الہموم: ص ۲۴۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۶۷۷، ح۴۳؛ کمال الدین: ص ۵۰۱، ح۲۶؛ منتخب الانوار المضیۃ: ص ۱۲۷؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۸۵

آ کر کہا: کیا ہم بھی تمھارے ساتھ چلیں؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

اب ہم دونوں ساتھ ساتھ چل دیئے تو میرے ہمراہی نے سوال کیا: کیا حال ہے تمھارا؟

میں نے کہا: بے حال اور بے مال ہوں، نہ کچھ زیرِ نقد ہے نہ ساز و سامان۔

یہ سن کر وہ میری طرف ہو کر بولا: اچھا، جب تم کوفہ پہنچو تو ابوطاہر زراری کے گھر جانا اور دروازہ کھٹکھٹانا۔ وہ باہر آئے گا تو اس کے ہاتھوں میں قربانی کے ذبیحے کا خون لگا ہوا ہوگا۔ اس سے کہنا کہ تم سے کہا گیا ہے کہ اس بندے (مجھ) کو دیناروں کی وہ تھیلی دے دو جو تخت کے پائے کے پاس رکھی ہے۔

یہ سن کر مجھے بڑا تعجب ہوا اور وہ شخص یہ کہہ کر مجھ سے جدا ہو گیا اور پتہ بھی نہ چلا کہ وہ کہاں گیا۔

جب مَیں کوفہ میں داخل ہوا تو ابوطاہر محمد بن سلیمان زراری کے گھر پہنچا، دق الباب کیا تو جیسا اس شخص نے کہا تھا، ابوطاہر جب گھر سے باہر آیا تو اس کے ہاتھوں میں قربانی کے ذبیحے کا خون لگا ہوا تھا۔

میں نے کہا کہ تم سے کہا گیا ہے کہ اس بندے کو دیناروں کی وہ تھیلی دے دو جو تخت کے پائے کے پاس رکھی ہے۔

اس سے کہا: بسروچشم۔

وہ اندر گیا اور اس نے دیناروں کی تھیلی مجھے لا کر دے دی۔ میں اسے لے کر واپس ہوا۔ ①

(255) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي غَالِبٍ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الزُّرَارِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ مَرْوَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَعْفَرِيُّ وَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الرَّقَّامِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو سُورَةَ قَالَ أَبُو غَالِبٍ وَ قَدْ رَأَيْتُ ابْناً لِأَبِي سُورَةَ وَ كَانَ

① بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۱۸؛ ح۴۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۶۸۷، ح۹۸؛ تبصرۃ الولی: ص ۷۱

Scanned with CamScanner

أَبُو سُورَةَ أَحَدَ مَشَايِخِ ٱلزَّيْدِيَّةِ ٱلْمَذْكُورِينَ قَالَ أَبُو سُورَةَ: خَرَجْتُ إِلَى قَبْرِ أَبِي عَبْدِ ٱللهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ أُرِيدُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَعَرَّفْتُ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ عِشَاءِ ٱلْآخِرِ صَلَّيْتُ وَ قُمْتُ فَابْتَدَأْتُ أَقْرَأُ مِنَ ٱلْحَمْدِ وَ إِذَا شَابٌّ حَسَنُ ٱلْوَجْهِ عَلَيْهِ جُبَّةٌ سَيْفِيٌّ فَابْتَدَأَ أَيْضاً مِنَ ٱلْحَمْدِ وَ خَتَمَ قَبْلِي أَوْ خَتَمْتُ قَبْلَهُ فَلَمَّا كَانَ ٱلْغَدَاةُ خَرَجْنَا جَمِيعاً مِنْ بَابِ ٱلْحَائِرِ فَلَمَّا صِرْنَا إِلَى شَاطِئِ ٱلْفُرَاتِ قَالَ لِيَ ٱلشَّابُّ أَنْتَ تُرِيدُ ٱلْكُوفَةَ فَامْضِ فَمَضَيْتُ طَرِيقَ ٱلْفُرَاتِ وَ أَخَذَ ٱلشَّابُّ طَرِيقَ ٱلْبَرِّ. قَالَ أَبُو سُورَةَ ثُمَّ أَسِفْتُ عَلَى فِرَاقِهِ فَاتَّبَعْتُهُ فَقَالَ لِي تَعَالَ فَجِئْنَا جَمِيعاً إِلَى أَصْلِ حِصْنِ ٱلْمُسَنَّاةِ فَنِمْنَا جَمِيعاً وَ انْتَبَهْنَا فَإِذَا نَحْنُ عَلَى ٱلْعَوْفِيِّ عَلَى جَبَلِ ٱلْخَنْدَقِ فَقَالَ لِي أَنْتَ مُضَيَّقٌ وَ عَلَيْكَ عِيَالٌ فَامْضِ إِلَى أَبِي طَاهِرٍ ٱلزُّرَارِيِّ فَيَخْرُجُ إِلَيْكَ مِنْ مَنْزِلِهِ وَ فِي يَدِهِ ٱلدَّمُ مِنَ ٱلْأُضْحِيَّةِ فَقُلْ لَهُ شَابٌّ مِنْ صِفَتِهِ كَذَا يَقُولُ لَكَ صُرَّةٌ فِيهَا عِشْرُونَ دِينَاراً جَاءَكَ بِهَا بَعْضُ إِخْوَانِكَ فَخُذْهَا مِنْهُ. قَالَ أَبُو سُورَةَ فَصِرْتُ إِلَى أَبِي طَاهِرٍ (بْنِ) ٱلزُّرَارِيِّ كَمَا قَالَ ٱلشَّابُّ وَ وَصَفْتُهُ لَهُ فَقَالَ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ رَأَيْتُهُ فَدَخَلَ وَ أَخْرَجَ إِلَيَّ ٱلصُّرَّةَ ٱلدَّنَانِيرَ فَدَفَعَهَا إِلَيَّ وَ انْصَرَفْتُ. قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللهِ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ مَرْوَانَ وَ هُوَ أَيْضاً مِنْ أَحَدِ مَشَايِخِ ٱلزَّيْدِيَّةِ حَدَّثْتُ بِهٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَبَا ٱلْحَسَنِ مُحَمَّدَ بْنَ عُبَيْدِ ٱللهِ ٱلْعَلَوِيَّ وَ نَحْنُ نُزُولٌ بِأَرْضِ ٱلْهِرِّ فَقَالَ هٰذَا حَقٌّ جَاءَنِي رَجُلٌ شَابٌّ فَتَوَسَّمْتُ فِي وَجْهِهِ سِمَةً فَانْصَرَفَ ٱلنَّاسُ كُلُّهُمْ وَ قُلْتُ لَهُ مَنْ أَنْتَ. فَقَالَ أَنَا رَسُولُ ٱلْخَلَفِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ إِلَى بَعْضِ إِخْوَانِهِ بِبَغْدَادَ فَقُلْتُ لَهُ مَعَكَ رَاحِلَةٌ فَقَالَ نَعَمْ فِي دَارِ ٱلطَّلْحِيِّينَ فَقُلْتُ لَهُ قُمْ فَجِئْ بِهَا وَ وَجَّهْتُ مَعَهُ غُلَاماً فَأَحْضَرَ رَاحِلَتَهُ وَ أَقَامَ عِنْدِي يَوْمَهُ ذٰلِكَ وَ أَكَلَ مِنْ طَعَامِي وَ حَدَّثَنِي بِكَثِيرٍ مِنْ سِرِّي وَ ضَمِيرِي قَالَ فَقُلْتُ لَهُ عَلَى أَيِّ

طَرِيقٍ تَأْخُذُ قَالَ أَنْزِلُ إِلَى هٰذِهِ ٱلنَّجَفَةِ ثُمَّ آتِي وَادِيَ ٱلرَّمْلَةِ ثُمَّ آتِي ٱلْفُسْطَاطَ (وَ أَبْتَغِي ٱلرَّاحِلَةَ) فَأَرْكَبُ إِلَى ٱلْخَلَفِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ إِلَى ٱلْمَغْرِبِ. قَالَ أَبُو ٱلْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ ٱللهِ فَلَمَّا كَانَ مِنَ ٱلْغَدِ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ وَ رَكِبْتُ مَعَهُ حَتَّى صِرْنَا إِلَى قَنْطَرَةِ دَارِ صَالِحٍ فَعَبَرَ ٱلْخَنْدَقَ وَحْدَهُ وَ أَنَا أَرَاهُ حَتَّى نَزَلَ ٱلنَّجَفَ وَ غَابَ عَنْ عَيْنِي. قَالَ أَبُو عَبْدِ ٱللهِ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ فَحَدَّثْتُ أَبَا بَكْرٍ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي دَارِمٍ ٱلْيَمَامِيَّ وَ هُوَ (مِنْ) أَحَدِ مَشَايِخِ ٱلْحَشْوِيَّةِ بِهٰذَيْنِ ٱلْحَدِيثَيْنِ فَقَالَ هٰذَا حَقٌّ جَاءَنِي مُنْذُ سُنَيَّاتٍ ابْنُ أُخْتِ أَبِي بَكْرٍ (بْنِ) ٱلنَّخَالِيِّ ٱلْعَطَّارِ وَ هُوَ صُوفِيٌّ يَصْحَبُ ٱلصُّوفِيَّةَ فَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ وَ أَيْنَ كُنْتَ فَقَالَ لِي أَنَا مُسَافِرٌ (مُنْذُ) سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَقُلْتُ لَهُ فَأَيُّ شَيْءٍ أَعْجَبُ مَا رَأَيْتَ فَقَالَ نَزَلْتُ فِي ٱلْإِسْكَنْدَرِيَّةِ فِي خَانٍ يَنْزِلُهُ ٱلْغُرَبَاءُ وَ كَانَ فِي وَسَطِ ٱلْخَانِ مَسْجِدٌ يُصَلِّي فِيهِ أَهْلُ ٱلْخَانِ وَ لَهُ إِمَامٌ وَ كَانَ شَابٌّ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتٍ لَهُ (أَوْ) غُرْفَةٍ فَيُصَلِّي خَلْفَ ٱلْإِمَامِ وَ يَرْجِعُ مِنْ وَقْتِهِ إِلَى بَيْتِهِ وَ لَا يَلْبَثُ مَعَ ٱلْجَمَاعَةِ. قَالَ فَقُلْتُ لَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيَّ وَ رَأَيْتُ مَنْظَرَهُ شَابٌّ نَظِيفٌ عَلَيْهِ عَبَاءٌ أَنَا وَ ٱللهِ أُحِبُّ خِدْمَتَكَ وَ ٱلتَّشَرُّفَ بَيْنَ يَدَيْكَ فَقَالَ شَأْنَكَ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَنِسَ بِيَ ٱلْأُنْسَ ٱلتَّامَّ فَقُلْتُ لَهُ ذَاتَ يَوْمٍ مَنْ أَنْتَ أَعَزَّكَ ٱللهُ قَالَ أَنَا صَاحِبُ ٱلْحَقِّ فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي مَتَى تَظْهَرُ فَقَالَ لَيْسَ هٰذَا أَوَانَ ظُهُورِي وَ قَدْ بَقِيَ مُدَّةٌ مِنَ ٱلزَّمَانِ فَلَمْ أَزَلْ عَلَى خِدْمَتِهِ تِلْكَ وَ هُوَ عَلَى حَالَتِهِ مِنْ صَلَاةِ ٱلْجَمَاعَةِ وَ تَرْكِ ٱلْخَوْضِ فِيمَا لَا يَعْنِيهِ إِلَى أَنْ قَالَ أَحْتَاجُ إِلَى ٱلسَّفَرِ فَقُلْتُ لَهُ أَنَا مَعَكَ. ثُمَّ قُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي مَتَى يَظْهَرُ أَمْرُكَ قَالَ عَلَامَةُ ظُهُورِ أَمْرِي كَثْرَةُ ٱلْهَرْجِ وَ ٱلْمَرْجِ وَ ٱلْفِتَنِ وَ آتِي مَكَّةَ فَأَكُونُ فِي ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ فَيَقُولُ ٱلنَّاسُ انْصِبُوا لَنَا إِمَاماً وَ يَكْثُرُ ٱلْكَلَامُ حَتَّى يَقُومَ رَجُلٌ مِنَ ٱلنَّاسِ فَيَنْظُرَ فِي وَجْهِي

Scanned with CamScanner

ثُمَّ يَقُولَ. يَا مَعْشَرَ النَّاسِ هٰذَا الْمَهْدِيُّ اُنْظُرُوا اِلَيْهِ فَيَأْخُذُونَ بِيَدِي وَ يَنْصِبُونِّي بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ فَيُبَايِعُ النَّاسُ عِنْدَ اِيَاسِهِمْ عَنِّي قَالَ وَسِرْنَا اِلَى سَاحِلِ الْبَحْرِ فَعَزَمَ عَلَى رُكُوبِ الْبَحْرِ فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي أَنَا وَ اللّٰهِ أَفْرَقُ مِنْ رُكُوبِ الْبَحْرِ فَقَالَ وَيْحَكَ تَخَافُ وَ أَنَا مَعَكَ فَقُلْتُ لَا وَ لٰكِنْ أَجْبُنُ قَالَ فَرَكِبَ الْبَحْرَ وَ اِنْصَرَفْتُ عَنْهُ.

ابوسورہ سے روایت ہے کہ میں امام حسین علیہ السلام کے روضے پر پہنچا اور ارادہ کیا کہ یوم عرفہ کے اعمال وہیں بجالاؤں گا۔ چنانچہ جب عشاء کا وقت آیا تو نماز پڑھی، پھر کھڑا ہوا اور سورۂ حمد پڑھنی شروع کی۔ نگاہ ایک نہایت خوبصورت جوان ظاہر ہوا جو جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اس نے بھی سورۂ حمد کی تلاوت شروع کی۔ اب یہ یاد نہیں کہ ہم دونوں میں سے پہلے کس نے تلاوت ختم کی۔

جب دن نکل آیا تو ہم روضے کے دروازے سے نکل کر فرات کے کنارے جا پہنچے۔

اس نوجوان نے مجھ سے کہا: تمھیں تو کوفہ جانا ہے۔

پس میں فرات والے راستے سے چل دیا لیکن اس جوان نے خشکی کا راستہ اختیار کیا۔

ابوسورہ کا بیان ہے کہ مجھے اس جوان کی جدائی کا دُکھ ہوا، لہٰذا میں نے اپنا راستہ چھوڑ دیا اور اس کے پیچھے چل دیا۔

اس نے کہا: اچھا آؤ۔

اب ہم دونوں ساتھ ساتھ چلنے لگے اور مسناۃ کے قلعے کی دیوار کے پاس پہنچے تو ہم تھوڑی دیر آرام کی غرض سے لیٹ گئے۔ ذرا نیند آئی تھی کہ بیدار ہو گئے تو دیکھا کہ ہم جبل خندق پر آ پہنچے۔ انھوں نے کہا: تم تنگدست معلوم ہوتے ہو اور عیال دار بھی ہو۔ اچھا تم کوفے میں ابوطاہر زراری کے پاس جانا، دق الباب کرنا وہ گھر سے نکلے گا تو اس کے ہاتھ قربانی کے ذبیحے سے خون آلود ہوں گے اس سے کہنا کہ اس شکل و شمائل کے ایک نوجوان نے کہا ہے کہ تمھارے پاس بیس دینار کی تھیلی اس کے کسی دوست نے بھیجی ہے وہ مجھے دے دو۔

ابوسورہ کا بیان ہے کہ میں ان کے کہنے کے مطابق ابوطاہر زراری کے پاس گیا اور وہی

Scanned with CamScanner

کہا جو اس نوجوان نے کہا تھا۔

پس اس نے کہا: الحمدللہ! تم نے بھی ان کی زیارت کا شرف حاصل کر لیا۔ پھر وہ اندر گیا اور دیناروں کی تھیلی لا کر میرے حوالے کر دی اور مَیں واپس آ گیا۔

ابوعبداللہ محمد بن زید بن مروان جو زیدیہ کے مشائخ میں سے تھے، سے روایت ہے کہ جب ہم لوگ سرزمین "الہر" پر وارد ہوئے تو وہاں میں نے ابوالحسین محمد عبیداللہ علوی سے یہ روایت بیان کی۔

انھوں نے کہا: یہ روایت صحیح ہے چنانچہ میرے پاس بھی ایک جوان آیا۔ میں نے اس کے چہرے بُشرے سے کچھ اندازہ کیا تو اپنے پاس سے تمام لوگوں کو برطرف کر دیا۔ اس کے بعد اس سے دریافت کیا: تم کون ہو؟

اس نے کہا: میں خلف (یعنی صاحب الزمانؑ) کا فرستادہ ہوں۔ بغد میں ایک شخص کے پاس گیا تھا۔

میں نے پوچھا: جانے کے لیے تمھارے پاس سواری ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں، طلحیین کے گھر ہے۔

میں نے کہا: پھر جا کر لے آؤ۔

یہ کہہ کر میں نے اپنے ایک غلام کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ وہ جا کر وہاں سے اپنی سواری لے آیا اور اس دن اس کا قیام میرے یہاں رہا۔ میرے ساتھ اس نے کھانا کھایا اور اس سے بہت سی باتیں رازدارانہ بھی ہوئیں۔

پھر میں نے پوچھا: تم کس راستے سے جاؤ گے؟

اس نے کہا: یہاں سے نجفِ اشرف جاؤں گا، پھر وہاں سے وادیٔ رملہ، پھر قسطاط پہنچ کر سواری خریدوں گا اور اس پر سوار ہو کر مغرب کی جانب حضرت خلف (امامِ زمانہؑ) کے پاس چلا جاؤں گا۔

ابوالحسین محمد بن عبیداللہ کا بیان ہے کہ دوسرے دن وہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور مَیں بھی اس کے ہمراہ اپنی سواری پر چلا۔ ہم دونوں قنطرہ دارصالح پہنچے۔ وہاں اس نے خندق کو تنہا

عبور کیا اور میں دیکھتا رہا۔ پھر وہ نجف اشرف پہنچ کر نظروں سے غائب ہوگیا۔

ابوعبداللہ محمد بن زید کا بیان ہے کہ ابوبکر محمد بن ابی دارم یمامی جو مشائخ زیدیہ میں سے تھے۔ انھوں نے مجھ سے ان دونوں حدیثوں کے متعلق کہا کہ یہ صحیح ہیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ کئی سال گزرے کہ ابوبکر بن نخالی عطا کی بہن کا بیٹا میرے پاس آیا۔ وہ ایک مردِ صوفی تھا اور صوفیوں کے ساتھ ہی رہتا تھا۔

میں نے اس سے دریافت کیا: کہاں سے آرہے ہو اور اب تک کہاں رہے؟

اس نے جواب دیا: میں نے مسلسل سات دن تک سفر کیا۔

میں نے پھر دریافت کیا: اس عرصے میں تم نے سب سے عجیب چیز کیا دیکھی؟

اس نے جواب میں کہا: میں ایک مرتبہ اسکندریہ گیا، وہاں ایک ایسی سرائے میں قیام کیا جہاں غرباء ٹھہرا کرتے تھے وہاں ایک پیش نماز بھی تھا اور وہیں میں نے ایک ایسے جوان کو دیکھا جو نماز کے وقت ہی اپنے کمرے سے نکلتا، نماز باجماعت ادا کرتا اور فوراً اپنے کمرے میں چلا جاتا اور کسی سے گفت وشنید میں مصروف نہ ہوتا۔ وہ جوان بہت صاف ستھرا رہتا، دوش پر عبا پہنتا تھا۔

جب اس کے اس طریقے کو دیکھتے ہوئے مجھے ایک مدت گزر گئی تو ایک روز میں نے اس سے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں تاکہ آپ کی خدمت کروں؟

اس نے کہا: تمھاری مرضی ہے۔

چنانچہ اب میں مسلسل اس کی خدمت میں رہنے لگا تا آنکہ وہ پوری طرح مجھ سے مطمئن اور مانوس ہوگیا۔ پھر ایک دن میں نے موقع پا کر اس سے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و توقیر میں اضافہ فرمائے۔ آپ مجھ سے اپنا تعارف بھی کرادیں کہ آپ کون ہیں؟

انھوں نے کہا: میں صاحب الزمانؑ ہوں۔

میں نے عرض کیا: آپ کب ظہور فرمائیں گے؟

انھوں نے فرمایا: میرے ظہور کا وقت بعید ہے۔

چنانچہ میں مسلسل ان کی خدمت کا شرف حاصل کرتا رہا اور آپؑ اپنے دستور کے مطابق

وہاں مقیم رہے۔ لغو گوئی اور بے معنی باتوں سے بالکل الگ تھلگ اپنا وقت گزارتے رہے۔

ایک دن انھوں نے فرمایا: مجھے ایک سفر درپیش ہے۔

میں نے عرض کیا: میں بھی آپؑ کے ساتھ چلوں گا۔

میں نے ان سے پھر ایک روز دریافت کیا۔ جناب! آپؑ کا امر (حکومت) کب ظاہر ہوگا؟

انھوں نے فرمایا: میرے ظہور کی علامت یہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف فتنہ و فساد پھیل جائے گا اور مَیں مسجد حرام میں موجود رہوں گا۔ وہاں لوگ آپس میں مشورہ کریں گے کہ ہم سب لوگ ایک امام کا انتخاب کرلیں۔ اس مسئلے پر بحث ہوگی کہ اسی اثناء میں ایک شخص اُٹھ کر کہے گا: اے لوگو! ان کی طرف متوجہ ہوجاؤ، یہ مہدی موعود ہیں۔

یہ سن کر لوگ میرا ہاتھ پکڑ کر رکن و مقام کے درمیان بٹھا دیں گے اور پھر میری بیعت کریں گے۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ جب سب لوگ میرے ظہور سے مایوس ہوچکے ہوں گے۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم دونوں سمندر کے کنارے جا پہنچے اور آپؑ سمندر میں پانی پر کھڑے ہوکر مجھے بلانے لگے کہ آؤ میرے ساتھ۔

میں نے عرض کیا: جناب! میں سمندر سے دُور ہی رہوں گا۔

انھوں نے فرمایا: وائے ہو تم پر۔ تم ڈرتے کیوں ہو جبکہ میں بھی تمھارے ساتھ ہوں۔

میں نے عرض کیا: نہیں، مجھ میں ہمت نہیں۔

یہ سن کر آپؑ سمندر میں سطح آب پر چلتے گئے اور مَیں واپس آگیا۔ ①

(256) أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي غَالِبٍ اَلزُّرَارِيِّ قَالَ: قَدِمْتُ مِنَ اَلْكُوفَةِ وَ أَنَا شَابٌّ إِحْدَى قَدَمَاتِي وَ مَعِي رَجُلٌ مِنْ إِخْوَانِنَا قَدْ ذَهَبَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ اِسْمُهُ وَ ذَلِكَ فِي أَيَّامِ اَلشَّيْخِ أَبِي اَلْقَاسِمِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَحِمَهُ اللهُ وَ

---

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۱۸، ح ۴۱؛ تبصرۃ الولی: ح ۷۲؛ الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۴۷۰، ح ۱۵؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۶۰؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۴، ح ۹۰؛ ثاقب المناقب: ص ۲۶۰

إِسْتِتَارِهِ وَ نَصْبِهِ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الْمَعْرُوفَ بِالشَّلْمَغَانِيِّ وَ كَانَ مُسْتَقِيماً لَمْ يَظْهَرْ مِنْهُ مَا ظَهَرَ (مِنْهُ) مِنَ الْكُفْرِ وَ الْإِلْحَادِ وَ كَانَ النَّاسُ يَقْصِدُونَهُ وَ يَلْقَوْنَهُ لِأَنَّهُ كَانَ صَاحِبَ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ سَفِيراً بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَهُ فِي حَوَائِجِهِمْ وَ مُهِمَّاتِهِمْ. فَقَالَ لِي صَاحِبِي هَلْ لَكَ أَنْ تَلْقَى أَبَا جَعْفَرٍ وَ تُحْدِثَ بِهِ عَهْداً فَإِنَّهُ الْمَنْصُوبُ الْيَوْمَ لِهَذِهِ الطَّائِفَةِ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ شَيْئاً مِنَ الدُّعَاءِ يَكْتُبُ بِهِ إِلَى النَّاحِيَةِ قَالَ فَقُلْتُ (لَهُ) نَعَمْ فَدَخَلْنَا إِلَيْهِ فَرَأَيْنَا عِنْدَهُ جَمَاعَةً مِنْ أَصْحَابِنَا فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ وَ جَلَسْنَا فَأَقْبَلَ عَلَى صَاحِبِي فَقَالَ. مَنْ هَذَا الْفَتَى مَعَكَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ آلِ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ فَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَقَالَ مِنْ أَيِّ زُرَارَةَ أَنْتَ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي أَنَا مِنْ وُلْدِ بُكَيْرِ بْنِ أَعْيَنَ أَخِي زُرَارَةَ فَقَالَ أَهْلُ بَيْتٍ جَلِيلٍ عَظِيمِ الْقَدْرِ فِي هَذَا الْأَمْرِ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ صَاحِبِي فَقَالَ لَهُ يَا سَيِّدَنَا أُرِيدُ الْمُكَاتَبَةَ فِي شَيْءٍ مِنَ الدُّعَاءِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَلَمَّا سَمِعْتُ هَذَا اعْتَقَدْتُ أَنْ أَسْأَلَ أَنَا أَيْضاً مِثْلَ ذَلِكَ وَ كُنْتُ اعْتَقَدْتُ فِي نَفْسِي مَا لَمْ أُبْدِهِ لِأَحَدٍ مِنْ خَلْقِ اللهِ حَالَ وَالِدَةِ أَبِي الْعَبَّاسِ ابْنِي وَ كَانَتْ كَثِيرَةَ الْخِلَافِ وَ الْغَضَبِ عَلَيَّ وَ كَانَتْ مِنِّي بِمَنْزِلَةٍ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي أَسْأَلُ الدُّعَاءَ لِي فِي أَمْرٍ قَدْ أَهَمَّنِي وَ لَا أُسَمِّيهِ فَقُلْتُ أَطَالَ اللهُ بَقَاءَ سَيِّدِنَا وَ أَنَا أَسْأَلُ حَاجَةً قَالَ وَ مَا هِيَ قُلْتُ الدُّعَاءَ لِي بِالْفَرَجِ مِنْ أَمْرٍ قَدْ أَهَمَّنِي قَالَ فَأَخَذَ دَرْجاً بَيْنَ يَدَيْهِ كَانَ أَثْبَتَ فِيهِ حَاجَةَ الرَّجُلِ فَكَتَبَ (وَ) الزُّرَارِيُّ يَسْأَلُ الدُّعَاءَ لَهُ فِي أَمْرٍ قَدْ أَهَمَّهُ قَالَ ثُمَّ طَوَاهُ فَقُمْنَا وَ انْصَرَفْنَا. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ أَيَّامٍ قَالَ لِي صَاحِبِي أَلَا نَعُودُ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ فَنَسْأَلَهُ عَنْ حَوَائِجِنَا الَّتِي كُنَّا سَأَلْنَاهُ فَمَضَيْتُ مَعَهُ وَ دَخَلْنَا عَلَيْهِ فَحِينَ جَلَسْنَا عِنْدَهُ أَخْرَجَ الدَّرْجَ وَ فِيهِ مَسَائِلُ كَثِيرَةٌ قَدْ أُجِيبَ فِي تَضَاعِيفِهَا فَأَقْبَلَ عَلَى صَاحِبِي فَقَرَأَ عَلَيْهِ

جَوَابَ مَا سَأَلَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ وَ هُوَ يَقْرَأُ (فَقَالَ). وَ أَمَّا الزُّرَارِيُّ وَ حَالُ الزَّوْجِ وَ الزَّوْجَةِ فَأَصْلَحَ اللهُ ذَاتَ بَيْنِهِمَا قَالَ فَوَرَدَ عَلَيَّ أَمْرٌ عَظِيمٌ وَ قُمْنَا فَانْصَرَفْتُ فَقَالَ لِي قَدْ وَرَدَ عَلَيْكَ هَذَا الْأَمْرُ فَقُلْتُ أَعْجَبُ مِنْهُ قَالَ مِثْلُ أَيِّ شَيْءٍ فَقُلْتُ لِأَنَّهُ سِرٌّ لَمْ يَعْلَمْهُ إِلَّا اللهُ تَعَالَى وَ غَيْرِي فَقَدْ أَخْبَرَنِي بِهِ فَقَالَ أَتَشُكُّ فِي أَمْرِ النَّاحِيَةِ أَخْبِرْنِي الْآنَ مَا هُوَ فَأَخْبَرْتُهُ فَعَجِبَ مِنْهُ. ثُمَّ قَضَى أَنْ عُدْنَا إِلَى الْكُوفَةِ فَدَخَلْتُ دَارِي وَ كَانَتْ أُمُّ أَبِي الْعَبَّاسِ مُغَاضِبَةً لِي فِي مَنْزِلِ أَهْلِهَا فَجَاءَتْ إِلَيَّ فَاسْتَرْضَتْنِي وَ اعْتَذَرَتْ وَ وَافَقَتْنِي وَ لَمْ تُخَالِفْنِي حَتَّى فَرَّقَ الْمَوْتُ بَيْنَنَا.

ابوغالب زراری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مَیں کوفہ سے چلا، میرے ہمراہ ایک یمانی برادر بھی تھا جس کا نام ذہن سے محو ہوگیا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب شیخ ابوالقاسم حسین بن روح نے بالکل گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور ابوجعفر محمد بن علی شلمغانی کو مقرر کر دیا تھا۔ لوگ ابوجعفر شلمغانی کے پاس جایا کرتے تھے کیونکہ وہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے مصاحب خاص اور ان کے اور عوام کے درمیان رابطہ اور سفیر تھے۔ لوگوں کے حوائج و مسائل ان تک پہنچایا کرتے تھے۔

میرے ساتھی نے مجھ سے کہا: کیا تم ابوجعفر شلمغانی کی ملاقات کے لیے چلو گے۔ وہ آج کل اس گروہ (شیعہ) کے لیے رابطہ ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان سے دریافت کروں کہ وہ ناحیہ مقدسہ کی خدمت میں میرے لیے دُعا کی گزارش کر دیں۔

میں نے کہا: ہاں چلو۔

اور ہم ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ ان کی مجلس میں ہمارے اصحاب میں سے بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم دونوں نے ابوجعفر شلمغانی کو سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

وہ میرے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے اور میرے بارے میں دریافت کیا کہ یہ جوان کون ہے؟

Scanned with CamScanner

اس نے عرض کیا: یہ آلِ زرارہ میں سے ایک فرد ہے۔

پھر وہ میری طرف متوجہ ہوکر پوچھنے لگے: زرارہ کے خاندان میں کس کی اولاد ہو؟

میں نے عرض کیا: میں زرارہ کے بھائی بکیر بن اعین کی اولاد میں سے ہوں۔

انھوں نے فرمایا: ہاں وہ مذہبی معاملات میں ایک جلیل القدر خاندان ہے۔

اس کے بعد میرے ساتھی نے ان سے عرض کیا: جناب! میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے ایک کام کے لیے ایک عریضے میں دُعا کی درخواست لکھ بھیجیں۔

انھوں نے فرمایا: اچھا۔

راوی کا بیان ہے کہ جب میں نے سنا تو میرا بھی دل چاہا کہ میں بھی دُعا کے لیے عریضہ لکھوں اور میرے دل میں تھا کہ اپنے فرزند ابوالعباس کی والدہ کے لیے (یعنی اپنی زوجہ کے لیے) دُعا کی درخواست کراؤں۔ جو مجھ سے بہت خفا تھی لیکن میرے دل میں اس کے لیے گنجائش تھی۔ اس بات کو مَیں نے کبھی کسی کے لیے ظاہر نہیں کیا تھا لہٰذا میں نے سوچا کہ میں اپنی اس بات کو عریضے میں بھی بیان نہ کروں۔ چنانچہ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو زندہ سلامت رکھے۔ میری بھی ایک حاجت ہے۔

انھوں نے پوچھا: کیا حاجت ہے؟

میں نے عرض کیا: میری حاجت میرے دل میں ہے اس کے لیے دُعا کی درخواست ہے۔

انھوں نے کاغذ اُٹھایا، جو اُن کے سامنے رکھا ہوا تھا اور جس پر لوگوں کی حاجتیں لکھی ہوئی تھیں۔ اس پر انھوں نے لکھا: ''زراری اپنی اس مشکل کے حل کی دُعا چاہتا ہے جو اس کے دل میں ہے''۔

اس کے بعد انھوں نے کاغذ کو طے کیا اور ہم لوگ وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے۔

کچھ دنوں بعد میرے ساتھی نے کہا: کیا ابوجعفر کے پاس نہیں چلتے کہ ان سے دریافت کریں کہ جن حاجات کے متعلق ہم نے درخواست کی تھی۔ ان کا کیا جواب آیا۔ چنانچہ ہم دونوں ان کے پاس گئے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ انھوں نے ہمیں دیکھ کر کاغذ نکالا۔ اس پر بہت سے مسائل کے جوابات لکھے ہوئے تھے۔ پہلے وہ میرے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے اور

اس کے سوال کا جواب پڑھ کر سنایا۔ پھر میری طرف رُخ کیا اور یہ جواب پڑھا: ''اور رہا زراری کا مسئلہ تو وہ شوہر و زوجہ کا قصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے مابین صلح کرادی ہے''۔

یہ جواب سن کر میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ ہم لوگ وہاں سے اُٹھ کر واپس ہوئے۔

میرے ساتھی نے کہا: اب تم کو یقین آیا؟

میں نے کہا: یقین ہی نہیں بلکہ بہت ہی تعجب ہوا۔

اس نے پوچھا: وہ کیسے؟

میں نے جواب دیا: یہ ایک راز تھا جس کو میرے اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا مگر انھوں نے اسے بتایا اور اس کا بھی بتایا۔

اس نے پوچھا: تو کیا تم کو امر ناحیہ (امامت امامِ زمانہؑ) کے متعلق شک تھا؟ اچھا تو اب بتاؤ کیا بات ہے؟

میں بے بتایا تو اس کو بھی تعجب ہوا۔

پھر قدرت کا کرنا کہ جب مَیں کوفہ واپس آیا اور اپنے مکان میں داخل ہوا تو اس وقت اُم ابی العباس (میری زوجہ) جو مجھ سے ناراض ہوکر میکے چلی گئی تھی، نے میری آمد کو سنا تو وہ خود میرے پاس آئی۔ مجھے منانے کی کوشش کرتی رہی۔ پھر مجھ سے معذرت چاہی تو میں اس سے راضی ہوگیا اور میرا اور اس کا ملاپ ہوگیا۔ پھر مرتے دم تک اس نے میری مخالفت ہی نہیں کی۔[1]

(257) وَ أَخْبَرَنِي بِهَذِهِ الْحِكَايَةِ جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي غَالِبٍ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الزُّرَارِيِّ رَحِمَهُ اللهُ إِجَازَةً وَ كَتَبَ عَنْهُ بِبَغْدَادَ أَبُو الْفَرَجِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُظَفَّرِ فِي مَنْزِلِهِ بِسُوَيْقَةِ غَالِبٍ فِي يَوْمِ الْأَحَدِ لِخَمْسٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ سَنَةَ سِتٍّ وَ خَمْسِينَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ قَالَ: كُنْتُ تَزَوَّجْتُ بِأُمِّ وَلَدِي وَ هِيَ أَوَّلُ امْرَأَةٍ تَزَوَّجْتُهَا وَ أَنَا حِينَئِذٍ حَدَثُ السِّنِّ وَ سِنِّي إِذْ ذَاكَ دُونَ الْعِشْرِينَ سَنَةً فَدَخَلْتُ بِهَا فِي مَنْزِلِ أَبِيهَا فَأَقَامَتْ فِي مَنْزِلِ أَبِيهَا سِنِينَ وَ أَنَا أَجْتَهِدُ بِهِمْ فِي أَنْ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۲۰، ح ۴۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۷، ح ۹۹ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

يُحَوِّلُوهَا إِلَى مَنْزِلِي وَ هُمْ لَا يُجِيبُونِّي إِلَى ذٰلِكَ - فَحَمَلَتْ مِنِّي فِي هَذِهِ الْمُدَّةِ وَ وَلَدَتْ بِنْتاً فَعَاشَتْ مُدَّةً ثُمَّ مَاتَتْ وَ لَمْ أَحْضُرْ فِي وِلَادَتِهَا وَلَا فِي مَوْتِهَا وَلَمْ أَرَهَا مُنْذُ وَلَدَتْ إِلَى أَنْ تُوُفِّيَتْ لِلشُّرُورِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَ بَيْنَهُمْ. ثُمَّ اصْطَلَحْنَا عَلَى أَنَّهُمْ يَحْمِلُونَهَا إِلَى مَنْزِلِي فَدَخَلْتُ إِلَيْهِمْ فِي مَنْزِلِهِمْ وَ دَافَعُونِي فِي نَقْلِ الْمَرْأَةِ إِلَيَّ وَ قُدِّرَ أَنْ حَمَلَتِ الْمَرْأَةُ مَعَ هَذِهِ الْحَالِ ثُمَّ طَالَبْتُهُمْ بِنَقْلِهَا إِلَى مَنْزِلِي عَلَى مَا اتَّفَقْنَا عَلَيْهِ فَامْتَنَعُوا مِنْ ذٰلِكَ فَعَادَ الشَّرُّ بَيْنَنَا وَ انْتَقَلْتُ عَنْهُمْ وَ وَلَدَتْ وَ أَنَا غَائِبٌ عَنْهَا بِنْتاً وَ بَقِينَا عَلَى حَالِ الشَّرِّ وَ الْمُضَارَمَةِ سِنِينَ لَا آخُذُهَا. ثُمَّ دَخَلْتُ بَغْدَادَ وَ كَانَ الصَّاحِبُ بِالْكُوفَةِ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الزجوزجيُّ رَحِمَهُ اللهُ وَ كَانَ لِي كَالْعَمِّ أَوِ الْوَالِدِ فَنَزَلْتُ عِنْدَهُ بِبَغْدَادَ وَ شَكَوْتُ إِلَيْهِ مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الشُّرُورِ الْوَاقِعَةِ بَيْنِي وَ بَيْنَ الزَّوْجَةِ وَ بَيْنَ الْأَحْمَاءِ فَقَالَ لِي تَكْتُبُ رُقْعَةً وَ تَسْأَلُ الدُّعَاءَ فِيهَا.

فَكَتَبْتُ رُقْعَةً (وَ) ذَكَرْتُ فِيهَا حَالِي وَ مَا أَنَا فِيهِ مِنْ خُصُومَةِ الْقَوْمِ لِي وَ امْتِنَاعِهِمْ مِنْ حَمْلِ الْمَرْأَةِ إِلَى مَنْزِلِي وَ مَضَيْتُ بِهَا أَنَا وَ أَبُو جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللهُ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ كَانَ فِي ذٰلِكَ الْوَاسِطَةَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ هُوَ إِذْ ذَاكَ الْوَكِيلُ فَدَفَعْنَاهَا إِلَيْهِ وَ سَأَلْنَاهُ إِنْفَاذَهَا فَأَخَذَهَا مِنِّي وَ تَأَخَّرَ الْجَوَابُ عَنِّي أَيَّاماً فَلَقِيتُهُ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ سَاءَنِي تَأَخُّرُ الْجَوَابِ عَنِّي فَقَالَ (لِي) لَا يَسُوءُكَ (هٰذَا) فَإِنَّهُ أَحَبُّ لِي وَ لَكَ وَ أَوْمَأَ (إِلَيَّ) أَنَّ الْجَوَابَ إِنْ قَرُبَ كَانَ مِنْ جِهَةِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ إِنْ تَأَخَّرَ كَانَ مِنْ جِهَةِ الصَّاحِبِ فَانْصَرَفْتُ. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَا أَحْفَظُ الْمُدَّةَ إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ قَرِيبَةً فَوَجَّهَ إِلَيَّ أَبُو جَعْفَرٍ الزجوزجيُّ رَحِمَهُ اللهُ يَوْماً مِنَ الْأَيَّامِ فَصِرْتُ إِلَيْهِ فَأَخْرَجَ لِي فَصْلاً مِنْ رُقْعَةٍ وَ قَالَ لِي هٰذَا جَوَابُ

رُقْعَتِكَ فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَنْسَخَهُ فَانْسَخْهُ وَ رُدَّهُ فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا فِيهِ وَ الزَّوْجُ وَ الزَّوْجَةُ فَأَصْلَحَ اللهُ ذَاتَ بَيْنِهِمَا وَ نَسَخْتُ اللَّفْظَ وَ رَدَدْتُ عَلَيْهِ الْفَصْلَ وَ دَخَلْنَا الْكُوفَةَ فَسَهَّلَ اللهُ لِي نَقْلَ الْمَرْأَةِ بِأَيْسَرِ كُلْفَةٍ وَ أَقَامَتْ مَعِي سِنِينَ كَثِيرَةً وَ رُزِقْتُ مِنِّي أَوْلَاداً وَ أَسَأْتُ إِلَيْهَا إِسَاءَاتٍ وَ اسْتَعْمَلْتُ مَعَهَا كُلَّ مَا لَا تَصْبِرُ النِّسَاءُ عَلَيْهِ فَمَا وَقَعَتْ بَيْنِي وَ بَيْنَهَا لَفْظَةُ شَرٍّ وَلَا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ أَهْلِهَا إِلَى أَنْ فَرَّقَ الزَّمَانُ بَيْنَنَا.

قالوا: قال أبو غالب رحمه الله: و كنت قديما قبل هذه الحال قد كتبت رقعة أسأل فيها أن يقبل ضيعتى، ولم يكن اعتقادى فى ذلك الوقت التقرب إلى الله عز وجل بهذه الحال، وإنما كان شهوة منى للاختلاط بالنوبختيين والدخول معهم فيما كانوا (فيه) من الدنيا، فلم أجب إلى ذلك وألححت فى ذلك، فكتب إلى أن اختر من تثق به فاكتب الضيعة باسمه فإنك تحتاج إليها. فكتبتها باسم أبي القاسم موسى بن الحسن الزجوزجى ابن أخي أبي جعفر رحمه الله لثقتي به وموضعه من الديانة والنعمة.

فلم تمض الأيام حتى أسرونى الاعراب ونهبوا الضيعة التى كنت أملكها، وذهب منى فيها من غلاتى ودوابى وآلتى نحو من ألف دينار، وأقمت فى أسرهم مدة إلى أن اشتريت نفسى بمائة دينار وألف وخمسمائة درهم، (و) لزمنى فى أجرة الرسل نحو من خمسمائة درهم، فخرجت واحتجت إلى الضيعة فبعتها.

اور ابوغالب احمد بن محمد بن سلیمان زراری کا یہ قصہ مجھ سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا نیز ابوالفرج بن مظفر نے بغداد کے محلہ سویق غالب میں اپنے گھر کے اندر بروز اتوار مورخہ ۵ ذی الحجہ ۳۵۶ ہجری کو ابوغالب سے سن کر یہ واقعہ لکھا:

ابوغالب کا بیان ہے کہ میں نے اپنے لڑکے کی ماں سے شادی کی تو یہ پہلی عورت تھی

جس سے مَیں نے شادی کی تھی۔ اس وقت میں بیس سال کا تھا۔ میں شروع ہی سے اس کے باپ کے گھر (سسرال) رہتا رہا تا آنکہ میں نے اس کے ماں باپ وغیرہ سے اپنی زوجہ کو اپنے گھر لانے کے لیے بڑی کوشش اور منت سماجت کی لیکن ان لوگوں نے اسے رخصت نہ کیا۔ اسی دوران اس کے بطن سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جو کچھ دنوں کے بعد مرگئی مگر میں نہ تو اس کی پیدائش کے موقعے پر اس کو دیکھنے کے لیے گیا اور نہ اس کی اس موت پر۔ ان لوگوں سے میرا نزاع اور بڑھ گیا۔

بالآخر میری اور ان کی صلح اس بات پر ہوئی کہ وہ میری زوجہ کو رخصت کردیں گے لیکن جب میں زوجہ کو لینے کے لیے گیا تو انھوں نے رخصتی سے پھر انکار کردیا اور یہ معاملہ مزید التوا میں پڑگیا۔ میں نے کچھ عرصے بعد پھر مطالبہ کیا تو انھوں نے منع کیا اور نزاع بڑھتی ہی چلی گئی اور یہ نزاع کئی برس تک رہی۔ اسی دوران ایک بیٹی کی ولادت اور ہوگئی لیکن میں اپنی زوجہ کو حاصل نہ کرسکا۔ اس کے بعد میں بغداد چلا گیا۔ اس وقت کوفہ کے حاکم ابوجعفر محمد بن احمد زجوزجی تھے جو میرے لیے مثل چچا یا باپ کے تھے۔ میں نے ان کے یہاں قیام کیا اور اپنے نزائی مسئلے کے بارے میں سب کچھ انھیں بتا دیا۔ انھوں نے مشورہ دیا کہ تم (امام زمانہؑ کو) ایک عریضہ لکھو اور ان سے دُعا کی سفارش کرو۔

پس میں نے ایک عریضہ لکھا جس میں اپنی زوجہ کے بارے میں اپنے سسرال والوں سے جھگڑے کا مفصل بیان لکھا اور پھر وہ عریضہ لے کر ہم دونوں محمد بن علی کے پاس گئے جو اس وقت حسین بن روح اور ہم لوگوں کے درمیان واسطہ اور وکیل تھے۔ اور اپنا عریضہ روانہ کریں۔ انھوں نے میرا عریضہ لے لیا مگر جواب میں کئی دن کی تاخیر ہوگئی۔ میں پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جواب میں تاخیر سے مجھے بڑی تکلیف ہے۔

انھوں نے کہا: اس کا غم نہ کرو یہ اچھا ہے کہ جواب میں تاخیر ہے۔ اس لیے کہ اگر جواب جلد آتا ہے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ حسین بن روح کی طرف سے تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ اس کا جواب حضرت صاحب الزمانؑ کی طرف سے آنے والا ہے۔

یہ سن کر مَیں واپس آگیا۔ اس کے بعد تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ابوجعفر زجوزجی نے

میرے پاس آدمی بھیجا۔ جب میں پہنچا تو انھوں نے ایک رقعہ نکالا اور کہا: یہ لو تمھارے عریضے کا جواب آگیا۔ اگر چاہو تو اسے نقل کرلو اور یہ مجھے واپس کردو۔

میں نے لے کر پڑھا تو اس میں لکھا تھا: ''شوہر و زوجہ کے درمیان اللہ تعالیٰ نے صلح کرا دی''۔

میں نے اس جواب کو نقل کرکے انھیں واپس کردیا اور کوفہ آیا اور ذرا سی کوشش سے میری زوجہ مجھے مل گئی۔ پھر وہ برسوں میرے پاس رہی۔ اس سے میری اولاد بھی پیدا ہوئی۔ میں نے اس کو دُکھ بھی پہنچائے اور وہ کام بھی کیے جسے کوئی عورت برداشت نہیں کیا کرتی لیکن اس کے باوجود ہمارے مابین کوئی فساد نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے گھر والوں سے کوئی نزاع ہوا یہاں تک کہ میرے اور اس کے درمیان زمانے نے جدائی ڈال دی۔ لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ ابوغالب کا بیان ہے کہ اس قصے سے بہت پہلے مَیں ایک رقعہ اور لکھ چکا تھا اور اس میں درخواست کرچکا تھا کہ آپ میری جائیداد قبول فرمالیں۔ اس میں میری نیت قربۃً الی اللہ کی نہیں تھی بلکہ خواہش یہ تھی کہ اس طرح خاندان نوبخت سے میرا میل ملاپ بڑھے اور دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ شامل ہوجاؤں مگر اس عریضے کا مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ میں نے دوبارہ لکھا تو جواب آیا۔ اس کے لیے کسی ایسے شخص کو منتخب کرو جو تمھارے نزدیک معتبر ہو جس کے نام یہ جائیداد لکھ دو اس لیے کہ تمھیں اس جائیداد کی ضرورت درپیش آئے گی۔

چنانچہ میں نے اپنی جائیداد ابوالقاسم موسیٰ بن حسن زجوزجی کے نام لکھ دی۔ یہ ابوجعفر زجوزجی کے بھائی کے فرزند تھے۔ وہ میرے لیے قابلِ بھروسہ، دیانت اور دولت میں ایک مقام رکھتے تھے۔ چنانچہ اس امر کو ابھی کچھ زیادہ دن بھی نہیں گزرے تھے کہ عربوں نے مجھے گرفتار کرلیا اور میری ساری جائیداد لوٹ لی یہاں تک کہ اناج آلات اور مویشی وغیرہ بھی لے گئے جس کی قیمت تقریباً ایک ہزار دینار ہوتی تھی۔ میں ان کی قید میں ایک مدت تک پڑا رہا بالآخر میں نے خود کو ان سے نجات دلانے کے لیے ایک سو دینار اور ڈیڑھ ہزار درہم مزید ادا کیے اور اب مجھے اس جائیداد کی ضرورت پیش آئی تو میں نے اس کو فروخت کردیا۔ [1]

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۲، ح ۴۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۸، ح ۱۰۰ (مختصراً)

(258) وَ أَخْبَرَنِي ٱلْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ ٱللهِ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ ٱلْقُمِّيِّ رَحِمَهُ ٱللهُ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ قَالَ: أَنْفَذَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ٱلشَّلْمَغَانِيُّ ٱلْعَزَاقِرِيُّ إِلَى ٱلشَّيْخِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ يَسْأَلُهُ أَنْ يُبَاهِلَهُ وَ قَالَ أَنَا صَاحِبُ ٱلرَّجُلِ وَ قَدْ أُمِرْتُ بِإِظْهَارِ ٱلْعِلْمِ وَ قَدْ أَظْهَرْتُهُ بَاطِناً وَ ظَاهِراً فَبَاهِلْنِي فَأَنْفَذَ إِلَيْهِ ٱلشَّيْخُ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فِي جَوَابِ ذٰلِكَ أَيُّنَا تَقَدَّمَ صَاحِبَهُ فَهُوَ ٱلْمَخْصُومُ فَتَقَدَّمَ ٱلْعَزَاقِرِيُّ فَقُتِلَ وَ صُلِبَ وَ أُخِذَ مَعَهُ ٱبْنُ أَبِي عَوْنٍ وَ ذٰلِكَ فِي سَنَةِ ثَلَاثٍ وَ عِشْرِينَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ.

ابوعلی بن ہمام سے روایت ہے کہ محمد بن علی شلمغانی عزاقری نے شیخ حسین بن روح کے پاس خط بھیجا کہ آپ مجھ سے مباہلہ کرلیں کیونکہ میں امام زمانہؑ کا مصاحب ہوں۔ مجھے حکم ملا ہے کہ میں اظہارِ علم کروں اور میں نے ظاہری و باطنی طور پر اس کا اظہار بھی کیا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو میں مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

شیخ حسین بن روح نے اس کے جواب میں لکھا: ہم دونوں میں سے جو بھی دوسرے کے مقابلے کے لیے پیش قدمی کرے گا وہ مغلوب ہوگا۔

چنانچہ عزاقری نے پیش قدمی کی تو وہ قتل کر دیا گیا اور اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ابن ابی عون بھی ماخوذ ہوا اور یہ واقعہ ۳۲۳ ہجری کا ہے۔ [1]

(259) قَالَ ٱبْنُ نُوحٍ وَ أَخْبَرَنِي جَدِّي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ ٱلْعَبَّاسِ بْنِ نُوحٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ صَالِحٍ ٱلصَّيْمَرِيُّ قَالَ: لَمَّا أَنْفَذَ ٱلشَّيْخُ أَبُو ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ ٱلتَّوْقِيعَ فِي لَعْنِ ٱبْنِ أَبِي ٱلْعَزَاقِرِ أَنْفَذَهُ مِنْ مَحْبَسِهِ فِي دَارِ ٱلْمُقْتَدِرِ إِلَى شَيْخِنَا أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ رَحِمَهُ ٱللهُ فِي ذِي ٱلْحِجَّةِ سَنَةَ ٱثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ وَ أَمْلَاهُ أَبُو عَلِيٍّ رَحِمَهُ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۲۳، ح ۴۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۸، ح ۱۰۱؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۲۲، ح ۳۹

ٱللهُ عَلَيَّ وَ عَرَّفَنِي أَنَّ أَبَا ٱلْقَاسِمِ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ رَاجَعَ فِي تَرْكِ إِظْهَارِهِ فَإِنَّهُ فِي يَدِ ٱلْقَوْمِ وَ [فِي] حَبْسِهِمْ فَأُمِرَ بِإِظْهَارِهِ وَ أَنْ لَا يَخْشَى وَ يَأْمَنَ فَتَخَلَّصَ فَخَرَجَ مِنَ ٱلْحَبْسِ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمُدَّةٍ يَسِيرَةٍ وَ ٱلْحَمْدُ لِلّٰهِ.

ابو محمد حسن بن جعفر بن اسماعیل بن صالح صمیری سے روایت ہے کہ جب شیخ ابوالقاسم حسین بن روح نے ابن ابی عزاقر پر لعنت والی توقیع بھیجی اور اس نے اسے وہیں سے ذی الحجہ ۳۱۲ ہجری کو جہاں سے وہ مقتدر کے گھر قید تھا، ہمارے شیخ ابوعلی بن ہمام کی طرف بھیجا اور ابوعلی نے اسے نقل کرلیا اور مجھے بتایا گیا کہ ابوالقاسم نے اس توقیع کو عام نہ کرنے کی تجویز دی ہے کیونکہ وہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں اور ان کی قید میں تھا۔ لیکن اسے حکم دیا گیا کہ وہ اسے عام کردے اور خوف نہ کھائے۔ وہ امن و سلامتی میں رہے گا۔ پس بحمد اللہ اسے تھوڑی ہی دیر بعد رہا کر دیا گیا۔ [1]

(260) قَالَ وَ وَجَدْتُ فِي أَصْلٍ عَتِيقٍ كُتِبَ بِٱلْأَهْوَازِ فِي ٱلْمُحَرَّمِ سَنَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ أَبُو عَبْدِ ٱللهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مُحَمَّدِ [بْنِ عُمَرَ] بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ ٱلْجُرْجَانِيُّ قَالَ: كُنْتُ بِمَدِينَةِ قُمَّ فَجَرَى بَيْنَ إِخْوَانِنَا كَلَامٌ فِي أَمْرِ رَجُلٍ أَنْكَرَ وَلَدَهُ فَأَنْفَذُوا رَجُلاً إِلَى ٱلشَّيْخِ صَانَهُ ٱللهُ. وَ كُنْتُ حَاضِراً عِنْدَهُ أَيَّدَهُ ٱللهُ فَدَفَعَ إِلَيْهِ ٱلْكِتَابَ فَلَمْ يَقْرَأْهُ وَ أَمَرَهُ أَنْ يَذْهَبَ إِلَى أَبِي عَبْدِ ٱللهِ ٱلْبَزَوْفَرِيِّ أَعَزَّهُ ٱللهُ لِيُجِيبَ عَنِ ٱلْكِتَابِ فَصَارَ إِلَيْهِ وَ أَنَا حَاضِرٌ فَقَالَ [لَهُ] أَبُو عَبْدِ ٱللهِ ٱلْوَلَدُ وَلَدُهُ وَ وَاقَعَهَا فِي يَوْمِ كَذَا وَ كَذَا فِي مَوْضِعِ كَذَا وَ كَذَا فَقُلْ لَهُ فَيَجْعَلُ ٱسْمَهُ مُحَمَّداً فَرَجَعَ ٱلرَّسُولُ إِلَى ٱلْبَلَدِ وَ عَرَّفَهُمْ وَ وَضَحَ عِنْدَهُمُ ٱلْقَوْلُ وَ وُلِدَ ٱلْوَلَدُ وَ سُمِّيَ مُحَمَّداً.

ابو محمد حسن بن علی بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۲۴، ح ۴۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۸۹، ح ۱۰۲

جرجانی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں شہرِ قم میں موجود تھا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے سے انکار کر دیا۔ اس کے متعلق آپس میں بحث شروع ہوگئی تو لوگوں نے شیخ (حسین بن روحؒ) کے پاس ایک آدمی کے ہاتھ خط بھیجا مگر انھوں نے اس خط کو بغیر پڑھے ہوئے واپس کر دیا اور کہا کہ یہ خط ابوعبداللہ بزوفری کے پاس لے جاؤ وہ اس کا جواب دیں گے۔ وہ قاصد خط لے کر ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے جواب دیا: ''دراصل بیٹا اسی شخص کا ہے اس نے فلاں روز فلاں مقام پر اپنی زوجہ سے مباشرت کی تھی (اور وہ حاملہ ہوئی)۔ اس سے کہہ دینا کہ جب بیٹا پیدا ہو تو اس کا نام محمد رکھے''۔

چنانچہ قاصد یہ جواب لے کر قم واپس آیا اور لوگوں کو بتایا کہ یہ جواب ملا ہے لہٰذا جب لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام محمد رکھا۔ ①

(261) قَالَ اِبْنُ نُوحٍ وَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنُ مُحَمَّدُ بْنُ سَوْرَةَ الْقُمِّيُّ رَحِمَهُ اللهُ حِينَ قَدِمَ عَلَيْنَا حَاجّاً قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ يُوسُفَ الصَّائِغُ الْقُمِّيُّ وَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الصَّيْرَفِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ الدَّلاَّلِ وَ غَيْرُهُمَا مِنْ مَشَايِخِ أَهْلِ قُمَّ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ كَانَتْ تَحْتَهُ بِنْتُ عَمِّهِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ فَلَمْ يُرْزَقْ مِنْهَا وَلَداً. فَكَتَبَ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنْ يَسْأَلَ الْحَضْرَةَ أَنْ يَدْعُوَ اللهَ أَنْ يَرْزُقَهُ أَوْلاَداً فُقَهَاءَ فَجَاءَ الْجَوَابُ. أَنَّكَ لاَ تُرْزَقُ مِنْ هَذِهِ وَ سَتَمْلِكُ جَارِيَةً دَيْلَمِيَّةً وَ تُرْزَقُ مِنْهَا وَلَدَيْنِ فَقِيهَيْنِ. قَالَ وَ قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ سَوْرَةَ حَفِظَهُ اللهُ وَ لِأَبِي الْحَسَنِ بْنِ بَابَوَيْهِ رَحِمَهُ اللهُ ثَلاَثَةُ أَوْلاَدٍ مُحَمَّدٌ وَ الْحُسَيْنُ فَقِيهَانِ مَاهِرَانِ فِي الْحِفْظِ وَ يَحْفَظَانِ مَا لاَ يَحْفَظُ غَيْرُهُمَا مِنْ أَهْلِ قُمَّ وَ لَهُمَا أَخٌ اِسْمُهُ الْحَسَنُ وَ هُوَ الْأَوْسَطُ مُشْتَغِلٌ بِالْعِبَادَةِ وَ الزُّهْدِ لاَ يَخْتَلِطُ بِالنَّاسِ وَ لاَ فِقْهَ لَهُ. قَالَ اِبْنُ

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۲۴، ح ۴۳؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۶۸۹، ح ۱۰۳

سَوْرَةَ كُلَّمَا رَوَى أَبُو جَعْفَرٍ وَ أَبُو عَبْدِ اللهِ اِبْنَا عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ شَيْئاً يَتَعَجَّبُ النَّاسُ مِنْ حِفْظِهِمَا وَ يَقُولُونَ لَهُمَا هَذَا الشَّأْنُ خُصُوصِيَّةٌ لَكُمَا بِدَعْوَةِ الْإِمَامِ لَكُمَا وَ هَذَا أَمْرٌ مُسْتَفِيضٌ فِي أَهْلِ قُمَّ.

علی بن حسن بن یوسف صائغ قمی اور محمد بن احمد بن محمد صیرفی المعروف دلال وغیرہما مشائخ اہل قم سے روایت ہے کہ علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ کی شادی ان کے چچا محمد بن موسیٰ بن بابویہ کی دختر سے ہوئی تھی مگر ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی تھی تو انھوں نے شیخ حسین بن روحؒ کو خط لکھا کہ آپؒ ان (امام زمانہؑ) سے عرض کریں کہ وہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایسی اولاد عطا فرمائے جو فقیہ (عالم دین) ہو۔

پس جواب آیا کہ اس زوجہ سے کوئی اولاد نہ ہوگی البتہ ایک دیلمی کنیز تمھاری ملکیت میں آئے گی۔ اس سے اللہ تمھیں دو فرزند عطا فرمائے گا اور وہ دونوں فقیہ ہوں گے۔

ابوعبداللہ بن سورہ کا بیان ہے کہ ابوالحسن بن بابویہ کے یہاں تین فرزند پیدا ہوئے ان میں سے محمد اور حسین دونوں بھائی ایسے ماہر علم اور صاحبِ حافظ تھے کہ اہلِ قم میں ان کا کوئی بھی مثیل و نظیر نہ تھا اور دونوں کے ایک بھائی اور تھے جن کا نام حسن تھا۔ یہ منجھلے تھے جو بڑے عبادت گزار اور صاحب زُہد تھے۔ لوگوں سے کم ملتے تھے لیکن فقیہ نہ تھے۔

ابن سورہ کا مزید بیان ہے کہ جب کبھی علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ کے دونوں فرزند ابوجعفر اور ابوعبداللہ کوئی روایت بیان کرتے تو لوگ ان دونوں کے حافظ پر حیرت کرتے اور کہا کرتے کہ یہ خصوصیت آپ دونوں کو امام زمانہؑ کی دُعاؤں کی برکت سے حاصل ہوئی ہے اور اہلِ قم میں یہ امر بہت مشہور ہے۔ ①

(262) قَالَ: وَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ بْنَ سَوْرَةَ الْقُمِّيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ سَرْوَراً وَ كَانَ رَجُلاً عَابِداً مُجْتَهِداً لَقِيتُهُ بِالْأَهْوَازِ غَيْرَ أَنِّي نَسِيتُ نَسَبَهُ يَقُولُ: كُنْتُ أَخْرَسَ لاَ أَتَكَلَّمُ فَحَمَلَنِي أَبِي وَ عَمِّي فِي صِبَايَ وَ

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۲۴؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۱۰۴، ص ۶۸۹؛ تبصرة الولی، حدیث ۵۷؛ فرج المهموم، ص ۲۵۸؛ خرائج والجرائح، جلد ۲، ص ۱۱۳، ص ۷۹۰

سِنِّي إِذْ ذَاكَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ أَوْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ إِلَى ٱلشَّيْخِ أَبِي ٱلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَاهُ أَنْ يَسْأَلَ ٱلْحَضْرَةَ أَنْ يَفْتَحَ اللهُ لِسَانِي. فَذَكَرَ ٱلشَّيْخُ أَبُو ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ أَنَّكُمْ أُمِرْتُمْ بِالْخُرُوجِ إِلَى ٱلْحَائِرِ. قَالَ سَرْوَرٌ فَخَرَجْنَا أَنَا وَ أَبِي وَ عَمِّي إِلَى ٱلْحَائِرِ فَاغْتَسَلْنَا وَ زُرْنَا قَالَ فَصَاحَ بِي أَبِي وَ عَمِّي يَا سَرْوَرُ فَقُلْتُ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ لَبَّيْكَ فَقَالَ لِي وَيْحَكَ تَكَلَّمْتَ فَقُلْتُ نَعَمْ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ سَوْرَةَ [وَ] كَانَ سَرْوَرٌ هٰذَا رَجُلاً لَيْسَ بِجَهْوَرِيِّ ٱلصَّوْتِ.

ابوعبداللہ بن سورہ سے روایت ہے کہ مسرور نامی شخص جو عابد اور مجتہد تھا اس کا نسب ئیں بھول رہا ہوں جس سے اَہواز میں میری ملاقات بھی ہوچکی ہے اس کا بیان ہے کہ میں اپنے بچپنے کے زمانے میں قوت گویائی نہ رکھتا تھا۔ جب میری عمر چودہ سال ہوئی اور بولنے سے قاصر رہا تو میرے والد اور چچا مجھے شیخ حسین بن روحؒ کے پاس لے گئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ ان (امام زمانہؑ) سے گزارش کریں کہ آنجناب اس بچے کے لیے اللہ سے دُعا فرمائیں تاکہ یہ بولنے لگے۔

شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ نے بتایا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے کہ حائر (کربلا) جاؤ۔

سرور کا بیان ہے کہ یہ حکم پاتے ہی میرے والد اور چچا کربلا پہنچے، غسل کیا اور زیارت کی۔ پھر میرے والد اور چچا نے مجھے پکارا: اے سرور!

میں نے کہا: لبیک۔

انھوں نے کہا: ارے! تم تو بولنے لگے۔

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

عبداللہ بن سورہ کا بیان ہے کہ یہ شخص (یعنی سرور) بلند آواز سے نہیں بولتا تھا۔ [1]

(263) أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلنُّعْمَانِ وَ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ

[1] بحارالانوار: جلد۵۱، ص ۳۲۵، ح۴۳؛ اثبات الھداۃ: جلد۳، ص ۶۹۰، ح ۱۰۵؛ الخرائج والجرائح: جلد۳، ص ۱۱۲۲، ح۳۰؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۲۲، ح۱۲۷

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ ٱلصَّفْوَانِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: رَأَيْتُ ٱلْقَاسِمَ بْنَ ٱلْعَلَاءِ وَ قَدْ عُمِّرَ مِائَةَ سَنَةٍ وَ سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً مِنْهَا ثَمَانُونَ سَنَةً صَحِيحَ ٱلْعَيْنَيْنِ لَقِيَ مَوْلَانَا أَبَا ٱلْحَسَنِ وَ أَبَا مُحَمَّدٍ ٱلْعَسْكَرِيَّيْنِ عَلَيْهِمَا ٱلسَّلَامُ. وَ حُجِبَ بَعْدَ ٱلثَّمَانِينَ وَ رُدَّتْ عَلَيْهِ عَيْنَاهُ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِسَبْعَةِ أَيَّامٍ. وَ ذٰلِكَ أَنِّي كُنْتُ مُقِيماً عِنْدَهُ بِمَدِينَةِ ٱلرَّانِ مِنْ أَرْضِ آذَرْبَايِجَانَ وَ كَانَ لَا تَنْقَطِعُ تَوْقِيعَاتُ مَوْلَانَا صَاحِبِ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ عَلَى يَدِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ ٱلْعَمْرِيِّ وَ بَعْدَهُ عَلَى [يَدِ] أَبِي ٱلْقَاسِمِ [ٱلْحُسَيْنِ] بْنِ رَوْحٍ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُمَا فَانْقَطَعَتْ عَنْهُ ٱلْمُكَاتَبَةُ نَحْواً مِنْ شَهْرَيْنِ فَقَلِقَ رَحِمَهُ اللهُ لِذٰلِكَ. فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ نَأْكُلُ إِذْ دَخَلَ ٱلْبَوَّابُ مُسْتَبْشِراً فَقَالَ لَهُ فَيْجُ ٱلْعِرَاقِ لَا يُسَمَّى بِغَيْرِهِ فَاسْتَبْشَرَ ٱلْقَاسِمُ وَ حَوَّلَ وَجْهَهُ إِلَى ٱلْقِبْلَةِ فَسَجَدَ وَ دَخَلَ كَهْلٌ قَصِيرٌ يُرَى أَثَرُ ٱلْفُيُوجِ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِصْرِيَّةٌ وَ فِي رِجْلِهِ نَعْلٌ مَحَامِلِيٌّ وَ عَلَى كَتِفِهِ مِخْلَاةٌ. فَقَامَ ٱلْقَاسِمُ فَعَانَقَهُ وَ وَضَعَ ٱلْمِخْلَاةَ عَنْ عُنُقِهِ وَ دَعَا بِطَشْتٍ وَ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَهُ وَ أَجْلَسَهُ إِلَى جَانِبِهِ فَأَكَلْنَا وَ غَسَلْنَا أَيْدِيَنَا فَقَامَ ٱلرَّجُلُ فَأَخْرَجَ كِتَاباً أَفْضَلَ مِنَ ٱلنِّصْفِ ٱلْمُدَرَّجِ فَنَاوَلَهُ ٱلْقَاسِمَ فَأَخَذَهُ وَ قَبَّلَهُ وَ دَفَعَهُ إِلَى كَاتِبٍ لَهُ يُقَالُ لَهُ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَأَخَذَهُ أَبُو عَبْدِ اللهِ فَفَضَّهُ وَ قَرَأَهُ حَتَّى أَحَسَّ ٱلْقَاسِمُ بِنِكَايَةٍ. فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ خَيْرٌ فَقَالَ خَيْرٌ فَقَالَ وَيْحَكَ خَرَجَ فِيَّ شَيْءٌ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ مَا تَكْرَهُ فَلَا قَالَ ٱلْقَاسِمُ فَمَا هُوَ قَالَ نَعْيُ ٱلشَّيْخِ إِلَى نَفْسِهِ بَعْدَ وُرُودِ هٰذَا ٱلْكِتَابِ بِأَرْبَعِينَ يَوْماً وَ قَدْ حُمِلَ إِلَيْهِ سَبْعَةُ أَثْوَابٍ فَقَالَ ٱلْقَاسِمُ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِي فَقَالَ فِي سَلَامَةٍ مِنْ دِينِكَ فَضَحِكَ رَحِمَهُ اللهُ فَقَالَ مَا أُؤَمِّلُ بَعْدَ هٰذَا ٱلْعُمُرِ. فَقَالَ [فَقَامَ] ٱلرَّجُلُ ٱلْوَارِدُ فَأَخْرَجَ مِنْ مِخْلَاتِهِ ثَلَاثَةَ أُزُرٍ وَ حِبَرَةً يَمَانِيَّةً حَمْرَاءَ وَ عِمَامَةً وَ ثَوْبَيْنِ وَ مِنْدِيلاً

Scanned with CamScanner

فَأَخَذَهُ ٱلْقَاسِمُ وَ كَانَ عِنْدَهُ قَمِيصٌ خَلَعَهُ عَلَيْهِ مَوْلاَنَا ٱلرِّضَا أَبُو ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ كَانَ لَهُ صَدِيقٌ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ ٱلرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ ٱلْبَدْرِيُّ وَ كَانَ شَدِيدَ ٱلنَّصْبِ وَ كَانَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ ٱلْقَاسِمِ نَضَّرَ ٱللهُ وَجْهَهُ مَوَدَّةٌ فِي أُمُورِ ٱلدُّنْيَا شَدِيدَةٌ وَ كَانَ ٱلْقَاسِمُ يَوَدُّهُ وَ [قَدْ] كَانَ عَبْدُ ٱلرَّحْمٰنِ وَافَى إِلَى ٱلدَّارِ لِإِصْلاَحٍ بَيْنَ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ حَمْدُونٍ ٱلْهَمْدَانِيِّ وَ بَيْنَ خَتَنِهِ ابْنِ ٱلْقَاسِمِ. فَقَالَ ٱلْقَاسِمُ لِشَيْخَيْنِ مِنْ مَشَايِخِنَا ٱلْمُقِيمَيْنِ مَعَهُ أَحَدُهُمَا يُقَالُ لَهُ أَبُو حَامِدٍ عِمْرَانُ بْنُ ٱلْمُفَلَّسِ وَ ٱلْآخَرُ أَبُو عَلِيِّ بْنُ جَحْدَرٍ أَنْ أَقْرِئَا هٰذَا ٱلْكِتَابَ عَبْدَ ٱلرَّحْمٰنِ بْنَ مُحَمَّدٍ فَإِنِّي أُحِبُّ هِدَايَتَهُ وَ أَرْجُو [أَنْ] يَهْدِيَهُ ٱللهُ بِقِرَاءَةِ هٰذَا ٱلْكِتَابِ فَقَالاَ لَهُ ٱللهَ ٱللهَ ٱللهَ فَإِنَّ هٰذَا ٱلْكِتَابَ لَا يَحْتَمِلُ مَا فِيهِ خَلْقٌ مِنَ ٱلشِّيعَةِ فَكَيْفَ عَبْدُ ٱلرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ. فَقَالَ أَنَا أَعْلَمُ أَنِّي مُفْشٍ لِسِرٍّ لَا يَجُوزُ لِي إِعْلاَنُهُ لَكِنْ مِنْ مَحَبَّتِي لِعَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ شَهْوَتِي أَنْ يَهْدِيَهُ ٱللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لِهٰذَا ٱلْأَمْرِ هُوَ ذَا أُقْرِئُهُ ٱلْكِتَابَ. فَلَمَّا مَرَّ [فِي] ذٰلِكَ ٱلْيَوْمِ وَ كَانَ يَوْمُ ٱلْخَمِيسِ لِثَلاَثَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَجَبٍ دَخَلَ عَبْدُ ٱلرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَ سَلَّمَ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ ٱلْقَاسِمُ ٱلْكِتَابَ فَقَالَ لَهُ اِقْرَأْ هٰذَا ٱلْكِتَابَ وَ اُنْظُرْ لِنَفْسِكَ فَقَرَأَ عَبْدُ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلْكِتَابَ فَلَمَّا بَلَغَ إِلَى مَوْضِعِ ٱلنَّعْيِ رَمَى ٱلْكِتَابَ عَنْ يَدِهِ وَ قَالَ لِلْقَاسِمِ يَا بَا مُحَمَّدٍ اِتَّقِ ٱللهَ فَإِنَّكَ رَجُلٌ فَاضِلٌ فِي دِينِكَ مُتَمَكِّنٌ مِنْ عَقْلِكَ وَ ٱللهُ عَزَّ وَ جَلَّ يَقُولُ وَ مَا تَدْرِي نَفْسٌ مَا ذَا تَكْسِبُ غَداً وَ مَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ. وَ قَالَ: عَالِمُ ٱلْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَداً. فَضَحِكَ ٱلْقَاسِمُ وَ قَالَ لَهُ أَتِمَّ ٱلْآيَةَ إِلاَّ مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ - وَ مَوْلاَيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ ٱلرِّضَا مِنَ ٱلرَّسُولِ وَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَقُولُ هٰذَا وَ لَكِنْ أَرِّخِ ٱلْيَوْمَ فَإِنْ أَنَا عِشْتُ بَعْدَ هٰذَا ٱلْيَوْمِ ٱلْمُؤَرَّخِ فِي هٰذَا

ٱلْكِتَابِ فَاعْلَمْ أَنِّي لَسْتُ عَلَى شَيْءٍ وَ إِنْ أَنَا مِتُّ فَانْظُرْ لِنَفْسِكَ فَوَرَّخَ عَبْدُ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلْيَوْمَ وَ افْتَرَقُوا. وَ حُمَّ ٱلْقَاسِمُ يَوْمَ ٱلسَّابِعِ مِنْ وُرُودِ ٱلْكِتَابِ وَ اشْتَدَّتْ بِهِ فِي ذٰلِكَ ٱلْيَوْمِ ٱلْعِلَّةُ وَ اسْتَنَدَ فِي فِرَاشِهِ إِلَى ٱلْحَائِطِ وَ كَانَ ابْنُهُ ٱلْحَسَنُ بْنُ ٱلْقَاسِمِ مُدْمِناً عَلَى شُرْبِ ٱلْخَمْرِ وَ كَانَ مُتَزَوِّجاً إِلَى أَبِي عَبْدِ ٱللهِ بْنِ حَمْدُونٍ ٱلْهَمْدَانِيِّ وَ كَانَ جَالِساً وَ رِدَاؤُهُ مَسْتُورٌ عَلَى وَجْهِهِ فِي نَاحِيَةٍ مِنَ ٱلدَّارِ وَ أَبُو حَامِدٍ فِي نَاحِيَةٍ وَ أَبُو عَلِيِّ بْنُ جَحْدَرٍ وَ أَنَا وَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ ٱلْبَلَدِ نَبْكِي إِذِ اتَّكَأَ ٱلْقَاسِمُ عَلَى يَدَيْهِ إِلَى خَلْفٍ وَ جَعَلَ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِيُّ يَا حَسَنُ يَا حُسَيْنُ يَا مَوَالِيَّ كُونُوا شُفَعَائِي إِلَى ٱللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قَالَهَا ٱلثَّانِيَةَ وَ قَالَهَا ٱلثَّالِثَةَ. فَلَمَّا بَلَغَ فِي ٱلثَّالِثَةِ يَا مُوسَى يَا عَلِيُّ تَفَرْقَعَتْ أَجْفَانُ عَيْنَيْهِ كَمَا يُفَرْقِعُ ٱلصِّبْيَانُ شَقَائِقَ ٱلنُّعْمَانِ وَ انْتَفَخَتْ حَدَقَتُهُ وَ جَعَلَ يَمْسَحُ بِكُمِّهِ عَيْنَيْهِ وَ خَرَجَ مِنْ عَيْنَيْهِ شَبِيهٌ بِمَاءِ ٱللَّحْمِ مَدَّ طَرْفَهُ إِلَى ابْنِهِ فَقَالَ يَا حَسَنُ إِلَيَّ يَا بَا حَامِدٍ [إِلَيَّ] يَا بَا عَلِيٍّ [إِلَيَّ] فَاجْتَمَعْنَا حَوْلَهُ وَ نَظَرْنَا إِلَى ٱلْحَدَقَتَيْنِ صَحِيحَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ أَبُو حَامِدٍ تَرَانِي وَ جَعَلَ يَدَهُ عَلَى كُلِّ وَاحِدٍ مِنَّا وَ شَاعَ ٱلْخَبَرُ فِي ٱلنَّاسِ وَ ٱلْعَامَّةِ وَ انْتَابَهُ ٱلنَّاسُ مِنَ ٱلْعَوَامِّ يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ وَ رَكِبَ ٱلْقَاضِي إِلَيْهِ وَ هُوَ أَبُو ٱلسَّائِبِ عُتْبَةُ بْنُ عُبَيْدِ ٱللهِ ٱلْمَسْعُودِيُّ وَ هُوَ قَاضِي ٱلْقُضَاةِ بِبَغْدَادَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ يَا بَا مُحَمَّدٍ مَا هٰذَا ٱلَّذِي بِيَدِي وَ أَرَاهُ خَاتَماً فَصُّهُ فَيْرُوزَجٌ فَقَرَّبَهُ مِنْهُ فَقَالَ عَلَيْهِ ثَلاَثَةُ أَسْطُرٍ فَتَنَاوَلَهُ ٱلْقَاسِمُ رَحِمَهُ ٱللهُ فَلَمْ يُمْكِنْهُ قِرَاءَتُهُ وَ خَرَجَ ٱلنَّاسُ مُتَعَجِّبِينَ يَتَحَدَّثُونَ بِخَبَرِهِ وَ الْتَفَتَ [ٱلْقَاسِمُ] إِلَى ابْنِهِ ٱلْحَسَنِ فَقَالَ لَهُ. إِنَّ ٱللهَ مُنَزِّلُكَ مَنْزِلَةً وَ مُرَتِّبُكَ مَرْتَبَةً فَاقْبَلْهَا بِشُكْرٍ فَقَالَ لَهُ ٱلْحَسَنُ يَا أَبَهْ قَدْ قَبِلْتُهَا قَالَ ٱلْقَاسِمُ عَلَى مَا ذَا قَالَ عَلَى مَا تَأْمُرُنِي بِهِ يَا أَبَةِ قَالَ عَلَى أَنْ تَرْجِعَ عَمَّا أَنْتَ عَلَيْهِ مِنْ شُرْبِ ٱلْخَمْرِ قَالَ ٱلْحَسَنُ

Scanned with CamScanner

يَا أَبَهْ وَ حَقِّ مَنْ أَنْتَ فِي ذِكْرِهِ لَأَرْجِعَنَّ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ وَ مَعَ الْخَمْرِ أَشْيَاءَ لَا تَعْرِفُهَا فَرَفَعَ الْقَاسِمُ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَ قَالَ اللّٰهُمَّ أَلْهِمِ الْحَسَنَ طَاعَتَكَ وَ جَنِّبْهُ مَعْصِيَتَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ دَعَا بِدَرْجٍ فَكَتَبَ وَصِيَّتَهُ بِيَدِهِ رَحِمَهُ اللهُ وَ كَانَتِ الضِّيَاعُ الَّتِي فِي يَدِهِ لِمَوْلَانَا وَقْفٌ وَقَفَهُ أَبُوهُ. وَ كَانَ فِيمَا أَوْصَى الْحَسَنَ أَنْ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنْ أُهِّلْتَ لِهٰذَا الْأَمْرِ يَعْنِي الْوَكَالَةَ لِمَوْلَانَا فَيَكُونُ قُوتُكَ مِنْ نِصْفِ ضَيْعَتِيَ الْمَعْرُوفَةِ بِفَرْجِيذَةَ وَ سَائِرُهَا مِلْكٌ لِمَوْلَايَ وَ إِنْ لَمْ تُؤَهَّلْ لَهُ فَاطْلُبْ خَيْرَكَ مِنْ حَيْثُ يَتَقَبَّلُ اللهُ وَ قَبِلَ الْحَسَنُ وَصِيَّتَهُ عَلَى ذٰلِكَ. فَلَمَّا كَانَ فِي يَوْمِ الْأَرْبَعِينَ وَ قَدْ طَلَعَ الْفَجْرُ مَاتَ الْقَاسِمُ رَحِمَهُ اللهُ فَوَافَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْدُو فِي الْأَسْوَاقِ حَافِياً حَاسِراً وَ هُوَ يَصِيحُ وَا سَيِّدَاهُ فَاسْتَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ مِنْهُ وَ جَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ مَا الَّذِي تَفْعَلُ بِنَفْسِكَ فَقَالَ اُسْكُتُوا فَقَدْ رَأَيْتُ مَا لَمْ تَرَوْهُ وَ تَشَيَّعَ وَ رَجَعَ عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ وَ وَقَفَ الْكَثِيرَ مِنْ ضِيَاعِهِ. وَ تَوَلَّى أَبُو عَلِيِّ بْنُ جَحْدَرٍ غُسْلَ الْقَاسِمِ وَ أَبُو حَامِدٍ يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَ كُفِّنَ فِي ثَمَانِيَةِ أَثْوَابٍ عَلَى بَدَنِهِ قَمِيصُ مَوْلَاهُ أَبِي الْحَسَنِ وَ مَا يَلِيهِ السَّبْعَةُ الْأَثْوَابِ الَّتِي جَاءَتْهُ مِنَ الْعِرَاقِ. فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ مُدَّةٍ يَسِيرَةٍ وَرَدَ كِتَابُ تَعْزِيَةٍ عَلَى الْحَسَنِ مِنْ مَوْلَانَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي آخِرِهِ دُعَاءٌ أَلْهَمَكَ اللهُ طَاعَتَهُ وَ جَنَّبَكَ مَعْصِيَتَهُ وَ هُوَ الدُّعَاءُ الَّذِي كَانَ دَعَا بِهِ أَبُوهُ وَ كَانَ آخِرُهُ قَدْ جَعَلْنَا أَبَاكَ إِمَاماً لَكَ وَ فَعَالَهُ لَكَ مِثَالاً.

محمد بن احمد صفوانی سے روایت ہے کہ میں نے قاسم بن علاء کو اس وقت دیکھا جب ان کی عمر ایک سو ستر سال کی تھی۔ اسّی سال کی عمر تک ان کی بینائی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ یہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور امام محمد بن حسن عسکری علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ اسّی سال کے بعد ان کی بینائی جاتی رہی اور وفات سے سات دن قبل بینائی پھر واپس آ گئی۔

صورت یہ ہوئی کہ میں ان کے پاس آذر بائیجان کے شہر ران میں مقیم تھا۔ یہ وہ دور تھا کہ ابوجعفر محمد بن عثمان عمریؓ اور ان کے بعد ابوالقاسم حسین بن روح کے ہاتھوں امام زمانہؑ کی توقیعات و خطوط کے آنے کا سلسلہ ابھی منقطع نہیں ہوا تھا مگر دو ماہ سے بند تھا۔ کوئی خط نہیں آیا تھا۔ ایک دن ہم لوگ ان کے پاس دسترخوان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ دربان خوشی کے عالم میں اندر آیا اور کہنے لگا: قاصدِ عراق (امامؑ کے قاصد کو اسی نام سے پکارا جاتا تھا)۔

یہ سن کر قاسم خوش ہو گئے، فوراً قبلہ رُخ ہو کر سجدۂ شکر بجا لائے۔ پھر ایک پستہ قد ضعیف شخص اندر داخل ہوا۔ دیکھنے میں واقعاً قاصد معلوم ہوتا تھا، جسم پر جبہ، پاؤں میں جوتا اور کاندھے پر تھیلا، اسے دیکھ کر قاسم کھڑے ہو گئے اور گلے لگایا۔ اس نے اپنے کاندھے پر لٹکے ہوئے تھیلے کو اُتار کر الگ رکھ دیا۔ قاسم نے طشت اور پانی منگوایا، اس کے ہاتھ دُھلائے اور اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔ ہم سب نے کھانا کھایا، پھر ہاتھ دھوئے۔ اس کے علاوہ وہ قاصد اُٹھا اور تھیلے سے ایک خط نکالا جو نصف صفحے پر لکھا ہوا تھا اور قاسم کی طرف بڑھایا۔ انھوں نے خط لیا، اسے بوسہ دیا۔ اس کے بعد اپنے کاتب ابن ابی سلمہ کی طرف بڑھایا۔ اس نے اسے لے کر کھولا اور پڑھنا شروع کیا۔ وہ پڑھ رہا تھا کہ قاسم کے دل میں کچھ کھٹک محسوس ہوئی۔

پھر پوچھا: ابوعبداللہ! خیر تو ہے؟

اس نے کہا: خیر ہے۔

قاسم نے پھر کہا: وائے ہو تجھ پر، کیا میرے متعلق کچھ ہے؟

ابوعبداللہ نے کہا: وہ چیز جو آپ کو ناپسند ہو، نہیں ہے۔

اس نے پوچھا: پھر کیا ہے؟

اس نے کہا: شیخ کو خبر دی گئی ہے کہ اس خط کے وصول ہونے کے چالیس دن بعد انتقال ہو جائے گا اور اسی کے ساتھ کپڑا (کفن) بھیجا ہے۔

قاسم نے پوچھا: میرا دین تو سلامت رہے گا؟

اس نے کہا: جی ہاں، آپ کا دین سلامت رہے گا۔ یہ سن کر وہ ہنس پڑے اور بولے: اب اس کے بعد مجھے زندگی کی تمنا بھی نہیں ہے۔ پھر قاصد عراق اُٹھا اور اس نے تھیلے سے تین

Scanned with CamScanner

ازار، ایک سرخ یمنی چادر، ایک عمامہ، دو کپڑے اور ایک صندیل نکال کر قاسم کو دیئے۔ ان کے پاس پیراہن (قمیص) تو پہلے سے موجود تھی جو امام علی رضاؑ نے انھیں بطورِ خلعت عطا فرمائی تھی۔

قاسم کا ایک دوست تھا جس کا نام عبدالرحمٰن بن محمد سنیزی تھا۔ ان دونوں میں بڑا میل جول تھا۔ قاسم کا اس سے دُنیاوی معاملات میں بڑا گہرا تعلق تھا اور وہ عبدالرحمٰن سے محبت بھی کرتا تھا اور وہ قاسم کے گھر برابر آتا جاتا تھا اور عبدالرحمٰن نے ابوجعفر بن حمدون ہمدانی اور اس کے داماد قاسم کے بیٹے کے ساتھ صلح کرنے کے لیے کچھ کوششیں کیں۔

پس قاسم نے ان دونوں بزرگوں سے کہا جو ان کے گھر مقیم تھے جن میں سے ایک کا نام ابوحامد عمران بن مفلس اور دوسرے کا نام علی بن جحدر تھا کہ اس خط کو عبدالرحمٰن بن محمد کو بھی پڑھوایا جائے تاکہ وہ بھی ہدایت پا جائے اور اللہ اس خط کے ذریعے سے اس کی ہدایت فرمادے۔

ان دونوں نے کہا: اللہ اللہ! اس خط کا اثر تو کسی شیعہ پر بھی نہیں ہوسکتا۔ پھر بھلا عبدالرحمٰن پر کیا اثر ہوگا۔

قاسم نے کہا: یہ تو میں جانتا ہوں لیکن میں ایک راز کو آشکار کرنا چاہتا ہوں جس کا اعلان میرے لیے مناسب نہیں ہے لیکن چونکہ مجھے عبدالرحمٰن سے محبت ہے اور چاہتا ہوں کہ اللہ اس کی ہدایت فرمادے اور مجھے اُمید ہے کہ اس خط سے اس کی ہدایت ہوجائے گی۔

الغرض وہ دن گزر گیا اور جمعرات ۱۴ رجب کا دن آیا تو عبدالرحمٰن بن محمد حسبِ دستور ان کے پاس آیا۔ انھوں نے وہ خط نکالا اور کہا کہ اس خط کو پڑھو اور اپنے متعلق سوچو۔

عبدالرحمٰن نے خط پڑھنا شروع کیا اور جب اس مقام پر پہنچا جہاں شیخ کی موت کی خبر تھی تو خط کو پھینک دیا اور بولا: اے ابومحمد! اللہ سے ڈرو تم اپنے دین کے مرد فاضل ہو اور عقل بھی رکھتے ہو۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ (سورۂ لقمان: آیت ۳۴)

"کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کسب کرے گا اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا"۔

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ (الجن: آیت ۲۶)

"وہی غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ کسی پر اپنے غیب کو ظاہر نہیں کرتا"۔

یہ سن کر قاسم ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ آیت کو مکمل پڑھو: "لیکن وہ جسے اپنے رسول میں سے منتخب کرے"۔

اور میرا مولاؑ اللہ کا منتخب کیا ہوا ہے۔ میں جانتا تھا کہ تم یہی کہو گے مگر میری موت کی جو تاریخ اس خط میں تحریر ہوچکی ہے اسے اپنے پاس لکھ کر رکھ لو۔ اگر میں اس معینہ تاریخ کے بعد بھی زندہ رہا تو سمجھ لینا کہ واقعاً میں باطل پر تھا اور اگر معینہ تاریخ پر مرگیا تو پھر تم اپنے بارے میں بھی اچھی طرح سوچ لو۔

پس عبدالرحمٰن نے وہ تاریخ لکھ لی اور دونوں جدا ہوگئے۔

خط آنے کے ساتویں دن بعد قاسم بخار میں مبتلا ہوگئے۔ مرض نے شدت اختیار کرلی تو صاحبِ فراش ہوگئے۔ ان کا فرزند حسن بن قاسم اپنے چہرے پر چادر ڈالے مکان کے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابوحامد ایک طرف، ابوعلی جحدر اور میں اور کچھ اہلِ شہر بھی بیٹھے ہوئے آنسو بہا رہے تھے کہ قاسم نے اپنا ایک ہاتھ تکیے کی طرح اپنے سر کے نیچے رکھا اور زبان پر یہ الفاظ جاری کیے:

"یا محمدؐ! یا علیؑ، یا حسنؑ، یا حسینؑ۔ اے میرے آقا و مولا! آپ سب حضرات اللہ کی بارگاہ میں میرے لیے شفیع بن جائیں"۔

یہ انھوں نے تین مرتبہ کہا۔ تیسری مرتبہ جب یا موسیٰؑ! یا علیؑ! کہا تو ان کی آنکھیں اس طرح کِھل گئیں جس طرح گلاب کی کلیاں کِھل جاتی ہیں اور ان کی آنکھوں کی پتلیاں پھول گئیں۔ انھوں نے اپنی آستین سے آنکھوں کو ملا تو ان سے گوشت کے پانی جیسا رقیق مادہ خارج ہوا۔ پھر انھوں نے اپنے فرزند حسنؑ کی طرف دیکھا اور کہا: اے حسن! ادھر آؤ، اے حامد! اے علی! ادھر آؤ۔

یہ آواز سن کر سب ان کے پاس جمع ہوگئے۔ اب ہم نے ان کی پتلیوں کی طرف دیکھا

Scanned with CamScanner

تو وہ بالکل صاف اور صحیح تھیں۔

ابوحامد نے پوچھا: آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں پہچانتے ہیں؟ پھر انھوں نے ہم میں سے ہر ایک کے اُوپر اپنا ہاتھ رکھا اور سب کو پہچانا۔ یہ بات عوام میں مشہور ہوگئی تو لوگ جوق در جوق ان کو دیکھنے کے لیے آنے لگے یہاں تک کہ بغداد کا قاضی القضاء ابوصائب عتبہ بن عبیداللہ مسعودی بھی انھیں دیکھنے کے لیے آیا اور بولا: اے ابومحمد! بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟

یہ کہہ کر اس نے اپنی انگلی سے فیروزے کی انگوٹھی اُتار کر ان کو دکھائی۔ انھوں نے کہا: انگوٹھی ہے جس پر تین سطریں کندہ ہیں۔ مگر وہ اس کو پڑھ نہ سکے اور لوگ حیرت واستعجاب کے عالم میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ او وہ اپنے فرزند قاسم کی طرف متوجہ ہوئے اور بولے: اے فرزند! اللہ تم کو ایک منزلت اور مرتبہ عطا فرمانے والا ہے۔ اس کو شکر کے ساتھ قبول کر لینا۔

حسن نے کہا: بابا جان! میں نے اسے قبول کیا۔

قاسم نے کہا: مگر کس عہد کے ساتھ؟

حسن نے عرض کیا: میں عہد کرتا ہوں کہ گناہوں سے باز رہوں گا۔

یہ عہد لے کر قاسم نے آسمان کی طرف اپنا ہاتھ بلند کیا اور کہا: پروردگار! تو اپنی اطاعت کی توفیق اس کے شاملِ حال فرما اور معصیت سے اجتناب میں اس کی مدد فرما۔

یہ کلمات انھوں نے تین مرتبہ کہے۔ پھر انھوں نے ایک کاغذ منگوا کر اپنا وصیت نامہ ہاتھ سے لکھا اور اپنی تمام جائیداد امام صاحب الزمان کے لیے وقف کر دی اور اپنے فرزند کو وصیت کی کہ اے فرزند! اگر تم نے خود کو حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی طرف سے وکالت کا اہل ثابت کیا تو میری فرجیدہ کی جائیداد کی نصف آمدنی تمھارے اخراجات کے لیے ہوگی اور اس کے علاوہ ساری جائیدادیں حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کی ملکیت ہوں گی اور اگر تم نے خود کو وکالت کا اہل ثابت نہ کیا تو پھر تمھیں اس کی آمدنی سے مطلب نہ ہوگا۔ تم خود کما کر کھانا۔

حسن نے یہ وصیت قبول کر لی۔ بہرحال جب چالیسواں دن آیا تو قاسم نے وفات پائی۔ عبدالرحمٰن دوڑتا ہوا آیا وہ بازاروں میں بے سروپا، برہنہ دوڑتا اور چیختا پھرتا کہ ہائے میرے سیّد و سردار!

لوگوں کو یہ دیکھ کر اور سن کر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگے: یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟

عبدالرحمٰن نے کہا: خاموش رہو۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ تم نے نہیں دیکھا۔ اس کے بعد اس نے اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا اور اپنے پہلے اعتقادات کو خیرباد کہا اور اپنی جائیداد کا بہت بڑا حصہ وقف کر دیا۔ الغرض ابوعلی بن جحدر نے قاسم کو غسل دیا۔ ابوحامد پانی ڈال رہے تھے۔ پھر انھیں آٹھ کپڑوں کا کفن دیا۔ ایک کو امام علی رضا علیہ السلام کی عطا کردہ قمیص اور سات عدد وہ کپڑے جو عراق سے اسے (امام زمانہؑ کی طرف سے) بھیجے گئے تھے۔

پھر کچھ دنوں بعد امام صاحب الزمانؑ کی طرف سے حسن بن قاسم کے نام ایک تعزیت نامہ آیا۔ آخر میں یہ دُعا تھی:

"پروردگار! تو اس کے دل میں اپنی اطاعت کا جذبہ پیدا فرما دے اور گناہوں کے اجتناب کی توفیق عطا فرما"۔

اور یہ وہی دُعا تھی جو اس کے والد نے اس کے لیے مانگی تھی اور بالکل آخر میں تحریر تھا:

"ہم نے تمھارے والد کو تمھارا پیش رو اور ان کے کردار کو تمھارے لیے مثال بنا دیا ہے"۔ ①

(264) وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الصَّفْوَانِيِّ قَالَ: وَافَى الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَجْنَاءُ النَّصِيبِيُّ سَنَةَ سَبْعٍ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ وَ مَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْمَوْصِلِيُّ وَ كَانَ رَجُلاً شِيعِياً غَيْرَ أَنَّهُ يُنْكِرُ وَكَالَةَ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ إِنَّ هٰذِهِ الْأَمْوَالَ تُخْرَجُ فِي غَيْرِ حُقُوقِهَا. فَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْوَجْنَاءُ لِمُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ يَا ذَا الرَّجُلُ اتَّقِ اللهَ فَإِنَّ صِحَّةَ وَكَالَةِ أَبِي الْقَاسِمِ كَصِحَّةِ وَكَالَةِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَمْرِيِّ وَ قَدْ كَانَا نَزَلاَ بِبَغْدَادَ عَلَى الزَّاهِرِ وَ كُنَّا حَضَرْنَا لِلسَّلَامِ عَلَيْهِمَا وَ كَانَ قَدْ حَضَرَ هُنَاكَ شَيْخٌ لَنَا يُقَالُ لَهُ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ ظَفَرٍ وَ أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ الْأَزْهَرِ فَطَالَ الْخِطَابُ بَيْنَ مُحَمَّدِ بْنِ

① بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۱۳، ح ۳۷؛ فرج المہموم: ص ۲۴۸؛ الخرائج والجرائح: جلد۱،ص ۴۶۷؛ اثبات الہداۃ: جلد۳،ص ۶۹۰، ح ۱۰۶ (مختصراً)؛ الانوار المضیہ: ص ۱۳۰؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۲، ح ۸۹؛ ثاقب المناقب: ص ۲۵۷

Scanned with CamScanner

اَلْفَضْلِ وَ بَيْنَ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْفَضْلِ لِلْحَسَنِ مَنْ لِي بِصِحَّةِ مَا تَقُولُ وَ تَثَبُّتِ وَكَالَةِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ. فَقَالَ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْوَجْنَاءُ أُبَيِّنُ لَكَ ذَلِكَ بِدَلِيلٍ يَثْبُتُ فِي نَفْسِكَ وَ كَانَ مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفَضْلِ دَفْتَرٌ كَبِيرٌ فِيهِ وَرَقٌ طَلْحِيٌّ مُجَلَّدٌ بِأَسْوَدَ فِيهِ حُسْبَانَاتُهُ فَتَنَاوَلَ اَلدَّفْتَرَ اَلْحَسَنُ وَ قَطَعَ مِنْهُ نِصْفَ وَرَقَةٍ كَانَ فِيهِ بَيَاضٌ وَ قَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ اَلْفَضْلِ اِبْرُوا لِي قَلَماً فَبَرَى قَلَماً وَ اِتَّفَقَا عَلَى شَيْءٍ بَيْنَهُمَا لَمْ أَقِفْ أَنَا عَلَيْهِ وَ أَطْلَعَ عَلَيْهِ أَبَا اَلْحَسَنِ بْنَ ظَفَرٍ وَ تَنَاوَلَ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْوَجْنَاءُ اَلْقَلَمَ وَ جَعَلَ يَكْتُبُ مَا اِتَّفَقَا عَلَيْهِ فِي تِلْكَ اَلْوَرَقَةِ بِذَلِكَ اَلْقَلَمِ اَلْمَبْرِيِّ بِلاَ مِدَادٍ وَ لاَ يُؤَثِّرُ فِيهِ حَتَّى مَلَأَ اَلْوَرَقَةَ. ثُمَّ خَتَمَهُ وَ أَعْطَاهُ لِشَيْخٍ كَانَ مَعَ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفَضْلِ أَسْوَدَ يَخْدُمُهُ وَ أَنْفَذَ بِهَا إِلَى أَبِي اَلْقَاسِمِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ وَ مَعَنَا اِبْنُ اَلْوَجْنَاءِ لَمْ يَبْرَحْ وَ حَضَرَتْ صَلاَةُ اَلظُّهْرِ فَصَلَّيْنَا هُنَاكَ وَ رَجَعَ اَلرَّسُولُ فَقَالَ قَالَ لِي اِمْضِ فَإِنَّ اَلْجَوَابَ يَجِيءُ وَ قُدِّمَتِ اَلْمَائِدَةُ فَنَحْنُ فِي اَلْأَكْلِ إِذْ وَرَدَ اَلْجَوَابُ فِي تِلْكَ اَلْوَرَقَةِ مَكْتُوبٌ بِمِدَادٍ عَنْ فَصْلٍ فَصْلٍ فَلَطَمَ مُحَمَّدُ بْنُ اَلْفَضْلِ وَجْهَهُ وَ لَمْ يَتَهَنَّأْ بِطَعَامِهِ وَ قَالَ لِابْنِ اَلْوَجْنَاءِ. قُمْ مَعِي فَقَامَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى أَبِي اَلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ بَقِيَ يَبْكِي وَ يَقُولُ يَا سَيِّدِي أَقِلْنِي أَقَالَكَ اللهُ فَقَالَ أَبُو اَلْقَاسِمِ يَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَ لَكَ إِنْ شَاءَ اللهُ.

صفوانی سے روایت ہے کہ حسن بن علی وجناء نصیبی ۳۰۷ ہجری میں محمد بن فضل موصلی کے ساتھ پہنچے جو ایک شیعہ تھا لیکن ابوالقاسم بن روح کی عہدیداری کا انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ اموال جو ان کو دیئے جاتے ہیں یہ حقدار کو نہیں پہنچتے ہیں تو حسن بن علی وجناء نے محمد بن فضل سے کہا: اے خدا کے بندے! اللہ سے ڈرو کیونکہ ابوالقاسم کی وکالت کی صداقت اسی طرح ہے جس طرح ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کی وکالت تھی اور وہ دونوں ایک دن بغداد پہنچے اور زہری کے گھر ٹھہرے۔ ہم ان کو ملنے اور ان کا استقبال کرنے بھی گئے تھے اور ہمارے بزرگ حسن بن

Scanned with CamScanner

ظفر اور ابوالقاسم بن ازہر بھی وہاں موجود تھے۔ پس محمد بن فضل اور حسن بن علی کے درمیان بحث چھڑ گئی تو محمد بن فضل نے حسن سے کہا: آپ کے پاس حسین بن روحؒ کی وکالت کے ثبوت کے لیے کیا چیز ہے؟

حسن بن علی وجناء نے کہا: میں آپ کو ایسا ثبوت دوں گا جو آپ کو یقینی طور پر راضی کرے گا اور محمد بن فضل کے پاس سبز صفحات والا ایک بہت بڑا دفتر (اندراج) تھا اور اس کا احاطہ کالا تھا۔ اس نے اپنے اکاؤنٹس اس میں درج کر لیے۔ حسن بن علی نے رجسٹر لیا اور اس کا ایک آدھا حصّہ کاٹ دیا جس میں سے سفید تھا اور اس نے محمد بن فضل سے کہا: میرے لیے ایک قلم تیار کرو۔ پس اس نے قلم تیار کیا تو ان دونوں نے ایک معاملہ پر فیصلہ کیا جو میں نہیں جانتا کیا ہے لیکن ابوالحسن بن ظفر کو اس کے بارے میں بتایا گیا۔ حسن بن وجناء نے قلم اُٹھایا اور اس معاملے کو لکھنے کا بہانہ کیا جس کا انھوں نے فیصلہ کر لیا تھا لیکن کاغذ پر کچھ بھی نہیں دکھایا۔ جب پرچہ بھر چکا حالانکہ ظاہری طور پر وہ سفید اور خالی تھا۔ پھر اس نے اس پر مُہر لگائی اور محمد بن فضل کے سیاہ غلام کو دے دی اور ابوالقاسم حسین بن روحؒ کے پاس بھیج دیا۔ ابن وجناء وہاں ہمارے ساتھ رہے۔ جب نمازِ ظہر کا وقت آیا تو ہم نے صرف وہاں نماز ادا کی۔ چنانچہ نماز کے بعد قاصد واپس آیا اور اس نے کہا: جاؤ اس کا جواب آجائے گا۔

پھر ہمیں کھانا پیش کیا گیا اور جب ہم کھا رہے تھے تو اسی ورق پر جواب تحریر ہو کر آیا اور اس خط میں مذکور ہر اُمور کا باقاعدہ جواب دیا گیا تھا (جس کے بارے ان دونوں کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا)۔ پس یہ دیکھ کر محمد بن فضل نے اپنے چہرے پر طمانچہ مارا اور ہماری ساری بھوک مٹ گئی اور اس نے ابن وجناء سے کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ ابن وجناء اُٹھے اور اس کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ وہ ابوالقاسم حسین بن روح کے پاس پہنچے اور زور سے رونے لگے اور کہنے لگے: اے میرے سردار! مجھے معاف کر دو، اللہ آپ کو معاف کرے گا۔

ابوالقاسم نے کہا: اللہ ہمیں اور تمھیں معاف کرے، ان شاء اللہ![1]

(265) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ

---

[1] اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۶۹۲، ح ۱۰۷ (مختصراً)

بابویه قال أخبرنا أبو محمّد الحسن بن محمّد بن يحيى العلوي ابن أخي طاهر ببغداد طرف سوق القطن في داره قال: قدم أبو الحسن علي بن أحمد بن علي العقيقي ببغداد إلى علي بن عيسى بن الجرّاح و هو يومئذٍ وزير في أمر ضيعة له فسأله فقال له إنّ أهل بيتك في هذا البلد كثير فإن ذهبنا نعطي كلّما سألونا طال ذلك أو كما قال. فقال له العقيقي فإنّي أسأل من في يده قضاء حاجتي فقال له علي بن عيسى من هو ذلك فقال الله جلّ ذكره فخرج و هو مغضب قال فخرجت و أنا أقول في الله عزاء من كلّ هالك و درك من كلّ مصيبة قال فانصرفت فجاءني الرسول من عند الحسين بن روح رضي الله عنه فشكوت إليه فذهب من عندي فأبلغه فجاءني الرسول بمائة درهم عدد (عددا) و وزن (وزناً) مائة درهم و منديل و شيء من حنوط و أكفان و قال لي. مولاك يقرئك السلام و يقول إذا همّك أمر أو غمّ فامسح بهذا المنديل وجهك فإنّ هذا منديل مولاك و خذ هذه الدراهم و هذا الحنوط و هذه الأكفان و ستقضى حاجتك في هذه الليلة فإذا قدمت إلى مصر مات محمّد بن إسماعيل من قبلك بعشرة أيّام ثمّ متّ بعده فيكون هذا كفنك و هذا حنوطك و هذا جهازك. (قال) فأخذت ذلك و حفظته و انصرف الرسول و إذا أنا بالمشاعل على بابي و الباب يدقّ فقلت لغلامي خير يا خير انظر أيّ شيء هو ذا فقال هذا غلام حميد بن محمّد الكاتب ابن عمّ الوزير فأدخله إليّ فقال لي قد طلبك الوزير و يقول لك مولاي حميد اركب إليّ. (قال) فركبت و فتحت الشوارع و الدروب (و جئت) إلى شارع الوزّانين فإذا بحميد قاعد ينتظرني فلمّا رآني أخذ بيدي و ركبنا فدخلنا على الوزير فقال لي الوزير يا شيخ قد قضى

الله حاجتك و اعتذر إليّ و دفع إليّ الكتب مكتوبة مختومة قد فرغ منها قال فأخذت ذلك و خرجت. قال و قال أبو محمّد الحسن بن محمّد فحدّثنا أبو الحسن علي بن أحمد العقيقي بنصيبين بهذا و قال لي ما خرج هذا الحنوط إلّا إلى عمّتي فلانة فلم يسمّها و قد نعيت إليّ نفسي و قد قال لي الحسين بن روح رحمه الله إنّي أملك الضيعة و قد كتب لي بالذي أردت فقمت إليه و قبّلت رأسه و عينيه و قلت له يا سيّدي أرني الأكفان و الحنوط و الدراهم قال فأخرج لي الأكفان فإذا فيه برد حبر مسهّم من نسج اليمن و ثلاثة أثواب مروي و عمامة و إذا الحنوط في خريطة فأخرج الدراهم فوزنها مائة درهم و عددها مائة درهم. فقلت له يا سيّدي هب لي منها درهماً أصوغه خاتماً فقال و كيف يكون ذلك خذ من عندي ما شئت فقلت أريد من هذه و ألححت عليه و قبّلت رأسه (و عينيه) فأعطاني درهماً شددته في منديلي و جعلته في كمّي. فلمّا صرت إلى الخان فتحت زنفيلجة معي و جعلت المنديل في الزنفيلجة و فيه الدرهم مشدود و جعلت كتبي و دفاتري (فيها) و أقمت أيّاماً ثمّ جئت أطلب الدرهم فإذا الصرّة مصرورة بحالها و لا شيء فيها فأخذني شبه الوسواس فصرت إلى باب العقيقي فقلت لغلامه خير أريد الدخول إلى الشيخ فأدخلني إليه فقال لي ما لك يا سيّدي. فقلت الدرهم الذي أعطيتني ما أصبته في الصرّة فدعا بزنفيلجة و أخرج الدراهم فإذا هي مائة عدداً و وزناً و لم يكن معي أحد أتّهمه فسألته ردّه إليّ ثمّ خرج إلى مصر و أخذ الضيعة و مات قبله محمّد بن إسماعيل بعشرة كما قيل ثمّ توفّي رحمه الله و كفّن في الأكفان التي دفعت إليه.

Scanned with CamScanner

ابو محمد حسن بن محمد بن یحییٰ علوی سے روایت ہے کہ مجھ سے میرے بھتیجے طاہر نے بغداد کے روئی بازار میں اپنے گھر پر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابوالحسن علی بن احمد بن علی عقیقی ۲۹۸ ہجری میں بغداد میں علی بن عیسیٰ بن جراح کے پاس آئے اور وہ اس وقت اپنی جائیداد پر تھے۔ ابوالحسن حقیقی نے ان سے اپنی حاجت بیان کی تو انھوں نے جواب دیا کہ تمھارے خاندان والے اس شہر میں بہت ہیں۔ اگر میں ہر سوال کرنے والے کو دینا شروع کردوں تو یہ سلسلہ بہت طویل ہوجائے گا۔

عقیقی نے کہا: اچھا تو پھر میں اس سے حاجت طلب کروں گا جس کے قبضے میں میری حاجت روائی ہے۔

علی بن عیسیٰ نے پوچھا: وہ کون ہے؟

عقیقی نے کہا: وہ خدائے عزوجل ہے۔

یہ کہہ کر وہ غصے کے عالم میں وہاں سے چلے گئے۔

عقیقی کا بیان ہے کہ جب مَیں وہاں سے واپس آیا تو حسین بن روحؒ کا فرستادہ میرے پاس آیا تو میں نے اس سے علی بن عیسیٰ کی شکایت کی۔ اس نے میری بے عزّتی کی اور میرے ساتھ بداخلاقی سے پیش آیا۔

فرستادہ نے جا کر حسین بن روح سے ان کا واقعہ بیان کیا تو حسین بن روح ایک سو درہم جو عدد اور وزن میں پورے تھے اور ایک رومال اور حنوط اور کفن کے پارچے ان کے پاس بھیجے اور کہلایا کہ تمھارے مولا تم کو سلام کہتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ جب تمھیں کوئی غم و رنج ہو تو تم اس رومال سے اپنا منہ پونچھ لیا کرو۔ یہ تمھارے مولا کا رومال ہے۔ یہ درہم، حنوط اور یہ کفن کے پارچے بھی بھیجے ہیں اور فرمایا ہے کہ اسی شب میں تمھاری حاجت بھی پوری ہوجائے گی اور جب تم مصر جاؤ گے تو محمد بن اسماعیل تمھارے مرنے سے دس دن پہلے مرجائے گا اور یہ تمھارا کفن اور حنوط ہے اور تمھاری تجہیز و تکفین کے لیے رقم بھی ہے۔

عقیقی کا بیان ہے کہ میں نے وہ سب لے کر بحفاظت رکھ لیا اور فرستادہ واپس ہوگیا۔ ابھی میں اپنے دروازے پر کسی کام میں مشغول ہی تھا کہ دروازے کو کسی نے کھٹکھٹایا۔

میں نے اپنے غلام سے کہا: خیر، اے خیر! ذرا دیکھ تو سہی کس نے دستک دی ہے؟

خیر نے دیکھا اور واپس آ کر کہا: وزیر (علی بن عیسیٰ) کے چچازاد بھائی حمید بن محمد کاتب کا غلام ہے۔

میں نے کہا: اندر بلالو۔

وہ اندر گیا اور کہنے لگا: میرے مالک حمید نے کہلایا ہے کہ آپ کو وزیر نے بلایا ہے، لہٰذا میرے ساتھ سواری پر چلیے۔

عقیقی کا بیان ہے کہ پھر سواری پر سوار ہو کر گلی کوچوں کو طے کرتا ہوا شارع وازنین پہنچا۔ دیکھا کہ حمید میرے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر ہم دونوں سواریوں پر سوار ہو کر وزیر کے پاس جا پہنچے۔

وزیر نے مجھ سے کہا: اے شیخ! اللہ نے تیری حاجت پوری کردی۔ وہ مجھ سے معذرت کرنے لگا اور مجھے سر بہ مُہر ایک تحریر دی۔ میں وہ لے کر واپس ہوا۔

ابو محمد حسن بن محمد کا بیان ہے کہ یہ واقعہ مجھ سے نصیبین میں خود ابوالحسن علی بن احمد عقیقی نے بیان کیا کہ اس حنوط میں صرف اپنی پھوپھی کے لیے تھوڑا سا نکالا ہے، باقی میں نے اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے اور حسین بن روح نے مجھے بتایا کہ میں جائیداد کا مالک بنا دیا گیا ہوں اور یہ کہ تمھاری حاجتیں امام زمانہؑ کی خدمت میں لکھ کر بھیج دی گئی ہیں۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر میں نے اُٹھ کر عقیقی کی پیشانی اور آنکھوں کو بوسہ دیا اور کہا: ذرا مجھے بھی تو اس کفن و حنوط اور ان درہموں کی زیارت کرادیں۔

چنانچہ انھوں نے کفن نکالا جس میں ایک دھاری دار یمنی چادر، تین کپڑے اور عمامہ تھا اور حنوط، خریطہ (تھیلے) میں رکھا ہوا تھا۔ پھر انھوں نے درہم نکالے۔ میں نے انھیں شمار کیا تو وہ پورے سو درہم تھے۔

میں نے ان سے عرض کیا: جناب! مجھے ان میں سے ایک درہم عنایت فرمادیں میں اس کی انگوٹھی بنواؤں گا۔

انھوں نے فرمایا: یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ایسا ہی ہے تو تم میرے پاس سے جتنے چاہو لے لو۔

Scanned with CamScanner

میں نے کہا: نہیں، میں تو اسی میں سے لوں گا اور اس پر میں نے اصرار کیا اور بڑھ کر ان کی پیشانی اور آنکھوں کو بوسہ دیا۔ پھر انھوں نے مجھے ایک درہم دے دیا جسے میں نے اپنے رومال میں باندھ کر آستین میں چھپا لیا۔ پھر جب وہ سرائے میں آیا تو اپنا تھیلا کھولا اور اس رومال کو تھیلے میں رکھ دیا اور اپنی کتابیں اور کاپیاں اس کے اُوپر رکھ دیں۔ کئی دن تک سرائے میں قیام کیا۔ ایک دن میں نے اس درہم کو ٹٹولا تو دیکھا کہ رومال میں گرہ تو اسی طرح لگی ہوئی ہے مگر درہم نہیں ہے۔ میرے دل میں وسواس پیدا ہوا اور سیدھا عقیقی کے دروازے پر پہنچا۔ ان کے غلام خیر سے کہا: میں شیخ سے ملنا چاہتا ہوں۔ وہ مجھے اندر لے گیا۔

عقیقی نے پوچھا: کیا بات ہے؟

میں نے عرض کیا: جناب وہ درہم جو آپ نے دیا تھا وہ میری تھیلی سے غائب ہے۔

یہ سن کر انھوں نے اپنا تھیلا منگوایا اور تمام درہموں کو شمار کیا تو وہ وزن اور عدد کے حساب سے پورے سو تھے۔

میں نے عرض کیا: ایک درہم پھر سے آپ مجھے واپس دے دیں۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر وہ مصر چلے گئے اور محمد بن اسماعیل کے انتقال کی خبر سنی اور ٹھیک دس روز بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا اور جو کفن ان کے پاس انھوں نے (یعنی امامِ زمانہؑ نے) بھیجا تھا، حنوط اور درہم سب ان ہی کی تکفین و تجہیز میں خرچ ہوئے۔ [1]

(266) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ وَ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ أَخِيهِ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَسْوَدُ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَأَلَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَمْرِيِّ قُدِّسَ سِرُّهُ أَنْ أَسْأَلَ أَبَا الْقَاسِمِ الرَّوْحِيَّ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ أَنْ يَسْأَلَ مَوْلاَنَا صَاحِبَ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ أَنْ يَدْعُوَ اللهَ أَنْ يَرْزُقَهُ وَلَداً

[1] کمال الدین: ص ۵۰۵، ح ۳۶؛ بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۳۳۷، ح ۶۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۷۹، ح ۸۰ (مختصراً)

[ذَكَراً]. قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَأَنْهَى ذَلِكَ ثُمَّ أَخْبَرَنِي بَعْدَ ذَلِكَ بِثَلاَثَةِ أَيَّامٍ أَنَّهُ قَدْ دَعَا لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللهُ فَإِنَّهُ سَيُولَدُ لَهُ وَلَدٌ مُبَارَكٌ يَنْفَعُ اللهُ بِهِ وَ بَعْدَهُ أَوْلاَدٌ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَسْوَدُ وَ سَأَلْتُهُ فِي أَمْرِ نَفْسِي أَنْ يَدْعُوَ لِي أَنْ أُرْزَقَ وَلَداً [ذَكَراً] فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَيْهِ وَ قَالَ لِي لَيْسَ إِلَى هٰذَا سَبِيلٌ قَالَ فَوُلِدَ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تِلْكَ السَّنَةَ [ابْنُهُ] مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ بَعْدَهُ أَوْلاَدٌ وَ لَمْ يُولَدْ لِي. قَالَ أَبُو جَعْفَرِ بْنُ بَابَوَيْهِ وَ كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَسْوَدُ كَثِيراً مَا يَقُولُ لِي إِذَا رَآنِي أَخْتَلِفُ إِلَى مَجْلِسِ شَيْخِنَا مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ أَرْغَبُ فِي كُتُبِ الْعِلْمِ وَ حِفْظِهِ لَيْسَ بِعَجَبٍ أَنْ تَكُونَ لَكَ هَذِهِ الرَّغْبَةُ فِي الْعِلْمِ وَ أَنْتَ وُلِدْتَ بِدُعَاءِ الْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

ابوجعفر محمد بن علی اسود سے روایت ہے کہ محمد بن عثمان عمری کی وفات کے بعد علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ نے مجھ سے کہا کہ ابوالقاسم روحی سے کہو کہ وہ حضرت صاحب الزمانؑ سے عرض کریں کہ آپؑ میرے لیے دُعا فرمائیں کہ اللہ مجھے اولادِ نرینہ عطا فرمائے۔

چنانچہ ابوالقاسم روحی سے کہا: مگر انھوں نے منع کر دیا۔ پھر تین دن کے بعد انھوں نے مجھے بتایا کہ حضرت صاحب الزمانؑ نے علی بن حسین کے لیے دُعا کر دی ہے اور فرمایا ہے کہ ان کے یہاں ایک مبارک فرزند پیدا ہوگا اور اس کے بعد اور بھی اولاد ہوگی۔

نیز ابوجعفر محمد بن علی اسود کا بیان ہے کہ میں نے خود اپنے لیے بھی درخواست کی کہ دُعا فرمائیں اللہ مجھے ایک فرزند عطا کرے مگر میری درخواست منظور نہ ہوئی اور فرمایا: اس کی کوئی سبیل نہیں ہے۔

چنانچہ علی بن حسین کے یہاں اسی سال فرزند پیدا ہوا۔ پھر اس کے بعد اور اولادیں بھی پیدا ہوئیں لیکن میرے یہاں کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی۔

ابوجعفر بن بابویہ (شیخ صدوق) کا بیان ہے کہ ابوجعفر محمد بن علی اسود اکثر فرمایا کرتے

Scanned with CamScanner

کہ جب کبھی ہمارے بزرگ محمد بن حسن بن احمد بن ولید مجھے دیکھتے کہ میں علمی کتب کے مطالعے اور اس کے یاد کرنے میں مشغول ہوں تو فرمایا کرتے کہ طلبِ علم میں تمھاری اس قدر رغبت کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اس لیے کہ تم امام زمانہؑ کی دُعا سے پیدا ہوئے ہو۔ ①

(267) وَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ بَابَوَيْهِ عَقَدْتُ اَلْمَجْلِسَ وَ لِي دُونَ اَلْعِشْرِينَ سَنَةً فَرُبَّمَا كَانَ يَحْضُرُ مَجْلِسِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اَلْأَسْوَدُ فَإِذَا نَظَرَ إِلَى إِسْرَاعِي فِي اَلْأَجْوِبَةِ فِي اَلْحَلاَلِ وَ اَلْحَرَامِ يُكْثِرُ اَلتَّعَجُّبَ لِصِغَرِ سِنِّي ثُمَّ يَقُولُ لاَ عَجَبَ لِأَنَّكَ وُلِدْتَ بِدُعَاءِ اَلْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ.

ابوعبداللہ بن بابویہ کا بیان ہے کہ میں نے بیس سال سے کم عمر میں درس دینا شروع کر دیا تھا اور میرے دل میں کبھی کبھی ابوجعفر محمد بن علی اسود بھی آجایا کرتے اور حلال وحرام کے مسائل میں مجھے دیکھتے کہ میں سوالات کے جواب برجستہ دے رہا ہوں تو میری کمسنی کی وجہ سے بہت تعجب کرتے اور فرماتے کہ نہیں کوئی تعجب نہیں ہے اس لیے کہ تم دُعائے امام زمانہؑ سے پیدا ہوئے ہو۔ ②

(268) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَتِّيلٍ قَالَ: كَانَتِ اِمْرَأَةٌ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ مِنْ أَهْلِ آبَةَ وَ كَانَتِ اِمْرَأَةَ مُحَمَّدِ بْنِ عِبْدِيلٍ اَلْآبِيِّ مَعَهَا ثَلاَثُمِائَةِ دِينَارٍ فَصَارَتْ إِلَى عَمِّي جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مَتِّيلٍ وَ قَالَتْ أُحِبُّ أَنْ يُسَلَّمَ هَذَا اَلْمَالُ مِنْ يَدِي إِلَى يَدِ أَبِي اَلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ. فَأَنْفَذَنِي مَعَهَا أُتَرْجِمُ عَنْهَا فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَى أَبِي اَلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَيْهَا بِلِسَانٍ آبِيٍّ فَصِيحٍ فَقَالَ

① اثبات الھداۃ: جلد ۳ ص ۶۷۸، ح ۷۶، ۷۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۳۵، ح ۶۱؛ کمال الدین: ص ۵۰۲، ح ۳۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۲، تبصرۃ الولی: ح ۵۶؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۱۳؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۲، ح ۸۷؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۲۴، ح ۴۲ (مختصراً)؛ ثاقب المناقب: ص ۲۷۰

② بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۳۶، ح ۶۱

لَهَا زَيْنَبُ چونا چون بدا كوليه جونسته وَ مَعْنَاهُ كَيْفَ أَنْتِ وَ كَيْفَ كُنْتِ وَ مَا خَبَرُ صِبْيَانِكِ فَاسْتَغْنَتْ مِنَ اَلتَّرْجَمَةِ وَ سَلَّمَتِ اَلْمَالَ وَ رَجَعَتْ.

محمد بن علی بن متیل سے روایت ہے کہ اہلِ آبہ میں سے ایک عورت تھی جس کا نام زینب تھا اور محمد بن عبدیل آبی کی زوجہ تھی اور اس کے پاس تین دینار تھے۔ ایک دن وہ میرے چچا جعفر بن محمد بن متیل کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں خود اپنے ہاتھ سے یہ رقم ابوالقاسم بن روح کے سپرد کروں گی۔

میرے چچا نے مجھے اس کے ساتھ ترجمانی کے لیے کردیا۔ جب وہ ابوالقاسم بن روح کی خدمت میں پہنچی تو انھوں نے بزبانِ فصیح کہا: زینب! تم کیسی ہو، تمھارا کیا حال ہے؟ بچے کیسے ہیں؟

جب زینب نے یہ سنا تو مجھے ترجمانی سے منع کر دیا اور رقم مذکور ان کے حوالے کرکے واپس آگئی۔ ①

(269) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ اَلطَّالَقَانِيُّ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ اَلشَّيْخِ أَبِي اَلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَعَ جَمَاعَةٍ فِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى اَلْقَصْرِيُّ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ وَ ذَكَرَ مَسَائِلَ ذَكَرْنَاهَا فِي غَيْرِ هَذَا اَلْمَوْضِعِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ فَعُدْتُ إِلَى اَلشَّيْخِ أَبِي اَلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ اَلْغَدِ وَ أَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي أَ تَرَاهُ ذَكَرَ لَنَا أَمْسِ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ فَابْتَدَأَنَا فَقَالَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ اَلسَّمَاءِ فَتَخْطَفَنِي اَلطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِيَ اَلرِّيحُ مِنْ مَكَانٍ سَحِيقٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ [أَنْ] أَقُولَ فِي

① کمال الدین: ص ۵۰۳، ح ۳۴؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۳۶، ح ۶۲؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۲۱، ح ۳۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۹۲، ح ۱۰۸ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

دِينِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِرَأْيِي وَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِي بَلْ ذٰلِكَ عَنِ الْأَصْلِ وَ
مَسْمُوعٌ مِنَ الْحُجَّةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے روایت ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے درمیان علی بن عیسٰی قصری بھی تھے کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور حسین بن روحؒ سے بولا: میں آپ سے ایک شے کے بارے سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

انھوں نے کہا: پوچھو جو تمھارے دل میں ہے۔

اور اس شخص نے بعض مسائل پوچھے جن کا ذکر ہم نے دوسری جگہ حدیث نمبر ۲۷۳ پر کیا ہے۔

محمد بن ابراہیم بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن ابوالقاسم بن روح کے پاس گیا تو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ اس شخص نے کل اپنی طرف سے کتنی بڑی بات کہہ دی۔ میرے کچھ کہنے سے قبل ہی حسین بن روح مجھ سے مخاطب ہوئے اور بولے: اے محمد بن ابراہیم! مجھے یہ بات منظور ہے کہ میں آسمان سے پھینک دیا جاؤں یا کوئی پرندہ مجھے اُچک لے جائے یا ہوا مجھے اُڑا کر کہیں دُور لے جائے اور پھینک دے مگر یہ مجھے منظور نہیں کہ میں اللہ کے دین میں اپنی رائے دوں یا اپنے دل سے گھڑ کر کوئی بات کہوں۔ میں نے کل جو کچھ کہا وہ حضرت حجتؑ سے سنا تھا اور یہی اصل بات ہے۔[1]

(270) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ بَلَدِنَا الْمُقِيمِينَ كَانُوا بِبَغْدَادَ فِي السَّنَةِ الَّتِي خَرَجَتِ الْقَرَامِطَةُ عَلَى الْحَاجِّ وَ هِيَ سَنَةُ [تَنَاثُرِ] الْكَوَاكِبِ: أَنَّ وَالِدِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَتَبَ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَسْتَأْذِنُ فِي الْخُرُوجِ إِلَى الْحَجِّ. فَخَرَجَ فِي الْجَوَابِ لَا تَخْرُجْ فِي هَذِهِ السَّنَةِ فَأَعَادَ فَقَالَ هُوَ نَذْرٌ

[1] یہ حدیث آگے نمبر ۲۷۳ پر مکمل آرہی ہے وہاں رجوع کریں۔

وَاجِبٌ أَ فَيَجُوزُ لِيَ الْقُعُودُ عَنْهُ فَخَرَجَ الْجَوَابُ إِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَكُنْ فِي الْقَافِلَةِ الْأَخِيرَةِ فَكَانَ فِي الْقَافِلَةِ الْأَخِيرَةِ فَسَلِمَ بِنَفْسِهِ وَ قُتِلَ مَنْ تَقَدَّمَهُ فِي الْقَوَافِلِ الْأُخَرِ.

ابوعبداللہ حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ سے روایت ہے کہ جس سال قرمطہ نے حاجیوں کے قافلوں پر حملے کیے اور اس سال ستارے ٹوٹے، ہمارے شہر کے کچھ لوگ بغداد میں مقیم تھے۔ انھوں نے مجھے سے بتایا کہ میرے والد نے شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کی معرفت حضرت صاحب الزمان علیہ السلام کو خط لکھا اور حج پر جانے کی اجازت چاہی تو جواب آیا کہ اس سال حج پر نہ جانا۔ پس میرے والد نے دوبارہ خط لکھا کہ یہ نذر واجب ہے کیا اس کے باوجود بیٹھ رہوں اور حج پر نہ جاؤں؟ جواب آیا کہ اگر اتنا ہی ضروری ہے تو بالکل آخری قافلے میں چلے جانا۔

چنانچہ وہ بالکل آخری قافلے کے ساتھ گئے اور اس سے پہلے جتنے قافلے گئے تھے وہ سب قتل کر دیے گئے لیکن یہ قافلہ محفوظ رہا۔[1]

(271) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَمَّارُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِسْحَاقَ الْأُسْرُوشَنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ الْخُجَنْدِيُّ: وَ كَانَ قَدْ أَلَحَّ فِي الْفَحْصِ وَ الطَّلَبِ وَ سَارَ فِي الْبِلَادِ وَ كَتَبَ عَلَى يَدِ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى الصَّاحِبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَشْكُو تَعَلُّقَ قَلْبِهِ وَ اشْتِغَالَهُ بِالْفَحْصِ وَ الطَّلَبِ وَ يَسْأَلُ الْجَوَابَ بِمَا تَسْكُنُ إِلَيْهِ نَفْسُهُ وَ يَكْشِفُ لَهُ عَمَّا يَعْمَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَخَرَجَ إِلَيَّ تَوْقِيعٌ نُسْخَتُهُ مَنْ بَحَثَ فَقَدْ طَلَبَ وَ مَنْ طَلَبَ فَقَدْ ذَلَّ وَ مَنْ ذَلَّ فَقَدْ أَشَاطَ وَ مَنْ أَشَاطَ فَقَدْ أَشْرَكَ. قَالَ فَكَفَفْتُ عَنِ الطَّلَبِ وَ سَكَنَتْ نَفْسِي وَ عُدْتُ إِلَى وَطَنِي مَسْرُوراً وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ.

ابوالعباس احمد بن حسن بن ابی صالح الخجندی سے روایت ہے کہ وہ امام عصر علیہ السلام کی

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۹۲، ح ۱۱۰؛ بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۳، ح ۱

Scanned with CamScanner

تلاش میں اپنے وطن سے نکلے تا کہ ان پر حقیقتِ حال واضح ہو اور اطمینانِ قلب حاصل ہو اور راہِ عمل کی نشاندہی ہو۔ پس ان کے لیے امام عصر علیہ السلام کی یہ تحریر ظاہر ہوئی۔ جس نے بحث کی اس نے طلب کیا، جس نے طلب کیا اس نے دلیل قائم کی، جس نے دلیل قائم کی وہ ہلاک ہوا اور جو ہلاک ہوا اس نے شرک کیا۔

اس نے کہا: پس میں نے جستجو کو چھوڑ دیا اور پُرسکون ہو گیا اور بحمد للہ خوشی خوشی اپنے وطن واپس آ گیا۔ [1]

(272) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي غَالِبٍ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الزُّرَارِيِّ قَالَ: جَرَى بَيْنِي وَ بَيْنَ وَالِدَةِ أَبِي الْعَبَّاسِ يَعْنِي ابْنَهُ مِنَ الْخُصُومَةِ وَ الشَّرِّ أَمْرٌ عَظِيمٌ مَا لَا يَكَادُ أَنْ يَتَّفِقَ وَ تَتَابَعَ ذٰلِكَ وَ كَثُرَ إِلَى أَنْ ضَجِرْتُ بِهِ وَ كَتَبْتُ عَلَى يَدِ أَبِي جَعْفَرٍ أَسْأَلُ الدُّعَاءَ فَأَبْطَأَ عَنِّي الْجَوَابُ مُدَّةً ثُمَّ لَقِيَنِي أَبُو جَعْفَرٍ فَقَالَ. قَدْ وَرَدَ جَوَابُ مَسْأَلَتِكَ فَجِئْتُهُ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ مُدْرَجاً فَلَمْ يَزَلْ يُدْرِجُهُ إِلَى أَنْ أَرَانِي فَصْلاً مِنْهُ فِيهِ وَ أَمَّا الزَّوْجُ وَ الزَّوْجَةُ فَأَصْلَحَ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا فَلَمْ تَزَلْ عَلَى حَالِ الِاسْتِقَامَةِ وَلَمْ يَجْرِ بَيْنَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْءٌ مِمَّا كَانَ يَجْرِي وَ قَدْ كُنْتُ أَتَعَمَّدُ مَا يُسْخِطُهَا فَلَا يَجْرِي (فِيهِ) مِنْهَا شَيْءٌ هٰذَا مَعْنَى لَفْظِ أَبِي غَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْ قَرِيبٌ مِنْهُ. قَالَ ابْنُ نُوحٍ وَ كَانَ عِنْدِي أَنَّهُ كَتَبَ عَلَى يَدِ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ أَبِي الْعَزَاقِرِ قَبْلَ تَغَيُّرِهِ وَ خُرُوجِ لَعْنِهِ عَلَى مَا حَكَاهُ ابْنُ عَيَّاشٍ إِلَى أَنْ حَدَّثَنِي بَعْضُ مَنْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِي أَنَّهُ إِنَّمَا عَنَى أَبَا جَعْفَرٍ الزجوزجيّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَنَّ الْكِتَابَ إِنَّمَا كَانَ مِنَ الْكُوفَةِ وَ ذٰلِكَ أَنَّ أَبَا غَالِبٍ قَالَ لَنَا كُنَّا نَلْقَى أَبَا الْقَاسِمِ الْحُسَيْنَ بْنَ رَوْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُفْضَى الْأَمْرُ إِلَيْهِ صِرْنَا نَلْقَى أَبَا جَعْفَرِ بْنَ الشَّلْمَغَانِيِّ وَلَا نَلْقَاهُ.

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ۳۴۰، ح ۶۷، اور جلد ۵۳، ص ۱۹۶، ح ۲۲؛ کمال الدین وتمام النعمہ: ص ۵۰۹، ح ۳۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۲۷

ابوغالب احمد بن محمد زراری سے روایت ہے کہ میری اور میری اہلیہ یعنی میرے بیٹے ابوالعباس کی والدہ کے مابین بہت اختلاف ہو گیا۔ یہ اس حد تک جاری رہا کہ مجھے اس سے سخت نفرت ہو گئی۔ میں نے ابوجعفر کے توسط سے امام زمانہ علیہ السلام کو خط لکھا کر دُعا طلب کی۔ جواب میں تاخیر ہوئی۔ کچھ دن بعد ابوجعفر نے مجھے دیکھا اور کہا: آپ کے خط کا جواب آ چکا ہے۔

پس میں اس کے پاس پہنچا تو اس نے ایک کتاب کھولی اور اسے اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔ جب میں نے دیکھا تو ایک پر یہ تحریر تھا:

"اور رہا شوہر اور بیوی کے مابین معاملہ تو اللہ نے ان دونوں کے مابین صلح کرا دی ہے"۔

اس کے بعد ہماری زندگی بالکل خوشگوار رہی یہاں تک کہ جب میں نے جان بوجھ کر اپنی بیوی کو مشتعل کرنے کی کوشش کی تو وہ بالکل بھی ناراض نہیں تھی۔ یہ بالکل اسی طرح یا اس کے قریب قریب ابوغالب نے بیان کیا ہے۔

ابن نوح کا بیان ہے کہ میں نے سوچا کہ ابن غالب نے ابن عیاش کے بیان کی بنیاد پر ابوجعفر بن ابی عزاقر کو خط لکھا۔ اس کے تغیر سے پہلے اور اس پر امام کی طرف سے لعنت کی گئی لیکن ایک دوست جو میرے ساتھ تھا، نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ اس سے مراد ابوجعفر زجوزجی ہے اور خط بھی کوفہ بھیجا گیا تھا اور اسی طرح ابوغالب نے خود ہمیں بتایا کہ ہم ابوالقاسم حسین بن روح سے ملاقات کرتے تھے اس سے پہلے کہ امام کا وکیل مقرر ہو جائے اور ہم ابوجعفر بن شلمغانی سے ملنے ان کے ساتھ چلے گئے لیکن ہم اسے تلاش کرنے میں ناکام رہے۔

ابن نوح نے کہا: یہ دونوں حکایات ہم نے لکھی نہیں ہیں تا کہ یاد رکھیں لیکن ہمارے علاوہ ایک شخص نے ان کو لکھ دیا حالانکہ ابوغالب نے ان واقعات کو اکثر اس طرح بیان کیا ہے کہ میں نے ان سے متعدد بار سنا ہے۔ اللہ کی حمد ہے اور دائمی شکر اسی کا ہے اور درود و سلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر ہے۔ [1]

(273) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ

[1] اسی کے مثل قضیہ حدیث نمبر ۲۵۷ میں تفصیلی گزر چکا ہے۔ اسی کی طرف رجوع کیا جائے۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ الطَّالَقَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَعَ جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ عِيسَى الْقَصْرِيُّ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ شَيْءٍ فَقَالَ لَهُ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ فَقَالَ الرَّجُلُ أَخْبِرْنِي عَنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَ هُوَ وَلِيُّ اللهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَخْبِرْنِي عَنْ قَاتِلِهِ لَعَنَهُ اللهُ أَ هُوَ عَدُوُّ اللهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ فَهَلْ يَجُوزُ أَنْ يُسَلِّطَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَدُوَّهُ عَلَى وَلِيِّهِ. فَقَالَ لَهُ أَبُو الْقَاسِمِ قُدِّسَ سِرُّهُ افْهَمْ عَنِّي مَا أَقُولُ لَكَ اعْلَمْ أَنَّ اللهَ تَعَالَى لَا يُخَاطِبُ النَّاسَ بِمُشَاهَدَةِ الْعِيَانِ وَ لَا يُشَافِهُهُمْ بِالْكَلَامِ وَ لَكِنَّهُ جَلَّتْ عَظَمَتُهُ يَبْعَثُ إِلَيْهِمْ رُسُلاً مِنْ أَجْنَاسِهِمْ وَ أَصْنَافِهِمْ بَشَراً مِثْلَهُمْ وَلَوْ بَعَثَ إِلَيْهِمْ رُسُلاً مِنْ غَيْرِ صِفَتِهِمْ وَ صُوَرِهِمْ لَنَفَرُوا عَنْهُمْ وَ لَمْ يَقْبَلُوا مِنْهُمْ فَلَمَّا جَاءُوهُمْ وَ كَانُوا مِنْ جِنْسِهِمْ يَأْكُلُونَ وَ يَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ قَالُوا لَهُمْ أَنْتُمْ مِثْلُنَا لَا نَقْبَلُ مِنْكُمْ حَتَّى تَأْتُوا بِشَيْءٍ نَعْجِزُ عَنْ أَنْ نَأْتِيَ بِمِثْلِهِ فَنَعْلَمَ أَنَّكُمْ مَخْصُوصُونَ دُونَنَا بِمَا لَا نَقْدِرُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ لَهُمُ الْمُعْجِزَاتِ الَّتِي يَعْجِزُ الْخَلْقُ عَنْهَا. فَمِنْهُمْ مَنْ جَاءَ بِالطُّوفَانِ بَعْدَ الْإِعْذَارِ وَ الْإِنْذَارِ فَغَرِقَ جَمِيعُ مَنْ طَغَى وَ تَمَرَّدَ وَ مِنْهُمْ مَنْ أُلْقِيَ فِي النَّارِ فَكَانَتْ عَلَيْهِ بَرْداً وَ سَلَاماً وَ مِنْهُمْ مَنْ أَخْرَجَ مِنَ الْحَجَرِ الصَّلْدِ النَّاقَةَ وَ أَجْرَى مِنْ ضَرْعِهَا لَبَناً وَ مِنْهُمْ (مَنْ) فَلَقَ لَهُ الْبَحْرَ وَ فَجَّرَ لَهُ (مِنَ الْحَجَرِ) الْعُيُونَ وَ جَعَلَ لَهُ الْعَصَا الْيَابِسَةَ ثُعْبَاناً تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ وَ مِنْهُمْ مَنْ أَبْرَأَ الْأَكْمَهَ (وَ الْأَبْرَصَ) وَ أَحْيَا الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللهِ وَ أَنْبَأَهُمْ بِمَا يَأْكُلُونَ وَ مَا يَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِهِمْ وَ مِنْهُمْ مَنِ انْشَقَّ لَهُ الْقَمَرُ وَ كَلَّمَتْهُ الْبَهَائِمُ مِثْلَ الْبَعِيرِ وَ الذِّئْبِ وَ غَيْرِ ذَلِكَ فَلَمَّا أَتَوْا بِمِثْلِ ذَلِكَ وَ عَجَزَ الْخَلْقُ مِنْ أُمَمِهِمْ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِهِ

كَانَ مِنْ تَقْدِيرِ اللهِ جَلَّ جَلَالُهُ وَ لُطْفِهِ بِعِبَادِهِ وَ حِكْمَتِهِ أَنْ جَعَلَ أَنْبِيَاءَهُ مَعَ هَذِهِ الْمُعْجِزَاتِ فِي حَالٍ غَالِبِينَ وَ أُخْرَى مَغْلُوبِينَ وَ فِي حَالٍ قَاهِرِينَ وَ أُخْرَى مَقْهُورِينَ وَ لَوْ جَعَلَهُمْ عَزَّ وَ جَلَّ فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهِمْ غَالِبِينَ وَ قَاهِرِينَ وَ لَمْ يَبْتَلِهِمْ وَ لَمْ يَمْتَحِنْهُمْ لَاتَّخَذَهُمُ النَّاسُ آلِهَةً مِنْ دُونِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَمَا عُرِفَ فَضْلُ صَبْرِهِمْ عَلَى الْبَلَاءِ وَ الْمِحَنِ وَ الِاخْتِبَارِ. وَ لَكِنَّهُ جَعَلَ أَحْوَالَهُمْ فِي ذَلِكَ كَأَحْوَالِ غَيْرِهِمْ لِيَكُونُوا فِي حَالِ الْمِحْنَةِ وَ الْبَلْوَى صَابِرِينَ وَ فِي (حَالِ) الْعَافِيَةِ وَ الظُّهُورِ عَلَى الْأَعْدَاءِ شَاكِرِينَ وَ يَكُونُوا فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهِمْ مُتَوَاضِعِينَ غَيْرَ شَامِخِينَ وَ لَا مُتَجَبِّرِينَ وَ لِيَعْلَمَ الْعِبَادُ أَنَّ لَهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ إِلَهاً هُوَ خَالِقُهُمْ وَ مُدَبِّرُهُمْ فَيَعْبُدُوهُ وَ يُطِيعُوا رُسُلَهُ وَ يَكُونُوا حُجَّةً لِلَّهِ ثَابِتَةً عَلَى مَنْ تَجَاوَزَ الْحَدَّ فِيهِمْ وَ ادَّعَى لَهُمُ الرُّبُوبِيَّةَ أَوْ عَانَدَ وَ خَالَفَ وَ عَصَى وَ جَحَدَ بِمَا أَتَتْ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ وَ الرُّسُلُ وَ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَ يَحْيَى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَعُدْتُ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ قُدِّسَ سِرُّهُ مِنَ الْغَدِ وَ أَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي أَ تَرَاهُ ذَكَرَ لَنَا يَوْمَ أَمْسِ (مِنْ) عِنْدِ نَفْسِهِ فَابْتَدَأَنِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفَنِي الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِيَ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقُولَ فِي دِينِ اللهِ بِرَأْيِي وَ مِنْ عِنْدِ نَفْسِي بَلْ ذَلِكَ مِنَ الْأَصْلِ وَ مَسْمُوعٌ مِنَ الْحُجَّةِ صَلَوَاتُ اللهِ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِ.

محمد بن ابراہیم بن اسحاق طالقانی سے روایت ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے درمیان علی بن عیسیٰ قصری بھی تھے۔ پس ایک شخص کھڑا ہوا اور حسین بن روح سے بولا: میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے فرمایا: پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو؟

Scanned with CamScanner

اس نے کہا: بتایئے کہ کیا حسینؑ بن علیؑ ولی اللہ تھے؟

انھوں نے فرمایا: ہاں۔

اس نے کہا: یہ بتائیں کہ ان کا قاتل اللہ کا دشمن تھا؟

انھوں نے فرمایا: ہاں۔

اس نے کہا: یہ کیسے جائز ہے کہ اللہ اپنے دشمن کو اپنے ولی پر مسلط کر دے۔

ابوالقاسم نے فرمایا: میں سمجھ گیا جو تم کہنا چاہتے ہو۔ یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سامنے ظاہر ہو کر خطاب نہیں کرتا اور نہ بالمشافہ کلام کرتا ہے بلکہ اس نے بندوں کی طرف ان کے جنس واصناف سے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر کسی اور جنس یا کسی اور صورت کے رسول بھیجتا تو لوگ اس سے متنفر ہو جاتے اور کبھی قبول نہ کرتے۔ پس انسانوں میں سے ان کی جنس کے رسول آئے جو کھاتے پیتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ لوگ انھیں دیکھ کر کہتے کہ تم تو ہمارے جیسے بشر ہو، پس ہم اس وقت تک تمھاری بات تسلیم نہ کریں گے جب تک تم ہمیں ایسا معجزہ نہ دکھلاؤ جس کے دکھلانے پر دوسرے قادر نہ ہوں۔ پھر ہم سمجھیں گے کہ تم اللہ کے مخصوص بندے ہو۔ پس اللہ نے ان رسولوںؑ کے معجزے قرار دیئے جن سے دوسرے لوگ قادر نہ تھے۔ ان رسولوںؑ میں سے کوئی وہ تھے جنھوں نے قوم کو ڈرایا لیکن جب قوم کی سرکشی بڑھی تو ان کی بددُعا سے طوفان آیا اور تمام باغی اور نافرمان ڈوب گئے۔ ان میں سے ایک ایسے تھے جن کو آگ میں ڈالا گیا تو آگ ان کے لیے ٹھنڈی ہوگئی۔ ان میں سے کوئی ایسا تھا جس نے مٹی سے اُونٹنی کو نکالا جو دودھ دیتی تھی۔ کسی کے لیے پانی پر راستہ بنایا، کسی کے لیے پتھر سے چشمے جاری ہوئے اور خشک عصاء سے اژدھا بنا دیا کہ جو کچھ اسے ملتا کھا لیتا تھا۔ کسی نے مادرزاد اندھوں اور مبروصوں کو صحت دی اور مُردوں کو اللہ کے اذن سے زندہ کیا اور لوگوں کو خبر دی کہ وہ گھر میں کیا کھاتے ہیں اور کیا جمع کرتے ہیں۔ کسی نے چاند کے ٹکڑے کیے اور ان سے جانوروں مثلاً اُونٹ اور بھیڑیئے وغیرہ نے گفتگو کی۔

پس اللہ نے اپنے انبیاءؑ کو وہ معجزے عطا کیے جن کی مثال لانے میں بندے عاجز تھے۔ یہ اللہ کی تقدیر، اس کا اپنے بندوں پر لطف اور اس کی حکمت تھی کہ اس قدرت اور معجزات

Scanned with CamScanner

کے ہونے کے باوجود کچھ انبیاء غالب رہے۔ کچھ مغلوب، کچھ قاہر رہے اور کچھ مقہور رہے۔ اگر اللہ تمام انبیاءؑ کو اپنے زمانے میں غالب اور قاہر قرار دیتا تو پھر ان کی آزمائش اور امتحان نہ ہوتا اور لوگ ان کو خدا سمجھ کر ان کی عبادت کرنے لگتے اور بلاء اور مصیبت پر ان کی منزلت صبر کا پتہ نہ چلتا لیکن اللہ نے ان کے احوال عام لوگوں کے احوال کی طرح رکھے تاکہ بلاومصیبت پر صبر کریں اور عافیت واعداء پر غلبے پر شکر بجالائیں اور ہر حال میں تواضع اختیار کریں، تکبر نہ کریں اور سرکشی نہ کریں تاکہ لوگ سمجھیں اور جانیں کہ ان کا اللہ ایک ہے جو ان کا خالق اور مدبر ہے۔ پس بندے اللہ کی عبادت کریں اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کریں اور ان لوگوں پر اللہ کی حجت ثابت ہو جائے جو حدودِ خدا کو توڑتے ہیں اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں یا اللہ کی مخالفت اور دشمنی کرتے ہیں اور ان چیزوں کا انکار کرتے ہیں جو اس کے رسول اور انبیاءؑ لے کر آئے تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل سے زندہ رہے۔

محمد بن ابراہیم بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن ابوالقاسم بن روح کے پاس گیا تو میں اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ اس شخص نے کل اپنی طرف سے کتنی بڑی بات کہہ دی۔ میرے کچھ کہنے سے قبل ہی حسین بن روحؒ مجھ سے مخاطب ہوئے اور بولے: اے محمد بن ابراہیمؒ! مجھے یہ بات منظور ہے کہ میں آسمان سے پھینک دیا جاؤں یا کوئی پرندہ مجھے اُچک کر لے جائے یا ہوا مجھے اُڑا کر کہیں دُور لے جا کر پھینک دے مگر مجھے یہ منظور نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے دین میں اپنی رائے دوں یا اپنے دل سے گھڑ کر کوئی بات کہوں بلکہ اصلیت یہ ہے کہ میں نے جو کچھ کہا وہ حضرت حجتؑ سے سنا ہوا تھا۔ [1]

قولِ مؤلف: اب تک ہم نے کچھ اخبار کا تذکرہ کیا ہے جو امام حسن عسکری علیہ السلام کے بیٹے کی امامت، اس کے مقدس وجود اور غَیبت کو ثابت کرتے ہیں۔ ان اخبار میں غیب اُمور کا تذکرہ کیا گیا ہے اور خارق العادت انداز میں آیندہ کے واقعات کی پیش گوئی کی گئی ہے اس

---

[1] کمال الدین: ص ۵۰۷، ح ۳۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۱۱۷، ح ۱۶۸؛ بحارالانوار: جلد ۴۴، ص ۲۷۳، ح ۱؛ عوالم العلوم: جلد ۱۷، ص ۵۲۱، ح ۵؛ الاحتجاج: ص ۴۷۱؛ علل الشرائع: ص ۲۴، ح ۱؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۱۳

لیے کہ ان کے بارے کسی کو علم نہیں تھا سوائے اس کے کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعے اس کا علم عطا کیا اور یہ اخبار ان تک اس شخص کے ذریعے پہنچے جس کی سچائی بغیر کسی شک کے ثابت شدہ ہے اور اگر ان کی سچائی ثابت نہ ہوتی تو ایسا نہ ہوتا کیونکہ یہ معجزات جھوٹوں کے ذریعے کبھی ممکن نہیں ہوتے ہیں اور جب ان کی صداقت ثابت ہوجاتی ہے تو اس سے امامِ زمانہؑ کا وجود بھی ثابت ہوجاتا ہے جس کے ذریعے یہ نعمتیں مل رہی ہیں۔ تاہم اس ضمن میں ہم نے درج ہر چیز کا حوالہ نہیں دیا ہے تاکہ کتاب طویل نہ ہوجائے اور اس کا تذکرہ دیگر کتب میں موجود ہے۔

...... ✸ ......

فصل ۵

امامِ زمانہؑ کے ظہور میں تاخیر کی وجوہات

امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور میں تاخیر کی کوئی وجہ نہیں سوائے آپؑ کی زندگی کے لیے خطرے کے جو آپؑ کے ظہور میں رکاوٹ ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور وجہ ہوتی تو آپؑ کی رہبری میں باقی رہنا درست نہ ہوتا اور اسی وجہ سے آپؑ کی امامت کو مختلف قسم کے مسائل اور مشکلات برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ الٰہی اور الہامی نبیوں کی پہچان اور درجات بہت اعلیٰ اور بلند و بالا ہیں جس کی وجہ سے وہ اللہ کی خاطر بڑی مشکلات اور تکالیف بھی برداشت کرتے ہیں۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ نے فرشتوں اور دوسرے غیبی ذرائع کی مدد سے آپؑ کے قتل کو کیوں نہیں روکا؟

تو جواب یہ ہے کہ اللہ کے ذریعے آپؑ کے قتل کی روک تھام دو طرح کی ہے: ایک یہ کہ یہ رکاوٹ یا تو مذہبی فرائض کی نفی میں ہو یا اس کی مخالفت نہ کی جائے اور وہ رکاوٹ جو مذہبی فرائض کی مخالفت نہیں کرتی ہے وہ یہ ہے کہ امام علیہ السلام کی مخالفت کرنا ممنوع ہے۔ اس کی اطاعت اور پیروی کا حکم دیا جانا چاہیے اور اس کی مدد کی جانی چاہیے اور کہنا کہ لوگوں پر اس کی اطاعت فرض ہے۔ یہ سارے احکامات اور ممانعتیں بھی اللہ نے جاری کی ہیں لیکن جو شخص امام کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے لیے اللہ کی راہ میں رکاوٹ بن جانا مذہبی فرائض کے منافی ہے اور اس میں منطقی تضادات ظاہر ہیں۔ ایسا ہی ہے کیونکہ مذہبی فرائض کا مقصد خدائی انعامات کمانا ہے۔ لیکن اللہ کی راہ میں رکاوٹ ہونا اس کے مخالف ہے اور بہت سے مواقع پر اللہ کی مجبوری روک تھام سے لوگوں کو کچھ بُرائی ہوسکتی ہے جس کی حقیقت میں اللہ سے توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہے کہ امام کی ظاہری حالت میں عدم استحکام اور اس کے خلوص میں غَیبت کی مثال ناممکن ہے۔ اس کے برعکس یہ بہت زیادہ ممکن ہے لیکن یہ بیان درست نہیں ہے کیونکہ اس بیان سے ہی رسولؐ کی واجبیت باطل ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اس بیان کو قبول کرنے کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ رسول اور رسالت ایک الٰہی فضل ہے لیکن حالات کے لحاظ سے اسے تبدیل کیا جاسکتا ہے (کہ یہ ممکن ہے کہ نبوت ایک وقت میں ضروری ہو اور کسی دوسرے وقت میں غیرضروری ہو جبکہ نبوت اور رسالت ہروقت ضروری اور واجب ہے)۔

تاہم امام اور لوگوں کے مابین اللہ تعالیٰ کی رکاوٹ بننا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے (جو امام کی غَیبت کی وجہ سے ہے) تو اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور یہ کہ یہ ناممکن بھی نہیں ہے اس لیے یہ کہا جانا چاہیے کہ اس غَیبت میں ایک بُرائی ہے لیکن اس غَیبت کی کیفیت سے امامت کی تقرری واجبیت ختم نہیں ہوتی ہے اور یہ امامت کے منافی بھی نہیں ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ امام زمانہؑ کے آباؤاجدادؑ لوگوں کے لیے زندہ اور مرئی تھے اور اس کے باوجود ان کی جان کو خطرہ تھا لیکن اس وقت کے حالات یہ نہیں ہوئے کہ لوگوں کو رسائی حاصل نہ ہوئی ہو؟

ہم کہیں گے کہ امام مہدیؑ کے آباؤاجداد کے حالات مختلف تھے کیونکہ انھوں نے اپنے زمانے کے حکمرانوں کے ساتھ تحلیل (تقویٰ) کے مطابق عمل کیا اور ان کے ساتھ اس طرح کا عمل کیا کہ حاکم بھی جانتے تھے کہ وہ خروج کا آغاز نہیں کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خروج کرنے میں کسی قسم کی تضادیت نہیں دیکھی۔ اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومینؑ کی زندگیوں کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شخصیات بھی امام مہدیؑ کی توقع میں تھیں اور جن لوگوں نے ان کی امامت پر اعتقاد رکھے تھے، انھوں نے بھی اپنے دور کی حکومتوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا لیکن امام مہدیؑ کا معاملہ ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ امامؑ کے حالات سے معلوم ہے کہ وہ تلوار کے ساتھ (مسلح) خروج کریں گے اور دنیا سے ظالم حکومتوں کا خاتمہ کریں گے اور تمام ظالم حکمرانوں پر قہر بن کر ٹوٹ پڑیں گے اور پوری دنیا پر عدل و انصاف کا معیار بلند کریں گے اور ناانصافی اور ظلم کو تباہ کردیں گے لہٰذا اگر کسی کے پاس یہ خوبی ہے تو اس کے

وقت کے حکمران گھبرا جائیں گے اور اس سے عداوت کا مظاہرہ کریں گے اور اس کا پیچھا کریں گے اور اس کی تمام حرکات کو دیکھنے کے لیے جاسوس بھیجیں گے اور وہ ہروقت اس سے گھبراتے رہیں گے۔ پس ایسے حالات میں امام علیہ السلام کو ظہور کے وقت تک اپنے آپ کو لوگوں سے دُور رکھنے کی ضرورت ہے۔ ان لوگوں سے جن سے وہ خطرے کو جانتے ہیں چاہے وہ دوست ہوں یا دشمن۔

اس کے علاوہ امام مہدیؑ کے آباؤاجداد ظاہری تھے اور وہ غَیبت میں نہیں تھے کیونکہ اگر ان کے لیے موت یا شہادت واقع ہوئی تو وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کے بعد ان کا ایک جانشین ہوگا لیکن ایسی بات امام مہدیؑ کے لیے وہاں نہیں ہے کیونکہ اگر خروج سے پہلے شہادت جیسا واقعہ پیش آجائے تو کوئی بھی ایسا نہیں جو ان کا جانشین ہوسکے۔ لہٰذا امام مہدیؑ کے لیے یہ ضروری تھا کہ وہ غَیبت میں رہیں اور امام مہدی علیہ السلام کے حالات ان کے آباؤاجدادؑ کے حالات سے بالکل مختلف ہیں اور یہ معاملہ بحمداللہ واضح ہے۔

اگر یہ کہا جاتا ہے کہ ہم کیسے سمجھ سکتے ہیں کہ اب امام علیہ السلام کے ظہور کا وقت ہے اور ان کی جان کو خطرہ نہیں ہے؟ کیا یہ خدائی وحی کے ذریعے ہوسکتا ہے جبکہ امامؑ پر کوئی وحی نہیں ہے؟ یا قطعی علم کے ذریعے کہ جس پر غوروفکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے؟ یہ بات بھی واضح اور عیاں ہے کہ یہ مذہبی فریضہ کے منافی ہے یا امارت اور کسی نشانی کے ذریعے جو اس کے لیے قیاس بن جاتا ہے؟ یہ امامؑ کی زندگی کے لیے بھی نقصان دہ ہے اور یہ اس کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتا ہے۔

ہم جواب دیں گے کہ ہمارے پاس اس اعتراض کے دو جواب ہیں: سب سے پہلے یہ کہ اللہ، رسولؐ اور امامؑ کے معزز آباءؑ کی معرفت اور وضاحت کے ذریعے اللہ نے ہمیں آگاہ کیا ہے کہ غَیبت کا زمانہ خوف کا دور ہے اور جب یہ ختم ہوجائے گا تب ظہور کا وقت ہے اور اس نے امام علیہ السلام کو بھی اس بارے میں آگاہ کیا ہے۔ امامؑ بھی اس سلسلے میں جو بھی انھیں آگاہ کیا گیا تھا اور جو انھیں حکم دیا گیا تھا وہ اپنے آبائے کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کررہے ہیں لیکن تعلقات کی وجہ سے یہ معاملہ ہم سے پوشیدہ تھا لیکن امام علیہ السلام خود ان واقعات کے بارے آگاہ تھے تو ان کو کسی امارت اور نشانی کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

Scanned with CamScanner

دوسری بات یہ کہ اگر ہم خیال کریں کہ ظہور کے وقت امام اپنے گمان کے مطابق عمل کرتا ہے تو یہ ممکن ہے کہ امام کی مدد امارت اور نشانیوں سے کی گئی ہو جو اس نے حاکم سے اپنے لیے طاقت حاصل کی ہو، لہٰذا اس وقت پردہ ظاہر ہوگا اور امام کو بھی معلوم ہے کہ جب اسے قوی قیاس ہوگا تو وہ اس کے ظہور کا وقت ہوگا۔ اس بنیاد پر قوی قیاس کا ہونا ظہور کی شرط ہے اور یہ ظاہری شکل و صورت ہے لہٰذا فقہ میں ہم کہتے ہیں کہ قاضی کا حکم کسی گواہ کی گواہی پر جاری کیا جاتا ہے یا امارت اور قیاس کی بنا پر چاروں سمتوں میں نماز پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے اور بحمد للہ یہ معاملہ بالکل واضح ہے۔

اسی اصول کی بنا پر روایتی اخبار کا تذکرہ کیا گیا ہے جو ہمارے دعوے میں مددگار ہیں اور ہم ان میں سے کچھ کا تذکرہ یہاں کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم اس موضوع پر مزید دلچسپی پیدا کرسکیں۔

(274) أَخْبَرَنِي ٱلْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ٱلْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ ٱلْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ ٱلنَّيْشَابُورِيِّ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ: إِنَّ لِلْقَائِمِ غَيْبَةً قَبْلَ ظُهُورِهِ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ يَخَافُ ٱلْقَتْلَ.

علی بن رئاب نے زرارہ سے روایت کی ہے، انھوں نے کہا کہ امام قائم علیہ السلام کے لیے ان کے ظہور سے قبل غیبت ہوگی۔

میں نے پوچھا: کیوں؟

انھوں نے کہا: انھیں قتل کا خوف ہوگا۔ [1]

(275) وَرُوِيَ: أَنَّ فِي صَاحِبِ ٱلْأَمْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سُنَّةً مِنْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ وَمَا هِيَ قَالَ دَامَ خَوْفُهُ وَغَيْبَتُهُ مَعَ ٱلْوُلَاةِ إِلَى

[1] کمال الدین: ص ۳۸۱، ح ۹؛ علل الشرائع: ص ۲۴۶، ح ۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۹۷، ح ۲۰؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۷۷، ح ۲۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۸۷، ح ۲۱۵؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۸۹

أَنْ أَذِنَ اللهُ تَعَالَى بِنَصْرِهِ.

اور روایت کی گئی ہے کہ امام صاحب امرؑ میں موسیٰؑ کی سنت ہوگی؟

راوی کہتا ہے: میں نے کہا: وہ کیا ہوگی؟

فرمایا: ان کا مسلسل خوف اور ان کی اپنی رعیت سے غیبت اس وقت تک جب اللہ کے اذن سے ان کی مدد ہوگی۔ [1]

اور مثل اسی کے رسول اللہ ﷺ نے شعب ابی طالبؑ اور دوسری بار غار میں پناہ لی اور امیرالمومنین علی علیہ السلام کا اپنے حق کے لیے مطالبہ کے بجائے اپنے گھر بیٹھ رہنا ہے۔

(276) وَ رَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي ٱلْخَطَّابِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسْكَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ ٱلْحَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِكْتَتَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِمَكَّةَ مُسْتَخْفِياً خَائِفاً خَمْسَ سِنِينَ لَيْسَ يَظْهَرُ وَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَهُ وَ خَدِيجَةُ ثُمَّ أَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى أَنْ يَصْدَعَ بِمَا يُؤْمَرُ فَظَهَرَ وَ أَظْهَرَ أَمْرَهُ.

محمد بن علی حلبی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں پانچ سال [2] تک خوف کی بنا پر (اُمورِ رسالت کو) مخفی رکھا اور حضرت علیؑ اور حضرت خدیجہؑ کے سوا کسی پر ظاہر نہیں کیا۔ پھر جب امر رسالت کو ظاہر کرنے کا اللہ کا امر ہوا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (سورۃ الحجر: آیت ۹۴)

”آپؐ کو جس کا حکم ملا ہے اس کا واشگاف الفاظ میں اعلان کریں“۔

اور آپؐ نے امر رسالت کو ظاہر کردیا۔ [3]

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۹، ح ۳۲۷؛ کمال الدین: ص ۳۲۷، ح ۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۱۷، ح ۶

[2] پانچ سال اور اگلی روایت میں تین سال کا اختلاف قابلِ تاویل ہے کیونکہ ممکن ہے کہ تین سال ہر خاص و عام سے مخفی رکھا ہو جبکہ مزید دو سال خاص کے علاوہ مخفی رکھا گیا ہو اور دونوں باتیں اپنی اپنی جگہ صحیح و درست ہوں۔

[3] کمال الدین: ص ۳۴۴، ح ۲۸؛ بحارالانوار: جلد ۱۸/۱۷۶، ح ۲؛ تفسیر البرہان: جلد ۲، ص ۳۵۵، ح ۱؛ تفسیر العیاشی: جلد ۲، ص ۲۵۳، ح ۴۷؛ حلیۃ الابرار: جلد ۱، ص ۷۶

Scanned with CamScanner

(277) سَعْدٌ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَلَبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَكَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ بِمَكَّةَ بَعْدَ مَا جَاءَهُ الْوَحْيُ عَنِ اللهِ تَعَالَى ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً مِنْهَا ثَلَاثُ سِنِينَ مُسْتَخْفِياً خَائِفاً لَا يَظْهَرُ حَتَّى أَمَرَهُ اللهُ تَعَالَى أَنْ يَصْدَعَ بِمَا يُؤْمَرُ فَأَظْهَرَ حِينَئِذٍ الدَّعْوَةَ.

عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے کہ اللہ کے رسولؐ اللہ کی طرف سے وحی آنے کے بعد تیرہ سال تک مکہ میں رہے۔ ان میں سے تین سال آپؐ نے امر رسالت کو خوف کی وجہ سے چھپائے رکھا اور کسی پر ظاہر نہیں کیا یہاں تک کہ خدا کا حکم آ پہنچا کہ:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ (سورۃ الحجر: آیت ۹۴)

"آپؐ کو جس کا حکم ملا ہے اس کا واشگاف الفاظ میں اعلان کریں"۔

چنانچہ آپؐ نے دعوت کا اعلان کر دیا۔ [1]

(278) وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْخَثْعَمِيِّ عَنْ ضُرَيْسٍ الْكُنَاسِيِّ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْكَابُلِيِّ فِي حَدِيثٍ لَهُ اِخْتَصَرْنَاهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُسَمِّيَ الْقَائِمَ حَتَّى أَعْرِفَهُ بِاسْمِهِ فَقَالَ يَا أَبَا خَالِدٍ سَأَلْتَنِي عَنْ أَمْرٍ لَوْ أَنَّ بَنِي فَاطِمَةَ عَرَفُوهُ لَحَرَصُوا عَلَى أَنْ يَقْطَعُوهُ بَضْعَةً بَضْعَةً.

ابوخالد کابلی سے روایت ہے جس کو میں مختصر کر رہا ہوں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ امام قائمؑ کا اسم بتایئے تاکہ ان کے نام سے ہم ان کو پہچان لیں۔

[1] کمال الدین: ص ۳۴۴، ح ۲۹؛ تفسیر البرہان: جلد ۲، ص ۳۵۵، ح ۲؛ بحارالانوار: جلد ۱۸، ص ۱۷۷؛ ح ۳؛ حلیۃ الابرار: جلد ۱، ص ۷۶

آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! تم نے ایسی بات پوچھی ہے کہ اگر بنی فاطمہ بھی انھیں نام سے پہچان لیں تو وہی ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ [1]

(279) وَ رَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ خَالِدِ بْنِ نَجِيحٍ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ لِلْغُلَامِ غَيْبَةً قَبْلَ أَنْ يَقُومَ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ يَخَافُ وَ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى بَطْنِهِ ثُمَّ قَالَ يَا زُرَارَةُ وَ هُوَ الْمُنْتَظَرُ وَ هُوَ الَّذِي يَشُكُّ النَّاسُ فِي وِلَادَتِهِ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ إِذَا مَاتَ أَبُوهُ فَلَا خَلَفَ لَهُ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ هُوَ حَمْلٌ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ هُوَ غَائِبٌ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا وُلِدَ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَدْ وُلِدَ قَبْلَ وَفَاةِ أَبِيهِ بِسَنَتَيْنِ وَ هُوَ الْمُنْتَظَرُ غَيْرَ أَنَّ اللهَ تَعَالَى يُحِبُّ أَنْ يَمْتَحِنَ الشِّيعَةَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَرْتَابُ الْمُبْطِلُونَ قَالَ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ وَ إِنْ أَدْرَكْتُ ذٰلِكَ الزَّمَانَ فَأَيَّ شَيْءٍ أَعْمَلُ فَقَالَ يَا زُرَارَةُ إِنْ أَدْرَكْتَ ذٰلِكَ الزَّمَانَ فَادْعُ بِهٰذَا الدُّعَاءِ اللّٰهُمَّ عَرِّفْنِي نَفْسَكَ فَإِنَّكَ إِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِي نَفْسَكَ لَمْ أَعْرِفْ نَبِيَّكَ إِلَى آخِرِهِ.

زرارہ بن اعین سے روایت ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرما رہے تھے کہ بلاشبہ جوان (یعنی امام زمانہؑ) اپنے ظہور سے قبل غیبت اختیار کریں گے۔

میں نے عرض کیا: یہ کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ خائف ہوں گے اور یہ فرما کر آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اپنے شکم کی طرف اشارہ کیا۔

پھر فرمایا: اے زرارہ! وہ منتظر ہوگا۔ یہی وہ ہوگا جس کی ولادت میں لوگ شک کریں گے، ان میں سے کچھ کہیں گے کہ ان کے والد نے انتقال کیا اور کوئی خلف (جانشین) نہیں چھوڑا، ان میں سے کچھ کہیں گے کہ وہ ابھی حمل میں ہیں اور ان میں سے کچھ کہیں گے کہ وہ اپنے والد

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۰۹، ح ۳۲۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۹۸، ح ۲۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۸۸، ح ۲

Scanned with CamScanner

کی شہادت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے اور وہی امام منتظر ہیں۔ علاوہ ازیں ان کی غیبت سے اللہ شیعوں کا امتحان لے گا چنانچہ اس کی وجہ سے اہلِ باطل شک میں مبتلا ہو جائیں گے۔

زرارہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! اگر میں اس زمانۂ غیبت کو پالوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! اگر تمھیں وہ زمانہ مل جائے تو یہ دُعا پڑھتے رہنا:

اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ نَفْسَكَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِيَّكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ رَسُوْلَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ رَسُوْلَكَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَكَ اَللّٰهُمَّ عَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ فَاِنَّكَ اِنْ لَمْ تُعَرِّفْنِيْ حُجَّتَكَ ضَلَلْتُ عَنْ دِيْنِيْ

"اے اللہ! تو مجھے اپنے نفس کی معرفت عطا فرما اس لیے کہ اگر مجھے تیرے نفس کی معرفت نہ ہوئی تو مجھے تیرے نبیؐ کی معرفت بھی حاصل نہ ہو سکے گی۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما اس لیے کہ اگر مجھے تیرے رسولؐ کی معرفت حاصل نہ ہوئی تو مجھے تیری حجت کی معرفت بھی حاصل نہ ہو سکے گی۔ اے اللہ! تو مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما اس لیے کہ اگر مجھے تیری حجتؑ کی معرفت نہ ہوئی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا"۔ (منقول من الکافی)[1]

(280) وَ رَوَى سُلَيْمُ بْنُ قَيْسٍ اَلْهِلاَلِيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اَلْأَنْصَارِيِّ وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالاَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فِي وَصِيَّتِهِ لِأَمِيرِ اَلْمُؤْمِنِينَ يَا أَخِي إِنَّ قُرَيْشاً سَتَظَاهَرُ عَلَيْكَ وَ تَجْتَمِعُ كَلِمَتُهُمْ عَلَى ظُلْمِكَ وَ قَهْرِكَ فَإِنْ وَجَدْتَ أَعْوَاناً

[1] الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۷، ح ۵؛ کمال الدین: ص ۳۴۲، ح ۲۴؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۶۶، ح ۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۴۳، ح ۱۸؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۹۰؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۵، الوافی: جلد ۲، ص ۴۰۶، ح ۹۰۹

فَجَاهِدْهُمْ وَ إِنْ لَمْ تَجِدْ أَعْوَاناً فَكُفَّ يَدَكَ وَاحْقِنْ دَمَكَ فَإِنَّ اَلشَّهَادَةَ مِنْ وَرَائِكَ.

جابر بن عبداللہ انصاریؓ اور عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنین علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بھائی! عنقریب قریش تمھارے خلاف متحد ہو جائیں گے اور وہ تم پر ظلم کرنے اور تمھیں شکست دینے کے لیے سب اکٹھے ہو جائیں گے۔ پس اگر تم مددگار پاؤ تو ان سے جہاد کرنا اور اگر مددگار نہ ملیں تو اپنے ہاتھ روک لینا اور اپنے خون کو بچانا۔ بے شک شہادت تمھارے حصّے میں آئے گی۔[1]

امامؑ کی غیبت کے دوران شیعوں کا امتحان

رہے وہ اخبار جو غیبت کے دوران شیعوں کے امتحان کے بارے میں ہیں اور یہ کہ ان کی زندگی مشکل ہو جائے گی اور انھیں اس مشکل میں صبر کرنا پڑے گا تو ان اخبار کو روایت کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان مشکلات اور پریشانیوں کے بارے میں آگاہی دی جائے جو اس کی وجہ سے ہوں گی اور یہ نہیں کہ اللہ نے امام علیہ السلام کو ان مشکل حالات کے سبب چھپا رکھا ہے اور اللہ یہ کیسے چاہ سکتا ہے جبکہ یہ مومنین کے لیے ظالمین کے ظلم کی وجہ سے ہو جو ان کے لیے معصیت ہے اور اللہ ایسا ارادہ نہیں کر سکتا ہے۔ اس کے برعکس غیبت کی وجہ جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے، خوف ہے اور ان روایات نے اس حال سے آگاہ کیا ہے جو اس زمانے میں ہوگا اور اس وقت میں مومنین کے لیے ان کے صبر کرنے کا ثواب ہوا اور یہ کہ اپنے دین سے وابستہ رہیں جب تک کہ اللہ ان کے حال میں آسانی پیدا نہ کر دے اور میں صرف کچھ اخبار کا ذکر کروں گا جو اس بارے میں درج ہیں:

(281) أَخْبَرَنَا اَلْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ اَلْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ اَلْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ اَلنَّيْشَابُورِيِّ عَنِ اِبْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ

[1] بحارالانوار: جلد ۸، ص ۱۴۹، اور جلد ۴۲، ص ۲۱۳، ح ۱۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۱، ص ۲۹۵، ح ۱۹۶، اور جلد ۲، ص ۷۵۴، ح ۱۸؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۱، ص ۴۷، ح ۳؛ جامع احادیث الشیعہ: جلد ۱۳، ص ۴۲

بْنِ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَمَاعَةً نَتَحَدَّثُ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ فِي أَيِّ شَيْءٍ أَنْتُمْ أَيْهَاتَ أَيْهَاتَ لَا وَ اللهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى تُغَرْبَلُوا لَا وَ اللهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى تُمَيَّزُوا لَا وَ اللهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى يَتَمَحَّصُوا لَا وَ اللهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ إِلَّا بَعْدَ إِيَاسٍ لَا وَ اللهِ لَا يَكُونُ مَا تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى يَشْقَى مَنْ شَقِيَ وَ يَسْعَدَ مَنْ سَعِدَ.

محمد بن منصور نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی مجلس میں ہماری ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی جو آپس میں محو گفتگو تھے کہ امامؑ نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمانے لگے: تم لوگ کن باتوں میں مشغول ہو؟ افسوس! افسوس! خدا کی قسم! جس طرح تمھاری نظریں ہیں وہ نہ ہوگا جب تک کہ تم کو چھان نہ لیا جائے۔ خدا کی قسم! جس طرف تمھاری نگاہیں لگی ہوئی ہیں وہ نہ ہوگا جب تک کہ تم کو چھانٹ نہ لیا جائے۔ خدا کی قسم! جس طرف تمھاری نظریں ہیں وہ نہ ہوگا جب تک کہ تم کو ہر طرف سے مایوس نہ کر دیا جائے۔ خدا کی قسم! جس طرف تم دیکھ رہے ہو وہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک کہ جس کو شقی ہونا ہے وہ شقی نہ ہو جائے اور جس کو سعد ہونا ہے وہ سعد نہ ہو جائے۔ [1]

(282) وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ مَالِكٍ الْجُهَنِيِّ عَنِ الْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ: أَتَيْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَجَدْتُهُ مُتَفَكِّراً يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَالِي أَرَاكَ مُتَفَكِّراً تَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ أَرَغْبَةً مِنْكَ فِيهَا فَقَالَ لَا وَ اللهِ مَا رَغِبْتُ فِيهَا وَلَا فِي الدُّنْيَا يَوْماً قَطُّ وَلَكِنْ فَكَّرْتُ فِي مَوْلُودٍ يَكُونُ مِنْ ظَهْرِ الْحَادِي عَشَرَ مِنْ وُلْدِي هُوَ الْمَهْدِيُّ الَّذِي

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۰، ح ۳۲۹؛ غیبۂ نعمانی: ص ۲۰۸، ح ۱۶؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۱۱۲، ح ۲۳؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۷۰، ح ۶؛ منتخب الاثر: ص ۳۱۴، ح ۱؛ کمال الدین: ص ۳۴۶، ح ۳۲

تَمْلَأُهَا قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً تَكُونُ لَهُ حَيْرَةٌ وَ غَيْبَةٌ يَضِلُّ فِيهَا أَقْوَامٌ وَ يَهْتَدِي فِيهَا آخَرُونَ.

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۲۷ کے تحت گزر چکا ہے مگر یہ کہ یہ مختصر ہے۔ [1]

(283) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَمَا وَ اللهِ لَا يَكُونُ الَّذِي تَمُدُّونَ إِلَيْهِ أَعْيُنَكُمْ حَتَّى تُمَيَّزُوا أَوْ تُمَحَّصُوا حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْكُمْ إِلَّا الْأَنْدَرُ ثُمَّ تَلَا أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ.

احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک کہ تم لوگوں کو اچھی طرح چھان پھٹک نہ لیا جائے گا اور جب تک تم میں سے نادر ترین لوگ نہ رہ جائیں گے۔ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللهُ الَّذِينَ جٰهَدُوا مِنْكُمْ (سورۂ توبہ: آیت ۱۶)

"کیا تم لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے؟ حالانکہ اللہ نے ابھی یہ بھی نہیں دیکھا ہے کہ تم میں سے کس نے جہاد کیا"۔ اور جان لو کہ تم صبر کرنے والے ہو۔ [2]

(284) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عِيسَى الْعَلَوِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ قَالَ: إِذَا فُقِدَ الْخَامِسُ مِنْ وُلْدِ السَّابِعِ مِنَ الْأَئِمَّةِ فَاللهَ

[1] حدیث نمبر ۱۲۷ کی طرف رجوع کریں۔
[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۰، ح ۳۳۰؛ منتخب الاثر: ص ۳۱۵، ح ۴؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۱۱۳، ح ۲۴؛ قرب الاسناد: ص ۱۶۲؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۸؛ الخرائج والجرائح، جلد ۳، ص ۱۱۷ (بفرق الفاظ)

Scanned with CamScanner

اللهَ فِي أَدْيَانِكُمْ لَا يُزِيلَنَّكُمْ عَنْهَا أَحَدٌ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَا بُدَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ مِنْ غَيْبَةٍ حَتَّى يَرْجِعَ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ مَنْ كَانَ يَقُولُ بِهِ إِنَّمَا هِيَ مِحْنَةٌ مِنَ اللهِ امْتَحَنَ اللهُ تَعَالَى بِهَا خَلْقَهُ.

اس حدیث کا ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۲۸ کے تحت گزر چکا ہے مگر یہ کہ یہاں حدیث مختصر ہے۔[۱]

(285) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسَاوِرٍ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِيَّاكُمْ وَ التَّنْوِيهَ أَمَا وَ اللهِ لَيَغِيبَنَّ إِمَامُكُمْ سِنِينَ مِنْ دَهْرِكُمْ وَ لَيُمَحَّصَنَّ حَتَّى يُقَالَ مَاتَ قُتِلَ [هَلَكَ] بِأَيِّ وَادٍ سَلَكَ وَلَتَدْمَعَنَّ عَلَيْهِ عُيُونُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَتُكْفَؤُنَّ كَمَا تُكْفَأُ السُّفُنُ بِأَمْوَاجِ الْبَحْرِ فَلَا يَنْجُو إِلَّا مَنْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَهُ وَ كَتَبَ فِي قَلْبِهِ الْإِيمَانَ وَ أَيَّدَهُ بِرُوحٍ مِنْهُ وَ لَتُرْفَعَنَّ اثْنَتَا عَشْرَةَ رَايَةً مُشْتَبِهَةً لَا يُدْرَى أَيٌّ مِنْ أَيٍّ قَالَ فَبَكَيْتُ وَ قُلْتُ فَكَيْفَ نَصْنَعُ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ وَ نَظَرَ إِلَى الشَّمْسِ دَاخِلَةً إِلَى الصُّفَّةِ قَالَ فَتَرَى هٰذِهِ الشَّمْسَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَ اللهِ لَأَمْرُنَا أَبْيَنُ مِنْ هٰذِهِ الشَّمْسِ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے کہ اس بات کو مشتہر کرنے سے باز رہو۔ خدا کی قسم! تمھارا امامؑ برسوں تک غیبت میں رہے گا اور اتنی طویل مدت تک غائب رہے گا کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ وہ مر گئے یا ہلاک ہو گئے یا کسی دوسری وادی میں چلے گئے، مومنین کی آنکھوں سے ان کے لیے آنسو جاری ہوں گے اور وہ ایسے تھپیڑے کھائیں گے جیسے کوئی کشتی سمندر میں تھپیڑے کھاتی ہے، اس دور میں بس وہی شخص (ایمان) سلامت رکھ سکے گا جس سے روزِ اوّل اللہ نے عہد و میثاق لے لیا ہے

[۱] حدیث نمبر ۱۲۸ کی طرف رجوع کریں۔

اور اس کے دل پر ایمان نقش کر دیا ہے اور روح سے اس کی مدد کی ہے۔ ان کے ظہور کے وقت بارہ پرچم لہراتے ہوں گے اور یہ پتہ بھی نہ چلے گا کہ حق کا پرچم کون سا ہے۔ لوگ اشتباہ میں پڑ جائیں گے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر میں رونے لگا اور کہا: ہم کیسے پہچانیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابا عبداللہ! اور روشندان سے سورج کو دیکھا۔

پھر فرمایا: اس سورج کو دیکھتے ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہمارا امر اس سورج سے بھی زیادہ واضح ہوگا۔[۱]

(286) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَسَدِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْآدَمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَ أَبِي بَصِيرٍ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: لَا يَكُونُ هٰذَا الْأَمْرُ حَتَّى يَذْهَبَ ثُلُثَا النَّاسِ فَقُلْنَا إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا النَّاسِ فَمَنْ يَبْقَى فَقَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ تَكُونُوا فِي الثُّلُثِ الْبَاقِي.

محمد بن مسلم اور ابو بصیر سے روایت ہے کہ ہم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے کہ یہ امر اس وقت تک ظاہر نہ ہوگا جب تک دنیا کی دو تہائی آبادی نہ رہ جائے گی۔

ہم نے عرض کیا: جب دو تہائی ختم ہو جائے گی تو پھر باقی کیا بچے گا؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ وہ ایک تہائی جو باقی رہ جائے گی اس میں تم لوگ ہو گے؟[۲]

[۱] کمال الدین: ص ۳۴۷، ح ۳۵؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۵۲، ح ۱۰؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۲۸۱، ح ۹؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۶، ح ۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۴۴، ح ۲۴؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۲، ص ۲۸۵، ح ۱۲؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۴؛ ھدایۃ الکبریٰ: ص ۸۷؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۹؛ الوافی: جلد ۲، ص ۴۱۱، ح ۹۱۴؛ دلائل الامامۃ (مترجم): ص ۵۷۲، ح ۵۱۲، مطبوعہ تراب پبلی کیشنز، لاہور

[۲] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۰، ح ۳۳۱؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۱۱۳، ح ۲۷؛ کمال الدین: ص ۶۵۵، ح ۲۹؛ منتخب الاثر: ص ۴۵۲، ح ۱؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۸۲؛ العدد القویۃ: ص ۶۶، ح ۷؛

Scanned with CamScanner

(287) وَرُوِیَ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَتَى يَكُونُ فَرَجُكُمْ فَقَالَ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لَا يَكُونُ فَرَجُنَا حَتَّى تُغَرْبَلُوا ثُمَّ تُغَرْبَلُوا ثُمَّ تُغَرْبَلُوا يَقُولُهَا ثَلَاثاً حَتَّى يُذْهِبَ اللهُ تَعَالَى الْكَدِرَ وَيُبْقِيَ الصَّفْوَ.

جابر جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپ حضرات کا دورِ فرج کب آئے گا؟

آپؑ نے فرمایا: افسوس افسوس! ہمارا دورِ فرج اس وقت تک نہ آئے گا جب تک کہ تم لوگوں کو اچھی طرح چھان نہ لیا جائے، پھر چھان لیا جائے، پھر چھان لیا جائے۔ تین بار فرمایا: یہاں تک کہ گرد و غبار دُور ہو جائے اور صاف و شفاف رہ جائے۔ [1]

(288) وَرَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: [وَاللهِ] لَتُمَحَّصُنَّ يَا مَعْشَرَ الشِّيعَةِ شِيعَةِ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَخِيضِ الْكُحْلِ فِي الْعَيْنِ لِأَنَّ صَاحِبَ الْكُحْلِ يَعْلَمُ مَتَى يَقَعُ فِي الْعَيْنِ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَذْهَبُ فَيُصْبِحُ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنْ أَمْرِنَا فَيُمْسِي وَقَدْ خَرَجَ مِنْهَا وَيُمْسِي وَهُوَ عَلَى شَرِيعَةٍ مِنْ أَمْرِنَا فَيُصْبِحُ وَقَدْ خَرَجَ مِنْهَا.

ابراہیم بن عمر یمانی نے ایک شخص سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے شیعیانِ آلِ محمدؐ! تم لوگ اس طرح گھس جاؤ جیسے آنکھ میں سُرمہ گھس جاتا ہے کیونکہ سرمہ لگانے والا یہ تو جانتا ہے کہ سرمہ کب لگایا مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ آنکھوں سے کب غائب ہو گیا۔ چنانچہ اسی طرح تم میں سے جو شخص ہماری شریعت پر صبح کو نظر آئے گا تو شام کو وہ اس سے نکل چکا ہوگا۔ پھر اگر کوئی شخص شام کو ہماری شریعت پر نظر آئے گا تو وہ صبح کو اس سے باہر ہو گیا ہوگا۔ [2]

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۱۳، ح ۲۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۰، ح ۳۳۲؛ منتخب الاثر: ص ۳۱۵، ح ۵

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۱، ح ۲؛ غیبہ نعمانی: ص ۲۰۶، ح ۱۲

(289) وَعَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُسْلِيِّ قَالَ: قَالَ [لِي] أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاللهِ لَتُكْسَرُنَّ كَسْرَ الزُّجَاجِ وَإِنَّ الزُّجَاجَ يُعَادُ فَيَعُودُ كَمَا كَانَ وَاللهِ لَتُكْسَرُنَّ كَسْرَ الْفَخَّارِ وَإِنَّ الْفَخَّارَ لَا يَعُودُ كَمَا كَانَ [وَاللهِ لَتُمَيَّزُنَّ] وَاللهِ لَتُمَحَّصُنَّ وَاللهِ لَتُغَرْبَلُنَّ كَمَا يُغَرْبَلُ الزُّؤَانُ مِنَ الْقَمْحِ.

ربیع بن محمد مسلی سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: خدا کی قسم! تم لوگ اس طرح توڑ دیے جاؤ گے جیسے شیشہ ٹوٹتا ہے مگر شیشہ تو جوڑے جانے پر جڑ جاتا ہے جیسے وہ ہوتا ہے اور خدا کی قسم تم لوگ اس طرح توڑے جاؤ گے جیسے مٹی کا برتن (ٹوٹتا ہے) اور وہ کبھی جوڑنے پر جڑتا ہی نہیں ہے۔ خدا کی قسم! تم لوگ رگڑے جاؤ گے۔ خدا کی قسم! تم لوگ چھانے جاؤ گے جس طرح جھرنے میں گیہوں سے دوسرے دانے چھانے جاتے ہیں۔ [1]

(290) وَرَوَى جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ الْكُوفِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ فُرَاتِ بْنِ أَحْنَفَ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: وَذَكَرَ الْقَائِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَيَغِيبَنَّ عَنْهُمْ حَتَّى يَقُولَ الْجَاهِلُ مَا لِلّٰهِ فِي آلِ مُحَمَّدٍ حَاجَةٌ.

فرات بن احنف سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے ایک مرتبہ امام قائم علیہ السلام کا ذکر کیا تو فرمایا: وہ یہاں تک غیبت اختیار کریں گے کہ جاہل لوگ کہنے لگیں گے کہ اب اللہ کو آلِ محمدؐ کی ضرورت نہیں رہ گئی ہے۔ [2]

(291) عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَصَمِّ عَنْ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۱، ح ۳؛ منتخب الاثر: ص ۳۱۵، ح ۶؛ غیبہ نعمانی: ص ۲۰۷، ح ۱۳

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۰، ح ۳۳۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۱، ح ۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۰؛ کمال الدین: ص ۳۰۲، ح ۹؛ غیبہ نعمانی: ص ۱۴۰، ح ۱؛ دلائل الامامۃ: ۲۹۳؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۴، تقریب المعارف: ص ۱۸۹

Scanned with CamScanner

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَيَابَةَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ مِيثَمٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَسَدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: [كَيْفَ] أَنْتُمْ إِذَا بَقِيتُمْ بِلَا إِمَامِ هُدًى وَ لَا عَلَمٍ يُرَى يَبْرَأُ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ.

عبایہ بن ربعی اسدی سے روایت ہے کہ میں نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے سنا، آپ فرماتے تھے: تمھارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تم علم و ہدایت کے امام کے بغیر رہ جاؤ گے اور تم میں سے ہر ایک دوسرے سے برأت و بیزاری کا اظہار کر رہا ہوگا۔ ①

(292) وَ قَدْ رُوِيَ [عَنْ] عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا عَلِيُّ [إِنَّ] الشِّيعَةَ تُرَبَّى بِالْأَمَانِيِّ مُنْذُ مِائَتَيْ سَنَةٍ. وَ قَالَ يَقْطِينٌ لِابْنِهِ عَلِيٍّ مَا بَالُنَا قِيلَ لَنَا فَكَانَ وَ قِيلَ لَكُمْ فَلَمْ يَكُنْ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ إِنَّ الَّذِي قِيلَ لَكُمْ وَ لَنَا مِنْ مَخْرَجٍ وَاحِدٍ غَيْرَ أَنَّ أَمْرَكُمْ حَضَرَكُمْ فَأُعْطِيتُمْ مَحْضَهُ وَ كَانَ كَمَا قِيلَ لَكُمْ وَ إِنَّ أَمْرَنَا لَمْ يَحْضُرْ فَعُلِّلْنَا بِالْأَمَانِيِّ. وَ لَوْ قِيلَ [لَنَا] إِنَّ هٰذَا الْأَمْرَ لَا يَكُونُ إِلَى مِائَتَيْ سَنَةٍ أَوْ ثَلَاثِمِائَةِ سَنَةٍ لَقَسَتِ الْقُلُوبُ وَ لَرَجَعَتْ عَامَّةُ النَّاسِ عَنِ الْإِسْلَامِ وَ لٰكِنْ قَالُوا مَا أَسْرَعَهُ وَ مَا أَقْرَبَهُ تَأَلُّفاً لِقُلُوبِ النَّاسِ وَ تَقْرِيباً لِلْفَرَجِ.

علی بن یقطین سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن (علی رضاؑ) نے مجھ سے فرمایا: اے علیؑ! گروہِ شیعہ دو سو سال سے اُمیدوں پر پل بڑھ رہے ہیں۔

اور یقطین نے اپنے بیٹے علی سے کہا: کیا بات ہے کہ جو ہم لوگوں سے کہا جاتا ہے وہ پورا ہو جاتا ہے مگر جو تم لوگوں سے کہا جاتا ہے وہ پورا نہیں ہوتا؟

علی نے اسے جواب دیا: جو بات ہم سے اور آپ لوگوں سے کہی جاتی ہے وہ دونوں ایک ہی زبان سے نکلتی ہیں۔ بس فرق یہ ہے کہ آپ لوگوں سے جو کہا جاتا ہے اس کا وقت آ جاتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے مگر ہم لوگوں سے جو کہا جاتا ہے اس کا وقت نہیں آتا، لہٰذا وہ نہیں ہوتا اور

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۱۱، ح ۵؛ اثبات الہداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۰، ح ۳۳۴

ہم لوگ اس کی اُمید پر بسر کرتے ہیں اور اگر ہم لوگوں سے یہ کہہ دیا جاتا کہ یہ امر دو سو برس یا تین سو برس تک نہیں ہوگا تو لوگوں کے دل سخت ہو جاتے ہیں بلکہ عام لوگ تو اسلام ترک کر دیتے ہیں اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ امر بہت جلد زمانہ قریب ہی میں آنے والا ہے تاکہ لوگوں کی دلجوئی ہوتی رہے اور وہ لوگ فرج و کشادگی کا انتظار کریں۔ ①

(293) وَ رَوَى الشَّلْمَغَانِيُّ فِي كِتَابِ الْأَوْصِيَاءِ أَبُو جَعْفَرٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ: خَرَجَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو [وَ] جَمَاعَةٌ إِلَى الْعَسْكَرِ وَ رَأَوْا أَيَّامَ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْحَيَاةِ وَ فِيهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ طَنِينٍ فَكَتَبَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍ [و] يَسْتَأْذِنُ فِي الدُّخُولِ إِلَى الْقَبْرِ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ لَا تَكْتُبْ اِسْمِي فَإِنِّي لَا أَسْتَأْذِنُ فَلَمْ يَكْتُبْ اِسْمَهُ فَخَرَجَ إِلَى جَعْفَرٍ: أُدْخُلْ أَنْتَ وَ مَنْ لَمْ يَسْتَأْذِنْ.

شلمغانی نے کتاب الاوصیاء میں روایت کی ہے کہ ابوجعفر مروزی کا بیان ہے کہ جعفر بن محمد بن عمر اور ان کے ساتھ چند لوگ عسکر گئے اور انھوں نے امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی زندگی میں ان کی زیارت کی تھی۔ ان لوگوں میں علی بن احمد بن طنین بھی تھے۔ جعفر بن محمد بن عمر نے قبر تک جانے کے لیے خط لکھا اور اذن دخول چاہا۔ علی بن احمد نے کہا کہ میرا نام نہ لکھنا میں اذن نہیں چاہتا۔ انھوں نے اس کا نام نہیں لکھا تو جواب آیا: تمھیں بھی دخول کی اجازت ہے اور اسے بھی جو داخلے کی اجازت نہیں چاہتا۔ ②

...... ✸ ......

① بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۲، ح ۴؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۶۹، ح ۶؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۹۴، ح ۱۴

② کمال الدین: ص ۴۹۸، ح ۲۱؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۳، ح ۲؛ تبصرۃ الولی: ح ۷۹؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۳۱، ح ۵۰

Scanned with CamScanner

فصل ٦

متشابہ اخبار

غیبت کے زمانے میں امام علیہ السلام کے سفراء کے بارے میں گفتگو شروع کرنے سے پہلے ہم کچھ اخبار کا مختصر ذکر کریں گے جو ہر ایک امام سے محدود ہیں اور جو ان کے اُمور کے انتظام سے متعلق ہیں۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کے بارے میں بھی ان اخبار کا ذکر کریں گے جن میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی تھی جو صحیح راہ پر گامزن تھے اور ان کا بھی ذکر کریں گے جن کی مذمت کی گئی تھی اور صحیح راہ پر گامزن نہ تھے تاکہ ہم ان کی زندگی کے حالات کے ساتھ تبادلۂ خیال کریں۔

(294) وَقَدْ رُوِيَ فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ أَنَّهُمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ قَالُوا: خُدَّامُنَا وَقُوَّامُنَا شِرَارُ خَلْقِ اللهِ.

بعض اخبار میں روایت کیا گیا ہے کہ معصومین علیہم السلام نے فرمایا: ہمارے خدام اور ہمارے نگہبان اللہ کی مخلوق میں شریرترین ہیں۔

اس بیان میں عام اور سبھی شامل نہیں ہیں اور انھوں نے ایسا فرمایا ہے کیونکہ ان افراد میں غیر شیعہ اور غدار موجود تھے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ [1]

(295) وَقَدْ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَالِحٍ الْهَمَدَانِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ أَهْلَ بَيْتِي يُؤْذُونِي وَيُقَرِّعُونِي بِالْحَدِيثِ الَّذِي رُوِيَ عَنْ آبَائِكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ أَنَّهُمْ قَالُوا خُدَّامُنَا وَقُوَّامُنَا شِرَارُ خَلْقِ اللهِ فَكَتَبَ وَيْحَكُمْ مَا تَقْرَءُونَ مَا قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۳، ح ۱

بَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً فَنَحْنُ وَ اللهِ الْقُرَى الَّتِي بَارَكَ [اللهُ] فِيهَا وَ أَنْتُمُ الْقُرَى الظَّاهِرَةُ.

محمد بن صالح ہمدانی سے روایت ہے کہ میں نے امام زمانہ علیہ السلام کے پاس عریضہ بھیجا اور اس میں لکھا کہ میرے خاندان والے مجھے ستاتے ہیں اور آپؑ کے آبائے کرامؑ سے مروی اس حدیث کو پیش کریں گے کہ ”ہمارے قوام اور خدام شریرترین خلق خدا ہیں۔

آپؑ نے جواب میں لکھا: تم پر افسوس ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پڑھا:

جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً (سورۂ سبا: آیت ۱۸)

”اور ہم نے ان کے اور جن بستیوں کو ہم نے برکت سے نوازا تھا، کے درمیان چند کھلی بستیاں بسادیں“۔

تو بخدا ہم لوگ ہی وہ قریہ (بستی) ہیں جس میں برکتیں ہیں اور تم لوگ قریۂ ظاہرہ (کھلی بستیاں) ہو۔ [1]

...... ✸ ......

[1] کمال الدین: ص ۴۸۳، ح ۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۳، ح ۱، ؛ور جلد ۵۳، ص ۱۸۴، ح ۱۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۴؛ نورالثقلین: جلد ۴، ۳۳۲، ح ۵۱؛ الحجہ: ص ۱۷۵؛ وسائل الشیعہ: جلد ۱۸، ص ۱۱۰، ح ۴۶؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۳۷؛

Scanned with CamScanner

منظور شدہ سفراء کا تذکرہ

حمران بن اعین

(296) أَخْبَرَنَا ٱلْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ ٱللهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ٱلْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ: وَ ذَكَرْنَا حُمْرَانَ بْنَ أَعْيَنَ فَقَالَ لَا يَرْتَدُّ وَ ٱللهِ أَبَداً ثُمَّ أَطْرَقَ هُنَيْئَةً ثُمَّ قَالَ أَجَلْ لَا يَرْتَدُّ وَ ٱللهِ أَبَداً.

زرارہ سے روایت ہے کہ ہم نے حمران بن اعین کا ذکر کیا تو امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ یقیناً کبھی بھی مرتد نہیں ہوگا۔ پھر آپؑ نے تھوڑی دیر توقف کیا۔ پھر فرمایا: ہاں، خدا کی قسم! وہ کبھی بھی مرتد نہیں ہوگا۔ [1]

مفضل بن عمر

(297) بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ ٱلْمِنْقَرِيِّ عَنْ أَسَدِ بْنِ أَبِي عَلَاءٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَحْمَرَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ ٱللهِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ وَ أَنَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ ٱلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ وَ هُوَ فِي ضَيْعَةٍ لَهُ فِي يَوْمٍ شَدِيدِ ٱلْحَرِّ وَ ٱلْعَرَقُ يَسِيلُ عَلَى صَدْرِهِ فَابْتَدَأَنِي فَقَالَ نِعْمَ وَ ٱللهِ ٱلَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّجُلُ ٱلْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرَ ٱلْجُعْفِيُّ نِعْمَ وَ ٱللهِ ٱلَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّجُلُ [هُوَ] ٱلْمُفَضَّلُ بْنُ عُمَرَ ٱلْجُعْفِيُّ حَتَّى أَحْصَيْتُ بِضْعاً وَ ثَلَاثِينَ

[1] بحارالانوار: جلد ۴۷، ص ۳۴۲، ح ۳۱

مَرَّةً يُكَرِّرُهَا وَ قَالَ إِنَّمَا هُوَ وَالِدٌ بَعْدَ وَالِدٍ.

ہشام بن احمر سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہتا تھا کہ مفضل بن عمر سے کچھ سوال کروں۔ آپؑ اس وقت زمینوں پر تھے، گرمی شدید تھی اور پسینہ بہہ بہہ کر آپؑ کے سینے سے ٹپک رہا تھا۔ آپؑ نے بغیر میرے پوچھے ہوئے خود ارشاد فرمایا: اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مفضل بن عمر بہت اچھے آدمی ہیں۔ ہاں اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مفضل بن عمر جعفی بہت اچھے آدمی ہیں یہاں تک کہ میں نے شمار کیا تو آپؑ نے یہ جملہ تیس سے بھی کچھ زیادہ مرتبہ دُہرایا۔

پھر فرمایا: یہ والد کے بعد والد ہیں۔ [1]

(298) وَ رُوِيَ عَنْ هِشَامِ بْنِ أَحْمَرَ قَالَ: حَمَلْتُ إِلَى أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ إِلَى ٱلْمَدِينَةِ أَمْوَالاً فَقَالَ رُدَّهَا فَادْفَعْهَا إِلَى ٱلْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ فَرَدَدْتُهَا إِلَى جُعْفِيٍّ فَحَطَطْتُهَا عَلَى بَابِ ٱلْمُفَضَّلِ.

ہشام بن احمر سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوابراہیم (امام موسیٰ کاظمؑ) کے لیے مدینہ کی طرف رقم بھیجی تو آپؑ نے فرمایا: اس کو مفضل بن عمر کے حوالے کرو پس میں واپس مقام جعفی پر لے گیا اور باب مفضل پر رکھ دی۔ [2]

(299) وَ رُوِيَ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ قَالَ: كُنْتُ فِي خِدْمَةِ أَبِي ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَلَمْ أَكُنْ أَرَى شَيْئاً يَصِلُ إِلَيْهِ إِلَّا مِنْ نَاحِيَةِ ٱلْمُفَضَّلِ وَ لَرُبَّمَا رَأَيْتُ ٱلرَّجُلَ يَجِيءُ بِالشَّيْءِ فَلَا يَقْبَلُهُ مِنْهُ وَ يَقُولُ أَوْصِلْهُ إِلَى ٱلْمُفَضَّلِ.

موسیٰ بن بکر سے روایت ہے کہ میں امام ابوالحسن (امام موسیٰ کاظمؑ) کی خدمت میں تھا اور میں نے امامؑ کے لیے کسی کو کوئی چیز لاتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن یہ مفضل کے پاس لاتے اور کئی مرتبہ میں نے دیکھا کہ کوئی شخص کچھ لے آتا تو امام اس سے قبول نہیں کرتے تھے بلکہ

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۹۵، ح ۶۲؛ بحارالانوار: جلد ۴۷، ص ۳۴۰، ح ۲۴

[2] بحارالانوار: جلد ۴۷، ص ۳۴۲، ح ۲۹

Scanned with CamScanner

آپؑ فرماتے: اسے مفضل تک پہنچا دو۔ ①

معلّٰی بن خنیس

یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے خادم تھے اور اسی سبب سے داؤد بن علی نے ان کو قتل کر دیا۔ یہ امامؑ کے پیش نظر ایک منظور شدہ اور قابلِ ستائش شخص تھے اور یہ امامؑ کی ولایت پر اعتقاد کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے اور ان کے حالات اسلامی تاریخ میں مشہور ہیں۔

(300) فَرُوِيَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: لَمَّا قَتَلَ دَاوُدُ بْنُ [عَلِيٍّ] اَلْمُعَلَّى بْنَ خُنَيْسٍ فَصَلَبَهُ عَظُمَ ذٰلِكَ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اِشْتَدَّ عَلَيْهِ وَ قَالَ لَهُ يَا دَاوُدُ عَلَى مَا قَتَلْتَ مَوْلَايَ وَقَيِّمِي فِي مَالِي وَ عَلَى عِيَالِي وَ اللهِ إِنَّهُ لَأَوْجَهُ عِنْدَ اللهِ مِنْكَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ جب داؤد بن علی نے معلّٰی بن خنیس کو قتل کیا تو ان کو مصلوب کر دیا جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے لیے عظیم صدمہ تھا جس سے آپؑ کو بہت تکلیف ہوئی تو آپؑ نے اس سے فرمایا: اے داؤد! تُو نے میرے دوست اور میرے مال اور میرے عیال پر میرے سفیر کو کیوں قتل کیا؟ وہ اللہ کے نزدیک تم سے زیادہ عزیز ہے اور یہ ایک طویل روایت ہے۔ ②

(301) وَفِي خَبَرٍ آخَرَ أَنَّهُ قَالَ: أَمَا وَ اللهِ لَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ.

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جان لو! خدا کی قسم وہ جنت میں داخل ہوا ہے۔ ③

نصر بن قابوس لخمی

(302) فروی أنه كان وكيلا لأبی عبد الله عشرين سنة، ولم يعلم أنه وكيل، وكان خيرا فاضلا. وكان عبد الرحمن بن الحجاج وكيلا لأبي عبد الله عليه السلام، ومات فی عصر الرضا عليه

① بحارالانوار: جلد ۴۷، ص ۳۴۲، ح ۳۰
② بحارالانوار: جلد ۴۷، ص ۳۴۲، ح ۳۲
③ رجال الکشی: ص ۳۷۶، ح ۷۰۲

السلام علی ولایته.

روایت کیا گیا ہے کہ وہ بیس برسوں سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے وکیل رہے لیکن ان کی وکالت کو کوئی نہیں جانتا تھا اور وہ ایک بہت ہی مذہبی اور نیک آدمی تھے اور عبدالرحمٰن بن حجاج بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کے وکیل تھے جو امام علی رضا علیہ السلام کے زمانے میں آپؑ کی ولایت پر فوت ہوئے۔ ①

عبداللہ بن جندب بجلی

وہ امام ابوابراہیم (امام موسیٰ کاظمؑ) اور امام ابوالحسن رضا علیہ السلام کے وکیل تھے اور جیسا کہ اخبار میں مذکور ہے کہ وہ ایک متقی شریف آدمی تھے اور دونوں اماموں کی نظر میں وہ بڑے احترام کے منصب پر فائز تھے۔ ②

(303) مَا رَوَاهُ أَبُو طَالِبٍ اَلْقُمِّيُّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ اَلثَّانِي عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي آخِرِ عُمُرِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ جَزَى اللهُ صَفْوَانَ بْنَ يَحْيَى وَ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ وَ زَكَرِيَّا بْنَ آدَمَ وَ سَعْدَ بْنَ سَعْدٍ عَنِّي خَيْراً فَقَدْ وَفَوْا لِي وَ كَانَ زَكَرِيَّا بْنُ آدَمَ مِمَّنْ تَوَلَّاهُمْ. وَ خَرَجَ فِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَكَرْتَ مَا جَرَى مِنْ قَضَاءِ اللهِ فِي الرَّجُلِ اَلْمُتَوَفَّى رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيّاً فَقَدْ عَاشَ أَيَّامَ حَيَاتِهِ عَارِفاً بِالْحَقِّ قَائِلاً بِهِ صَابِراً مُحْتَسِباً لِلْحَقِّ قَائِماً بِمَا يَجِبُ لِلّٰهِ وَ لِرَسُولِهِ عَلَيْهِ وَ مَضَى رَحِمَهُ اللهُ غَيْرَ نَاكِثٍ وَ لَا مُبَدِّلٍ فَجَزَاهُ اللهُ أَجْرَ نِيَّتِهِ وَ أَعْطَاهُ جَزَاءَ سَعْيِهِ.

ان اخبار میں سے ایک وہ ہے جسے ابوطالب قمی نے روایت کیا ہے کہ میں حضرت امام ابوجعفر ثانی علیہ السلام کی خدمت میں آپؑ کی عمر کے آخری حصہ میں پہنچا تو آپؑ نے فرمایا: صفوان بن یحییٰ، محمد بن سنان، زکریا بن آدم اور سعد بن سعد کو اللہ میری طرف سے جزائے خیر دے۔

① بحارالانوار: جلد ۴۷، ص ۳۴۳، ح ۳۳
② بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۷۴

Scanned with CamScanner

ان لوگوں نے میرے ساتھ وفاداری نبھائی اور زکریا بن آدم تو آپؑ کے دوست داروں میں سے تھے۔

اور امام ابوجعفرؑ نے ایک خط کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ: تم نے جو ایک مرنے والے کا ذکر کیا ہے کہ وہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا ہے تو اللہ یوم ولادت، یوم وفات اور یوم حشر اس پر رحم فرمائے۔ واقعاً وہ اپنی پوری زندگی حق کا عارف، حق کا قائل، حق پر صابر اور حق کے لیے محتسب رہا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے جو فریضہ اس پر عائد تھا وہ اس پر قائم رہا۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ وہ مرگیا مگر اس نے نہ کبھی نکث بیعت کی نہ اس میں کوئی تبدیلی آئی۔ اللہ اس کو اس کی نیت کا اجر اور اس کے عمل کی جزا عطا فرمائے۔ ①

محمد بن سنان

(304) رُوِيَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ٱلثَّانِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَذْكُرُ مُحَمَّدَ بْنَ سِنَانٍ بِخَيْرٍ وَ يَقُولُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِرِضَائِي عَنْهُ فَمَا خَالَفَنِي وَمَا خَالَفَ أَبِي قَطُّ.

اور محمد بن سنان تو ان کے متعلق علی بن حسین بن داؤد سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوجعفر ثانی علیہ السلام کو محمد بن سنان کا خیر کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے سنا۔ آپؑ فرماتے تھے کہ ہم اس سے راضی ہیں تو اس سے اللہ بھی اس سے راضی ہے۔ اس نے نہ کبھی میری مخالفت کی اور نہ میرے پدرِ بزرگوارؑ کی مخالفت کی۔ ②

عبدالعزیز بن مھتدی قمی الاشعری

(305) خَرَجَ فِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: قُبِضْتَ وَ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ وَ قَدْ عَرَفْتَ ٱلْوُجُوهَ ٱلَّتِي صَارَتْ إِلَيْكَ مِنْهَا غَفَرَ اللهُ لَكَ وَ لَهُمُ ٱلذُّنُوبَ وَ رَحِمَنَا وَ إِيَّاكُمْ وَ خَرَجَ فِيهِ غَفَرَ اللهُ لَكَ ذَنْبَكَ وَ رَحِمَنَا وَ إِيَّاكَ وَ رَضِيَ عَنْكَ بِرِضَائِي عَنْكَ.

---

① بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۷۴، ح ۲۳

② بحارالانوار: جلد ۴۹، ص ۲۷۵، ح ۲۳

ان کے متعلق امام ابوجعفر (محمد تقیؑ) کی یہ تحریر نکلی کہ الحمدللہ جو کچھ تم نے بھیجا وہ مجھے ملا۔ میں ان میں سے ان چیزوں کو پہچانتا ہوں جو تمھاری طرف مائل ہیں۔ اللہ تمھارے اور ان لوگوں کے گناہوں کو معاف کرے اور ہم سب پر اور تم لوگوں پر رحم کرے۔

اور ان کے متعلق یہ تحریر بھی نکلی کہ: "اللہ تمھارے گناہوں کو معاف کرے۔ ہم پر اور تم پر رحم فرمائے۔ ہم تم سے راضی ہیں اللہ تم سے راضی ہو"۔ ①

علی بن مہزیار اھوازی

(306) أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنِ ٱلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ ٱلرَّازِيِّ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلْبَلْخِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مَابُنْدَارَ ٱلْإِسْكَافِيِّ عَنِ ٱلْعَلَاءِ الندارى [ٱلْمَذَارِيِّ] عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ شَمُّونٍ قَالَ: قَرَأْتُ هَذِهِ ٱلرِّسَالَةَ عَلَى عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلثَّانِي بِخَطِّهِ بِسْمِ ٱللهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ يَا عَلِيُّ أَحْسَنَ اللهُ جَزَاكَ وَ أَسْكَنَكَ جَنَّتَهُ وَ مَنَعَكَ مِنَ ٱلْخِزْيِ فِي ٱلدُّنْيَا وَ ٱلْآخِرَةِ وَ حَشَرَكَ اللهُ مَعَنَا يَا عَلِيُّ قَدْ بَلَوْتُكَ وَ خَبَرْتُكَ فِي ٱلنَّصِيحَةِ وَ ٱلطَّاعَةِ وَ ٱلْخِدْمَةِ وَ ٱلتَّوْقِيرِ وَ ٱلْقِيَامِ بِمَا يَجِبُ عَلَيْكَ فَلَوْ قُلْتَ إِنِّي لَمْ أَرَ مِثْلَكَ لَرَجَوْتُ أَنْ أَكُونَ صَادِقاً فَجَزَاكَ اللهُ جَنَّاتِ ٱلْفِرْدَوْسِ نُزُلاً فَمَا خَفِيَ عَلَى مَقَامِكَ وَ لَا خِدْمَتِكَ فِي ٱلْحَرِّ وَ ٱلْبَرْدِ فِي ٱللَّيْلِ وَ ٱلنَّهَارِ فَأَسْأَلُ ٱللهَ إِذَا جَمَعَ ٱلْخَلَائِقَ لِلْقِيَامَةِ أَنْ يَحْبُوكَ بِرَحْمَةٍ تُغْتَبَطُ بِهَا إِنَّهُ سَمِيعُ ٱلدُّعَاءِ.

حسن بن شمعون سے روایت ہے کہ میں نے علی بن مہزیار کے پاس امام جعفر ثانیؑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا یہ خط ان کے نام پڑھا تھا کہ:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اے علی! اللہ تمھیں جزائے خیر دے اور تمھیں جنّت نصیب کرے۔ دنیا و آخرت کی ناکامیوں سے تمھیں بچائے۔ تمھارا

---

① بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۱۰۴، ح ۲۲؛ رجال الکشی: ص ۵۰۶، ح ۹۷۶

Scanned with CamScanner

حشر ہم لوگوں کے ساتھ کرے۔
اے علی! میں نے تم کو خوب جانچ لیا اور پرکھ لیا ہے کہ تم اپنے فرائض کی ادائیگی، اطاعت و خدمت اور وقار کی کس منزل پر ہو۔ اگر میں کہوں کہ میں نے تم جیسا شخص نہیں دیکھا تو امید ہے کہ میں یہ بات سچ کہوں گا۔ اللہ تمھیں اس کی جزا میں جنت الفردوس عطا کرے۔ مجھ سے تمھاری منزلت اور تمھارا مقام پوشیدہ نہیں اور نہ تمھاری خدمات ہم سے چھپی ہوئی ہیں۔ جو تم نے گرمی سردی اور دن رات میں انجام دیں۔ میری دُعا ہے کہ جب میدانِ حشر میں جمیع خلائق موجود ہوں تو اللہ تمھیں وہ کچھ عطا کرے جسے دیکھ کر لوگ رشک کریں۔ بے شک اللہ دُعا کا سننے والا ہے"۔ [1]

ایوب بن نوح بن دراج

(307) ذَكَرَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيُّ وَ كَانَ فَطَحِيّاً قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِصَرْيَا إِذْ دَخَلَ أَيُّوبُ بْنُ نُوحٍ وَ وَقَفَ قُدَّامَهُ فَأَمَرَهُ بِشَيْءٍ ثُمَّ انْصَرَفَ وَ الْتَفَتَ إِلَيَّ أَبُو الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ يَا عَمْرُو إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَانْظُرْ إِلَى هَذَا.

عمرو بن سعید مدائنی جو فطحی مذہب سے تھے، سے روایت ہے کہ میں بصریا میں امام ابوالحسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایوب بن نوح داخل ہوئے اور امامؑ کے سامنے کھڑے ہوئے تو آپؑ نے ان کو کوئی حکم دیا اور وہ وہاں سے چلے گئے۔ امام علیہ السلام نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا: اے عمرو! اگر تم چاہو کہ اہلِ جنت کے کسی شخص کو دیکھو تو تمھیں اس شخص کی طرف دیکھنا چاہیے۔ [2]

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۱۰۵، ح ۲۲
[2] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۲۰، ح ۷

علی بن جعفر ہمانی

وہ ایک فاضل اور کامیاب آدمی تھے اور امام ابوالحسن علیہ السلام اور ابومحمدؑ کے وکیل تھے۔

(308) رَوَى أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّازِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَخْلَدٍ الْإِيَادِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الْعَمْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَجَّ أَبُو طَاهِرِ بْنُ بِلَالٍ فَنَظَرَ إِلَى عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ وَ هُوَ يُنْفِقُ النَّفَقَاتِ الْعَظِيمَةَ فَلَمَّا انْصَرَفَ كَتَبَ بِذَلِكَ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَوَقَّعَ فِي رُقْعَتِهِ قَدْ كُنَّا أَمَرْنَا لَهُ بِمِائَةِ أَلْفِ دِينَارٍ ثُمَّ أَمَرْنَا لَهُ بِمِثْلِهَا فَأَبَى قَبُولَهُ إِبْقَاءً عَلَيْنَا مَا لِلنَّاسِ وَ الدُّخُولِ فِي أَمْرِنَا فِيمَا لَمْ نُدْخِلْهُمْ فِيهِ قَالَ وَ دَخَلَ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَمَرَ لَهُ بِثَلَاثِينَ أَلْفَ دِينَارٍ.

ابوجعفر عمری سے روایت ہے کہ ابوطاہر بن بلال حج پر گیا دیکھا کہ علی بن جعفر وہاں عظیم داد و دہش کر رہے ہیں۔ اس نے امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا تو آپؑ نے اس کے جواب میں ایک رقعہ تحریر فرمایا کہ میں نے ان کو ایک لاکھ دینار صرف کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد مزید ایک لاکھ دینار کا حکم دیا۔ انھوں نے کہا کہ آپؑ کے پاس بھی کچھ رہنا چاہیے مگر جب ہم کسی کو اپنے معاملے میں دخل دینے کی دعوت نہیں دیتے تو لوگوں کو ہمارے معاملے میں دخل دینے کا کیا حق ہے۔ پھر وہ (علی بن جعفر) امام ابوالحسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؑ نے ان کو تیس ہزار دینار عطا فرمائے۔ [1]

ابوعلی بن راشد

(309) أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي جِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى قَالَ: كَتَبَ أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى الْمَوَالِي بِبَغْدَادَ وَ الْمَدَائِنِ وَ السَّوَادِ وَ مَا يَلِيهَا قَدْ أَقَمْتُ أَبَا عَلِيِّ بْنَ رَاشِدٍ مَقَامَ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ وَ مَنْ قِبَلَهُ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۲۰، ح ۷

Scanned with CamScanner

مِنْ وُكَلَائِي وَ قَدْ أَوْجَبْتُ فِي طَاعَتِهِ طَاعَتِي وَ فِي عِصْيَانِهِ الْخُرُوجَ إِلَى عِصْيَانِي وَ كَتَبْتُ بِخَطِّي.

محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن عسکری علیہ السلام نے بغداد، مدائن، سواد اور ملحقہ علاقوں کے شیعوں کو خط لکھا کہ میں نے ابوعلی بن راشد کو علی بن حسین بن عبدربہ اور اس سے پہلے کہ میرے وکلا کی جگہ وکیل مقرر کیا ہے اور اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور اس کی نافرمانی کرنے سے میری نافرمانی نکلے گی اور یہ تحریر میں نے اپنے خط سے لکھی ہے۔ ⑴

(310) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ رَفَعَهُ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ فَرَجٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَيْهِ أَسْأَلُهُ عَنْ أَبِي عَلِيِّ بْنِ رَاشِدٍ وَ عَنْ عِيسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ عَاصِمٍ وَ عَنِ ابْنِ بَنْدٍ وَ كَتَبَ إِلَيَّ ذَكَرْتَ ابْنَ رَاشِدٍ رَحِمَهُ اللهُ فَإِنَّهُ عَاشَ سَعِيداً وَ مَاتَ شَهِيداً وَ دَعَا لِابْنِ بَنْدٍ وَ الْعَاصِمِيِّ وَ ابْنُ بَنْدٍ ضُرِبَ بِعَمُودٍ وَ قُتِلَ وَ ابْنُ عَاصِمٍ ضُرِبَ بِالسِّيَاطِ عَلَى الْجِسْرِ ثَلَاثَمِائَةِ سَوْطٍ وَ رُمِيَ بِهِ فِي الدِّجْلَةِ.

محمد بن یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن فرج کو خط لکھا اور اس میں علی بن راشد وعیسیٰ بن جعفر وابن بند کے بارے میں دریافت کیا۔

انھوں نے جواب میں تحریر کیا کہ تم نے ابن راشد کے متعلق دریافت کیا ہے تو انھوں نے باسعادت زندگی گزاری اور شہید مرے۔ پھر انھوں نے ابن بند اور عاصمی کے لیے دُعائے مغفرت کی اور بتایا کہ ابن بند کو ڈنڈوں سے مار مار کر قتل کیا گیا اور ابن عاصم کو جسر بغداد پر تین سو کوڑے لگائے گئے اور دریائے دجلہ میں پھینک دیا گیا۔ ⑵

قولِ مؤلف: یہ کچھ ایسے افراد تھے جن کی تعریف ائمہ معصومین علیہم السلام نے کی تھی اور ہم نے ان تمام اصحاب کا ذکر نہیں کیا ہے جو ایسے ہی تھے کیونکہ وہ اچھی طرح سے معروف تھے اور ان کی تفصیل مختلف کتب میں موجود ہے اس لیے ان کا یہاں ذکر کرنا ضروری نہ تھا۔

⑴ بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۲۰، ح ۷

⑵ رجال الکشی: ص ۶۰۳، ح ۱۱۲۲، بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۲۰، ح ۷

مذموم گروہ کا تذکرہ

(311) فَرَوَى عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ الْهَمَدَانِيُّ وَ كَانَ يَتَوَلَّى لَهُ فَقَالَ لَهُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اجْعَلْنِي مِنْ عَشَرَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ فِي حِلٍّ فَإِنِّي أَنْفَقْتُهَا فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ أَنْتَ فِي حِلٍّ فَلَمَّا خَرَجَ صَالِحٌ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَحَدُهُمْ يَثِبُ عَلَى [أَمْوَالِ حَقِّ] آلِ مُحَمَّدٍ وَ فُقَرَائِهِمْ وَ مَسَاكِينِهِمْ وَ أَبْنَاءِ سَبِيلِهِمْ فَيَأْخُذُهُ ثُمَّ يَقُولُ اجْعَلْنِي فِي حِلٍّ أَ تَرَاهُ ظَنَّ [بِي] أَنِّي أَقُولُ لَهُ لَا أَفْعَلُ وَ اللهِ لَيَسْأَلَنَّهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ ذَلِكَ سُؤَالاً حَثِيثاً..

علی بن ابراہیم بن ہاشم نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ایک بار میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ صالح بن محمد بن سہل ہمدانی ان کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کہ قم مقدسہ میں آپؑ کے وکیل تھے اور عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں، دس ہزار درہم مجھے حلال کر دیں جو میں نے خرچ کر دیا ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اچھا وہ تمھارے لیے حلال ہے۔

پھر جب صالح آپؑ کے ہاں سے چلا گیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ لوگ آلِ محمدؐ، ان کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے مال پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور اسے ہضم کر کے آ جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میرے لیے حلال کر دیں۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ اس کا گمان یہ ہے کہ میں کہوں گا کہ میں حلال نہیں کرتا؟ خدا کی قسم! اللہ قیامت کے دن ان لوگوں سے سخت باز پُرس کرے گا۔ ⑴

قولِ مؤلف: اور ان مذموم لوگوں میں سے علی بن ابی حمزہ بطائنی و زیاد بن مروان قندی و

⑴ الکافی: جلد ۱، ص ۵۴۸، ح ۲۷؛ تہذیب الاحکام: جلد ۴، ص ۱۴۰، ح ۳۹۷؛ الاستبصار: جلد ۲، ص ۶۰، ح ۱۹۷؛ المقنعہ: ص ۲۸۴؛ وسائل الشیعہ: جلد ۹، ص ۵۳۷، ح ۱۲۶۶۴؛ الوافی: جلد ۱۰، ص ۳۳۶، ح ۹۶۵۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۱۰۵، ح ۲۳ اور جلد ۹۶، ص ۱۸۷، ح ۱۳؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۴۰۷

Scanned with CamScanner

عثمان بن عیسیٰ رواسی بھی ہیں۔ یہ سب امام ابوالحسن موسیٰؑ کے وکلا تھے اور ان کے پاس امامؑ کے مال کی بڑی رقم تھی۔ پس جب امام ابوالحسن موسیٰؑ شہید ہو گئے تو انھوں نے اموال کے لالچ کو قبول ہی نہ کیا اور امام علی رضاعلیہ السلام کی امامت کے منکر ہو گئے جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور اس کا دوبارہ ذکر کر کے طوالت نہیں کرنا چاہتے۔ [1]

فارس بن حاتم بن ماہویہ قزوینی

(312) رَوَاهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ قَالَ: كَتَبَ أَبُو الْحَسَنِ الْعَسْكَرِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى عَلِيِّ بْنِ عَمْرٍو الْقَزْوِينِيِّ بِخَطِّهِ اِعْتَقِدْ فِيمَا تَدِينُ اللهَ تَعَالَى بِهِ أَنَّ الْبَاطِنَ عِنْدِي حَسَبَ مَا أَظْهَرْتُ لَكَ فِيمَنِ اسْتَنْبَأْتَ عَنْهُ وَ هُوَ فَارِسٌ لَعَنَهُ اللهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ يَسَعُكَ إِلَّا الِاجْتِهَادُ فِي لَعْنِهِ وَ قَصْدُهُ وَ مُعَادَاتُهُ وَ الْمُبَالَغَةُ فِي ذٰلِكَ بِأَكْثَرِ مَا تَجِدُ السَّبِيلَ إِلَيْهِ مَا كُنْتُ آمُرُ أَنْ يُدَانَ اللهُ بِأَمْرٍ غَيْرِ صَحِيحٍ فَجِدَّ وَ شُدَّ فِي لَعْنِهِ وَ هَتْكِهِ وَ قَطْعِ أَسْبَابِهِ وَ صَدِّ أَصْحَابِنَا عَنْهُ وَ إِبْطَالِ أَمْرِهِ وَ أَبْلِغْهُمْ ذٰلِكَ مِنِّي وَ احْكِهِ لَهُمْ عَنِّي وَ إِنِّي سَائِلُكُمْ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ الْمُؤَكَّدِ فَوَيْلٌ لِلْعَاصِي وَ لِلْجَاحِدِ وَ كَتَبْتُ بِخَطِّي لَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ لِتِسْعِ لَيَالٍ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ وَ أَنَا أَتَوَكَّلُ عَلَى اللهِ وَ أَحْمَدُهُ كَثِيراً.

عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن عسکری (علی نقیؑ) نے علی بن عمر قزوینی کو خط لکھا کہ اللہ کے دین پر پختہ اعتقاد رکھو۔ فارس پر اللہ کی لعنت ہو۔ تم یہی کر سکتے ہو کہ اس پر لعنت کرو، لہٰذا اس پر لعنت کرنے میں، اس کی ہتک میں، اس کے قطع اسباب میں جہاں تک ممکن ہو، پوری کوشش کرو۔ میرے اصحاب کو اس سے نہ ملنے دو، اس کی ہر چال کو باطل کرو، میرے اصحاب کو میری طرف سے یہ بتا دو کہ میں اپنے اس تاکیدی حکم کے متعلق اللہ کے سامنے ان سے بازپرس کروں گا۔ نافرمان اور منکر پر ویل ہو۔

[1] حدیث نمبر ۶۵ اور ۷۵ کی طرف رجوع کر کے تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

اور میں نے یہ تحریر خود اپنے ہاتھ سے منگل ۹ ربیع الاوّل کی رات ۲۵۰ ہجری میں لکھی۔ میں اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اس کی بہت بہت حمد و تعریف کرتا ہوں۔ [1]

احمد بن ہلال عبرتائی

(313) رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: خَرَجَ إِلَى الْعَمْرِيِّ فِي تَوْقِيعٍ طَوِيلٍ اخْتَصَرْنَاهُ وَ نَحْنُ نَبْرَأُ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنِ ابْنِ هِلَالٍ لَا رَحِمَهُ اللهُ وَ مِمَّنْ لَا يَبْرَأُ مِنْهُ فَأَعْلِمِ الْإِسْحَاقِيَّ وَ أَهْلَ بَلَدِهِ مِمَّا أَعْلَمْنَاكَ مِنْ حَالِ هٰذَا الْفَاجِرِ وَ جَمِيعَ مَنْ كَانَ سَأَلَكَ وَ يَسْأَلُكَ عَنْهُ.

محمد بن یعقوب سے روایت ہے کہ امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام کا ایک طویل خط عمری کے نام موصول ہوا جسے ہم نے مختصر کیا ہے۔ اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ: ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابن ہلال سے برأت کرتے ہیں۔ اس پر اللہ کی رحمت نہ ہو بلکہ اس شخص سے بھی برأت کرتے ہیں جو اس سے برأت کا اظہار نہ کرے لہٰذا اسحاقی اور اس کے اہلِ شہر کو وہ سب کچھ بتا دو جو میں نے اس شخص فاجر کے متعلق تمھیں بتایا ہے بلکہ ہر اس شخص کو بتا دو جو تم سے اس شخص کے متعلق دریافت کرے۔ [2]

قولِ مؤلف: اور ایسے مذموم لوگوں میں سے ابوطاہر محمد بن علی بن بلال وغیرہم بھی ہیں جن کا ذکر کر کے ہم کتاب کو طول نہیں دینا چاہتے اس لیے کہ یہ مشہور ہیں اور ان کا ذکر کتب دیگر میں موجود ہے۔ [3]

زمانہ غَیبت کے ممدوح سفراء کا تذکرہ

ابوعمرو عثمان بن سعید عمری

زمانۂ غَیبت کے سفراء میں سے پہلے سفیر کو ابوالحسن علی بن محمد عسکری علیہ السلام (امام علی نقیؑ) اور

[1] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۲۲۱، ح ۸
[2] بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۳۰۷، ح ۳
[3] تفصیل کے لیے دیکھیے: بحارالانوار: جلد ۵۰، ص ۳۰۹-۳۲۳

Scanned with CamScanner

پھر ان کے فرزند امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام نے اپنا سفیر مقرر کیا اور وہ شیخ موثق ابوعمرو عثمان بن سعید عمری ہیں، وہ بنی اسد میں سے اسدی ہیں لیکن ان کا نام عمری پڑنے کی وجہ سے درج ذیل ہے:

(314) لِمَا رَوَاهُ أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ ٱلْكَاتِبُ ٱبْنُ بِنْتِ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلْعَمْرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ أَبُو نَصْرٍ: كَانَ أَسَدِيّاً فَنُسِبَ إِلَى جَدِّهِ فَقِيلَ ٱلْعَمْرِيُّ. وقد قال قوم من الشيعة: إن أبا محمد الحسن بن علي عليه السلام (قال: لا يجمع على امرء بين عثمان وأبو عمرو) وأمر بكسر كنيته، فقيل العمري، ويقال له: العسكري أيضا، لأنه كان من عسكر سر من رأى، ويقال له: السمان، لأنه كان يتجر في السمن تغطية على الامر.

وكان الشيعة إذا حملوا إلى أبي محمد عليه السلام ما يجب عليهم حمله من الأموال أنفذوا إلى أبي عمرو، فيجعله في جراب السمن وزقاقه ويحمله إلى أبي محمد عليه السلام تقية وخوفا.

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد بن احمد کاتب ابن بنت ابی جعفر عمری سے روایت ہے کہ یہ حقیقتاً اسدی ہیں مگر ان کو ان کے جد سے منسوب کر کے عمری کہا جاتا ہے اور ایک گروہ شیعہ نے کہا ہے کہ امام ابومحمد بن علی عسکری علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص میں دو نام عثمان اور ابوعمرو اکٹھے نہیں ہو سکتے ہیں اور آپؑ نے ان کی کنیت کو کسر کرنے کا حکم دیا۔ پس اس وجہ سے ان کو عمری کہا جانے لگا۔ نیز ان کو عسکری بھی کہتے ہیں اس لیے کہ وہ عسکر سرمن رائے میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔

پھر ان کو "سمان" روغن فروش بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ یہ روغن کی تجارت کیا کرتے تھے تاکہ تجارت کی وجہ سے ان کا معاملہ لوگوں سے پوشیدہ رہے۔

چنانچہ جب شیعہ امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں کوئی مال وغیرہ بھیجنا چاہتے تو وہ اسے ابوعمرو کو دے دیا کرتے اور یہ خوف اور تقیہ سے ان کے اموال کو تیل کے تلوں (پاپوں) یا تیل کی مشکوں میں ڈال کر امام علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیتے تھے۔[1]

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۴

(315) فَأَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ ٱلْإِسْكَافِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ ٱلْحِمْيَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ ٱلْقُمِّيُّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي ٱلْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فِي يَوْمٍ مِنَ ٱلْأَيَّامِ فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي أَنَا أَغِيبُ وَ أَشْهَدُ وَلَا يَتَهَيَّأُ لِيَ ٱلْوُصُولُ إِلَيْكَ إِذَا شَهِدْتُ فِي كُلِّ وَقْتٍ فَقَوْلَ مَنْ نَقْبَلُ وَ أَمْرَ مَنْ نَمْتَثِلُ فَقَالَ لِي صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ هٰذَا أَبُو عَمْرٍو ٱلثِّقَةُ ٱلْأَمِينُ مَا قَالَهُ لَكُمْ فَعَنِّي يَقُولُهُ وَ مَا أَدَّاهُ إِلَيْكُمْ فَعَنِّي يُؤَدِّيهِ فَلَمَّا مَضَى أَبُو ٱلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَصَلْتُ إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ إِبْنِهِ ٱلْحَسَنِ ٱلْعَسْكَرِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقُلْتُ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلَ قَوْلِي لِأَبِيهِ فَقَالَ لِي هٰذَا أَبُو عَمْرٍو ٱلثِّقَةُ ٱلْأَمِينُ ثِقَةُ ٱلْمَاضِي وَ ثِقَتِي فِي ٱلْمَحْيَا وَ ٱلْمَمَاتِ فَمَا قَالَهُ لَكُمْ فَعَنِّي يَقُولُهُ وَ مَا أَدَّى إِلَيْكُمْ فَعَنِّي يُؤَدِّيهُ. قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ هَارُونُ قَالَ أَبُو عَلِيٍّ قَالَ أَبُو ٱلْعَبَّاسِ ٱلْحِمْيَرِيُّ فَكُنَّا كَثِيراً مَا نَتَذَاكَرُ هٰذَا ٱلْقَوْلَ وَ نَتَوَاصَفُ جَلَالَةَ مَحَلِّ أَبِي عَمْرٍو.

احمد بن اسحاق بن سعد قمی سے روایت ہے کہ میں ایک دن امام ابوالحسن علی بن محمد نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے میرے سیّد و سردار! میں کئی بار چلا جاتا ہوں اور پھر آپؑ کے پاس آتا ہوں، اس کے باوجود میں ہر بار جب بھی آتا ہوں آپؑ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا ہوں تو ہم کس کے قول کو قبول کریں اور کس کے حکم پر عمل کریں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ ابوعمرو میرے قابلِ وثوق اور امین ہیں یہ جو کچھ کہیں گے وہ میری طرف سے اور جو حکم دیں گے وہ بھی میری طرف سے ہوگا۔

پس جب امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام کی شہادت ہو گئی تو میں ایک دن امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی عرض کیا جو آپؑ کے پدرِ بزرگوار سے عرض کیا تھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ ابوعمرو ہیں جو میرے پدرِ بزرگوار کی حیات میں بھی ثقہ و امین تھے اور آپؑ کی شہادت کے بعد میرے نزدیک بھی ثقہ ہیں۔ یہ جو کچھ کہیں گے میری طرف سے ہوگا اور جو حکم دیں گے

Scanned with CamScanner

وہ بھی میری طرف سے ہوگا۔

ابوالعباس حمیری کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابوعمرو کے متعلق امامؑ کے اس قول کا اور ان کی جلالت قدر اور علوئے مرتبت کا برابر تذکرہ کیا کرتے تھے۔ [1]

(316) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: حَجَجْنَا فِي بَعْضِ اَلسِّنِينَ بَعْدَ مُضِيِّ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَدَخَلْتُ عَلَى أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ بِمَدِينَةِ اَلسَّلَامِ فَرَأَيْتُ أَبَا عَمْرٍو عِنْدَهُ فَقُلْتُ إِنَّ هٰذَا اَلشَّيْخَ وَ أَشَرْتُ إِلَى أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ وَ هُوَ عِنْدَنَا اَلثِّقَةُ اَلْمَرْضِيُّ حَدَّثَنَا فِيكَ بِكَيْتَ وَ كَيْتَ وَ اِقْتَصَصْتُ عَلَيْهِ مَا تَقَدَّمَ يَعْنِي مَا ذَكَرْنَاهُ عَنْهُ مِنْ فَضْلِ أَبِي عَمْرٍو وَ مَحَلِّهِ وَ قُلْتُ أَنْتَ اَلْآنَ مِمَّنْ لَا يُشَكُّ فِي قَوْلِهِ وَ صِدْقِهِ فَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ اللهِ وَ بِحَقِّ اَلْإِمَامَيْنِ اَللَّذَيْنِ وَثَّقَاكَ هَلْ رَأَيْتَ اِبْنَ أَبِي مُحَمَّدٍ اَلَّذِي هُوَ صَاحِبُ اَلزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَبَكَى ثُمَّ قَالَ عَلَى أَنْ لَا تُخْبِرَ بِذٰلِكَ أَحَداً وَ أَنَا حَيٌّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ قَدْ رَأَيْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ عُنُقُهُ هٰكَذَا يُرِيدُ أَنَّهَا أَغْلَظُ اَلرِّقَابِ حُسْناً وَ تَمَاماً قُلْتُ فَالاِسْمُ قَالَ نُهِيتُمْ عَنْ هٰذَا.

عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت کے بعد ایک سال ہم لوگ حج پر گئے تو مدینۃ السلام میں احمد بن اسحاق کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ ابوعمرو بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ان (ابوعمرو) سے احمد بن اسحاق کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ بزرگ ہم لوگوں کے نزدیک ثقہ اور منتخب ہیں۔ انھوں نے ہم سے آپ کے متعلق ایسا ایسا بیان کیا ہے اور ”پھر سارا واقعہ بیان کیا“۔ لہٰذا آپ کے قول کی سچائی میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اب میں آپ کو اللہ کا واسطہ اور ان دو اماموں کا واسطہ دے کر جنھوں نے آپ کو ثقہ فرمایا ہے، یہ پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے امام ابومحمد حسن عسکریؑ کے فرزند

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۴

صاحب الزمان علیہ السلام کو دیکھا ہے؟

اس سوال پر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: وعدہ کرو کہ تم میری زندگی میں کسی کو یہ بات نہ بتاؤ گے؟

میں نے کہا: جی جناب! وعدہ ہے۔

انھوں نے کہا: اچھا سنو۔ میں نے آنجناب (امام زمانہؑ) کو دیکھا ہے اور آپؑ کا حلیہ مبارک ایسا ایسا ہے۔

میں نے پوچھا: ان کا اسمِ گرامی کیا ہے؟

انھوں نے کہا: ان کا اسمِ گرامی لینے سے تم لوگوں کو منع کیا گیا ہے۔ [1]

(317) وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نُوحٍ أَبُو اَلْعَبَّاسِ اَلسِّيرَافِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ اَلْمَعْرُوفُ بِابْنِ بُرَيْنَةَ اَلْكَاتِبِ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ اَلشُّرَافِ مِنَ اَلشِّيعَةِ اَلْإِمَامِيَّةِ أَصْحَابِ اَلْحَدِيثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ اَلْعَبَّاسُ بْنُ أَحْمَدَ اَلصَّائِغُ قَالَ حَدَّثَنِي اَلْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ اَلْخَصِيبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ اَلْحَسَنِيَّانِ قَالاَ: دَخَلْنَا عَلَى أَبِي مُحَمَّدٍ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِسُرَّ مَنْ رَأَى وَ بَيْنَ يَدَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَوْلِيَائِهِ وَ شِيعَتِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْهِ بَدْرٌ خَادِمُهُ فَقَالَ يَا مَوْلاَيَ بِالْبَابِ قَوْمٌ شُعْثٌ غُبْرٌ فَقَالَ لَهُمْ هَؤُلاَءِ نَفَرٌ مِنْ شِيعَتِنَا بِالْيَمَنِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ يَسُوقَانِهِ إِلَى أَنْ يَنْتَهِيَ إِلَى أَنْ قَالَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِبَدْرٍ فَامْضِ فَائْتِنَا بِعُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ اَلْعَمْرِيِّ فَمَا لَبِثْنَا إِلَّا يَسِيراً حَتَّى دَخَلَ عُثْمَانُ فَقَالَ لَهُ سَيِّدُنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِمْضِ يَا عُثْمَانُ فَإِنَّكَ اَلْوَكِيلُ وَ اَلثِّقَةُ اَلْمَأْمُونُ عَلَى مَالِ اللهِ وَ اِقْبِضْ مِنْ هَؤُلاَءِ اَلنَّفَرِ اَلْيَمَنِيِّينَ مَا حَمَلُوهُ مِنَ اَلْمَالِ ثُمَّ سَاقَ اَلْحَدِيثَ إِلَى أَنْ قَالاَ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۴

Scanned with CamScanner

ثُمَّ قُلْنَا بِأَجْمَعِنَا يَا سَيِّدَنَا وَ اللهِ إِنَّ عُثْمَانَ لَمِنْ خِيَارِ شِيعَتِكَ وَلَقَدْ زِدْتَنَا عِلْماً بِمَوْضِعِهِ مِنْ خِدْمَتِكَ وَ إِنَّهُ وَكِيلُكَ وَ ثِقَتُكَ عَلَى مَالِ اللهِ تَعَالَى قَالَ نَعَمْ وَ اِشْهَدُوا عَلَى أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ سَعِيدٍ الْعَمْرِيَّ وَكِيلِي وَ أَنَّ ابْنَهُ مُحَمَّداً وَكِيلُ ابْنِي مَهْدِيِّكُمْ.

محمد بن اسماعیل اور علی بن عبداللہ حسنیان سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم سرمن رائے میں امام ابومحمد عسکریؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپؑ کے شیعوں اور دوستداروں کی ایک جماعت آپؑ کے پاس حاضر تھی کہ آپؑ کا غلام بدر اندر داخل ہوا اور عرض کیا: مولاؑ! دروازے پر کچھ لوگ کھڑے ہوئے ہیں جن کے بال بکھرے اور غبار آلود ہیں۔

آپؑ نے حاضرین سے فرمایا: یہ لوگ یمنی ہیں اور ہمارے شیعوں میں سے ہیں۔

اس سلسلے میں آپؑ کی ایک طویل فہرست ہے جس کے آخر میں یہ ہے کہ پھر امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے غلام بدر سے فرمایا: جاؤ عثمان بن سعید عمری کو بلا لاؤ۔

تھوڑی ہی دیر میں عثمان بن سعید بھی آ گئے۔ آپؑ نے ان سے فرمایا: اے عثمان بن سعید! تم میرے وکیل ثقہ اور مالِ خدا کے امانتدار ہو۔ جاؤ یہ یمنی لوگ جو کچھ لائے ہیں ان سے وصول کرو۔

پھر یہ حدیث آگے بڑھی اور ان دونوں نے بتایا کہ پھر ہم سب لوگوں نے عرض کیا: اے ہمارے سردار! واللہ! ہم سب کو معلوم ہے کہ عثمان بن سعید آپؑ کے بہترین شیعوں میں سے ہیں مگر آج آپؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر ہمارے علم میں اتنا اور اضافہ ہوا ہے کہ یہ آپؑ کے وکیل اور مالِ خدا کے معتمد اور امین ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں، تم لوگ گواہ رہو کہ عثمان بن سعید عمری میرے وکیل ہیں اور ان کے فرزند محمد میرے فرزند جو تمھارے مہدیؑ ہیں، کے وکیل ہوں گے۔[1]

(318) عَنْهُ عَنْ أَبِي نَصْرٍ هِبَةِ اللهِ ابْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ أَحْمَدَ الْكَاتِبِ ابْنِ بِنْتِ أَبِي جَعْفَرٍ الْعَمْرِيِّ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ وَ أَرْضَاهُ عَنْ شُيُوخِهِ: أَنَّهُ

[1] بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۵؛ منتخب الاثر: ص ۳۹۳، ح ۲

لَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَضَرَ غُسْلَهُ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ وَ تَوَلَّى جَمِيعَ أَمْرِهِ فِي تَكْفِينِهِ وَ تَحْنِيطِهِ وَ تَقْبِيرِهِ مَأْمُوراً بِذٰلِكَ لِلظَّاهِرِ مِنَ الْحَالِ الَّتِي لَا يُمْكِنُ جَحْدُهَا وَلَا دَفْعُهَا إِلَّا بِدَفْعِ حَقَائِقِ الْأَشْيَاءِ فِي ظَوَاهِرِهَا. وَ كَانَتْ تَوْقِيعَاتُ صَاحِبِ الْأَمْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَخْرُجُ عَلَى يَدَيْ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ وَ ابْنِهِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ إِلَى شِيعَتِهِ وَ خَوَاصِّ أَبِيهِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْأَمْرِ وَ النَّهْيِ وَ الْأَجْوِبَةِ عَمَّا يَسْأَلُ الشِّيعَةُ عَنْهُ إِذَا احْتَاجَتْ إِلَى السُّؤَالِ فِيهِ بِالْخَطِّ الَّذِي كَانَ يَخْرُجُ فِي حَيَاةِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمْ تَزَلِ الشِّيعَةُ مُقِيمَةً عَلَى عَدَالَتِهِمَا إِلَى أَنْ تُوُفِّيَ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ رَحِمَهُ اللهُ وَ رَضِيَ عَنْهُ وَ غَسَلَهُ ابْنُهُ أَبُو جَعْفَرٍ وَ تَوَلَّى الْقِيَامَ بِهِ وَ حَصَلَ الْأَمْرُ كُلُّهُ مَرْدُوداً إِلَيْهِ وَ الشِّيعَةُ مُجْتَمِعَةٌ عَلَى عَدَالَتِهِ وَ ثِقَتِهِ وَ أَمَانَتِهِ لِمَا تَقَدَّمَ لَهُ مِنَ النَّصِّ عَلَيْهِ بِالْأَمَانَةِ وَ الْعَدَالَةِ وَ الْأَمْرِ بِالرُّجُوعِ إِلَيْهِ فِي حَيَاةِ الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ بَعْدَ مَوْتِهِ فِي حَيَاةِ أَبِيهِ عُثْمَانَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ.

ابونصر ہبۃ اللہ (بن محمد) بن احمد کاتب بن بنت ابی جعفری عمری سے روایت ہے کہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو عثمان بن سعید عمری نے آپؑ کو غسل دیا اور آپؑ کی تکفین وتحنیط وتدفین کے تمام اُمور بجا لائے۔ وہ اس پر ظاہری طور پر مامور تھے اور یہ ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اس سے وہی انکار کر سکتا ہے جو کھلے ہوئے حقائق سے انکار کرے۔[1] اور امام زمانہؑ کی تمام تحریریں جو وہ اپنے شیعوں کے نام یا اپنے پدرِ بزرگوارؑ کے خاص اصحاب کے

[1] یہ ظاہراً مشہور و معروف ہے اور ایسا ہی لوگوں کو نظر آیا لیکن حقیقتاً ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ معصومؑ کو معصومؑ ہی غسل کفن دے سکتا ہے اور یہ ثابت ہے اس کے لیے کافی میں بہت روایات ہیں۔ نیز تفصیل ہماری کتاب ''عقائد مومنین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ'' میں دیکھی جا سکتی ہے لہٰذا اس کی تاویل کرنا پڑے گی اور وہ کئی طرح سے ممکن ہے۔ چنانچہ یہ بھی ممکن ہے کہ ظاہراً یہ امور عمری نے انجام دیئے جبکہ حقیقتاً امام زمانہؑ نے خود انجام دیئے ہوں لیکن آپؑ لوگوں کو نظر نہ آئے ہوں جیسا کہ اب بھی نظروں سے اوجھل ہیں۔ واللہ اعلم!

Scanned with CamScanner

نام لکھتے یا امرونہی فرماتے یا شیعوں کے مسائل کے جواب دیتے۔ وہ سب عثمان بن سعید اور ان کے فرزند ابوجعفر محمد بن عثمان کے ہاتھوں برآمد ہوتی تھیں اور بالکل اسی خط میں جس میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی حیات میں نکلا کرتی تھیں اور تمام گروہ شیعہ ان کی تحریر کو تسلیم کرنے اور اپنے تمام معاملات ان کے سامنے پیش کرتے تھے۔

جب عثمان بن سعید کا انتقال ہوا تو ان کے فرزند ابوجعفر نے ان کو غسل دیا، ان کے قائم مقام بنے اور تمام معاملات ان کے سامنے پیش ہونے لگے۔ ان کی عدالت پر، ان کے ثقہ ہونے پر اور ان کی امانت داری پر تمام شیعوں کا اجماع ہے۔ چنانچہ جیسا پہلے ذکر ہوا کہ ان کی امانت داری و عدالت پر بھی امامؑ کی نص موجود تھی اور امام حسن عسکری علیہ السلام کی حیات میں اور آپؑ کی شہادت کے بعد اپنے والد عثمان بن سعید کی حیات میں لوگ ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ [1]

(319) قَالَ وَ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ اَلْفَزَارِيُّ اَلْبَزَّازُ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ اَلشِّيعَةِ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ بِلاَلٍ وَ أَحْمَدُ بْنُ هِلاَلٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ وَ اَلْحَسَنُ بْنُ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ فِي خَبَرٍ طَوِيلٍ مَشْهُورٍ قَالُوا جَمِيعاً: اِجْتَمَعْنَا إِلَى أَبِي مُحَمَّدٍ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ نَسْأَلُهُ عَنِ اَلْحُجَّةِ مِنْ بَعْدِهِ وَ فِي مَجْلِسِهِ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ أَرْبَعُونَ رَجُلاً فَقَامَ إِلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرٍو اَلْعَمْرِيُّ فَقَالَ لَهُ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ أَمْرٍ أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي فَقَالَ لَهُ اِجْلِسْ يَا عُثْمَانُ فَقَامَ مُغْضَباً لِيَخْرُجَ فَقَالَ لاَ يَخْرُجَنَّ أَحَدٌ فَلَمْ يَخْرُجْ مِنَّا أَحَدٌ إِلَى أَنْ كَانَ بَعْدَ سَاعَةٍ فَصَاحَ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ بِعُثْمَانَ فَقَامَ عَلَى قَدَمَيْهِ فَقَالَ أُخْبِرُكُمْ بِمَا جِئْتُمْ قَالُوا نَعَمْ يَا اِبْنَ رَسُولِ اَللَّهِ قَالَ جِئْتُمْ تَسْأَلُونِّي عَنِ اَلْحُجَّةِ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعَمْ فَإِذَا غُلاَمٌ كَأَنَّهُ قِطَعُ قَمَرٍ أَشْبَهُ اَلنَّاسِ بِأَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ اَلسَّلاَمُ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۷

فَقَالَ هٰذَا إِمَامُكُمْ مِنْ بَعْدِي وَ خَلِيفَتِي عَلَيْكُمْ أَطِيعُوهُ وَ لاَ تَتَفَرَّقُوا مِنْ بَعْدِي فَتَهْلِكُوا فِي أَدْيَانِكُمْ أَلاَ وَ إِنَّكُمْ لاَ تَرَوْنَهُ مِنْ بَعْدِ يَوْمِكُمْ هٰذَا حَتَّى يَتِمَّ لَهُ عُمُرٌ فَاقْبَلُوا مِنْ عُثْمَانَ مَا يَقُولُهُ وَ انْتَهُوا إِلَى أَمْرِهِ وَ اقْبَلُوا قَوْلَهُ فَهُوَ خَلِيفَةُ إِمَامِكُمْ وَ اَلْأَمْرُ إِلَيْهِ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ.

علی بن جلال و احمد بن بلال و محمد بن معاویہ بن حکیم و حسن بن ایوب بن نوح سمیت شیعہ کے ایک گروہ سے ایک طویل خبر مروی ہے۔ ان لوگوں کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم لوگ جمع ہو کر امام ابومحمد عسکری علیہ السلام کی خدمت میں یہ دریافت کرنے کے لیے گئے کہ آپؑ کے بعد حجتِ خدا کون ہوگا؟ اس وقت آپؑ کی مجلس میں چالیس افراد اور بھی موجود تھے۔

عثمان بن سعید بن عمرو عمری نے کھڑے ہو کر کہا: فرزندِ رسولؐ! ہم لوگ آپؑ سے ایک بات دریافت کرنا چاہتے ہیں جسے آپؑ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے عثمان! بیٹھ جاؤ۔

یہ کہہ کر آپؑ غصے میں اُٹھے اور وہاں سے جانے لگے مگر ہم لوگوں سے فرمایا: تم لوگوں میں سے ابھی کوئی نہ جائے۔ لہٰذا ہم لوگوں میں سے کوئی نہیں اُٹھا۔ پھر ایک ساعت کے بعد آپؑ نے عثمان بن سعید کو آواز دی تو وہ کھڑے ہو گئے۔

آپؑ نے فرمایا: میں بتاؤں تم لوگ کس لیے آئے ہو؟

سب نے عرض کیا: جی ہاں! اے فرزندِ رسولؐ۔

آپؑ نے فرمایا: اس لیے آئے ہو تاکہ پوچھو کہ میرے بعد حجتِ خدا کون ہوگا؟

سب نے عرض کیا: جی ہاں۔

اسی دوران ایک بچہ سامنے آیا جو چاند کا ٹکڑا معلوم ہو رہا تھا اور شباہت میں امام حسن عسکری علیہ السلام سے ملتا جلتا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ میرے بعد تمھارے امام اور تم پر میرے خلیفہ ہوں گے۔ اس کی اطاعت کرو اور میرے بعد متفرق نہ ہونا، ورنہ تم اپنے دین میں ہلاک ہو جاؤ گے اور یہ بھی جان

لو کہ آج کے بعد تم ان کو نہیں دیکھ سکو گے، لہٰذا عثمان (بن سعید) جو کہیں اس کو قبول کرو اور ان کے حکم پر چلتے رہو اور ان کی بات کو تسلیم کرو اس لیے کہ یہ تمھارے امام کے خلیفہ ہوں گے اور تمام اُمور ان کے سپرد ہوں گے۔ اور یہ ایک طویل حدیث ہے۔ ①

(320) قال أبو نصر هبة الله بن محمد: وقبر عثمان بن سعيد بالجانب الغربي من مدينة السلام، في شارع الميدان، في أول الموضع المعروف (في الدرب المعروف) بدرب جبلة في مسجد الدرب يمنة الداخل إليه، والقبر في نفس قبلة المسجد رحمه الله.

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد سے روایت ہے کہ عثمان بن سعید کی قبر مدینۃ السلام میں مغرب کی جانب شارع میدان کے اندر درب جبلہ میں مسجد ذرب میں داخل ہوتے ہوئے داہنی جانب قبلۂ مسجد میں ہے۔ ②

قولِ مؤلف: محمد بن حسن (شیخ طوسیؒ) جو اس کتاب کے مؤلف ہیں، فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی قبر مقامِ مذکور پر دیکھی جس کے سامنے ایک چار دیواری تعمیر تھی اور اسی سے متصل محرابِ مسجد تھی جس کے پہلو میں ایک دروازہ تھا جس سے مقامِ قبر تک جانے کا راستہ تھا جو بہت تنگ و تاریک تھا۔ ہم لوگ ہر ماہ ان کی زیارت کے لیے جایا کرتے اور اس کے علاوہ جب بھی بغداد جاتے تو ان کی زیارت کرتے۔ یہ حالت ۴۰۸ ہجری سے ۴۳۰ ہجری کے درمیان تھی۔ پھر چار دیواری کو رئیس ابومنصور محمد بن فرج نے منہدم کرا کے اس پر ایک صندوق بنوا دیا جو ایک چھت کے نیچے ہے اور قبر ہر طرف سے کھلی ہوئی ہے۔ قرب و جوار کے لوگ اس کی زیارت کو جاتے ہیں اور اس کے ذریعے سے اللہ کی برکتیں حاصل کرتے ہیں کیونکہ یہ ایک مردِ صالح تھے۔ نیز کہا جاتا ہے کہ یہ قبر امام حسین علیہ السلام کی دایہ کے فرزند کی ہے مگر حقیقتِ حال ان کو

① اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۴۱۵، ح ۵۶؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۶، اور جلد ۵۲، ص ۲۵؛ ح ۱۹؛ کمال الدین: ص ۴۳۵، ح ۲؛ تبصرة الولی: ح ۷۶؛ منتخب الاثر: ص ۳۵۵، ح ۲؛ حلیة الابرار: جلد ۲، ص ۵۵۰؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۱۴، کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۵۲۷؛ العدد القویة: ص ۷۳، ح ۱۲۱ (مختصرا)

② بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۷

نہیں معلوم اور آج بھی ۴۴۷ ہجری تک وہ اسی حال میں ہے۔

ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری کا تذکرہ

جب ابوعمرو عثمان بن سعید کا انتقال ہوا تو امام ابومحمد حسن عسکریؑ اور امام قائمؑ کی نص سے اور اپنے والد بزرگوار کی نص سے ان کے فرزند ابوجعفر محمد بن عثمان ان کے قائم مقام قرار پائے:

(321) فأخبرني جماعة عن أبي الحسن محمد بن أحمد بن داود القمي وابن قولويه (عن أبيه) عن سعد بن عبد الله، قال: حدثنا الشيخ الصدوق أحمد بن إسحاق بن سعد الأشعري رحمه الله، وذكر الحديث الذي قدمنا ذكره.

بفرق اسناد ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۲۴۶ کے تحت گزر چکا ہے۔ ①

(322) فَأَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ ٱلْقُمِّيِّ وَ ٱبْنِ قُولَوَيْهِ (عَنْ أَبِيهِ) عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ قَالَ حَدَّثَنَا ٱلشَّيْخُ ٱلصَّدُوقُ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ ٱلْأَشْعَرِيُّ رَحِمَهُ ٱللهُ وَ ذَكَرَ ٱلْحَدِيثَ ٱلَّذِي قَدَّمْنَا ذِكْرَهُ. وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ، عَنْ أَبِي ٱلْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ وَ أَبِي غَالِبٍ ٱلزُّرَارِيِّ وَ أَبِي مُحَمَّدٍ ٱلتَّلَّعُكْبَرِيِّ كُلِّهِمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ ٱلْكُلَيْنِيِّ رَحِمَهُ ٱللهُ تَعَالَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْحِمْيَرِيِّ قَالَ: اِجْتَمَعْتُ أَنَا وَ ٱلشَّيْخُ أَبُو عَمْرٍو عِنْدَ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ سَعْدٍ ٱلْأَشْعَرِيِّ ٱلْقُمِّيِّ فَغَمَزَنِي أَحْمَدُ (بْنُ إِسْحَاقَ) أَنْ أَسْأَلَهُ عَنِ ٱلْخَلَفِ. فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَمْرٍو إِنِّي أُرِيدُ (أَنْ) أَسْأَلَكَ وَ مَا أَنَا بِشَاكٍّ فِيمَا أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْهُ فَإِنَّ اِعْتِقَادِي وَ دِينِي أَنَّ ٱلْأَرْضَ لَا تَخْلُو مِنْ حُجَّةٍ إِلَّا إِذَا كَانَ قَبْلَ يَوْمِ ٱلْقِيَامَةِ بِأَرْبَعِينَ يَوْماً فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ وَقَعَتِ ٱلْحُجَّةُ وَ غُلِّقَ بَابُ ٱلتَّوْبَةِ فَلَمْ يَكُنْ يَنْفَعُ نَفْساً إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ

① حدیث نمبر ۲۴۶ کی طرف رجوع کریں۔

Scanned with CamScanner

آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْراً فَأُولَئِكَ أَشْرَارٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُمُ الَّذِينَ تَقُومُ عَلَيْهِمُ الْقِيَامَةُ وَلَكِنْ أَحْبَبْتُ أَنْ أَزْدَادَ يَقِيناً فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَأَلَ رَبَّهُ أَنْ يُرِيَهُ كَيْفَ يُحْيِي الْمَوْتَى فَقَالَ: أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلَى وَلَكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِي. وَقَدْ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو عَلِيٍّ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ لِمَنْ أُعَامِلُ وَعَمَّنْ آخُذُ وَقَوْلَ مَنْ أَقْبَلُ فَقَالَ لَهُ الْعَمْرِيُّ ثِقَتِي فَمَا أَدَّى إِلَيْكَ فَعَنِّي يُؤَدِّي وَمَا قَالَ لَكَ فَعَنِّي يَقُولُ فَاسْمَعْ لَهُ وَأَطِعْ فَإِنَّهُ الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ قَالَ وَأَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا مُحَمَّدٍ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَنْ مِثْلِ ذَلِكَ فَقَالَ لَهُ الْعَمْرِيُّ وَابْنُهُ ثِقَتَانِ فَمَا أَدَّيَا إِلَيْكَ فَعَنِّي يُؤَدِّيَانِ وَمَا قَالَا لَكَ فَعَنِّي يَقُولَانِ فَاسْمَعْ لَهُمَا وَأَطِعْهُمَا فَإِنَّهُمَا الثِّقَتَانِ الْمَأْمُونَانِ فَهَذَا قَوْلُ إِمَامَيْنِ قَدْ مَضَيَا فِيكَ. قَالَ فَخَرَّ أَبُو عَمْرٍو سَاجِداً وَبَكَى ثُمَّ قَالَ سَلْ فَقُلْتُ لَهُ أَنْتَ رَأَيْتَ الْخَلَفَ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِي وَاللهِ وَرَقَبَتُهُ مِثْلُ ذَا وَأَوْمَأَ بِيَدَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ فَبَقِيَتْ وَاحِدَةٌ فَقَالَ لِي هَاتِ قُلْتُ فَالاسْمُ قَالَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ أَنْ تَسْأَلُوا عَنْ ذَلِكَ وَلَا أَقُولُ هَذَا مِنْ عِنْدِي وَلَيْسَ لِي أَنْ أُحَلِّلَ وَأُحَرِّمَ وَلَكِنْ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ. فَإِنَّ الْأَمْرَ عِنْدَ السُّلْطَانِ أَنَّ أَبَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَضَى وَلَمْ يُخَلِّفْ وَلَداً وَقَسَّمَ مِيرَاثَهُ وَأَخَذَهُ مَنْ لَا حَقَّ لَهُ وَصَبَرَ عَلَى ذَلِكَ وَهُوَ ذَا عِيَالُهُ يَجُولُونَ وَلَيْسَ أَحَدٌ يَجْسُرُ أَنْ يَتَعَرَّفَ إِلَيْهِمْ أَوْ يُنِيلَهُمْ شَيْئاً وَإِذَا وَقَعَ الِاسْمُ وَقَعَ الطَّلَبُ فَاتَّقُوا اللهَ وَأَمْسِكُوا عَنْ ذَلِكَ.

قال الكليني: وحدثني شيخ من أصحابنا ذهب عني اسمه أن أبا عمرو سئل عن أحمد بن إسحاق عن مثل هذا، فأجاب بمثل هذا، وقد قدمنا هذه الرواية فيما مضى من الكتاب.

ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۲۰۹ کے تحت گزر چکا ہے۔[1]

(323) وَأَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هَارُونَ الْفَامِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: خَرَجَ التَّوْقِيعُ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدٍ الْعَمْرِيِّ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ فِي التَّعْزِيَةِ بِأَبِيهِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وَفِي فَصْلٍ مِنَ الْكِتَابِ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ تَسْلِيماً لِأَمْرِهِ وَرِضًى بِقَضَائِهِ عَاشَ أَبُوكَ سَعِيداً وَمَاتَ حَمِيداً فَرَحِمَهُ اللهُ وَأَلْحَقَهُ بِأَوْلِيَائِهِ وَمَوَالِيهِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَلَمْ يَزَلْ مُجْتَهِداً فِي أَمْرِهِمْ سَاعِياً فِيمَا يُقَرِّبُهُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلَيْهِمْ نَضَّرَ اللهُ وَجْهَهُ وَأَقَالَهُ عَثْرَتَهُ. وَفِي فَصْلٍ آخَرَ: أَجْزَلَ اللهُ لَكَ الثَّوَابَ وَأَحْسَنَ لَكَ الْعَزَاءَ رُزِئْتَ وَرُزِئْنَا وَأَوْحَشَكَ فِرَاقُهُ وَأَوْحَشَنَا فَسَرَّهُ اللهُ فِي مُنْقَلَبِهِ وَكَانَ مِنْ كَمَالِ سَعَادَتِهِ أَنْ رَزَقَهُ اللهُ تَعَالَى وَلَداً مِثْلَكَ يَخْلُفُهُ مِنْ بَعْدِهِ وَيَقُومُ مَقَامَهُ بِأَمْرِهِ وَيَتَرَحَّمُ عَلَيْهِ وَأَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ فَإِنَّ الْأَنْفُسَ طَيِّبَةٌ بِمَكَانِكَ وَمَا جَعَلَهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيكَ وَعِنْدَكَ أَعَانَكَ اللهُ وَقَوَّاكَ وَعَضَدَكَ وَوَفَّقَكَ وَكَانَ لَكَ وَلِيّاً وَحَافِظاً وَرَاعِياً وَكَافِياً.

عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے کہ شیخ ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری کے پاس ان کے والد کے انتقال پر امام زمانہؑ کا ایک تعزیتی خط آیا جس کے ایک حصے میں تحریر تھا:

"بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بلاشبہ ہم اسی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اس حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں راضی برضا ہو کر۔ تمھارے والد نے اپنی زندگی باسعادت گزاری اور مرتے وقت تک قابلِ

[1] حدیث نمبر ۲۰۹ کی طرف رجوع کریں۔

Scanned with CamScanner

تعریف رہے۔ پس اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کے اولیاء اور آئمہؑ سے ملحق فرمائے۔ یہ مسلسل اپنے آئمہؑ کے اُمور میں جدوجہد اور سعی وکوشش کرتے رہے تاکہ انھیں اللہ تعالیٰ اور آئمہ طاہرینؑ کا تقرب حاصل ہو۔ اللہ ان کے چہرے کو بارونق اور شاداب رکھے''۔

خط کے دوسرے حصّے میں یہ تحریر تھا:

''اللہ تعالیٰ تمھیں اس مصیبت پر صبر کا بہت زیادہ ثواب عطا فرمائے۔ ان کی موت پر تم بھی سوگوار ہو اور ہم بھی ہیں۔ ان کی جدائی کا جس قدر تم کو دُکھ ہے اسی قدر ہمیں بھی ہے۔ خیر وہ جہاں ہیں اللہ ان کو خوش ومسرور رکھے۔ ان کی انتہائی خوش قسمتی کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں تم جیسا فرزند عطا فرمایا کہ ان کے بعد وہ ان کا جانشین اور قائم مقام ہوا، جو ان کے لیے طلب رحمت کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمھاری اعانت فرمائے اور تمھیں قوت عطا فرمائے۔ تمھارے بازوؤں میں طاقت عطا فرمائے۔ تمھیں توفیق خیر عنایت فرمائے اور تمھارا سرپرست وولی اور محافظ ونگہبان اور کافی رہے''۔ ①

(324) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ هَارُونَ بْنِ مُوسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ: لَمَّا مَضَى أَبُو عَمْرٍو رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ أَتَتْنَا الْكُتُبُ بِالْخَطِّ الَّذِي كُنَّا نُكَاتِبُ بِهِ بِإِقَامَةِ أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَقَامَهُ.

عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت ہے کہ جب ابوعمرو کی وفات ہوئی تو ابوجعفر کو ان کا قائم مقام اور جانشین مقرر کرنے کے متعلق امام زمانہ علیہ السلام کے کئی خطوط ہم لوگوں کے پاس آئے

① کمال الدین: ص ۵۱۰، ح ۴۱؛ الاحتجاج: ص ۴۸۱؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۸؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۲۸؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۱۲، ح ۲۸ (مختصراً)

اور بالکل اسی تحریر میں جس میں برابر ہمارے پاس خطوط آیا کرتے تھے۔ ①

(325) وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّوَيْهِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الرَّازِيُّ فِي سَنَةِ ثَمَانِينَ وَ مِائَتَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَهْزِيَارَ الْأَهْوَازِيُّ: أَنَّهُ خَرَجَ إِلَيْهِ بَعْدَ وَفَاةِ أَبِي عَمْرٍو وَ الِابْنُ وَقَاهُ اللهُ لَمْ يَزَلْ ثِقَتَنَا فِي حَيَاةِ الْأَبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ وَ نَضَّرَ وَجْهَهُ يَجْرِي عِنْدَنَا مَجْرَاهُ وَ يَسُدُّ مَسَدَّهُ وَ عَنْ أَمْرِنَا يَأْمُرُ الِابْنُ وَ بِهِ يَعْمَلُ تَوَلَّاهُ اللهُ فَانْتَهِ إِلَى قَوْلِهِ وَ عَرِّفْ مُعَامَلَتَنَا ذَلِكَ.

محمد بن ابراہیم بن مہزیار اہوازی سے روایت ہے کہ ابوعمرو کی وفات کے بعد امام زمانہؑ کی طرف سے یہ خط موصول ہوا:

''اور ان کے فرزند (ابوجعفر) اللہ ان کی حفاظت کرے، وہ اپنے والد کی حیات میں بھی ہمارے نزدیک ثقہ ومعتمد رہے اور ان کے راستے پر گامزن رہے۔ وہ ہمارے احکام تمھاری طرف پہنچاتے ہیں لہٰذا ان کے قول کو مانو، ہمارے معاملات کو ان سے سمجھو''۔ (ایضاً)

(326) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ وَ أَبِي غَالِبٍ الزُّرَارِيِّ وَ أَبِي مُحَمَّدٍ التَّلَّعُكْبَرِيِّ كُلِّهِمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ رَحِمَهُ اللهُ أَنْ يُوصِلَ لِي كِتَاباً قَدْ سَأَلْتُ فِيهِ عَنْ مَسَائِلَ أَشْكَلَتْ عَلَيَّ فَوَقَّعَ التَّوْقِيعَ بِخَطِّ مَوْلَانَا صَاحِبِ الدَّارِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ ذَكَرْنَا الْخَبَرَ فِيمَا تَقَدَّمَ وَ أَمَّا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعَمْرِيُّ فَرَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وَ عَنْ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ فَإِنَّهُ ثِقَتِي وَ كِتَابُهُ كِتَابِي.

اسحاق بن یعقوب سے روایت ہے کہ میں نے ایک مرتبہ محمد بن عثمان عمری سے

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۴۹، ح ۲

Scanned with CamScanner

درخواست کی کہ وہ میرا ایک خط امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دیں جس میں مَیں نے اپنے بہت سے مشکل مسائل رکھے تھے۔

امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے جواب آیا:

"محمد بن عثمان عمری اور ان سے قبل ان کے والد ہمارے قابلِ وثوق اور معتمد ہیں اور ان کی تحریر میری تحریر ہے"۔ [1]

(327) قال أبو العباس: وأخبرني هبة الله بن محمد ابن بنت أم كلثوم بنت أبي جعفر العمري رضي الله عنه عن شيوخه قالوا: لم تزل الشيعة مقيمة على عدالة عثمان بن سعيد (ومحمد بن عثمان رحمها الله تعالى إلى أن توفي أبو عمرو عثمان ابن سعيد) رحمه الله تعالى وغسله ابنه أبو جعفر محمد بن عثمان، وتولى القيام به، وجعل الامر كله مردودا إليه، والشيعة مجتمعة على عدالته وثقته وأمانته لما تقدم له من النص عليه بالأمانة والعدالة، والامر بالرجوع إليه في حياة الحسن عليه السلام وبعد موته في حياة أبيه عثمان بن سعيد، لا يختلف في عدالته، ولا يرتاب بأمانته، والتوقيعات تخرج على يده إلى الشيعة في المهمات طول حياته بالخط الذي كانت تخرج في حياة أبيه عثمان، لا يعرف الشيعة في هذا الامر غيره، ولا يرجع إلى أحد سواه.

وقد نقلت عنه دلائل كثيرة، ومعجزات الامام ظهرت على يده، وأمور أخبرهم بها عنه زادتهم في هذا الامر بصيرة، وهي مشهورة عند الشيعة، وقد قدمنا طرفا منها فلا نطول بإعادتها، فإن في ذلك كفاية للمنصف إن شاء الله تعالى.

ہبۃ اللہ بن محمد ابن بنت اُمِ کلثوم بنت ابی جعفر عمری نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ گروہ شیعہ ہمیشہ عثمان بن سعید کی عدالت کا قائل رہا اور ان کی وفات پر ان کے فرزند

[1] حدیث نمبر ۲۴۷ کی طرف رجوع کریں۔

ابوجعفر محمد بن عثمان نے انھیں غسل دیا، ان کی تجہیز و تکفین کی، ان کے جانشین ہوئے اور تمام اُمور میں ان کی طرف رجوع کیا جانے لگا۔ گروہِ شیعہ ان کی عدالت و امانت اور ان کے ثقہ و معتبر ہونے پر مجتمع و متفق ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ ان کی عدالت و امانت پر امامؑ کی نص ہے اور حکم ہے کہ تمام اُمور میں ان کی طرف رجوع کیا جائے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام کی حیات میں بھی اور آپؑ کی شہادت کے بعد ان کے والد عثمان بن سعید کی حیات میں بھی۔ اس لیے ان کی عدالت میں کوئی شک اور ان کی امانت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ان کی زندگی بھر تمام اُمور میں شیعوں کے پاس ان ہی کے ہاتھوں امام زمانہؑ کی توقیعات پہنچا کرتی تھیں اور یہ تحریریں اسی رسم الخط میں آیا کرتی تھیں جس میں ان کے والد کی حیات میں آتی تھیں اور اس معاملے میں گروہِ شیعہ ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتے تھے۔ نہ ان کے سوا کسی اور کی طرف رجوع کرتے تھے۔ امام زمانہؑ کے بہت سے معجزات و دلائل ان ہی سے منقول ہیں اور اس سلسلے میں انھوں نے شیعوں کو ایسی ایسی روایات دی ہیں جن سے ان کی بصیرت میں اضافہ ہوا اور وہ روایات شیعوں میں بہت مشہور ہیں جن میں سے بعض کا ذکر مَیں پہلے کرچکا ہوں اور یہاں اس کا اعادہ باعثِ طوالت ہوگا۔ اور بے شک ایک انصاف کرنے والے کے لیے یہی کافی ہوگا، ان شاءاللہ تعالیٰ۔ [1]

(328) قال ابن نوح: أخبرني أبو نصر هبة الله ابن بنت أم كلثوم بنت أبي جعفر العمري قال: كان لأبي جعفر محمد بن عثمان العمري كتب مصنفة في الفقه مما سمعها من أبي محمد الحسن عليه السلام، ومن الصاحب عليه السلام، ومن أبيه عثمان بن سعيد عن أبي محمد وعن أبيه علي بن محمد عليهما السلام فيها كتب ترجمتها كتب الأشربة.

ذكرت الكبيرة أم كلثوم بنت أبي جعفر رضي الله عنها أنها وصلت إلى أبي القاسم الحسين بن روح رضي الله عنه عند الوصية

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۰، ح ۳

Scanned with CamScanner

إليه، وكانت في يده. قال أبو نصر: وأظنها قالت وصلت بعد ذلك
إلى أبي الحسن السمري رضي الله عنه وأرضاه.

ابونصر اللہ ہبۃ اللہ بن بنت اُم کلثوم بنت ابی جعفر عمری سے روایت ہے کہ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری نے فقہ میں کئی کتابیں لکھی تھیں جن میں خود انھوں نے امام حسن عسکری علیہ السلام اور امام زمانہ علیہ السلام، نیز ان کے والد ماجد (عثمان بن سعید) نے حضرت ابومحمد عسکری اور امام علی نقی علیہم السلام سے جو کچھ سنا تھا وہ سب تحریر کیا تھا۔ منجملہ ان کے کتب ترجمہ (سوانح عمری) اور کتب الاشربہ ہے جس کا ذکر اُم کلثوم بنت ابی جعفر نے کیا ہے کہ جب میں ابوالقاسم حسین بن روحؒ کے پاس ان کی وصیت کے وقت پہنچی تو یہ کتاب ان کے ہاتھ میں تھی۔

ابونصر کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان معظمہ نے کہا کہ اس کے بعد میں ابوالحسن سمری کے پاس پہنچی۔ [1]

(329) قَالَ أَبُو جَعْفَرِ بْنُ بَابَوَيْهِ رُوِيَ [عَنْ] مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ ٱلْعَمْرِيِّ قُدِّسَ سِرُّهُ أَنَّهُ قَالَ: وَ اللهِ إِنَّ صَاحِبَ هٰذَا ٱلْأَمْرِ لَيَحْضُرُ ٱلْمَوْسِمَ كُلَّ سَنَةٍ يَرَى ٱلنَّاسَ وَيَعْرِفُهُمْ وَيَرَوْنَهُ وَلَا يَعْرِفُونَهُ.

ابوجعفر بن بابویہ سے روایت ہے کہ مجھ سے محمد بن عثمان عمری نے فرمایا: خدا کی قسم! امام زمانہ علیہ السلام ہر سال حج ادا کرنے کے لیے تشریف لے جاتے ہیں۔ ہر شخص کو دیکھتے ہیں اور پہچانتے ہیں لیکن ان کو لوگ دیکھتے ہیں مگر پہچانتے نہیں ہیں۔ [2]

(330) وَأَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبِي وَ مُحَمَّدُ بْنُ ٱلْحَسَنِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ ٱلْمُتَوَكِّلِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ ٱلْحِمْيَرِيِّ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقُلْتُ لَهُ رَأَيْتَ صَاحِبَ هٰذَا ٱلْأَمْرِ قَالَ نَعَمْ وَ آخِرُ عَهْدِي بِهِ عِنْدَ

[1] بحارالانوار: جلد۵۱، ص۳۵۰

[2] من لایحضرہ الفقیہ: جلد۲، ص۵۲۰، ح۳۱۱۵؛ کمال الدین: ص۴۴۰، ح۸؛ وسائل الشیعہ: جلد۸، ص۹۶، ح۸؛ بحارالانوار: جلد۵۱، ص۳۵۰، اور جلد۵۲، ص۱۵۲، ح۴؛ حلیۃ الابرار: جلد۲، ص۶۰۷؛ اثبات الهداة: جلد۳، ۴۵۲، ح۶۸

بَيْتِ اللهِ ٱلْحَرَامِ وَ هُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ اللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ رَأَيْتُهُ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ مُتَعَلِّقاً بِأَسْتَارِ ٱلْكَعْبَةِ فِي ٱلْمُسْتَجَارِ وَ هُوَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ انْتَقِمْ لِي مِنْ أَعْدَائِكَ.

اس کا ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۲۲۲ کے تحت گزر چکا ہے۔ [1]

(331) وَبِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُلَيْمَانَ ٱلزُّرَارِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَدَقَةَ ٱلْقُمِّيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: خَرَجَ إِلَى مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ ٱلْعَمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ابْتِدَاءً مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ لِيُخْبِرَ ٱلَّذِينَ يَسْأَلُونَ عَنِ ٱلْإِسْمِ إِمَّا ٱلسُّكُوتَ وَ ٱلْجَنَّةَ وَ إِمَّا ٱلْكَلَامَ وَ ٱلنَّارَ فَإِنَّهُمْ إِنْ وَقَفُوا عَلَى ٱلْإِسْمِ أَذَاعُوهُ وَإِنْ وَقَفُوا عَلَى ٱلْمَكَانِ دَلُّوا عَلَيْهِ.

علی بن صدقہ قمی سے روایت ہے کہ محمد بن عثمان عمری کے پاس بغیر کوئی سوال کیے ہوئے امام زمانہ علیہ السلام کا خط آیا:

"جو لوگ نام دریافت کرتے ہیں انھیں بتا دو کہ اگر اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی جائے تو جنّت کی خوشخبری ہے اور اگر گفتگو کی جائے گی تو جہنم ہے اس لیے کہ اگر لوگ نام سے واقف ہوں گے تو اس کی اشاعت کریں گے اور اگر جائے قیام معلوم ہو جائے تو دوسروں کو بتا دیں گے"۔ [2]

(332) قَالَ ابْنُ نُوحٍ أَخْبَرَنِي أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي [أَبُو] عَلِيِّ بْنُ أَبِي جِيدٍ ٱلْقُمِّيُّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ٱلْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ ٱلدَّلَّالُ ٱلْقُمِّيُّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْماً لِأُسَلِّمَ عَلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ سَاجَةٌ وَ نَقَّاشٌ

[1] حدیث نمبر ۲۲۲ کی طرف رجوع کریں۔

[2] بحارالانوار: جلد۵۱، ص۳۵۱

Scanned with CamScanner

يَنْقُشُ عَلَيْهَا وَ يَكْتُبُ آياً مِنَ الْقُرْآنِ وَ أَسْمَاءَ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلَى حَوَاشِيهَا. فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي مَا هَذِهِ السَّاجَةُ فَقَالَ لِي هَذِهِ لِقَبْرِي تَكُونُ فِيهِ أُوضَعُ عَلَيْهَا أَوْ قَالَ أُسْنَدُ إِلَيْهَا وَ قَدْ عَرَفْتُ مِنْهُ وَ أَنَا فِي كُلِّ يَوْمٍ أَنْزِلُ فِيهِ فَأَقْرَأُ جُزْءاً مِنَ الْقُرْآنِ [فِيهِ] فَأَصْعَدُ وَ أَظُنُّهُ قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِي وَ أَرَانِيهِ فَإِذَا كَانَ يَوْمَ كَذَا وَ كَذَا مِنْ شَهْرِ كَذَا وَ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا وَ كَذَا صِرْتُ إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ دُفِنْتُ فِيهِ وَ هَذِهِ السَّاجَةُ [مَعِي]. فَلَمَّا خَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ أَثْبَتُّ مَا ذَكَرَهُ وَلَمْ أَزَلْ مُتَرَقِّباً بِهِ ذٰلِكَ فَمَا تَأَخَّرَ الْأَمْرُ حَتَّى اعْتَلَّ أَبُو جَعْفَرٍ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي ذَكَرَهُ مِنَ الشَّهْرِ الَّذِي قَالَهُ مِنَ السَّنَةِ الَّتِي ذَكَرَهَا وَ دُفِنَ فِيهِ. قَالَ أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللهِ وَ قَدْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ غَيْرِ [أَبِي] عَلِيٍّ وَ حَدَّثَتْنِي بِهِ أَيْضاً أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا.

ابوالحسن علی بن احمد دلال قمی سے روایت ہے کہ ایک دن مَیں ابوجعفر محمد بن عثمان کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک چادر ہے، ایک نقاش (کاتب) بیٹھا ہوا اس پر قرآنِ مجید کی آیات اور اس کے حاشیے پر ائمہ طاہرین علیہم السلام کے اسمائے گرامی تحریر کر رہا ہے۔

میں نے پوچھا: اے میرے سیّد و سردار! یہ کیا ہے؟

انھوں نے فرمایا: یہ میری قبر کے لیے ہے اس کو مجھے قبر میں اُڑھایا جائے گا۔ میں روزانہ اس قبر میں اُترتا ہوں، قرآنِ مجید کا ایک پارہ پڑھتا ہوں اور نکل آتا ہوں۔

راوی کا بیان ہے کہ مجھے یاد آتا ہے کہ پھر انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اس قبر پر لے گئے اور فرمایا: میں فلاں سال فلاں مہینے کی فلاں تاریخ کو اللہ کی طرف کوچ کر جاؤں گا اور اس قبر میں دفن کیا جاؤں گا اور یہ چادر میرے ساتھ ہوگی۔

چنانچہ جب میں وہاں سے واپس آیا تو جس تاریخ کی آپ نے نشاندہی فرمائی تھی

میں نے اپنے پاس لکھ کر رکھ لی اور اسے اپنے ذہن میں بھی محفوظ رکھا۔ پھر کچھ زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ ابوجعفر بیمار ہو گئے اور اسی سال، اسی ماہ اور اسی تاریخ پر انھوں نے وفات پائی اور اسی قبر میں دفن کیے گئے۔

ابونصر ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث ابوعلی کے علاوہ کسی شخص سے سنی ہے اور اسی طرح اُمِ کلثوم بنت ابی جعفر نے بھی مجھے بیان کی ہے۔ [1]

(333) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْوَدِ الْقُمِّيُّ: أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ الْعَمْرِيَّ قُدِّسَ سِرُّهُ حَفَرَ لِنَفْسِهِ قَبْراً وَ سَوَّاهُ بِالسَّاجِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلنَّاسِ أَسْبَابٌ - [وَ] سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ قَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَجْمَعَ أَمْرِي فَمَاتَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِشَهْرَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

محمد بن علی بن اسود قمی سے روایت ہے کہ ابوجعفر عمری نے پہلے ہی سے اپنے لیے ایک قبر اپنے ہاتھوں سے کھود کر تیار کر لی تھی۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا: مجھے حکم ملا ہے کہ تم اب سارے کام سمیٹ لو۔ چنانچہ اس کے دو ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اس سے راضی ہو۔ [2]

(334) وقال أبو نصر هبة الله: وجدت بخط أبي غالب الزراري رحمه الله وغفر له أن أبا جعفر محمد بن عثمان العمري رحمه الله مات في آخر جمادي الأولى سنة خمس وثلاثمائة.

وذكر أبو نصر هبة الله [بن] محمد بن أحمد أن أبا جعفر العمري رحمه الله مات في سنة أربع وثلاثمائة، وأنه كان يتولى هذا الامر نحوا من خمسين سنة يحمل الناس إليه أموالهم، ويخرج إليهم

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۱؛ فلاح السائل: ص ۷۴؛ معادن الحکمۃ: جلد ۲، ص ۲۹۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۹۲، ح ۱۱۱ (مختصراً)

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۷۷، ح ۷۴؛ کمال الدین: ص ۵۰۱، ح ۲۹؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۲، مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۲، ح ۸۶؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۱؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۲۰، ح ۳۶ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

التوقیعات بالخط الذی کان یخرج فی حیاة الحسن علیه السلام إلیهم بالمهمات فی أمر الدین والدنیا وفیما یسألونه من المسائل بالأجوبة العجیبة رضی الله عنه وأرضاه.

قال أبو نصر هبة الله: إن قبر أبی جعفر محمد بن عثمان عند والدته فی شارع باب الکوفة فی الموضع الذی کانت دوره ومنازله (فیه) وهو الآن فی وسط الصحراء قدس سره.

ابونصر ہبۃ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوغالب رازی کی ایک تحریر دیکھی جس میں انھوں نے لکھا تھا کہ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کی وفات جمادی الاوّل کی آخری تاریخ ۳۰۵ ہجری میں ہوئی۔

اور ابونصر ہبۃ اللہ نے خود لکھا ہے کہ ابوجعفر عمری کی وفات ۳۰۴ ہجری میں ہوئی اور یہ عہدہ سافرت پر پچاس سال تک فائز رہے۔ لوگ ان ہی کے پاس مالِ امامؑ لاتے اور ان ہی کے ذریعے سے امامؑ کے خطوط لوگوں کو ملتے اور وہ خطوط اسی تحریر میں لکھے ہوئے ہوتے تھے جس میں امام حسن عسکری علیہ السلام کی حیات میں ملا کرتے تھے اور اُمورِ دین و دُنیا کے لیے جو کچھ لوگ دریافت کرتے ان کا جواب انھی کے ذریعے سے لوگوں کو ملتا تھا جو حیرت انگیز ہوا کرتے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور وہ اللہ سے راضی ہو۔

ابونصر ہبۃ اللہ کا بیان ہے کہ ابوجعفر محمد بن عثمان کی قبر ان کی والدہ کے قریب شارعِ بابِ کوفہ میں اس مقام پر ہے جہاں ان کے بہت سے مکانات و منازل تھے مگر اب وہ وسطِ صحرا میں ہے۔[1]

ابوالقاسم حسین بن روحؒ کا تذکرہ

یہاں یہ ذکر کیا جائے گا کہ ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید عمری نے ابوالقاسم حسین بن روحؒ کو اپنا قائم مقام امامؑ کے حکم سے مقرر کیا۔

(335) أَخْبَرَنِي اَلْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ اَلْقُمِّيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۲، ح ۴

اَلْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نُوحٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ سُفْيَانَ اَلْبَزَوْفَرِيُّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَلْمَدَائِنِيُّ اَلْمَعْرُوفُ بِابْنِ قَزْدَا فِي مَقَابِرِ قُرَيْشٍ قَالَ: كَانَ مِنْ رَسْمِي إِذَا حَمَلْتُ اَلْمَالَ اَلَّذِي فِي يَدِي إِلَى اَلشَّيْخِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ اَلْعَمْرِيِّ قُدِّسَ سِرُّهُ أَنْ أَقُولَ لَهُ مَا لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَسْتَقْبِلُهُ بِمِثْلِهِ هٰذَا اَلْمَالُ وَ مَبْلَغُهُ كَذَا وَ كَذَا لِلْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَيَقُولُ لِي نَعَمْ دَعْهُ فَأُرَاجِعُهُ فَأَقُولُ لَهُ تَقُولُ لِي إِنَّهُ لِلْإِمَامِ فَيَقُولُ نَعَمْ لِلْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَيَقْبِضُهُ. فَصِرْتُ إِلَيْهِ آخِرَ عَهْدِي بِهِ قُدِّسَ سِرُّهُ وَ مَعِي أَرْبَعُمِائَةِ دِينَارٍ فَقُلْتُ لَهُ عَلَى رَسْمِي فَقَالَ لِي اِمْضِ بِهَا إِلَى اَلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ فَتَوَقَّفْتُ فَقُلْتُ تَقْبِضُهَا أَنْتَ مِنِّي عَلَى اَلرَّسْمِ فَرَدَّ عَلَيَّ كَالْمُنْكِرِ لِقَوْلِي وَ قَالَ قُمْ عَافَاكَ اللهُ فَادْفَعْهَا إِلَى اَلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ. فَلَمَّا رَأَيْتُ (فِي) وَجْهِهِ غَضَباً خَرَجْتُ وَ رَكِبْتُ دَابَّتِي فَلَمَّا بَلَغْتُ بَعْضَ اَلطَّرِيقِ رَجَعْتُ كَالشَّاكِّ فَدَقَقْتُ اَلْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيَّ اَلْخَادِمُ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ أَنَا فُلاَنٌ فَاسْتَأْذِنْ لِي فَرَاجَعَنِي وَ هُوَ مُنْكِرٌ لِقَوْلِي وَ رُجُوعِي فَقُلْتُ لَهُ اُدْخُلْ فَاسْتَأْذِنْ لِي فَإِنَّهُ لاَ بُدَّ مِنْ لِقَائِهِ فَدَخَلَ فَعَرَّفَهُ خَبَرَ رُجُوعِي وَ كَانَ قَدْ دَخَلَ إِلَى دَارِ اَلنِّسَاءِ فَخَرَجَ وَ جَلَسَ عَلَى سَرِيرٍ وَ رِجْلاَهُ فِي اَلْأَرْضِ (وَ فِيهِمَا نَعْلاَنِ) يَصِفُ حُسْنَهُمَا وَ حُسْنَ رِجْلَيْهِ. فَقَالَ لِي مَا اَلَّذِي جَرَّأَكَ عَلَى اَلرُّجُوعِ وَلِمَ لَمْ تَمْتَثِلْ مَا قُلْتُهُ لَكَ فَقُلْتُ لَمْ أَجْسُرْ عَلَى مَا رَسَمْتَهُ لِي فَقَالَ لِي وَ هُوَ مُغْضَبٌ قُمْ عَافَاكَ اللهُ فَقَدْ أَقَمْتُ أَبَا اَلْقَاسِمِ حُسَيْنَ بْنَ رَوْحٍ مَقَامِي وَ نَصَبْتُهُ مَنْصَبِي فَقُلْتُ بِأَمْرِ اَلْإِمَامِ فَقَالَ قُمْ عَافَاكَ اللهُ كَمَا أَقُولُ لَكَ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدِي غَيْرُ اَلْمُبَادَرَةِ. فَصِرْتُ إِلَى أَبِي اَلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ وَ هُوَ فِي دَارٍ ضَيِّقَةٍ فَعَرَّفْتُهُ مَا جَرَى فَسُرَّ بِهِ وَ شَكَرَ اَللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ دَفَعْتُ إِلَيْهِ اَلدَّنَانِيرَ

Scanned with CamScanner

وَمَا زِلْتُ أَحْمِلُ إِلَيْهِ مَا يَحْصُلُ فِي يَدِي بَعْدَ ذٰلِكَ [مِنَ الدَّنَانِيرِ].

ابوعبداللہ جعفر بن محمد مدائنی المعروف ابن قزدا سے روایت ہے کہ میرے پاس جو کچھ مالِ امامؑ ہوتا وہ جب مَیں شیخ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے پاس لے جاتا تو میرا دستور تھا کہ ان سے کہتا: یہ مال اور رقم امامؑ کے لیے ہے۔

وہ کہتے: ہاں، چھوڑ جاؤ۔

میں دوبارہ ان سے عرض کرتا: آپ کہیے کہ یہ امامؑ کے لیے ہے۔

وہ کہتے: ہاں ہاں، امامؑ کے لیے ہے اور پھر اسے رکھ لیتے۔

ایک مرتبہ میں ان کی زندگی کے آخری دور میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے پاس چار سو دینار تھے۔ میں نے اپنے دستور کے مطابق عرض کیا تو انھوں نے فرمایا: اسے حسین بن روحؓ کے پاس لے جاؤ۔

میں نے توقف کیا اور عرض کیا: اسے آپ ہی حسبِ دستور قبول فرمالیں۔

انھوں نے جھڑک کر کہا: اللہ تمھارا بھلا کرے، اُٹھو اور حسین بن روحؓ کے پاس لے جاؤ۔

جب میں نے ان کے قدرے خفگی کے آثار دیکھے تو مَیں وہاں سے چل دیا۔ ابھی اپنی سواری پر سوار ہو کر تھوڑا ہی راستہ طے کیا تھا کہ پھر واپس پلٹ آیا جیسے مجھے کچھ شک ہوا۔ جا کر دروازے پر دستک دی تو اندر سے ایک خادم آیا اور کہنے لگا: تم کون ہو؟

میں نے جواب دیا: فلاں شخص ہوں میرے لیے ملاقات کی اجازت لاؤ۔

اس نے انکار کر دیا اور کہا: واپس جاؤ۔

میں نے کہا: مجھے ان سے ضروری ملانے جا کر اجازت لاؤ۔

وہ اندر گیا اور میری واپسی کی اطلاع دی۔ اس وقت وہ زنان خانے میں داخل ہو چکے تھے تاہم واپس آکر تخت پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اس حال میں کہ آدھا جوتا پاؤں میں اور آدھا باہر تھا۔

مجھ سے پوچھا: کیا بات ہے، کیوں پلٹ آئے ہو، تم نے میرے کہنے پر عمل نہیں کیا؟

میں نے عرض کیا: میں اپنے معمول و دستور کے خلاف جسارت نہ کرسکا۔

انھوں نے کبیدگی سے فرمایا: اللہ تیرا بھلا کرے، اُٹھ اور ابوالقاسم حسین بن روحؓ کے پاس چلا جا۔ میں نے انھیں اپنا قائم مقام اور جانشین بنا دیا ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا آپ نے بحکمِ امامؑ ایسا کیا ہے؟

انھوں نے فرمایا: اللہ تیرا بھلا کرے، جا اور جیسا میں نے کہا ہے ویسا کر۔

بہرحال لاچار ہو کر مَیں وہاں سے اُٹھ کر چل دیا اور سیدھا ابوالقاسم حسین بن روحؓ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ وہ ایک تنگ اور مختصر مکان میں تشریف فرما تھے۔ میں نے انھیں سارا قصہ کہہ سنایا۔ وہ مسکرائے اور اللہ کا شکر بجالائے۔ میں نے وہ سارے دینار ان کے سپرد کر دیے۔ اس کے بعد میرے پاس جو بھی مالِ امامؑ آتا مَیں ان کے سپرد کر دیتا۔[1]

(336) [قَالَ] وَ سَمِعْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ بِلَالِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْمُهَلَّبِيَّ يَقُولُ فِي حَيَاةِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ الْقُمِّيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ أَحْمَدَ بْنِ مَتِّيلٍ الْقُمِّيَّ يَقُولُ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو جَعْفَرٍ الْعَمْرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَهُ مَنْ يَتَصَرَّفُ لَهُ بِبَغْدَادَ نَحْوٌ مِنْ عَشَرَةِ أَنْفُسٍ وَ أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيهِمْ وَ كُلُّهُمْ كَانُوا أَخَصَّ بِهِ مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ حَتَّى إِنَّهُ كَانَ إِذَا احْتَاجَ إِلَى حَاجَةٍ أَوْ إِلَى سَبَبٍ يُنَجِّزُهُ عَلَى يَدِ غَيْرِهِ لِمَا لَمْ يَكُنْ لَهُ تِلْكَ الْخُصُوصِيَّةُ فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ مُضِيِّ أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَعَ الِاخْتِيَارُ عَلَيْهِ وَ كَانَتِ الْوَصِيَّةُ إِلَيْهِ.

جعفر بن احمد بن متیل قمی سے روایت ہے کہ محمد بن عثمان ابوجعفر عمری کی طرف سے کام کرنے والے تقریباً دس آدمی تھے۔ ان میں سے ایک حسین بن روحؓ بھی تھے اور انھیں محمد بن عثمان کی خدمت میں وہ تقرب و خصوصیت حاصل نہ تھی جو دوسروں کو تھی۔ حد یہ ہے کہ جب انھیں محمد بن عثمان سے کوئی ضرورت پیش آتی تو یہ دوسروں کو ذریعہ بناتے تھے مگر جب

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۲

Scanned with CamScanner

محمد بن عثمان عمری کا وقتِ وفات قریب آیا تو انھوں نے حسین بن روح کو منتخب کیا اور ان ہی کو اپنا وصی بنایا۔ [1]

(337) قَالَ وَ قَالَ مَشَايِخُنَا كُنَّا لَا نَشُكُّ أَنَّهُ إِنْ كَانَتْ كَائِنَةٌ مِنْ [أَمْرِ] أَبِي جَعْفَرٍ لَا يَقُومُ مَقَامَهُ إِلَّا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَتِّيلٍ أَوْ أَبُوهُ لِمَا رَأَيْنَا مِنَ الْخُصُوصِيَّةِ [بِهِ] وَ كَثْرَةِ كَيْنُونَتِهِ فِي مَنْزِلِهِ حَتَّى بَلَغَ أَنَّهُ كَانَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ لَا يَأْكُلُ طَعَاماً إِلَّا مَا أُصْلِحَ فِي مَنْزِلِ جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مَتِّيلٍ وَ أَبِيهِ بِسَبَبٍ وَقَعَ لَهُ وَ كَانَ طَعَامُهُ الَّذِي يَأْكُلُهُ فِي مَنْزِلِ جَعْفَرٍ وَ أَبِيهِ. وَ كَانَ أَصْحَابُنَا لَا يَشُكُّونَ إِنْ كَانَتْ حَادِثَةٌ لَمْ تَكُنِ الْوَصِيَّةُ إِلَّا إِلَيْهِ مِنَ الْخُصُوصِيَّةِ [بِهِ] فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ ذَلِكَ [وَ] وَقَعَ الِاخْتِيَارُ عَلَى أَبِي الْقَاسِمِ سَلَّمُوا وَ لَمْ يُنْكِرُوا وَ كَانُوا مَعَهُ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَمَا كَانُوا مَعَ أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ لَمْ يَزَلْ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَتِّيلٍ فِي جُمْلَةِ أَبِي الْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ بَيْنَ يَدَيْهِ كَتَصَرُّفِهِ بَيْنَ يَدَيْ أَبِي جَعْفَرٍ الْعَمْرِيِّ إِلَى أَنْ مَاتَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكُلُّ مَنْ طَعَنَ عَلَى أَبِي الْقَاسِمِ فَقَدْ طَعَنَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ وَ طَعَنَ عَلَى الْحُجَّةِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ.

راوی کہتا ہے کہ ہمارے مشائخ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو اس میں ذرا بھی شک نہ تھا کہ اگر ابوجعفر محمد کسی اور کو اپنا قائم مقام نہ بنائیں گے کیونکہ ہم لوگ دیکھ رہے تھے کہ انھیں ان سے بے حد تقرب وخصوصیت حاصل ہے اور اکثر ان کے گھر میں رہتے اور آخر عمر میں تو یہ ہوگیا تھا کہ کسی بھی سبب سے وہ جعفر بن احمد بن متیل یا ان کے والد کے گھر تیار کیے گئے کھانے کے سوا کسی اور کے گھر کا پکایا ہوا کھانا نہ کھاتے تھے۔ یعنی جو کھانا کسی اور کے گھر کا پکایا ہوا کھانا نہ کھاتے تھے یعنی جو کھانا وہ تناول فرماتے تھے وہ صرف جعفر یا ان کے والد کے گھر میں تیار کیا ہوا ہوتا تھا۔

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۳

اور ہمارے اصحاب کو اس میں شک نہ تھا کہ اگر کوئی حادثہ ہونے والا ہوا تو چونکہ انھیں ان سے خاص تقرب تھا، وہ سوائے ان کے کسی اور کو اپنا وصی نہ بنائیں گے مگر جب ان کا انتخاب عمل میں آیا تو ان (حسین بن روحؒ) کی تقرری سے کسی نے انکار نہیں کیا اور ان کے سامنے بھی ویسے ہی رہے جیسے ابوجعفر محمد بن عثمان کے سامنے رہتے اور جعفر بن احمد بن متیل بھی ابوالقاسم (حسین بن روحؒ) کے ماتحت رہے اور ان کی زندگی بھر ان سے بھی اسی انداز میں بلاعذر پیش آتے رہے جس طرح ابوجعفر عمری کے سامنے رہتے، لہٰذا جو لوگ ابوالقاسم حسین بن روحؒ پر طعنہ زن ہوں گے وہ دراصل ابوجعفر عمری پر بلکہ حضرت حجتؑ پر طعنہ زن ہوں گے۔ [1]

(338) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَسْوَدُ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كُنْتُ أَحْمِلُ الْأَمْوَالَ الَّتِي تَحْصُلُ فِي بَابِ الْوَقْفِ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَمْرِيِّ رَحِمَهُ اللهُ فَيَقْبِضُهَا مِنِّي فَحَمَلْتُ إِلَيْهِ يَوْماً شَيْئاً مِنَ الْأَمْوَالِ فِي آخِرِ أَيَّامِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَنَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثِ سِنِينَ. فَأَمَرَنِي بِتَسْلِيمِهِ إِلَى أَبِي الْقَاسِمِ الرَّوْحِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكُنْتُ أُطَالِبُهُ بِالْقُبُوضِ فَشَكَا ذَلِكَ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَمَرَنِي أَنْ لَا أُطَالِبَهُ بِالْقُبُوضِ وَ قَالَ كُلُّ مَا وَصَلَ إِلَى أَبِي الْقَاسِمِ فَقَدْ وَصَلَ إِلَيَّ فَكُنْتُ أَحْمِلُ بَعْدَ ذَلِكَ الْأَمْوَالَ إِلَيْهِ وَ لَا أُطَالِبُهُ بِالْقُبُوضِ.

ابوجعفر محمد بن علی اسود سے روایت ہے کہ وہ مال جو وقف کے سلسلے کا میں وصول کیا کرتا تھا وہ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے پاس لے جایا کرتا تھا اور وہ اس کو وصول کر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ میں ان کی وفات سے دو یا تین سال پہلے کچھ مال ان کی خدمت میں لے گیا تو مجھے انھوں نے حکم دیا کہ یہ مال حسین بن روحؒ کے پاس لے جاؤ اور ان کے سپرد کردو اور مال کی وصولی کے بعد رسید کا مطالبہ بھی کرنا۔ اس کی شکایت ابوالقاسم نے ابوجعفر عمری سے کی تو انھوں نے مجھے منع کر دیا کہ ان سے رسید کا مطالبہ نہ کرنا کیونکہ ابوالقاسم کے پاس جو کچھ پہنچتا ہے وہ مجھ تک

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۳

Scanned with CamScanner

پہنچ جاتا ہے۔ پس اس کے بعد میں مال ان کے حوالے کرتا تو رشید کا مطالبہ نہیں کرتا تھا۔ [1]

(339) وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَتِّيلٍ عَنْ عَمِّهِ جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مَتِّيلٍ قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْوَفَاةُ كُنْتُ جَالِساً عِنْدَ رَأْسِهِ أَسْأَلُهُ وَ أُحَدِّثُهُ وَ أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ رَوْحٍ عِنْدَ رِجْلَيْهِ. فَالْتَفَتَ إِلَيَّ ثُمَّ قَالَ أُمِرْتُ أَنْ أُوصِيَ إِلَى أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ. قَالَ فَقُمْتُ مِنْ عِنْدِ رَأْسِهِ وَ أَخَذْتُ بِيَدِ أَبِي الْقَاسِمِ وَ أَجْلَسْتُهُ فِي مَكَانِي وَ تَحَوَّلْتُ إِلَى عِنْدِ رِجْلَيْهِ.

جعفر بن احمد بن متیل سے روایت ہے کہ جب ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کا وقتِ وفات قریب آیا تو میں ان کے سر بالیں بیٹھا ہوا تھا، ان سے سوالات کرنے اور باتیں کرنے میں مصروف تھا تو ابوالقاسم حسین بن روحؒ بھی ان کے پائیں پاء بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے: مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنا وصی ابوالقاسم حسین بن روحؒ کو مقرر کر دوں۔

یہ سن کر میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور ابوالقاسم کو اپنی جگہ بٹھا کر خود ان کی جگہ یعنی ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے پائیں پاء بیٹھ گیا۔ [2]

(340) وَ قَالَ ابْنُ نُوحٍ وَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيُّ قَدِمَ عَلَيْنَا الْبَصْرَةَ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ ثَمَانٍ وَ سَبْعِينَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلَوِيَّةَ الصَّفَّارَ وَ الْحُسَيْنَ بْنَ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَذْكُرَانِ هٰذَا الْحَدِيثَ وَ ذَكَرَا أَنَّهُمَا حَضَرَا بَغْدَادَ فِي ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَ شَاهَدَا ذٰلِكَ.

ابن نوح سے روایت ہے کہ جب ابوعبداللہ حسین بن علی بن بابویہ ماہ ربیع الاوّل

---

[1] کمال الدین: ص ۵۰۱، ح ۲۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۴

[2] کمال الدین: ص ۵۰۳، ح ۳۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۴، ح ۵؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۱۵؛ الخرائج والجرائح: ص ۳، ص ۱۱۲۰، ح ۳۷

۳۷۸ ہجری میں بصرہ آئے تو انھوں نے کہا کہ میں نے علویہ صفار اور حسین بن احمد بن ادریس دونوں کو کہتے ہوئے سنا کہ مندرجہ بالا حدیث صحیح ہے۔ ہم دونوں اس وقت بغداد میں موجود تھے اور اس واقعے کے شاہد ہیں۔ [1]

(341) وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ: أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ الْعَمْرِيَّ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوحَهُ جَمَعَنَا قَبْلَ مَوْتِهِ وَ كُنَّا وُجُوهَ الشِّيعَةِ وَ شُيُوخَهَا فَقَالَ لَنَا إِنْ حَدَثَ عَلَيَّ حَدَثُ الْمَوْتِ فَالْأَمْرُ إِلَى أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ النَّوْبَخْتِيِّ فَقَدْ أُمِرْتُ أَنْ أَجْعَلَهُ فِي مَوْضِعِي بَعْدِي فَارْجِعُوا إِلَيْهِ وَ عَوِّلُوا فِي أُمُورِكُمْ عَلَيْهِ.

ابوعلی محمد بن ہمام سے روایت ہے کہ ابوجعفر محمد بن عثمان عمری نے اپنی موت سے پہلے ہم لوگوں کو جمع کیا جس میں ہم بزرگانِ شیعہ و شیوخ تھے اور فرمایا: سنو! اگر مجھے حادثۂ موت واقع ہو جائے تو یہ عہدہ سفارت ابوالقاسم حسین بن روح نوبختی کے پاس رہے گا اس لیے کہ مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے بعد ان کو اپنا جانشین و قائم مقام بنا دوں، لہٰذا تم لوگ ان کی طرف رجوع کرنا اور اپنے تمام معاملات ان کے سامنے پیش کرنا۔ [2]

(342) وَ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ نُوحٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ هِبَةِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي خَالِي أَبُو إِبْرَاهِيمَ جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ النَّوْبَخْتِيُّ قَالَ قَالَ لِي أَبِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ عَمِّي أَبُو جَعْفَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَ جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِنَا يَعْنِي بَنِي نَوْبَخْتَ: أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ الْعَمْرِيَّ لَمَّا اشْتَدَّتْ حَالُهُ اجْتَمَعَ جَمَاعَةٌ مِنْ وُجُوهِ الشِّيعَةِ مِنْهُمْ أَبُو عَلِيِّ بْنُ هَمَّامٍ وَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكَاتِبُ وَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْبَاقَطَانِيُّ وَ أَبُو سَهْلٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ النَّوْبَخْتِيُّ وَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ الْوَجْنَاءِ وَ غَيْرُهُمْ مِنَ الْوُجُوهِ وَ الْأَكَابِرِ فَدَخَلُوا عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۴، ح ۶

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۵

Scanned with CamScanner

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوا لَهُ: إِنْ حَدَثَ أَمْرٌ فَمَنْ يَكُونُ مَكَانَكَ فَقَالَ لَهُمْ هٰذَا أَبُو ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحِ بْنِ أَبِي بَحْرٍ ٱلنَّوْبَخْتِيُّ ٱلْقَائِمُ مَقَامِي وَ ٱلسَّفِيرُ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ صَاحِبِ ٱلْأَمْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ ٱلْوَكِيلُ لَهُ وَ ٱلثِّقَةُ ٱلْأَمِينُ فَارْجِعُوا إِلَيْهِ فِي أُمُورِكُمْ وَ عَوِّلُوا عَلَيْهِ فِي مُهِمَّاتِكُمْ فَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَقَدْ بَلَّغْتُ.

احمد بن ابراہیم اور ابوجعفر عبداللہ بن ابراہیم اور بنی نوبخت کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ جب ابوجعفر عمری کی حالت شدید ہوگئی تو شیعوں میں سے ذی وجوہ اشخاص جیسے ابوعلی ابن ہمام وابوعبداللہ بن محمد کاتب وابوعبداللہ باقطانی وابوسہل اسماعیل بن علی نوبختی وابوعبداللہ ابن وجنا اور ان کے علاوہ اکابر شیعہ ان کے پاس جمع ہوئے اور عرض کیا کہ خدانخواستہ آپ کو کچھ ہوجائے تو آپ کا جانشین کون ہوگا؟

انھوں نے فرمایا: یہ ابوالقاسم حسین بن روح بن ابی بحر میرے قائم مقام ہوں گے اور تمھارے اور صاحب الامرؑ کے درمیان واسطہ اور ان کے وکیل ہوں گے۔ یہ ثقہ وامین ہیں۔ تم لوگ اپنے اُمور میں ان کی طرف رجوع کرنا اور اپنی مہمات ان کے سامنے پیش کرنا۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں صاحب الامرؑ کا حکم تم لوگوں تک پہنچا دیا ہے۔ [1]

(343) وَبِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ هِبَةِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ بِنْتِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلْعَمْرِيِّ قَالَ حَدَّثَتْنِي أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ أَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَتْ: كَانَ أَبُو ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكِيلاً لِأَبِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِنِينَ كَثِيرَةً يَنْظُرُ لَهُ فِي أَمْلَاكِهِ وَ يُلْقِي بِأَسْرَارِهِ ٱلرُّؤَسَاءَ مِنَ ٱلشِّيعَةِ وَ كَانَ خَصِيصاً بِهِ حَتَّى إِنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُهُ بِمَا يَجْرِي بَيْنَهُ وَ بَيْنَ جَوَارِيهِ لِقُرْبِهِ مِنْهُ وَ أُنْسِهِ. قَالَتْ وَ كَانَ يَدْفَعُ إِلَيْهِ فِي كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثِينَ دِينَاراً رِزْقاً لَهُ غَيْرَ مَا يَصِلُ إِلَيْهِ مِنَ ٱلْوُزَرَاءِ وَ ٱلرُّؤَسَاءِ مِنَ ٱلشِّيعَةِ مِثْلِ آلِ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۵؛ منتخب الاثر: ص ۳۹۶، ح ۸

ٱلْفُرَاتِ وَ غَيْرِهِمْ لِجَاهِهِ وَ لِمَوْضِعِهِ وَ جَلَالَةِ مَحَلِّهِ عِنْدَهُمْ فَحَصَّلَ فِي أَنْفُسِ ٱلشِّيعَةِ مُحَصَّلاً جَلِيلاً لِمَعْرِفَتِهِمْ بِاخْتِصَاصِ أَبِي إِيَّاهُ وَ تَوْثِيقِهِ عِنْدَهُمْ وَ نَشْرِ فَضْلِهِ وَ دِينِهِ وَ مَا كَانَ يَحْتَمِلُهُ مِنْ هٰذَا ٱلْأَمْرِ. فَمُهِّدَتْ لَهُ ٱلْحَالُ فِي طُولِ حَيَاةِ أَبِي إِلَى أَنِ انْتَهَتِ ٱلْوَصِيَّةُ إِلَيْهِ بِالنَّصِّ عَلَيْهِ فَلَمْ يَخْتَلِفْ فِي أَمْرِهِ وَ لَمْ يَشُكَّ فِيهِ أَحَدٌ إِلَّا جَاهِلٌ بِأَمْرِ أَبِي أَوَّلاً مَعَ مَا لَسْتُ أَعْلَمُ أَنَّ أَحَداً مِنَ ٱلشِّيعَةِ شَكَّ فِيهِ وَ قَدْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ بَنِي نَوْبَخْتَ رَحِمَهُمُ اللهُ مِثْلِ أَبِي ٱلْحَسَنِ بْنِ كِبْرِيَاءَ وَ غَيْرِهِ.

اُمِ کلثوم بنت ابی جعفر سے روایت ہے کہ ابوالقاسم حسین بن روحؓ برسوں تک ابوجعفر محمد بن عثمان کے وکیل رہے اور ان کی املاک کی نگرانی کرتے رہے۔ وہ حسین بن روحؓ کو تیس دینار ماہانہ ان کے ذاتی اخراجات کے لیے دیا کرتے اور اس کے علاوہ روٴسا اور وزرائے شیعہ بھی مثلاً آلِ فرات وغیرہ ان کے جاہ ومرتبے وجلالت قدر کے پیش نظر انھیں کچھ بطورِ نذر پیش کیا کرتے تھے۔ گروہِ شیعہ کو معلوم تھا کہ میرے والد (ابوجعفر) سے انھیں کیا خصوصیت حاصل ہے۔ اس لیے ان لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی منزلت تھی وہ انھیں بہت باوثوق وقابلِ بھروسہ سمجھتے تھے۔ میرے والد کی زندگی بھر جو ان کا حال رہا وہی تمہید بنتی گئی اور نتیجے میں ان کے وصی ہونے پر نص ہوگئی اور ان کے وصی ہونے میں کسی کو شک نہ رہا۔ سب نے انھیں ان کا جانشین تسلیم کرلیا۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس روایت کو بنی نوبخت کے کئی اشخاص مثلاً ابوالحسن بن کبریاء وغیرہ سے سنا ہے۔ [1]

(344) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي ٱلْعَبَّاسِ بْنِ نُوحٍ قَالَ: وَجَدْتُ بِخَطِّ مُحَمَّدِ بْنِ نَفِيسٍ فِيمَا كَتَبَهُ بِالْأَهْوَازِ أَوَّلَ كِتَابٍ وَرَدَ مِنْ أَبِي ٱلْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نَعْرِفُهُ عَرَّفَهُ اللهُ ٱلْخَيْرَ كُلَّهُ وَ رِضْوَانَهُ وَ أَسْعَدَهُ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۵

بِالتَّوْفِيقِ وَقَفْنَا عَلَى كِتَابِهِ وَ ثِقَتُنَا بِمَا هُوَ عَلَيْهِ وَ أَنَّهُ عِنْدَنَا بِالْمَنْزِلَةِ وَ الْمَحَلِّ اللَّذَيْنِ يَسُرَّانِهِ زَادَ اللهُ فِي إِحْسَانِهِ إِلَيْهِ إِنَّهُ وَلِيٌّ قَدِيرٌ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ صَلَّى اللهُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً. وَرَدَتْ هَذِهِ الرُّقْعَةُ يَوْمَ الْأَحَدِ لِسِتِّ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ شَوَّالٍ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِمِائَةٍ.

ابوالعباس بن نوح سے روایت ہے کہ میں نے ابوالقاسم کا پہلا خط دریافت کیا جو محمد بن نفیس نے اپنی لکھائی سے اہواز میں لکھا کہ:

"ہم اسے جانتے ہیں اللہ اسے کل بھلائی اور اپنی رضا اور اپنی سعادت کی توفیق دے، ہم اس کا خط لے کر آئے وہ جس حال پر ہے ہمارا ثقہ اور معتمد ہے، وہ ہم سے پہلے اس مقام پر ہے اور اللہ اس پر اپنی رحمت بڑھائے جو ولی قدیر ہے اور حمد اللہ کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ و آلِ محمدؑ کثرت سے درود و سلام ہو"۔

یہ خط اتوار کے روز پہنچا۔ جب سال ۳۰۵ ہجری کے ماہ شوال کی چھے راتیں باقی رہ گئی تھیں۔ [1]

(345) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِّيِّ قَالَ: وَجَدْتُ بِخَطِّ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّوْبَخْتِيِّ وَ إِمْلَاءِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى ظَهْرِ كِتَابٍ فِيهِ جَوَابَاتٌ وَ مَسَائِلُ أُنْفِذَتْ مِنْ قُمَّ يَسْأَلُ عَنْهَا هَلْ هِيَ جَوَابَاتُ الْفَقِيهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ جَوَابَاتُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الشَّلْمَغَانِيِّ لِأَنَّهُ حُكِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ هَذِهِ الْمَسَائِلُ أَنَا أَجَبْتُ عَنْهَا فَكَتَبَ إِلَيْهِمْ عَلَى ظَهْرِ كِتَابِهِمْ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ قَدْ وَقَفْنَا عَلَى هَذِهِ الرُّقْعَةِ وَ مَا تَضَمَّنَتْهُ فَجَمِيعُهُ جَوَابُنَا [عَنِ الْمَسَائِلِ] وَ لَا مَدْخَلَ لِلْمَخْذُولِ

الضَّالِّ الْمُضِلِّ الْمَعْرُوفِ بِالْعَزَاقِرِيِّ لَعَنَهُ اللهُ فِي حَرْفٍ مِنْهُ وَ قَدْ كَانَتْ أَشْيَاءُ خَرَجَتْ إِلَيْكُمْ عَلَى يَدَيْ أَحْمَدَ بْنِ بِلَالٍ وَ غَيْرِهِ مِنْ نُظَرَائِهِ وَ كَانَ مِنِ ارْتِدَادِهِمْ عَنِ الْإِسْلَامِ مِثْلُ مَا كَانَ مِنْ هَذَا عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللهِ وَ غَضَبُهُ. فَاسْتَثْبَتُّ قَدِيماً فِي ذَلِكَ فَخَرَجَ الْجَوَابُ أَلَا مَنِ اسْتَثْبَتَ فَإِنَّهُ لَا ضَرَرَ فِي خُرُوجِ مَا خَرَجَ عَلَى أَيْدِيهِمْ وَ إِنَّ ذَلِكَ صَحِيحٌ. وَ رُوِيَ قَدِيماً عَنْ بَعْضِ الْعُلَمَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَ الصَّلَاةُ وَ الرَّحْمَةُ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مِثْلِ هَذَا بِعَيْنِهِ فِي بَعْضِ مَنْ غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِ وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْعِلْمُ عِلْمُنَا وَ لَا شَيْءَ عَلَيْكُمْ مِنْ كُفْرِ مَنْ كَفَرَ فَمَا صَحَّ لَكُمْ مِمَّا خَرَجَ عَلَى يَدِهِ بِرِوَايَةِ غَيْرِهِ لَهُ مِنَ الثِّقَاتِ رَحِمَهُمُ اللهُ فَاحْمَدُوا اللهَ وَ اقْبَلُوهُ وَ مَا شَكَكْتُمْ فِيهِ أَوْ لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْكُمْ فِي ذَلِكَ إِلَّا عَلَى يَدِهِ فَرُدُّوهُ إِلَيْنَا لِنُصَحِّحَهُ أَوْ نُبْطِلَهُ وَ اللهُ تَقَدَّسَتْ أَسْمَاؤُهُ وَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَلِيُّ تَوْفِيقِكُمْ وَ حَسْبُنَا فِي أُمُورِنَا كُلِّهَا وَ نِعْمَ الْوَكِيلُ.

وَ قَالَ ابْنُ نُوحٍ أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهَذَا التَّوْقِيعِ أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ تَمَّامٍ: [وَ] ذَكَرَ أَنَّهُ كَتَبَهُ مِنْ ظَهْرِ الدَّرْجِ الَّذِي عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ بْنِ دَاوُدَ فَلَمَّا قَدِمَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ دَاوُدَ وَ قَرَأْتُهُ عَلَيْهِ ذَكَرَ أَنَّ هَذَا الدَّرْجَ بِعَيْنِهِ كَتَبَ بِهِ أَهْلُ قُمَّ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ وَ فِيهِ مَسَائِلُ فَأَجَابَهُمْ عَلَى ظَهْرِهِ بِخَطِّ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ النَّوْبَخْتِيِّ وَ حَصَلَ الدَّرْجُ عِنْدَ أَبِي الْحَسَنِ بْنِ دَاوُدَ. نُسْخَةُ الدَّرْجِ: مَسَائِلُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيِّ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَطَالَ اللهُ بَقَاءَكَ وَ أَدَامَ عِزَّكَ وَ تَأْيِيدَكَ وَ سَعَادَتَكَ وَ سَلَامَتَكَ وَ أَتَمَّ نِعْمَتَهُ [عَلَيْكَ] وَ زَادَ فِي إِحْسَانِهِ إِلَيْكَ وَ جَمِيلِ مَوَاهِبِهِ لَدَيْكَ وَ فَضْلِهِ عِنْدَكَ وَ جَعَلَنِي مِنَ السُّوءِ فِدَاكَ وَ قَدَّمَنِي قِبَلَكَ النَّاسُ يَتَنَافَسُونَ فِي الدَّرَجَاتِ فَمَنْ قَبِلْتُمُوهُ كَانَ مَقْبُولاً وَ مَنْ دَفَعْتُمُوهُ

Scanned with CamScanner

كَانَ وَضِيعاً وَ الْخَامِلُ مَنْ وَضَعْتُمُوهُ وَ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ وَ بِبَلَدِنَا أَيَّدَكَ اللَّهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْوُجُوهِ يَتَسَاوَوْنَ وَ يَتَنَافَسُونَ فِي الْمَنْزِلَةِ- وَ وَرَدَ أَيَّدَكَ اللَّهُ كِتَابُكَ إِلَى جَمَاعَةٍ مِنْهُمْ فِي أَمْرٍ أَمَرْتَهُمْ بِهِ مِنْ مُعَاوَنَةِ ص وَ أُخْرِجَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مَالِكٍ الْمَعْرُوفُ بادوكة وَ هُوَ خَتَنُ ص رَحِمَهُمُ اللَّهُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَاغْتَمَّ بِذَلِكَ وَ سَأَلَنِي أَيَّدَكَ اللَّهُ أَنْ أُعْلِمَكَ مَا نَالَهُ مِنْ ذَلِكَ فَإِنْ كَانَ مِنْ ذَنْبٍ اسْتَغْفَرَ اللَّهَ مِنْهُ وَ إِنْ يَكُنْ غَيْرُ ذَلِكَ عَرَّفْتَهُ مَا يَسْكُنُ نَفْسُهُ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ التَّوْقِيعُ لَمْ نُكَاتِبْ إِلَّا مَنْ كَاتَبَنَا وَ قَدْ عَوَّدْتَنِي أَدَامَ اللَّهُ عِزَّكَ مِنْ تَفَضُّلِكَ مَا أَنْتَ أَهْلٌ أَنْ تُجْرِيَنِي عَلَى الْعَادَةِ وَ قِبَلَكَ أَعَزَّكَ اللَّهُ فُقَهَاءُ أَنَا مُحْتَاجٌ إِلَى أَشْيَاءَ تَسْأَلُ لِي عَنْهَا فَرُوِيَ لَنَا عَنِ الْعَالِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ إِمَامِ قَوْمٍ صَلَّى بِهِمْ بَعْضَ صَلَاتِهِمْ وَ حَدَثَتْ عَلَيْهِ حَادِثَةٌ كَيْفَ يَعْمَلُ مَنْ خَلْفَهُ فَقَالَ يُؤَخَّرُ وَ يُقَدَّمُ بَعْضُهُمْ وَ يُتِمُّ صَلَاتَهُمْ وَ يَغْتَسِلُ مَنْ مَسَّهُ التَّوْقِيعُ لَيْسَ عَلَى مَنْ نَحَّاهُ إِلَّا غَسْلُ الْيَدِ وَ إِذَا لَمْ تَحْدُثْ حَادِثَةٌ تَقْطَعُ الصَّلَاةَ تَمَّمَ صَلَاتَهُ مَعَ الْقَوْمِ وَ رُوِيَ عَنِ الْعَالِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنْ مَسَّ مَيِّتاً بِحَرَارَتِهِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَ مَنْ مَسَّهُ وَ قَدْ بَرَدَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَ هَذَا الْإِمَامُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ لَا يَكُونُ مَسُّهُ إِلَّا بِحَرَارَتِهِ وَ الْعَمَلُ مِنْ ذَلِكَ عَلَى مَا هُوَ وَ لَعَلَّهُ يُنَحِّيهِ بِثِيَابِهِ وَ لَا يَمَسُّهُ فَكَيْفَ يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ. التَّوْقِيعُ إِذَا مَسَّهُ عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ إِلَّا غَسْلُ يَدِهِ وَ عَنْ صَلَاةِ جَعْفَرٍ إِذَا سَهَا فِي التَّسْبِيحِ فِي قِيَامٍ أَوْ قُعُودٍ أَوْ رُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ وَ ذَكَرَهُ فِي حَالَةٍ أُخْرَى قَدْ صَارَ فِيهَا مِنْ هَذِهِ الصَّلَاةِ هَلْ يُعِيدُ مَا فَاتَهُ مِنْ ذَلِكَ التَّسْبِيحِ فِي الْحَالَةِ الَّتِي ذَكَرَهَا أَمْ يَتَجَاوَزُ فِي صَلَاتِهِ التَّوْقِيعُ إِذَا سَهَا فِي حَالَةٍ مِنْ ذَلِكَ ثُمَّ ذَكَرَ فِي حَالَةٍ أُخْرَى قَضَى مَا فَاتَهُ فِي الْحَالَةِ الَّتِي ذَكَرَ [ه] وَ عَنِ الْمَرْأَةِ يَمُوتُ

زَوْجُهَا هَلْ يَجُوزُ أَنْ تَخْرُجَ فِي جَنَازَتِهِ أَمْ لَا التَّوْقِيعُ تَخْرُجُ فِي جَنَازَتِهِ وَ هَلْ يَجُوزُ لَهَا وَ هِيَ فِي عِدَّتِهَا أَنْ تَزُورَ قَبْرَ زَوْجِهَا أَمْ لَا التَّوْقِيعُ تَزُورُ قَبْرَ زَوْجِهَا وَ لَا تَبِيتُ عَنْ بَيْتِهَا وَ هَلْ يَجُوزُ لَهَا أَنْ تَخْرُجَ فِي قَضَاءِ حَقٍّ يَلْزَمُهَا أَمْ لَا تَبْرَحُ مِنْ بَيْتِهَا وَ هِيَ فِي عِدَّتِهَا التَّوْقِيعُ إِذَا كَانَ حَقٌّ خَرَجَتْ وَ قَضَتْهُ وَ إِذَا كَانَتْ لَهَا حَاجَةٌ لَمْ يَكُنْ لَهَا مَنْ يَنْظُرُ فِيهَا خَرَجَتْ لَهَا حَتَّى تَقْضِيَ وَ لَا تَبِيتُ عَنْ مَنْزِلِهَا وَ رُوِيَ فِي ثَوَابِ الْقُرْآنِ فِي الْفَرَائِضِ وَ غَيْرِهَا أَنَّ الْعَالِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ عَجَباً لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ فِي صَلَاتِهِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ كَيْفَ تُقْبَلُ صَلَاتُهُ وَ رُوِيَ مَا زَكَتْ صَلَاةٌ لَمْ يُقْرَأْ فِيهَا بِ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَ رُوِيَ أَنَّ مَنْ قَرَأَ فِي فَرَائِضِهِ الْهُمَزَةَ أُعْطِيَ مِنَ الدُّنْيَا فَهَلْ يَجُوزُ أَنْ يَقْرَأَ الْهُمَزَةَ وَ يَدَعَ هَذِهِ السُّوَرَ الَّتِي ذَكَرْنَاهَا مَعَ مَا قَدْ رُوِيَ أَنَّهُ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ وَ لَا تَزْكُو إِلَّا بِهِمَا التَّوْقِيعُ الثَّوَابُ فِي السُّوَرِ عَلَى مَا قَدْ رُوِيَ وَ إِذَا تَرَكَ سُورَةً مِمَّا فِيهَا الثَّوَابُ وَ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ لِفَضْلِهِمَا أُعْطِيَ ثَوَابَ مَا قَرَأَ وَ ثَوَابَ السُّورَةِ الَّتِي تَرَكَ وَ يَجُوزُ أَنْ يَقْرَأَ غَيْرَ هَاتَيْنِ السُّورَتَيْنِ وَ تَكُونُ صَلَاتُهُ تَامَّةً وَ لَكِنْ يَكُونُ قَدْ تَرَكَ الْفَضْلَ وَ عَنْ وَدَاعِ شَهْرِ رَمَضَانَ مَتَى يَكُونُ فَقَدِ اخْتَلَفَ فِيهِ أَصْحَابُنَا فَبَعْضُهُمْ يَقُولُ يُقْرَأُ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ مِنْهُ وَ بَعْضُهُمْ يَقُولُ هُوَ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنْهُ إِذَا رَأَى هِلَالَ شَوَّالٍ التَّوْقِيعُ الْعَمَلُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي لَيَالِيهِ وَ الْوَدَاعُ يَقَعُ فِي آخِرِ لَيْلَةٍ مِنْهُ فَإِنْ خَافَ أَنْ يَنْقُصَ جَعَلَهُ فِي لَيْلَتَيْنِ وَ عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ: إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ الْمَعْنِيُّ بِهِ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ مَا هَذِهِ الْقُوَّةُ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ مَا هَذِهِ الطَّاعَةُ وَ أَيْنَ هِيَ فَرَأْيُكَ أَدَامَ اللَّهُ عِزَّكَ بِالتَّفَضُّلِ عَلَيَّ بِمَسْأَلَةِ مَنْ تَثِقُ بِهِ مِنَ

Scanned with CamScanner

اَلْفُقَهَاءِ عَنْ هٰذِهِ الْمَسَائِلِ وَ اِجَابَتِي عَنْهَا مُنْعِماً مَعَ مَا تَشْرَحُهُ لِي مِنْ أَمْرِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ مَالِكٍ الْمُقَدَّمِ ذِكْرُهُ بِمَا يَسْكُنُ إِلَيْهِ وَ يَعْتَدُّ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ عِنْدَهُ وَ تَفَضَّلْ عَلَيَّ بِدُعَاءٍ جَامِعٍ لِي وَ لِإِخْوَانِي لِلدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ فَعَلْتَ مُثَاباً إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى اَلتَّوْقِيعُ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ وَ لِإِخْوَانِكَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ أَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَكَ وَ أَدَامَ عِزَّكَ وَ تَأْيِيدَكَ وَ كَرَامَتَكَ وَ سَعَادَتَكَ وَ سَلَامَتَكَ وَ أَتَمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ زَادَ فِي إِحْسَانِهِ إِلَيْكَ وَ جَمِيلِ مَوَاهِبِهِ لَدَيْكَ وَ فَضْلِهِ عِنْدَكَ وَ جَعَلَنِي مِنْ كُلِّ سُوءٍ وَ مَكْرُوهٍ فِدَاكَ وَ قَدَّمَنِي قِبَلَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَ آلِهِ أَجْمَعِينَ.

ابوالحسن محمد بن احمد بن داؤد قمی سے روایت ہے کہ میں نے ایک قلمی نسخہ پایا جو احمد بن ابراہیم نوبختی کے ہاتھ کا لکھا ہوا اور ابوالقاسم حسین بن روحؒ کا لکھایا اور اِملا کرایا ہوا تھا۔ اس کتاب کی پشت پر تحریر تھا کہ اس میں ان مسائل کے جواب ہیں جو قم سے بھیجے گئے تھے اور پوچھا گیا کہ آیا یہ جوابات فقیہ (امام زمانہؑ) کے تحریر کردہ ہیں یا محمد بن علی شلمغانی کے ہیں۔ اس دریافت کا سبب یہ ہے کہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ شلمغانی کہتا ہے کہ ان مسائل کے جوابات مَیں نے تحریر کیے ہیں تو ان مسائل کی پشت پر یہ لکھ دیا گیا:

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، ہم اس رقعے اور اس کے مضمون پر مطلع ہوئے یہ سب ہمارے جواب ہیں۔ اس میں ایک حرف بھی اس مخذول و ضال و مضل کا نہیں ہے اور اس سے پہلے چند چیزیں احمد بن بلال اور اس کے مانند دیگر لوگوں کے ہاتھوں تم لوگوں تک پہنچی تھیں مگر ان سب کا بھی اسلام سے مرتد ہونا ایسے ہی ہے جیسے یہ (شلمغانی) مرتد ہو گیا۔ ان سب پر اللہ لعنت کرے اور اپنا غضب نازل فرمائے"۔

سائل نے اس خط کے آخر میں لکھا کہ اس کی تصدیق میں پہلے بھی کرا چکا ہوں۔ پس اس کے جواب میں یہ لکھا ہوا آیا کہ:

"جس توقیع کی تمھیں پہلے تصدیق ہو چکی ہے اگر ان لوگوں کے ذریعے سے بھی وہی چیز آئی ہے تو اس میں ضرر نہیں وہ صحیح ہے اور بعض علمائے اہلِ بیتؑ کے متعلق قدیم سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ ان سے بھی اس طرح کا سوال کسی ایسے کے لیے کیا گیا تھا جو مغضوبِ الٰہی تھا تو آپؑ نے اس کے جواب میں فرمایا تھا کہ علم تو ہمارے پاس ہی ہے۔ اس سے جو انکار کرے وہ کرتا رہے۔ تم لوگوں پر اس کا کیا اثر ہے۔ اگر کوئی ایسی روایت اس کے ذریعے سے تم لوگوں تک پہنچے جس کی تصدیق و توثیق اپنے ثقات سے کر چکے ہو تو اللہ کا شکر ادا کرو اور اسے قبول کرو اور جس میں تم لوگ شک کرتے ہو یا وہ روایت اس کے علاوہ اور کسی مردِ ثقہ سے تم تک پہنچی ہو تو اس کے لیے ہماری طرف رجوع کرو۔ ہم بتائیں گے کہ وہ صحیح ہے یا غلط ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اسماء بہت ہیں۔ اس کی حمد و ثناء بہت جلیل ہے۔ وہی تمھاری توفیقات کا مالک ہے اور تمام اُمور میں ہم لوگوں کے لیے کافی ہے اور بہترین وکیل کارساز ہے"۔

ابن نوح کا بیان ہے کہ سب سے پہلے ابوالحسین محمد بن علی بن تمام نے بیان کیا، انھوں نے کہا کہ میں نے یہ توقیع اس قلمی کتاب سے نقل کی جو ابوالحسن بن داؤد کے پاس تھی اور جب ابوالحسن بن داؤد تشریف لائے تو میں نے وہ نقل انھیں پڑھ کر سنائی اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ اسی نسخے کو بعینہٖ اہلِ قم نے شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ کو بھیجا تھا اور اس کی پشت پر اس کا جواب احمد بن ابراہیم نوبختی کے ہاتھ کا لکھا ہوا آیا اور یہ نسخہ ابوالحسن بن داؤد کے پاس سے حاصل ہوا۔

مسائل محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ آپ کو عزّت بخشے، آپ کی مدد فرمائے، سعادت و سلامتی نصیب فرماتا رہے۔

Scanned with CamScanner

اس کا بہترین فضل و کرم آپ پر رہے۔ اگر آپ کو کوئی گزند وغیرہ پہنچنے والی ہو تو وہ مجھے پہنچ جائے۔ لوگ قرب و منزلت کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں مگر آپ جسے قبول فرمائیں وہی مقبول ہے اور جسے رَد فرمادیں وہ پست ہوگا اور ہم اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ خدا آپ کا بھلا کرے ہمارے شہر میں بھی ذی جود و سربرآوردہ لوگوں کی ایک جماعت ہے جو قربِ منزلت کے لیے ایک دوسرے پر متنافس اور متقابل ہے۔ نیز اللہ کی تائید آپ کے شاملِ حال رہے۔ آپ کا ایک خط ان مین سے کچھ لوگوں کو ملا۔

(جواب) یہ صحیح ہے، نیز علی بن محمد بن حسین بن مالک المعروف بادو کہ نے ایک تحریر دکھائی جس سے اس کو صدمہ ہوا اور مجھ سے اس نے درخواست کی ہے کہ میں آپ کو مطلع کروں کہ اسے کیا دُکھ ہوا۔ اگر میرا یہ لکھنا کوئی گناہ ہے تو میں اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور اگر نہیں تو پھر میں اس سے ایسی بات کروں جس سے اس کی تشفی ہوجائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

توقیع: ہماری جس سے خط و کتابت ہے بس اسی سے ہوتی ہے کسی اور سے نہیں ہے۔

سوال: نیز اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے آپ نے مجھے اپنے فضل و کرم کا عادی بنادیا ہے اس لیے میری جسارت معاف فرمائیں گے۔ آپ کے پیش نظر فقیہ ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ ان سے یہ پوچھ کر بتائیں کہ ہم سے بیان کیا جاتا ہے کہ عالم سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ ایک پیش نماز لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا کہ دورانِ نماز اس پر کوئی حادثہ ہوگیا (مرگیا)۔ تو اب جو لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے وہ کیا کریں؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو پیچھے کردیا جائے گا اور ماموں میں سے ایک آگے بڑھ کر لوگوں کی نماز پوری کرے گا اور جس جس نے مُردہ امام کو مَس کیا ہے وہ غسل کرے گا۔

توقیع: جن لوگوں نے اس کو اُٹھا کر پیچھے کیا ہے وہ صرف اپنے ہاتھوں کو غسل دیں (دھولیں) اور اگر ایسا حادثہ نہ ہوا ہو جس سے نماز قطع ہوگئی ہو تو وہی امام قوم کے ساتھ نماز کو تمام کرے گا۔

سوال: نیز عالم سے روایت ہے کہ جو شخص کسی میت کو چھولے درآنحالیکہ ابھی اس میں حرارت باقی ہو تو وہ اپنے ہاتھ دھولے اور اگر اس نے میت کے سرد ہوجانے کے بعد اسے چھولیا ہے تو اس پر غسل (مَسِ میت) واجب ہوگا اور مذکورہ پیش نماز کے مرنے والے واقعہ میں بھی ایسا ہی ہوگا اور زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ اس کو لوگ کپڑوں سمیت اُٹھائیں گے لہٰذا ان پر غسل کیسے واجب ہوگا؟

توقیع: جب میت کو اس حالت میں مَس کرے (کہ اس میں حرارت باقی ہو) تو سوائے ہاتھ دھو لینے کے اور کچھ نہیں ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص نماز جعفر طیارؑ پڑھتے ہوئے قیام یا قعود یا رکوع یا سجود میں تسبیح بھول جائے اور اسی نماز میں آگے بڑھ کر یاد آجائے تو کیا جہاں یاد آئے وہیں وہ بھولی ہوئی تسبیح پڑھ لے یا اسے چھوڑ کر آگے بڑھ جائے (یا نماز جاری رکھے؟)

توقیع: جب اس سے ان حالتوں میں سے کسی حالت میں سہو ہوا ہے اور اسی نماز میں اسے آگے بڑھ کر یاد آیا تو جہاں اس کو یاد آیا ہے وہیں جو چیز فوت ہوگئی ہے اس کو بجالائے۔

سوال: ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوگیا تو کیا وہ اس کے جنازے میں شریک ہوسکتی ہے؟

توقیع: وہ جنازے میں شریک ہوسکتی ہے۔

سوال: کیا وہ زمانۂ عدت میں اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لیے جاسکتی ہے؟

توقیع: وہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کو جاسکتی ہے مگر عدت اپنے گھر میں بسر کرے۔

سوال: کیا وہ کوئی حق ادا کرنے کے لیے جو اس پر لازم ہے گھر سے نکل سکتی ہے یا وہ گھر سے جب تک عدت میں ہے باہر نہیں نکل سکتی؟

توقیع: اگر کوئی حق ہے تو اس کو ادا کرے بلکہ اگر اسے کوئی ضرورت ہو اور اس کا کوئی

Scanned with CamScanner

دیکھنے والا نہ ہو تو وہ اپنے گھر سے نکل کر اپنی ضرورت پوری کرے گی مگر رات اپنے گھر میں بسر کرے گی۔ کہیں اور نہیں۔

سوال: نمازہائے فریضہ وغیرہ میں قرآن پڑھنے کے ثواب میں عالم سے روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اپنی نماز میں اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ نہیں پڑھتا اس کی نماز کیسے قبول ہوگی؟

اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ اس شخص کی نماز کبھی پاک و پاکیزہ نہ ہوگی جو اس میں قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ نہیں پڑھتا۔

اور تیسری روایت میں ہے کہ جو شخص اپنی نمازہائے فریضہ میں سورۃ الھمزۃ کی تلاوت کرے گا اس کو دنیا عطا کی جائے گی۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا کسی شخص کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ نماز میں سورۃ الھمزۃ کی تلاوت کرے اور مذکورہ بالا سوروں کو چھوڑ دے جبکہ روایت میں یہ ہے کہ اس کی نماز قبول نہ ہوگی یا اس کی نماز پاک و پاکیزہ نہ ہوگی؟

توقیع: روایت میں سوروں کی قرأت کا جو ثواب بتایا گیا ہے وہ درست ہے لیکن جن سوروں کے پڑھنے میں ثواب ہے اگر انھیں چھوڑ کر قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ پڑھا جائے جس کی روایت وارد ہوئی ہے تو پڑھنے والے کو اس سورہ کا ثواب بھی عطا ہوگا جس کو اس نے پڑھا ہے، اور اس سورہ کا ثواب بھی عطا ہوگا جس کو اس نے ترک کیا ہے۔ ویسے ان دونوں سوروں کے علاوہ کوئی اور سورہ پڑھنا بھی جائز ہے اور اس کی نماز پوری ہوجائے گی مگر یہ ہوگا کہ اس نے افضل کو ترک کر دیا۔

سوال: وداع ماہِ رمضان (المبارک) کب ہوگا؟ ہمارے اصحاب کا اس میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ دُعائے وداع ماہِ رمضان المبارک اس کی آخری شب میں پڑھی جائے۔ کوئی کہتا ہے کہ جب شوال کا چاند دیکھ لے تو اس وقت پڑھے۔

توقیع: ماہِ رمضان (المبارک) کے اعمال اس کی راتوں میں ہوتے ہیں، لہٰذا وداعِ

ماہِ رمضان (المبارک) کی دُعا اس کی آخری رات میں ہوگی۔ ہاں اگر ڈر ہے کہ کمی نہ واقع ہو تو آخری دو راتوں میں پڑھی جائے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ﴿۱۹﴾ (التکویر: آیت ۱۹)

"یقیناً یہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے"۔

اس سے مراد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں لیکن (خدا کے قول کہ:)

ذِیۡ قُوَّةٍ عِنۡدَ ذِی الۡعَرۡشِ مَكِيۡنٍ ﴿۲۰﴾ (التکویر: آیت ۲۰)

"جو قوت کا مالک ہے صاحبِ عرش کے ہاں بلند مقام رکھتا ہے"۔

اس میں قوت کیا ہے؟ اور (خدا کے قول کہ:)

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ ﴿۲۱﴾ (التکویر: آیت ۲۱)

"وہاں ان کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امین ہیں"۔

اس میں یہ اطاعت کیسی ہے اور وہ کہاں ہے؟

خدائے عزوجل آپ کی عزّت و بزرگی کو بلند فرمائے۔ براہِ کرم میرے یہ تمام مسائل آپ کسی موثق فقیہ سے دریافت کر کے مجھے مطلع کریں اور محمد بن حسین بن مالک کے متعلق بھی وضاحت کے ساتھ تحریر کریں تاکہ اس کو اطمینان ہو اور میرے بھائیوں کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی کے لیے دُعا فرمائیں۔

توقیع: "اللہ تمھارے لیے اور تمھارے بھائیوں کے لیے دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی جمع کرے"۔ اللہ آپ کی عزّت ہمیشہ قائم رکھے، آپ کی مدد کرے، کرم کرے، آپ پر اپنی نعمت تمام کرے اور اگر آپ کو کوئی گزند پہنچتا ہو تو آپ کے بدلے مجھے پہنچ جائے۔

الحمد للہ رب العالمین وصلّی اللہ علیٰ محمد وآلہ اجمعین۔[1]

قولِ مترجم: مترجم حقیر عرض کرتا ہے کہ اس توقیع کے مختلف حصوں کو مختلف کتب میں

[1] بحارالانوار: جلد ۵۳، ص ۱۵۰، ح ۱؛ الاحتجاج: ص ۴۸۱

Scanned with CamScanner

مختلف مقامات پر نقل کیا گیا ہے جن کے حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(۱) وسائل الشیعہ: جلد ۲، ص ۹۳۲، ح ۴-۵؛ جلد ۵، ص ۲۰۳، ح ۱؛ جلد ۱۵، ص ۶۰۷، ح ۸؛ جلد ۴، ص ۴۶۱، ح ۱؛ جلد ۷، ص ۲۶۷، ح ۱

(۲) بحارالانوار: جلد ۸۱، ص ۱۵، ح ۲۱؛ جلد ۸۸، ص ۷۵، ح ۳۳؛ جلد ۹۱، ص ۲۰۶، ح ۱۰؛ جلد ۱۰۴، ص ۱۸۵، ح ۱۵؛ جلد ۸۵، ص ۳۱، ح ۱۲؛ جلد ۹۷، ص ۲۵، ح ۱

(346) مِنْ كِتَابٍ آخَرَ: فَرَأْيُكَ أَدَامَ اللهُ عِزَّكَ فِي تَأَمُّلِ رُقْعَتِي وَ التَّفَضُّلِ بِمَا يُسَهِّلُ لِأُضِيفَهُ إِلَى سَائِرِ أَيَادِيكَ عَلَيَّ وَ احْتَجْتُ أَدَامَ اللهُ عِزَّكَ أَنْ تَسْأَلَ لِي بَعْضَ الْفُقَهَاءِ عَنِ الْمُصَلِّي إِذَا قَامَ مِنَ التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ لِلرَّكْعَةِ الثَّالِثَةِ هَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُكَبِّرَ فَإِنَّ بَعْضَ أَصْحَابِنَا قَالَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ التَّكْبِيرُ وَ يُجْزِيهِ أَنْ يَقُولَ بِحَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهِ أَقُومُ وَ أَقْعُدُ الْجَوَابُ: قَالَ إِنَّ فِيهِ حَدِيثَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَإِنَّهُ إِذَا انْتَقَلَ مِنْ حَالَةٍ إِلَى حَالَةٍ أُخْرَى فَعَلَيْهِ تَكْبِيرٌ وَ أَمَّا الْآخَرُ فَإِنَّهُ رُوِيَ أَنَّهُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فَكَبَّرَ ثُمَّ جَلَسَ ثُمَّ قَامَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ لِلْقِيَامِ بَعْدَ الْقُعُودِ تَكْبِيرٌ وَ كَذَلِكَ التَّشَهُّدُ الْأَوَّلُ يَجْرِي هَذَا الْمَجْرَى وَ بِأَيِّهِمَا أَخَذْتَ مِنْ جِهَةِ التَّسْلِيمِ كَانَ صَوَاباً وَ عَنِ الْفَصِّ الْخُمَاهَنِ هَلْ تَجُوزُ فِيهِ الصَّلَاةُ إِذَا كَانَ فِي إِصْبَعِهِ الْجَوَابُ: فِيهِ كَرَاهَةٌ أَنْ يُصَلِّيَ فِيهِ وَ فِيهِ إِطْلَاقٌ وَ الْعَمَلُ عَلَى الْكَرَاهِيَةِ وَ عَنْ رَجُلٍ اشْتَرَى هَدْياً لِرَجُلٍ غَائِبٍ عَنْهُ وَ سَأَلَهُ أَنْ يَنْحَرَ عَنْهُ هَدْياً بِمِنًى فَلَمَّا أَرَادَ نَحْرَ الْهَدْيِ نَسِيَ اسْمَ الرَّجُلِ وَ نَحَرَ الْهَدْيَ ثُمَّ ذَكَرَهُ بَعْدَ ذَلِكَ أَ يُجْزِي عَنِ الرَّجُلِ أَمْ لَا الْجَوَابُ: لَا بَأْسَ بِذَلِكَ وَ قَدْ أَجْزَأَ عَنْ صَاحِبِهِ وَ عِنْدَنَا حَاكَةٌ مَجُوسٌ يَأْكُلُونَ الْمَيْتَةَ وَ لَا يَغْتَسِلُونَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَ يَنْسِجُونَ لَنَا ثِيَاباً فَهَلْ تَجُوزُ الصَّلَاةُ فِيهَا (مِنْ) قَبْلِ أَنْ تُغْسَلَ الْجَوَابُ: لَا بَأْسَ بِالصَّلَاةِ فِيهَا - وَ عَنِ الْمُصَلِّي يَكُونُ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ فِي ظُلْمَةٍ فَإِذَا سَجَدَ يَغْلَطُ

بِالسَّجَّادَةِ وَ يَضَعُ جَبْهَتَهُ عَلَى مِسْحٍ أَوْ نَطْعٍ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ وَجَدَ السَّجَّادَةَ هَلْ يَعْتَدُّ بِهَذِهِ السَّجْدَةِ أَمْ لَا يَعْتَدُّ بِهَا الْجَوَابُ: مَا لَمْ يَسْتَوِ جَالِساً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ فِي رَفْعِ رَأْسِهِ لِطَلَبِ الْخُمْرَةِ وَ عَنِ الْمُحْرِمِ يَرْفَعُ الظِّلَالَ هَلْ يَرْفَعُ خَشَبَ الْعَمَّارِيَّةِ أَوِ الْكَنِيسَةِ وَ يَرْفَعُ الْجَنَاحَيْنِ أَمْ لَا الْجَوَابُ: لَا شَيْءَ عَلَيْهِ فِي تَرْكِهِ وَ جَمِيعِ الْخَشَبِ وَ عَنِ الْمُحْرِمِ يَسْتَظِلُّ مِنَ الْمَطَرِ بِنَطْعٍ أَوْ غَيْرِهِ حَذَراً (حَذَراً) عَلَى ثِيَابِهِ وَ مَا فِي مَحْمِلِهِ أَنْ يَبْتَلَّ فَهَلْ يَجُوزُ ذَلِكَ الْجَوَابُ: إِذَا فَعَلَ (ذَلِكَ) فِي الْمَحْمِلِ فِي طَرِيقِهِ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَ الرَّجُلُ يَحُجُّ عَنْ أُجْرَةٍ هَلْ يَحْتَاجُ أَنْ يَذْكُرَ الَّذِي حَجَّ عَنْهُ عِنْدَ عَقْدِ إِحْرَامِهِ أَمْ لَا وَ هَلْ يَجِبُ أَنْ يَذْبَحَ عَمَّنْ حَجَّ عَنْهُ وَ عَنْ نَفْسِهِ أَمْ يُجْزِيهِ هَدْيٌ وَاحِدٌ الْجَوَابُ: يَذْكُرُهُ وَ إِنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَا بَأْسَ وَ هَلْ يَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُحْرِمَ فِي كِسَاءِ خَزٍّ أَمْ لَا الْجَوَابُ: لَا بَأْسَ بِذَلِكَ وَ قَدْ فَعَلَهُ قَوْمٌ صَالِحُونَ وَ هَلْ يَجُوزُ لِلرَّجُلِ أَنْ يُصَلِّيَ وَ فِي رِجْلَيْهِ بَطِيطٌ لَا يُغَطِّي الْكَعْبَيْنِ أَمْ لَا يَجُوزُ الْجَوَابُ: جَائِزٌ وَ يُصَلِّي الرَّجُلُ وَ مَعَهُ فِي كُمِّهِ أَوْ سَرَاوِيلِهِ سِكِّينٌ أَوْ مِفْتَاحُ حَدِيدٍ هَلْ يَجُوزُ ذَلِكَ الْجَوَابُ: جَائِزٌ وَ (عَنِ) الرَّجُلِ يَكُونُ مَعَ بَعْضِ هَؤُلَاءِ وَ مُتَّصِلاً بِهِمْ يَحُجُّ وَ يَأْخُذُ عَلَى الْجَادَّةِ وَ لَا يُحْرِمُونَ هَؤُلَاءِ مِنَ الْمَسْلَخِ فَهَلْ يَجُوزُ لِهَذَا الرَّجُلِ أَنْ يُؤَخِّرَ إِحْرَامَهُ إِلَى ذَاتِ عِرْقٍ فَيُحْرِمَ مَعَهُمْ لِمَا يَخَافُ الشُّهْرَةَ أَمْ لَا يَجُوزُ أَنْ يُحْرِمَ إِلَّا مِنَ الْمَسْلَخِ الْجَوَابُ: يُحْرِمُ مِنْ مِيقَاتِهِ ثُمَّ يَلْبَسُ (الثِّيَابَ) وَ يُلَبِّي فِي نَفْسِهِ فَإِذَا بَلَغَ إِلَى مِيقَاتِهِمْ أَظْهَرَ وَ عَنْ لُبْسِ النَّعْلِ الْمَعْطُونِ فَإِنَّ بَعْضَ أَصْحَابِنَا يَذْكُرُ أَنَّ لُبْسَهُ كَرِيهٌ (الْجَوَابُ: جَائِزٌ ذَلِكَ وَ لَا بَأْسَ بِهِ) وَ عَنِ الرَّجُلِ مِنْ وُكَلَاءِ الْوَقْفِ يَكُونُ مُسْتَحِلّاً لِمَا فِي يَدِهِ لَا يَرِعُ عَنْ أَخْذِ مَالِهِ رُبَّمَا نَزَلْتُ فِي قَرْيَةٍ وَ هُوَ فِيهَا أَوْ أَدْخُلُ مَنْزِلَهُ وَ قَدْ حَضَرَ طَعَامُهُ فَيَدْعُونِي إِلَيْهِ فَإِنْ لَمْ

Scanned with CamScanner

آكُلُ مِنْ طَعَامِهٖ عَادَانِي عَلَيْهِ وَ قَالَ فُلَانٌ لَا يَسْتَحِلُّ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ طَعَامِنَا فَهَلْ يَجُوزُ لِي أَنْ آكُلَ مِنْ طَعَامِهٖ وَ أَتَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ وَ كَمْ مِقْدَارُ الصَّدَقَةِ وَ إِنْ أَهْدَى هٰذَا الْوَكِيلُ هَدِيَّةً إِلَى رَجُلٍ آخَرَ فَأَحْضُرُ فَيَدْعُونِي أَنْ أَنَالَ مِنْهَا وَ أَنَا أَعْلَمُ أَنَّ الْوَكِيلَ لَا يَرِعُ عَنْ أَخْذِ مَا فِي يَدِهٖ فَهَلْ [عَلَيَّ] فِيهِ شَيْءٌ إِنْ أَنَا نِلْتُ مِنْهَا الْجَوَابُ: إِنْ كَانَ لِهٰذَا الرَّجُلِ مَالٌ أَوْ مَعَاشٌ غَيْرُ مَا فِي يَدِهٖ فَكُلْ طَعَامَهُ وَ اقْبَلْ بِرَّهُ وَ إِلَّا فَلَا وَ عَنِ الرَّجُلِ [مِمَّنْ] يَقُولُ بِالْحَقِّ وَ يَرَى الْمُتْعَةَ وَ يَقُولُ بِالرَّجْعَةِ إِلَّا أَنَّ لَهُ أَهْلاً مُوَافِقَةً لَهُ فِي جَمِيعِ أَمْرِهٖ وَ قَدْ عَاهَدَهَا أَنْ لَا يَتَزَوَّجَ عَلَيْهَا [وَ لَا يَتَمَتَّعَ] وَ لَا يَتَسَرَّى وَ قَدْ فَعَلَ هٰذَا مُنْذُ بِضْعَ عَشْرَةَ سَنَةً وَ وَفَى بِقَوْلِهٖ فَرُبَّمَا غَابَ عَنْ مَنْزِلِهِ الْأَشْهُرَ فَلَا يَتَمَتَّعُ وَ لَا تَتَحَرَّكُ نَفْسُهُ أَيْضاً لِذٰلِكَ وَ يَرَى أَنَّ وُقُوفَ مَنْ مَعَهُ مِنْ أَخٍ وَ وَلَدٍ وَ غُلَامٍ وَ وَكِيلٍ وَ حَاشِيَةٍ مِمَّا يُقَلِّلُهُ فِي أَعْيُنِهِمْ وَ يُحِبُّ الْمُقَامَ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ مَحَبَّةً لِأَهْلِهٖ وَ مَيْلاً إِلَيْهَا وَ صِيَانَةً لَهَا وَ لِنَفْسِهٖ لَا يُحَرِّمُ الْمُتْعَةَ بَلْ يَدِينُ اللّٰهَ بِهَا فَهَلْ عَلَيْهِ فِي تَرْكِهٖ ذٰلِكَ مَأْثَمٌ أَمْ لَا الْجَوَابُ: [فِي ذٰلِكَ] يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ تَعَالَى [بِالْمُتْعَةِ] لِيَزُولَ عَنْهُ الْحَلْفُ عَلَى الْمَعْرِفَةِ وَ لَوْ مَرَّةً وَاحِدَةً فَإِنْ رَأَيْتَ أَدَامَ اللّٰهُ عِزَّكَ أَنْ تَسْأَلَ لِي عَنْ ذٰلِكَ وَ تَشْرَحَهُ لِي وَ تُجِيبَ فِي كُلِّ مَسْأَلَةٍ بِمَا الْعَمَلُ بِهٖ وَ تُقَلِّدَنِي الْمِنَّةَ فِي ذٰلِكَ جَعَلَكَ اللّٰهُ السَّبَبَ فِي كُلِّ خَيْرٍ وَ أَجْرَاهُ عَلَى يَدِكَ فَعَلْتَ مُثَاباً إِنْ شَاءَ اللّٰهُ أَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَكَ وَ أَدَامَ عِزَّكَ وَ تَأْيِيدَكَ وَ سَعَادَتَكَ وَ سَلَامَتَكَ وَ كَرَامَتَكَ وَ أَتَمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَ زَادَ فِي إِحْسَانِهٖ إِلَيْكَ وَ جَعَلَنِي مِنَ السُّوءِ فِدَاكَ وَ قَدَّمَنِي عَنْكَ وَ قَبْلَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ كَثِيراً. قَالَ ابْنُ نُوحٍ نَسَخْتُ هٰذِهِ النُّسْخَةَ مِنَ الْمُدْرَجَيْنِ الْقَدِيمَيْنِ اللَّذَيْنِ فِيهِمَا الْخَطُّ وَ التَّوْقِيعَاتُ.

ایک دوسری کتاب میں ایک اور خط ہے جس میں مندرجہ ذیل سوالات ہیں جو ایک خاص ایلچی کو لکھا گیا تھا:

سوال: اللہ تعالیٰ آپ کی قدر و عزّت کو دائم و قائم رکھے۔ آپ میرے لیے کسی فقیہ (امام قائمؑ) سے یہ مسائل دریافت فرما کر مطلع کیجیے۔ جب کوئی نماز گزار پہلے تشہد سے تیسری رکعت کے لیے اُٹھے تو کیا اس پر تکبیر کہنا واجب ہے؟ اس لیے کہ ہمارے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ اس پر تکبیر کہنا واجب نہیں بلکہ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ بِحَوْلِ اللهِ وَقُوَّتِهٖ أَقُوْمُ وَأَقْعُدُ کہہ لے۔

جواب: فرمایا: اس سلسلے میں دو روایات ہیں: پہلی روایت تو یہ ہے کہ جب نمازی نے دوسرے سجدے سے سر اُٹھایا تو تکبیر کہے گا، پھر بیٹھے گا، پھر کھڑا ہوگا تو قعود کے بعد قیام کے لیے اس کو تکبیر کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح تشہد اوّل کا بھی یہی حکم ہے۔ اب ان دونوں میں سے جس کو لیا جائے وہ درست ہے۔

سوال: نیز یہ بھی دریافت فرمائیں کہ وہ انگوٹھی جس میں حجر الحدید کا نگینہ جڑا ہوا ہو کیا اس کو اپنی انگلی میں پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: ایسی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ امر مکروہ کرتا ہے۔

سوال: اور یہ بھی پوچھنا ہے کہ ایک شخص نے کسی شخص غائب کے لیے قربانی کا جانور خریدا۔ اس شخص غائب نے اس سے یہ کہا تھا کہ تم میری جانب سے منیٰ میں قربانی کر دینا لیکن جب اس شخص نے قربانی کرنے کا ارادہ کیا تو اس شخص غائب کا نام بھول گیا اور قربانی کے بعد اسے یاد آیا تو کیا اس شخص غائب کی طرف سے قربانی ہوگئی؟

جواب: اس میں کوئی حرج نہیں، اس شخص غائب کی طرف سے قربانی ہوگئی۔

سوال: ہمارے یہاں کچھ مجوسی جولا ہے (کپڑا بُننے والے) ہیں جو مُردار کھاتے ہیں اور غسلِ جنابت نہیں کرتے تو ان کے بُنے ہوئے کپڑوں میں

Scanned with CamScanner

بغیر پاک کیے ہوئے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

جواب: ان کپڑوں کے اندر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: محرم نے حالتِ احرام میں سایہ بان کو ہٹا دیا کیا ہودج کی لکڑیاں اور اس کے بقیہ چیزوں کو بھی ہٹانا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: ان سب کے نہ ہٹانے میں کوئی مانع نہیں ہے۔

سوال: محرم بارش سے اپنے کپڑوں اور سامانوں کو بچانے کے لیے محمل میں اپنے سر پر چھتری لگاتے ہیں کیا یہ عمل جائز ہے؟

جواب: اگر یہ عمل راستہ میں محمل کے اندر انجام دے تو ایک قربانی کرنی چاہیے۔

سوال: ایک شخص نیابت میں حج بجا لا رہا ہے۔ احرام باندھتے وقت اس کا نام لینا ضروری ہے یا نہیں؟ کیا واجب ہے کہ وہ ایک قربانی اپنی جانب سے کرے اور دوسری نائب کی طرف سے یا صرف ایک کافی ہے؟

جواب: اس کا ذکر کرنا ضروری ہے اور ایک ہی قربانی کافی ہے۔ اور اگر ایسا نہ کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

سوال: مرد کے لیے ریشم کے کپڑوں میں احرام باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کوئی حرج نہیں ہے۔ قوم صالحین نے احرام اسی طرح باندھا۔

سوال: کیا کسی کے لیے ایسے جوتے میں نماز پڑھنا جائز ہے جس میں نوک نہ ہو مگر وہ کعبین کو نہ چھپاتا ہو؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی آستین یا اس کی شلوار میں لوہے کا چاقو یا کنجی ہے تو کیا یہ عمل جائز ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: ایک شخص سفرِ حج میں اہلِ سنّت کے قافلے کے ہمراہ ہے وہ مسلخ (میقات) سے احرام نہیں باندھتے اور وہ شخص اپنے کو ظاہر کرنے سے بھی

ڈرتا ہے تو کیا اس کے لیے میقات سے تاخر کر کے ان کے ساتھ احرام باندھنا جائز ہے یا جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے میقات سے احرام باندھے؟

جواب: اپنے میقات سے احرام باندھ لے اور اپنا لباس پہنے لے اور دل میں تلبیہ کہہ لے۔ جب ان کے میقات پہنچے تو اس کا اظہار کرے۔

سوال: جس جوتے کا چمڑہ وقتِ دباغت بدبودار ہو جائے کیا اس کا پہننا جائز ہے کیونکہ بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ اس کا پہننا مکروہ یا ناپسندیدہ ہے؟

جواب: جائز ہے اور اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔

سوال: متولی شخص اپنے اختیار کے تمام اموال کو حلال سمجھتا ہے اور ان کے مصرف میں کوئی پرہیز نہیں کرتا۔ کبھی میں اس کے گاؤں جاؤں یا اس کے گھر جاؤں وہاں غذا تیار ہو اور مجھے کھانے کے لیے بلایا جائے۔ اگر مَیں نہ کھاؤں تو وہ اس کے سبب دشمنی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں ہماری غذا کھانا حلال نہیں سمجھتا تو کیا ایسی صورت میں اس کی غذا کھا سکتا ہوں اور بعد میں اتنی ہی مقدار صدقہ دے دوں؟ اور کتنا صدقہ دوں؟ اگر یہ متولی دوسرے کو ہدیہ دے اور مَیں حاضر ہوں اور مجھ سے بھی کچھ لینے کو کہے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ متولی وقف کے اموال لینے سے کوئی پرہیز نہیں کرتا تو اگر ان میں کچھ لے لوں تو کیا کروں؟

جواب: اگر اس شخص کے پاس اس کے علاوہ بھی ذرائع آمدنی ہو تو کھانا کھا سکتے ہو اور ہدیہ لے سکتے ہو ورنہ جائز نہیں ہے۔

سوال: ایک شخص حق پرست ہے، متعہ کا معتقد بھی ہے اور رجعت کا بھی قائل ہے۔ اس کے علاوہ اس کی ایک بیوی ہے جو اس کے تمام اُمور میں موافق مددگار ہے۔ ہاں اس شخص نے اپنی بیوی سے عہدہ کیا ہے کہ اس کے رہتے ہوئے دوسری سے عقد نہ کرے گا اور نہ متعہ اور نہ کنیز لے گا۔ اس عہد کو انیس سال ہو گئے اور اپنے عہد پر باقی بھی ہے لیکن کبھی کبھی

Scanned with CamScanner

مہینوں گھر سے باہر رہتا ہے اور متعہ بھی نہیں کرتا اور اس کی خواہش بھی نہیں کرتا لیکن وہ دیکھ رہا ہے کہ اس عمل سے اس کے ساتھی، بھائی، بیٹے، غلام، وکیل اور دوسرے افراد اس کو پست نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ پھر بھی وہ اپنی زوجہ کی محبت اور اپنے اور اس کے نفس کی پاکیزگی کی وجہ سے اپنے عہدوپیان پر باقی رہنا چاہتا ہے نہ کہ متعہ حرام جانتا ہے۔ اس کے ترک کرنے پر اس پر کوئی گناہ ہوگا یا نہیں؟

جواب: اس کے لیے مستحب ہے کہ متعہ کر کے اطاعتِ خدا انجام دے تاکہ معصیت کا عہد وحلف اس سے زائل ہوجائے چاہے ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو۔

(اس خط کے بعد حسین بن روحؒ کی گفتگو اس طرح ہے کہ) پس اگر آپ اسے مناسب سمجھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کی عزّت کو تقویت بخشے۔ امامؑ سے یہ سوالات پوچھیے اور ان کی وضاحت میرے لیے چھوڑ دیجیے اور مجھ کو حکم لکھ دیجیے ہر مسئلے میں اور مجھ پر احسان کیجیے اور اللہ پر بھلائی میں آپ کو سبب بنائے اور اسے آپ کے ہاتھ پر جاری رکھے۔ اگر آپ یہ کرتے ہیں تو آپ کو اس کا بدلہ ملے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ وہ آپ کے احترام اور خوش نصیبی کو محفوظ رکھے اور آپ پر اپنا فضل وکرم پورا کرے اور وہ آپ پر احسانات زیادہ کرے۔ وہ ہر مصیبت میں مجھے آپ کا تاوان سمجھے اور وہ آپ کے سامنے میری موت کو طے کرے۔ الحمدللہ رب العالمین! وصلی اللہ علی محمد النبی وآلہ وسلّم کثیراً۔

ابن نوح کا بیان ہے کہ میں نے یہ نسخہ دو قدیم کتابوں سے تیار کیا ہے جس میں خطوط اور توقیعات تھیں۔ [1]

قولِ مترجم: مترجم عرض کرتا ہے کہ اس توقیع کے مختلف حصوں کو اپنے اپنے موضوع کے تحت مختلف کتب میں نقل کیا گیا ہے جس کے حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(۱) وسائل الشیعہ: جلد ۴، ص ۹۶۷، ح ۸؛ جلد ۳، ص ۳۰۵، ح ۱۱؛ جلد ۱۰، ص ۱۲۸، ح ۲؛

[1] بحارالانوار: جلد ۵۳، ص ۱۵۴، ح ۲؛ الاحتجاج: ص ۴۸۳

جلد ۲، ص ۱۰۹۴، ح ۹؛ جلد ۴، ص ۹۶۲، ح ۶؛ جلد ۹، ص ۱۵۳، ح ۶-۷؛ جلد ۱۰، ص ۱۲۸، ح ۳؛ جلد ۹، ص ۴۱، ح ۴؛ جلد ۸، ص ۱۳۳، ح ۱؛ جلد ۳، ص ۳۱۰، ح ۴؛ جلد ۳، ص ۳۰۵، ح ۱۱؛ جلد ۸، ص ۲۲۶، ح ۱۰؛ جلد ۱۲، ص ۱۶۰، ح ۱۵؛ جلد ۱۴، ص ۴۴۵، ح ۳

(۲) بحارالانوار: جلد ۲، ص ۲۷۷، ح ۲۹؛ جلد ۸۵، ص ۱۸۱، ح ۳؛ جلد ۸۳، ص ۲۵۶، ح ۲۹؛ جلد ۹۹، ص ۱۱۵، ح ۱؛ جلد ۸۳، ص ۲۵۹، ح ۵؛ جلد ۸۵، ص ۱۲۸، ح ۲؛ جلد ۹۹، ص ۱۷۷، ح ۳؛ جلد ۹۹، ص ۱۱۵، ح ۲؛ جلد ۹۹، ص ۱۴۳، ح ۸؛ جلد ۸۳، ص ۲۷۴، ح ۱؛ جلد ۸۳، ص ۲۵۲، ح ۱۷؛ جلد ۹۹، ص ۱۲۶، ح ۱؛ جلد ۷۵، ص ۲۸۲، ح ۳؛ جلد ۱۰۳، ص ۲۹۸، ح ۲؛ جلد ۱۰۴، ص ۲۱۸، ح ۱۱

(۳) عوالم العلوم: جلد ۳، ص ۷۶۴، ح ۶۲

قولِ مؤلف: اور ابوالقاسم حسین بن روحؒ دوستوں اور دشمنوں دونوں کے نزدیک تمام لوگوں سے عقلمند تھے حالانکہ وہ تقیہ پر عمل کرتے تھے۔

(347) فَرَوَى أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللهِ بْنُ غَالِبٍ حَمُو أَبِي الْحَسَنِ بْنِ أَبِي الطَّيِّبِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ مَنْ هُوَ أَعْقَلُ مِنَ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ وَ لَعَهْدِي بِهِ يَوْماً فِي دَارِ ابْنِ يَسَارٍ وَ كَانَ لَهُ مَحَلٌّ عِنْدَ السَّيِّدِ وَ الْمُقْتَدِرِ عَظِيمٌ وَ كَانَتِ الْعَامَّةُ أَيْضاً تُعَظِّمُهُ وَ كَانَ أَبُو الْقَاسِمِ يَحْضُرُ تَقِيَّةً وَ خَوْفاً. وَ عَهْدِي بِهِ وَ قَدْ تَنَاظَرَ اثْنَانِ فَزَعَمَ وَاحِدٌ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عَلِيٌّ وَ قَالَ الْآخَرُ بَلْ عَلِيٌّ أَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ فَزَادَ الْكَلَامُ بَيْنَهُمَا. فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الَّذِي اجْتَمَعَتِ الصَّحَابَةُ عَلَيْهِ هُوَ تَقْدِيمُ الصِّدِّيقِ ثُمَّ بَعْدَهُ الْفَارُوقِ ثُمَّ بَعْدَهُ عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ ثُمَّ عَلِيٌّ الْوَصِيُّ وَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ عَلَى ذَلِكَ وَ هُوَ الصَّحِيحُ عِنْدَنَا فَبَقِيَ مَنْ حَضَرَ الْمَجْلِسَ

Scanned with CamScanner

مُتَعَجِّباً مِنْ هٰذَا ٱلْقَوْلِ وَ كَانَ ٱلْعَامَّةُ ٱلْحُضُورُ يَرْفَعُونَهُ عَلَى رُءُوسِهِمْ وَ كَثُرَ ٱلدُّعَاءُ لَهُ وَ ٱلطَّعْنُ عَلَى مَنْ يَرْمِيهِ بِالرَّفْضِ. فَوَقَعَ عَلَيَّ ٱلضَّحِكُ فَلَمْ أَزَلْ أَتَصَبَّرُ وَ أَمْنَعُ نَفْسِي وَ أَدُسُّ كُمِّي فِي فَمِي فَخَشِيتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَوَثَبْتُ عَنِ ٱلْمَجْلِسِ وَ نَظَرَ إِلَيَّ فَفَطَنَ بِي فَلَمَّا حَصَلْتُ فِي مَنْزِلِي فَإِذَا بِالْبَابِ يَطْرُقُ فَخَرَجْتُ مُبَادِراً فَإِذَا بِأَبِي ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَاكِباً بَغْلَتَهُ قَدْ وَافَانِي مِنَ ٱلْمَجْلِسِ قَبْلَ مُضِيِّهِ إِلَى دَارِهِ. فَقَالَ لِي يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ أَيَّدَكَ اللهُ لِمَ ضَحِكْتَ فَأَرَدْتَ أَنْ تَهْتِفَ بِي كَأَنَّ ٱلَّذِي قُلْتُهُ عِنْدَكَ لَيْسَ بِحَقٍّ. فَقُلْتُ كَذَاكَ هُوَ عِنْدِي. فَقَالَ لِي اِتَّقِ ٱللهَ أَيُّهَا ٱلشَّيْخُ فَإِنِّي لَا أَجْعَلُكَ فِي حِلٍّ تَسْتَعْظِمُ هٰذَا ٱلْقَوْلَ مِنِّي فَقُلْتُ يَا سَيِّدِي رَجُلٌ يَرَى بِأَنَّهُ صَاحِبُ ٱلْإِمَامِ وَ وَكِيلُهُ يَقُولُ ذٰلِكَ ٱلْقَوْلَ لَا يُتَعَجَّبُ مِنْهُ وَ لَا يُضْحَكُ مِنْ قَوْلِهِ هٰذَا فَقَالَ لِي وَ حَيَاتِكَ لَئِنْ عُدْتَ لَأَهْجُرَنَّكَ وَ وَدَّعَنِي وَ ٱنْصَرَفَ.

ابوعبداللہ بن غالب اور ابی الحسن بن ابی الطیب سے روایت ہے کہ میں نے شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ سے بڑھ کر کوئی عقلمند شخص دیکھا ہی نہیں۔

ایک دن دارِ امن یسار میں مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ حاکمِ وقت کے نزدیک ان کی بڑی منزلت تھی اور عامۃ الناس بھی ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور شیخ ابوالقاسم خوف اور تقیہ کی بنا پر وہاں جایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن وہاں دو آدمیوں میں مناظرہ شروع ہوگیا۔ ایک کہتا تھا کہ ابوبکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد افضل الناس ہیں، پھر حضرت عمر اور ان دونوں کے بعد حضرت علیؑ ہیں اور دوسرا کہتا تھا کہ نہیں بلکہ حضرت علیؑ افضل ہیں۔ جب دونوں میں تکرار و بحث بڑھی تو ابوالقاسم حسین بن روحؒ نے فرمایا: جس بات پر صحابہؓ متفق ہیں وہ تو یہ ہے کہ صدیق مقدم ہیں، ان کے بعد فاروق، ان کے بعد عثمان ذوالنورین اور پھر ان کے بعد حضرت علیؑ وصیٔ رسولؐ ہیں اور اصحابِ حدیث کا بھی یہی خیال ہے اور یہ بات ہمارے نزدیک صحیح ہے کہ

صحابہؓ اس پر مجتمع تھے۔

یہ سن کر حاضرین کو بڑا تعجب ہوا اور وہاں جتنے عامۃ الناس موجود تھے سب نے ہی انھیں اپنے سروں پر بلند کیا، ہر طرف سے ان کو دُعائیں دی جانے لگیں اور جو لوگ ان پر رافضی ہونے کا الزام لگاتے تھے، ان کو بُرا بھلا کہا جانے لگا۔

راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر مجھے ہنسی آئی۔ میں ہنسی کو ضبط نہ کرسکا تو اپنی آستین اپنے منہ میں ٹھونس لی۔ پھر بھی خوفزدہ تھا کہ کہیں بات واضح نہ ہوجائے لہٰذا میں فوراً ہی وہاں سے اُٹھ کر چلا آیا۔ شیخ ابوالقاسم نے مجھے دیکھا تو سمجھ گئے اور ابھی میں اپنے گھر پہنچا ہی تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ جلدی سے باہر نکلا تو دیکھا کہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ اپنی سواری پر سوار دروازے پر کھڑے ہیں اور دربار سے اُٹھ کر اپنے گھر جانے سے پہلے یہاں آئے۔

انھوں نے مجھے دیکھ کر کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ تمھارا بھلا کرے۔ تم کیوں ہنس رہے تھے؟ کیا تمھارا ارادہ ہے کہ میری بات افشا کردو؟ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ تمھارے نزدیک صحیح نہیں ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں یہ صحیح ہے۔

پھر فرمایا: دیکھو اللہ سے ڈرو، میں تمھیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ تم میری اس طرح کی باتوں پر ایسی حرکت کرو۔

میں نے عرض کیا: جناب! ایک ایسا مقتدر شخص جس کو لوگ امامؑ کا مصاحب اور ان کا وکیل سمجھتے ہیں پھر وہ ایسی باتیں کہے تو کیا اس پر تعجب نہیں ہوگا اور اس پر ہنسی نہیں آئے گی؟

انھوں نے فرمایا: اچھا اب تمھیں اپنی جان کی قسم ہے آیندہ ایسا نہ کرنا اگر پھر بھی تم اس حرکت سے باز نہ آئے تو میں تمھیں ترک کردوں گا۔

پس یہ کہہ کر وہ رخصت ہوگئے۔ [1]

(348) قَالَ أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنِي أَبُو ٱلْحَسَنِ بْنُ كِبْرِيَاءَ ٱلنَّوْبَخْتِيُّ قَالَ: بَلَغَ ٱلشَّيْخَ أَبَا ٱلْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ بَوَّاباً كَانَ لَهُ

[1] بحارالانوار: جلد۵۱، ص۳۵۶

Scanned with CamScanner

عَلَى ٱلْبَابِ ٱلْأَوَّلِ قَدْ لَعَنَ مُعَاوِيَةَ وَ شَتَمَهُ فَأَمَرَ بِطَرْدِهِ وَ صَرْفِهِ عَنْ خِدْمَتِهِ فَبَقِيَ مُدَّةً طَوِيلَةً يَسْأَلُ فِي أَمْرِهِ فَلَا وَ اللّٰهِ مَا رَدَّهُ إِلَى خِدْمَتِهِ وَ أَخَذَهُ بَعْضُ ٱلْأَهْلِ فَشَغَلَهُ مَعَهُ كُلُّ ذٰلِكَ لِلتَّقِيَّةِ.

ابوالحسن بن کبریا نوبختی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ شیخ ابوالقاسم کو یہ اطلاع ملی کہ آپ کا ایک دربان جو پہلے دروازے پر متعین تھا اس نے معاویہ پر لعنت کی اور سخت سُست کہا تو آپ نے اس کو نکال دینے اور ملازمت سے برطرف کیے جانے کا حکم دیا اور وہ مدت طویل تک درخواست کرتا رہا کہ بحال کیا جائے مگر خدا کی قسم! انھوں نے اس کو ملازمت پر دوبارہ بحال نہیں کیا اور یہ صرف تقیہ کی بنا پر کیا تھا۔ [1]

(349) قَالَ أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللّٰهِ وَ حَدَّثَنِي أَبُو أَحْمَدَ دَرَانَوَيْهِ ٱلْأَبْرَصُ ٱلَّذِي كَانَتْ دَارُهُ فِي دَرْبِ ٱلْقَرَاطِيسِ قَالَ: قَالَ لِي إِنِّي كُنْتُ أَنَا وَ إِخْوَتِي نَدْخُلُ إِلَى أَبِي ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نُعَامِلُهُ قَالَ وَ كَانُوا بَاعَةً وَ نَحْنُ مَثَلًا عَشَرَةٌ تِسْعَةٌ نَلْعَنُهُ وَ وَاحِدٌ يُشَكِّكُ فَنَخْرُجُ مِنْ عِنْدِهِ بَعْدَ مَا دَخَلْنَا إِلَيْهِ تِسْعَةٌ نَتَقَرَّبُ إِلَى اللّٰهِ بِمَحَبَّتِهِ وَ وَاحِدٌ وَاقِفٌ لِأَنَّهُ كَانَ يُجَارِينَا مِنْ فَضْلِ ٱلصَّحَابَةِ مَا رَوَيْنَاهُ وَ مَا لَمْ نَرْوِهِ فَنَكْتُبُهُ لِحُسْنِهِ عَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

ابواحمد درانویہ ابرص جس کا گھر اسٹیشنرز کے دروازے پر تھا، سے روایت ہے کہ میں اور میرے بھائی ابوالقاسم حسین بن روحؒ کو ملنے جاتے تھے اور ان سے لین دین کرتے تھے۔ وہ بہت شائستہ اور اچھے انسان تھے۔ جب ہم ان سے ملاقات کرتے تو ہم نو یا دس افراد ہوتے اور ہم میں سے نو ان کے خلاف ہوتے اور ایک ان کے بارے میں مشکوک ہوتا اور جب ہم ان سے نکلتے تو ہم میں سے نو اس کی محبت کے ذریعے اللہ کا تقرب تلاش کرتے تھے جبکہ ایک توقف کرتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ صحابہ کرامؓ کے فضائل ہماری روایت کردہ روایات سے بیان کرتے جبکہ ہم ان کے بارے جانتے نہ ہوتے تھے۔ پس ہم ان سے سن کر ان کو لکھ لیتے تھے

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۷

کیونکہ وہ ایک بہت اچھے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔ [1]

(350) وَ أَخْبَرَنِي ٱلْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي ٱلْعَبَّاسِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ نُوحٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ هِبَةِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلْكَاتِبِ ٱبْنِ بِنْتِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلْعَمْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ قَبْرَ أَبِي ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ فِي ٱلنَّوْبَخْتِيَّةِ فِي ٱلدَّرْبِ ٱلَّذِي كَانَتْ فِيهِ دَارُ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ ٱلنَّوْبَخْتِيِّ ٱلنَّافِذِ إِلَى ٱلتَّلِّ وَ إِلَى ٱلدَّرْبِ ٱلْآخَرِ وَ إِلَى قَنْطَرَةِ ٱلشَّوْكِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ وَ قَالَ لِي أَبُو نَصْرٍ مَاتَ أَبُو ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ سِتٍّ وَ عِشْرِينَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ وَ قَدْ رُوِّيتُ عَنْهُ أَخْبَاراً كَثِيرَةً.

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد کاتب بن بنت اُمِ کلثوم بنت ابوجعفر عمری سے روایت ہے کہ ابوالقاسم حسین بن روحؒ کی قبر نوبخت میں اس گلی کے دروازے پر ہے جس میں علی بن احمد نوبختی کا مکان تھا جو ٹیلے کی طرف تھا اور دوسرا دروازہ شوک پُل کی طرف کھلتا تھا۔ اللہ ان (ابوالقاسم) سے راضی ہو۔

ابونصر کا یہ بھی بیان ہے کہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ کی وفات ماہِ شعبان ۳۲۶ھ میں ہوئی اور ان سے کثیر اخبار وارد ہیں۔ [2]

(351) مِنْهَا مَا أَخْبَرَنِي بِهِ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ سُفْيَانَ ٱلْبَزَوْفَرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ حَدَّثَنِي ٱلشَّيْخُ أَبُو ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: اِخْتَلَفَ أَصْحَابُنَا فِي ٱلتَّفْوِيضِ وَ غَيْرِهِ فَمَضَيْتُ إِلَى أَبِي طَاهِرِ بْنِ بِلَالٍ فِي أَيَّامِ اِسْتِقَامَتِهِ فَعَرَّفْتُهُ ٱلْخِلَافَ فَقَالَ أَخِّرْنِي فَأَخَّرْتُهُ أَيَّاماً فَعُدْتُ إِلَيْهِ فَأَخْرَجَ إِلَيَّ حَدِيثاً بِإِسْنَادِهِ إِلَى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِذَا

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۷
[2] ایضاً

Scanned with CamScanner

أَرَادَ [اللهُ] أَمْراً عَرَضَهُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ [وَ سَائِرِ الْأَئِمَّةِ] وَاحِداً بَعْدَ وَاحِدٍ إِلَى [أَنْ] يَنْتَهِيَ إِلَى صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الدُّنْيَا وَ إِذَا أَرَادَ الْمَلَائِكَةُ أَنْ يَرْفَعُوا إِلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ عَمَلاً عُرِضَ عَلَى صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ [يَخْرُجُ] عَلَى وَاحِدٍ [بَعْدَ] وَاحِدٍ إِلَى أَنْ يُعْرَضَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ثُمَّ يُعْرَضُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَمَا نَزَلَ مِنَ اللهِ فَعَلَى أَيْدِيهِمْ وَ مَا عُرِجَ إِلَى اللهِ فَعَلَى أَيْدِيهِمْ وَ مَا اسْتَغْنَوْا عَنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ طَرْفَةَ عَيْنٍ.

ابوالقاسم حسین بن روحؒ سے روایت ہے کہ ہمارے اصحاب میں تفویض وغیرہ کے متعلق اختلاف ہوا۔ پس مَیں ابوطاہر علی بن بلال کے ہاں گیا جن ایام میں وہ راہِ حق پر قائم تھے اور ان کے پاس میں نے اپنا اختلاف بیان کیا تو انھوں نے کہا: چند روز تک ٹھہر جائیں (تاکہ میں اس معاملے میں تحقیق کرسکوں)۔

چند روز کے بعد مَیں ان کے پاس گیا تو انھوں نے اپنے اسناد سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک حدیث پیش کی کہ آپؑ نے فرمایا:

"جب اللہ کسی امر کو نافذ کرنا چاہتا ہے تو پہلے اس کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کرتا ہے، پھر امیرالمومنینؑ پر پھر یکے بعد دیگرے باقی آئمہ اطہارؑ پر یہاں تک کہ امام زمانہؑ کے پاس پیش کیا جاتا ہے اور پھر دنیا میں نافذ کیا جاتا ہے اور جب فرشتے چاہتے ہیں کہ کسی عمل کو اللہ کے ہاں پیش کریں تو پہلے وہ امام زمانہ علیہ السلام کے پاس پیش کیا جاتا ہے پھر یکے بعد دیگرے باقی ائمہ اطہارؑ کے پاس یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے اور پھر اللہ کے پاس پیش ہوتا ہے۔ پس جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اللہ کی طرف جاتا ہے وہ رسولؐ اللہ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کے ہاتھوں سے جاتا ہے اور وہ چشم زدن سی دیر بھی اللہ

سے مستغنی نہیں ہوتے۔ ① ②

(352) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الصَّفْوَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الشَّيْخُ الْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ يَحْيَى بْنَ خَالِدٍ سَمَّ مُوسَى بْنَ جَعْفَرٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي إِحْدَى وَ عِشْرِينَ رُطَبَةً وَ بِهَا مَاتَ وَ أَنَّ النَّبِيَّ وَ الْأَئِمَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مَا مَاتُوا إِلَّا بِالسَّيْفِ أَوِ السَّمِّ وَ قَدْ ذُكِرَ عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ سُمَّ وَ كَذَلِكَ وَلَدُهُ وَ وَلَدُ وَلَدِهِ.

شیخ حسین بن روح سے روایت ہے کہ یحییٰ بن خالد نے امام موسیٰ بن جعفرؑ کو اکیس کھجوروں کے ذریعے زہر دیا جس سے آپؑ کی شہادت ہوگئی اور نبی ﷺ اور ائمہ علیہم السلام دُنیا سے نہیں گئے مگر یہ کہ یا تو تلوار سے قتل ہوئے یا زہر سے شہید کیا گیا اور امام علی رضا علیہ السلام سے بھی روایت ہے کہ ان کو زہر دیا گیا اور اسی طرح ان کے بیٹے اور بیٹے کے بیٹے کے ساتھ کیا گیا۔ ③

---

① محدث نوریؒ اپنی کتاب "نفس الرحمان فی فضائل سلمان" میں معرفت سلمان محمدی (فارسیؓ) کی طویل حدیث لکھنے کے بعد اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ:
"اگر اس حدیث جلیل سے ضعیف نفس اور کمزور عقلیں اور غافل دل اور تنگ سینے نفرت کریں تو ہم ان کے سینوں میں غیض وغضب کی آگ کو زیادہ بھڑکاتے ہیں تا کہ یہ موت و ہلاکت کو پکاریں۔ وہ اس طرح کہ اس (طویل) حدیث کے بعد ہم ایسی حدیث نقل کرتے ہیں جو سند میں زیادہ صحیح، لفظ کے اعتبار سے کم تر، معنی کے لحاظ سے کثیر اور بیان کے اعتبار سے زیادہ واضح اور سنجیدگی کے لحاظ سے زیادہ گراں اور فضیلت کے اعتبار سے زیادہ جامع ہے اور نقل کرنے میں زیادہ نفع بخش ہے اور اس لائق ہے کہ سونے کے قلموں سے جنات خلد بریں کی حوروں کے رخساروں پر لکھی جائے گویا کہ حسن وملاحت کی وجہ سے یاقوت ومرجان ہیں اور اس حدیث کو فخر الاعاجم اور عمد الشیعہ شیخ ابوجعفر طوسیؒ نے "کتاب الغیبۃ" میں لکھا ہے...... الخ۔ پھر انھوں نے یہ حدیث نقل کی۔

② نفس الرحمٰن فی فضائل سلمان: ص ۲۷۱، باب ۶؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۲، ص ۱۶۴، ح ۱۳۷۹۰؛ النجم الثاقب: ص ۵۱۴؛ منتہی الآمال: جلد ۲، ص ۴۱۵؛ طوالع الانوار مہدی تنکابنی: ص ۱۲۹؛ عقائد مومنین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ، آصف علی رضا ایڈووکیٹ: ح ۱۲۸۲

③ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۵۷، ح ۴۴

Scanned with CamScanner

(353) وَ سَأَلَهُ بَعْضُ الْمُتَكَلِّمِينَ وَ هُوَ الْمَعْرُوفُ بِتُرْكٍ الْهَرَوِيِّ فَقَالَ لَهُ كَمْ بَنَاتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ. فَقَالَ أَرْبَعٌ قَالَ فَأَيُّهُنَّ أَفْضَلُ فَقَالَ فَاطِمَةُ فَقَالَ وَ لِمَ صَارَتْ أَفْضَلَ وَ كَانَتْ أَصْغَرَهُنَّ سِنّاً وَ أَقَلَّهُنَّ صُحْبَةً لِرَسُولِ اللّٰهِ صلّى الله عليه و آله و سلّم. قَالَ لِخَصْلَتَيْنِ خَصَّهَا اللّٰهُ بِهِمَا تَطَوُّلاً عَلَيْهَا وَ تَشْرِيفاً وَ إِكْرَاماً لَهَا. إِحْدَاهُمَا أَنَّهَا وَرِثَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ لَمْ يَرِثْ غَيْرُهَا مِنْ وُلْدِهِ. وَ الْأُخْرَى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَبْقَى نَسْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ مِنْهَا وَ لَمْ يُبْقِهِ مِنْ غَيْرِهَا وَ لَمْ يَخْصُصْهَا بِذٰلِكَ إِلَّا لِفَضْلِ إِخْلَاصٍ عَرَفَهُ مِنْ نِيَّتِهَا. قَالَ الْهَرَوِيُّ فَمَا رَأَيْتُ أَحَداً تَكَلَّمَ وَ أَجَابَ فِي هٰذَا الْبَابِ بِأَحْسَنَ وَ لَا أَوْجَزَ مِنْ جَوَابِهِ.

ایک متکلم جو بترک ہروی معروف ہے، نے ان (حسین بن روحؓ) سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

انھوں نے جواب دیا: چار تھیں۔ ①

سائل نے پوچھا: ان میں سے افضل کون ہے؟

انھوں نے فرمایا: سیّدہ فاطمہؑ افضل ہیں۔

سائل نے پوچھا: وہ کیسے افضل ہوسکتی ہیں جبکہ وہ ان سب سے عمر میں چھوٹی ہیں اور رسولؐ اللہ کی صحبت میں بھی ان سے کم رہی ہیں؟

① رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کی تعداد کا مسئلہ برصغیر پاک و ہند میں شدید اختلافی ہے اور شیعہ سُنی بحثوں کا محور رہتا ہے اور سیدۂ کے علاوہ باقی بیٹیوں کے بارے کئی خیالات ہیں کہ وہ جنابِ خدیجہؑ کے پہلے شوہر سے تھیں یا جنابِ خدیجہؑ کی بہن کی بیٹیاں تھیں وغیرہ اور رسول اللہ ﷺ کے گھر پلنے کی وجہ سے عرفِ عام میں بیٹیاں کہی جانے لگیں۔ اس موضوع پر باقاعدہ کتب لکھی گئی ہیں ان کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات پر گفتگو کی بجائے اس متفق موضوع پر بات کی جانی چاہیے کہ جو مقام و مرتبہ جنابِ سیّدہ کا ہے وہ کسی اور کا نہیں ہے اور سیّدہ کے فضائل لامحدود ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حسین بن روحؒ نے یہ بات تقیۃً کہی ہو۔ واللہ اعلم!

انھوں نے فرمایا: دو خصوصیات کی وجہ سے جو اللہ نے ان کو عطا کی ہیں اور یہ اللہ کی ان پر رحمت ہے تا کہ ان کی شرافت اور کرامت سب پر واضح ہو جائے۔

پہلی خصوصیت یہ کہ وہ اکیلی رسول اللہ ﷺ کی وارث ہیں اور ان کے علاوہ آپؐ کی کوئی اولاد آپؐ کی وارث نہ ہوئی۔

اور دوسری خصوصیت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی نسل کو ان میں باقی رکھا اور کسی دوسرے میں باقی نہیں رکھا۔

اور اللہ تعالیٰ نے خلوص میں ان کی فوقیت کی بنا پر اور صرف ان کے خالص ارادے اور ضمیر کے بارے میں جاننے کی وجہ سے یہ دونوں فضیلتیں ان کو عطا کیں۔

ہروی کا بیان ہے کہ میں نے کسی کو اس سے زیادہ بہتر اور مفید جواب دیتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ ①

(354) وَ أَخْبَرَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ الْمُحَمَّدِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ تَمَّامٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ [بْنِ] الزَّكُوزَكِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ: وَ قَدْ ذَكَرْنَا كِتَابَ التَّكْلِيفِ وَ كَانَ عِنْدَنَا أَنَّهُ لَا يَكُونُ إِلَّا مَعَ غَالٍ وَ ذٰلِكَ أَنَّهُ أَوَّلُ مَا كَتَبْنَا الْحَدِيثَ - فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ وَ أَيْشٍ كَانَ لِابْنِ أَبِي الْعَزَاقِرِ فِي كِتَابِ التَّكْلِيفِ إِنَّمَا كَانَ يُصْلِحُ الْبَابَ وَ يُدْخِلُهُ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَيَعْرِضُهُ عَلَيْهِ وَ يُحَكِّكُهُ فَإِذَا صَحَّ الْبَابُ خَرَجَ فَنَقَلَهُ وَ أَمَرَنَا بِنُسْخَةٍ يَعْنِي أَنَّ الَّذِي أَمَرَهُمْ بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ فَكَتَبْتُهُ فِي الْإِدْرَاجِ بِخَطِّي بِبَغْدَادَ. قَالَ ابْنُ تَمَّامٍ فَقُلْتُ لَهُ تَفَضَّلْ يَا سَيِّدِي فَادْفَعْهُ إِلَيَّ حَتَّى أَكْتُبَهُ مِنْ خَطِّكَ فَقَالَ لِي قَدْ خَرَجَ عَنْ يَدِي. فَقَالَ ابْنُ تَمَّامٍ فَخَرَجْتُ وَ أَخَذْتُ مِنْ غَيْرِهِ فَكَتَبْتُ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ هٰذِهِ الْحِكَايَةَ.

① بحارالانوار: جلد ۴۳، ص ۳۷؛ عوالم العلوم: جلد ۱۱/ص ۵۱، ح ۱۶؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۳، ص ۳۲۳

Scanned with CamScanner

ابوالحسین محمد بن فضل بن تمام سے روایت ہے کہ میں نے ابوجعفر بن محمد بن احمد (بن) زکوزکی کو کہتے ہوئے سنا جبکہ ہم لوگ اس کتاب التکلیف کا تذکرہ کر رہے تھے جو ہم لوگوں کے پاس تھی کہ یہ کتاب کسی غالی ہی کے پاس ہوگی تو انھوں نے کہا: اس کتاب التکلیف میں ابن ابی عزاقر کا کیا ہے، وہ تو ایک باب ترتیب دیتا اور شیخ ابوالقاسم حسین بن روح کے پاس لے جاتا۔ وہ اس کو کانٹ چھانٹ کر درست کر دیتے، جب وہ درست ہوجاتی تو وہاں سے لے کر لکھتا، اس کی نقل کرتا اور اس کے نقل کرنے کا لوگوں کو حکم دیتا یعنی انھی باتوں کو نقل کرنے کی اجازت ہوتی جن کو حسین بن روح نے درست کر دیا ہوتا۔

ابوجعفر کا بیان ہے کہ میں نے اس کتاب کو اپنے ہاتھ سے بغداد میں نقل کیا ہے۔

ابن تمام کا بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ ان سے کہا: جناب! مجھے وہ کتاب عنایت فرما دیں جو آپ نے اپنے ہاتھ سے نقل کی ہے میں اسے نقل کر کے آپ کو واپس کر دوں گا۔

انھوں نے کہا: اب وہ میرے پاس نہیں ہے۔

ابن تمام کا بیان ہے کہ پھر میں ان کے پاس سے چلا آیا اور کسی دوسرے شخص سے لے کر اس کی نقل کر لی اور اس کے بعد مَیں نے یہ حکایت سنی۔ [1]

(355) وَ قَالَ أَبُو ٱلْحُسَيْنِ بْنُ تَمَّامٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ ٱلْكُوفِيُّ خَادِمُ ٱلشَّيْخِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ ٱلشَّيْخُ يَعْنِي أَبَا ٱلْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ كُتُبِ اِبْنِ أَبِي ٱلْعَزَاقِرِ بَعْدَ مَا ذُمَّ وَ خَرَجَتْ فِيهِ ٱللَّعْنَةُ فَقِيلَ لَهُ فَكَيْفَ نَعْمَلُ بِكُتُبِهِ وَ بُيُوتُنَا مِنْهَا مِلاَءٌ فَقَالَ أَقُولُ فِيهَا مَا قَالَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ سُئِلَ عَنْ كُتُبِ بَنِي فَضَّالٍ فَقَالُوا كَيْفَ نَعْمَلُ بِكُتُبِهِمْ وَ بُيُوتُنَا مِنْهَا مِلاَءٌ. فَقَالَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ خُذُوا بِمَا رَوَوْا وَ ذَرُوا مَا رَأَوْا.

حسین بن روحؒ کے خادم عبداللہ کوفی سے روایت ہے کہ شیخ حسین بن روحؒ سے ابن

---

[1] بحارالانوار: جلد۵۱، ص۳۵۸

ابی قزاقر کی کتب کے متعلق اس پر امام علیہ السلام کی طرف سے مذمت اور لعنت وارد ہونے کے بعد پوچھا گیا اور ان سے کہا گیا: ہم اس (ابن ابی قزاقر) کی کتب پر کیسے عمل کریں جبکہ ہمارے گھر ان سے بھرے ہوئے ہیں؟

شیخ ابوالقاسمؒ نے فرمایا: میں اس بارے میں وہی کہوں گا جو امام ابومحمد حسن بن علیؑ سے فرمایا تھا جب آپؑ سے کتب بنی فضال کے متعلق سوال کیا گیا اور کہا گیا کہ ہم ان کی کتابوں پر کیسے عمل کریں جبکہ ہمارے گھر ان سے بھرے پڑے ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ انھوں نے روایت کیا ہے اسے لے لو اور جو ان کا اپنا بیان ہے اسے ترک کر دو۔ [1]

(356) وَ سَأَلَ أَبُو ٱلْحَسَنِ ٱلْإِيَادِيُّ رَحِمَهُ اللهُ أَبَا ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنَ بْنَ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِمَ كُرِهَ ٱلْمُتْعَةُ بِٱلْبِكْرِ فَقَالَ قَالَ ٱلنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ ٱلْحَيَاءُ مِنَ ٱلْإِيمَانِ وَ ٱلشُّرُوطُ بَيْنَكَ وَ بَيْنَهَا فَإِذَا حَمَلْتَهَا عَلَى أَنْ تُنْعِمَ فَقَدْ خَرَجَتْ عَنِ ٱلْحَيَاءِ وَ زَالَ ٱلْإِيمَانُ فَقَالَ لَهُ فَإِنْ فَعَلَ فَهُوَ زَانٍ قَالَ لاَ.

اور ابوالحسن ایادی نے ابوالقاسم حسین بن روحؒ سے پوچھا کہ باکرہ لڑکی سے متعہ کیوں مکروہ ہے؟

انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حیاء جزوِ ایمان ہے اور تمھارے اور اس کے درمیان جو شرائط ہوں گی ان پر تم اس سے ہاں کہلاؤ گے تو اس کی حیا جاتی رہے گی اور ایمان زائل ہوگا۔

ابوالحسن نے ان سے پوچھا: اگر کوئی ایسا کرے گا تو کیا وہ زانی ہوگا؟

انھوں نے فرمایا: نہیں۔ [2]

---

[1] بحارالانوار: جلد۲، ص ۲۵۲، ح ۷۲؛ اور جلد۵۱، ص ۳۵۸؛ عوالم العلوم: جلد۳، ص ۵۷۳، ح ۷۳؛ وسائل الشیعہ: جلد۱۸، ص ۱۰۳، ح ۱۳

[2] بحارالانوار: جلد۵۱، ص۳۵۸

Scanned with CamScanner

(357) وَ أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ الْقُمِّيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَلَامَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَنْفَذَ الشَّيْخُ الْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كِتَابَ التَّأْدِيبِ إِلَى قُمَّ وَ كَتَبَ إِلَى جَمَاعَةِ الْفُقَهَاءِ بِهَا وَ قَالَ لَهُمْ انْظُرُوا فِي هٰذَا الْكِتَابِ وَ انْظُرُوا فِيهِ شَيْءٌ يُخَالِفُكُمْ. فَكَتَبُوا إِلَيْهِ أَنَّهُ كُلَّهُ صَحِيحٌ وَ مَا فِيهِ شَيْءٌ يُخَالِفُ إِلَّا قَوْلُهُ (فِي) الصَّاعِ فِي الْفِطْرَةِ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَ الطَّعَامُ عِنْدَنَا مِثْلُ الشَّعِيرِ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ صَاعٌ.

سلامہ بن محمد سے روایت ہے کہ حسین بن روحؒ نے اپنی کتاب ''التادیب'' قم بھیجی اور وہاں کے چند فقہاء کو خط لکھا کہ اس کتاب کا مطالعہ کرکے یہ تحریر کریں کہ اس میں کہ اس کتاب میں آپ لوگوں کے مخالف تو کوئی چیز نہیں ہے؟

پس ان لوگوں نے جواب لکھا کہ اس میں سب کچھ صحیح ہے اور ہمارے مخالف کوئی شے نہیں ہے سوائے فطرے کے متعلق جو ایک صاع کی جگہ نصف صاع لکھا ہے حالانکہ ہمارے نزدیک ہر شخص کے لیے فطرے میں از قسم جَو ایک صاع ہونا چاہیے۔ (1)

(358) قَالَ ابْنُ نُوحٍ وَ سَمِعْتُ جَمَاعَةً مِنْ أَصْحَابِنَا بِمِصْرَ يَذْكُرُونَ: أَنَّ أَبَا سَهْلٍ النَّوْبَخْتِيَّ سُئِلَ فَقِيلَ لَهُ كَيْفَ صَارَ هٰذَا الْأَمْرُ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ دُونَكَ. فَقَالَ هُمْ أَعْلَمُ وَ مَا اخْتَارُوهُ وَ لَكِنْ أَنَا رَجُلٌ أَلْقَى الْخُصُومَ وَ أُنَاظِرُهُمْ وَ لَوْ عَلِمْتُ بِمَكَانِهِ كَمَا عَلِمَ أَبُو الْقَاسِمِ وَ ضَغَطَتْنِي الْحُجَّةُ (عَلَى مَكَانِهِ) لَعَلِّي كُنْتُ أَدُلُّ عَلَى مَكَانِهِ وَ أَبُو الْقَاسِمِ فَلَوْ كَانَتِ الْحُجَّةُ تَحْتَ ذَيْلِهِ وَ قُرِضَ بِالْمَقَارِيضِ مَا كَشَفَ الذَّيْلَ عَنْهُ أَوْ كَمَا قَالَ.

ابن نوح سے روایت ہے کہ میں نے مصر میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے سنا کہ ابوسہل نوبختی سے سوال کیا گیا کہ یہ امر شیخ ابوالقاسم حسین بن روح تک کیسے پہنچا اور آپ تک

---

(1) بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۸

نہیں پہنچا؟

انھوں نے کہا: وہ اس بارے میں زیادہ جانتے ہیں کہ انھوں نے کس کا انتخاب کیا ہے اور میں ایک ایسا آدمی ہوں جو مخالفوں سے ملتا ہوں اور ان سے مناظرے کرتا ہوں اور اگر میں ان کا مقام جانتا جیسا کہ ابوالقاسم نے جانا اور میری حجت کو اس کی جگہ پر دبایا جاتا تو شاید میں ان کے مقام پر ہوتا اور ابوالقاسم تو اگر حجت ان کی چادر کے نیچے ہے تو اسے قینچی سے بھی کاٹا جائے تب بھی ہٹایا نہیں جاسکتا یا ایسا کچھ کہا۔ (1)

(359) وَ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي الْعَزَاقِرِ الشَّلْمَغَانِيُّ فِي أَوَّلِ كِتَابِ الْغَيْبَةِ الَّذِي صَنَّفَهُ: وَ أَمَّا مَا بَيْنِي وَ بَيْنَ الرَّجُلِ الْمَذْكُورِ زَادَ اللهُ فِي تَوْفِيقِهِ فَلَا مَدْخَلَ لِي فِي ذٰلِكَ إِلَّا لِمَنْ أَدْخَلْتُهُ فِيهِ لِأَنَّ الْجِنَايَةَ عَلَيَّ فَإِنِّي وَلِيُّهَا.

اور محمد بن علی بن ابی عزاقر نے کتاب الغیبۃ کے آغاز میں اس کا تذکرہ کیا ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ میرے اور اس شخص کے مابین تنازعہ کی بات ہے۔ اللہ اس کی توفیق میں اضافہ کرے۔ کوئی بھی اس میں دخل اندازی نہیں کرسکتا سوائے اس کے جس میں میں ملوث ہوں کیونکہ میں نشانہ ہوں اور یہ میرا حق ہے۔ (2)

(360) وَ قَالَ فِي فَصْلٍ آخَرَ: وَ مَنْ عَظُمَتْ مِنَّتُهُ عَلَيْهِ تَضَاعَفَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِ وَ لَزِمَهُ الصِّدْقُ فِيمَا سَاءَهُ وَ سَرَّهُ وَ لَيْسَ يَنْبَغِي فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَ اللهِ إِلَّا الصِّدْقُ عَنْ أَمْرِهِ مَعَ عِظَمِ جِنَايَتِهِ وَ هٰذَا الرَّجُلُ مَنْصُوبٌ لِأَمْرٍ مِنَ الْأُمُورِ لَا يَسَعُ الْعِصَابَةَ الْعُدُولُ عَنْهُ فِيهِ وَ حُكْمُ الْإِسْلَامِ مَعَ ذٰلِكَ جَارٍ عَلَيْهِ كَجَرْيِهِ عَلَى غَيْرِهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ ذَكَرَهُ.

اور دوسری فصل میں لکھا ہے کہ کوئی شخص جس پر خدا کی نعمتیں عظیم ہیں، بہت سارے

---

(1) بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۹

(2) ایضاً

Scanned with CamScanner

دلائل اسے پابند کرتے ہیں اور اس پر سچ بولنا لازم ہے چاہے تکلیف ہو یا چاہے خوشی ہو۔ یہ میرے لیے جائز نہیں ہے کہ میرے اور اللہ کے درمیان اس کے امر کے بارے سوائے سچ بولنے کے کچھ ہو۔ یہ شخص ایک فرض کے لیے مقرر کیا گیا ہے جس سے عوام الناس کو منہ موڑنے کی اجازت نہیں ہے اور اسلام کا حکم اس پر ایسے ہی جاری ہوتا ہے جیسے دوسرے مومنین پر جاری ہوتا ہے اور اس نے اس کا ذکر کیا ہے۔ [1]

(361) وَ ذَكَرَ أَبُو مُحَمَّدٍ هَارُونُ بْنُ مُوسَى قَالَ قَالَ لِي أَبُو عَلِيِّ بْنُ الْجُنَيْدِ قَالَ لِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الشَّلْمَغَانِيُّ: مَا دَخَلْنَا مَعَ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي هٰذَا الْأَمْرِ إِلَّا وَ نَحْنُ نَعْلَمُ فِيمَا دَخَلْنَا فِيهِ لَقَدْ كُنَّا نَتَهَارَشُ عَلَى هٰذَا الْأَمْرِ كَمَا تَتَهَارَشُ الْكِلَابُ عَلَى الْجِيَفِ. قَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ فَلَمْ تَلْتَفِتِ الشِّيعَةُ إِلَى هٰذَا الْقَوْلِ وَ أَقَامَتْ عَلَى لَعْنِهِ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْهُ.

ابوجعفر محمد بن علی شلمغانی سے روایت ہے کہ ہم نے ابوالقاسم حسین بن روحؒ سے اس امر میں دخل اندازی کی جبکہ ہم جانتے تھے کہ ہم کس میں دخل اندازی کر رہے ہیں اور ہم اس امر میں اس طرح جھگڑ رہے تھے جیسے کتے لاش کے اُوپر ایک دوسرے سے جھگڑتے ہیں۔ [2]

قولِ مؤلف: ابومحمد کا بیان ہے کہ شیعہ نے ان الفاظ پر توجہ نہیں دی اور وہ اس پر لعنت اور برأت کے لیے قائم تھے۔

ابوالحسن علی بن محمد سمری کا تذکرہ

یہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ کے بعد ان (امام زمانہ علیہ السلام) کے وکیل مقرر ہوئے اور ان کی وفات کے ساتھ امام علیہ السلام کی خصوصی نمایندگی ختم ہوگئی اور صرف یہی چاروں امام علیہ السلام سے رابطے کا دروازہ تھے۔

---

[1] ایضاً

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۵۹

(362) أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَكَرِيَّا بِمَدِينَةِ السَّلَامِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ خَلِيلَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّهِ عَتَّابٍ مِنْ وُلْدِ عَتَّابِ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ: وُلِدَ الْخَلَفُ الْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ أُمُّهُ رَيْحَانَةُ وَ يُقَالُ لَهَا نَرْجِسُ وَ يُقَالُ لَهَا صَقِيلُ وَ يُقَالُ لَهَا سَوْسَنُ إِلَّا أَنَّهُ قِيلَ بِسَبَبِ الْحَمْلِ صَقِيلُ. وَ كَانَ مَوْلِدُهُ لِثَمَانٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ سِتٍّ وَ خَمْسِينَ وَ مِائَتَيْنِ وَ وَكِيلُهُ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ. فَلَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ أَوْصَى إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ رَحِمَهُ اللهُ وَ أَوْصَى أَبُو جَعْفَرٍ إِلَى أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ أَوْصَى أَبُو الْقَاسِمِ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ السَّمُرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا حَضَرَتِ السَّمُرِيَّ الْوَفَاةُ سُئِلَ أَنْ يُوصِيَ فَقَالَ لِلّٰهِ أَمْرٌ هُوَ بَالِغُهُ. فَالْغَيْبَةُ التَّامَّةُ هِيَ الَّتِي وَقَعَتْ بَعْدَ مُضِيِّ السَّمُرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

عتاب بن اسید کی اولاد میں سے عتاب سے روایت ہے امام صاحب العصرؑ یومِ جمعہ تولد ہوئے، آپؑ کی والدہ محترمہ کا نام ریحانہ تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا نام نرجس تھا اور صیقل بھی کہا جاتا تھا اور سوسن بھی بتایا جاتا ہے لیکن صیقل ان کو حمل کی وجہ سے کہا جاتا ہے، آپؑ کی ولادت باسعادت (یا ظہور پُرنور) ۹ شعبان ۲۵۶ھ میں ہوئی، آپؑ کے وکیل عثمان بن سعید تھے۔ جب ان کا انتقال ہونے والا تھا تو انھوں نے اپنا وصی ابوجعفر محمد بن عثمان بن سعید کو مقرر کیا۔ پھر ابوجعفر نے اپنا وصی ابوالقاسم حسین بن روحؒ کو بنایا۔ پھر ابوالقاسم نے اپنا وصی ابوالحسن علی بن محمد سمری کو مقرر کیا۔ جب ان کا وقتِ وفات قریب آیا تو ان سے کہا گیا: آپ کسی کو اپنا وصی بنا دیں۔ انھوں نے فرمایا: اب یہ امر اللہ کے ہاتھ میں رہے اور وہ اس امر کو پورا کرے گا۔

پس (علی بن محمد) سمری کی وفات ہی وہ وقت تھا جب غَیبت تامہ (کبریٰ) شروع

ہوگئی۔ ①

(363) وَأَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ ٱلنُّعْمَانِ وَ ٱلْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ ٱللّٰهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ ٱللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ ٱلصَّفْوَانِيِّ قَالَ: أَوْصَى ٱلشَّيْخُ أَبُو ٱلْقَاسِمِ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ إِلَى أَبِي ٱلْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلسَّمُرِيِّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ فَقَامَ بِمَا كَانَ إِلَى أَبِي ٱلْقَاسِمِ. فَلَمَّا حَضَرَتْهُ ٱلْوَفَاةُ حَضَرَتِ ٱلشِّيعَةُ عِنْدَهُ وَسَأَلَتْهُ عَنِ ٱلْمُوَكَّلِ بَعْدَهُ وَلِمَنْ يَقُومُ مَقَامَهُ فَلَمْ يُظْهِرْ شَيْئاً مِنْ ذٰلِكَ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُؤْمَرْ بِأَنْ يُوصِيَ إِلَى أَحَدٍ بَعْدَهُ فِي هٰذَا ٱلشَّأْنِ.

ابوعبداللہ محمد بن احمد صفوانی سے روایت ہے کہ شیخ ابوالقاسم نے اپنا وصی ابوالحسن علی بن محمد سمری کو مقرر کیا اور وہ اُمور جو ابوالقاسم حسین بن روحؒ انجام دیا کرتے تھے، انھوں نے انجام دینے شروع کیے مگر ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو شیعوں کا ایک گروہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: آپ کے بعد اس مقام (سفارت) پر کون ہوگا اور آپ کس کو اپنا جانشین بنا رہے ہیں؟

انھوں نے فرمایا: مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا ہے کہ میں کسی کو اپنے بعد اپنا وصی مقرر کروں۔ ②

(364) وَأَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ٱلْحَسَنِ صَالِحُ بْنُ شُعَيْبٍ ٱلطَّالَقَانِيُّ رَحِمَهُ ٱللّٰهُ فِي ذِي ٱلْقَعْدَةِ سَنَةَ تِسْعٍ وَثَلَاثِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ ٱللّٰهِ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَخْلَدٍ قَالَ: حَضَرْتُ بَغْدَادَ عِنْدَ ٱلْمَشَايِخِ رَحِمَهُمُ ٱللّٰهُ فَقَالَ ٱلشَّيْخُ أَبُو ٱلْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ٱلسَّمُرِيُّ قُدِّسَ سِرُّهُ اِبْتِدَاءً مِنْهُ رَحِمَ ٱللّٰهُ عَلِيَّ بْنَ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ ٱلْقُمِّيَّ.

---

① کمال الدین: ص ۳۳۲، ح ۱۲؛ بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۱۵، ح ۱۵، اور جلد ۵۱، ص ۳۵۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۱، ح ۳۳۸

② بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۰

قَالَ فَكَتَبَ ٱلْمَشَايِخُ تَارِيخَ ذٰلِكَ ٱلْيَوْمِ فَوَرَدَ ٱلْخَبَرُ أَنَّهُ تُوُفِّيَ فِي ذٰلِكَ ٱلْيَوْمِ. وَمَضَى أَبُو ٱلْحَسَنِ ٱلسَّمُرِيُّ رَضِيَ ٱللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي ٱلنِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ تِسْعٍ وَعِشْرِينَ وَثَلَاثِمِائَةٍ.

ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم بن مخلد سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ بغداد میں وہاں کے مشائخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب ابوالحسن علی بن محمد سمری کے پاس پہنچا تو انھوں نے بغیر کچھ دریافت کیے خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علی بن حسین بابویہ قمی پر رحم فرمائے۔

راوی کا بیان ہے کہ مشائخ نے وہ دن اور تاریخ قلمبند کرلی۔ کچھ دنوں بعد خبر آئی کہ علی بن حسین بن بابویہ کا اسی دن انتقال ہوا اور ابوالحسن سمری نے ان کے بعد ۱۵ شعبان ۳۲۹ھ میں انتقال کیا۔ ①

(365) وَأَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ بَابَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ ٱلْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ ٱلْمُكَتِّبُ قَالَ: كُنْتُ بِمَدِينَةِ ٱلسَّلَامِ فِي ٱلسَّنَةِ ٱلَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا ٱلشَّيْخُ أَبُو ٱلْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ٱلسَّمُرِيُّ قُدِّسَ سِرُّهُ فَحَضَرْتُهُ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِأَيَّامٍ فَأَخْرَجَ إِلَى ٱلنَّاسِ تَوْقِيعاً نُسْخَتُهُ: بِسْمِ ٱللّٰهِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ يَا عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ ٱلسَّمُرِيَّ أَعْظَمَ ٱللّٰهُ أَجْرَ إِخْوَانِكَ فِيكَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ سِتَّةِ أَيَّامٍ فَاجْمَعْ أَمْرَكَ وَلَا تُوصِ إِلَى أَحَدٍ فَيَقُومَ مَقَامَكَ بَعْدَ وَفَاتِكَ فَقَدْ وَقَعَتِ ٱلْغَيْبَةُ ٱلتَّامَّةُ فَلَا ظُهُورَ إِلَّا بَعْدَ إِذْنِ ٱللّٰهِ تَعَالَى ذِكْرُهُ وَذٰلِكَ بَعْدَ طُولِ ٱلْأَمَدِ وَقَسْوَةِ ٱلْقُلُوبِ وَٱمْتِلَاءِ ٱلْأَرْضِ جَوْراً وَسَيَأْتِي شِيعَتِي مَنْ يَدَّعِي ٱلْمُشَاهَدَةَ أَلَا فَمَنِ ٱدَّعَى ٱلْمُشَاهَدَةَ قَبْلَ خُرُوجِ ٱلسُّفْيَانِيِّ وَٱلصَّيْحَةِ فَهُوَ كَذَّابٌ مُفْتَرٍ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِٱللّٰهِ ٱلْعَلِيِّ ٱلْعَظِيمِ قَالَ فَنَسَخْنَا هٰذَا ٱلتَّوْقِيعَ وَخَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَلَمَّا كَانَ ٱلْيَوْمُ ٱلسَّادِسُ عُدْنَا إِلَيْهِ وَهُوَ يَجُودُ

---

① کمال الدین: ص ۵۰۳، ح ۳۲؛ بحار الانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۲۸، ح ۴۵؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۲، ح ۸۸؛ معادن الحکمۃ: جلد ۲، ص ۲۸۹؛ ثاقب المناقب: ص ۲۷۰ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

بِنَفْسِهِ فَقِيلَ لَهُ مَنْ وَصِيُّكَ مِنْ بَعْدِكَ فَقَالَ لِلّٰهِ أَمْرٌ هُوَ بَالِغُهُ وَ قَضَى فَهٰذَا آخِرُ كَلَامٍ سُمِعَ مِنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ.

ابومحمد حسن بن احمد مکتب سے روایت ہے کہ جس سال شیخ ابوالحسن علی بن محمد سمری کی وفات ہوئی تو میں مدینۃ السلام (بغداد) میں تھا۔ ان کی وفات سے پہلے میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے لوگوں کے سامنے امام زمانہؑ کی ایک توقیع پیش کی جس کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''اے علی بن محمد سمری! اللہ تمھاری موت پر تمھارے بھائیوں کو صبر کرنے کا اجرِ عظیم عطا فرمائے اس لیے کہ اب سے چھے دن میں تمھارا انتقال ہوجائے گا لہٰذا اپنے معاملات کو سمیٹ لو اور آیندہ کے لیے اپنا وصی کسی کو مقرر نہ کرنا جو تمھاری وفات کے بعد تمھارا قائم مقام ہو اس لیے کہ غَیبت تامہ واقع ہوچکی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا حکم اور اذن ہوگا اسی وقت ظہور ہوا اور اس میں ایک طویل مدت لگ جائے گی، اس عرصے میں لوگوں کے دل سخت ہوجائیں گے، زمین ظلم و جَور سے بھر جائے گی، ہمارے شیعوں میں سے کچھ ایسے ہوں گے جو یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم نے (امام زمانہؑ کو) دیکھا ہے مگر یاد رکھو! جو شخص خروجِ سفیانی سے پہلے اور صدائے آسمانی پیدا ہونے سے قبل مجھے دیکھنے کا دعویٰ کرے وہ مفتری اور جھوٹا ہوگا اور نہیں ہے کوئی طاقت اور نہیں ہے کوئی قوت سوائے اللہ کی مدد کے جو اعلیٰ و عظیم ہے''۔

راوی کا بیان ہے کہ پھر میں نے اس توقیع کو لکھ لیا اور وہاں سے چلا آیا۔ چھٹے روز پھر گیا تو وہ جانکنی کے عالم میں تھے۔ لوگوں نے پوچھا: آپ کے بعد آپ کا وصی کون ہوگا؟ انھوں نے جواب دیا: اب یہ امر اللہ کے پاس رہے گا اور وہ اپنے امر کو پورا کرے گا۔ یہ کہہ کر وہ انتقال فرما گئے اور یہ کلام آخر تھا جو سنا گیا۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ

سے راضی ہوں۔ ①

(366) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بَابَوَيْهِ الْقُمِّيِّ قَالَ حَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ قُمَّ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ بَابَوَيْهِ قَالَ حَدَّثَنِي جَمَاعَةٌ مِنْ أَهْلِ قُمَّ مِنْهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عِمْرَانَ الصَّفَّارُ وَ قَرِيبُهُ عَلَوِيَّةُ الصَّفَّارُ وَ الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ قَالُوا: حَضَرْنَا بَغْدَادَ فِي السَّنَةِ الَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا أَبِي عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ وَ كَانَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّمُرِيُّ قُدِّسَ سِرُّهُ يَسْأَلُنَا كُلَّ قَرِيبٍ عَنْ خَبَرِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ. فَنَقُولُ قَدْ وَرَدَ الْكِتَابُ بِاسْتِقْلَالِهِ حَتَّى كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَأَلَنَا عَنْهُ فَذَكَرْنَا لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ. فَقَالَ [لَنَا] آجَرَكُمُ اللّٰهُ فِي عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَدْ قُبِضَ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ. قَالُوا فَأَثْبَتْنَا تَارِيخَ السَّاعَةِ وَ الْيَوْمِ وَ الشَّهْرِ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَبْعَةَ عَشَرَ يَوْماً أَوْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْماً وَرَدَ الْخَبَرُ أَنَّهُ قُبِضَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ الَّتِي ذَكَرَهَا الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ قُدِّسَ سِرُّهُ.

علی بن احمد بن عمران صفار اور قریبہ علویہ صفار اور حسین بن احمد بن ادریس (ان پر اللہ کی رحمت ہو) سے روایت ہے کہ جس سال علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ کا انتقال ہوا ہم لوگ بغداد گئے۔ ابوالحسن علی بن محمد سمری ہم لوگوں سے علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ کی خیریت دریافت فرمایا کرتے تھے اور ہم عرض کردیتے تھے کہ جی ہاں! خط آیا ہے۔ وہ خیریت سے ہیں۔ چنانچہ جس روز ان کا انتقال ہوا اس دن بھی خیریت دریافت فرمائی۔ ہم لوگوں نے حسب معمول کہہ دیا کہ جی ہاں وہ خیریت سے ہیں۔

---

① کمال الدین: ص ۵۱۶، ح ۴۴؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۰، ح ۷؛ اور جلد ۵۲، ص ۱۵۱، ح ۱؛ الاحتجاج: ص ۴۷۸؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۱۷؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۲۸؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۳۰؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۳۶؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۵۳۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۹۳، ح ۱۱۲؛ تاج الموالید: ص ۱۴۴؛ ثاقب المناقب: ص ۲۶۴

Scanned with CamScanner

انھوں نے فرمایا: علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ کا ابھی ابھی انتقال ہوگیا ہے۔ اللہ تم لوگوں کو ان کی وفات پر صبر کا اجر عطا فرمائے۔

ان لوگوں کا بیان ہے کہ ہم نے وہ وقت، تاریخ اور مہینہ قلمبند کرلیا۔ پھر سترہ اٹھارہ دن کے بعد خبر آئی کہ ان کا انتقال اسی وقت اور اسی روز ہوا جس کی نشاندہی شیخ ابوالحسن سمری نے کی تھی۔ [1]

(367) وَ أَخْبَرَنِي اَلْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي اَلْعَبَّاسِ بْنِ نُوحٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ هِبَةِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْكَاتِبِ: أَنَّ قَبْرَ أَبِي اَلْحَسَنِ اَلسَّمُرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي اَلشَّارِعِ اَلْمَعْرُوفِ بِشَارِعِ اَلْخَلَنْجِيِّ مِنْ رُبْعِ بَابِ اَلْمُحَوَّلِ قَرِيبٌ مِنْ شَاطِئِ نَهَرِ أَبِي عَتَّابٍ وَ ذَكَرَ أَنَّهُ مَاتَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي سَنَةِ تِسْعٍ وَ عِشْرِينَ وَ ثَلاَثِمِائَةٍ.

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد کاتب سے روایت ہے کہ ابوالحسن سمری کی قبر شارع خلنجی میں نہر ابی عتاب کے کنارے ہے اور انھوں نے ۳۲۹ ہجری میں انتقال فرمایا۔ [2]

سفارت اور ربوابیت کے چند جھوٹے دعویداروں کا تذکرہ

(ابومحمد) المعروف شریعی

(368) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ اَلتَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ: قَالَ كَانَ اَلشَّرِيعِيُّ يُكَنَّى بِأَبِي مُحَمَّدٍ. قَالَ هَارُونُ وَ أَظُنُّ اِسْمَهُ كَانَ اَلْحَسَنَ وَ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بَعْدَهُ عَلَيْهِمَا اَلسَّلاَمُ وَ هُوَ أَوَّلُ مَنِ اِدَّعَى مَقَاماً لَمْ يَجْعَلْهُ اللهُ فِيهِ وَ لَمْ يَكُنْ أَهْلاً لَهُ وَ كَذَبَ عَلَى اللهِ وَ عَلَى حُجَجِهِ عَلَيْهِمُ السَّلاَمُ وَ نَسَبَ إِلَيْهِمْ مَا لاَ يَلِيقُ بِهِمْ وَ مَا هُمْ مِنْهُ بِرَاءٌ فَلَعَنَتْهُ اَلشِّيعَةُ وَ تَبَرَّأَتْ مِنْهُ وَ خَرَجَ تَوْقِيعُ اَلْإِمَامِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ بِلَعْنِهِ وَ اَلْبَرَاءَةِ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۱، ح ۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۶۹۳، ح ۱۱۳

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۱، ح ۸

مِنْهُ. قَالَ هَارُونُ ثُمَّ ظَهَرَ مِنْهُ اَلْقَوْلُ بِالْكُفْرِ وَ اَلْإِلْحَادِ. قَالَ وَ كُلُّ هَؤُلاَءِ اَلْمُدَّعِينَ إِنَّمَا يَكُونُ كَذِبُهُمْ أَوَّلاً عَلَى اَلْإِمَامِ وَ أَنَّهُمْ وُكَلاَؤُهُ فَيَدْعُونَ اَلضَّعَفَةَ بِهَذَا اَلْقَوْلِ إِلَى مُوَالاَتِهِمْ ثُمَّ يَتَرَقَّى اَلْأَمْرُ بِهِمْ إِلَى قَوْلِ اَلْحَلاَّجِيَّةِ كَمَا اشْتَهَرَ مِنْ أَبِي جَعْفَرٍ اَلشَّلْمَغَانِيِّ وَ نُظَرَائِهِ عَلَيْهِمْ جَمِيعاً لَعَائِنُ اللهِ تَتْرَى.

ابوعلی محمد بن ہمام سے روایت ہے کہ شریعی کی کنیت ابومحمد تھی اور ہارون کا بیان ہے کہ میرے خیال میں اس کا نام حسن تھا اور حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد علیہ السلام کے اصحاب میں شمار ہوتا تھا۔ اس کے بعد امام حسن بن علی عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں بھی شمار ہونے لگا اور یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے ایسے مقام و مرتبے کا دعویٰ کیا جس کا نہ وہ اہل تھا اور نہ جسے اللہ نے اس کے لیے قرار دیا تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ اور ائمہ اطہارؑ پر بہتان رکھا اور ان حضرات کی طرف ایسی غلط باتیں منسوب کیں جو ان حضراتؑ کی شان کے بالکل خلاف تھیں۔ چنانچہ اس پر شیعوں نے لعنت بھیجی اور اس سے اپنی برأت و بیزاری کا اظہار کیا اور امام زمانہؑ کی طرف سے اس پر لعنت اور برأت کے لیے توقیع برآمد ہوئی۔

ہارون کا بیان ہے کہ پھر اس کے منہ سے کفر و الحاد کی بدبودار باتیں صادر ہونے لگیں۔ نیز ان کا بیان ہے کہ یہ تمام دعویدار سب سے پہلے تو امامؑ پر جھوٹ باندھتے اور کہتے کہ وہ لوگ امامؑ کے وکیل ہیں اور وہ لوگ اپنے اس قول سے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو اس امر کی دعوت دیتے کہ وہ ان لوگوں سے عقیدت رکھیں۔ پھر ان لوگوں کا یہ معاملہ آگے چل کر حلاجیوں تک جا پہنچا جیسا کہ ابوجعفر شلمغانی اور اس کے امثال کے لیے مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر لعنت کرے۔ [1]

محمد بن نصیر نمیری

(369) قَالَ اِبْنُ نُوحٍ أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ اَلنُّمَيْرِيُّ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي مُحَمَّدٍ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ

---

[1] بحارالانوار: ص ۵۱، ص ۳۶۷

Scanned with CamScanner

السَّلَامُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُو مُحَمَّدٍ اِدَّعَى مَقَامَ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّهُ صَاحِبُ إِمَامِ الزَّمَانِ وَ اِدَّعَى لَهُ الْبَابِيَّةَ وَ فَضَحَهُ اللهُ تَعَالَى بِمَا ظَهَرَ مِنْهُ مِنَ الْإِلْحَادِ وَ الْجَهْلِ وَ لَعْنِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ لَهُ وَ تَبَرِّيهِ مِنْهُ وَ اِحْتِجَابِهِ عَنْهُ وَ اِدَّعَى ذٰلِكَ الْأَمْرَ بَعْدَ الشَّرِيعِيِّ.

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد سے روایت ہے کہ محمد بن نصیر نمیری حضرت امام ابومحمد حسن بن علی عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں شمار ہوتا تھا۔ جب امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوگئی تو اس نے ابوجعفر محمد بن عثمان کے عہدے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ امامِ زمانہ علیہ السلام کا باب (دروازہ) ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے جہل اور الحاد کو ظاہر کر کے اسے رُسوا اور ذلیل کیا اور ابوجعفر محمد بن عثمان نے اس پر لعنت کی اور اس سے تبرا و بیزاری کا اظہار کیا اور اس سے سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اس نے اس امر کا دعویٰ شریعی کے بعد کیا۔ [1]

(370) قَالَ أَبُو طَالِبٍ الْأَنْبَارِيُّ: لَمَّا ظَهَرَ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ بِمَا ظَهَرَ لَعَنَهُ أَبُو جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ تَبَرَّأَ مِنْهُ فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَقَصَدَ أَبَا جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِيَعْطِفَ بِقَلْبِهِ عَلَيْهِ أَوْ يَعْتَذِرَ اِلَيْهِ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ وَ حَجَبَهُ وَ رَدَّهُ خَائِباً.

ابوطالب انباری کا بیان ہے کہ جب محمد بن نصیر نے (اپنے دعوے کا) اظہار کیا تو ابوجعفر نے اس سے بیزاری ظاہر کی اور اسے اس کی خبر پہنچی تو اس نے ارادہ کیا کہ وہ ابوجعفر کے پاس جائے اور ان سے معذرت کرے مگر انھوں نے اس کی اجازت لی اور وہ مایوس ہوکر واپس آگیا۔ [2]

(371) وَ قَالَ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ النُّمَيْرِيُّ يَدَّعِي أَنَّهُ رَسُولُ نَبِيٍّ وَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَرْسَلَهُ وَ كَانَ يَقُولُ بِالتَّنَاسُخِ وَ يَغْلُو فِي أَبِي الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ يَقُولُ فِيهِ بِالرُّبُوبِيَّةِ

[1] بحارالانوار: ج۵۱، ص ۳۶۷

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۸

وَ يَقُولُ بِالْإِبَاحَةِ لِلْمَحَارِمِ وَ تَحْلِيلِ نِكَاحِ الرِّجَالِ بَعْضِهِمْ بَعْضاً فِي أَدْبَارِهِمْ وَ يَزْعُمُ أَنَّ ذٰلِكَ مِنَ التَّوَاضُعِ وَ الْإِخْبَاتِ وَ التَّذَلُّلِ فِي الْمَفْعُولِ بِهِ أَنَّهُ مِنَ الْفَاعِلِ إِحْدَى الشَّهَوَاتِ وَ الطَّيِّبَاتِ وَ أَنَّ اللهَ عَزَّ وَ جَلَّ لَا يُحَرِّمُ شَيْئاً مِنْ ذٰلِكَ.

سعد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ محمد بن نصیر اس امر کا دعویدار تھا کہ وہ رسول و نبی ہے اور امام علی بن محمد (علی نقی علیہ السلام) نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے اور وہ تناسخ کا قائل تھا اور امام علی نقی علیہ السلام کے متعلق غلو کرتا اور کہتا کہ وہ ربّ ہیں۔ نیز وہ محارم (جن سے نکاح حرام ہے) کو حلال جانتا تھا اور مرد سے مرد کے نکاح کو بھی جائز سمجھتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ اس (مرد سے مرد کے نکاح کے) سلسلے میں مفعول کے لیے یہ فعل عاجزی اور شائستگی کا کام ہے اور فاعل کے لیے مسرت اور لذت کا کام ہے اور اللہ نے اس سلسلے میں کچھ حرام نہیں کیا ہے۔ [1]

قولِ مؤلف: اور محمد بن موسیٰ بن حسن بن فرات اس کے اسباب اور اس کی روایات کی صداقت کی تصدیق کرتا تھا۔

(372) وَ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْفُرَاتِ يُقَوِّي أَسْبَابَهُ وَ يَعْضُدُهُ. أَخْبَرَنِي بِذٰلِكَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ نُصَيْرٍ أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَاقَانَ أَنَّهُ رَآهُ عِيَاناً وَ غُلَامٌ لَهُ عَلَى ظَهْرِهِ قَالَ فَلَقِيتُهُ فَعَاتَبْتُهُ عَلَى ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا مِنَ اللَّذَّاتِ وَ هُوَ مِنَ التَّوَاضُعِ لِلّٰهِ وَ تَرْكِ التَّجَبُّرِ.

محمد بن نصیر ابوزکریا یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن خاقان سے روایت ہے کہ میں نے صاف طور پر اسے ایک لڑکے کے ساتھ اس کی پیٹھ پر چڑھے دیکھا، پس! میں اسے ملا اور اس کی وجہ سے اسے ڈانٹا تو اس نے کہا: یہ تو لذت کے کاموں میں سے ہے اور یہ اللہ کی عاجزی میں سے ہے اور تکبر کو ترک کرنے کے لیے ہے۔ [2]

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۸

[2] ایضاً

Scanned with CamScanner

(373) قَالَ سَعْدٌ فَلَمَّا اِعْتَلَّ مُحَمَّدُ بْنُ نُصَيْرٍ اَلْعِلَّةَ اَلَّتِي تُوُفِّيَ فِيهَا قِيلَ لَهُ وَ هُوَ مُثْقَلُ اَللِّسَانِ لِمَنْ هٰذَا اَلْأَمْرُ مِنْ بَعْدِكَ فَقَالَ بِلِسَانٍ ضَعِيفٍ مُلَجْلَجٍ أَحْمَدَ فَلَمْ يَدْرُوا مَنْ هُوَ فَافْتَرَقُوا بَعْدَهُ ثَلاَثَ فِرَقٍ قَالَتْ فِرْقَةٌ إِنَّهُ أَحْمَدُ اِبْنُهُ وَ فِرْقَةٌ قَالَتْ هُوَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ اَلْفُرَاتِ وَ فِرْقَةٌ قَالَتْ إِنَّهُ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي اَلْحُسَيْنِ بْنِ بِشْرِ بْنِ يَزِيدَ فَتَفَرَّقُوا فَلَا يَرْجِعُونَ إِلَى شَيْءٍ.

سعد سے روایت ہے کہ جب محمد بن نصیر مرض الموت میں مبتلا ہوا اور زبان بمشکل چلتی تو لوگوں نے اس سے کہا: اب تمھارے بعد تمھارا نائب کون ہوگا؟

اس نے بہت دھیمی اور لڑکھڑاتی آواز میں کہا: ''احمد''۔ لیکن کوئی سمجھ نہ سکا کہ احمد سے کون شخص مراد ہے۔ لہٰذا اس کا گروہ تین فرقوں میں تقسیم ہوگیا۔ ایک نے کہا: احمد سے مراد خود اس کا بیٹا ہے، دوسرے فرقے نے کہا: اس سے مراد احمد بن محمد بن موسیٰ بن فرات ہے اور تیسرے فرقے نے کہا کہ اس سے مراد احمد بن ابوالحسن بن بشر بن یزید ہے مگر سب متفرق ہی رہے اور کسی ایک بات پر نہ آسکے۔ [1]

احمد بن ہلال کرخی

(374) قَالَ أَبُو عَلِيِّ بْنُ هَمَّامٍ : كَانَ أَحْمَدُ بْنُ هِلاَلٍ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَاجْتَمَعَتِ اَلشِّيعَةُ عَلَى وَكَالَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِنَصِّ اَلْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي حَيَاتِهِ وَ لَمَّا مَضَى اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَالَتِ اَلشِّيعَةُ اَلْجَمَاعَةُ لَهُ أَلاَ تَقْبَلُ أَمْرَ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ وَ تَرْجِعُ إِلَيْهِ وَقَدْ نَصَّ عَلَيْهِ اَلْإِمَامُ اَلْمُفْتَرَضُ اَلطَّاعَةُ. فَقَالَ لَهُمْ لَمْ أَسْمَعْهُ يَنُصُّ عَلَيْهِ بِالْوَكَالَةِ وَ لَيْسَ أُنْكِرُ أَبَاهُ يَعْنِي عُثْمَانَ بْنَ سَعِيدٍ فَأَمَّا أَنْ أَقْطَعَ أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ وَكِيلُ صَاحِبِ اَلزَّمَانِ فَلَاأَجْسُرُ عَلَيْهِ فَقَالُوا قَدْ سَمِعَهُ غَيْرُكَ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۸

فَقَالَ أَنْتُمْ وَ مَا سَمِعْتُمْ وَ وَقَفَ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ فَلَعَنُوهُ وَ تَبَرَّءُوا مِنْهُ. ثُمَّ ظَهَرَ اَلتَّوْقِيعُ عَلَى يَدِ أَبِي اَلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ بِلَعْنِهِ وَ اَلْبَرَاءَةِ مِنْهُ فِي جُمْلَةِ مَنْ لَعَنَ.

ابوعلی بن ہمام سے روایت ہے کہ احمد بن ہلال حضرت امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا مگر امام حسن عسکری علیہ السلام کی نص کی بنا پر آپؑ کی حیات ہی میں آپؑ کے شیعہ ابوجعفر محمد بن عثمان کی وکالت پر متفق ہو چکے تھے۔ چنانچہ جب امام حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ہوگئی تو گروہِ شیعہ نے اس سے کہا: کیا تم ابوجعفر محمد بن عثمان کی وکالت کو قبول نہ کرو گے جبکہ امام مفترض الطاعۃ نے ان کی وکالت پر نص قائم کردی ہے؟

اس نے جواب دیا: کیا ہوگا، ہم نے تو امامؑ کی زبان سے نہیں سنا کہ امامؑ نے ان کی وکالت پر نص کی ہو۔ ویسے ان کے والد عثمان بن سعید کی وکالت سے تو مجھے انکار نہیں مگر جب مجھے قطعی یقین آجائے گا کہ ابوجعفر حضرت صاحب الزمانؑ کے وکیل ہیں تو میں ان کے خلاف جسارت نہ کروں گا۔

لوگوں نے کہا: دوسروں نے تو (امامؑ سے) سنا ہے۔

اس نے کہا: تم لوگوں نے جو کچھ سنا ہے اس پر عمل کرو۔

یہ کہہ کر اس نے ابوجعفر کی وکالت تسلیم کرنے میں توقف کیا تو لوگوں نے اس پر لعنت برسائی اور تبرا کیا۔

پھر ابوالقاسم حسین بن روح کے ذریعے سے اس پر لعنت اور اس سے تبرا و بیزاری کے متعلق توقیع برآمد ہوئی۔ [1]

ابوطاہر محمد بن علی بن ہلال

اس کا وہ قصہ مشہور ہے جو اس کے اور ابوجعفر محمد بن عثمان کے درمیان پیش آیا۔ اس نے تمام مالِ امامؑ روک لیا اور انھیں دینے سے انکار کردیا اور خود امامؑ کی وکالت کا دعویدار بن

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۸

Scanned with CamScanner

بیٹھا۔ چنانچہ سب لوگوں نے اس پر لعنت برسائی اور اس سے تبرا و بیزاری اختیار کی۔ امام زمانہؑ کی طرف سے اس کے متعلق جو توقیع آئی وہ مشہور ہے۔[1]

(375) وَحَكَى أَبُو غَالِبٍ ٱلزُّرَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو ٱلْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى ٱلْمُعَاذِيُّ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِنَا قَدِ انْضَوَى إِلَى أَبِي طَاهِرِ بْنِ بِلَالٍ بَعْدَ مَا وَقَعَتِ ٱلْفُرْقَةُ ثُمَّ إِنَّهُ رَجَعَ عَنْ ذٰلِكَ وَ صَارَ فِي جُمْلَتِنَا فَسَأَلْنَاهُ عَنِ ٱلسَّبَبِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي طَاهِرِ بْنِ بِلَالٍ يَوْماً وَعِنْدَهُ أَخُوهُ أَبُو ٱلطَّيِّبِ وَٱبْنُ حِرْزٍ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ دَخَلَ ٱلْغُلَامُ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ ٱلْعَمْرِيُّ عَلَى ٱلْبَابِ فَفَزِعَتِ ٱلْجَمَاعَةُ لِذٰلِكَ وَ أَنْكَرَتْهُ لِلْحَالِ ٱلَّتِي كَانَتْ جَرَتْ وَ قَالَ يَدْخُلُ فَدَخَلَ أَبُو جَعْفَرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ فَقَامَ لَهُ أَبُو طَاهِرٍ وَ ٱلْجَمَاعَةُ وَ جَلَسَ فِي صَدْرِ ٱلْمَجْلِسِ وَ جَلَسَ أَبُو طَاهِرٍ كَٱلْجَالِسِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمْهَلَهُمْ إِلَى أَنْ سَكَتُوا. ثُمَّ قَالَ يَا أَبَا طَاهِرٍ [نَشَدْتُكَ ٱللهَ أَوْ] نَشَدْتُكَ بِٱللهِ أَلَمْ يَأْمُرْكَ صَاحِبُ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ بِحَمْلِ مَا عِنْدَكَ مِنَ ٱلْمَالِ إِلَيَّ فَقَالَ ٱللّٰهُمَّ نَعَمْ [فَنَهَضَ] أَبُو جَعْفَرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ مُنْصَرِفاً وَ وَقَعَتْ عَلَى ٱلْقَوْمِ سَكْتَةٌ فَلَمَّا تَجَلَّتْ عَنْهُمْ قَالَ لَهُ أَخُوهُ أَبُو ٱلطَّيِّبِ مِنْ أَيْنَ رَأَيْتَ صَاحِبَ ٱلزَّمَانِ. فَقَالَ أَبُو طَاهِرٍ أَدْخَلَنِي أَبُو جَعْفَرٍ رَضِيَ ٱللهُ عَنْهُ إِلَى بَعْضِ دُورِهِ فَأَشْرَفَ عَلَيَّ مِنْ عُلُوِّ دَارِهِ فَأَمَرَنِي بِحَمْلِ مَا عِنْدِي مِنَ ٱلْمَالِ إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو ٱلطَّيِّبِ وَ مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ أَنَّهُ صَاحِبُ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ [قَدْ] وَقَعَ عَلَيَّ مِنَ ٱلْهَيْبَةِ لَهُ وَ دَخَلَنِي مِنَ ٱلرُّعْبِ مِنْهُ مَا عَلِمْتُ أَنَّهُ صَاحِبُ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ فَكَانَ هٰذَا سَبَبَ إِنْقِطَاعِي عَنْهُ.

ابوالحسن محمد بن محمد بن یحییٰ معاذی سے روایت ہے کہ ہمارے اصحاب میں ایک شخص تھا جو پہلے ابوطاہر بن بلال کے گروہ میں شامل ہوا۔ پھر پلٹ کر اپنے گروہ میں آگیا۔ میں نے اس

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۹

سے پلٹنے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا: ایک دن میں ابوطاہر بن بلال کے پاس بیٹھا تھا اور وہاں اس کا بھائی ابوطیب و ابن حرز اور اس کے اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی کہ ایک غلام اندر داخل ہوا اور بولا کہ ابوجعفر عمری دروازے پر کھڑے ہیں۔

یہ سن کر لوگ لرز گئے اور اسی حالت میں کہہ دیا کہ اندر بلالو۔ جب ابوجعفر اندر آئے تو ابوطاہر اور اس کی پوری جماعت تعظیماً کھڑی ہوگئی۔ وہ صدر مجلس میں تشریف فرما ہوئے اور ابوطاہر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر ابوجعفر نے لوگوں کے بیٹھ جانے کا انتظار کیا۔ جب سب لوگ بیٹھ گئے تو آپؒ نے فرمایا: اے ابوطاہر! میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تجھے امام زمانہؑ نے یہ حکم نہیں دیا ہے کہ تیرے پاس ان کا جتنا بھی مال ہے، وہ سب میرے حوالے کردے؟

ابوطاہر نے جواب دیا: خدا کی قسم! ہاں۔

بس اس کے بعد ابوجعفر فوراً وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور واپس ہوگئے اور سارے لوگوں پر ایک سکتہ طاری ہوگیا۔ جب یہ کیفیت ہر طرف ہوئی اور انھیں ہوش آیا تو ابوطاہر کے بھائی ابوطیب نے اس سے پوچھا: تم نے امام زمانہؑ کو کہاں دیکھا ہے؟

ابوطاہر نے کہا: ایک دن ابوجعفر مجھے اپنے گھر لے گئے تو امام زمانہؑ اس مکان کی بالائی منزل پر مجھے نظر آئے۔ انھوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا: تیرے پاس جو مال ہے وہ سب ان کے حوالے کردے۔

ابوطیب نے پوچھا: مگر تمھیں یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ وہ امام زمانہؑ ہی تھے؟

اس نے جواب دیا: ان کو دیکھتے ہی مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی اور ایسا رُعب چھا گیا کہ مجھے یقین ہوگیا کہ وہ امام زمانہؑ ہی ہیں۔

(راوی کہتا ہے کہ) پس اس سبب سے میں نے اس سے جدائی اختیار کرلی۔[1]

حسین بن منصور حلاج

(376) أَخْبَرَنَا ٱلْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي ٱلْعَبَّاسِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ

[1] اس کی تخریج نہیں مل سکی ہے۔

Scanned with CamScanner

بْنِ نُوحٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ هِبَةِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلْكَاتِبِ ٱبْنِ بِنْتِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلْعَمْرِيِّ قَالَ: لَمَّا أَرَادَ اللهُ تَعَالَى أَنْ يَكْشِفَ أَمْرَ ٱلْحَلَّاجِ وَ يُظْهِرَ فَضِيحَتَهُ وَ يُخْزِيَهُ وَقَعَ لَهُ أَنَّ أَبَا سَهْلٍ إِسْمَاعِيلَ بْنَ عَلِيٍّ ٱلنَّوْبَخْتِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِمَّنْ تَجُوزُ عَلَيْهِ مَخْرَقَتُهُ وَ تَتِمُّ عَلَيْهِ حِيلَتُهُ فَوَجَّهَ إِلَيْهِ يَسْتَدْعِيهِ وَ ظَنَّ أَنَّ أَبَا سَهْلٍ كَغَيْرِهِ مِنَ ٱلضُّعَفَاءِ فِي هٰذَا ٱلْأَمْرِ بِفَرْطِ جَهْلِهِ وَ قَدَّرَ أَنْ يَسْتَجِرَّهُ إِلَيْهِ فَيَتَمَخْرَقَ [بِهِ] وَ يَتَسَوَّفَ بِٱلِانْقِيَادِ عَلَى غَيْرِهِ فَيَسْتَتِبَّ لَهُ مَا قَصَدَ إِلَيْهِ مِنَ ٱلْحِيلَةِ وَ ٱلْبَهْرَجَةِ عَلَى ٱلضَّعَفَةِ لِقَدْرِ أَبِي سَهْلٍ فِي أَنْفُسِ ٱلنَّاسِ وَ مَحَلِّهِ مِنَ ٱلْعِلْمِ وَ ٱلْأَدَبِ أَيْضاً عِنْدَهُمْ وَ يَقُولُ لَهُ فِي مُرَاسَلَتِهِ إِيَّاهُ. إِنِّي وَكِيلُ صَاحِبِ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ وَ بِهٰذَا أَوَّلاً كَانَ يَسْتَجِرُّ ٱلْجُهَّالَ ثُمَّ يَعْلُو مِنْهُ إِلَى غَيْرِهِ وَ قَدْ أُمِرْتُ بِمُرَاسَلَتِكَ وَ إِظْهَارِ مَا تُرِيدُهُ مِنَ ٱلنُّصْرَةِ لَكَ لِتُقَوِّيَ نَفْسَكَ وَ لَا تَرْتَابَ بِهٰذَا ٱلْأَمْرِ. فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَبُو سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ لَهُ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَمْراً يَسِيراً يَخِفُّ مِثْلُهُ عَلَيْكَ فِي جَنْبِ مَا ظَهَرَ عَلَى يَدَيْكَ مِنَ ٱلدَّلَائِلِ وَ ٱلْبَرَاهِينِ وَ هُوَ أَنِّي رَجُلٌ أُحِبُّ ٱلْجَوَارِيَ وَ أَصْبُو إِلَيْهِنَّ وَ لِي مِنْهُنَّ عِدَّةٌ أَتَحَظَّاهُنَّ وَ ٱلشَّيْبُ يُبْعِدُنِي عَنْهُنَّ [وَ يُبَغِّضُنِي إِلَيْهِنَّ] وَ أَحْتَاجُ أَنْ أَخْضِبَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ وَ أَتَحَمَّلُ مِنْهُ مَشَقَّةً شَدِيدَةً لِأَسْتُرَ عَنْهُنَّ ذٰلِكَ وَ إِلَّا ٱنْكَشَفَ أَمْرِي عِنْدَهُنَّ فَصَارَ ٱلْقُرْبُ بُعْداً وَ ٱلْوِصَالُ هَجْراً وَ أُرِيدُ أَنْ تُغْنِيَنِي عَنِ ٱلْخِضَابِ وَ تَكْفِيَنِي مَؤُونَتَهُ وَ تَجْعَلَ لِحْيَتِي سَوْدَاءَ فَإِنِّي طَوْعُ يَدَيْكَ وَ صَائِرٌ إِلَيْكَ وَ قَائِلٌ بِقَوْلِكَ وَ دَاعٍ إِلَى مَذْهَبِكَ مَعَ مَا لِي فِي ذٰلِكَ مِنَ ٱلْبَصِيرَةِ وَ لَكَ مِنَ ٱلْمَعُونَةِ. فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ ٱلْحَلَّاجُ مِنْ قَوْلِهِ وَ جَوَابِهِ عَلِمَ أَنَّهُ قَدْ أَخْطَأَ فِي مُرَاسَلَتِهِ وَ جَهِلَ فِي ٱلْخُرُوجِ إِلَيْهِ بِمَذْهَبِهِ وَ أَمْسَكَ عَنْهُ وَ لَمْ يَرُدَّ إِلَيْهِ جَوَاباً وَ لَمْ يُرْسِلْ إِلَيْهِ رَسُولاً وَ صَيَّرَهُ أَبُو سَهْلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُحْدُوثَةً وَ

ضُحْكَةً وَ يَطْنِزُ بِهِ عِنْدَ كُلِّ أَحَدٍ وَ شَهَّرَ أَمْرَهُ عِنْدَ ٱلصَّغِيرِ وَ ٱلْكَبِيرِ وَ كَانَ هٰذَا ٱلْفِعْلُ سَبَباً لِكَشْفِ أَمْرِهِ وَ تَنْفِيرِ ٱلْجَمَاعَةِ عَنْهُ.

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد کاتب بن بنت اُم کلثوم بنت ابی جعفر عمری سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ حسین بن منصور حلاج کے مکروفریب کا پردہ چاک کر کے اسے رسوا و ذلیل کرے تو اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ ابوسہل بن اسماعیل بن علی نوبختی ان لوگوں میں سے ہیں جن پر اس کا جادو چل جائے گا اور وہ اس کے مکروفریب میں آ جائیں گے اور اگر ان کو اپنی طرف بلا لیا جائے تو اس کا اثر لوگوں پر بہت پڑے گا کیونکہ ان کے علم و ادب کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں ان کا بڑا مرتبہ ہے، لہٰذا اس نے ابوسہل کو خط لکھا کہ میں امام زمانہؑ کا وکیل ہوں۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمھیں خط لکھوں اور اس امر کا اظہار کروں۔ تمھاری مدد کی جائے گی تا کہ تمھارا دل قوی رہے اور تم اس امر میں کوئی شک نہ کرو۔

ابوسہل نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں تمھیں ایک معمولی سے کام کی زحمت دیتا ہوں، جہاں تمھارے ہاتھوں بہت سے معجزات و کرامات ظاہر ہوتے ہوں گے۔ ان کے مقابلے میں میرے اس کام کی حقیقت ہی نہیں۔ وہ کام یہ ہے کہ میں عورتوں کو بہت چاہتا ہوں مگر میرا بڑھاپا اس سلسلے میں حارج ہے اور اس کو پوشیدہ رکھنے کے لیے ہر جمعہ کو خضاب استعمال کرتا ہوں جس میں مجھے زحمتِ شاقہ ہوتی ہے۔ اگر ایسا نہ کروں تو میرا بڑھاپا ان پر ظاہر ہوجائے اور وہ راہِ فرار اختیار کر جائیں گی۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے خضاب کی زحمت سے نجات دلا دو۔ ایسی کرامت ظاہر کرو کہ میری داڑھی کے بال سیاہ ہو جائیں تو میں تمھارا مطیع و قائل ہو جاؤں گا اور تمھارے مذہب کی طرف دعوت کے لیے اپنے مال اور اپنی بصیرت سے تمھاری مدد کروں گا۔

حلاج نے جب ان کا جواب پڑھا تو محسوس کیا کہ میں نے بڑی غلطی کی جو انھیں خط لکھ دیا۔ پھر وہ خاموش ہوگیا اور ان کے خط کا کوئی جواب نہ دیا اور ادھر سہل نے اس کو ایک لطیفہ بنا لیا اور ہر ایک کے سامنے یہ اس کو بیان کرنے لگے۔ چنانچہ بات ہر عام و خاص میں مشہور

Scanned with CamScanner

ہوگئی جس سے اس کا سارا مکروفریب لوگوں پر ظاہر ہوگیا تو لوگ اس سے نفرت کرنے لگے۔ [1]

(377) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ: أَنَّ اِبْنَ اَلْحَلاَّجِ صَارَ إِلَى قُمَّ وَ كَاتَبَ قَرَابَةَ أَبِي اَلْحَسَنِ يَسْتَدْعِيهِ وَ يَسْتَدْعِي أَبَا اَلْحَسَنِ أَيْضاً وَ يَقُولُ أَنَا رَسُولُ اَلْإِمَامِ وَ وَكِيلُهُ قَالَ فَلَمَّا وَقَعَتِ اَلْمُكَاتَبَةُ فِي يَدِ أَبِي رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَقَهَا وَ قَالَ لِمُوصِلِهَا إِلَيْهِ مَا أَفْرَغَكَ لِلْجَهَالاَتِ فَقَالَ لَهُ اَلرَّجُلُ وَ أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ اِبْنُ عَمَّتِهِ أَوِ اِبْنُ عَمِّهِ فَإِنَّ اَلرَّجُلَ قَدِ اِسْتَدْعَانَا فَلِمَ خَرَقْتَ مُكَاتَبَتَهُ وَ ضَحِكُوا مِنْهُ وَ هَزَءُوا بِهِ ثُمَّ نَهَضَ إِلَى دُكَّانِهِ وَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَ غِلْمَانِهِ. قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ إِلَى اَلدَّارِ اَلَّتِي كَانَ فِيهَا دُكَّانُهُ نَهَضَ لَهُ مَنْ كَانَ هُنَاكَ جَالِساً غَيْرَ رَجُلٍ رَآهُ جَالِساً فِي اَلْمَوْضِعِ فَلَمْ يَنْهَضْ لَهُ وَ لَمْ يَعْرِفْهُ أَبِي فَلَمَّا جَلَسَ وَ أَخْرَجَ حِسَابَهُ وَ دَوَاتَهُ كَمَا يَكُونُ اَلتُّجَّارُ أَقْبَلَ عَلَى بَعْضِ مَنْ كَانَ حَاضِراً فَسَأَلَهُ عَنْهُ فَأَخْبَرَهُ فَسَمِعَهُ اَلرَّجُلُ يَسْأَلُ عَنْهُ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ وَ قَالَ لَهُ تَسْأَلُ عَنِّي وَ أَنَا حَاضِرٌ فَقَالَ لَهُ أَبِي أَكْبَرْتُكَ أَيُّهَا اَلرَّجُلُ وَ أَعْظَمْتُ قَدْرَكَ أَنْ أَسْأَلَكَ فَقَالَ لَهُ تَخْرِقُ رُقْعَتِي وَ أَنَا أُشَاهِدُكَ تَخْرِقُهَا فَقَالَ لَهُ أَبِي فَأَنْتَ اَلرَّجُلُ إِذًا. ثُمَّ قَالَ يَا غُلاَمُ بِرِجْلِهِ وَ بِقَفَاهُ فَخَرَجَ مِنَ اَلدَّارِ اَلْعَدُوُّ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَ تَدَّعِي اَلْمُعْجِزَاتِ عَلَيْكَ لَعْنَةُ اللهِ أَوْ كَمَا قَالَ فَأُخْرِجَ بِقَفَاهُ فَمَا رَأَيْنَاهُ بَعْدَهَا بِقُمَّ.

ابوعبداللہ حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ سے روایت ہے کہ ابن حلاج قم گیا اور ابوالحسن (یعنی علی بن حسین بن بابویہ والد شیخ صدوقؒ) کے قرابت داروں کو خط لکھا کہ وہ اور ابوالحسن نے یہ کہا ہے کہ مجھے امام علیہ السلام نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور میں ان کا وکیل ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ جب خط میرے والد کے ہاتھ میں پہنچا تو انھوں نے اسے پھاڑ دیا اور

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۹

قاصد سے کہا: تم اپنی جہالت کے لیے کتنے آزاد ہو؟ اس آدمی نے جو میرے خیال میں ان کی چچی یا چچا کا بیٹا (کزن) تھا کہا: اس شخص نے خود ہی ایک دعویٰ کیا ہے تو تم نے اس کے خط کو کیوں پھاڑ ڈالا؟ لوگ اس پر ہنسنے لگے اور اس کا مذاق اُڑانے لگے۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں اور غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ ان کی دکان پر گئے اور جب وہ اس گھر میں داخل ہوئے جس میں وہ دکان تھی تو سوائے ایک آدمی کے سب ان کے لیے کھڑے ہوگئے اور جو بیٹھا رہا اسے میرے والد نہیں جانتے تھے۔ پس میرے والد بیٹے اور اس کے کھاتوں والی کتاب اور قلم دوات نکال لی جیسا کہ تاجروں میں رواج تھا۔ پھر انھوں نے لوگوں سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو سامنے موجود بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے میرے والد کو اس شخص کے بارے میں خبر دی۔ جب اس شخص نے یہ سنا کہ میرے والد اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں تو وہ آگے آگیا اور کہا: آپ میرے متعلق پوچھ رہے ہیں جبکہ مَیں خود یہاں موجود ہوں؟

میرے والد نے کہا: اے شخص تمھارے عزت و وقار کے احترام میں مَیں نے خود تم سے نہیں پوچھا ہے۔

اس شخص نے کہا: جب آپ نے میرا خط پھاڑا تو میں آپ کو دیکھ رہا ہوں۔

میرے والد نے کہا: تو تم وہ آدمی ہو۔

پھر کہا: اے غلام! اپنے پاؤں اور پشت سے اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمن کو گھر سے نکال دو۔ پھر اس شخص سے کہا: تم معجزات کا دعویٰ کرتے ہو؟ اللہ تم پر لعنت کرے چنانچہ غلام نے اسے پیچھے (پشت) سے دبوچ لیا اور لات مار کر باہر نکال دیا۔ پھر اس کے بعد قم میں ہم نے اسے کبھی نہیں دیکھا۔ [1]

ابن ابی عزاقر

(378) أَخْبَرَنِي اَلْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ نُوحٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۰

هِبَةِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْكَاتِبِ ابْنِ بِنْتِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي جَعْفَرٍ الْعَمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَتْنِي الْكَبِيرَةُ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ أَبِي جَعْفَرٍ الْعَمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَتْ: كَانَ أَبُو جَعْفَرِ بْنُ أَبِي الْعَزَاقِرِ وَجِيهاً عِنْدَ بَنِي بِسْطَامَ. وَ ذَاكَ أَنَّ الشَّيْخَ أَبَا الْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ وَ أَرْضَاهُ كَانَ قَدْ جَعَلَ لَهُ عِنْدَ النَّاسِ مَنْزِلَةً وَ جَاهاً فَكَانَ عِنْدَ ارْتِدَادِهِ يَحْكِي كُلَّ كَذِبٍ وَ بَلَاءٍ وَ كُفْرٍ لِبَنِي بِسْطَامَ وَ يُسْنِدُهُ عَنِ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ فَيَقْبَلُونَهُ مِنْهُ وَ يَأْخُذُونَهُ عَنْهُ حَتَّى انْكَشَفَ ذَلِكَ لِأَبِي الْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَنْكَرَهُ وَ أَعْظَمَهُ وَ نَهَى بَنِي بِسْطَامَ عَنْ كَلَامِهِ وَ أَمَرَهُمْ بِلَعْنِهِ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْهُ فَلَمْ يَنْتَهُوا وَ أَقَامُوا عَلَى تَوَلِّيهِ. وَ ذَاكَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ لَهُمْ إِنَّنِي أَذَعْتُ السِّرَّ وَ قَدْ أُخِذَ عَلَيَّ الْكِتْمَانُ فَعُوقِبْتُ بِالْإِبْعَادِ بَعْدَ الِاخْتِصَاصِ لِأَنَّ الْأَمْرَ عَظِيمٌ لَا يَحْتَمِلُهُ إِلَّا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ أَوْ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ أَوْ مُؤْمِنٌ مُمْتَحَنٌ فَيُؤَكِّدُ فِي نُفُوسِهِمْ عِظَمَ الْأَمْرِ وَ جَلَالَتَهُ. فَبَلَغَ ذَلِكَ أَبَا الْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَكَتَبَ إِلَى بَنِي بِسْطَامَ بِلَعْنِهِ وَ الْبَرَاءَةِ مِنْهُ وَ مِمَّنْ تَابَعَهُ عَلَى قَوْلِهِ وَ أَقَامَ عَلَى تَوَلِّيهِ فَلَمَّا وَصَلَ إِلَيْهِمْ أَظْهَرُوهُ عَلَيْهِ فَبَكَى بُكَاءً عَظِيماً ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِهَذَا الْقَوْلِ بَاطِناً عَظِيماً وَ هُوَ أَنَّ اللَّعْنَةَ الْإِبْعَادُ فَمَعْنَى قَوْلِهِ لَعَنَهُ اللهُ أَيْ بَاعَدَهُ اللهُ عَنِ الْعَذَابِ وَ النَّارِ وَ الْآنَ قَدْ عَرَفْتُ مَنْزِلَتِي وَ مَرَّغَ خَدَّيْهِ عَلَى التُّرَابِ وَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِالْكِتْمَانِ لِهَذَا الْأَمْرِ قَالَتِ الْكَبِيرَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَ قَدْ كُنْتُ أَخْبَرْتُ الشَّيْخَ أَبَا الْقَاسِمِ أَنَّ أُمَّ أَبِي جَعْفَرِ بْنِ بِسْطَامَ قَالَتْ لِي يَوْماً وَ قَدْ دَخَلْنَا إِلَيْهَا فَاسْتَقْبَلَتْنِي وَ أَعْظَمَتْنِي وَ زَادَتْ فِي إِعْظَامِي حَتَّى انْكَبَّتْ عَلَى رِجْلِي تُقَبِّلُهَا فَأَنْكَرْتُ ذَلِكَ وَ قُلْتُ لَهَا مَهْلاً يَا سِتِّي فَإِنَّ هَذَا أَمْرٌ عَظِيمٌ وَ انْكَبَبْتُ عَلَى يَدِهَا فَبَكَتْ ثُمَّ قَالَتْ كَيْفَ لَا أَفْعَلُ بِكِ هَذَا وَ أَنْتِ مَوْلَاتِي فَاطِمَةُ

فَقُلْتُ لَهَا وَ كَيْفَ ذَاكِ يَا سِتِّي. فَقَالَتْ لِي إِنَّ الشَّيْخَ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ خَرَجَ إِلَيْنَا بِالسِّرِّ قَالَتْ فَقُلْتُ لَهَا وَ مَا السِّرُّ قَالَتْ قَدْ أَخَذَ عَلَيْنَا كِتْمَانَهُ وَ أَفْزَعُ إِنْ أَنَا أَذَعْتُهُ عُوقِبْتُ قَالَتْ وَ أَعْطَيْتُهَا مَوْثِقاً أَنِّي لَا أَكْشِفُهُ لِأَحَدٍ وَ اعْتَقَدْتُ فِي نَفْسِي الِاسْتِثْنَاءَ بِالشَّيْخِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَعْنِي أَبَا الْقَاسِمِ الْحُسَيْنَ بْنَ رَوْحٍ. قَالَتْ إِنَّ الشَّيْخَ أَبَا جَعْفَرٍ قَالَ لَنَا إِنَّ رُوحَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ انْتَقَلَتْ إِلَى أَبِيكِ يَعْنِي أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَ رُوحَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْتَقَلَتْ إِلَى بَدَنِ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ وَ رُوحَ مَوْلَاتِنَا فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ انْتَقَلَتْ إِلَيْكِ فَكَيْفَ لَا أُعَظِّمُكِ يَا سِتَّنَا. فَقُلْتُ لَهَا مَهْلاً لَا تَفْعَلِي فَإِنَّ هَذَا كَذِبٌ يَا سِتَّنَا فَقَالَتْ لِي [هُوَ] سِرٌّ عَظِيمٌ وَ قَدْ أَخَذَ عَلَيْنَا أَنَّنَا لَا نَكْشِفُ هَذَا لِأَحَدٍ فَاللهَ اللهَ فِيَّ لَا يَحُلُّ بِيَ الْعَذَابُ وَ يَا سِتِّي فَلَوْ [لَا] أَنَّكِ حَمَلْتِينِي عَلَى كَشْفِهِ مَا كَشَفْتُهُ لَكِ وَ لَا لِأَحَدٍ غَيْرِكِ. قَالَتِ الْكَبِيرَةُ أُمُّ كُلْثُومٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِهَا دَخَلْتُ إِلَى الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَخْبَرْتُهُ بِالْقِصَّةِ وَ كَانَ يَثِقُ بِي وَ يَرْكَنُ إِلَى قَوْلِي فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّةُ إِيَّاكِ أَنْ تَمْضِيَ إِلَى هَذِهِ الْمَرْأَةِ بَعْدَ مَا جَرَى مِنْهَا وَ لَا تَقْبَلِي [لَهَا] رُقْعَةً إِنْ كَاتَبَتْكِ وَ لَا رَسُولاً إِنْ أَنْفَذَتْهُ [إِلَيْكِ] وَ لَا تَلْقَيْهَا بَعْدَ قَوْلِهَا فَهَذَا كُفْرٌ بِاللهِ تَعَالَى وَ إِلْحَادٌ قَدْ أَحْكَمَهُ هَذَا الرَّجُلُ الْمَلْعُونُ فِي قُلُوبِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لِيَجْعَلَهُ طَرِيقاً إِلَى أَنْ يَقُولَ لَهُمْ بِأَنَّ اللهَ تَعَالَى اتَّحَدَ بِهِ وَ حَلَّ فِيهِ كَمَا يَقُولُ النَّصَارَى فِي الْمَسِيحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ يَعْدُو إِلَى قَوْلِ الْحَلَّاجِ لَعَنَهُ اللهُ. قَالَتْ فَهَجَرْتُ بَنِي بِسْطَامَ وَ تَرَكْتُ الْمُضِيَّ إِلَيْهِمْ وَ لَمْ أَقْبَلْ لَهُمْ عُذْراً وَ لَا لَقِيتُ أُمَّهُمْ بَعْدَهَا وَ شَاعَ فِي بَنِي نَوْبَخْتَ الْحَدِيثُ فَلَمْ يَبْقَ أَحَدٌ إِلَّا وَ تَقَدَّمَ

Scanned with CamScanner

إِلَيْهِ ٱلشَّيْخُ أَبُو ٱلْقَاسِمِ وَ كَاتَبَهُ بِلَعْنِ أَبِي جَعْفَرٍ ٱلشَّلْمَغَانِيِّ وَ ٱلْبَرَاءَةِ مِنْهُ وَ مِمَّنْ يَتَوَلَّاهُ وَ رَضِيَ بِقَوْلِهِ أَوْ كَلَّمَهُ فَضْلاً عَنْ مُوَالاتِهِ. ثُمَّ ظَهَرَ ٱلتَّوْقِيعُ مِنْ صَاحِبِ ٱلزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِلَعْنِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَ ٱلْبَرَاءَةِ مِنْهُ وَ مِمَّنْ تَابَعَهُ وَ شَايَعَهُ وَ رَضِيَ بِقَوْلِهِ وَ أَقَامَ عَلَى تَوَلِّيهِ بَعْدَ ٱلْمَعْرِفَةِ بِهٰذَا ٱلتَّوْقِيعِ.

وله حكايات قبيحة وأمور فظيعة ننزه كتابنا عن ذكرها، ذكرها ابن نوح وغيره.

وكان سبب قتله: أنه لما أظهر لعنه أبو القاسم بن روح رضی الله عنه، واشتهر أمره وتبرأ منه وأمر جميع الشيعة بذلك، لم يمكنه التلبيس، فقال - في مجلس حافل فيه رؤساء الشيعة، وكل يحكي عن الشيخ أبي القاسم لعنه والبراءة منه -: أجمعوا بيني وبينه حتى آخذ يده ويأخذ بيدي، فإن لم تنزل عليه نار من السماء تحرقه وإلا فجميع ما قاله في حق، ورقي ذلك إلى الراضي - لأنه كان ذلك في دار ابن مقلة - فأمر بالقبض عليه وقتله، فقتل واستراحت الشيعة منه.

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد بن احمد کاتب بن بنت اُم کلثوم بنت ابوجعفر عمری سے روایت ہے کہ مجھ سے کبیرہ اُم کلثوم بنت ابوجعفر عمری نے بیان کیا، ابوجعفر بن ابی عزاقر بنی بسطام کے نزدیک ایک ذی وجہ شخص تھا اور چونکہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روح نے اسے لوگوں کے درمیان ایک مقام دے دیا تھا اس لیے جب وہ مرتد ہوگیا تھا تو اس نے بہت سی کفر والحاد اور جھوٹی باتیں شیخ ابوالقاسم کی طرف منسوب کر کے بنی بسطام سے بیان کرنا شروع کر دیں اور وہ لوگ اسے سچ سمجھ کر قبول کرنے لگے۔ جب اس کی اطلاع ابوالقاسم کو پہنچی تو بنی بسطام کو منع کیا کہ وہ اس سے گفتگو نہ کریں اور اس پر لعنت کرنے کا حکم دے دیا اور اس سے تبرا و بیزاری اختیار کرنے کو کہا مگر وہ لوگ باز نہ آئے اور اس سے دوستی پر قائم رہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتا تھا کہ میں نے اس رز کو افشا کر دیا ہے اس لیے انھوں نے بطور سزا اختصاص کے بعد

مجھے دُور کر دیا ہے کیونکہ وہ ایسا عظیم راز ہے کہ جس کا متحمل یا ملکِ مقرب ہوسکتا ہے یا نبی مرسل یا وہ مومن جس کے قلب کا امتحان لیا جا چکا ہو۔ یہ بات ان لوگوں کے دلوں میں نقش ہوگئی۔ اس سے ابن ابی عزاقر کی قدر ان لوگوں کے نزدیک اور بڑھ گئی۔ جب یہ خبر شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ کو ملی تو انھوں نے بنی بسطام کو خط لکھا کہ تم لوگ ابن ابی عزاقر، اس کے تابعین اور ماننے والوں پر لعنت اور تبرا کرو۔ جب یہ خط بنی بسطام کو ملا تو وہ سب ابن ابی عزاقر پر ٹوٹ پڑے۔ وہ زار و قطار رونے لگا اور بولا کہ شیخ ابوالقاسم کے اس قول میں ایک عظیم مطلب پوشیدہ ہے (وہ یہ کہ) لعنت کے معنی دُور کرنے کے ہیں اور لعنۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جہنم کے عذاب سے دوچار کر دیا ہے اور اب مَیں سمجھا کہ ان کی نظر میں میری کیا منزلت ہے۔

یہ کہہ کر اس نے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دی اور کہا: اب تم لوگوں پر لازم ہے کہ اس بات کو پوشیدہ رکھو۔

کبیرہ اُم کلثوم کا بیان ہے کہ شیخ ابوالقاسم کو اس واقعے سے مَیں آگاہ کر چکی تھی کہ ایک دن مَیں ابوجعفر بن بسطام کی ماں کے پاس گئی تو اس نے میری بڑی تعظیم و تکریم کی۔ حد یہ ہے کہ اس نے جھک کر میرے قدم چومے۔ میں نے اسے منع کیا اور اس کو ہٹایا اور کہا کہ یہ بڑی بات ہے، ایسا نہ کرو۔ یہ کہہ کر مَیں نے اس کے ہاتھ چوم لیے تو وہ رونے لگی اور بولی: میں ایسا کیوں نہ کروں آپ تو میری شہزادی فاطمہ (زہراءؑ) ہیں۔

میں نے کہا: یہ کیسے؟

اس نے کہا: شیخ یعنی ابوجعفر یعنی محمد بن علی نے بتایا ہے کہ ہم لوگوں پر پردہ فاش ہو چکا ہے۔

میں نے کہا: پردہ کیسا؟

اس نے کہا: ہم لوگوں سے عہد لے لیا گیا ہے کہ اس کو پوشیدہ رکھا جائے۔ میں ڈرتی ہوں کہ اگر مَیں اس کو ظاہر کر دوں تو عذاب میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔

پس میں نے اس سے پکا وعدہ کیا کہ کسی کو نہیں بتاؤں گی مگر دل میں یہ تھا کہ سوائے ابوالقاسم حسین بن روحؒ کے اور کسی کو نہیں بتاؤں گی۔

Scanned with CamScanner

یہ وعدہ لینے کے بعد اس نے کہا: شیخ ابوجعفر نے ہم لوگوں کو بتایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح آپ کے پدر یعنی ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے پیکر میں آئی ہے اور امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ کی ابوالقاسم حسین بن روحؓ کے پیکر میں اور سیدہ فاطمہؑ کی روح آپ کے پیکر میں منتقل ہوگئی ہے۔ لہٰذا شہزادی! بھلا میں آپ کی اتنی تعظیم کیسے نہ کروں؟

میں نے کہا: بڑی بی! نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ محض جھوٹ ہے۔

اس نے کہا: نہیں، یہ بہت بڑا راز ہے اور ہم لوگوں سے عہد لیا گیا ہے کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کریں، لہٰذا خدا کے لیے مجھ پر رحم کیجیے گا، کہیں مجھے عذاب میں مبتلا نہ کردیں۔ یہ تو آپ نے مجھے مجبور کردیا اس لیے آپ پر ظاہر کردیا ورنہ یہ راز تو میں آپ کو نہ بتاتی اور آپ کے علاوہ کسی کو بھی نہ بتاؤں گی۔

کبیرہ اُمِ کلثوم کا بیان ہے کہ جب میں اس کے پاس سے واپس آئی تو سیدھی شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؓ کے پاس پہنچی اور سارا قصہ سنایا۔

انھوں نے فرمایا: بیٹی! اب تم اس کے پاس کبھی نہ جانا اور اگر وہ تم کو کوئی خط لکھے تو اسے بھی وصول نہ کرنا۔ اگر وہ تمھارے پاس کسی آدمی کو بھیجے تو اس سے بھی ملاقات نہ کرنا اس لیے کہ یہ کفر والحاد ہے جو اس ملعون (ابن ابی عزاقر) نے ان لوگوں کے دلوں میں راسخ کردیا ہے تاکہ ان لوگوں سے یہ کہنے کی راہ ہموار ہوجائے کہ اللہ اس کے اپنے پیکر میں آگیا ہے جیسا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کہتے ہیں اور یہ بھی حلاج کی طرح دعویٰ کرنے کی تمہید بنا رہا ہے۔

کبیرہ اُمِ کلثوم کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے بنی بسطام کو چھوڑا اور ان کی طرف جانا ترک کردیا اور ان لوگوں کی ماں سے ملاقات نہیں کی اور یہ واقعہ بنی نوبخت میں مشہور ہوگیا اور شیخ ابوالقاسم نے ہر ایک کو خود جا کر بذریعہ خط یہ حکم دیا کہ ابوجعفر شلمغانی پر، اس کے متبعین پر یا جو شخص اس کے اس قول پر راضی رہے بلکہ اس سے دوستی تو درکنار جو شخص ابوجعفر شلمغانی سے بات بھی کرے تو ان سب پر لعنت بھیجو اور اس سے برأت کا اظہار کرو۔

اس کے بعد امام زمانہ علیہ السلام کی طرف سے (مندرجہ ذیل) توقیع بھی برآمد ہوئی کہ ابوجعفر محمد بن علی شلمغانی، اس کے تابعین، اس کا ساتھ دینے والوں اور اس کے قول پر راضی

رہنے والوں پر لعنت کی جائے اور ان سے برأت کا اظہار کیا جائے یا جو شخص اس توقیع کے برآمد ہونے کے بعد بھی اس سے اپنی دوستی قائم رکھے اس پر بھی لعنت"۔

نیز ابوجعفر محمد بن علی شلمغانی کے قصے اس قدر گندے اور پلید ہیں کہ جن سے ہم اپنی کتاب کو پاک ہی رکھنا چاہتے ہیں۔ ان قصوں کو ابن نوح وغیرہ نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ جب لوگوں پر یہ ظاہر ہوگیا کہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؓ نے اس پر لعنت کی ہے اور تمام شیعوں کو اس پر لعنت اور تبرا کا حکم دیا ہے اور اب اس کے لیے یہ ممکن نہ رہا ہے کہ لوگوں کو فریب میں مبتلا کر سکے تو ایک دن ایک ایسی محفل میں جس کے اندر رؤسائے شیعہ جمع تھے اور ہر ایک کی زبان پر یہ جاری تھا کہ ابوالقاسم حسین بن روحؓ نے اس شخص پر لعنت اور تبرا کا حکم دیا ہے۔ اس نے لوگوں کو پکار کر کہا: اچھا تو تم لوگ مجھے اور شیخ ابوالقاسم کو یکجا جمع کرو۔ میں ان کا ہاتھ پکڑوں گا وہ میرا ہاتھ پکڑیں گے۔ اگر آسمان سے بجلی گر کر انھیں نہ جلا دے تو میرے متعلق جو کچھ کہا ہے اس کو حق سمجھنا۔ یہ باتیں ابن مقلہ کے گھر میں ہو رہی تھیں۔ اس کی اطلاع راضی تک پہنچی تو اس نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ کر قتل کر دو لہٰذا لوگوں نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا اور قوم شیعہ کو اس سے نجات مل گئی۔ [1]

(379) وَقَالَ أَبُو ٱلْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ ٱلشَّلْمَغَانِيُّ ٱلْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي ٱلْعَزَاقِرِ لَعَنَهُ ٱللهُ يَعْتَقِدُ ٱلْقَوْلَ بِحَمْلِ ٱلضِّدِّ وَمَعْنَاهُ أَنَّهُ لَا يَتَهَيَّأُ إِظْهَارُ فَضِيلَةٍ لِلْوَلِيِّ إِلَّا بِطَعْنِ ٱلضِّدِّ فِيهِ لِأَنَّهُ يَحْمِلُ سَامِعِي طَعْنِهِ عَلَى طَلَبِ فَضِيلَتِهِ فَإِذَا هُوَ أَفْضَلُ مِنَ ٱلْوَلِيِّ إِذْ لَا يَتَهَيَّأُ إِظْهَارُ ٱلْفَضْلِ إِلَّا بِهِ وَسَاقُوا ٱلْمَذْهَبَ مِنْ وَقْتِ آدَمَ ٱلْأَوَّلِ إِلَى آدَمَ ٱلسَّابِعِ لِأَنَّهُمْ قَالُوا سَبْعُ عَوَالِمَ وَ سَبْعُ أَوَادِمَ وَ نَزَلُوا إِلَى مُوسَى وَ فِرْعَوْنَ وَ مُحَمَّدٍ وَ عَلِيٍّ مَعَ أَبِي بَكْرٍ وَ مُعَاوِيَةَ. وَأَمَّا فِي ٱلضِّدِّ فَقَالَ بَعْضُهُمُ ٱلْوَلِيُّ يَنْصِبُ ٱلضِّدَّ وَيَحْمِلُهُ عَلَى ذٰلِكَ كَمَا قَالَ قَوْمٌ مِنْ أَصْحَابِ ٱلظَّاهِرِ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۱ تا ۳۷۳

عَلَيْهِ السَّلَامُ نَصَبَ أَبَابَكْرٍ فِي ذٰلِكَ الْمَقَامِ. وَ قَالَ بَعْضُهُمْ لَا وَ لٰكِنْ هُوَ قَدِيمٌ مَعَهُ لَمْ يَزَلْ. قَالُوا وَ الْقَائِمُ الَّذِي ذَكَرُوا أَصْحَابُ الظَّاهِرِ أَنَّهُ مِنْ وُلْدِ الْحَادِي عَشَرَ فَإِنَّهُ يَقُومُ مَعْنَاهُ إِبْلِيسُ لِأَنَّهُ قَالَ: فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا إِبْلِيسَ فَلَمْ يَسْجُدْ ثُمَّ قَالَ: لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُ كَانَ قَائِماً فِي وَقْتِ مَا أُمِرَ بِالسُّجُودِ ثُمَّ قَعَدَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَ قَوْلُهُ يَقُومُ الْقَائِمُ إِنَّمَا هُوَ ذٰلِكَ الْقَائِمُ الَّذِي أُمِرَ بِالسُّجُودِ فَأَبَى وَ هُوَ إِبْلِيسُ لَعَنَهُ اللهُ. وَ قَالَ شَاعِرُهُمْ لَعَنَهُمُ اللهُ. يَا لَاعِناً لِلضِّدِّ مِنْ عَدِيٍّ مَا الضِّدُّ إِلَّا ظَاهِرُ الْوَلِيِّ وَ الْحَمْدُ لِلْمُهَيْمِنِ الْوَفِيِّ لَسْتُ عَلَى حَالٍ كَحَمَامِيٍّ وَ لَا حَجَامِيٍّ وَ لَا جُعْدِيٍّ قَدْ فُقْتُ مِنْ قَوْلٍ عَلَى الْفَهْدِيِّ نَعَمْ وَ جَاوَزْتُ مَدَى الْعَبْدِيِّ فَوْقَ عَظِيمٍ لَيْسَ بِالْمَجُوسِيِّ لِأَنَّهُ الْفَرْدُ بِلَا كَيْفِيٍّ مُتَّحِدٌ بِكُلِّ أَوْحَدِيٍّ مُخَالِطُ النُّورِيِّ وَ الظُّلْمِيِّ يَا طَالِباً مِنْ بَيْتِ هَاشِمِيٍّ وَ جَاحِداً مِنْ بَيْتِ كِسْرَوِيٍّ قَدْ غَابَ فِي نِسْبَةِ أَعْجَمِيٍّ فِي الْفَارِسِيِّ الْحَسَبِ الرَّضِيِّ كَمَا الْتَوَى فِي الْعُرْبِ مِنْ لَوِيٍّ.

ابوالحسن محمد بن احمد بن داؤد سے روایت ہے کہ محمد بن علی شلمغانی المعروف ابن ابی عزاقر ضد کے وجود کے ضروری ہونے کا معتقد تھا یعنی کسی ولی کی فضیلت اس وقت تک ظاہر ہی نہیں ہوسکتی ہے جب تک کہ اس کے مدمقابل اس کا کوئی ضد اس پر طعنہ زنی اور اس سے پنجہ آزمائی نہ کرے اس لیے کہ جب سامعین اس پر طعنہ زنی کو سنیں گے تو وہ ولی کے اندر فضائل و کمالات کی تلاش پر آمادہ ہوں گے۔ اس لیے وہ ضد اس ولی سے افضل ہے کیونکہ ولی کی فضیلت بغیر اس ضد کے ظاہر نہیں ہوسکتی اور اس کی مثال کے لیے وہ آدمؑ اوّل سے ساتویں آدم تک آتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ سات عالم کے ساتھ سات آدم بھی گزرے ہیں اور پھر وہاں سے اُتر کر موسیٰؑ وفرعون اور محمدؐ وعلیؑ کے مقابل ابوبکر و معاویہ کی مثال پیش کرتا ہے اور اس گروہ کے بعض تو قائل ہیں کہ ولی خود اپنے مقابلے کے لیے اپنے ضد کو مقرر کرتا ہے اور اس کو پنجہ آزمائی پر آمادہ کرتا ہے جیسا کہ اصحاب ظاہر میں سے بعض کا قول یہ ہے کہ علی بن ابی طالبؑ نے خود ابوبکر کو

اپنی ضد کے لیے مقرر کیا مگر بعض کہتے ہیں کہ انھوں نے مقرر نہیں کیا بلکہ وہ ہمیشہ سے ضد بن کر ان کے ساتھ تھے۔

یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ قائم جس کے متعلق اصحاب ظاہر یہ کہتے ہیں کہ وہ گیارہویں کی اولاد میں سے ہوں گے تو ایسا نہیں ہے بلکہ دراصل ابلیس قائم ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ إِلَّآ إِبْلِيْسَ ط (الحجر: ۳۰،۳۱)

"پس تمام ملائکہ نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے"۔

اس نے سجدہ نہیں کیا۔ اس کے بعد اس نے کہا:

لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾ (اعراف: آیت ۱۶)

"میں ان لوگوں (کو گمراہ کرنے) کے لیے صراطِ مستقیم پر بیٹھوں گا"۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ جس وقت اس کو سجدے کا حکم دیا گیا تھا وہ قائم اور کھڑا تھا اس کے بعد بیٹھا ہے لہٰذا جہاں جہاں (حدیثوں میں) یہ ہے کہ یوم القائم، یعنی قائم قیام کرے گا تو اس سے مراد وہی قائم ہے جو حکم سجدہ کے وقت قائم تھا اور وہ ابلیس ہے (نعوذ باللہ)۔

ان لعنتی لوگوں کے ایک شاعر نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:

"اے لوگو! عدی قبیلے میں سے جو ضد اور مخالف ہے اس کو لعنت نہ دو۔ کسی شے کی ضد نہیں ہے مگر یہ کہ ولی کے ظاہر کی تعریف صرف خالق کائنات کے لیے ہے جو اپنا وعدہ پورا کرتا ہے اور میری حالت کبوتر کی طرح نہیں ہے اور اسی طرح میری حالت نائی کی طرح نہیں ہے اور میں نے مذہبی عقیدے کے بارے میں بحث و مباحثے میں مہدی کو شکست دی ہے۔ ہاں میں نے اس کی خوبی اور خادمیت کی خوبی کو بھی نظرانداز کیا ہے جس کا مقام بلند ہے جو مجوسی نہیں ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ میرے ایمان کے مطابق حالات کی تبدیلی کے بغیر اللہ ایک ہے اور اس طرح ہر اتحاد کے ساتھ (غیر مشروط) ایک ہے۔

Scanned with CamScanner

اے ہاشمی خاندان کے مددگارو! آپ ہر روشن خیال اور اندھیرے سے دُور ہو گئے ہیں۔ اور اے کسریٰ کے خاندان اور ساسان کے خاندان کا انکار کرنے والو! جو عجمی اور فارسی پہلو سے پسندیدہ ہے جس طرح بنی لوئی کا گروہ عرب میں پوشیدہ رہا''۔ ①

(380) وَقَالَ اَلصَّفْوَانِيُّ سَمِعْتُ أَبَا عَلِيِّ بْنَ هَمَّامٍ يَقُولُ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ اَلْعَزَاقِرِيَّ اَلشَّلْمَغَانِيَّ يَقُولُ: اَلْحَقُّ وَاحِدٌ وَ إِنَّمَا تَخْتَلِفُ قُمُصُهُ فَيَوْمٌ يَكُونُ فِي أَبْيَضَ وَيَوْمٌ يَكُونُ فِي أَحْمَرَ وَيَوْمٌ يَكُونُ فِي أَزْرَقَ. قَالَ اِبْنُ هَمَّامٍ فَهٰذَا أَوَّلُ مَا أَنْكَرْتُهُ مِنْ قَوْلِهِ لِأَنَّهُ قَوْلُ أَصْحَابِ اَلْحُلُولِ.

ابوعلی بن ہمام سے روایت ہے کہ میں نے محمد بن علی عزاقر شلمغانی کو کہتے ہوئے سنا کہ حق ایک ہے جو مختلف لباس تبدیل کرتا رہتا ہے۔ کسی دن سفید قمیص، کسی دن سرخ قمیص اور کسی دن نیلی قمیص پہن لیتا ہے۔ اور یہ اس کے اقوال میں سے پہلا قول ہے جو اصحابِ حلول کے قول پر مبنی ہے۔ ②

(381) وَأَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَلِيٍّ مُحَمَّدِ بْنِ هَمَّامٍ: أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ اَلشَّلْمَغَانِيَّ لَمْ يَكُنْ قَطُّ بَاباً إِلَى أَبِي اَلْقَاسِمِ وَلَا طَرِيقاً لَهُ وَلَا نَصَبَهُ أَبُو اَلْقَاسِمِ لِشَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ عَلَى وَجْهٍ وَ لَا سَبَبٍ وَ مَنْ قَالَ بِذٰلِكَ فَقَدْ أَبْطَلَ وَ إِنَّمَا كَانَ فَقِيهاً مِنْ فُقَهَائِنَا وَ خَلَّطَ وَ ظَهَرَ عَنْهُ مَا ظَهَرَ وَ اِنْتَشَرَ اَلْكُفْرُ وَ اَلْإِلْحَادُ عَنْهُ. فَخَرَجَ فِيهِ اَلتَّوْقِيعُ عَلَى يَدِ أَبِي اَلْقَاسِمِ بِلَعْنِهِ وَ اَلْبَرَاءَةِ [مِنْهُ] مِمَّنْ تَابَعَهُ وَشَايَعَهُ وَقَالَ بِقَوْلِهِ.

ابوعلی محمد بن ہمام سے روایت ہے کہ شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ نے کبھی بھی محمد بن علی

① بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۷۳

② بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۷۴

شلمغانی کو باب مقرر نہیں کیا اور نہ اس کو کوئی کام سپرد کیا اور جو یہ کہتا ہے کہ یہ ہمارے فقہاء میں سے ایک فقیہہ تھا تو یہ محض غلط اور باطل ہے اس لیے کہ اس سے ایسی ایسی کفر والحاد کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ پس شیخ ابوالقاسم کے ہاتھ پر امام زمانہؑ کی توقیع بھی برآمد ہوئی جس میں اس پر لعنت اور برأت کی گئی اور ان سے بھی برأت کی گئی جو اس کے تابع اور ساتھی تھے اور اس کی بات مانتے تھے۔ ①

(382) وَأَخْبَرَنِي اَلْحُسَيْنُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ نُوحٍ عَنْ أَبِي نَصْرٍ هِبَةِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ اَلْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ اَلْحَامِدِيُّ اَلْبَزَّازُ اَلْمَعْرُوفُ بِغُلَامِ أَبِي عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ اَلْمَعْرُوفُ بِابْنِ زُهُومَةَ اَلنَّوْبَخْتِيِّ وَ كَانَ شَيْخاً مَسْتُوراً قَالَ سَمِعْتُ رَوْحَ بْنَ أَبِي اَلْقَاسِمِ بْنِ رَوْحٍ يَقُولُ: لَمَّا عَمِلَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ اَلشَّلْمَغَانِيُّ كِتَابَ اَلتَّكْلِيفِ قَالَ [اَلشَّيْخُ] يَعْنِي أَبَا اَلْقَاسِمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اُطْلُبُوهُ إِلَيَّ لِأَنْظُرَهُ فَجَاءُوا بِهِ فَقَرَأَهُ مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ فَقَالَ مَا فِيهِ شَيْءٌ إِلَّا وَ قَدْ رَوَى عَنِ اَلْأَئِمَّةِ إِلَّا مَوْضِعَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً فَإِنَّهُ كَذَبَ عَلَيْهِمْ فِي رِوَايَتِهَا لَعَنَهُ اللّٰهُ.

ابوعبداللہ حسین بن احمد حامدی براز معروف بہ غلام ابوعلی بن جعفر معروف بہ زہومہ نوبختی جو ایک پوشیدہ اور غیر معروف بزرگ تھے، سے روایت ہے کہ میں نے روح بن ابوالقاسم بن روح کو فرماتے سنا کہ جب محمد بن علی شلمغانی نے ''کتاب التکلیف'' لکھی تو ابوالقاسم نے فرمایا: وہ کتاب اس سے مانگ لاؤ۔ میں بھی تو دیکھوں کہ اس نے کیا لکھا ہے۔ جب وہ کتاب آئی تو آپ نے اس کو اوّل سے آخر تک دیکھا۔ پھر فرمایا: اس میں صرف دو باتیں یا تین باتیں ائمہ طاہرین علیہم السلام کی طرف منسوب کی ہوئی حدیثیں ہیں۔ اللہ اس پر لعنت کرے۔ اس نے اپنی روایات میں ائمہ علیہم السلام پر جھوٹ بولا ہے۔ ②

① بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۷۴

② بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۷۵؛ مستدرک الوسائل: جلد۱۷،ص ۳۴۷، ح۲

Scanned with CamScanner

(383) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ دَاوُدَ وَ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُوسَى بْنِ بَابَوَيْهِ أَنَّهُمَا قَالَا: مِمَّا أَخْطَأَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ فِي الْمَذْهَبِ فِي بَابِ الشَّهَادَةِ أَنَّهُ رَوَى عَنِ الْعَالِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ إِذَا كَانَ لِأَخِيكَ الْمُؤْمِنِ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَدَفَعَهُ [عَنْهُ] وَ لَمْ يَكُنْ لَهُ مِنَ الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ إِلَّا شَاهِدٌ وَاحِدٌ وَ كَانَ الشَّاهِدُ ثِقَةً رَجَعْتَ إِلَى الشَّاهِدِ فَسَأَلْتَهُ عَنْ شَهَادَتِهِ فَإِذَا أَقَامَهَا عِنْدَكَ شَهِدْتَ مَعَهُ عِنْدَ الْحَاكِمِ عَلَى مِثْلِ مَا يَشْهَدُهُ عِنْدَهُ لِئَلَّا يُتْوَى حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ. وَ اللَّفْظُ لِابْنِ بَابَوَيْهِ وَ قَالَ هٰذَا كَذِبٌ مِنْهُ وَ لَسْنَا نَعْرِفُ ذٰلِكَ. وَ قَالَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ كَذَبَ فِيهِ.

ابوالحسن محمد بن احمد بن داؤد اور ابوعبداللہ حسین بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ دونوں سے روایت ہے کہ محمد بن علی شلمغانی نے مذہب کے باب الشہادت میں غلطی کی ہے۔

چنانچہ اس نے عالم سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

"جب کسی شخص پر تمھارے مومن بھائی کا کوئی حق ہو اور وہ شخص اس کا انکار کردے اور اس کے پاس سوائے ایک گواہ کے کوئی گواہ موجود نہ ہو اور وہ گواہ ثقہ ہو تو اس گواہ کی طرف جاؤ اور اس سے اس کی گواہی کے متعلق پوچھو۔ پس جب وہ تمھیں گواہی دے دے تو تم اس کے ساتھ حاکم (قاضی/جج) کے پاس اس کی گواہی کے مثل گواہی دو کیونکہ مسلمان کا حق بے بنیاد نہیں ہے۔ [1] اور یہ الفاظ ابن بابویہ کے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ اس نے جھوٹ بولا ہے اور ہم اس طرح کی روایت کو نہیں جانتے ہیں۔

ایک اور موقع پر بھی انھوں نے کہا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ [2]

شلمغانی پر لعنت کے لیے امام زمانہؑ کی توقیع

(384) نُسْخَةُ التَّوْقِيعِ الْخَارِجِ فِي لَعْنِهِ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ

---

[1] عالم کی اس حدیث کی تخریج کے لیے دیکھیے: فقہ الرضا: ص ۳۰۸؛ عوالی اللئالی: جلد ۱، ص ۳۱۵، ح ۳۶

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۵؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۷، ص ۴۴۷، ح ۷

هَارُونَ بْنِ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَى يَدِ الشَّيْخِ أَبِي الْقَاسِمِ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ فِي [لَعْنِ] ابْنِ أَبِي الْعَزَاقِرِ وَ الْمِدَادُ رَطْبٌ لَمْ يَجِفَّ. وَ أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنِ ابْنِ دَاوُدَ قَالَ: خَرَجَ التَّوْقِيعُ مِنَ الْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ فِي الشَّلْمَغَانِيِّ وَ أَنْفَذَ نُسْخَتَهُ إِلَى أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ. قَالَ ابْنُ نُوحٍ وَ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَتْحِ أَحْمَدُ بْنُ ذَكَا مَوْلَى عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُرَاتِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيِّ بْنُ هَمَّامِ بْنِ سُهَيْلٍ بِتَوْقِيعٍ خَرَجَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ [إِسْمَاعِيلَ بْنِ] صَالِحٍ الصَّيْمَرِيُّ: أَنْفَذَ الشَّيْخُ الْحُسَيْنُ بْنُ رَوْحٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنْ مَحْبَسِهِ فِي دَارِ الْمُقْتَدِرِ إِلَى شَيْخِنَا أَبِي عَلِيِّ بْنِ هَمَّامٍ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَ ثَلَاثِمِائَةٍ وَ أَمْلَاهُ أَبُو عَلِيٍّ [عَلَيَّ] وَ عَرَّفَنِي أَنَّ أَبَا الْقَاسِمِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَاجَعَ فِي تَرْكِ إِظْهَارِهِ فَإِنَّهُ فِي يَدِ الْقَوْمِ وَ حَبْسِهِمْ فَأُمِرَ بِإِظْهَارِهِ وَ أَنْ لَا يَخْشَى وَ يَأْمَنَ فَتَخَلَّصَ وَ خَرَجَ مِنَ الْحَبْسِ بَعْدَ ذٰلِكَ بِمُدَّةٍ يَسِيرَةٍ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ. التَّوْقِيعُ عَرِّفْ قَالَ الصَّيْمَرِيُّ عَرَّفَكَ اللهُ الْخَيْرَ أَطَالَ اللهُ بَقَاءَكَ وَ عَرَّفَكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَ خَتَمَ بِهِ عَمَلَكَ مَنْ تَثِقُ بِدِينِهِ وَ تَسْكُنُ إِلَى نِيَّتِهِ مِنْ إِخْوَانِنَا أَسْعَدَكُمُ اللهُ وَ قَالَ ابْنُ دَاوُدَ أَدَامَ اللهُ سَعَادَتَكُمْ مَنْ تَسْكُنُ إِلَى دِينِهِ وَ تَثِقُ بِنِيَّتِهِ جَمِيعاً بِأَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ الْمَعْرُوفَ بِالشَّلْمَغَانِيِّ زَادَ ابْنُ دَاوُدَ وَ هُوَ مِمَّنْ عَجَّلَ اللهُ لَهُ النَّقِمَةَ وَ لَا أَمْهَلَهُ قَدِ ارْتَدَّ عَنِ الْإِسْلَامِ وَ فَارَقَهُ، اتَّفَقُوا. وَ أَلْحَدَ فِي دِينِ اللهِ وَ ادَّعَى مَا كَفَرَ مَعَهُ بِالْخَالِقِ قَالَ هَارُونُ فِيهِ بِالْخَالِقِ جَلَّ وَ تَعَالَى وَ افْتَرَى كَذِباً وَ زُوراً وَ قَالَ بُهْتَاناً وَ إِثْماً عَظِيماً قَالَ هَارُونُ وَ أَمْراً عَظِيماً كَذَبَ الْعَادِلُونَ بِاللهِ وَ ضَلُّوا ضَلَالاً بَعِيداً وَ خَسِرُوا خُسْرَاناً

مُبِيناً وَإِنَّنَا قَدْ بَرِئْنَا إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُولِهِ وَآلِهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ
وَسَلَامُهُ وَرَحْمَتُهُ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْهِمْ بِمَنِّهِ وَلَعَنَّاهُ عَلَيْهِ لَعَائِنُ اللّٰهِ
إِتَّفَقُوا، زَادَ ابْنُ دَاوُدَ تَتْرَى فِي الظَّاهِرِ مِنَّا وَالْبَاطِنِ فِي السِّرِّ وَ
الْجَهْرِ وَفِي كُلِّ وَقْتٍ وَعَلَى كُلِّ حَالٍ وَعَلَى مَنْ شَايَعَهُ وَتَابَعَهُ أَوْ بَلَغَهُ
هٰذَا الْقَوْلُ مِنَّا وَأَقَامَ عَلَى تَوَلِّيهِ بَعْدَهُ وَأَعْلَمَهُمْ قَالَ الصَّيْمَرِيُّ
تَوَلَّاكُمُ اللّٰهُ قَالَ ابْنُ ذَكَا أَعَزَّكُمُ اللّٰهُ أَنَّا مِنَ التَّوَقِّي وَقَالَ ابْنُ دَاوُدَ
أَعْلِمْهُمْ أَنَّنَا مِنَ التَّوَقِّي لَهُ قَالَ هَارُونُ وَأَعْلِمْهُمْ أَنَّنَا فِي التَّوَقِّي وَ
الْمُحَاذَرَةِ مِنْهُ قَالَ ابْنُ دَاوُدَ وَهَارُونُ عَلَى مِثْلِ مَا كَانَ مَنْ
تَقَدَّمَنَا لِنُظَرَائِهِ قَالَ الصَّيْمَرِيُّ عَلَى مَا كُنَّا عَلَيْهِ مِمَّنْ تَقَدَّمَهُ مِنْ
نُظَرَائِهِ وَقَالَ ابْنُ ذَكَا عَلَى مَا كَانَ عَلَيْهِ مَنْ تَقَدَّمَنَا لِنُظَرَائِهِ
إِتَّفَقُوا، مِنَ الشَّرِيعِيِّ وَالنُّمَيْرِيِّ وَالْهِلَالِيِّ وَالْبِلَالِيِّ وَغَيْرِهِمْ وَ
عَادَةُ اللّٰهِ۔

قَالَ ابْنُ دَاوُدَ وَهَارُونُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ وَ، إِتَّفَقُوا، مَعَ ذٰلِكَ قَبْلَهُ وَ
بَعْدَهُ عِنْدَنَا جَمِيلَةٌ وَبِهِ نَثِقُ وَإِيَّاهُ نَسْتَعِينُ وَهُوَ حَسْبُنَا فِي كُلِّ
أُمُورِنَا وَنِعْمَ الْوَكِيلُ قَالَ هَارُونُ وَأَخَذَ أَبُو عَلِيٍّ هٰذَا التَّوْقِيعَ وَ
لَمْ يَدَعْ أَحَداً مِنَ الشُّيُوخِ إِلَّا وَأَقْرَأَهُ إِيَّاهُ وَكُوتِبَ مَنْ بَعُدَ مِنْهُمْ
بِنُسْخَتِهِ فِي سَائِرِ الْأَمْصَارِ فَاشْتَهَرَ ذٰلِكَ فِي الطَّائِفَةِ فَاجْتَمَعَتْ
عَلَى لَعْنِهِ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُ.

محمد بن ہمام سے روایت ہے کہ ماہ ذی الحجہ ۳۱۲ ہجری میں شیخ ابوالقاسم حسین بن روحؒ کے ہاتھوں ابن ابی عزاقر پر لعنت کے لیے امام زمانہؑ کی توقیع برآمد ہوئی جس کی روشنائی ابھی تک خشک نہیں ہوئی ہے۔

اور ایک جماعت نے ابن داؤد سے روایت کی ہے کہ شلمغانی کے متعلق حسین بن روح کے ذریعے سے ایک توقیع برآمد ہوئی جس کی ایک نقل انھوں نے ابوعلی بن ہمام کے پاس ماہ ذی الحجہ ۳۱۶ ہجری میں ارسال کی۔

ابن نوح کا بیان ہے کہ ابوالفتح احمد بن ذکا، مولا علی بن محمد بن فرات نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعلی بن ہمام بن سہیل نے اس توقیع کے متعلق جو ذی الحجہ ۳۱۲ ہجری میں برآمد ہوئی تھی اور محمد بن حسن بن جعفر بن (اسماعیل بن) صالح صیمری نے بیان کیا کہ حسین بن روح نے دارِ مقتدر سے ایک توقیع کی نقل ابوعلی بن ہمام کے پاس ذی الحجہ ۳۱۲ ہجری میں ارسال کی جس کو ابوعلی نے لکھ لیے اور مجھے بتایا کہ شیخ ابوالقاسم اب اس بات کے پابند نہیں ہیں کہ وہ شلمغانی کی مذمت کا اظہار کریں۔ اب یہ قوم اور اُن کے اسیروں کے ہاتھوں میں ہے۔ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس کی مذمت کا اظہار کریں اور خوف نہ کریں بلکہ پرُ امن رہیں۔ پس ان کو خلاصی ہوئی اور اس کے بعد جلد ہی بحمدللہ ان کو قید سے رہا کر دیا گیا۔

توقیع کا متن

صیمری کا بیان ہے کہ توقیع کے الفاظ یہ تھے:

"اللہ تعالیٰ تم سب کو استقامت دین اور صدق نیت کی توفیق دے اور سعادت کو ہمیشہ قائم و دائم رکھے۔ تم لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد بن علی المعرف شلمغانی وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ جلد عذاب میں مبتلا کرے اور اسے مزید مہلت نہ دے، وہ اسلام چھوڑ چکا ہے اور مرتد ہوگیا ہے، الحاد اختیار کرلیا ہے اور خالق کے متعلق ایسی باتوں کا مدعی ہے جو کفر ہیں، وہ اللہ پر کذب و بہتان رکھتا ہے اور گناہِ عظیم کا مرکب ہے۔ ہم اللہ اور رسولؐ کے سامنے اس سے برأت کا اظہار کرتے ہیں اور مسلسل اس پر لعنت بھیجتے ہیں، ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی، چپکے چپکے بھی اور بلند آواز سے بھی، اس پر بھی اور اس کی پیروی کرنے والوں پر بھی، اس کا ساتھ دینے والوں پر بھی اور جس شخص تک میرا یہ قول پہنچے اس کے بعد بھی وہ شلمغانی سے دوستی کا دم بھرے اس پر بھی لعنت، ہر حال میں اور ہر وقت"۔

ہارون کا بیان ہے کہ ابوعلی کو یہ توقیع ملی تو اس نے شیوخ میں سے ہر ایک کو یہ توقیع پڑھ کر

Scanned with CamScanner

سنائی بلکہ اس کی نقلیں سارے دیار و امصار میں کی گئیں اور ہر گروہ میں اس کی تشہیر ہوگئی اور سب لوگ اس پر لعنت و برأت پر متفق ہو گئے اور محمد بن علی شلمغانی ۳۲۳ ہجری میں قتل کر دیا گیا۔ [1]

قولِ مترجم: مترجم عرض کرتا ہے کہ مذکورہ توقیع کے الفاظ میں کافی اختلاف ہے جس کا ذکر مؤلف کتاب نے توقیع کے بعد درج کیا ہے جو عربی متن میں موجود ہے لیکن ہم اس کو ترجمے سے ترک کر رہے ہیں۔

ابوبکر بغدادی اور ابودلف مجنون

ابوبکر بغدادی ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کا بھتیجا ہے۔

(385) أَخْبَرَنِي اَلشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اَللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَلنُّعْمَانِ عَنْ أَبِي اَلْحَسَنِ عَلِيِّ بْنِ بِلاَلٍ اَلْمُهَلَّبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا اَلْقَاسِمِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ يَقُولُ: أَمَّا أَبُو دُلَفَ اَلْكَاتِبُ لاَ حَاطَهُ اَللَّهُ فَكُنَّا نَعْرِفُهُ مُلْحِداً ثُمَّ أَظْهَرَ اَلْغُلُوَّ ثُمَّ جُنَّ وَ سُلْسِلَ ثُمَّ صَارَ مُفَوِّضاً وَ مَا عَرَفْنَاهُ قَطُّ إِذَا حَضَرَ فِي مَشْهَدٍ إِلاَّ اِسْتُخِفَّ بِهِ وَ لاَ عَرَفَتْهُ اَلشِّيعَةُ إِلاَّ مُدَّةً يَسِيرَةً وَ اَلْجَمَاعَةُ تَتَبَرَّأُ مِنْهُ وَ مِمَّنْ يُومِئُ إِلَيْهِ وَ يُنَمِّسُ بِهِ. وَ قَدْ كُنَّا وَجَّهْنَا إِلَى أَبِي بَكْرٍ اَلْبَغْدَادِيِّ لَمَّا اِدَّعَى لَهُ هَذَا مَا اِدَّعَاهُ فَأَنْكَرَ ذَلِكَ وَ حَلَفَ عَلَيْهِ فَقَبِلْنَا ذَلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا دَخَلَ بَغْدَادَ مَالَ إِلَيْهِ وَ عَدَلَ عَنِ اَلطَّائِفَةِ وَ أَوْصَى إِلَيْهِ لَمْ نَشُكَّ أَنَّهُ عَلَى مَذْهَبِهِ فَلَعَنَّاهُ وَ بَرِئْنَا مِنْهُ لِأَنَّ عِنْدَنَا أَنَّ كُلَّ مَنِ اِدَّعَى اَلْأَمْرَ بَعْدَ اَلسَّمُرِيِّ رَحِمَهُ اَللَّهُ فَهُوَ كَافِرٌ مُنَمِّسٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ وَ بِاللَّهِ اَلتَّوْفِيقُ.

ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے روایت ہے کہ ابودلف کاتب، اللہ اس کو غارت کرے۔ پس ہم لوگ اس کو ملحد سمجھتے تھے۔ پھر وہ غلو کرنے لگا۔ پھر وہ مجنون ہوگیا پھر وہ مفوضہ بن گیا۔ ہم لوگ تو اس کے متعلق یہ جانتے ہیں کہ وہ جس مجمع میں جاتا اس کو خفیف و ذلیل کیا

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۶؛ الاحتجاج: ص ۴۷۴؛ معادن الحکمۃ: جلد ۲، ص ۲۸۵

جاتا اور قوم شیعہ تو اس کو چند دنوں سے جاننے لگی ہے اور اس پر اس کے ماننے والوں پر تبرا کرتی ہے۔ اور جب ابودلف نے ابوبکر بغدادی کے متعلق دعویٰ کیا (کہ وہ امامؑ کا وکیل ہے) تو ہم لوگوں نے ابوبکر بغدادی سے رابطہ کیا اور اس نے بحلف کہا کہ نہیں، میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں ہے۔ پس ہم لوگوں نے اس کی بات مان لی مگر جب وہ بغداد آیا تو گروہ شیعہ کو چھوڑ کر ابودلف کی طرف مائل ہوگیا اور اسے اپنا وصی بنالیا۔ پھر تو ہمیں کوئی شک نہ رہا کہ یہ اپنے اسی مذہب پر ہے۔ ہم نے اس پر لعنت کی اور برأت کا اظہار کیا اس لیے کہ ہمارے نزدیک سمری کے بعد جو شخص امام زمانہؑ کی وکالت و سفارت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر و گمراہ ہے۔ [1]

(386) وَ ذَكَرَ أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ اَلسُّكَّرِيُّ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ اِبْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْحَسَنِ بْنِ اَلْوَلِيدِ اَلْقُمِّيُّ مِنْ قِبَلِ أَبِيهِ وَ اَلْجَمَاعَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ اَلْبَغْدَادِيِّ وَ سَأَلُوهُ عَنِ اَلْأَمْرِ اَلَّذِي حُكِيَ فِيهِ مِنَ اَلنِّيَابَةِ أَنْكَرَ ذَلِكَ وَ قَالَ. لَيْسَ إِلَيَّ مِنْ هَذَا شَيْءٌ وَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَالٌ فَأَبَى وَ قَالَ مُحَرَّمٌ عَلَيَّ أَخْذُ شَيْءٍ مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ إِلَيَّ مِنْ هَذَا اَلْأَمْرِ شَيْءٌ وَ لاَ اِدَّعَيْتُ شَيْئاً مِنْ هَذَا وَ كُنْتُ حَاضِراً لِمُخَاطَبَتِهِ إِيَّاهُ بِالْبَصْرَةِ.

ابوعمرو محمد بن محمد بن نصر سکری سے روایت ہے کہ جب ابن محمد بن حسن بن ولید قمی اپنے باپ اور جماعت کی طرف سے ابوبکر بغدادی کے پاس گیا اور پوچھا کہ کہا جاتا ہے کہ اس نے امام علیہ السلام کے وکیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس نے انکار کیا اور کہا: میری طرف سے ایسا کچھ نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کوئی دعویٰ کیا ہے۔

اور میں (ابوعمرو محمد بن محمد بن نصر سکری) بصرہ کی اس مجلس میں موجود تھا (جس میں اس نے کوئی دعویٰ نہیں کیا)۔ [2]

(387) وَ ذَكَرَ اِبْنُ عَيَّاشٍ قَالَ: اِجْتَمَعْتُ يَوْماً مَعَ أَبِي دُلَفَ فَأَخَذْنَا

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۷

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۸

Scanned with CamScanner

فِي ذِكْرِ أَبِي بَكْرٍ ٱلْبَغْدَادِيِّ فَقَالَ لِي تَعْلَمُ مِنْ أَيْنَ كَانَ فَضْلُ سَيِّدِنَا ٱلشَّيْخِ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ وَ قُدِّسَ بِهِ عَلَى أَبِي ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ رَوْحٍ وَ عَلَى غَيْرِهِ فَقُلْتُ لَهُ مَا أَعْرِفُ قَالَ لِأَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عُثْمَانَ قَدَّمَ اِسْمَهُ عَلَى اِسْمِهِ فِي وَصِيَّتِهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ فَالْمَنْصُورُ [إِذًا] أَفْضَلُ مِنْ مَوْلَانَا أَبِي ٱلْحَسَنِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ وَ كَيْفَ قُلْتُ لِأَنَّ ٱلصَّادِقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدَّمَ اِسْمَهُ عَلَى اِسْمِهِ فِي ٱلْوَصِيَّةِ. فَقَالَ لِي أَنْتَ تَتَعَصَّبُ عَلَى سَيِّدِنَا وَ تُعَادِيهِ فَقُلْتُ وَ ٱلْخَلْقُ كُلُّهُمْ تعَادِي أَبَا بَكْرٍ ٱلْبَغْدَادِيَّ وَ تَتَعَصَّبُ عَلَيْهِ غَيْرُكَ وَحْدَكَ وَ كِدْنَا نَتَقَاتَلُ وَ نَأْخُذُ بِالْأَزْيَاقِ.

وأمر أبي بكر البغدادي في قلة العلم والمروة أشهر، وجنون أبي دلف أكثر من أن يحصى لا نشغل كتابنا بذلك، ولا نطول بذكره، وذكر ابن نوح طرفا من ذلك.

ابن عیاش سے روایت ہے کہ ایک دن ہم لوگ ابودلف کے پاس جمع تھے۔ وہاں ابوبکر بغدادی کا ذکر چھڑ گیا تو اس نے کہا: تم جانتے ہو کہ ہمارے شیخ (ابوبکر بغدادی) کو ابوالقاسم حسین بن روحؒ اور دوسروں پر کیوں فضیلت حاصل ہے؟

میں نے کہا: نہیں، مجھے نہیں معلوم۔

اس نے کہا: اس لیے کہ ابوجعفر محمد بن عثمان نے اپنی وصیت میں اپنے نام پر ان کے نام کو مقدم رکھا تھا۔

میں نے کہا: اگر یہی بات باعثِ فضیلت ہے تو پھر منصور دوانیقی تو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے افضل ٹھہرا۔

اس نے کہا: وہ کیسے؟

میں نے کہا: اس طرح کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے نام پر منصور کا نام اپنے وصیت نامے میں مقدم رکھ دیا تھا۔

اس نے کہا: تم تو ہمارے شیخ سے تعصب وعناد رکھتے ہو۔

میں نے کہا: تمھارے علاوہ تمام لوگ ابوبکر بغدادی سے تعصب وعناد رکھتے ہیں اور ابوبکر بغدادی کم علمی اور بے مروتی میں مشہور ہے اور (اس گفتگو پر) ہم لڑائی تک جا پہنچے اور ایک دوسرے کے گریبان پکڑ لیے۔ [1]

قولِ مؤلف: اور ابوبکر بغدادی کم علمی اور بے مروتی میں مشہور ہے اور ابودلف کی مجنونانہ باتیں بے شمار ہیں اور ہم اپنی کتاب میں اس کا ذکر کر کے کتاب کو طول نہیں دینا چاہتے ہیں۔ ابن نوح نے ان میں سے چند باتوں کا ذکر کیا ہے۔

(388) وَ رَوَى أَبُو مُحَمَّدٍ هَارُونُ بْنُ مُوسَى عَنْ أَبِي ٱلْقَاسِمِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ ٱلرَّحِيمِ ٱلْأَبْرَارُورِيِّ قَالَ: أَنْفَذَنِي أَبِي عَبْدُ ٱلرَّحِيمِ إِلَى أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ ٱلْعَمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي شَيْءٍ كَانَ بَيْنِي وَ بَيْنَهُ فَحَضَرْتُ مَجْلِسَهُ وَ فِيهِ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا وَ هُمْ يَتَذَاكَرُونَ شَيْئًا مِنَ ٱلرِّوَايَاتِ وَ مَا قَالَهُ ٱلصَّادِقُونَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَتَّى أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُثْمَانَ ٱلْمَعْرُوفُ بِالْبَغْدَادِيِّ اِبْنُ أَخِي أَبِي جَعْفَرٍ ٱلْعَمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَلَمَّا بَصُرَ بِهِ أَبُو جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِلْجَمَاعَةِ أَمْسِكُوا فَإِنَّ هٰذَا ٱلْجَائِيَ لَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكُمْ.

ابوالقاسم حسین بن عبدالرحیم ابراروری سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میرے باپ عبدالرحیم نے مجھے ابوجعفر محمد بن عثمان عمری کے پاس ایک کام کے لیے بھیجا۔ میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں ہمارے چند اصحاب بیٹھے ہوئے آئمہ طاہرین و صادقین علیہم السلام کی چند روایات کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ اتنے میں ابوبکر محمد بن احمد بن عثمان المعروف بہ بغدادی یعنی ابوجعفر عمری کا بھتیجا آتا ہوا نظر آیا۔ جب ابوجعفر عمری کی نظر اس پر پڑی تو انھوں نے کہا: اب تم سب خاموش ہو جاؤ اس لیے کہ یہ آنے والا تمھارے اصحاب میں نہیں ہے۔ [2]

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۸

[2] ایضاً

(389) وَ حُكِيَ: أَنَّهُ تَوَكَّلَ لِلْيَزِيدِيِّ بِالْبَصْرَةِ فَبَقِيَ فِي خِدْمَتِهِ مُدَّةً طَوِيلَةً وَ جَمَعَ مَالاً عَظِيماً فَسُعِيَ بِهِ إِلَى الْيَزِيدِيِّ فَقَبَضَ عَلَيْهِ وَ صَادَرَهُ وَ ضَرَبَهُ عَلَى أُمِّ رَأْسِهِ حَتَّى نَزَلَ الْمَاءُ فِي عَيْنَيْهِ فَمَاتَ أَبُو بَكْرٍ ضَرِيراً.

اور بیان کیا جاتا ہے کہ ابوبکر بغدادی بصرہ میں یزیدی کا وکیل تھا اور طویل مدت تک اس کی ملازمت کرتا رہا اور اس نے بہت سی دولت جمع کرلی۔ کسی نے یزیدی سے جا کر چغلی کردی تو یزیدی نے اس کو پکڑوا کر بلایا اور اس کے سر پر اتنا مارا کہ اس کی آنکھوں میں پانی اتر آیا اور وہ اندھا ہو کر مرگیا۔ [1]

(390) وَ قَالَ أَبُو نَصْرٍ هِبَةُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْكَاتِبُ ابْنُ بِنْتِ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَمْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ أَبَا دُلَفَ مُحَمَّدَ بْنَ مُظَفَّرٍ الْكَاتِبَ كَانَ فِي ابْتِدَاءِ أَمْرِهِ مُخَمِّساً مَشْهُوراً بِذٰلِكَ لِأَنَّهُ كَانَ تَرْبِيَةَ الْكَرْخِيِّينَ وَ تِلْمِيذَهُمْ وَ صَنِيعَتَهُمْ وَ كَانَ الْكَرْخِيُّونَ مُخَمِّسَةً لَا يَشُكُّ فِي ذٰلِكَ أَحَدٌ مِنَ الشِّيعَةِ وَ قَدْ كَانَ أَبُو دُلَفَ يَقُولُ ذٰلِكَ وَ يَعْتَرِفُ بِهِ وَ يَقُولُ نَقَلَنِي سَيِّدُنَا الشَّيْخُ الصَّالِحُ قَدَّسَ اللهُ رُوحَهُ وَ نَوَّرَ ضَرِيحَهُ عَنْ مَذْهَبِ أَبِي جَعْفَرٍ الْكَرْخِيِّ إِلَى الْمَذْهَبِ الصَّحِيحِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ الْبَغْدَادِيَّ.

ابونصر ہبۃ اللہ بن محمد بن احمد کاتب بن بنت اُمِ کلثوم بنت ابوجعفر محمد بن عثمان عمری سے روایت ہے کہ ابودلف محمد بن مظفر کاتب ابتداء میں مخمس [2] مشہور تھا کیونکہ اس نے کرخیوں میں تربیت پائی تھی اور ان ہی لوگوں کا شاگرد اور ان ہی کا ساختہ پرداختہ تھا اور کسی ایک شیعہ کو بھی کوئی شک نہیں کہ کرخی لوگ عموماً مخمس ہوتے تھے اور ابودلف کا بھی یہی مسلک تھا۔ خود اس کا بیان ہے کہ ہمارے شیخ صالح نے ہمیں مذہب ابوجعفر کرخی سے نکال کر مذہب صحیح یعنی ابوبکر

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۹

[2] مخمس غالیوں کا ایک فرقہ ہے جو پنجتن پاکؑ کی اُلوہیت کا قائل تھا۔

بغدادی کا تبع بنا دیا۔ [1]

قولِ مؤلف: اور ابودلف کا جنون اور اس کے مذہب فاسد کے واقعات بے شمار ہیں جن کی تفصیل ہم اس کتاب میں بیان کر کے طوالت میں نہیں پڑنا چاہتے۔

ہم نے یہاں زمانہ غیبتِ صغریٰ کے سفراء اور ابواب کا ذکر اس لیے کر دیا کہ اس کی صحت امام زمانہ علیہ السلام کی امامت کی صحت پر مبنی ہے اور ان لوگوں کی وکالت و سفارت اور ان کے ہاتھوں معجزات کا ظہور امام زمانہؑ کی امامت کا بیّن ثبوت ہے۔ اس لیے میں نے ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے۔ پس کوئی ایک بھی نہیں کہہ سکتا ہے کہ ان کے اخبار ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے جبکہ گفتگو کا موضوع غیبت ہے لہٰذا اس کا فائدہ واضح ہے اور یہ اعتراض باطل ہے۔

امامؑ کے خصوصی معاونین کا تذکرہ

ابوالحسین محمد بن جعفر اسدی

(391) أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ أَبِي جِيدٍ الْقُمِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَطَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ قَالَ: سَأَلَنِي بَعْضُ النَّاسِ فِي سَنَةِ تِسْعِينَ وَ مِائَتَيْنِ قَبْضَ شَيْءٍ فَامْتَنَعْتُ مِنْ ذٰلِكَ وَ كَتَبْتُ أَسْتَطْلِعُ الرَّأْيَ فَأَتَانِي الْجَوَابُ بِالرَّيِّ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْعَرَبِيُّ فَلْيُدْفَعْ إِلَيْهِ فَإِنَّهُ مِنْ ثِقَاتِنَا.

صالح بن ابی صالح سے روایت ہے کہ سال ۲۹۰ ھ میں کچھ لوگوں نے مجھ سے کچھ مال دینے کے بارے میں پوچھا تو میں نے منع کر دیا اور خط لکھ کر رائے معلوم کی تو مجھے جواب ملا کہ مقامِ رَے میں محمد بن جعفر عربی ہیں، یہ مال ان کے سپرد کردو۔ وہ ہمارے ثقات میں سے ہیں۔ [2]

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۷۹

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۲، ح ۱۰

Scanned with CamScanner

(392) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ٱلْكُلَيْنِيُّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ ٱلشَّاشِيِّ قَالَ قَالَ لِي مُحَمَّدُ بْنُ ٱلْحَسَنِ ٱلْكَاتِبُ ٱلْمَرْوَزِيُّ: وَجَّهْتُ إِلَى حَاجِزٍ ٱلْوَشَّاءِ مِائَتَيْ دِينَارٍ وَ كَتَبْتُ إِلَى ٱلْغَرِيمِ بِذٰلِكَ فَخَرَجَ ٱلْوُصُولُ وَ ذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ قِبَلِي أَلْفُ دِينَارٍ وَ أَنِّي وَجَّهْتُ إِلَيْهِ مِائَتَيْ دِينَارٍ وَ قَالَ إِنْ أَرَدْتَ أَنْ تُعَامِلَ أَحَداً فَعَلَيْكَ بِأَبِي ٱلْحُسَيْنِ ٱلْأَسَدِيِّ بِٱلرَّيِّ فَوَرَدَ ٱلْخَبَرُ بِوَفَاةِ حَاجِزٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ فَأَعْلَمْتُهُ بِمَوْتِهِ فَاغْتَمَّ. فَقُلْتُ لَهُ لَا تَغْتَمَّ فَإِنَّ لَكَ فِي ٱلتَّوْقِيعِ إِلَيْكَ دَلَالَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا إِعْلَامُهُ إِيَّاكَ أَنَّ ٱلْمَالَ أَلْفُ دِينَارٍ وَ ٱلثَّانِيَةُ أَمْرُهُ إِيَّاكَ بِمُعَامَلَةِ أَبِي ٱلْحُسَيْنِ ٱلْأَسَدِيِّ لِعِلْمِهِ بِمَوْتِ حَاجِزٍ.

محمد بن حسن کاتب مروزی سے روایت ہے کہ میں نے حاجز وشاء کو دوسو دینار کی رقم بھیجی اور غریم کو خط لکھا۔ پس مجھے ایک رسید موصول ہوئی جس پر (امامِ زمانہؑ نے) لکھا تھا کہ تمھارے پاس میرے ایک ہزار دینار تھے اور تم نے اس کو صرف دوسو دینار بھیجے ہیں۔

آپؑ نے مزید لکھا کہ اگر تمھارا ارادہ کچھ کرنے کا ہو تو ابوالحسن اسدی کو مقام رَے میں ملو۔ چنانچہ اس کے دو تین بعد حاجز کے انتقال کی خبر آئی تو میں نے جا کر اس کو اطلاع دی اور وہ بہت غمگین ہوا۔[1]

(393) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ نَوْبَخْتَ قَالَ: عَزَمْتُ عَلَى ٱلْحَجِّ وَ تَأَهَّبْتُ فَوَرَدَ عَلَيَّ نَحْنُ لِذٰلِكَ كَارِهُونَ فَضَاقَ صَدْرِي وَ اغْتَمَمْتُ وَ كَتَبْتُ أَنَا مُقِيمٌ بِٱلسَّمْعِ وَ ٱلطَّاعَةِ غَيْرَ أَنِّي مُغْتَمٌّ بِتَخَلُّفِي عَنِ ٱلْحَجِّ فَوَقَّعَ لَا يَضِيقَنَّ صَدْرُكَ فَإِنَّكَ تَحُجُّ مِنْ قَابِلٍ. فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلٍ اسْتَأْذَنْتُ فَوَرَدَ ٱلْجَوَابُ فَكَتَبْتُ إِنِّي عَادَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ ٱلْعَبَّاسِ وَ أَنَا وَاثِقٌ بِدِيَانَتِهِ وَ صِيَانَتِهِ فَوَرَدَ

[1] بحارالانوار: ص ۳۶۳؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲، ص ۶۹۵، ح ۱۰؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۱۶، ح ۱۰۰

ٱلْجَوَابُ ٱلْأَسَدِيُّ نِعْمَ ٱلْعَدِيلُ فَإِنْ قَدِمَ فَلَا تَخْتَرْ عَلَيْهِ قَالَ فَقَدِمَ ٱلْأَسَدِيُّ فَعَادَلْتُهُ.

ابوجعفر محمد بن علی نو بخت سے روایت ہے کہ میں نے حج کرنے کا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لیے تیاری۔ پس مجھے پیغام موصول ہوا کہ ہمیں یہ پسند نہیں ہے۔ چنانچہ میرا دل تنگ ہوا اور میں غمگین ہو گیا تو میں نے خط لکھا کہ میں تابعدار اور فرمانبردار رہتا ہوں تاہم میں حج سے محروم ہونے پر افسردہ ہوں۔

مجھے پیغام موصول ہوا کہ دل تنگ نہ کرو، تم اگلے سال حج پر جاؤ گے۔ پس جب اگلا سال آیا تو میں نے حج کی اجازت مانگی۔ پس جواب مثبت ملا۔ پس میں نے لکھا کہ میں محمد بن عباس کو پیچھے چھوڑ رہا ہوں اور مجھے ان کے تقویٰ اور دیانت پر پورا بھروسہ ہے۔ پس جواب موصول ہوا کہ اسدی بہترین نگران ہیں۔ پس اگر وہ آ جائیں تو اس پر کسی کو منتخب نہ کریں۔ چنانچہ اسدی تشریف لائے تو میں نے ان کو نگران کی حیثیت سے چھوڑ دیا۔[1]

(394) مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَاذَانَ ٱلنَّيْشَابُورِيِّ قَالَ: اِجْتَمَعَ عِنْدِي خَمْسُمِائَةِ دِرْهَمٍ يَنْقُصُ عِشْرُونَ دِرْهَماً فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ يَنْقُصَ هٰذَا ٱلْمِقْدَارُ فَوَزَنْتُ مِنْ عِنْدِي عِشْرِينَ دِرْهَماً وَ دَفَعْتُهَا إِلَى ٱلْأَسَدِيِّ وَ لَمْ أَكْتُبْ بِخَبَرِ نُقْصَانِهَا وَ أَنِّي أَتْمَمْتُهَا مِنْ مَالِي فَوَرَدَ ٱلْجَوَابُ. قَدْ وَصَلَتِ ٱلْخَمْسُمِائَةِ ٱلَّتِي لَكَ فِيهَا عِشْرُونَ.

محمد بن شاذان نیشاپوری سے روایت ہے کہ میرے پاس غریم کا مال پانچ سو درہم میں سے بیس درہم کم تھا۔ میں نے سوچا کہ بیس درہم کیوں کم رہیں پورے پانچ سو کیوں نہ بھیج دوں۔ اس لیے میں نے بیس درہم اپنی طرف سے شامل کر دیئے اور اسے (محمد بن جعفر) اسدی کے پاس بھیج دیا مگر یہ نہیں لکھا کہ اس میں بیس درہم کم تھے جو میں نے اپنی طرف سے ملا کر پورے کر دیئے ہیں لیکن جواب موصول ہوا کہ پانچ سو درہم وصول ہوئے جن میں سے

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶۳

Scanned with CamScanner

بیس درہم تمھارے تھے۔ [1]

قولِ مؤلف: اور اسدی ماہ ربیع الآخر ۳۱۲ ہجری کو فوت ہوئے اور وہ عادل تھے۔ ان میں کبھی تغیر نہیں ہوا (یعنی انھوں نے مذہب کبھی نہیں بدلا) اور نہ ان پر کسی نے طعن کی ہے۔

احمد بن اسحاق اور توقیع کے ممدوح افراد

(395) رَوَى أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الرَّازِيِّ قَالَ: كُنْتُ وَ أَحْمَدَ بْنَ أَبِي عَبْدِ اللهِ بِالْعَسْكَرِ فَوَرَدَ عَلَيْنَا رَسُولٌ مِنْ قِبَلِ الرَّجُلِ فَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَشْعَرِيُّ وَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمَدَانِيُّ وَ أَحْمَدُ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ الْيَسَعِ ثِقَاتٌ.

ابو محمد رازی سے روایت ہے کہ مَیں اور احمد بن ابوعبداللہؑ عسکر میں تھے کہ اس شخص (یعنی امامؑ) کی طرف سے ہمارے پاس قاصد آیا اور کہا: احمد بن اسحاق اشعری، ابراہیم بن محمد ہمدانی اور حمد بن حمزہ بن السیع ہمارے ثقہ (افراد) ہیں۔ [2]

...... ✸ ......

[1] الکافی: جلد۱،ص ۵۲۳، ح ۲۳؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۰؛ مدینۃ المعاجز: ص ۶۰۲، ح ۴۳؛ بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۶۳، اور جلد۵۱،ص ۳۹۵، ح ۸؛ کمال الدین،ص ۴۸۵، ح ۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲،ص ۶۹۷، ح ۱۴؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۱۶؛ الصراط المستقیم: جلد ۲،ص ۲۴۷؛ کشف الغمہ: جلد ۲،ص ۴۵۶؛ المستجاد: ص ۵۴۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۶۶۳، ح ۲۲؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۸۶؛ الارشاد: ص ۳۵۵؛

[2] بحارالانوار: جلد۵۱،ص ۳۶۳

فصل ۷

امام زمانہ علیہ السلام کی طویل عمر کا بیان

ہم قبل ازیں صحیح اخبار سے ثابت کر آئے ہیں کہ امام صاحب الزمان علیہ السلام کا ظہور پرنور ۲۵۶ ہجری میں ہوا اور آپؑ کے والد بزرگوارؑ کی شہادت ۲۶۰ ہجری میں ہوئی اور اس وقت امامِ زمانہؑ چار سال کے لگتے تھے، تاہم امامؑ کے ظہور کے وقت تک کی عمر ایک ایسی تعداد ہے جس میں ان اخبار کے ساتھ حساب کتاب کی ضرورت ہوتی ہے، جو ظہور کے وقت امام علیہ السلام کی عمر کے بارے میں درج کی گئی ہیں اور روایات آپس میں متعارض نہیں ہیں، چاہے الفاظ مختلف ہیں اور ان کا ذکر اس حصّے میں کیا جائے گا۔ -

(396) روی عن أبي جعفر عليه السّلام أنه قال: ليس صاحب هذا الأمر [من جاز من أربعين] صاحب هذا الأمر القوي المشمر.

اسی طرح حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت صاحب الامرؑ چالیس سال سے زیادہ کے نظر نہیں آئیں گے اور وہ قوی اور طاقتور ہوں گے۔ [1]

قولِ مؤلف: اور اسی طرح کی متشابہ اخبار مختلف الفاظ سے مروی ہیں اور معانی بھی مختلف ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اگر یہ اخبار صحیح ہیں تو ہم کہیں گے کہ امامؑ چالیس سال کے جوان نظر آئیں گے یا اس سے ملتی جلتی صورت ہوگی، نہ یہ کہ ان کی عمر چالیس سال ہوگی تو اس طرح یہ اخبار تسلیم ہوں گے اور اس کی تائید دیگر روایات سے ہوتی ہے (جیسا کہ:)

(397) مَا رَوَاهُ أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ هَمَّامٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ طَرْخَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَلِيٍّ

[1] بصائر الدرجات: ص ۱۸۸، ح ۵۶؛ بحارالانوار: جلد ۵۲،ص ۳۱۹، ح ۲۰؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲،ص ۵۷۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۵۲۰، ح ۳۹۳

بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِنَّ وَلِيَّ اللهِ يُعَمَّرُ عُمُرَ اِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ عِشْرِينَ وَ مِائَةَ سَنَةٍ وَ يَظْهَرُ فِي صُورَةِ فَتًى مُوَفَّقٍ ابْنِ ثَلَاثِينَ سَنَةً.

علی بن عمر بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بے شک ولی اللہ (امام زمانہ علیہ السلام) وقتِ ظہور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر کی طرح جو ایک سو بیس سال تھی مگر وہ دیکھنے میں تیس سالہ جوان معلوم ہوتے تھے، تیس سال کے جوان ہوں گے۔ (1)

(398) وَ عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْعَاقُولِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ خَرَجَ الْقَائِمُ لَقَدْ أَنْكَرَهُ النَّاسُ يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ شَابّاً مُوَفَّقاً فَلَا يَلْبَثُ عَلَيْهِ اِلَّا كُلُّ مُؤْمِنٍ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَهُ فِي الذَّرِّ الْأَوَّلِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام قائم علیہ السلام کا ظہور ہوا تو لوگ ان کو ماننے سے انکار کریں گے اور آپؑ ان کی طرف بھرپور جوان کی صورت میں جائیں گے لیکن وہ مومن کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے عالمِ ذر میں عہد لے لیا ہے وہ فوراً مان لے گا۔ (2)

(399) وَ رُوِيَ فِي خَبَرٍ آخَرَ: أَنَّ فِي صَاحِبِ الزَّمَانِ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَبَهاً مِنْ يُونُسَ رُجُوعُهُ مِنْ غَيْبَتِهِ بِشَرْخِ الشَّبَابِ.

اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت یونسؑ اور امام زمانہؑ میں ایک مماثلت ہے اور وہ یہ کہ وہ اپنی غیبت سے ایک جوان کی طرح ظہور کریں گے۔ (3)

---

(1) اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۱۱، ح ۳۹۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۸۷، ح ۲۲؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۸۹، ح ۴۴؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۸۴؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۵۸

(2) اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۱۲، ح ۳۴۰؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۸۷، ح ۲۳-۲۴؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۸۸، ح ۴۳؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۸۳؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۸۸

(3) اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۱۲، ح ۳۴۱؛ منتخب الاثر: ص ۲۸۵، ح ۶؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۱۸؛ کمال الدین: ص ۳۲۷، ح ۷؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۸۸

(400) وَ قَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: مَا تُنْكِرُونَ أَنْ يَمُدَّ اللهُ لِصَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ فِي الْعُمُرِ كَمَا مَدَّ لِنُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْعُمُرِ.

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس سے انکار نہ کرو کہ اللہ نے امام زمانہ علیہ السلام کی عمر کو طویل کیا ہے جیسا کہ اس نے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کو طویل کیا تھا۔ (1)

قولِ مؤلف: اور اگر ہم یہ مان لیں کہ یہ اخبار موجود ہی نہیں ہیں تو پھر بھی اُمت کے درمیان اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ (عمر کو طول دینا) اللہ تعالیٰ نے مقدور کیا ہے اور صرف مادیات اور نجومیوں نے ہی اس عقیدے کی مخالفت کی ہے اور اصحاب شرائع سب کے سب اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

(401) ويروى النصارى أن فيمن تقدم من عاش سبعمائة سنة وأكثر.

اور نصاریٰ نے روایت کیا ہے کہ ان کے کچھ آباؤاجداد سات سو سال تک یا اس سے بھی زیادہ دیر تک زندہ رہے۔ (2)

(402) وَ رَوَى أَبُو عُبَيْدَةَ مَعْمَرُ بْنُ الْمُثَنَّى الْبَصْرِيُّ التَّيْمِيُّ قَالَ: كَانَتْ فِي غَطَفَانَ خَلَّةٌ أَشْهَرَتْهُمْ بِهَا الْعَرَبُ كَانَ مِنْهُمْ نَصْرُ بْنُ دَهْمَانَ وَ كَانَ مِنْ سَادَةِ غَطَفَانَ وَ قَادَتِهَا حَتَّى خَرِفَ وَ حَنَّاهُ الْكِبَرُ وَ عَاشَ تِسْعِينَ وَ مِائَةَ سَنَةٍ فَاعْتَدَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَابّاً وَ اسْوَدَّ شَعْرُهُ فَلَا يُعْرَفُ فِي الْعَرَبِ أُعْجُوبَةٌ مِثْلُهَا.

اور روایت کیا گیا ہے کہ ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ بصری تیمی کا بیان ہے کہ بنی عطفان کی یہ صفت تھی کہ یہ تمام عرب قبائل میں مشہور تھے اور ان میں سے ایک نصر بن دہمان تھا جو اپنے

---

(1) اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۱۲، ح ۳۴۲؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۸۸

(2) کنزالفوائد: جلد ۲، ص ۱۱۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۹۲

Scanned with CamScanner

قبیلے کا بزرگ ترین اور شریف آدمی شمار ہوتا تھا۔ وہ ایک سو نوے سال تک زندہ رہا اور بوڑھا اور کمزور ہوگیا لیکن اس عرصہ کے بعد اس کی جوانی واپس آگئی اور اس کے بال سیاہ ہوگئے اور اس کے مثل عجوبہ عرب میں نہیں دیکھا گیا۔ [1]

قولِ مؤلف: قبل ازیں ہم نے ان افراد کے متعلق اخبار کا ذکر کیا گیا ہے جن کی عمر طویل تھی اور یہی کافی ہے، لہٰذا طویل عمر کے معاملے سے حیران ہونا بے معنی ہے۔ مزید یہ کہ مؤرخین نے بتایا ہے کہ عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے بڑھاپے کے بعد دوبارہ جوانی حاصل کرلی اور حضرت یوسفؑ نے ان سے شادی کی۔ [2]

اور ان کا قصہ مشہور ومعروف ہے۔ [3]

امام زمانہؑ کی وفات یا شہادت کے بعد زندہ ہونے کی روایات

اور رہیں وہ روایات جن میں ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام وفات پا جانے کے بعد یا قتل ہوجانے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے۔

اس طرح کی روایات کچھ اس طرح سے ہیں:

(403) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَاسِمٍ اَلْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ اَلْخُرَاسَانِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ اَلْقَائِمُ قَالَ لِأَنَّهُ يَقُومُ بَعْدَ مَا يَمُوتُ أَنَّهُ يَقُومُ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ يَقُومُ بِأَمْرِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ.

ابوسعید خراسانی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کس وجہ سے ان کا نام قائم رکھا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ وہ (اپنے نام کے) فوت ہوجانے کے بعد قیام کرے گا،

---

[1] منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۸۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۳۷؛ کمال الدین: جلد ۲، ص ۵۵۵

[2] تفسیر القمی: جلد ۱، ص ۳۵۷؛ بحارالانوار: جلد ۱۲، ص ۲۵۳؛ قصص الانبیاء جزائری: ص ۱۹۸

[3] اس قصے کی تفصیل کے لیے تاریخ طبری، تفسیر طبری، مروج الذہب مسعودی، کامل ابن اثیر اور قصص الانبیاء ابن کثیر وغیرہم کی طرف رجوع کریں۔

وہ ایک عظیم امر قائم کرے گا اور اللہ کے حکم سے قیام کرے گا۔ [1]

(404) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ اَلْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَثَلُ أَمْرِنَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَثَلُ صَاحِبِ اَلْحِمَارِ فَأَمَاتَهُ اَللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے کہ اللہ کی کتاب میں ہمارے امر کی مثال صاحب الحمار کی ہے جسے اللہ نے سو سال تک موت دیے رکھی، پھر اسے مبعوث کیا۔ [2]

(405) وَ عَنْهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَلْكُوفِيِّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ اَلْقَاسِمِ بْنِ اَلرَّبِيعِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَطَّابٍ عَنْ مُؤَذِّنِ مَسْجِدِ اَلْأَحْمَرِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَثَلٌ لِلْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ نَعَمْ آيَةُ صَاحِبِ اَلْحِمَارِ فَأَمَاتَهُ اَللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ.

علی بن خطاب نے مسجد احمر کے مؤذن سے روایت کی ہے، کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: کیا قائمؑ کے لیے اللہ کی کتاب میں کوئی مثال موجود ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، صاحب حمار کی مثال موجود ہے کہ اسے اللہ نے سو سال تک مُردہ رکھا پھر اسے مبعوث کردیا۔ [3]

(406) وَ رَوَى اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنِ اِبْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَلْفُضَيْلِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَبْدِ اَلْكَرِيمِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۲۴، ح ۱۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۲، ح ۳۴۳؛ نیز یہ روایت حدیث نمبر ۴۸۹ کے تحت مکمل آرہی ہے۔

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۲۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۲، ح ۳۴۴؛ الایقاظ من الھجعۃ: ص ۱۸۴، ح ۴۰، اور ص ۳۵۵، ح ۹۸

[3] بحارالانوار: ایضاً؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۳، ح ۳۴۵؛ الایقاظ من الھجعۃ: ح ۴۱

Scanned with CamScanner

السَّلَامُ: إِنَّ الْقَائِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذَا قَامَ قَالَ النَّاسُ أَنَّى يَكُونُ هٰذَا وَقَدْ بَلِيَتْ عِظَامُهُ مُنْذُ دَهْرٍ طَوِيلٍ.

حماد بن عبدالکریم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام قائمؑ کا ظہور ہوگا تو لوگ کہیں گے: بھلا یہ قائم کہاں ہو سکتے ہیں ان کو پیدا ہوئے بھی ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ اب تک تو ان کی ہڈیاں بھی گل چکی ہوں گی۔ ①

قولِ مؤلف: یہ اور اس جیسی دیگر روایات کی تاویل و تشریح یہ ہوگی کہ "ان کا نام مرجائے گا" اور اکثر لوگ (نہ کہ سب) یہ اعتقاد رکھیں گے کہ ان کی ہڈیاں گل چکی ہوں گی۔ پھر اللہ ان کو ظاہر کرے گا جیسے اس نے صاحب حمار کو موتِ حقیقی کے بعد ظاہر کیا۔

اور یہ تاویل بہت مضبوط ہے نیز یہ کہ یہ اخبار احاد ہیں جن پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کو صحیح کہا جا سکتا ہے اور ان کے مخالف اخبار متواترہ موجود ہیں جن کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے لہٰذا توقف کرنا چاہیے اور جو معلوم ہے اس سے تمسک کرنا چاہیے۔ ہم نے ان روایات کی تاویل ان کی صداقت کے تضاد کو ایک طرف رکھتے ہوئے کی ہے جیسا کہ اس طرح کے حالات میں کیا جاتا ہے جیسا کہ درج ذیل ہے:

(407) رَوَى الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبَلَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ جَنَاحٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ حَازِمِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ: قَالَ (لِي) أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا حَازِمُ إِنَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ غَيْبَتَيْنِ يَظْهَرُ فِي الثَّانِيَةِ إِنْ جَاءَكَ مَنْ يَقُولُ أَنَّهُ نَفَضَ يَدَهُ مِنْ تُرَابِ قَبْرِهِ فَلَا تُصَدِّقْهُ.

ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۴۶ کے تحت گزر چکا ہے۔ البتہ یہ کہ یہاں اس کا پہلا حصہ نقل نہیں ہوا ہے۔ ②

---

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۲۵ اور جلد ۵۲، ص ۲۹۱، ح ۳۸؛ اثبات الہداۃ: جلد ۳ ص ۵۱۳، ح ۳۴۶؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۵۵، ح ۱۴؛ نیز دیکھیے: حدیث نمبر ۵۶

② حدیث نمبر ۴۶ کی طرف رجوع کریں۔

(408) وَ رَوَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ الْمِنْقَرِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: فِي صَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ (أَرْبَعُ) سُنَنٍ مِنْ أَرْبَعَةِ أَنْبِيَاءَ سُنَّةٌ مِنْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ سُنَّةٌ مِنْ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ سُنَّةٌ مِنْ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ سُنَّةٌ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَأَمَّا سُنَّةٌ مِنْ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَخَائِفٌ يَتَرَقَّبُ وَ أَمَّا سُنَّةٌ مِنْ يُوسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَالْغَيْبَةُ وَ أَمَّا سُنَّةٌ مِنْ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيُقَالُ مَاتَ وَلَمْ يَمُتْ وَ أَمَّا سُنَّةٌ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ فَالسَّيْفُ.

ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۵۷ کے تحت گزر چکا ہے۔ ①

(409) وَ رَوَى الْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عِيسَى الْعَلَوِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: صَاحِبُ هٰذَا الْأَمْرِ مِنْ وُلْدِي (الَّذِي) يُقَالُ مَاتَ قُتِلَ لَا بَلْ هَلَكَ لَا بَلْ بِأَيِّ وَادٍ سَلَكَ.

احمد بن عیسیٰ علوی نے اپنے باپ سے، اس نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: صاحبِ امرؑ میری اولاد میں سے ہوگا جس کے لیے کہا جائے گا کہ مر گئے، قتل ہو گئے نہیں بلکہ ہلاک ہیں، بلکہ وہ کسی وادی میں چلے گئے۔ ②

امام زمانہؑ کے ظہور کا وقت

ہم امام زمانہ علیہ السلام کے وقتِ ظہور کو تفصیل سے نہیں جانتے ہیں بلکہ وہ ہم سے غائب

---

① بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۲۱۶، ح ۳؛ کمال الدین: ص ۱۵۲، ح ۱۶ اور ۳۲۶، ح ۶؛ الامامۃ والتبصرۃ: ص ۹۳، ح ۸۴؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۶۴، ح ۵؛ تقریب المعارف: ص ۱۹۰؛ کنزالفوائد: جلد ۱، ص ۳۷۴؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۶؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۳؛ نیز حدیث نمبر ۵۷ کی طرف رجوع کریں۔

② اثبات الہداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۴، ح ۳۴۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۱۴، ح ۱۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۵۶، ح ۱۸

Scanned with CamScanner

ہیں جب تک کہ اللہ ان کو خروج کی اجازت نہیں دیتا۔

(410) كَمَا رُوِيَ عَنِ ٱلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ أَنَّهُ قَالَ: لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ ٱلدُّنْيَا إِلَّا يَوْمٌ وَاحِدٌ لَطَوَّلَ اللهُ ذٰلِكَ ٱلْيَوْمَ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِي فَيَمْلَأَ ٱلْأَرْضَ عَدْلاً وَ قِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً.

ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۱۳۹ کے تحت گزر چکا ہے مگر یہ کہ وہاں حدیث سند کے ساتھ ہے۔[1]

(411) وَ أَخْبَرَنِي ٱلْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ٱلْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ٱلْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ عُبَيْسِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ كَرَّامٍ عَنِ ٱلْفُضَيْلِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَلْ لِهٰذَا ٱلْأَمْرِ وَقْتٌ فَقَالَ كَذَبَ ٱلْوَقَّاتُونَ كَذَبَ ٱلْوَقَّاتُونَ كَذَبَ ٱلْوَقَّاتُونَ.

فضیل سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کیا صاحب امرؑ کے لیے کوئی وقت مقرر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وقت مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں، وقت مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں، وقت مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں۔[2]

(412) ٱلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنِ ٱلْحُسَيْنِ بْنِ يَزِيدَ ٱلصَّحَّافِ عَنْ مُنْذِرٍ ٱلْجَوَّازِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَذَبَ ٱلْمُوَقِّتُونَ مَا وَقَّتْنَا فِيمَا مَضَى وَلَا نُوَقِّتُ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ.

منذر جواز سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وقت مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں، ہم نے نہ تو ماضی میں کوئی وقت مقرر بتایا اور نہ مستقبل میں کوئی وقت مقرر

---

[1] حدیث نمبر ۱۳۹ کی طرف رجوع کریں۔

[2] الکافی: جلد ۱، ص ۳۶۸، ح ۵؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۳، ح ۵؛ منتخب الاثر: ص ۴۶۳، ح ۱؛ بحارالانوار: جلد ۴، ص ۱۳۲، اور ۵۲، ص ۱۱۸، ح ۴۵؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۹۴، ح ۱۳

بتائیں گے۔[1]

(413) وَ بِهٰذَا ٱلْإِسْنَادِ عَنْ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ مِهْزَمٌ ٱلْأَسَدِيُّ فَقَالَ أَخْبِرْنِي جُعِلْتُ فِدَاكَ مَتَى هٰذَا ٱلْأَمْرُ ٱلَّذِي تَنْتَظِرُونَهُ فَقَدْ طَالَ فَقَالَ يَا مِهْزَمُ كَذَبَ ٱلْوَقَّاتُونَ وَ هَلَكَ ٱلْمُسْتَعْجِلُونَ وَ نَجَا ٱلْمُسَلِّمُونَ وَ إِلَيْنَا يَصِيرُونَ.

عبدالرحمٰن بن کثیر سے روایت ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ مہزم اسدی آ گئے۔ انھوں نے پوچھا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ بتائیے کہ ظہورِ امر کب ہوگا جس کا آپ حضرات انتظار فرما رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اے مہزم! وقت مقرر بتانے والے جھوٹے ہیں اور جلد بازی کرنے والے ہلاک ہوں گے اور تسلیم کرنے والے نجات پا جائیں گے اور ہمارے پاس پہنچیں گے۔[2]

(414) ٱلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ ٱلْخَزَّازِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ وَقَّتَ لَكَ مِنَ ٱلنَّاسِ شَيْئًا فَلَا تَهَابَنَّ أَنْ تُكَذِّبَهُ فَلَسْنَا نُوَقِّتُ لِأَحَدٍ وَقْتاً.

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی شخص ظہورِ امر کا وقت بتائے تو اس کو بلاخوف جھٹلاؤ اس لیے کہ ہم نے کسی کو بھی ظہورِ امر کا وقت نہیں بتایا ہے۔[3]

(415) ٱلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمٍ ٱلْبَجَلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي ٱلْجَارُودِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ ٱلْهَمْدَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۳، ح ۶؛ منتخب الاثر: ص ۴۶۳، ح ۲

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۳، ح ۷؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۹۷، ح ۸، ح ۲۹۴، ح ۱۱؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۶۸، ح ۲؛ الامامۃ والتبصرۃ: ص ۹۵، ح ۸۷

[3] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۴، ح ۸؛ اور ص ۱۱۷، ح ۴۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۸۹، ح ۳

Scanned with CamScanner

اَلْحَنَفِیَّةِ فِی حَدِیثٍ اِخْتَصَرْنَا مِنْهُ مَوْضِعَ الْحَاجَةِ أَنَّهُ قَالَ: اِنَّ لِبَنِی فُلَانٍ مُلْكاً مُؤَجَّلاً حَتَّى إِذَا أَمِنُوا وَ اِطْمَأَنُّوا وَ ظَنُّوا أَنَّ مُلْكَهُمْ لَا يَزُولُ صِيحَ فِيهِمْ صَيْحَةً فَلَمْ يَبْقَ لَهُمْ رَاعٍ يَجْمَعُهُمْ وَلَا وَاعٍ يَسْمَعُهُمْ وَ ذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ: حَتَّى إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّيَّنَتْ وَ ظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَادِرُونَ عَلَيْهَا أَتَاهَا أَمْرُنَا لَيْلاً أَوْ نَهَاراً فَجَعَلْنَاهَا حَصِيداً كَأَنْ لَمْ تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ . قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هَلْ لِذٰلِكَ وَقْتٌ. قَالَ لَا لِأَنَّ عِلْمَ اللهِ غَلَبَ عِلْمَ الْمُوَقِّتِينَ اِنَّ اللهَ تَعَالَى وَعَدَ مُوسَى ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَ أَتَمَّهَا بِعَشْرٍ لَمْ يَعْلَمْهَا مُوسَى وَلَمْ يَعْلَمْهَا بَنُو إِسْرَائِيلَ فَلَمَّا جَاوَزَ الْوَقْتَ قَالُوا غَرَّنَا مُوسَى فَعَبَدُوا الْعِجْلَ وَ لَكِنْ إِذَا كَثُرَتِ الْحَاجَةُ وَ الْفَاقَةُ فِي النَّاسِ وَ أَنْكَرَ بَعْضُهُمْ بَعْضاً فَعِنْدَ ذٰلِكَ تَوَقَّعُوا أَمْرَ اللهِ صَبَاحاً وَ مَسَاءً.

محمد بن حنفیہ نے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جسے ہم نے یہاں مختصر کر کے بقدرِ ضرورت پیش کیا ہے۔ ان کا بیان ہے کہ بنی فلاں[1] کی حکومت ایک معینہ مدت تک قائم رہے گی، جب انھیں امن و اطمینان ملے گا تو وہ سمجھیں گے کہ اب ہماری حکومت پر کبھی زوال نہ آئے گا۔ ایسے میں اچانک نزولِ امرِ الٰہی ہوگا۔ پھر کوئی گلہ بان (حاکم) ایسا نہ ہوگا جو ان کے گلے کو جمع کرے اور نہ کوئی داعی ہوگا جو ان لوگوں کو پکارے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۝ (یونس: آیت ۲۴)

’’حتیٰ کہ جب زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہوگئی اور زمین کے

[1] اس سے بنواُمیہ یا بنوعباس میں سے کوئی ایک مراد ہے۔

مالک یہ خیال کرنے لگے کہ اب وہ اس پر قابو پا چکے ہیں تو (ناگہاں) رات کے وقت یا دن کے وقت اس پر ہمارا حکم آپڑا تو ہم نے اسے کاٹ کر ایسا صاف کر ڈالا کہ گویا کل وہاں کچھ موجود ہی نہ تھا۔ غور و فکر سے کام لینے والوں کے لیے ہم اپنی نشانیاں اس طرح کھول کر بیان کرتے ہیں‘‘۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: میں آپ پر قربان! کیا نزولِ امرِ الٰہی کا کوئی وقت مقرر ہے؟

انھوں نے فرمایا: نہیں، اس لیے کہ وقت مقرر کرنے والوں کے علم پر اللہ تعالیٰ کا علم غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا پھر اس میں دس راتوں کا اضافہ کر دیا مگر اس کے بارے میں نہ حضرت موسیٰؑ کو علم تھا اور نہ بنی اسرائیل کو۔ لہٰذا جب (وعدہ کا) وقت گزر گیا تو انھوں نے کہا کہ موسیٰؑ نے ہم کو دھوکا دیا ہے پس انھوں نے گوسالہ کی پرستش شروع کر دی۔

لہٰذا جب حاجات اور فاقہ و افلاس بہت بڑھ جائے اور لوگ ایک دوسرے کے منکر ہوں تو اس وقت امرِ الٰہی کے آنے کی توقع رکھنا کہ وہ صبح کو وارد ہو یا شام کو آگھیرے۔[1]

ان اخبار سے متعارض روایات

اور مذکورہ اخبار کی ظاہری طور پر متعارض روایات درج ذیل ہیں:

(416) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَ لِهٰذَا الْأَمْرِ أَمَدٌ نُرِيحُ إِلَيْهِ أَبْدَانَنَا وَ نَنْتَهِي إِلَيْهِ قَالَ بَلَى وَلَكِنَّكُمْ أَذَعْتُمْ فَزَادَ اللهُ فِيهِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے ان سے (یعنی معصومؑ سے) عرض کیا: کیا ظہورِ امر کے لیے کوئی وقت اور مدت مقرر ہے تا کہ اس وقت تک ہم لوگ سکون سے بیٹھیں اور منتظر رہیں؟

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۰۴، ح ۹، اور ص ۲۴۶، ح ۱۲۷؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۹۰، ح ۷

Scanned with CamScanner

آپؑ نے فرمایا: وقت تو مقرر تھا مگر تم لوگوں نے اسے شہرت دے دی اس لیے اب اس کی مدت بڑھا دی گئی ہے۔ [1]

(417) وَ عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ عَلِيّاً عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُولُ إِلَى السَّبْعِينَ بَلَاءٌ وَ كَانَ يَقُولُ بَعْدَ الْبَلَاءِ رَخَاءٌ وَ قَدْ مَضَتِ السَّبْعُونَ وَ لَمْ نَرَ رَخَاءً فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا ثَابِتُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَانَ وَقَّتَ هٰذَا الْأَمْرَ فِي السَّبْعِينَ فَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَخَّرَهُ إِلَى أَرْبَعِينَ وَ مِائَةِ سَنَةٍ فَحَدَّثْنَاكُمْ فَأَذَعْتُمُ الْحَدِيثَ وَ كَشَفْتُمْ قِنَاعَ السِّرِّ فَأَخَّرَهُ اللهُ وَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ بَعْدَ ذٰلِكَ عِنْدَنَا وَقْتاً وَ يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ قَالَ أَبُو حَمْزَةَ وَ قُلْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ كَانَ ذَاكَ.

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ۷۰ ہجری تک بلائیں اور مصیبتیں ہیں، اس کے بعد آسانی کا دور آئے گا مگر ۷۰ ہجری تو گزر بھی گیا اور ہمیں ابھی تک کوئی آسانی نظر نہیں آئی؟

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے ثابت! آسانی اور نرمی کے لیے ۷۰ ہجری ہی مقرر تھا مگر جب اس عرصے میں امام حسین علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے غضبناک ہو کر اس کی مدت بڑھا کر ۱۴۰ ہجری کر دی اور ہم نے تم لوگوں سے جب اس کا تذکرہ کیا تو تم لوگوں نے اس کو مشتہر کر دیا اور راز فاش کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مؤخر کر دیا اور اب ہمیں اس کا معین وقت معلوم نہیں ہے اور:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ (الرعد:۳۹)

''اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اسی

[1] بحارالانوار: جلد ۴، ص ۱۱۳، ح ۳۸، اور جلد ۵۲، ص ۱۰۵، ح ۱۰؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۲، ص ۳۰۰، ح ۳۳

کے پاس اُم الکتاب ہے''۔

ابوحمزہ ثمالی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے اسے پیش کیا تو آپؑ نے فرمایا: ہاں! یہ ایسا ہی ہے۔ [1]

(418) وَ رَوَى الْفَضْلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى التَّمْتَامِ السُّلَمِيِّ عَنْ عُثْمَانَ النَّوَّاءِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: كَانَ هٰذَا الْأَمْرُ فِيَّ فَأَخَّرَهُ اللهُ وَ يَفْعَلُ بَعْدُ فِي ذُرِّيَّتِي مَا يَشَاءُ.

عثمان نواء سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے کہ یہ امر میرے لیے تھا، پھر اللہ نے اسے مؤخر کر دیا اور اسے میری ذُریت میں رکھ دیا۔ [2]

قولِ مؤلف: ان اخبار کی تاویل یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ صحیح ہیں تو یہ ممکن کی نفی نہیں کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کے لیے وہی وقت مقرر کیا ہو جس کا میں نے ذکر کیا ہے تو اگر وہ حالات و واقعات کو تبدیل کر دیتا ہے تو وہ وقت معین کو بھی بدل دے گا اور اس کی جگہ کوئی دوسرا وقت لے لے گا اور یقیناً یہی معاملہ بعد میں بھی جاری رہتا ہے اور اسی بنیاد پر تاویل بھی وہی رہتی ہے۔ اس وجہ سے صرف وہی وقت نہیں جو پہلے معین کیا گیا ہے کہ اسے بدلا جائے بلکہ تمام دوسرے اوقات بھی خاص حالات کے تحت مؤخر کیے جا سکتے ہیں۔ جب تک کہ جو تاخیر کا سبب بن رہا ہے اسے دُہرایا نہیں جاتا ہے اور جب تک کہ وہ وقت آ نہیں جاتا ہے جسے کوئی شے بدل نہیں سکتی اور جو حتمی ہے۔

[1] الکافی: جلد ۱، ص ۳۶۸، ح ۱؛ بحارالانوار: جلد ۴، ص ۱۱۴، ح ۳۹، اور جلد ۵۲، ص ۱۰۵، ح ۱۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۹۳، ح ۱۰؛ نُورالثقلین: جلد ۲، ص ۵۱۰، ح ۱۵۳؛ تفسیر البرہان: جلد ۳، ص ۳۰۰، ح ۱۶؛ تفسیر العیاشی: جلد ۲، ص ۲۱۸، ح ۶۹؛ الخرائج والجرائح: جلد ۱، ص ۱۷۸، ح ۱۱؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۲، ص ۳۰۰، ح ۳۴؛ بحارالانوار: جلد ۴، ص ۱۲۰، ح ۶۱؛ اور جلد ۴۲، ص ۲۲۳، ح ۳۲

[2] بحارالانوار: جلد ۴، ص ۱۱۴، ح ۴۰، اور جلد ۵۲، ص ۱۰۶، ح ۱۲

Scanned with CamScanner

یہی تاویل ان اخبار کی بھی ہے جن میں یہ روایت کیا گیا ہے کہ دُعا کرنے، صدقات دینے اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زندگی میں اضافہ ہوجاتا ہے اور اس کا وقت بڑھ جاتا ہے اور اسی طرح وہ روایات جن میں ہے کہ ظلم کرنے اور قطع رحم وغیرہ کرنے سے عمریں اپنی معین میعاد سے کم ہوجاتی ہیں اور وہ اللہ جو بلند ہے اور دونوں صورتوں سے واقف ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ ان میں سے ایک قطعی ہو اور دوسرا قطعی نہ ہو اور اس معاملے میں اہل عدل کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

اور بالکل یہی تاویل ہمارے ان اخبار کی ہے جن میں لفظ بداء[1] کا ذکر ہے اور یہ واضح ہے کہ اس کا مطلب کسی چیز کا نسخ ہونا ہے جس میں تبدیلی جائز اور ممکن ہے، یا یہ کہ اس کے حالات بدل گئے۔ ایسی صورت میں جب اس کے بارے مطلع کرنا تکوینی ہے کیونکہ بداء کا لغوی معنیٰ ظہور ہے، لہٰذا ممکن ہے کہ اللہ کے افعال میں سے کوئی فعل ہم پر عیاں ہو جبکہ ہم نے اس کے مخالف گمان کیا ہو یا یہ کہ ہم اسے جانتے ہوں لیکن اس کی شرائط معلوم نہ ہوں۔

(اس طرح کی روایات درج ذیل ہیں:)

(419) مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ٱلْأَسَدِيُّ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ٱلرَّيَّانِ بْنِ ٱلصَّلْتِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ يَقُولُ: مَا بَعَثَ اللهُ نَبِيّاً إِلَّا بِتَحْرِيمِ ٱلْخَمْرِ وَ أَنْ يُقِرَّ لِلَّهِ بِٱلْبَدَاءِ إِنَّ ٱللهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ وَأَنْ يَكُونَ فِي تُرَاثِهِ ٱلْكُنْدُرُ.

ریان بن صامت سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضاعلیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ نے کسی نبیؑ کو مبعوث نہیں کیا مگر شراب کی حُرمت کا پیغام دے کر مبعوث فرمایا اور یہ کہ وہ بداء کا اقرار کرے کہ:

إِنَّ اللهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ (الحج: آیت ۱۸)

''اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے''۔

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: بحارالانوار: جلد ۴، ص ۹۲، ح ۱۳۴، باب ۳

اور یہ کہ اس کی میراث میں کندر[1] ہوگا۔[2]

(420) وَ رَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي ٱلْحَسَنِ ٱلرِّضَا عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ قَالَ [قَالَ] عَلِيُّ بْنُ ٱلْحُسَيْنِ وَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَبْلَهُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ وَ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ : كَيْفَ لَنَا بِٱلْحَدِيثِ مَعَ هَذِهِ ٱلْآيَةِ: يَمْحُوا ٱللهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَ عِنْدَهُ أُمُّ ٱلْكِتَابِ فَأَمَّا مَنْ قَالَ بِأَنَّ ٱللهَ تَعَالَى لَا يَعْلَمُ بِشَيْءٍ إِلَّا بَعْدَ كَوْنِهِ فَقَدْ كَفَرَ وَ خَرَجَ عَنِ ٱلتَّوْحِيدِ.

احمد بن محمد بن ابی نصر سے روایت ہے کہ امام علی رضاعلیہ السلام نے فرمایا: علی بن حسینؑ اور علی بن ابی طالبؑ اور محمد بن علیؑ اور جعفر بن محمدؑ، سب نے فرمایا ہے کہ ہم اس آیت کی موجودگی میں کیسے گفتگو کر سکتے ہیں کہ:

يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهٗٓ أُمُّ الْكِتٰبِ ﴿٣٩﴾ (الرعد: ۳۹)

''اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس اُم الکتاب ہے''۔

پس جس نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کسی شے کو نہیں جانتا مگر یہ کہ اس کے ہوجانے کے بعد تو اس نے کفر کیا اور وہ توحید سے خارج ہوگیا۔[3]

(421) وَ قَدْ رَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ ٱلْجَعْفَرِيِّ قَالَ: سَأَلَ مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحٍ ٱلْأَرْمَنِيُّ أَبَا مُحَمَّدٍ ٱلْعَسْكَرِيَّ عَلَيْهِ ٱلسَّلَامُ عَنْ قَوْلِ ٱللهِ عَزَّ وَ جَلَّ يَمْحُوا ٱللهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ ٱلْكِتَابِ فَقَالَ أَبُو مُحَمَّدٍ وَ هَلْ يَمْحُوا إِلَّا مَا كَانَ وَيُثْبِتُ إِلَّا مَا لَمْ يَكُنْ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي هَذَا خِلَافُ مَا يَقُولُ هِشَامُ بْنُ ٱلْحَكَمِ إِنَّهُ لَا يَعْلَمُ ٱلشَّيْءَ

[1] کندر: ایک خاردار درخت کے گوند کو کہا جاتا ہے۔

[2] عیون اخبار الرضا: جلد ۲، ص ۱۵، باب ۳۰، ح ۳۳؛ بحارالانوار: جلد ۴، ص ۹۷، ح ۳

[3] بحارالانوار: جلد ۴، ص ۱۱۵

Scanned with CamScanner

حَتّٰی یَکُونَ فَنَظَرَ اِلَیَّ أَبُو مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ تَعَالَی الْجَبَّارُ الْعَالِمُ بِالْأَشْیَاءِ قَبْلَ کَوْنِهَا.

ابوہاشم جعفری سے روایت ہے کہ محمد بن صالح ارمنی نے امام ابومحمد حسن عسکری علیہ السلام سے خدا کے قول: ''اللہ جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور اسی کے پاس اُم الکتاب ہے'' (الرعد: آیت ۳۹) کی تفسیر پوچھی تو امام ابومحمدؑ نے فرمایا: کیا یہ اس کے علاوہ ہے کہ وہ جو ہو چکا اسے مٹا دیتا ہے اور جو نہیں ہوا اسے ثابت رکھتا ہے؟

راوی کہتا ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بات ہشام بن حکم کے قول کے خلاف ہے کہ جب تک کوئی شے ہو نہ جائے وہ اس کا علم نہیں رکھتا۔

پس امام ابومحمدؑ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: اللہ جبار اور عالم ہے، وہ چیزوں کے ہونے سے پہلے ان کا علم رکھتا ہے۔ اور اس حدیث کو مختصر نقل کیا گیا ہے۔ [1]

(422) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ عَنْ سَعْدَانَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِی بَصِیرٍ قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَلِهٰذَا الْأَمْرِ أَمَدٌ نُرِیحُ أَبْدَانَنَا وَ نَنْتَهِی إِلَیْهِ قَالَ بَلَی وَلٰکِنَّکُمْ أَذَعْتُمْ فَزَادَ اللّٰهُ فِیهِ.

ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۴۱۶ کے تحت گزر چکا ہے۔ [2]

قولِ مؤلف: ان اخبار کی تشریح وہی ہے جس کا ذکر ہم نے پہلے کیا ہے کہ اس معاملے میں مصلحت بدل گئی اور یہ کسی دوسرے وقت کے لیے مؤخر ہو گیا جیسا کہ ہم نے واضح کیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس امر کا ظہور معلوم نہیں ہے۔ ہم بالکل ایسا نہ کہتے ہیں اور نہ اسے جائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند اور بڑا ہے۔

اگر کہا جائے کہ آپ کا یہ اعتقاد اس وجہ کا سبب بنے گا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اخبار پر

---

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۱۶، ح ۵۷؛ بحارالانوار: جلد ۴، ص 115 اور ص ۹۰، ح ۳۳، اور جلد ۵۰، ص ۲۵۷، ح ۱۴؛ الخرائج والجرائح: جلد ۲، ص ۶۸۷، ح ۱۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۱۹؛ مدینۃ المعاجز: ص ۵۷۷، ح ۱۰۳؛ ثاقب المناقب: ص ۲۴۸؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۱۲

[2] حدیث نمبر ۴۱۶ کی طرف رجوع کریں۔

Scanned with CamScanner

انحصار نہیں کرتے ہیں؟

ہم کہیں گے کہ یہ اخبار دو طرح کے ہیں:

ایک طرح کے وہ ہیں کہ جن کی خبر میں تبدیلی جائز نہیں ہے کیونکہ ہمارا اس پر یقین اور ایمان ہے اور ہمارے علم میں ہے کہ ان خبروں میں تبدیلی جائز نہیں ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات اور کائنات میں ماضی کے متعلق اخبار یا وہ اخبار جن میں ہے کہ اللہ مومنین کو ثواب دیتا ہے اور دوسری طرح کے اخبار وہ ہیں جن میں خود مصلحت اور شرط کی تبدیلی سے تبدیلی جائز ہے۔ پس ہم ان سب کو جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ اخبار جن میں مستقبل کے واقعات کا بیان ہے لیکن جن اخبار کو ہم جانتے ہیں کہ وہ تبدیل نہیں ہوں گے تو ہم ان کے تبدیل نہ ہونے پر یقین رکھتے ہیں اور کثیر اخبار ایسے ہیں جن میں یہ واضح ہے کہ ان کا واقعہ حتمی ہے تو ہم جانتے ہیں کہ ان اخبار میں کسی طرح کی تبدیلی کی کوئی وجہ نہیں ہے اور اس وقت ہمیں اس کے وقوع پذیر ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔

...... ✹ ......

امام زمانہؑ کے ظہور سے قبل ہونے والی چند علامات کا تذکرہ

(423) أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَزَوْفَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ النَّيْشَابُورِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الصَّبَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ شَيْخاً يَذْكُرُهُ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَنْصُورِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ابْتِدَاءً مِنْ نَفْسِهِ. يَا سَيْفَ بْنَ عَمِيرَةَ لَا بُدَّ مِنْ مُنَادٍ يُنَادِي بِاسْمِ رَجُلٍ مِنْ وُلْدِ أَبِي طَالِبٍ مِنَ السَّمَاءِ. فَقُلْتُ يَرْوِيهِ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ. قَالَ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ فَسَمِعَ أُذُنِي مِنْهُ يَقُولُ لَا بُدَّ مِنْ مُنَادٍ يُنَادِي بِاسْمِ رَجُلٍ مِنَ السَّمَاءِ. قُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ هٰذَا الْحَدِيثَ مَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهِ قَطُّ. فَقَالَ يَا سَيْفُ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ نُجِيبُهُ أَمَا إِنَّهُ أَحَدُ بَنِي عَمِّنَا. قُلْتُ أَيُّ بَنِي عَمِّكُمْ. قَالَ رَجُلٌ مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ. ثُمَّ قَالَ يَا سَيْفُ لَوْ لَا أَنِّي سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ يُحَدِّثُنِي [بِهِ] ثُمَّ حَدَّثَنِي بِهِ أَهْلُ الدُّنْيَا مَا قَبِلْتُ مِنْهُمْ وَ لَكِنَّهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

سیف بن عمیرہ سے روایت ہے کہ میں ابوجعفر منصور (دوانیقی) کے پاس تھا کہ میں نے اس کو کہتے ہوئے سنا: اے سیف بن عمیرہ! لازمی ہے کہ حضرت ابوطالبؑ کی اولاد میں سے ایک شخص کے نام کا اعلان آسمان سے ہو۔

میں نے کہا: کیا اس کے متعلق کسی نے کوئی روایت نقل کی ہے؟

اس نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں نے اپنے

کانوں سے سنا ہے کہ آسمان سے ایک شخص کے نام کا اعلان ہوگا۔

میں نے کہا: اے امیرالمومنین! مگر میں نے تو اس قسم کی حدیث کبھی نہیں سنی ہے۔

اس نے کہا: اے سیف! جب ایسا کوئی اعلان ہوگا تو میں سب سے پہلے اس آواز پر لبیک کہوں گا لیکن یہ کہ وہ میرے چچا کی اولاد میں سے کسی کا نام ہوگا۔

میں نے کہا: آپ کے کون سے چچا کی اولاد؟

اس نے کہا: وہ اولادِ فاطمہؑ میں سے ایک شخص ہوگا۔

پھر کہا: اے سیف! اگر یہ بات میں نے ابوجعفر محمد بن علیؑ سے نہ سنی ہوتی تو اگر ساری دنیا بھی کہتی تو اعتبار نہ کرتا مگر یہ بات تو محمد بن علی (باقرؑ) نے فرمائی ہے۔ [1]

(424) وَ أَخْبَرَنِي جَمَاعَةٌ عَنِ التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الرَّازِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَحْمَدَ السَّمَّاكِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ نَحْوٌ مِنْ سِتِّينَ كَذَّاباً كُلُّهُمْ يَقُولُ أَنَا نَبِيٌّ.

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ساعت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ سات جھوٹے اس طرح خروج نہ کرلیں کہ ان میں سے ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ [2]

(425) أَحْمَدُ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُتَيْبَةَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ

---

[1] الکافی: جلد ۸، ص ۲۰۹، ح ۲۵۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۵، ح ۴۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۸۸، ح ۲۵، اور ص ۳۰۰، ح ۶۵؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۵۸؛ الارشاد: ص ۳۵۸؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۸؛ کشف الاستار: ص ۱۷۷؛ عقد الدرر: ص ۱۱۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۷ (مختصراً)

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۵، ح ۴۴؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۰۸، ح ۴۶؛ الارشاد: ص ۳۵۸؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۶؛ کشف الغمہ: جلد ۲ ص ۴۵۹؛ المستجاد: ص ۵۴۷؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۸؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۴۹؛ کشف الاستار: ص ۱۷۵؛ عقد الدرر: ص ۱۸

Scanned with CamScanner

شَاذَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُولُ خُرُوجُ السُّفْيَانِيِّ مِنَ الْمَحْتُومِ وَ النِّدَاءُ مِنَ الْمَحْتُومِ وَ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنَ الْمَغْرِبِ مِنَ الْمَحْتُومِ وَ أَشْيَاءُ كَانَ يَقُولُهَا مِنَ الْمَحْتُومِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اخْتِلَافُ بَنِي فُلَانٍ مِنَ الْمَحْتُومِ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ مِنَ الْمَحْتُومِ وَ خُرُوجُ الْقَائِمِ مِنَ الْمَحْتُومِ قُلْتُ وَ كَيْفَ يَكُونُ النِّدَاءُ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَوَّلَ النَّهَارِ يَسْمَعُهُ كُلُّ قَوْمٍ بِأَلْسِنَتِهِمْ أَلَا إِنَّ الْحَقَّ فِي عَلِيٍّ وَ شِيعَتِهِ ثُمَّ يُنَادِي إِبْلِيسُ فِي آخِرِ النَّهَارِ مِنَ الْأَرْضِ أَلَا إِنَّ الْحَقَّ فِي عُثْمَانَ وَ شِيعَتِهِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَرْتَابُ الْمُبْطِلُونَ.

ابوحمزہ ثمالی سے روایت ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ سفیانی کا خروج حتمی ہے اور (آسمانی) نداء حتمی ہے اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا حتمی ہے اور بہت سی باتوں کے لیے وہ جنابؑ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حتمی ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اور بنی فلاں کے درمیان اختلاف بھی حتمی ہے اور قتلِ نفس زکیہ بھی حتمی ہے اور امام قائمؑ کا ظہور بھی حتمی ہے۔

میں نے عرض کیا: (آسمانی) نداء کیسی ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: صبح کے وقت ایک منادی آسمان سے ندا دے گا جسے ہر قوم اپنی زبان میں سنے گی کہ آگاہ ہوجاؤ! حق علیؑ اور ان کے شیعوں میں ہے۔

پھر دن کے آخری وقت میں ابلیس زمین سے ندا دے گا کہ حق عثمان اور اس کے شیعوں میں ہے۔ پس اس ندا سے اہلِ باطل شک میں پڑ جائیں گے۔ [1]

---

[1] کمال الدین: ص ۶۵۲، ح ۱۴؛ الکافی: جلد ۸، ص ۳۱۰، ح ۴۸۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۰۶، ح ۴۰، اور ص ۲۸۸، ح ۲۷، اور ص ۳۰۵، ح ۷۵؛ الارشاد: ص ۳۵۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۲، ح ۳۱؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۵۹؛ المستجاد: ص ۵۴۸؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۸ (مختصراً)؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۶؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۱

(426) وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ: عَشْرٌ قَبْلَ السَّاعَةِ لَا بُدَّ مِنْهَا السُّفْيَانِيُّ وَ الدَّجَّالُ وَ الدُّخَانُ وَ الدَّابَّةُ وَ خُرُوجُ الْقَائِمِ وَ طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَ نُزُولُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَ خَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ.

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے دس باتیں لازمی ہیں: سفیانی، دجال، دخان (دھواں)، دابہ، خروج قائمؑ، مغرب سے سورج کا طلوع، نزولِ عیسیٰؑ، مشرق میں زمین کا دھنسنا، جزیرۂ عرب میں زمین کا دھنسنا، اور (دریائے) عدن کی تہہ سے آگ کا بلند ہونا جو لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی۔ [1]

(427) وَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: خَمْسٌ قَبْلَ قِيَامِ الْقَائِمِ مِنَ الْعَلَامَاتِ الصَّيْحَةُ وَ السُّفْيَانِيُّ وَ الْخَسْفُ بِالْبَيْدَاءِ وَ خُرُوجُ الْيَمَانِيِّ وَ قَتْلُ النَّفْسِ الزَّكِيَّةِ.

عمر بن حنظلہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام کے قیام سے قبل پانچ علامات ظاہر ہوں گی: آسمانی آواز، سفیانی، بیداء (صحرا) میں زمین کا دھنسنا، خروجِ یمانی اور نفس زکیہ کا قتل ہونا۔ [2]

---

[1] الخصال: ص ۴۳۱، ح ۱۳؛ بحارالانوار: جلد ۶، ص ۳۰۳، ح ۱، اور ص ۳۰۴، ح ۳، اور جلد ۵۲، ص ۲۰۹، ح ۴۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۵، ح ۴۵؛ الایقاظ من الھجعۃ: ص ۳۵۶، ح ۱۰۰؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۴؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۴۸، ح ۵۷؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۵۹؛ صحیح مسلم: جلد ۴، ص ۲۲۲۵، ح ۳۹ و ۴۰؛ سنن ابن ماجہ: جلد ۲، ص ۱۳۴۷، ح ۴۰۵۵؛ جامع ترمذی: جلد ۴، ص ۴۷۴، ح ۲۱۸۳؛ مسند احمد حنبل: جلد ۴، ص ۶؛ مسند طیالسی: ص ۱۴۳

[2] کمال الدین: ص ۶۵۰، ح ۷؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۵۲، ح ۹؛ الکافی: جلد ۸، ص ۳۱۰، ح ۴۸۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۰۴، ح ۳۴، اور ص ۲۰۹، ح ۴۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۶۲، ح ۴۶؛ تفسیر البرہان: ←

Scanned with CamScanner

(428) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ : لَا يَخْرُجُ الْقَائِمُ حَتَّى يَخْرُجَ اِثْنَا عَشَرَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ كُلُّهُمْ يَدْعُو إِلَى نَفْسِهِ.

ابوخدیجہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام کا خروج اس وقت تک نہ ہوگا جب تک کہ بنی ہاشم میں سے بارہ آدمی ایسے نہ نکل چکیں جو اپنی (امامت کی) طرف لوگوں کو دعوت دیں۔[1]

(429) وَ عَنْهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَبَلَةَ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي الْمُغِيرَةِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ شَرِيكٍ الْعَامِرِيِّ عَنْ عَمِيرَةَ بِنْتِ نُفَيْلٍ قَالَتْ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: لَا يَكُونُ هٰذَا الْأَمْرُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ حَتَّى يَبْرَأَ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ وَ يَلْعَنَ بَعْضُكُمْ بَعْضاً وَ يَتْفُلَ بَعْضُكُمْ فِي وَجْهِ بَعْضٍ وَ حَتَّى يَشْهَدَ بَعْضُكُمْ بِالْكُفْرِ عَلَى بَعْضٍ قُلْتُ مَا فِي ذٰلِكَ خَيْرٌ قَالَ الْخَيْرُ كُلُّهُ فِي ذٰلِكَ عِنْدَ ذٰلِكَ يَقُومُ قَائِمُنَا فَيَرْفَعُ ذٰلِكَ كُلَّهُ.

عمیرہ بنت نفیل سے روایت ہے کہ میں نے امام حسن بن علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس امر کا تم لوگوں کو انتظار ہے وہ اس وقت تک نہ ہوگا جب تک کہ تم لوگ ایک دوسرے سے بیزار نہ ہوجاؤ گے، ایک دوسرے پر لعنت نہ کرنے لگو گے، ایک دوسرے کے منہ پر تھوکنے نہ لگو گے اور ایک دوسرے کو کافر نہ کہنے لگو گے۔

میں نے عرض کیا: پھر اس میں بھلائی تو کچھ نہ رہی؟

← جلد ۳، ص ۱۷۹، ح ۱؛ تفسیر نور الثقلین: جلد ۴، ص ۴۶، ح ۱۰؛ المحجہ: ص ۱۵۶؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۱۰؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۷۷؛ کشف الاستار: ص ۱۷۷؛ عقد الدرر: ص ۱۱۱؛ البرہان متقی ہندی: ص ۱۱۴، ح ۱۰؛ ینابیع المودۃ: ص ۴۲۶

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۰۹، ح ۴۷؛ الارشاد: ص ۳۵۸؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۵۹؛ المستجاد: ص ۵۴۸؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۹؛ اثبات الهداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۶، ح ۷۴؛ اور ص ۷۳۱، ح ۷۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۶؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۲

آپؑ نے فرمایا: ساری بھلائی تو اسی میں ہے اس لیے کہ اس وقت ہمارا قائمؑ قیام کرے گا تو یہ تمام باتیں ختم ہوجائیں گی۔[1]

(430) وَ رَوَى الْفَضْلُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْبِلَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَوْدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : بَيْنَ يَدَيِ الْقَائِمِ مَوْتٌ أَحْمَرُ وَ مَوْتٌ أَبْيَضُ وَ جَرَادٌ فِي حِينِهِ وَ جَرَادٌ فِي غَيْرِ حِينِهِ أَحْمَرُ كَأَلْوَانِ الدَّمِ فَأَمَّا الْمَوْتُ الْأَحْمَرُ فَالسَّيْفُ وَ أَمَّا الْمَوْتُ الْأَبْيَضُ فَالطَّاعُونُ.

علی بن محمد اودی نے اپنے باپ سے اور انھوں نے ان کے جد سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: امام قائمؑ سے پہلے موت احمر (سرخ موت) ہوگی، موت ابیض (سفید موت) ہوگی، موسم کی ٹڈیاں ہوں گی اور بغیر موسم کی ٹڈیاں ہوں گی جو خون کے مانند سرخ ہوں گی۔

اور رہی موت احمر تو یہ تلوار سے ہے اور موت ابیض تو یہ طاعون سے ہے۔[2]

(431) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الزَّيْتُونِيِّ وَ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيِّ [مَعاً] عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ الْعَبَرْتَائِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ : فِي حَدِيثٍ لَهُ طَوِيلٍ اِخْتَصَرْنَا مِنْهُ مَوْضِعَ الْحَاجَةِ أَنَّهُ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ فِتْنَةٍ صَمَّاءَ صَيْلَمٍ يَسْقُطُ فِيهَا كُلُّ بِطَانَةٍ وَ وَلِيجَةٍ وَ ذٰلِكَ عِنْدَ فِقْدَانِ الشِّيعَةِ الثَّالِثَ مِنْ وُلْدِي يَبْكِي عَلَيْهِ أَهْلُ السَّمَاءِ وَ أَهْلُ الْأَرْضِ وَ كَمْ مِنْ

[1] غیبۃ نعمانی: ص ۲۰۵، ح ۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۱۴، ح ۳۳، اور ص ۲۱۱، ح ۵۸؛ اثبات الهداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۶، ح ۴۸؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۳، ح ۵؛ فرائد فوائد الفکر: ص ۷؛ عقد الدرر: ص ۶۳

[2] الارشاد: ص ۳۵۹؛ اثبات الهداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۶، ح ۴۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۱، ح ۵۹؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۷۷؛ ح ۶۱؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۵۹؛ المستجاد: ص ۵۴۹؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۹؛ کشف الاستار: ص ۱۷۵؛ عقد الدرر: ص ۶۵: احقاق الحق: جلد ۱۳، ص ۳۰۵؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۲؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۷؛ الفصول المہمہ: ص ۳۰۱

Scanned with CamScanner

مُؤْمِنٍ مُتَأَسِّفٍ حَرَّانَ حَزِينٍ عِنْدَ فَقْدِ الْمَاءِ الْمَعِينِ كَأَنِّي بِهِمْ أَسَرَّ مَا يَكُونُونَ وَقَدْ نُودُوا نِدَاءً يَسْمَعُهُ مَنْ بَعُدَ كَمَا يَسْمَعُهُ مَنْ قَرُبَ يَكُونُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَعَذَاباً لِلْكَافِرِينَ فَقُلْتُ وَأَيُّ نِدَاءٍ هُوَ- قَالَ يُنَادُونَ فِي رَجَبٍ ثَلَاثَةَ أَصْوَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ صَوْتاً مِنْهَا أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِينَ وَ الصَّوْتُ الثَّانِي أَزِفَتِ الْآزِفَةُ يَا مَعْشَرَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الصَّوْتُ الثَّالِثُ يَرَوْنَ بَدَناً بَارِزاً نَحْوَ عَيْنِ الشَّمْسِ هٰذَا أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ قَدْ كَرَّ فِي هَلَاكِ الظَّالِمِينَ.

وفي رواية الحميري والصوت [الثالث] بدن يرى في قرن الشمس يقول: إن الله بعث فلانا فاسمعوا له وأطيعوا.

وقالا جميعا: فعند ذلك يأتي الناس الفرج، وتود الناس لو كانوا أحياء *(ويشفي الله صدور قوم مؤمنين).

حسن بن محبوب نے حضرت امام علی رضاؑ سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جسے ہم مختصر کر کے بقدرِ ضرورت نقل کر رہے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا: یہ لازمی وضروری ہے کہ آیندہ ایک سخت اذیت رساں اور مصیبت ناک فتنہ کھڑا ہو جس میں ساری رازداریاں ختم ہوجائیں گی اور یہ اس وقت ہوگا جب ہمارے تیسرے فرزند سے شیعہ محروم ہوجائیں گے، جس پر اہلِ زمین اور اہلِ آسمان گریہ کریں گے اور کتنے ہی مومنین چشمہ آبِ شیریں کے غائب ہونے، متاسف، مغموم اور محزون رہیں گے گویا میں ان کا بے حال ہونا دیکھ رہا ہوں کہ اتنے میں ان کے لیے ایک ندا آئے گی جس کو دُور والے بھی اسی طرح سنیں گے جیسے قریب والے سنیں گے، یہ ندا مومنین کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے عذاب ہوگی۔

میں نے عرض کیا: وہ ندا کیا ہوگی؟

آپ نے فرمایا: ماہِ رجب میں تین مرتبہ آواز آئے گی:

پہلی آواز یہ ہوگی:

اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۸﴾ (ہود: آیت ۱۸)

''آگاہ رہو کہ ظالمین پر اللہ کی لعنت ہے''۔

دوسری آواز یہ ہوگی:

اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ (النجم: آیت ۵۷)

''اے گروہِ مومنین! آنے والی قریب آہی گئی ہے''۔

اور تیسری آواز کے وقت سورج سے ایک جسم نمودار ہوگا اور آواز آئے گی: ''یہ امیرالمومنین ہیں جو ظالمین پر بار بار حملہ کریں گے اور حمیری کی روایت میں ہے کہ تیسری آواز کے وقت ایک جسم سورج سے نمودار ہوگا اور وہ یہ کہے گا کہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے فلاں کو بھیجا ہے اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو''۔ پس اس وقت لوگوں کو فرج وکشادگی نصیب ہوگی بلکہ مرے ہوئے لوگ بھی تمنا کریں گے کہ کاش ہم زندہ ہوتے:

وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ (التوبہ: آیت ۱۴)

''اور مومنین کے سینوں کا رنج وغم دُور ہوجائے گا''۔ ①

(432) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ نَصْرِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: دَعْوَةُ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَالْزَمُوا الْأَرْضَ وَ كُفُّوا حَتَّى تَرَوْا قَادَتَهَا فَإِذَا خَالَفَ التُّرْكُ الرُّومَ وَ كَثُرَتِ الْحُرُوبُ فِي الْأَرْضِ يُنَادِي مُنَادٍ عَلَى سُورِ دِمَشْقَ وَيْلٌ لِأَرْضٍ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ وَ يَخْرَبُ حَائِطُ مَسْجِدِهَا.

عبداللہ بن رزین سے روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ نے فرمایا: تمھارے نبیؐ کے اہلِ بیتؑ کی طرف سے دعوت آخر زمانہ میں ہوگی، لہٰذا جب تک تم لوگ اس دعوت کے قائد کو نہ دیکھ لو زمین پکڑ لو اور خاموش رہو تاوقتیکہ ترک کے لوگ روم کی مخالفت کریں اور روئے زمین پر جنگوں کی کثرت نہ ہو اور دمشق کے شہر پناہ پر ایک منادی ندا کرے کہ شر قریب ہے اور دمشق

① مختصر بصائر الدرجات: ص ۲۱۴؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۸۰، ح ۲۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۶، ح ۲۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۵۲، ح ۲ و ۳، اور جلد ۵۲، ص ۲۸۹، ح ۲۸؛ عیون اخبار الرضاؑ: جلد ۲، ص ۶، ح ۱۴؛ کمال الدین: ص ۳۷۰، ح ۳؛ تفسیر نور الثقلین: جلد ۵، ص ۳۸۶، ح ۳۹؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۳۵؛ اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۷ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

کی مسجد کی دیوار منہدم نہ ہو جائے۔ [1]

(433) اَلْفَضْلُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي الْجَارُودِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: قُلْتُ لَهُ قَدْ طَالَ هٰذَا الْأَمْرُ حَتَّى مَتَى قَالَ فَحَرَّكَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ. أَنَّى يَكُونُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَعَضَّ الزَّمَانُ أَنَّى يَكُونُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَجْفُوا الْإِخْوَانُ أَنَّى يَكُونُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَظْلِمِ السُّلْطَانُ أَنَّى يَكُونُ ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُمِ الزِّنْدِيقُ مِنْ قَزْوِينَ فَيَهْتِكَ سُتُورَهَا وَيُكَفِّرَ صُدُورَهَا وَيُغَيِّرَ سُورَهَا وَيُذْهِبَ بَهْجَتَهَا مَنْ فَرَّ مِنْهُ أَدْرَكَهُ وَمَنْ حَارَبَهُ قَتَلَهُ وَمَنِ اعْتَزَلَهُ افْتَقَرَ وَمَنْ تَابَعَهُ كَفَرَ حَتَّى يَقُومَ بَاكِيَانِ بَاكٍ يَبْكِي عَلَى دِينِهِ وَبَاكٍ يَبْكِي عَلَى دُنْيَاهُ.

محمد بن بشر سے روایت ہے کہ میں نے جناب محمد بن حنفیہؓ سے عرض کیا: اب تو یہ امر بہت طویل ہو گیا آخر یہ حال کب تک ایسا ہی رہے گا؟

انھوں نے اپنا سر ہلایا اور فرمایا: ابھی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ابھی تو کاٹ کھانے والا زمانہ نہیں آیا، ابھی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ابھی تو بھائیوں نے بھائیوں پر جفا نہیں کی ہے، ابھی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ابھی تو سلطانِ وقت نے ظلم نہیں کیا ہے، ابھی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ابھی تو زندیق نے قزوین سے خروج بھی نہیں کیا ہے کہ ان کی پردہ دری کرے اور ان کے نکلنے کی راہوں کو بند کر دے، ان کی شہر پناہوں کو تبدیل کر دے، ان کی مسرتوں کو مٹا دے اور جو ان سے فرار کی کوشش کرے اسے گرفتار کرے، جو ان سے جنگ کرے اسے قتل کر دے، جو انھیں چھوڑ کر گوشہ نشین بن جائے وہ محتاج ہو جائے، جو ان کی اتباع کرے وہ کافر ہو جائے یہاں تک کہ دو قسم کے رونے والے ہوں گے: ایک اپنے دین کے لیے روتا ہوگا اور دوسرا اپنی دنیا کے لیے۔ [2]

(434) اَلْفَضْلُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمِقْدَامِ

[1] بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۲، ح ۶۰؛ الایقاظ من الھجعہ: ص ۳۵۷، ح ۱۰۲

[2] بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۲، ح ۶۱

عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اِلْزَمِ الْأَرْضَ وَلَا تُحَرِّكْ يَداً وَلَا رِجْلاً حَتَّى تَرَى عَلَامَاتٍ أَذْكُرُهَا لَكَ وَمَا أَرَاكَ تُدْرِكُ - اِخْتِلَافَ بَنِي فُلَانٍ وَمُنَادٍ يُنَادِي مِنَ السَّمَاءِ وَيَجِيئُكُمُ الصَّوْتُ مِنْ نَاحِيَةِ دِمَشْقَ بِالْفَتْحِ وَخَسْفِ قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الشَّامِ تُسَمَّى الْجَابِيَةَ وَسَتُقْبِلُ إِخْوَانُ التُّرْكِ حَتَّى يَنْزِلُوا الْجَزِيرَةَ وَسَتُقْبِلُ مَارِقَةُ الرُّومِ حَتَّى يَنْزِلُوا الرَّمْلَةَ فَتِلْكَ السَّنَةَ فِيهَا اِخْتِلَافٌ كَثِيرٌ فِي كُلِّ أَرْضٍ مِنْ نَاحِيَةِ الْمَغْرِبِ فَأَوَّلُ أَرْضٍ تَخْرَبُ الشَّامُ يَخْتَلِفُونَ عِنْدَ ذٰلِكَ عَلَى ثَلَاثِ رَايَاتٍ رَايَةِ الْأَصْهَبِ وَرَايَةِ الْأَبْقَعِ وَرَايَةِ السُّفْيَانِيِّ.

جابر جعفی سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ زمین پکڑے بیٹھے رہو کوئی ہاتھ پاؤں نہ ہلاؤ جب تک کہ وہ علامات نہ دیکھ لو جس کو میں بیان کرتا ہوں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ تم لوگ وہ زمانہ نہ پا سکو گے (وہ علامات یہ ہیں:) بنی فلاں میں اختلافات، آسمان سے منادی کی ندا، دمشق کی طرف سے فتح کی آواز بلند ہونا، شام کی ایک بستی کا زمین میں دھنس جانا جس کا نام جابیہ ہے، ترک اخوان کا آگے بڑھ کر جزیرے میں منزل کرنا، مارقۂ روم کا آگے بڑھ کر رملہ میں اُترنا اور اس سال مقرب کی جانب کے ہر خطے میں اختلافات پیدا ہونا، سب سے پہلے ملک شام کی تباہی جس میں تین جھنڈے بلند ہوں گے: چتکبرا جھنڈا، سرخ جھنڈا اور سفیانی کا جھنڈا۔ [1]

(435) أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّازِيُّ عَنِ الْمُقَانِعِيِّ عَنْ بَكَّارِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۷، ح ۵۱ و ص ۷۳۲، ح ۷۸؛ وسائل الشیعہ: جلد ۱۱، ص ۴۱، ح ۱۶؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۲، ح ۶۲ و ص ۲۲۲، ح ۸۷؛ الارشاد: ص ۳۵۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۵۹؛ المستجاد: ص ۵۴۹؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۷۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۷؛ تفسیر نور الثقلین: جلد ۱، ص ۴۸۷، ح ۲۷۷؛ تفسیر البرہان: جلد ۱، ص ۱۶۳، ح ۱۰؛ تفسیر العیاشی: جلد ۱، ص ۶۴، ح ۱۱۷؛ غیبت نعمانی: ص ۲۷۹، ح ۶۷؛ الاختصاص: ص ۲۵۵؛ کشف الاستار: ص ۱۷۳؛ عقد الدرر: ص ۹؛ احقاق الحق: جلد ۱۳، ص ۳۵۵؛ الفصول المہمہ: ص ۳۰۱

Scanned with CamScanner

حَسَنِ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ: السَّنَةُ الَّتِي يَقُومُ فِيهَا الْمَهْدِيُّ تُمْطَرُ أَرْبَعاً وَ عِشْرِينَ مَطْرَةً يُرَى أَثَرُهَا وَ بَرَكَتُهَا.

عبدالملک بن اسماعیل اسدی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ جس سال حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اس سال چوبیس مرتبہ پانی برسے گا اور اس کے اثرات و برکات نظر آئیں گے۔ [1]

(436) وَ رُوِيَ عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّهُ قَالَ: إِذَا مَلَكَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي الْعَبَّاسِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللهِ وَ هُوَ ذُو الْعَيْنِ بِهَا افْتَتَحُوا وَ بِهَا يَخْتِمُونَ وَ هُوَ مِفْتَاحُ الْبَلَاءِ وَ سَيْفُ الْفَنَاءِ فَإِذَا قُرِءَ لَهُ كِتَابٌ بِالشَّامِ مِنْ عَبْدِ اللهِ عَبْدِ اللهِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ لَمْ تَلْبَثُوا أَنْ يَبْلُغَكُمْ إِنَّ كِتَاباً قُرِءَ عَلَى مِنْبَرِ مِصْرَ مِنْ عَبْدِ اللهِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ.

وفي حديث آخر قال: الملك لبني العباس حتى يبلغكم كتاب قرء بمصر من عبد الله عبد الرحمان أمير المؤمنين، وإذا كان ذلك فهو زوال ملكهم وانقطاع مدتهم، فإذا قرء عليكم أول النهار لبني العباس من عبد الله (عبد الله) أمير المؤمنين فانتظروا كتابا يقرأ عليكم [من آخر النهار] من عبد الله عبد الرحمان أمير المؤمنين. وويل لعبد الله من عبد الرحمن.

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ جب بنی عباس میں سے وہ شخص بادشاہ ہوگا جس کے نام کا پہلا حرف عین (ع) ہوگا جسے عبداللہ کہا جائے گا تو اس سے یہ سلطنت شروع ہوگی اور عبداللہ نامی پر سلطنت ختم بھی ہوگی، وہ مصائب کی کنجی اور فنا کی تلوار ہوگا۔ جب شام میں اس کا

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲ ص ۲۱۲، ح ۶۳؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۰؛ المستجاد: ص ۵۵۰؛ الارشاد: ص ۳۵۹؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۹

اعلان پڑھا جائے گا کہ رحمٰن کے بندے عبداللہ امیرالمومنین کی طرف سے، تو فوراً ہی تم لوگوں کو یہ اطلاع ملے گی کہ منبر مصر پر یہ اعلان پڑھا گیا ہے کہ رحمٰن کے بندے عبداللہ امیرالمومنین کی طرف سے۔

دوسری روایت میں ہے کہ بنی عباس کی حکومت چلتی رہے گی یہاں تک کہ تم لوگوں کو یہ اطلاع ملے گی کہ مصر میں یہ اعلان پڑھ کر سنایا گیا ہے کہ اللہ کے بندے عبدالرحمٰن امیرالمومنین کی طرف سے۔ اور جب ایسا ہوگا تو یہی بنوعباس کی سلطنت کے زوال اور مدتِ حکومت کے ختم ہونے کا وقت ہوگا۔ جب صبح کو بنی عباس کی طرف سے یہ اعلان پڑھا جائے گا کہ عبداللہ امیرالمومنین کی طرف سے تو انتظار کرنا کہ شام کو یہ اعلان پڑھا جائے گا کہ اللہ کے بندے عبدالرحمٰن امیرالمومنین کی طرف سے اور عبدالرحمٰن کی طرف سے عبداللہ پر سخت ضرب (ویل) ہوگی۔ [1]

(437) وَ رَوَى حَذْلَمُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ صِفْ لِي خُرُوجَ الْمَهْدِيِّ وَ عَرِّفْنِي دَلَائِلَهُ وَ عَلَامَاتِهِ فَقَالَ يَكُونُ قَبْلَ خُرُوجِهِ خُرُوجُ رَجُلٍ يُقَالُ لَهُ عَوْفٌ السُّلَمِيُّ بِأَرْضِ الْجَزِيرَةِ وَ يَكُونُ مَأْوَاهُ تِكْرِيتٌ وَ قَتْلُهُ بِمَسْجِدِ دِمَشْقَ ثُمَّ يَكُونُ خُرُوجُ شُعَيْبِ بْنِ صَالِحٍ مِنْ سَمَرْقَنْدَ ثُمَّ يَخْرُجُ السُّفْيَانِيُّ الْمَلْعُونُ مِنَ الْوَادِي الْيَابِسِ وَ هُوَ مِنْ وُلْدِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَإِذَا ظَهَرَ السُّفْيَانِيُّ اخْتَفَى الْمَهْدِيُّ ثُمَّ يَخْرُجُ بَعْدَ ذٰلِكَ.

حذلم بن بشیر سے روایت ہے کہ میں نے امام علی بن حسین زین العابدین علیہما السلام سے عرض کیا: مجھے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے متعلق کچھ فرمائیں کہ ان کی علامات کیا ہیں؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ظہورِ امام مہدیؑ سے پہلے ایک شخص خروج کرے گا جس کا نام عوف بن سلمی ہوگا اور وہ جزیرہ سے خروج کرے گا، اس کا مرکز تکریت ہوگا اور مسجد دمشق میں اس کا قتل ہوگا، پھر سمرقند سے شعیب بن صالح خروج کرے گا، پھر سفیانی ملعون وادیٔ یابس سے

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۳، ح ۶۴

Scanned with CamScanner

خروج کرے گا جو عتبہ بن ابوسفیان کی اولاد میں سے ہوگا۔ جب سفیانی خروج کرے گا تو اس وقت امام مہدیؑ خود کو پوشیدہ کرلیں گے، اس کے بعد ظہور کریں گے۔ [1]

(438) وَ رُوِيَ عَنِ ٱلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ [أَنَّهُ] قَالَ: يَخْرُجُ بِقَزْوِينَ رَجُلٌ اِسْمُهُ اِسْمُ نَبِيٍّ يُسْرِعُ ٱلنَّاسُ إِلَى طَاعَتِهِ ٱلْمُشْرِكُ وَ ٱلْمُؤْمِنُ يَمْلَأُ ٱلْجِبَالَ خَوْفاً.

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: قزوین سے ایک شخص خروج کرے گا جس کا نام ایک نبی کا نام ہوگا، لوگ اس کی اطاعت میں بہت جلد بازی سے کام لیں گے لیکن اس کے خوف سے مشرک اور مومن سے پہاڑ بھر جائیں گے۔ [2]

(439) ٱلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنْ بَدْرِ بْنِ ٱلْخَلِيلِ ٱلْأَزْدِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: آيَتَانِ تَكُونَانِ قَبْلَ ٱلْقَائِمِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ هَبَطَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى ٱلْأَرْضِ تَنْكَسِفُ ٱلشَّمْسُ فِي ٱلنِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَ ٱلْقَمَرُ فِي آخِرِهِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا ابْنَ رَسُولِ اللهِ تَنْكَسِفُ ٱلشَّمْسُ فِي آخِرِ ٱلشَّهْرِ وَ ٱلْقَمَرُ فِي ٱلنِّصْفِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي لَأَعْلَمُ بِمَا تَقُولُ وَ لَكِنَّهُمَا آيَتَانِ لَمْ تَكُونَا مُنْذُ هَبَطَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

بدر بن خلیل ازدی سے روایت ہے کہ امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام کے ظہور سے قبل دو نشانیاں ایسی ظاہر ہوں گی جو حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر وارد ہونے سے لے کر اس وقت تک کبھی ظاہر نہیں ہوئی ہوں گی: ایک تو پندرہ ماہِ رمضان المبارک کو سورج گہن اور دوسری نشانی اسی کی آخری تاریخ میں چاند گہن کا لگنا ہے۔

---

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۷، ح ۵۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۳، ح ۶۵؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۱؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۵، ح ۶۱

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۷، ح ۵۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۳، ح ۶۶؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۴۸

یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! سورج گہن تو مہینے کی آخری تاریخوں میں ہوا کرتا ہے اور چاند گہن نصف ماہ میں؟

امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو میں جانتا ہوں لیکن ایسی نشانیاں حضرت آدم علیہ السلام کے زمین پر اُترنے سے لے کر اس وقت تک کبھی رُونما نہ ہوئی ہوں گی۔ [1]

(440) ٱلْفَضْلُ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنْ شُعَيْبٍ ٱلْحَدَّادِ عَنْ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: لَيْسَ بَيْنَ قِيَامِ ٱلْقَائِمِ وَ بَيْنَ قَتْلِ ٱلنَّفْسِ ٱلزَّكِيَّةِ إِلَّا خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً.

صالح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا کہ قائم آلِ محمدؐ کے قیام اور نفسِ زکیہ کے قتل کے درمیان صرف پندرہ راتوں کا فاصلہ ہوگا۔ [2]

(441) وَ عَنْهُ عَنْ نَصْرِ بْنِ مُزَاحِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَتَى يَكُونُ هٰذَا ٱلْأَمْرُ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّى يَكُونُ ذٰلِكَ يَا جَابِرُ وَ لَمَّا تَكْثُرِ ٱلْقَتْلَى بَيْنَ ٱلْحِيرَةِ وَ ٱلْكُوفَةِ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: یہ امر کب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اے جابر! یہ ابھی کہاں ہوسکتا ہے؟ ابھی تو حیرہ اور کوفہ کے درمیان کثیر

---

[1] الکافی: جلد ۸، ص ۲۱۲، ح ۲۵۸؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۷۱، ح ۴۵؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۳، ح ۶۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۷، ح ۵۴؛ الارشاد: ص ۳۵۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۰؛ المستجاد: ص ۵۵۰؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۹؛ کشف الاستار: ص ۱۷۶؛ بشارۃ الاسلام: ص ۱۱۱؛ عقد الدرر: ص ۶۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۹

[2] کمال الدین: ص ۶۴۹، ح ۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۰، ح ۱۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۰۳، ح ۳۰؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۰؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۹؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۷؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۲

Scanned with CamScanner

لوگ کہاں قتل ہوئے ہیں؟[1]

(442) عَنْهُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا هُدِمَ حَائِطُ مَسْجِدِ الْكُوفَةِ مُؤَخَّرُهُ مِمَّا يَلِي دَارَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَعِنْدَ ذٰلِكَ زَوَالُ مُلْكِ بَنِي فُلَانٍ أَمَا إِنَّ هَادِمَهُ لَا يَبْنِيهِ.

حسین بن مختار سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب مسجد کوفہ کے پیچھے کی طرف کی دیوار جو عبداللہ بن مسعود کے گھر سے متصل ہے، منہدم ہوجائے گی اس وقت بنی فلاں کی حکومت کو زوال آئے گا اور جان لو کہ جو اسے منہدم کرے گا وہ اسے دوبارہ نہیں بنائے گا۔[2]

(443) وَعَنْهُ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَزْدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: خُرُوجُ الثَّلَاثَةِ الْخُرَاسَانِيِّ وَالسُّفْيَانِيِّ وَالْيَمَانِيِّ فِي سَنَةٍ وَاحِدَةٍ فِي شَهْرٍ وَاحِدٍ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ وَلَيْسَ فِيهَا رَايَةٌ بِأَهْدَى مِنْ رَايَةِ الْيَمَانِيِّ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ.

بکر بن محمد ازدی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: خراسانی، سفیانی اور یمانی تینوں کے خروج ایک ہی سال، ایک ہی مہینہ اور ایک ہی دن میں ہوں گے اور ان میں سے یمانی کے علاوہ کسی کا جھنڈا ہدایت کا نہیں ہوگا بلکہ یمانی کا جھنڈا حق کی طرف ہدایت کرے گا۔[3]

---

[1] اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۷۲۸، ح ۵۵؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۰۹، ح ۵۰؛ الارشاد: ص ۳۶۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۰؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۱

[2] اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۷۲۸، ح ۵۶؛ بشارة الاسلام: ص ۱۱۶؛ الارشاد: ص ۳۶۰؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۰، ح ۵۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۷۶، ح ۵۷؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۰؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۴۹؛ عقد الدرر: ص ۵۱؛ العدد القویۃ: ص ۷۷، ح ۱۲۹؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۳؛ البرہان متقی ہندی: ص ۱۱۵، ح ۱۲

[3] اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۷۲۸، ح ۵۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۰، ح ۵۲؛ الارشاد: ص ۳۶۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۰؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۵۰؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۹؛ مختصر اثبات الرجعۃ: ص ۲۱۶، ح ۱۷؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۳

(444) عَنْهُ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: يَخْرُجُ قَبْلَ السُّفْيَانِيِّ مِصْرِيٌّ وَيَمَانِيٌّ.

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ سفیانی سے پہلے مصری اور یمانی خروج کریں گے۔[1]

(445) عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ دُرُسْتَ بْنِ أَبِي مَنْصُورٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مَرْوَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَنْ يَضْمَنُ لِي مَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ أَضْمَنُ لَهُ الْقَائِمَ ثُمَّ قَالَ إِذَا مَاتَ عَبْدُ اللّٰهِ لَمْ يَجْتَمِعِ النَّاسُ بَعْدَهُ عَلَى أَحَدٍ وَلَمْ يَتَنَاهَ هٰذَا الْأَمْرُ دُونَ صَاحِبِكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَيَذْهَبُ مُلْكُ السِّنِينَ وَيَصِيرُ مُلْكُ الشُّهُورِ وَالْأَيَّامِ فَقُلْتُ يَطُولُ ذٰلِكَ قَالَ كَلَّا.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا، آپؑ نے فرمایا: جو شخص عبداللہ کی موت کی ضمانت لے میں اس کے لیے امام قائم علیہ السلام کی ضمانت لینے کو تیار ہوں اس لیے کہ عبداللہ کے مرنے کے بعد مسلمان کسی ایک شخص کی حکومت پر متفق نہ ہوں گے اور اس حکمت کو تمھارے امامؑ سے کوئی روک نہیں سکتا، ان شاء اللہ! پھر برسوں کی حکومت ختم ہوکر مہینوں اور دنوں کی حکومت چلے گی۔

میں نے عرض کیا: یہ سلسلہ طویل ہوگا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں۔[2]

(446) عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ سَلَّامِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا يَكُونُ فَسَادُ مُلْكِ بَنِي فُلَانٍ حَتَّى يَخْتَلِفَ سَيْفَا بَنِي فُلَانٍ فَإِذَا اخْتَلَفَا كَانَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَسَادُ مُلْكِهِمْ.

بکر بن حرب سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بنی فلاں کی حکومت

---

[1] اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۷۲۸، ح ۵۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۰، ح ۵۴

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۰، ح ۵۴؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۷۲۹، ح ۵۹؛ بشارة الاسلام: ص ۱۱۸؛ العدد القویۃ: ص ۷۷، ح ۱۳۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۳

Scanned with CamScanner

اس وقت تک زوال پذیر نہیں ہوسکتی جب تک کہ بنی فلاں کی دو تلواریں آپس میں نہ ٹکرائیں۔ جب دونوں ٹکرائیں گی تو ان کی حکومت زوال پذیر ہوجائے گی۔ (۱)

(447) اَلْفَضْلُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ مِنْ عَلَامَاتِ الْفَرَجِ حَدَثاً يَكُونُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ قُلْتُ وَ أَيُّ شَيْءٍ يَكُونُ الْحَدَثُ فَقَالَ عَصَبِيَّةٌ تَكُونُ بَيْنَ الْحَرَمَيْنِ وَ يَقْتُلُ فُلَانٌ مِنْ وُلْدِ فُلَانٍ خَمْسَةَ عَشَرَ كَبْشاً.

ابونصر سے روایت ہے کہ امام ابوالحسن رضا علیہ السلام نے فرمایا: فرج و کشادگی کی علامات میں سے ایک علامت ایک حادثہ ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہوگا۔

میں نے عرض کیا: وہ حادثہ کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: حرمین کے درمیان کشت و خون ہوگا او وفلاں شخص فلاں کی اولاد میں سے پندرہ مینڈھوں (جوانوں) کو قتل کرے گا۔ (۲)

(448) وَ عَنْهُ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ وَ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُمَرَ الْيَمَانِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا يَذْهَبُ مُلْكُ هَؤُلَاءِ حَتَّى يَسْتَعْرِضُوا النَّاسَ بِالْكُوفَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رُءُوسٍ تُنْدَرُ فِيمَا بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَ أَصْحَابِ الصَّابُونِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ان لوگوں کی سلطنت اس وقت تک نہیں جائے گی جب تک یہ لوگ کوفہ میں بروزِ جمعہ لوگوں کو تہ تیغ نہ کردیں گے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ مسجد اور اصحاب صابون کے درمیان تندر کے بہت سے سر ہیں۔ (۳)

---

(۱) بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۰، ح ۵۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۴

(۲) اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۸، ح ۶۰؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۰، ح ۵۶؛ الارشاد: ص ۳۶۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۱؛ تفسیر نورالثقلین: جلد ۴، ۱۵۰، ح ۱۲؛ مراۃ العقول: جلد ۴، ص ۱۵۱؛ قرب الاسناد: ص ۱۶۴؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۸؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۹

(۳) بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۱، ح ۵۷؛ الارشاد: ص ۳۶۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۱

(449) وَ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْفَرَجِ فَقَالَ مَا تُرِيدُ الْإِكْثَارَ أَوْ أُجْمِلُ لَكَ فَقَالَ أُرِيدُ تُجْمِلُهُ لِي فَقَالَ إِذَا تَحَرَّكَتْ رَايَاتُ قَيْسٍ بِمِصْرَ وَ رَايَاتُ كِنْدَةَ بِخُرَاسَانَ أَوْ ذَكَرَ غَيْرَ كِنْدَةَ.

حسن بن جہم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے امام ابوالحسن رضا علیہ السلام سے فرج و کشادگی کے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو مجملاً بتاؤں یا تفصیل سے بتاؤں؟

میں نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں مجملاً بتا دیجیے۔

آپؑ نے فرمایا: جب قیس کے جھنڈے مصر سے اور کندہ کے جھنڈے خراسان سے حرکت کریں (تو سمجھ لینا کہ کشادگی قریب ہے)۔ (۱)

(450) عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ قُدَّامَ الْقَائِمِ لَسَنَةً غَيْدَاقَةً يَفْسُدُ التَّمْرُ فِي النَّخْلِ فَلَا تَشُكُّوا فِي ذَلِكَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام سے قبل جو سال ہوگا وہ اتنی سرسبزی و شادابی کا سال ہوگا اور اس میں اس قدر پیداوار ہوگی کہ کھجوریں درختوں پر سڑ جائیں گی۔ پس اس میں شک نہ کرنا۔ (۲)

(451) وَ عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي لَبِيدٍ قَالَ: تُغَيِّرُ الْحَبَشَةُ الْبَيْتَ فَيَكْسِرُونَهُ وَ يُؤْخَذُ الْحَجَرُ فَيُنْصَبُ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ.

ابولبید سے روایت ہے کہ اہلِ حبشہ خانہ کعبہ کو مسمار کریں گے اور حجر اسود کو لے جاکر

---

(۱) اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۸، ح ۶۱؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۴، ح ۶۸؛ الارشاد: ص ۳۶۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۱؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۶؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۹

(۲) بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۴، ح ۶۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۸، ح ۶۲؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۱؛ الارشاد: ص [illegible]؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۸

مسجدِ کوفہ میں نصب کیا جائے گا۔ [1]

(452) وَ عَنْهُ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ السُّفْيَانِيَّ يَمْلِكُ بَعْدَ ظُهُورِهِ عَلَى الْكُوَرِ الْخَمْسِ حَمْلَ امْرَأَةٍ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَسْتَغْفِرُ اللهَ حَمْلَ جَمَلٍ وَ هُوَ مِنَ الْأَمْرِ الْمَحْتُومِ الَّذِي لَا بُدَّ مِنْهُ.

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا، آپؑ نے فرمایا: سفیانی خروج کے بعد پانچ علاقوں پر عورت کے حمل کے برابر (نو ماہ) حکومت کرے گا۔ پھر فرمایا: استغفر اللہ! اُونٹ کے مدت حمل کے برابر اور یہ حتمی امر ہے اس کا ہونا لازمی ہے۔ [2]

(453) عَنْهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ جَبَلَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبَانٍ الْكَلْبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: كَأَنِّي بِالسُّفْيَانِيِّ أَوْ لِصَاحِبِ السُّفْيَانِيِّ قَدْ طَرَحَ رَحْلَهُ فِي رَحْبَتِكُمْ بِالْكُوفَةِ فَنَادَى مُنَادِيهِ مَنْ جَاءَ بِرَأْسِ [رَجُلٍ مِنْ] شِيعَةِ عَلِيٍّ فَلَهُ أَلْفُ دِرْهَمٍ فَيَثِبُ الْجَارُ عَلَى جَارِهِ وَ يَقُولُ هٰذَا مِنْهُمْ فَيَضْرِبُ عُنُقَهُ وَ يَأْخُذُ أَلْفَ دِرْهَمٍ أَمَا إِنَّ إِمَارَتَكُمْ يَوْمَئِذٍ لَا تَكُونُ إِلَّا لِأَوْلَادِ الْبَغَايَا [وَ] كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى صَاحِبِ الْبُرْقُعِ قُلْتُ وَ مَنْ صَاحِبُ الْبُرْقُعِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْكُمْ يَقُولُ بِقَوْلِكُمْ يَلْبَسُ الْبُرْقُعَ فَيَحُوشُكُمْ فَيَعْرِفُكُمْ وَ لَا تَعْرِفُونَهُ فَيَغْمِزُ بِكُمْ رَجُلاً رَجُلاً أَمَا [إِنَّهُ] لَا يَكُونُ إِلَّا ابْنَ بَغِيٍّ.

عمر بن ابان کلبی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ سفیانی یا اس کے کسی ساتھی نے تمھارے کوفہ کے باہر پڑاؤ ڈالا ہے اور اس کی طرف سے کوئی منادی ندا دے رہا ہے کہ جو شخص شیعانِ علیؑ میں سے کسی کا سر کاٹ کر لائے گا اس کو ایک ہزار درہم دوں گا۔ یہ سن کر ایک پڑوسی اپنے پڑوسی پر جھپٹے گا اور کہے گا کہ یہ بھی ان

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲،ص ۲۱۵، ح ۷۰

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۷۲۹، ح ۶۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۲،ص ۲۱۵، ح ۷۱؛ بشارۃ الاسلام: ص ۱۱۹

میں سے ہے اور اس کا سر کاٹ کر لے جائے گا اور ایک ہزار درہم وصول کرے گا۔ اور اس وقت تم لوگوں پر حاکم کوئی زنازادہ ہوگا اور گویا کہ میں ایک نقاب پوش کو دیکھ رہا ہوں۔

میں نے عرض کیا: وہ نقاب پوش کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ تم ہی میں سے ایک شخص ہوگا جو تم ہی لوگوں جیسی باتیں کرے گا اور وہ نقاب پوش ہوگا اور تم لوگوں کی نشاندہی کرے گا، وہ تم لوگوں کو پہچانتا ہوگا مگر تم لوگ اسے نہ پہچانتے ہوں گے، وہ تم میں سے ایک ایک مرد کی نشاندہی کرے گا اور وہ بھی زنازادہ ہوگا۔ [1]

(454) عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْمُثَنَّى عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لَيَنْصُرَنَّ اللهُ هٰذَا الْأَمْرَ بِمَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ وَ لَوْ قَدْ جَاءَ أَمْرُنَا لَقَدْ خَرَجَ مِنْهُ مَنْ هُوَ الْيَوْمَ مُقِيمٌ عَلَى عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امر (یعنی امام زمانہ علیہ السلام) کی مدد ایسے لوگوں سے بھی کرائے گا جن کا کوئی دین و مذہب نہ ہوگا اور جب ہمارا امر ظاہر ہوگا تو ایسے لوگ بھی جو اَب تک بت پرستی کرتے تھے وہ بت پرستی ترک کر کے آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ [2]

(455) وَ عَنْهُ عَنِ الْحِمَّانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنِ الْأَجْلَحِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي الْهُذَيْلِ قَالَ: لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَجْتَمِعَ كُلُّ مُؤْمِنٍ بِالْكُوفَةِ.

عبداللہ بن (ابی) ہذیل سے روایت ہے کہ جب تک تمام مومنین کوفہ میں جمع نہ ہو جائیں گے ساعت نہیں آئے گی۔ [3]

(456) أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الرَّازِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ الْمُقْرِءِ عَنِ الْمُقَانِعِيِّ عَنْ بَكَّارٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ سَعِيدٍ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲،ص ۲۱۵، ح ۷۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳،ص ۷۲۹، ح ۶۴؛ بشارۃ الاسلام: ص ۱۲۰

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲،ص ۳۲۹، ح ۴۹؛ بشارۃ الاسلام: ص ۲۳۰

[3] بحارالانوار: جلد ۵۲،ص ۳۳۰، ح ۵۰

Scanned with CamScanner

اَلْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: عَامَ أَوْ سَنَةَ الْفَتْحِ يَنْشَقُّ الْفُرَاتُ حَتّٰى يَدْخُلَ أَزِقَّةَ الْكُوفَةِ.

جعفر بن سعید اسدی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: فتح (ظہور) کے سال دریائے فرات میں ایسا زبردست سیلاب آئے گا کہ کوفہ کی گلیوں تک پانی بھر جائے گا۔ (1)

(457) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَحْمَدَ السَّمَّاكِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَاشِمِيِّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَانِيٍّ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ سَعِيدٍ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: تَنْزِلُ الرَّايَاتُ السُّودُ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ خُرَاسَانَ إِلَى الْكُوفَةِ فَإِذَا ظَهَرَ الْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَ إِلَيْهِ بِالْبَيْعَةِ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ سیاہ پرچم خراسان سے نکل کر کوفہ تک آئیں گے پس جب امام مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو وہ بیعت کے لیے بھیج دیئے جائیں گے۔ (2)

(458) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْكُوفِيِّ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِنَّ الْقَائِمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يُنَادَى اِسْمُهُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَ عِشْرِينَ وَ يَقُومُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمَ قُتِلَ فِيهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ۲۳ تاریخ کو امام

(1) اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۴۲، ح ۱۲۵؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۷، ح ۷۶؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۱؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۵۰؛ الارشاد: ص ۳۶۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۴

(2) اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۹، ح ۶۵؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۷، ح ۷۷؛ الملاحم والفتن: ص ۵۵؛ عقد الدرر: ص ۱۲۹؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۸؛ البرہان متقی ہندی: ص ۱۵۰، ح ۱۲؛ الحاوی للفتاوی: جلد ۲، ص ۶۹؛ الفتن نعیم بن حماد: ص ۸۵

Scanned with CamScanner

قائمؑ کے نام کا اعلان ہوگا اور عاشور کے دن کہ جس دن امام حسین بن علی علیہما السلام کو شہید کیا گیا، امام قائم علیہ السلام قیام کریں گے۔ (1)

(459) اَلْفَضْلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَرْوَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزِيَارَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَأَنِّي بِالْقَائِمِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ يَوْمَ السَّبْتِ قَائِماً بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ بَيْنَ يَدَيْهِ جَبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُنَادِي الْبَيْعَةَ لِلّٰهِ فَيَمْلَؤُهَا عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً.

علی بن مہزیار سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ امام قائم علیہ السلام بروز ہفتہ عاشور کے دن رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہیں اور ان کے سامنے حضرت جبرئیلؑ یہ اعلان کررہے ہیں کہ اللہ کے لیے ان کی بیعت کرو، یہ زمین کو عدل و انصاف سے بھردیں گے جیسے یہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔ (2)

(460) اَلْفَضْلُ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَا يَخْرُجُ الْقَائِمُ إِلَّا فِي وِتْرٍ مِنَ السِّنِينَ تِسْعٍ وَ ثَلَاثٍ وَ خَمْسٍ وَ إِحْدَى.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام کا ظہور طاق سالوں میں سے کسی سال میں ہوگا جیسے نو، تین، پانچ اور ایک۔ (3)

(1) بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۹۰، ح ۲۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۴، ح ۳۵۲؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۳۰؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۵۳۴؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۱۴؛ غیبۃ نعمانی: ص ۲۸۲، ح ۶۸؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۳؛ الفصول المہمہ: ص ۳۰۲

(2) بحارالانوار: ص ۵۲، ص ۲۹۰، ح ۳۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۴، ح ۳۵۳؛ منتخب الاثر: ص ۴۶۴، ح ۴؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۹

(3) اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۴، ح ۳۵۴؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۹۱، ح ۳۶؛ المستجاد: ص ۵۵۲؛ الارشاد: ص ۳۶۱؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۳؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۲۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۱؛ احقاق الحق: جلد ۱۳، ص ۳۵۱؛ کشف الاستار: ص ۲۲۳؛ العدد القویہ: ص ۷۶، ح ۱۲۸؛ العرائس الواضحہ: ص ۲۰۹؛ جالیۃ الکدر: ص ۲۰۸؛ الفصول المہمہ: ص ۳۰۲؛ لعطر الوردی: ص ۵۱؛ اخبار الاول: ص ۱۱۸

(461) اَلْفَضْلُ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: خُرُوجُ الْقَائِمِ مِنَ الْمَحْتُومِ قُلْتُ وَ كَيْفَ يَكُونُ النِّدَاءُ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ أَوَّلَ النَّهَارِ أَلَا إِنَّ الْحَقَّ فِي عَلِيٍّ وَ شِيعَتِهِ ثُمَّ يُنَادِي إِبْلِيسُ لَعَنَهُ اللهُ فِي آخِرِ النَّهَارِ أَلَا إِنَّ الْحَقَّ فِي عُثْمَانَ وَ شِيعَتِهِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَرْتَابُ الْمُبْطِلُونَ.

ابوحمزہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام قائمؑ کا خروج حتمی ہے۔

میں نے عرض کیا: اور ندا کیسی ہوگی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: آسمان سے ایک منادی دن کے اوّل وقت میں ندا دے گا کہ "آگاہ ہوجاؤ! حق علیؑ اور ان کے شیعوں میں ہے"۔

پھر دن کے آخری وقت میں ابلیس اعلان کرے گا کہ "آگاہ ہوجاؤ! حق عثمان اور اس کے شیعوں میں ہے"۔

پس یہ سن کر اہلِ باطل شک میں پڑ جائیں گے۔ [1]

(462) وَ عَنْهُ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: يُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ بِاسْمِ الْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَسْمَعُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ فَلَا يَبْقَى رَاقِدٌ إِلَّا قَامَ وَ لَا قَائِمٌ إِلَّا قَعَدَ وَ لَا قَاعِدٌ إِلَّا قَامَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الصَّوْتِ وَ هُوَ صَوْتُ جَبْرَئِيلَ الرُّوحِ الْأَمِينِ.

محمد بن مسلم سے روایت ہے کہ آسمان سے ایک منادی امام قائم علیہ السلام کے نام کا اعلان کرے گا جس کو تمام اہلِ مشرق و مغرب سنیں گے۔ جس کو سن کر سونے والے جاگ اُٹھیں گے، جو کھڑا ہوگا وہ بیٹھ جائے گا، بیٹھا ہوا کھڑا ہوجائے گا اور یہ آوز جبریل روح الامین کی ہوگی۔ [2]

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۹۰، ح ۳۱؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۹، ح ۶۷؛ نیز حدیث نمبر ۴۲۵ میں یہ روایت مکمل درج کی جاچکی ہے۔

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۷۲۹، ح ۶۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۹۰، ح ۳۲؛ منتخب الاثر: ص ۴۴۸، ح ۷؛ عقدالدرر: ص ۱۳۷؛ البرہان متقی ہندی: ص ۱۰۹، ح ۲۱؛ قول المختصر: ص ۲۶، ح ۵۴

(463) وَ عَنْهُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ ذَكَرَ الْمَهْدِيَّ فَقَالَ: إِنَّهُ يُبَايَعُ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ اِسْمُهُ أَحْمَدُ وَ عَبْدُ اللهِ وَ الْمَهْدِيُّ فَهٰذِهِ أَسْمَاؤُهُ ثَلَاثَتُهَا.

حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپؐ نے امام مہدیؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان کی بیعت رکن و مقام کے درمیان ہوگی اور ان کا نام احمد، عبداللہ اور مہدیؑ ہے اور یہ تینوں نام انھی کے ہیں۔ [1]

(464) عَنْهُ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ وَ ابْنِ بَزِيعٍ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ يُونُسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْكَابُلِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا دَخَلَ الْقَائِمُ الْكُوفَةَ لَمْ يَبْقَ مُؤْمِنٌ إِلَّا وَ هُوَ بِهَا أَوْ يَجِيءُ إِلَيْهَا وَ هُوَ قَوْلُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ يَقُولُ لِأَصْحَابِهِ سِيرُوا بِنَا إِلَى هٰذِهِ الطَّاغِيَةِ فَيَسِيرُ إِلَيْهِ.

ابوخالد کابلی سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب امام قائم علیہ السلام کوفہ میں داخل ہوں گے تو ہر مومن کوفہ میں یا تو پہلے سے ہوگا یا وہاں پہنچ جائے گا چنانچہ امیرالمومنینؑ کے ارشاد کے مطابق امام قائم علیہ السلام اپنے اصحاب سے فرمائیں گے کہ اس سرکش و طاغی (سفیانی) سے جنگ کے لیے ہمارے ساتھ چلو۔ [2]

(465) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَشْعَرِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ هَانِئٍ التَّمَّارِ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ غَيْبَةً الْمُتَمَسِّكُ فِيهَا بِدِينِهِ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۹۰، ح ۳۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۴، ح ۳۵۶؛ منتخب الاثر: ص ۴۶۸، ح ۱؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۵؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۴۹

[2] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۴، ح ۳۵۷؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۰، ح ۵۱؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۹۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۹؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۸۵، ح ۱۹۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۸۴، ح ۸۱۷

Scanned with CamScanner

كَالْخَارِطِ لِلْقَتَادِ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَأَيُّكُمْ يُمْسِكُ شَوْكَ الْقَتَادِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِصَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ غَيْبَةً فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ عَبْدٌ وَلْيَتَمَسَّكْ بِدِينِهِ.

ہانیؑ تمار سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اس صاحبِ امرؑ کے لیے غیبت ہے اور اس دور میں اپنے دین سے متمسک رہنے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کانٹے دار شاخ پر ہاتھ پھیر رہا ہو۔ پھر آپؑ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: پس تم کانٹے دار شاخ پر ہاتھ پھیرنے سے بچو۔

پھر فرمایا: اس صاحبِ امرؑ کے لیے غیبت ہے۔ پس بندے کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرتا رہے اور اپنے دین سے متمسک رہے۔ [1]

(466) عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَيْمَنَ بْنِ مُحْرِزٍ عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ مُوسَى وَ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: طُوبَى لِمَنْ أَدْرَكَ قَائِمَ أَهْلِ بَيْتِي وَ هُوَ مُقْتَدٍ بِهِ قَبْلَ قِيَامِهِ يَتَوَلَّى وَلِيَّهُ وَ يَتَبَرَّأُ مِنْ عَدُوِّهِ وَ يَتَوَلَّى الْأَئِمَّةَ الْهَادِيَةَ مِنْ قَبْلِهِ أُولٰئِكَ رُفَقَائِي وَ ذَوُو وُدِّي وَ مَوَدَّتِي وَ أَكْرَمُ أُمَّتِي عَلَيَّ قَالَ رِفَاعَةُ وَ أَكْرَمُ خَلْقِ اللّٰهِ عَلَيَّ.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خوش نصیب ہے وہ شخص جو میرے اہلِ بیتؑ کے امام قائمؑ کا زمانہ پائے گا اور ان کے قیام سے پہلے ان کی حکومت میں ہوگا، ان کے دوستوں کو دوست رکھے گا اور ان کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کرے گا، ان سے پہلے گزرے ہوئے آئمہ ہدایتؑ سے تولاّ رکھے گا، یہی لوگ میرے رفیق دوست اور میرے محب ہیں اور میرے نزدیک میری اُمت کے سب سے زیادہ مکرم ہیں۔

[1] الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۵، ح ۱؛ بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۱۴۵، ح ۱۳ و جلد ۵۲، ص ۱۱۱، ح ۲۱ و ص ۱۳۵، ح ۳۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۴۲، ح ۱۴ و ص ۴۷۲، ح ۱۵۱؛ کمال الدین: ص ۳۴۳، ح ۲۵ و ص ۳۴۶، ح ۳۴؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۶۹، ح ۱۱؛ تقریب المعارف: ص ۱۹۱، اثبات الوصیۃ: ص ۲۲۶

رفاعہ کا بیان ہے کہ (ایک روایت کے مطابق یہ الفاظ ہیں کہ) اور وہ لوگ اللہ کی مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ مکرم ہیں۔ [1]

(467) عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ: سَيَأْتِي قَوْمٌ مِنْ بَعْدِكُمُ الرَّجُلُ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ لَهُ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَحْنُ كُنَّا مَعَكَ بِبَدْرٍ وَ أُحُدٍ وَ حُنَيْنٍ وَ نَزَلَ فِينَا الْقُرْآنُ فَقَالَ إِنَّكُمْ لَوْ تَحْمِلُونَ لِمَا حُمِّلُوا لَمْ تَصْبِرُوا صَبْرَهُمْ.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لوگوں کے بعد ایک قوم عنقریب ہی پیدا ہوگی جس میں سے ایک شخص کو تم لوگوں کے پچاس اشخاص کے برابر ثواب ملے گا۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم لوگ تو آپؐ کے ہمراہ بدر، اُحد اور حنین کی جنگوں میں حصّہ لیتے رہے اور ہمارے زمانے میں آپؐ پر قرآن بھی نازل ہوا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جتنی مصیبتیں وہ لوگ برداشت کریں گے اگر وہ مصائب تم پر پڑیں تو تم برداشت نہیں کرسکو گے۔ [2]

(468) سَعْدٌ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرْقِيِّ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ الْجُعْفِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعِبَادُ مِنَ اللّٰهِ وَ أَرْضَى مَا يَكُونُ عَنْهُمْ إِذَا افْتَقَدُوا حُجَّةَ اللّٰهِ فَلَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ وَ لَمْ يَعْلَمُوا بِمَكَانِهِ وَ هُمْ فِي

[1] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۷۲، ح ۱۴–۱۵ و جلد ۵۲، ص ۱۲۹، ح ۲۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۶۰، ح ۱۰۴، و جلد ۱، ص ۵۵۰، ح ۳۷۸؛ کمال الدین: ص ۲۸۶، ح ۲؛ تفسیر نور الثقلین: جلد ۲، ص ۵۰۵، ح ۱۳۲؛ غایۃ المرام: ص ۷۱۰، ح ۲۰

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳۰، ح ۲۶؛ منتخب الاثر: ص ۵۱۵، ح ۱۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۴۹؛ منتخب الانوار المضیئۃ: ص ۲۵

Scanned with CamScanner

ذٰلِكَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ لَمْ تَبْطُلْ حُجَّةُ اللهِ وَلَا مِيثَاقُهُ فَعِنْدَهَا تَوَقَّعُوا الْفَرَجَ صَبَاحاً وَمَسَاءً فَإِنَّ أَشَدَّ مَا يَكُونُ غَضَبُ اللهِ عَلَى أَعْدَائِهِ إِذَا افْتَقَدُوا حُجَّتَهُ فَلَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَوْلِيَاءَهُ لَا يَرْتَابُونَ وَلَوْ عَلِمَ أَنَّهُمْ يَرْتَابُونَ مَا غَيَّبَ [عَنْهُمْ] حُجَّتَهُ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا يَكُونُ ذٰلِكَ إِلَّا عَلَى رَأْسِ أَشْرَارِ النَّاسِ.

مفضل بن عمر جعفی سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: بندوں کے لیے اللہ بزرگ و برتر کا تقرب اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ جب اللہ کی حجت پردۂ غیبت میں ہو، ظاہر نہ ہو اور نہ یہ معلوم ہو کہ اللہ کی حجت موجود ہے اور ہر صبح و شام وہ ظہور و فرج کا انتظار کریں اور اللہ کا سب سے بڑا غضب اپنے دشمنوں پر یہ ہے کہ اس کی حجت غیبت میں رہے اور ان پر ظاہر نہ ہونے پائے۔

اور اللہ جانتا ہے کہ اس کے اولیاء کبھی شک میں مبتلا نہ ہوں گے اور اگر اللہ کو یہ علم ہوتا کہ یہ اولیاء بھی اس غیبت کی وجہ سے شک میں مبتلا ہو جائیں گے تو وہ اپنی حجت کو چشم زدن کے لیے بھی غائب نہ کرتا اور یہ شک شریر لوگوں پر غالب آجاتا ہے۔[1]

(469) اَلْفَضْلُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ خَالِدٍ الْعَاقُولِيِّ فِي حَدِيثٍ لَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: فَمَا تَمُدُّونَ أَعْيُنَكُمْ فَمَا تَسْتَعْجِلُونَ أَلَسْتُمْ آمِنِينَ أَلَيْسَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ فَيَقْضِي حَوَائِجَهُ ثُمَّ يَرْجِعُ لَمْ يُخْتَطَفْ إِنْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ [مَنْ هُوَ] عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ لَيُؤْخَذُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ فَتُقْطَعُ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَيُصْلَبُ عَلَى جُذُوعِ النَّخْلِ وَيُنْشَرُ بِالْمِنْشَارِ ثُمَّ لَا يَعْدُو ذَنْبَ نَفْسِهِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ

[1] الکافی: جلد ۱، ص ۳۳۳، ح ۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۱۶۲، ح ۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۴۵، ح ۶۷؛ کمال الدین: ص ۳۳۷، ح ۱۰ و ص ۳۳۹، ح ۱۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۷۰، ح ۱۴۲؛ تقریب المعارف: ص ۱۸۸؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۰۴

الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتّٰى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتٰى نَصْرُ اللهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللهِ قَرِيبٌ.

خالد عاقولی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم لوگ کیوں نگاہیں لڑائے ہوئے ہو؟ تمھیں اس قدر عجلت کی کیا ضرورت ہے؟ کیا تم لوگ امن و امان میں نہیں ہو؟ کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی ضرورت کے لیے نکلے تو پھر گھر واپس آجائے گا، اسے راستے میں کوئی اُچک لے گا جبکہ اس سے پہلے تو یہ حال تھا کہ تمھارا ہم مذہب کوئی شخص گھر سے نکلتے ہی پکڑ لیا گیا، پھر اس کے دونوں ہاتھ قطع کر دیئے جاتے، دونوں پاؤں کاٹ جاتے، کھجور کے درخت پر اسے سولی دی جاتی، اسے آری سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور اس کو یہ بھی نہ بتایا جاتا کہ آخر اس کا جرم کیا ہے؟ پھر آپؑ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ (البقرہ: آیت ۲۱۴)

"کیا تم خیال کرتے ہو کہ یونہی جنّت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تمھیں اس قسم کے حالات پیش نہیں آئے جو تم سے پہلوں کو پیش آئے تھے؟ انھیں سختیاں اور تکالیف پہنچیں اور وہ اس حد تک جھنجھوڑے گئے کہ (وقت کا) رسول اور اس کے مومن ساتھی پکار اُٹھے کہ آخر اللہ کی نصرت کب آئے گی؟ جان لو کہ اللہ کی نصرت عنقریب آنے والی ہے"۔[1]

(470) اَلْفَضْلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عُمَارَةَ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: ذَكَرْنَا الْقَائِمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳۰، ح ۲۸؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۲؛ تفسیر الصافی: جلد ۱، ص ۲۴۶؛ تفسیر نور الثقلین: جلد ۱، ص ۲۰۹، ح ۲۸۶؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۵

Scanned with CamScanner

مَنْ مَاتَ مِنْ أَصْحَابِنَا يَنْتَظِرُهُ فَقَالَ لَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
إِذَا قَامَ أُتِيَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ فَيُقَالُ لَهُ يَا هٰذَا إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ صَاحِبُكَ
فَإِنْ تَشَأْ أَنْ تَلْحَقَ بِهِ فَالْحَقْ وَإِنْ تَشَأْ أَنْ تُقِيمَ فِي كَرَامَةِ رَبِّكَ فَأَقِمْ.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم آپس میں امام قائم علیہ السلام اور ان کا انتظار کرنے والے اپنے ان ساتھیوں کا تذکرہ کر رہے تھے جو مر چکے تھے تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ (امام قائمؑ) ظہور فرمائیں گے تو ہر مومن کی قبر میں کوئی آ کر اسے کہے گا: اے شخص! تیرے امامؑ نے ظہور فرمایا ہے اگر تو ان کے ساتھ ملحق ہونا چاہے تو ملحق ہو جا اور اگر چاہے تو یہیں اللہ کے فضل و کرم کے سائے میں قیام کر۔ [1]

(471) عَنْهُ عَنِ ابْنِ أَسْبَاطٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْجَهْمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا
الْحَسَنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْفَرَجِ فَقَالَ أَوَلَسْتَ تَعْلَمُ أَنَّ
انْتِظَارَ الْفَرَجِ مِنَ الْفَرَجِ قُلْتُ لَا أَدْرِي إِلَّا أَنْ تُعَلِّمَنِي فَقَالَ نَعَمْ
انْتِظَارُ الْفَرَجِ مِنَ الْفَرَجِ.

حسن بن جہم سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے فرج (کشادگی) کے متعلق کچھ دریافت کیا تو آپؑ نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ فرج کا انتظار بھی فرج میں داخل ہے؟
میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا مگر یہ کہ جو آپؑ مجھے تعلیم دیں۔
آپؑ نے فرمایا: ہاں، انتظار فرج بھی فرج میں داخل ہے۔ [2]

(472) عَنْهُ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: اِعْرِفْ
إِمَامَكَ فَإِنَّكَ إِذَا عَرَفْتَهُ لَمْ يَضُرَّكَ تَقَدَّمَ هٰذَا الْأَمْرُ أَوْ تَأَخَّرَ وَ
مَنْ عَرَفَ إِمَامَهُ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَرَى هٰذَا الْأَمْرَ ثُمَّ خَرَجَ
الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ كَمَنْ كَانَ مَعَ الْقَائِمِ فِي
فُسْطَاطِهِ.

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۳، ص ۹۱، ح ۹۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۵، ح ۳۵۸؛ الایقاظ من الھجعۃ: ص ۲۷۱، ح ۷۷؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۶؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۶۶

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳۰، ح ۲۹

ثعلبہ بن میمون سے روایت ہے کہ اپنے امامؑ کی معرفت حاصل کرو۔ اگر تم نے ان کی معرفت حاصل کر لی تو پھر ان کا دورِ حکومت پہلے آئے یا کچھ عرصے کے بعد اس میں کوئی حرج نہیں واقع ہوتا۔ اگر کسی نے اپنے امام کی معرفت حاصل کر لی اور امام کا عہد اقتدار دیکھنے سے پہلے ہی مر گیا اور اس کے بعد امام قائمؑ کا ظہور ہوا تو اس کو بھی اس شخص کے برابر ثواب ملے گا جو امام قائمؑ کے ساتھ ان کے خیمے میں رہتا ہے۔ [1]

(473) عَنْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ
أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: مَا
تَسْتَعْجِلُونَ بِخُرُوجِ الْقَائِمِ فَوَاللهِ مَا لِبَاسُهُ إِلَّا الْغَلِيظُ وَمَا
طَعَامُهُ إِلَّا الشَّعِيرُ الْجَشِبُ وَمَا هُوَ إِلَّا السَّيْفُ وَالْمَوْتُ تَحْتَ ظِلِّ
السَّيْفِ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے سنا، آپؑ نے فرمایا: تم لوگ امام قائم علیہ السلام کے ظہور میں تعجیل کیوں چاہتے ہو؟ پس خدا کی قسم! ان کا لباس موٹا جھوٹا ہوگا اور ان کی غذا جَو کی بدمزہ روٹی ہوگی اور ان کا کام صرف تلوار ہوگا اور تلوار کے سائے میں موت ہوگی۔ [2]

(474) عَنْهُ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْمُثَنَّى الْحَنَّاطِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ
عَجْلَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ عَرَفَ هٰذَا الْأَمْرَ ثُمَّ
مَاتَ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ الْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ
قُتِلَ مَعَهُ.

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳۱، ح ۳۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۵، ح ۳۵۹؛ منتخب الاثر: ص ۵۱۵، ح ۱۱؛ غیبۃ نعمانی: ص ۳۲۹، ح ۱؛ الکافی: جلد ۱، ص ۳۷۱، ح ۱؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۱۴۱، ح ۵۲

[2] غیبۃ نعمانی: ص ۲۳۳، ح ۲۰؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۵۴ - ۳۵۵، ح ۱۱۶؛ مستدرک الوسائل: جلد ۳، ص ۲۷۴، ح ۹-۱۰؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۲۹؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۵، ح ۳۶۰ و ۵۴۰، ح ۵۰۴ - ۵۰۵؛ کشف الاستار: ص ۱۶۶؛ عقدالدرر، ص ۲۲۸؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۳۲؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۵؛ مناقب ابن شہرآشوب: جلد ۴، ص ۲۸۱

Scanned with CamScanner

عبداللہ بن عجلان سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص نے اس امر (یعنی امام قائم علیہ السلام) کو پہچان لیا۔ پھر وہ امام قائم علیہ السلام کے ظہور سے قبل مر گیا تو اسے بھی ان کے ساتھ قتل ہونے والے کے مثل اجر ملے گا۔ ①

(475) اِبْنُ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَمِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: حَقِيقٌ عَلَى اللهِ أَنْ يُدْخِلَ الضُّلَّالَ الْجَنَّةَ فَقَالَ زُرَارَةُ كَيْفَ ذٰلِكَ جُعِلْتُ فِدَاكَ قَالَ يَمُوتُ النَّاطِقُ وَ لَا يَنْطِقُ الصَّامِتُ فَيَمُوتُ الْمَرْءُ بَيْنَهُمَا فَيُدْخِلُهُ اللهُ الْجَنَّةَ.

زرارہ سے روایت ہے کہ امام جعفر بن محمد علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کا یہ حق ہے کہ (اگر وہ چاہے تو) وہ گمراہ لوگوں کو بھی جنّت میں داخل کرے گا۔

زرارہ نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہوں! یہ کیسے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: بولنے والا (امام) انتقال کر جاتا ہے اور خاموش رہنے والا بھی کچھ نہیں کہتا ہے۔ پس جو شخص ان دونوں کے درمیان والے عرصے میں مر جائے تو اللہ اسے جنّت میں داخل کر دے گا۔ ②

(476) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنْ أَبِي الْمُفَضَّلِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي نُعَيْمٍ نَصْرِ بْنِ عِصَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْعَمْرِيِّ عَنْ أَبِي يُوسُفَ يَعْقُوبَ بْنِ نُعَيْمِ بْنِ عَمْرٍو قَرْقَارَةَ الْكَاتِبِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ مُهَاجِرِ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا اخْتَلَفَ رُمْحَانِ بِالشَّامِ فَهُوَ آيَةٌ مِنْ آيَاتِ اللهِ تَعَالَى قِيلَ ثُمَّ مَهْ قَالَ ثُمَّ رَجْفَةٌ تَكُونُ بِالشَّامِ يَهْلِكُ فِيهَا مِائَةُ أَلْفٍ يَجْعَلُهَا اللهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَ عَذَاباً عَلَى الْكَافِرِينَ فَإِذَا

① اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۵۱، ح ۳۶۱؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۱۳۱، ح ۳۱؛ منتخب الاثر: ص ۵۱۵، ح ۱۲

② بحار الانوار: جلد ۵، ص ۲۹۰، ح ۴

كَانَ ذٰلِكَ فَانْظُرُوا إِلَى أَصْحَابِ الْبَرَاذِينِ الشُّهْبِ وَ الرَّايَاتِ الصُّفْرِ تُقْبِلُ مِنَ الْمَغْرِبِ حَتَّى تَحُلَّ بِالشَّامِ فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَانْتَظِرُوا خَسْفاً بِقَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الشَّامِ يُقَالُ لَهَا حَرَسْتَا فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَانْتَظِرُوا ابْنَ آكِلَةِ الْأَكْبَادِ بِوَادِي الْيَابِسِ.

امام محمد بن علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: جب شام میں دو نیزے آپس میں ٹکرائیں تو یہ بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

عرض کیا گیا: پھر کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: پھر شام میں ایک زبردست زلزلہ آئے گا جو مومنین کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے عذاب ہوگا، اس سے ایک لاکھ آدمی مر جائیں گے۔ پس جب ایسا ہو تو پھر دیکھنا کہ ایک لشکر مغرب سے سرخ گھوڑوں پر سوار زرد پرچم لہراتا ہوا آئے گا اور شام میں وارد ہوگا۔ جب ایسا ہوگا تو یہ بھی دیکھ لینا کہ شام کا ایک قریہ جس کا نام خرشنا ہے، زمین میں دھنس جائے گا۔ جب یہ بھی ہو چکے تو پھر دیکھنا کہ وادئ یابس سے جگر خوارہ (جگر چبانے والی) کا بیٹا (سفیانی) خروج کرے گا۔ ①

(477) قَرْقَارَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَفٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: كَمْ تَعُدُّونَ بَقَاءَ السُّفْيَانِيِّ فِيكُمْ قَالَ قُلْتُ حَمْلَ امْرَأَةٍ تِسْعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ مَا أَعْلَمَكُمْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ.

عمار دہنی سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگوں کا کیا خیال ہے کہ سفیانی کی حکومت تم پر کتنے دنوں تک رہے گی؟

میں نے عرض کیا: ایک عورت کی مدتِ حمل کے برابر نو ماہ ہوگی۔

① غیبۃ نعمانی: ص ۵۰۵، ح ۱۶؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۶، ح ۷۳ و ص ۲۵۳، ح ۱۴۴؛ اثبات الهداة: جلد ۳، ص ۷۳۰، ح ۶۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۹؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۱؛ العدد القویہ: ص ۷۶، ح ۱۲۷

Scanned with CamScanner

آپؑ نے فرمایا: اے اہلِ کوفہ! تم لوگوں میں یہ شخص اَعلم ہے۔ [1]

(478) عَنْهُ عَنْ أَبِي ٱلنَّضْرِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ عَبْدِ ٱلْحَمِيدِ بْنِ أَبِي ٱلرِّجَالِ ٱلْعِجْلِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سَعْدٍ ٱلْكَاهِلِيُّ عَنِ ٱلْأَعْمَشِ عَنْ بِشْرِ بْنِ غَالِبٍ قَالَ: يُقْبِلُ ٱلسُّفْيَانِيُّ مِنْ بِلَادِ ٱلرُّومِ مُتَنَصِّراً فِي عُنُقِهِ صَلِيبٌ وَهُوَ صَاحِبُ ٱلْقَوْمِ.

بشر بن غالب سے روایت ہے کہ سفیانی بلادِ روم سے نصرانی کے بھیس میں آئے گا، اس کے گلے میں صلیب لٹکی ہوگی اور وہ قوم کا سردار ہوگا۔ [2]

(479) وَرَوَاهُ عَنْ نَصْرِ بْنِ ٱللَّيْثِ ٱلْمَرْوَزِيِّ عَنِ ٱبْنِ طَلْحَةَ ٱلْجَحْدَرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ ٱللهِ بْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ عَبْدِ ٱللهِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ دَوْلَةَ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ فِي آخِرِ ٱلزَّمَانِ وَلَهَا أَمَارَاتٌ فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَٱلْزَمُوا ٱلْأَرْضَ وَ كُفُّوا حَتَّى تَجِيءَ أَمَارَاتُهَا. فَإِذَا ٱسْتَثَارَتْ عَلَيْكُمُ ٱلرُّومُ وَ ٱلتُّرْكُ وَ جُهِّزَتِ ٱلْجُيُوشُ وَ مَاتَ خَلِيفَتُكُمُ ٱلَّذِي يَجْمَعُ ٱلْأَمْوَالَ وَ ٱسْتُخْلِفَ بَعْدَهُ رَجُلٌ صَحِيحٌ فَيُخْلَعُ بَعْدَ سِنِينَ مِنْ بَيْعَتِهِ وَ يَأْتِي هَلَاكُ مُلْكِهِمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأَ وَ يَتَخَالَفُ ٱلتُّرْكُ وَ ٱلرُّومُ وَ تَكْثُرُ ٱلْحُرُوبُ فِي ٱلْأَرْضِ وَ يُنَادِي مُنَادٍ مِنْ سُورِ دِمَشْقَ وَيْلٌ لِأَهْلِ ٱلْأَرْضِ مِنْ شَرٍّ قَدِ ٱقْتَرَبَ وَ يُخْسَفُ بِغَرْبِيِّ مَسْجِدِهَا حَتَّى يَخِرَّ حَائِطُهَا وَ يَظْهَرُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ بِٱلشَّامِ كُلُّهُمْ يَطْلُبُ ٱلْمُلْكَ رَجُلٌ أَبْقَعُ وَ رَجُلٌ أَصْهَبُ وَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ أَبِي سُفْيَانَ يَخْرُجُ فِي كَلْبٍ وَ

---

[1] اثبات الھداۃ: جلد۳،ص ۷۳۰، ح ۷۰؛ بحارالانوار: جلد۵۲،ص ۲۱۶، ح۷۴؛ الخرائج والجرائح: جلد۳،ص۱۱۵۹

[2] بحارالانوار: جلد۵۲،ص۲۱۶، ح۷۵؛ منتخب الاثر: ص ۴۵۵، ح۶

يَحْصُرُ ٱلنَّاسَ بِدِمَشْقَ وَ يَخْرُجُ أَهْلُ ٱلْغَرْبِ إِلَى مِصْرَ. فَإِذَا دَخَلُوا فَتِلْكَ إِمَارَةُ ٱلسُّفْيَانِيِّ وَ يَخْرُجُ قَبْلَ ذٰلِكَ مَنْ يَدْعُو لِآلِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمُ ٱلسَّلَامُ وَ تَنْزِلُ ٱلتُّرْكُ ٱلْحِيرَةَ وَ تَنْزِلُ ٱلرُّومُ فِلَسْطِينَ وَ يَسْبِقُ عَبْدُ ٱللهِ عَبْدَ ٱللهِ حَتَّى يَلْتَقِيَ جُنُودُهُمَا بِقِرْقِيسِيَاءَ عَلَى ٱلنَّهْرِ وَ يَكُونُ قِتَالٌ عَظِيمٌ وَ يَسِيرُ صَاحِبُ ٱلْمَغْرِبِ فَيَقْتُلُ ٱلرِّجَالَ وَ يَسْبِي ٱلنِّسَاءَ ثُمَّ يَرْجِعُ فِي قَيْسٍ حَتَّى يَنْزِلَ ٱلْجَزِيرَةَ ٱلسُّفْيَانِيُّ فَيَسْبِقُ ٱلْيَمَانِيَّ (فَيَقْتُلُ) وَ يَحُوزُ ٱلسُّفْيَانِيُّ مَا جَمَعُوا. ثُمَّ يَسِيرُ إِلَى ٱلْكُوفَةِ فَيَقْتُلُ أَعْوَانَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ ٱللهِ عَلَيْهِمْ وَ يَقْتُلُ رَجُلاً مِنْ مُسَمَّيْهِمْ ثُمَّ يَخْرُجُ ٱلْمَهْدِيُّ عَلَى لِوَائِهِ شُعَيْبُ بْنُ صَالِحٍ وَ إِذَا رَأَى أَهْلَ ٱلشَّامِ قَدِ ٱجْتَمَعَ أَمْرُهَا عَلَى ٱبْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَٱلْحَقُوا بِمَكَّةَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ تُقْتَلُ ٱلنَّفْسُ ٱلزَّكِيَّةُ وَ أَخُوهُ بِمَكَّةَ ضَيْعَةً فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ ٱلسَّمَاءِ أَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنَّ أَمِيرَكُمْ فُلَانٌ وَ ذٰلِكَ هُوَ ٱلْمَهْدِيُّ ٱلَّذِي يَمْلَأُ ٱلْأَرْضَ قِسْطاً وَ عَدْلاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً.

عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ تم لوگوں کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیتؑ کی حکومت آخری زمانے میں آئے گی اور اس کی کچھ علامات ہیں جب تم لوگ اس کو دیکھو تو زمین پکڑ کر بیٹھ جانا اور خاموش رہنا یہاں تک کہ وہ علامات ظاہر ہوں۔

(وہ علامات درج ذیل ہیں:)

جب روم و ترک تم لوگوں پر حملہ کریں، فوجیں تیار کی جائیں اور تمھارا وہ خلیفہ جو مال اندوزی کرتا ہوا مرجائے، اس کے بعد اس کا جانشین ایک صحیح آدمی ہوگا مگر اس کی بیعت کے چند سال بعد اس کو حکومت سے ہٹا دیا جائے اور جس طرح سے ان کی حکومت شروع ہوئی تھی اسی جانب سے ان کی ہلاکت بھی شروع ہو، ترک اور روم مقابل ہوجائیں اور زمین پر جنگ کا بازار گرم ہوجائے اور دمشق کی شہر پناہ سے ایک منادی ندا کرے گا کہ اہلِ زمین کے لیے ویلِ شر و فساد قریب ہے، اس کی مسجد کے مغربی حصے کی زمین دھنس جائے اور اس کی چار دیواری

Scanned with CamScanner

منہدم ہوجائے اور شام سے تین نفر حصولِ اقتدار کے لیے نکلیں گے: ایک ابلق، ایک سرخ اور ابوسفیان کے خاندان کا ایک شخص جو سب لوگوں کو دمشق لائے گا اور اہلِ مغرب کو مصر کی طرف نکال دے گا، جب یہ لوگ دمشق میں داخل ہوں گے تو یہی خروج سفیانی کی علامت ہوگی اور اس سے پہلے ایک شخص خروج کرے گا جو آلِ محمدؐ کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا، اہلِ ترک حیرہ میں پڑاؤ ڈالیں گے اور اہلِ روم فلسطین میں اور عبداللہ آگے بڑھے گا یہاں تک کہ دونوں کے لشکر نہر قرقیسا پر مدمقابل ہوں گے اور جنگِ عظیم واقع ہوگی اور شاہِ مغرب چلے گا تو وہ مردوں کو قتل کرے گا اور عورتوں کو قید کرے گا، پھر قیس ہوگا یہاں تک کہ جزیرہ میں سفیانی وارد ہوجائے گا، پھر یمانی بڑھے گا اور جو کچھ لوگوں نے جمع کیا ہوگا سب پر قابض ہوجائے گا، پھر وہ کوفہ آئے گا اور آلِ محمدؐ کے اعوان و انصار کو قتل کرے گا، بلکہ اس شخص کو بھی قتل کرے گا جس کا نام ان کے ناموں پر ہے۔ پھر امام مہدی علیہ السلام خروج کریں گے جن کے پرچم پر حضرت شعیب بن صالح ہوں گے۔ جب اہلِ شام دیکھیں گے کہ ان کی حکومت ابن ابی سفیان پر استوار و مستحکم ہوگئی تو وہ مکہ پہنچیں گے، اس وقت نفسِ زکیہ اور ان کے بھائی کا قتل ہوگا، اس وقت آسمان سے ایک منادی ندا دے گا: اے لوگو! بے شک تمھارا امیر فلاں ہے اور وہ امام مہدیؑ ہیں جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ ①

(480) عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَلَفٍ الْحَدَّادِ ابِي عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبَانٍ الْأَزْدِيِّ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْجَرِيرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ يَقُولُ: النَّفْسُ الزَّكِيَّةُ غُلَامٌ مِنْ آلِ مُحَمَّدٍ اِسْمُهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ يُقْتَلُ بِلَا جُرْمٍ وَلَا ذَنْبٍ فَإِذَا قَتَلُوهُ لَمْ يَبْقَ لَهُمْ فِي السَّمَاءِ عَاذِرٌ وَلَا فِي الْأَرْضِ نَاصِرٌ. فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَبْعَثُ اللّٰهُ قَائِمَ آلِ مُحَمَّدٍ فِي عَصَبَةٍ لَهُمْ أَدَقَّ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ مِنَ الْكُحْلِ إِذَا خَرَجُوا بَكَى لَهُمُ النَّاسُ لَا

① بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۰۷، ح ۴۵؛ منتخب الاثر: ص ۴۵۲، ح ۲؛ عقد الدرر: ص ۴۶؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۴؛ سنن الدانی: ص ۷۸

يَرَوْنَ إِلَّا أَنَّهُمْ يُخْتَطَفُونَ يَفْتَحُ اللّٰهُ لَهُمْ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا أَلَا وَهُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا أَلَا إِنَّ خَيْرَ الْجِهَادِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ.

سفیان بن ابراہیم جریری سے روایت ہے کہ اس نے اپنے والد سے سنا، انھوں نے کہا: نفس زکیہ آلِ محمدؐ میں سے ایک کمسن بچہ ہوگا جس کا نام محمد بن حسن ہوگا اور وہ بے جرم و بے قصور قتل کر دیا جائے گا۔ جب وہ لوگ اس کو قتل کردیں گے تو پھر آسمان پر ان کے لیے کوئی معذرت چاہنے والا نہ ہوگا اور نہ زمین پر ان کا کوئی مددگار رہوگا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ قائم آلِ محمدؐ کو ایک ایسے مختصر سے گروہ کے ساتھ بھیجے گا جو لوگوں کی آنکھوں میں سرمے سے بھی کم ہوں گے۔ جب یہ لوگ خروج کریں گے تو سب لوگ ان کو دیکھ کر رونے لگیں گے۔ ان کا خیال ہوگا کہ یہ بیچارے تو ذرا دیر میں اُچک لیے جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ ان ہی کے ذریعے سے سارے مشارق و مغارب کے ممالک کو فتح کرا دے گا۔ آگاہ ہو کہ وہی لوگ حقیقی مومن ہوں گے اور یہ بھی جان لو کہ بہترین جہاد آخری زمانے کا ہے۔ ①

(481) عَنْهُ عَنْ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ الْآدَمِيِّ بَغْدَادِيٌّ عَابِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ مَتِّيلِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: أَظَلَّتْكُمْ فِتْنَةٌ مُظْلِمَةٌ عَمْيَاءُ مُنْكَشِفَةٌ لَا يَنْجُو مِنْهَا إِلَّا النُّوَمَةُ قِيلَ يَا أَبَا الْحَسَنِ وَمَا النُّوَمَةُ قَالَ الَّذِي لَا يَعْرِفُ النَّاسُ مَا فِي نَفْسِهِ.

ابوطفیل سے روایت ہے کہ میں نے امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: تمھارے آگے ناانصافی، گمراہی اور شک میں ڈالنے والا فتنہ ہے کہ جس سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سوائے ''نومہ'' کے۔

عرض کیا گیا: اے ابوالحسنؑ! یہ نومہ کیا ہے؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ ہے جو لوگوں کو نہیں جانتا ہے اور لوگ اسے نہیں جانتے

① بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۱۷، ح ۸۷؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۴

Scanned with CamScanner

ہیں۔ ①②

(482) عَنْهُ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ يَزِيدَ الْبَحْرَانِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ بْنِ هَمَّامٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَا يَخْرُجُ الْمَهْدِيُّ حَتَّى يَطْلُعَ مَعَ الشَّمْسِ آيَةٌ.

علی بن عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اس وقت خروج کریں گے جب سورج کے ساتھ ایک نشانی بھی طلوع ہوگی۔ ③

...... ✸ ......

① یہ ترجمہ بھی ہوسکتا ہے کہ "یہ وہ ہے کہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ اس کے دل میں کیا ہے"۔

② معانی الاخبار: ص ٦٦، ح ١؛ بحارالانوار: جلد ٢، ص ٧٣، ح ٣٩ وجلد ٧٥، ص ٧٠، ح ٩ وص ٣٩٦، ح ٢٠؛ مستدرک الوسائل: جلد ١٢، ص ٣٠١، ح ٣٥؛ عوالم العلوم: جلد ٣، ص ٣٠٣، ح ١؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ٢٩؛ الخرائج والجرائح: جلد ٣، ص ١١٥٢؛ العدد القویہ: ص ٧٦، ح ١٢٧

③ بحارالانوار: جلد ٥٢، ص ٢١٧، ح ٧٩؛ عقدالدرر: ص ١٠٦؛ احقاق الحق: جلد ١٩، ص ٦٨٤؛ الخرائج والجرائح: جلد ٣، ص ١١٥٤؛ المصنف عبدالرزق: جلد ١١، ص ٣٧٣، ح ٢٠٧٧٥؛ الفتن نعیم بن حماد: ص ٩١، الملاحم والفتن: ص ٧٧، باب ١٦٨؛ البرہان متقی ہندی: ص ١٠٧، ح ١٣، الحاوی للفتاوی: جلد ٢، ص ٦٥

فصل ۸

امام زمانہؑ کی صفات، منازل اور سیرت کا تذکرہ

(483) مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ سَلَّامِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِصَاحِبِ هٰذَا الْأَمْرِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ بَيْتُ الْحَمْدِ فِيهِ سِرَاجٌ يَزْهَرُ مُنْذُ يَوْمَ وُلِدَ إِلَى أَنْ يَقُومَ بِالسَّيْفِ.

سلام بن ابی عمرہ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: صاحب امر کا ایک گھر ہے جس کو بیت الحمد کہتے ہیں، اس میں ایک چراغ آپؑ کی (پاکیزہ) ولادت کے دن سے روشن ہے اور جس دن آپؑ تلوار کے ساتھ ظہور فرمائیں گے اس دن تک روشن رہے گا۔ ①

(484) أَخْبَرَنَا جَمَاعَةٌ عَنِ التَّلَّعُكْبَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُبْشِيٍّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي نُعَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ غَزَالٍ عَنْ مُفَضَّلِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: إِنَّ قَائِمَنَا إِذَا قَامَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَاسْتَغْنَى النَّاسُ وَيُعَمَّرُ الرَّجُلُ فِي مُلْكِهِ حَتَّى يُولَدَ لَهُ أَلْفُ ذَكَرٍ لَا يُولَدُ فِيهِمْ أُنْثَى وَيُبْنَى فِي ظَهْرِ الْكُوفَةِ مَسْجِدٌ لَهُ أَلْفُ بَابٍ وَتَتَّصِلُ بُيُوتُ الْكُوفَةِ بِنَهْرِ كَرْبَلَاءَ وَبِالْحِيرَةِ حَتَّى يَخْرُجَ الرَّجُلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى بَغْلَةٍ سَفْوَاءَ يُرِيدُ الْجُمُعَةَ فَلَا يُدْرِكُهَا.

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے

① غیبۃ نعمانی: ص ٢٣٩، ح ٣١؛ اثبات الھداۃ: جلد ٣، ص ٥١٥، ح ٣٦٢ وص ٥٢٧، ح ٤٣٦؛ بحارالانوار: جلد ٥٢، ص ١٥٨، ح ٢١؛ اعلام الوریٰ: ص ٤٣١؛ اثبات الوصیۃ: ص ٢٢٦؛ عیون المعجزات: ص ١٤٥

Scanned with CamScanner

تے: جب ہمارے قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو زمین اپنے رب کے نُور سے روشن ہوجائے گی اور لوگ سورج کی روشنی سے مستغنی ہوجائیں گے، ان کی مملکت میں ہر شخص اتنی طویل عمر پائے گا کہ ایک ایک فرد سے ہزار ہزار فرزند پیدا ہوں گے اور لڑکی پیدا نہ ہوگی، آپ مسجد کوفہ سے باہر ایک ایسی مسجد تعمیر کرائیں گے جس کے ایک ہزار دروازے ہوں گے اور کوفہ کے مکانات نہر کربلا سے متصل ہوجائیں گے اور آبادی اتنی وسیع ہوجائے گی کہ اگر کوئی شخص بروزِ جمعہ اپنے بغلہ (خچر) پر سوار ہوکر چلے تو اس کو نمازِ جمعہ نہیں ملے گی۔ [1]

(485) أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ اَلْمُحَمَّدِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَلْفَضْلِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ بُنَانٍ اَلْخَثْعَمِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى بْنِ اَلْمُعْتَمِرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ قَالَ: يَدْخُلُ اَلْمَهْدِيُّ اَلْكُوفَةَ وَ بِهَا ثَلاَثُ رَايَاتٍ قَدِ اِضْطَرَبَتْ بَيْنَهَا فَتَصْفُو لَهُ فَيَدْخُلُ حَتَّى يَأْتِيَ اَلْمِنْبَرَ وَ يَخْطُبُ وَ لاَ يَدْرِي اَلنَّاسُ مَا يَقُولُ مِنَ اَلْبُكَاءِ وَ هُوَ قَوْلُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ كَأَنِّي بِالْحَسَنِيِّ وَ اَلْحُسَيْنِيِّ وَ قَدْ قَادَاهَا فَيُسَلِّمُهَا إِلَى اَلْحُسَيْنِيِّ فَيُبَايِعُونَهُ فَإِذَا كَانَتِ اَلْجُمُعَةُ اَلثَّانِيَةُ قَالَ اَلنَّاسُ يَا اِبْنَ رَسُولِ اللهِ اَلصَّلاَةُ خَلْفَكَ تُضَاهِي اَلصَّلاَةَ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ اَلْمَسْجِدُ لاَ يَسَعُنَا فَيَقُولُ أَنَا مُرْتَادٌ لَكُمْ فَيَخْرُجُ إِلَى اَلْغَرِيِّ فَيَخُطُّ مَسْجِداً لَهُ أَلْفُ بَابٍ يَسَعُ اَلنَّاسَ عَلَيْهِ أَصِيصٌ وَ يَبْعَثُ فَيَحْفِرُ مِنْ خَلْفِ قَبْرِ اَلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لَهُمْ نَهَراً يَجْرِي إِلَى اَلْغَرِيَّيْنِ حَتَّى يُنْبَذَ فِي اَلنَّجَفِ وَ يَعْمَلُ عَلَى فُوَّهَتِهِ قَنَاطِرَ وَ أَرْحَاءَ فِي اَلسَّبِيلِ وَ كَأَنِّي

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۰، ح ۵۲ وجلد ۱۰۰، ص ۳۸۵، ح ۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۵، ح ۳۶۳ و ۶۱۶، ح ۱۶۸؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۴؛ المستجاد: ص ۵۵۵؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۵۳، تفسیر نورالثقلین: جلد ۴، ص ۵۰۴، ح ۱۲۲؛ تفسیر الصافی: جلد ۴، ص ۳۳۱؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۳۴؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۴؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۹۰؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۷۶ (مختصراً)

بِالْعَجُوزِ وَ عَلَى رَأْسِهَا مِكْتَلٌ فِيهِ بُرٌّ حَتَّى تَطْحَنَهُ بِكَرْبَلاَءَ.

عمرو بن ثابت نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: جب امام مہدی علیہ السلام کوفہ میں داخل ہوں گے تو وہاں تین پرچم لہرا رہے ہوں گے، لوگ آپؑ کے لیے راستہ چھوڑ دیں گے اور آپؑ منبر پر جاکر خطبہ دیں گے اور لوگوں پر ایسی رقت طاری ہوگی کہ کسی کی بھی سمجھ میں نہ آئے گا کہ آپؑ کیا فرما رہے ہیں۔ پھر لوگ آپؑ کی بیعت کریں گے۔

جب دوسرا جمعہ آئے گا تو لوگ عرض کریں گے کہ فرزند رسولؐ! آپؑ کے پیچھے نماز ادا کرنا ایسا ہی ہے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنا ہے مگر یہ مسجد اتنے بڑے اجتماع کے لیے ناکافی ہے۔

آپؑ فرمائیں گے: اچھا تو مَیں تم لوگوں کے لیے ایک دوسری مسجد کا انتظام کرتا ہوں۔

یہ فرما کر آپؑ کوفہ سے باہر نکلیں گے اور ایک ایسی مسجد کی تعمیر کے لیے زمین پر خطوط کھینچیں گے جس کے ایک ہزار دروازے ہوں گے جو اتنی وسیع ہوگی کہ تمام مجمع کے لیے کافی ہوجائے گی۔ پھر آپؑ آدمیوں کو بھیجیں گے کہ وہ قبر امام حسینؑ کی پشت کی طرف سے ایک نہر کھودیں اور نجف و حیرہ کی طرف لے جائیں اور جہاں جہاں ضرورت ہو راستے کے لیے پُل تعمیر کردیں اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بوڑھی عورت اپنے سر پر گیہوں سے بھری ہوئی ٹوکری رکھے ہوئے آٹا پسوانے کے لیے کربلا جارہی ہے۔ [1]

(486) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَيَّاشٍ عَنِ اَلْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ اَلْيَمَانِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَقُولُ: وَ ذَكَرَ اَلْمَهْدِيَّ إِنَّهُ يُبَايَعُ بَيْنَ اَلرُّكْنِ وَ اَلْمَقَامِ اِسْمُهُ أَحْمَدُ وَ عَبْدُ اللهِ وَ اَلْمَهْدِيُّ فَهَذِهِ أَسْمَاؤُهُ ثَلاَثَتُهَا.

[1] اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۵، ح ۳۶۴؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۰، ۵۳ و جلد ۱۰۰، ص ۳۸۵، ح ۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۳۰؛ الارشاد: ص ۳۶۲؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۳؛ المستجاد: ص ۵۵۴؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۹۱؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۳؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۶۴ (مختصراً)

Scanned with CamScanner

ترجمہ وہی ہے جو حدیث نمبر ۴۶۳ کے تحت گزر چکا ہے۔[1]

(487) سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبَانٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ أَخْبِرْنِي عَنِ الْمَهْدِيِّ مَا اسْمُهُ فَقَالَ أَمَّا اسْمُهُ فَإِنَّ حَبِيبِي شهد عَهِدَ إِلَيَّ أَنْ لَا أُحَدِّثَ بِاسْمِهِ حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ صِفَتِهِ؛ قَالَ هُوَ شَابٌّ مَرْبُوعٌ حَسَنُ الْوَجْهِ حَسَنُ الشَّعْرِ يَسِيلُ شَعْرُهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ وَ نُورُ وَجْهِهِ يَعْلُو سَوَادَ لِحْيَتِهِ وَ رَأْسِهِ بِأَبِي ابْنُ خِيَرَةِ الْإِمَاءِ.

جابر جعفی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: عمر بن خطاب نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے سوال کیا کہ مجھے امام مہدی علیہ السلام کے متعلق بتایئے کہ ان کا اسم کیا ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: نام سے متعلق میرے حبیب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں کسی کو ان کا نام نہ بتاؤں یہاں تک کہ اللہ ان کو مبعوث کر دے۔

اس نے کہا: تو ان کی صفات بتا دیجیے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک درمیانہ قد والے جوان، حسین چہرہ، بال خوشنما، بڑے اور دونوں شانوں پر پڑے ہوئے اور ان کے سر اور ریش کے سیاہ بالوں کے حلقے میں ان کے نورانی چہرے کا حسن بہت بھلا معلوم ہوتا ہے اور وہ ایک بہترین عورت کے فرزند ہیں۔[2]

---

[1] حدیث نمبر ۴۶۳ کی طرف رجوع کریں۔

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۶، ح ۶؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۳۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۳۰، ح ۷۱؛ کمال الدین: ص ۶۴۸، ح ۳؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۴؛ المستجاد: ص ۵۵۶؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۵۳؛ الارشاد: ص ۳۶۳؛ مستدرک الوسائل: جلد ۱۲، ص ۲۸۶، ح ۱۶؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۹؛ الخرائج والجرائح: جلد ۳، ص ۱۱۵۲؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۶؛ عقد الدرر: ص ۴۱؛ لوامع الانوار البہیہ: جلد ۲، ص ۴۷

(488) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: ذُكِرَ مَسْجِدُ السَّهْلَةِ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ مَنْزِلُ صَاحِبِنَا إِذَا قَدِمَ بِأَهْلِهِ.

صالح بن ابی اسود سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے مسجد سہلہ کا ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: یہ تو ہمارے صاحب امرؑ کی منزل ہوگی جب وہ اپنے اہل وعیال کو لے کر یہاں آئیں گے۔[1]

(489) عَنْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ سَعْدَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْقَاسِمِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُرَاسَانِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْمَهْدِيُّ وَ الْقَائِمُ وَاحِدٌ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ لِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ الْمَهْدِيَّ قَالَ لِأَنَّهُ يُهْدَى إِلَى كُلِّ أَمْرٍ خَفِيٍّ وَ سُمِّيَ الْقَائِمَ لِأَنَّهُ يَقُومُ بَعْدَ مَا يَمُوتُ إِنَّهُ يَقُومُ بِأَمْرٍ عَظِيمٍ.

ابوسعید خراسانی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا مہدیؑ اور قائمؑ دونوں ہی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: پھر ان کا نام مہدیؑ کیوں رکھا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ہر امر خفی کی طرف ہدایت کریں گے اور قائم اس لیے نام رکھا گیا کیونکہ وہ (اپنے نام کے) مرجانے کے بعد قیام کریں گے اور وہ قیام کر کے عظیم انقلاب برپا کریں گے۔[2]

---

[1] الکافی: جلد ۳، ص ۴۹۵، ح ۲؛ تہذیب الاحکام: جلد ۳، ص ۲۵۲، ح ۱۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۱، ح ۵۴ و جلد ۱۰۰، ص ۴۳۹، ح ۱۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۴۵۳، ح ۲۷ و ۵۵۵، ح ۵۸۹؛ الارشاد: ص ۳۶۲؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۳؛ وسائل الشیعہ: جلد ۳، ص ۵۳۳، ح ۴؛ المستجاد: ص ۵۵۴؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۵۱؛ ملاذ الاخیار: جلد ۵، ص ۴۷۵؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۹۱، حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۳۶

[2] بحارالانوار: جلد ۵۱، ص ۳۰، ح ۶؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۶، ح ۳۶۵؛ نیز حدیث نمبر ۴۰۳ کی طرف رجوع کیجیے۔

Scanned with CamScanner

(490) عَنْهُ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ قَائِمَنَا فَلْيَقُلْ حِينَ يَرَاهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ بَيْتِ اَلنُّبُوَّةِ وَ مَعْدِنَ اَلْعِلْمِ وَ مَوْضِعَ اَلرِّسَالَةِ.

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ہمارے قائمؑ سے ملاقات کرے اور جب انھیں دیکھے تو ان الفاظ میں ان کو سلام کرے:

السلام علیکم یا اھل البیت النبوة ومعدن العلم وموضع الرسالة[1]

(491) عَنْهُ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمٰنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِنَّ أَصْحَابَ مُوسَى ابْتُلُوا بِنَهَرٍ وَ هُوَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ: إِنَّ اَللهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ وَ إِنَّ أَصْحَابَ اَلْقَائِمِ يُبْتَلَوْنَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: حضرت موسیٰؑ کے اصحاب کو ایک نہر کے ذریعے آزمایا گیا چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ اللهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ (البقرہ: آیت ۲۴۹)

"بے شک اللہ تم کو ایک نہر کے ذریعے آزمائے گا"۔

اور امام قائم علیہ السلام کے اصحاب بھی اسی طرح آزمائے جائیں گے۔[2]

(492) عَنْهُ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: اَلْقَائِمُ يَهْدِمُ اَلْمَسْجِدَ اَلْحَرَامَ حَتَّى يَرُدَّهُ إِلَى أَسَاسِهِ وَ مَسْجِدَ اَلرَّسُولِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ إِلَى أَسَاسِهِ وَ يَرُدُّ اَلْبَيْتَ إِلَى مَوْضِعِهِ وَ أَقَامَهُ عَلَى أَسَاسِهِ وَ قَطَعَ أَيْدِيَ بَنِي شَيْبَةَ اَلسُّرَّاقِ وَ عَلَّقَهَا عَلَى اَلْكَعْبَةِ.

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۱، ح ۵۵؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۶، ح ۳۶۶؛ منتخب الاثر: ص ۵۱۷، ح ۱

[2] اثبات الھداۃ جلد ۳، ص ۵۱۶، ح ۳۶۷؛ غیبۃ نعمانی: ص ۳۱۶، ح ۱۳؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۲۲، ح ۵۶

ابوبصیر سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: امام قائمؑ مسجد حرام اور مسجد رسولؐ دونوں کو منہدم کرا کے دوبارہ ان دونوں کو ان کی اصل بنیادوں پر تعمیر کرائیں گے اور بنی شیبہ کے ہاتھ قلم کریں گے کیونکہ وہ چور ہیں اور ان کو کعبہ پر لٹکائیں گے۔[1]

(493) عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَلْحَكَمِ عَنْ سُفْيَانَ اَلْجَرِيرِيِّ عَنْ أَبِي صَادِقٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: دَوْلَتُنَا آخِرُ اَلدُّوَلِ وَ لَنْ يَبْقَ أَهْلُ بَيْتٍ لَهُمْ دَوْلَةٌ إِلَّا مُلِّكُوا قَبْلَنَا لِئَلَّا يَقُولُوا إِذَا رَأَوْا سِيرَتَنَا إِذَا مُلِّكْنَا سِرْنَا مِثْلَ سِيرَةِ هٰؤُلَاءِ وَ هُوَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ: وَ اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ.

ابوصادق سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ہمارا عہد حکومت تو سب کے بعد ہی آئے گا، ہم سے قبل ہر خاندان اور قبیلے کو حکومت کرنے کا موقع دیا جاچکے گا تاکہ ہمارے دورِ حکومت کو دیکھ کر کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اگر ہمیں حکومت کرنے کا موقع ملا ہوتا تو ہم بھی ایسا ہی طریقہ اختیار کرتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۸﴾

"اور عاقبت تو متقین کے لیے ہے" (الاعراف: آیت ۱۲۸؛ القصص: آیت ۸۳)[2]

(494) عَنْهُ عَنْ عَبْدِ اَلرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ وَ اَلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا قَامَ اَلْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَ بِأَمْرٍ غَيْرِ اَلَّذِي كَانَ.

ابی خدیجہ سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب امام قائمؑ

---

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۲، ح ۵۷؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۶، ح ۳۶۸؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۵؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۵۴؛ الارشاد: ص ۳۶۴؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۳۱؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۵؛ وسائل الشیعہ: جلد ۹، ص ۳۵۵، ح ۹

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۲، ح ۵۸؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۶، ح ۳۶۹؛ الایقاظ من الہجعہ: ص ۳۵۷، ح ۱۰۳؛ منتخب الانوار المضیہ: ص ۱۹۴

Scanned with CamScanner

قیام کریں گے تو وہ ایسا امر (نظام) لائیں گے جو اس سے قبل نہ ہوگا۔ [1]

(495) عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ٱلْحَكَمِ عَنِ ٱلرَّبِيعِ بْنِ مُحَمَّدٍ ٱلْمُسْلِيِّ عَنْ سَعْدِ بْنِ ظَرِيفٍ عَنِ ٱلْأَصْبَغِ بْنِ نُبَاتَةَ قَالَ قَالَ أَمِيرُ ٱلْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : فِي حَدِيثٍ لَهُ حَتَّى اِنْتَهَى إِلَى مَسْجِدِ ٱلْكُوفَةِ وَ كَانَ مَبْنِيّاً بِخَزَفٍ وَ دِنَانٍ وَ طِينٍ فَقَالَ وَيْلٌ لِمَنْ هَدَمَكَ وَ وَيْلٌ لِمَنْ سَهَّلَ هَدْمَكَ وَ وَيْلٌ لِبَانِيكَ بِالْمَطْبُوخِ ٱلْمُغَيِّرِ قِبْلَةَ نُوحٍ طُوبَى لِمَنْ شَهِدَ هَدْمَكَ مَعَ قَائِمِ أَهْلِ بَيْتِي أُولَئِكَ خِيَارُ ٱلْأُمَّةِ مَعَ أَبْرَارِ ٱلْعِتْرَةِ.

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا: حتیٰ کہ امام قائم علیہ السلام مسجد کوفہ پہنچیں گے جس کی چار دیواری اس وقت پختہ اینٹوں اور گارے سے بنی ہوگی تو اسے دیکھ کر فرمائیں گے: ویل ہو اس کے لیے جس نے تجھے منہدم کیا، ویل ہو اس کے لیے جس نے تیرے انہدام میں آسانی فراہم کی اور ویل ہو اس کے لیے جس نے تجھے پختہ اینٹوں سے بنایا اور حضرت نوح علیہ السلام کے قبلہ کو بدلا اور خوش نصیب وہ لوگ ہوں گے جو میرے اہلِ بیتؑ کے امام قائم علیہ السلام کے ساتھ انہدام کا مشاہدہ کریں گے وہی لوگ بہترین اُمت ہیں جو عترتِ اَبرار کے ساتھ ہوں گے۔ [2]

(496) وَ عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي ٱلْجَارُودِ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنَّ ٱلْقَائِمَ يَمْلِكُ ثَلَاثَمِائَةٍ وَ تِسْعَ سِنِينَ كَمَا لَبِثَ أَهْلُ ٱلْكَهْفِ فِي كَهْفِهِمْ يَمْلَأُ ٱلْأَرْضَ عَدْلاً وَ قِسْطاً كَمَا مُلِئَتْ ظُلْماً وَ جَوْراً وَ يَفْتَحُ اللهُ لَهُ شَرْقَ ٱلْأَرْضِ وَ غَرْبَهَا وَ يَقْتُلُ ٱلنَّاسَ حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا دِينُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ يَسِيرُ بِسِيرَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ تَمَامَ ٱلْخَبَرِ.

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۲، ح ۵۹ و ص ۳۳۸، ح ۸۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۶، ح ۳۷۰ و ص ۵۵۵، ح ۵۹۶؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۵؛ الارشاد: ص ۳۶۴؛ الکافی: جلد ۱، ص ۵۳۶، ح ۲

[2] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۲، ح ۶۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۶، ح ۳۷۱

43

ابوالجارود سے روایت ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام تین سو نو سال حکومت کریں گے جتنے عرصے تک اصحابِ کہف کے غار میں رہنے کی خبر ہے وہ اپنے دورِ حکومت میں زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی، اللہ ان کو زمین کے تمام شرق و غرب پر فتح دے گا اور لوگوں کو اتنا قتل کریں گے کہ سوائے دین محمدؐ کے کوئی دین باقی نہ رہے گا، وہ حضرت سلیمان بن داؤدؑ کی سیرت پر عمل کریں گے۔ [1]

(497) عَنْهُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ ٱلْقَاسِمِ ٱلْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَبْدِ ٱلْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو ٱلْخَثْعَمِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمْ يَمْلِكُ ٱلْقَائِمُ قَالَ سَبْعَ سِنِينَ يَكُونُ سَبْعِينَ سَنَةً مِنْ سِنِيكُمْ هَذِهِ.

عبدالکریم بن عمرو خثعمی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: امام قائم علیہ السلام کتنے عرصہ تک حکومت کریں گے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: سات سال [2] تک مگر یہ سات سال تم لوگوں کے ستر سال کے برابر ہوں گے۔ [3]

(498) عَنْهُ عَنْ عَبْدِ ٱلرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ فِي حَدِيثٍ لَهُ اِخْتَصَرْنَاهُ قَالَ: إِذَا قَامَ

[1] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۹۱، ح ۳۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۶، ح ۳۷۲؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۵۹۸؛ تاج الموالید: ص ۱۵۳؛ دلائل الامامۃ: ص ۲۴۱

[2] یہ جو مدت حکومت کے برسوں میں اختلاف ہے تو اس کی تاویل کی جا سکتی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بعض تمام مدت کو شامل کرتے ہوں، بعض میں وہ مدت مراد ہو جبکہ حکومت استقرار پکڑ رہی ہو اور بعض میں سال کی وہ مدت مراد ہو جو ہمارے سال کی مدت سے مختلف ہے۔ واللہ اعلم!

[3] بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۹۱، ح ۳۵ و ص ۳۳۷، ح ۷۰؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۷، ح ۳۷۳ و ص ۵۲۸، ح ۴۳۹؛ کشف الغمہ: جلد ۲، ص ۴۶۳؛ تفسیر نور الثقلین: جلد ۳، ص ۱۰۱، ح ۱۱۷؛ الارشاد: ص ۳۶۳؛ المستجاد: ص ۵۵۵؛ الصراط المستقیم: جلد ۲، ص ۲۵۱؛ الایقاظ من الھجعۃ: ص ۲۴۹، ح ۳۶؛ روضۃ الواعظین: ص ۲۶۴؛ منتخب الانوار المضیئۃ: ص ۱۹۵؛ اعلام الوریٰ: ص ۴۳۲؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۸۶، ح ۲۰۲؛ الفصول المہمہ: ص ۳۰۲، اخبار الدول: ص ۱۱۸

Scanned with CamScanner

اَلْقَائِمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَخَلَ الْكُوفَةَ وَ أَمَرَ بِهَدْمِ الْمَسَاجِدِ الْأَرْبَعَةِ حَتَّى يَبْلُغَ أَسَاسَهَا وَ يُصَيِّرَهَا عَرِيشاً كَعَرِيشِ مُوسَى وَ تَكُونُ الْمَسَاجِدُ كُلُّهَا جَمَّاءَ لَا شُرَفَ لَهَا كَمَا كَانَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ يُوَسِّعُ الطَّرِيقَ الْأَعْظَمَ فَيُصَيِّرُ سِتِّينَ ذِرَاعاً وَ يَهْدِمُ كُلَّ مَسْجِدٍ عَلَى الطَّرِيقِ وَ يَسُدُّ كُلَّ كُوَّةٍ إِلَى الطَّرِيقِ وَ كُلَّ جَنَاحٍ وَ كَنِيفٍ وَ مِيزَابٍ إِلَى الطَّرِيقِ وَ يَأْمُرُ اللهُ الْفَلَكَ فِي زَمَانِهِ فَيُبْطِئُ فِي دَوْرِهِ حَتَّى يَكُونَ الْيَوْمُ فِي أَيَّامِهِ كَعَشَرَةٍ مِنْ أَيَّامِكُمْ وَ الشَّهْرُ كَعَشَرَةِ أَشْهُرٍ وَ السَّنَةُ كَعَشْرِ سِنِينَ مِنْ سِنِيكُمْ ثُمَّ لَا يَلْبَثُ إِلَّا قَلِيلاً حَتَّى يَخْرُجَ عَلَيْهِ مَارِقَةُ الْمَوَالِي بِرُمَيْلَةِ الدَّسْكَرَةِ عَشَرَةَ آلَافٍ شِعَارُهُمْ يَا عُثْمَانُ يَا عُثْمَانُ فَيَدْعُو رَجُلاً مِنَ الْمَوَالِي فَيُقَلِّدُهُ سَيْفَهُ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ فَيَقْتُلُهُمْ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهُمْ أَحَدٌ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ إِلَى كَابُلَ شَاهٍ وَ هِيَ مَدِينَةٌ لَمْ يَفْتَحْهَا أَحَدٌ قَطُّ غَيْرُهُ فَيَفْتَحُهَا ثُمَّ يَتَوَجَّهُ إِلَى الْكُوفَةِ فَيَنْزِلُهَا وَ تَكُونُ دَارُهُ وَ يُبَهْرِجُ سَبْعِينَ قَبِيلَةً مِنْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ تَمَامَ الْخَبَرِ.

ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث نقل کی ہے جسے ہم مختصر کر کے بیان کر رہے ہیں:

آپؑ نے فرمایا: جب امام قائم علیہ السلام قیام کریں گے اور کوفہ میں داخل ہوں گے تو چاروں مسجدوں کو بنیاد تک منہدم کر دینے کا حکم دیں گے اور حضرت موسیٰؑ کے عریشے کی طرح اس پر عریشہ و سائبان بنا دیں گے کیونکہ مسجدوں کی ایسی تعمیر میں کوئی شرف نہیں، عہد رسولؐ میں جیسی مسجدیں تھیں ویسی ہی بنائیں گے اور شاہراؤں کو اتنا کشادہ کریں گے کہ ان کا عرض ساٹھ ہاتھ ہو جائے، راستے میں جو مسجدیں پڑیں گی ان کو منہدم کرا دیں گے، راستے کی طرف کھلا ہوادار روشندان، چھجے، پرنالے اور بیت الخلاء کو بند کرا دیں گے اور اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ ان کے دورِ حکومت میں اپنی گردش کو کم کر دے۔ چنانچہ اس وقت کا ایک دن تمھارے دس دن، ایک مہینہ دس مہینوں اور ایک سال تمھارے دس سال کے برابر ہوگا۔ تھوڑے ہی دنوں بعد ان پر رمیلہ و سکرہ سے دس ہزار مارقین خروج کریں گے اور ان کا نعرہ "یا عثمان، یا عثمان" ہوگا تو آپؑ اپنے موالیوں میں سے ایک کو بلا کر اس کی کمر میں اپنی تلوار حمائل کر دیں گے تو وہ اکیلا ہی ان سب کو قتل کر دے گا، ان میں سے کوئی ایک فرد بھی نہ بچے گا۔ پھر آپؑ قابل شاہ کا رُخ کریں گے۔ یہ وہ شہر ہے جسے آج تک کسی نے فتح نہیں کیا۔ بس آپؑ ہی اس کو فتح کریں گے۔ اس کے بعد آپؑ کوفہ واپس تشریف لائیں گے اور وہاں منزل فرمائیں گے اور عرب کے ستر قبیلوں کو تہ تیغ کر دیں گے۔ ①

499) وَ فِي خَبَرٍ آخَرَ: أَنَّهُ يَفْتَحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَ الرُّومِيَّةَ وَ بِلَادَ الصِّينِ.

دوسری روایت میں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام قسطنطنیہ، روم اور چین کے شہروں کو بھی فتح کریں گے۔ ②

(500) عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ أَبِيهِ أَسْبَاطِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ مُوسَى الْأَبَّارِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ: اِتَّقِ الْعَرَبَ فَإِنَّ لَهُمْ خَبَرَ سَوْءٍ أَمَا إِنَّهُ لَا يَخْرُجُ مَعَ الْقَائِمِ مِنْهُمْ وَاحِدٌ.

موسیٰ ابار سے روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اہلِ عرب کو ڈرنا چاہیے کیونکہ ان کے لیے وہ بہت بُرا زمانہ آنے والا ہے اس لیے کہ امام قائمؑ کے ساتھ ان میں سے کوئی فردِ واحد بھی خروج نہ کرے گا۔ ③

(501) عَنْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي الْمِقْدَامِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ ظَبْيَانَ عَنْ حَكِيمِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: أَصْحَابُ الْمَهْدِيِّ شَبَابٌ لَا كُهُولَ فِيهِمْ إِلَّا مِثْلَ كُحْلِ

---

① بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۳، ح ۶۱ و جلد ۸۳، ص ۳۵۳، ح۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۷، ح ۳۷۲ (مختصراً)؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۱۹۴

② اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۷، ح ۳۷۵؛ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۳، ح ۶۱

③ بحار الانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۳، ح ۶۲؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۷، ح ۳۷۶؛ بشارۃ الاسلام: ص ۱۹۷

Scanned with CamScanner

اَلْعَيْنِ وَ الْمِلْحِ فِي الزَّادِ وَ أَقَلُّ الزَّادِ الْمِلْحُ.

حکیم بن سعد سے روایت ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:
امام مہدی علیہ السلام کے سب اصحاب جوان ہوں گے، ان میں بوڑھا کوئی نہ ہوگا مگر بہت ہی کم جیسے آنکھ میں سرمہ یا جیسے کھانے میں نمک اور کھانے میں سب سے کم نمک ہی ہوتا ہے۔ ①

(502) عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُقْبَةَ النَّهْمِيِّ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْبَنَّاءِ عَنْ جَابِرٍ الْجُعْفِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ: يُبَايِعُ الْقَائِمَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَ نَيِّفٌ عِدَّةَ أَهْلِ بَدْرٍ فِيهِمُ النُّجَبَاءُ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَ الْأَبْدَالُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَ الْأَخْيَارُ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُقِيمُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يُقِيمَ.

جابر جعفی سے روایت ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: امام قائم علیہ السلام کی بیعت رکن و مقام کے درمیان اصحابِ بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ افراد کریں گے جن میں کچھ شرفائے اہلِ مصر، کچھ ابدال اہلِ شام اور اہلِ عراق کے نیک لوگ ہوں گے اور جب اللہ تعالیٰ چاہے گا وہاں سے قیام کریں گے۔ ②

(503) عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: لَا يَزَالُ النَّاسُ يَنْقُصُونَ حَتَّى لَا يُقَالَ اللهُ فَإِذَا كَانَ ذٰلِكَ ضَرَبَ يَعْسُوبُ الدِّينِ بِذَنَبِهِ فَيَبْعَثُ اللهُ قَوْماً مِنْ أَطْرَافِهَا [وَ] يَجِيئُونَ قَزَعاً كَقَزَعِ الْخَرِيفِ وَ اللهِ إِنِّي لَأَعْرِفُهُمْ وَ أَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَ قَبَائِلَهُمْ وَ اِسْمَ أَمِيرِهِمْ [وَ مُنَاخَ رِكَابِهِمْ] وَ هُمْ قَوْمٌ يَحْمِلُهُمُ اللهُ كَيْفَ شَاءَ مِنَ الْقَبِيلَةِ الرَّجُلَ وَ الرَّجُلَيْنِ

① غیبۃ نعمانی: ص ۳۱۵، ح ۱۰؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۳، ح ۶۳؛ منتخب الاثر: ص ۴۸۴، ح ۳؛ الملاحم والفتن: ص ۱۴۴، باب ۷۷

② بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۴، ح ۶۴؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۱۷؛ ح ۳۷۸؛ منتخب الاثر: ص ۴۶۸، ح ۲

حَتَّى يَبْلُغَ تِسْعَةً فَيَتَوَافَوْنَ مِنَ الْآفَاقِ ثَلَاثُمِائَةٍ وَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً عِدَّةَ أَهْلِ بَدْرٍ وَ هُوَ قَوْلُ اللهِ: أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعاً إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ حَتَّى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَحْتَبِي فَلَا يَحُلُّ حُبْوَتَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ اللهُ ذٰلِكَ.

ابوبصیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا، آپؑ نے فرمایا: امیرالمومنین علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ لوگ گھٹتے گھٹتے اتنے ہوجائیں گے کہ اللہ کا نام تک لینے والا کوئی نہ رہے گا تو اس وقت دین کا سردار اُٹھ کھڑا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اطراف و جوانب سے ایک گروہ کو بھیجے گا جو موسمِ برسات کے بادلوں کے ٹکڑوں کی طرح آکر جمع ہوجائیں گے۔ خدا کی قسم! مَیں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان کے نام کیا ہیں؟ وہ کس قبیلے سے ہوں گے؟ ان کے سردار کا کیا نام ہوگا اور اللہ جس طرح چاہے گا انھیں اُٹھائے گا۔ کسی قبیلے سے ایک، کسی سے دو (کسی سے تین، کسی سے چار، کسی سے پانچ، کسی سے چھے، کسی سے سات، کسی سے آٹھ) حتیٰ کہ کسی سے نو اُٹھائے گا۔ اس طرح وہ اہلِ بدر کی تعداد کے برابر تین سو تیرہ جمع ہوجائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيعًا ۚ إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۴۸﴾
(البقرہ: آیت ۱۴۸)

"تم جہاں کہیں بھی ہو گے اللہ تم کو ایک جگہ جمع کردے گا بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے"۔

حتیٰ کہ ایک شخص محبت کرنا چاہے تو اسے اس کی محبت حلال نہیں ہوگی یہاں تک کہ اللہ اس کو یہ پہنچا دے گا۔ ①

(504) مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرٍ الْحِمْيَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ أَنَّهُ قَالَ: يَا أَبَا حَمْزَةَ

① بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۳۳۴، ح ۶۵؛ منتخب الاثر: ص ۴۷۶، ح ۷

Scanned with CamScanner

إِنَّ مِنَّا بَعْدَ ٱلْقَائِمِ أَحَدَ عَشَرَ مَهْدِيّاً مِنْ وُلْدِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ابوحمزہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: اے ابوحمزہ! امام قائم علیہ السلام کے بعد ہم میں سے اولادِ امام حسین علیہ السلام سے بارہ مہدی ہوں گے۔ ①

(505) اَلْفَضْلُ بْنُ شَاذَانَ عَنِ ٱلْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي ٱلْمِقْدَامِ عَنْ جَابِرٍ ٱلْجُعْفِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ: وَ اللهِ لَيَمْلِكَنَّ مِنَّا أَهْلَ ٱلْبَيْتِ رَجُلٌ بَعْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثَمِائَةِ سَنَةٍ يَزْدَادُ تِسْعاً قُلْتُ مَتَى يَكُونُ ذٰلِكَ قَالَ بَعْدَ ٱلْقَائِمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُلْتُ وَ كَمْ يَقُومُ ٱلْقَائِمُ فِي عَالَمِهِ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ يَخْرُجُ ٱلْمُنْتَصِرُ فَيَطْلُبُ بِدَمِ ٱلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ دِمَاءِ أَصْحَابِهِ فَيَقْتُلُ وَ يَسْبِي حَتَّى يَخْرُجَ ٱلسَّفَّاحُ.

جابر جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا، آپؑ فرماتے تھے: خدا کی قسم! امام قائم علیہ السلام کی وفات کے بعد ہم اہلِ بیتؑ میں سے ایک شخص تین سو نو سال حکومت کرے گا۔

میں نے عرض کیا: یہ کب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: امام قائمؑ کے بعد ہوگا۔

میں نے عرض کیا: امام قائم علیہ السلام قیام کے بعد کتنے دن حکومت کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: انیس سال (حکومت کریں گے) پھر منتصر ② (رجعت کرکے) خروج کرے گا اور وہ امام حسین علیہ السلام کے خون اور ان کے اصحاب کے خون کے انتقام میں

---

① مختصر بصائر الدرجات: ص ۳۸؛ بحارالانوار: جلد ۵۳، ص ۱۴۵، ح ۲؛ الایقاظ من الہجعہ: ص ۳۹۳؛ المحتضر: ص ۴۹؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۰۱

② اس سے مراد امام حسین علیہ السلام ہیں۔

دشمنوں کو قتل کرے گا اور قید کرے گا حتیٰ کہ سفاح ① (رجعت کرکے) خروج کرے گا۔ ②

قولِ مؤلف: اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ یہ کتاب انتہا کو پہنچی اور درود ہو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کی آلِ اخیارؑ پر کہ جن سے اللہ نے رجس کو دُور رکھا اور اس طرح پاک کیا جیسے پاک کرنے کا حق ہے۔

قولِ مترجم: میں ذاتِ احدیت کا بے حد شکر گزار ہوں کہ جس کی نصرت سے اور محمدؐ و آلِ محمدؑ کی تائید و امداد سے "کتاب الغیبۃ" (غیبت طوسی) کا ترجمہ آج بروز منگل ۳ مارچ ۲۰۲۰ء بمطابق ۸ رجب ۱۴۴۱ھ بوقت ۸:۱۵ بجے شب بمقام لاہور بخیر و عافیت پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہٖ محمد وآلہ الطاہرین

---

① اس سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

② مختصر بصائر الدرجات: ص ۱۷۳، ح ۱۱۰؛ بحارالانوار: جلد ۵۲، ص ۲۹۸، ح ۶۱ و جلد ۵۳، ص ۱۰۰، ح ۱۲۱ و ص ۱۴۵، ح ۳؛ الایقاظ من الہجعہ: ص ۳۳۷، ح ۶۱؛ الاختصاص: ص ۲۵۷؛ غیبۃ نعمانی: ص ۳۳۱، ح ۳؛ اثبات الھداۃ: جلد ۳، ص ۵۵۷، ح ۶۰۹؛ تفسیر العیاشی: جلد ۲، ص ۳۲۶، ح ۲۴؛ تفسیر البرہان: جلد ۲، ص ۴۶۵، ح ۲؛ حلیۃ الابرار: جلد ۲، ص ۶۴۰؛ منتخب الانوار المضیئہ: ص ۲۰۲

Scanned with CamScanner